وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

صحیح البخاری

مؤلّفہ

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

ترجمہ

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ﷺ

شرح

مرکزی ٹیم

جلد پانزدھم

اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ

ISLAM INTERNATIONAL PUBLICATIONS LTD

صحیح بخاری

اردو ترجمہ از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ
شرح از مرکزی ٹیم
(جلد پانزدہم)

Sahih Bukhari
with Urdu Translation and Commentary – Volume 15

First edition published in Eleven Parts (1–11)
First two parts published by Nazarat Taleef-o-Tasneef Qadian in 1930s.
Part 3–15 published by Idaratul-Musannifeen Rabwah between 1960–1976.

Second revised edition (with new typesetting), Volumes (1–11)
First 11 Volumes published, 2005–2017
Reprinted in Qadian, India 2006, 2016
Reprinted in Turkey, 2019

Present edition (Volume 12-16) printed in Turkey, 2023
with Urdu translation By Hazrat Syed Zainul-Abideen Waliyyullah Shah
& commentary by central committee

© **Islam International Publications Ltd.**

Published by:
Islam International Publications Ltd
Unit 3, Bourne Mill Business Park,
Guildford Road, Farnham, Surrey UK, GU9 9PS

Printed in Turkey at:

Levent Offset

For further information, please visit www.alislam.org

ISBN: 978-1-84880-206-3 (Set Vol. 12-16)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ (الحشر:۸)

(ترجمہ: اور رسول جو تمہیں عطا کرے تو اسے لے لو اور جس سے تمہیں روکے اُس سے رُک جاؤ۔)

حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کل انسانیت کے لئے اسوہ حسنہ ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے محدثین کے ذریعہ ہمارے پاک نبی ﷺ کے اقوال کو جمع کرنے اور ان کی تدوین و اشاعت کے اسباب بھی پیدا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ ”قرآن شریف کی اور احادیث کی جو پیغمبر خدا سے ثابت ہیں اِتّباع کریں۔ ضعیف سے ضعیف حدیث بھی بشرطیکہ وہ قرآن شریف کے مخالف نہ ہو ہم واجب العمل سمجھتے ہیں اور بخاری اور مسلم کو بعد کتاب اللہ اصحّ الکتب مانتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۰۸،۱۰۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری کے ترجمہ و شرح کے کام کو شروع کیا۔ آپ کی وفات کے بعد یہ پراجیکٹ ادارۃ المصنفین اور پھر نظارت اشاعت کے زیر انتظام جاری رہا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر ’صحیح البخاری۔ ترجمہ و شرح‘ کی گیارہ جلدوں کی انگلستان سے طباعت ہو چکی ہے اور اب بقیہ جلد بارہ تا سولہ کی طباعت کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت رسول کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور پاک تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

منیر الدین شمس

ایڈیشنل وکیل التصنیف

جنوری ۲۰۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ بخاری ترجمہ و شرح کی پندرھویں جلد طبع ہو گئی ہے۔ یہ جلد کتاب الدعوات، کتاب الرقاق، کتاب القدر، کتاب الأیمان والنذور کتاب کفارات الایمان، کتاب الفرائض، کتاب الحدود اور کتاب الدیات پر مشتمل ہے۔اس جلد میں جماعتی لٹریچر میں سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ، خلفاءِ سلسلہ نیز حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور علماءِ سلسلہ کے رشحاتِ قلم کا بہترین انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہؐ کی یہ تشریحات جن کا انتخاب سلسلہ کے لٹریچر سے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس علمی کاوش کو قبول فرمائے اور احباب جماعت کے ازدیادِ ایمان و معرفت کا باعث بنائے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے مقدس نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر کروڑوں درود و سلام کے بعد اپنے جان سے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ممنونِ احسان ہیں جن کی دعائیں، توجہ اور رہنمائی قدم قدم پر مرکزی ٹیم کے لئے خضرِ راہ رہی۔ اللہ تعالیٰ معاونت کرنے والے تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرس

۸۰- کِتَابُ الدَّعَوَاتِ

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا ۴

بَاب ۱: وَلِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ ..... اور ہر ایک نبی کی ایک خاص دعا ہوتی ہے جو قبول کی جاتی ہے ۵

بَاب ۲: أَفْضَلُ الِاسْتِغْفَارِ ..... بہترین استغفار ۹

باب ۳: اسْتِغْفَارُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ..... نبی ﷺ کا دن اور رات میں استغفار کرنا ۱۳

بَاب ٤: التَّوْبَةُ ..... توبہ کرنا ۱۶

بَاب ٥: الضَّجْعُ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ ..... داہنی کروٹ پر لیٹنا ۲۰

بَاب ٦: إِذَا بَاتَ طَاهِرًا ..... جب رات بھر باوضو رہے ۲۱

بَاب ۷: مَا يَقُولُ إِذَا نَامَ ..... کیا کہے جب سوئے ۲۴

بَاب ۸: وَضْعُ الْيَدِ تَحْتَ الْخَدِّ الْيُمْنَى ..... (دایاں) ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھنا ۲۷

بَاب ۹: النَّوْمُ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ ..... داہنی کروٹ سونا ۲۷

بَاب ۱۰: الدُّعَاءُ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ ..... رات کو جب جاگ پڑے تو دعا کرنا ۳۰

بَاب ۱۱: التَّكْبِيرُ وَالتَّسْبِيحُ عِنْدَ الْمَنَامِ ..... سوتے وقت اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنا ۳۶

بَاب ۱۲: التَّعَوُّذُ وَالْقِرَاءَةُ عِنْدَ الْمَنَامِ ..... سونے کے وقت شیطان سے پناہ مانگنا اور قرآن پڑھنا ۳۸

باب ۱۳: ۴۰

بَاب ١٤: الدُّعَاءُ نِصْفَ اللَّيْلِ ..... آدھی رات کو دعا کرنا ۴۱

بَاب۱۵: الدُّعَاءُ عِنْدَ الْخَلَاءِ ..... بیت الخلاء کو جاتے وقت دعا کرنا ۴۵

بَاب۱۶: مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ ..... جب صبح اُٹھے تو کیا کہے ۴۶

بَاب۱۷: الدُّعَاءُ فِي الصَّلَاةِ ..... نماز میں دعا کرنا ۴۹

بَاب۱۸: الدُّعَاءُ بَعْدَ الصَّلَاةِ ..... نماز کے بعد دعا کرنا ۵۲

بَاب۱۹: قَوْلُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ..... اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانا: تو ان کے لئے دعائے رحمت کر ۵۶

بَاب۲۰: مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ فِي الدُّعَاءِ ..... دعا میں قافیہ بندی جو مکروہ ہے ۶۲

بَاب۲۱: لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ ..... سنجیدگی اور وثوق سے مانگے جو مانگے کیونکہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں ۶۴

بَاب۲۲: يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ ..... بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ جلدی نہ کرے ۶۶

بَاب۲۳: رَفْعُ الْأَيْدِي فِي الدُّعَاءِ ..... دعا میں ہاتھ اُٹھانا ۶۸

بَاب۲۴: الدُّعَاءُ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ ..... دعا مانگنا بغیر اس کے کہ قبلہ رُخ ہو ۶۹

بَاب۲۵: الدُّعَاءُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ..... قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا ۶۹

بَاب۲۶: دَعْوَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهِ بِطُولِ الْعُمُرِ وَبِكَثْرَةِ مَالِهِ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خادم کے لئے درازیٔ عمر اور کثرتِ مال کی دعا کرنا ۷۰

بَاب۲۷: الدُّعَاءُ عِنْدَ الْكَرْبِ ..... گھبراہٹ کے وقت دعا کرنا ۷۱

بَاب۲۸: التَّعَوُّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ ..... مصیبت کی تکلیف سے پناہ مانگنا ۷۲

بَاب۲۹: دُعَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا کرنا: اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملانا ۷۳

بَاب۳۰: الدُّعَاءُ بِالْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ ..... مرنے یا جینے کی دعا کرنا ۷۶

بَاب۳۱: الدُّعَاءُ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحُ رُءُوسِهِمْ ..... بچوں کے لئے برکت کی دعا کرنا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا ۷۸

بَاب۳۲: الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ..... نبی ﷺ کے لئے رحمت خاص کی دعا کرنا ۸۱

بَاب۳۳: هَلْ يُصَلَّى عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر بھی ۸۵
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... درود بھیجا جا سکتا ہے .....

بَاب۳٤: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا کرنا: جسے میں ۸۹
مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّرَحْمَةً ..... تکلیف دوں تو یہ تکلیف اُس کے لئے پاکیزگی اور
رحمت کا موجب بنا دے .....

بَاب۳۵: التَّعَوُّذُ مِنَ الْفِتَنِ ..... فتنوں سے پناہ مانگنا ۹۱

بَاب۳٦: التَّعَوُّذُ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ ..... لوگوں کے غلبہ سے پناہ مانگنا ۹۳

بَاب۳۷: التَّعَوُّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ..... عذاب قبر سے پناہ مانگنا ۹٦

بَاب۳۸: التَّعَوُّذُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ..... زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگنا ۱۰۱

بَاب۳۹: التَّعَوُّذُ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ..... ایسی بات سے پناہ مانگنا جو گناہ کا موجب ہو اور ۱۰۳
اس بات سے جو چٹی کا موجب ہو .....

بَاب٤۰: الِاسْتِعَاذَةُ مِنَ الْجُبْنِ وَالْكَسَلِ ..... بزدلی اور سستی سے پناہ مانگنا ۱۰۹

بَاب٤۱: التَّعَوُّذُ مِنَ الْبُخْلِ ..... بخل سے پناہ مانگنا ۱۱۲

بَاب٤۲: التَّعَوُّذُ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ ..... نکمی عمر سے پناہ مانگنا ۱۱۴

بَاب٤۳: الدُّعَاءُ بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْوَجَعِ ..... وبا اور بیماری کے دور ہونے کی دعا کرنا ۱۱٦

بَاب٤٤: الِاسْتِعَاذَةُ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ نکمی عمر سے اور دنیا کے فتنے سے اور آگ کے ۱۲۰
الدُّنْيَا وَمِنْ وَفِتْنَةِ النَّارِ ..... فتنے سے پناہ مانگنا .....

بَاب٤۵: الِاسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنَى ..... دولتمندی کے فتنے سے پناہ مانگنا ۱۲۲

بَاب٤٦: التَّعَوُّذُ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ ..... محتاجی کے فتنے سے پناہ مانگنا ۱۲۵

بَاب٤۷: الدُّعَاءُ بِكَثْرَةِ الْمَالِ وَالْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ ..... برکت کے ساتھ بہت مال اور اولاد کی دعا کرنا ۱۲۹

باب: الدُّعَاءُ بِكَثْرَةِ الْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ ..... برکت کے ساتھ بہت اولاد ہونے کی دعا کرنا ۱۳۱

بَاب٤۸: الدُّعَاءُ عِنْدَ الِاسْتِخَارَةِ ..... استخارہ کے وقت دعا کرنا ۱۳۱

بَاب٤۹: الدُّعَاءُ عِنْدَ الْوُضُوءِ ..... وضو کرتے وقت دعا کرنا ۱۳۵

بَاب۵۰: الدُّعَاءُ إِذَا عَلَا عَقَبَةً ..... جب گھاٹی پر چڑھے تو دعا کرنا ۱۳٦

بَاب۵۱: الدُّعَاءُ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا ..... جب کسی وادی میں اُترے تو اس وقت دعا کرنا ۱۳۷

بَاب۵۲: الدُّعَاءُ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ رَجَعَ ..... جب سفر کا ارادہ کرے یا لَوٹے تو دعا کرنا ۱۳۷

بَاب۵۳: الدُّعَاءُ لِلْمُتَزَوِّجِ ..... نکاح کرنے والے کے لئے دعا کرنا ۱۴۱

بَاب۵۴: مَا يَقُولُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ ..... جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا دعا کرے ۱۴۲

بَاب۵۵: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا کرنا: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر ۱۴۴

بَاب۵۶: التَّعَوُّذُ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا ..... دنیا کے فتنہ سے پناہ مانگنا ۱۴۵

بَاب۵۷: تَكْرِيرُ الدُّعَاءِ ..... دعا کو بار بار دُہرانا ۱۴۷

بَاب۵۸: الدُّعَاءُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ ..... مشرکوں کے مغلوب ہونے کی دعا کرنا ۱۵۰

بَاب۵۹: الدُّعَاءُ لِلْمُشْرِكِينَ ..... مشرکین کے لئے دعا کرنا ۱۵۵

بَاب۶۰: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ ..... نبی ﷺ کا دعا کرنا: اے اللہ! مجھ پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے ان امور میں مجھ سے درگزر فرما جو پیچھے کرنے تھے اور میں نے پہلے کر لئے، اور جو پہلے کرنے تھے اور میں نے پیچھے کر ڈالے ۱۵۷

بَاب۶۱: الدُّعَاءُ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ ..... اس خاص گھڑی میں دعا کرنا جو جمعہ کے دن ہوتی ہے ۱۵۹

بَاب۶۲: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُودِ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِينَا ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: یہود کے متعلق ہماری دعا قبول کی جاتی ہے اور ان کی دعا ہمارے متعلق قبول نہیں کی جاتی ۱۶۰

بَاب۶۳: التَّأْمِينُ ..... آمین کہنا ۱۶۲

بَاب۶۴: فَضْلُ التَّهْلِيلِ ..... لا الٰہ الا اللہ کہنے کی فضیلت ۱۶۳

بَاب۶۵: فَضْلُ التَّسْبِيحِ ..... سبحان اللہ کہنے کی فضیلت ۱۶۶

بَاب۶۶: فَضْلُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ..... اللہ عزوجل کے ذکر کی فضیلت ۱۶۸

بَاب۶۷: قَوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ ..... لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللہِ کہنا ۱۷۱

بَاب۶۸: لِلَّهِ مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدَةٍ ..... اللہ کے ایک کم سو نام ہیں ۱۷۲

بَاب۶۹: الْمَوْعِظَةُ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ ..... وقتاً فوقتاً وعظ و نصیحت کرنا ۱۷۴

۸۱- كِتَابُ الرِّقَاقِ

بَاب ۱: مَا جَاءَ فِي الرِّقَاقِ ..... دل گداز باتوں کے متعلق جو آیا ہے ۱۷۶

بَاب ۲: مَثَلُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ ..... آخرت کے مقابل میں دنیا کی مثال ۱۷۹

بَاب ۳: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: دنیا میں تُو اس طرح بسر کر گویا کہ تُو پردیسی ہے یا راہ چلتا مسافر ۱۸۱

بَاب ٤: فِي الْأَمَلِ وَطُولِهِ ..... آرزو اور طول امل کے متعلق ۱۸۴

بَاب ٥: مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ اللهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ ..... جو ساٹھ سال کو پہنچ گیا تو پھر اللہ اس کو اتنی عمر دے چکا کہ اب اس کے لئے کوئی عذر کرنے کی گنجائش نہ رہی ۱۸۷

بَاب ٦: الْعَمَلُ الَّذِي يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ ..... وہ کام جس کے ذریعہ سے اللہ کی رضامندی کی خواہش کی جائے ۱۸۹

بَاب ۷: مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهَرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسُ فِيهَا ..... دنیا کی زیبائش اور اس کی خواہش سے جو ڈرایا جاتا ہے ۱۹۰

بَاب ۸: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ..... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اے لوگو! اللہ کا وعدہ اٹل ہے اس لئے دنیا کی زندگی تمہیں کہیں دھوکا نہ دے ... ۱۹۷

بَاب ۹: ذَهَابُ الصَّالِحِينَ ..... نیکوں کا چلے جانا ۱۹۸

بَاب ۱۰: مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ ..... مال کے فتنے سے بچنا ۱۹۹

بَاب ۱۱: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْمَالُ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: یہ مال ہرا بھرا شیریں ہے ۲۰۵

بَاب ۱۲: مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ ..... جس نے اپنے مال کو آگے بھیج دیا تو وہی مال اس کا مال ہے ۲۰۶

بَاب ۱۳: الْمُكْثِرُونَ هُمُ الْمُقِلُّونَ ..... جتنے زیادہ مال دار ہیں وہی زیادہ نادار ہوں گے ۲۰۷

بَاب ۱٤: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أُحُدٍ هذا ذَهَبًا ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: میں پسند نہیں کرتا کہ میرے لئے اس اُحد کے برابر سونا ہو ۲۱۱

بَاب۱۵: الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ	غِنٰی وہ ہے جو دل کا غِنٰی ہو	۲۱۵
بَاب۱۶: فَضْلُ الْفَقْرِ	درویشانہ زندگی کی فضیلت	۲۱۷
بَاب۱۷: كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کس طرح زندگی بسر کرتے تھے	۲۲۰
باب۱۸: الْقَصْدُ وَالْمُدَاوَمَةُ عَلَى الْعَمَلِ	میانہ روی اور عملِ دوام	۲۲۹
بَاب۱۹: الرَّجَاءُ مَعَ الْخَوْفِ	خوف کے ساتھ اُمید رکھنا	۲۳۶
بَاب۲۰: الصَّبْرُ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ	اللہ کی حرام کردہ باتوں سے اپنے آپ کو روکے رکھنا	۲۳۸
بَاب۲۱: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ	اور جو اللہ پر توکل کرے گا تو وہ اس کے لیے کافی ہو گا	۲۴۱
بَاب۲۲: مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيلَ وَقَالَ	قیل و قال جو ناپسندیدہ ہے	۲۴۲
بَاب۲۳: حِفْظُ اللِّسَانِ	زبان کو محفوظ رکھنا	۲۴۵
باب۲۴: الْبُكَاءُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	اللہ عزوجل کی خشیت کی وجہ سے رونا	۲۴۸
بَاب۲۵: الْخَوْفُ مِنَ اللهِ	اللہ (کی ناراضگی) سے ڈرنا	۲۵۰
بَاب۲۶: الِانْتِهَاءُ عَنِ الْمَعَاصِي	گناہوں سے رک جانا	۲۵۳
بَاب۲۷: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تم ہنستے تھوڑا اور روتے بہت	۲۵۶
بَاب۲۸: حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ	آگ نفسانی خواہشوں سے ڈھکی ہوئی ہے	۲۵۸
باب۲۹: اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ	جنت تم میں سے ایک کے اس کی جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور آگ بھی اسی طرح ...	۲۵۹
بَاب۳۰: لِيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ	چاہیے کہ وہ اُن کی طرف دیکھے جو اُس سے نیچے ہیں اور اُن کی طرف نہ دیکھے جو اُس سے اوپر ہیں ...	۲۶۱
بَاب۳۱: مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ	جو بدی یا نیکی کرنے پر آمادہ ہوا	۲۶۲
بَاب۳۲: مَا يُتَّقَى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ	چھوٹے چھوٹے گناہوں سے جو بچا جائے	۲۶۳

بَاب۳۳: الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ وَمَا يُخَافُ مِنْهَا ..... اعمال کا اعتبار انجام پر ہے اور (بُرے) انجام سے ڈرنا ۲۶۵

بَاب۳٤: الْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِنْ خُلَّاطِ السُّوءِ ..... تنہائی بُرے ہم نشینوں سے راحت کا موجب ہوتی ہے ۲۶۷

بَاب۳۵: رَفْعُ الْأَمَانَةِ ..... امانت کا اُٹھ جانا ۲۶۹

بَاب۳٦: الرِّيَاءُ وَالسُّمْعَةُ ..... ریاکاری اور شہرت پسندی ۲۷۴

بَاب۳۷: مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ ..... جس نے اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کیا ۲۷۶

بَاب۳۸: التَّوَاضُعُ ..... انکساری سے پیش آنا ۲۷۷

بَاب۳۹: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا میری بعثت اور وہ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ ..... گھڑی یوں ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں ۲۸۰

بَاب٤۰: ۲۸۲

بَاب٤۱: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ ..... جس نے اللہ کی ملاقات کی چاہت کی اللہ نے اس کی ملاقات کی چاہت کی ۲۸۴

بَاب٤۲: سَكَرَاتُ الْمَوْتِ ..... موت کی بے ہوشیاں ۲۸۹

بَاب٤۳: نَفْخُ الصُّورِ ..... نفخ صور ۲۹۴

بَاب٤٤: يَقْبِضُ اللهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ..... اللہ قیامت کے دن زمین کو سمیٹ لے گا ۲۹۷

بَاب٤۵: كَيْفَ الْحَشْرُ ..... حشر کیسے ہو گا ۲۹۹

بَاب٤٦: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ..... اللہ عزوجل کا فرمانا: اس گھڑی کی ہلچل بہت ہی بڑی مصیبت ہو گی ۳۰۸

بَاب٤۷: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: کیا یقین نہیں کرتے یہ لوگ کہ اُنہیں اُٹھایا جائے گا ۳۱۱

بَاب٤۸: الْقِصَاصُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ..... قیامت کے روز بدلہ لیا جانا ۳۱۳

بَاب٤۹: مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ ..... جس سے حساب کرید کرید کر پوچھا جائے گا اُسے سزا دی جائے گی ۳۱۷

بَاب ۵۰: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ..... جنت میں ستر ہزار بغیر حساب کے داخل ہوں گے... ۳۲۲
بَاب ۵۱: صِفَةُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ..... دوزخ اور جنت کی کیفیت ۳۲۸
بَاب ۵۲: الصِّرَاطُ جَسْرُ جَهَنَّمَ ..... صراط جہنم کا پل ہے ۳۴۵
بَاب ۵۳: فِي الْحَوْضِ ..... حوض کوثر کے متعلق ۳۵۰

۸۲ - كِتَابُ الْقَدَرِ

بَاب ۱: ۳۶۸
بَاب ۲: جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللهِ ..... جو کچھ اللہ کے علم میں ہے اس پر قلم پھر کر خشک بھی ہوگئی ۳۷۰
بَاب ۳: اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ ..... اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ وہ کرنے والے تھے ۳۷۲
بَاب ٤: وَكَانَ أَمْرُ اللهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ..... اور اللہ کا امر ایک ایسا اندازہ ہے جس کے حدود مقرر ہو چکے ۳۷۹
بَاب ۵: الْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيمِ ..... عمل کا اعتبار انجام پر ہی ہوتا ہے ۳۸۴
بَاب ٦: إِلْقَاءُ الْعَبْدِ النَّذْرُ إِلَى الْقَدَرِ ..... نذر بندے کو تقدیر کے ہی حوالے کرتی ہے ... ۳۸۸
بَاب ۷: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ ..... نہ بدی سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت، مگر اللہ ہی کی مدد سے ۳۹۰
بَاب ۸: الْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللهُ ..... معصوم وہ ہے جس کو اللہ نے گناہوں سے بچایا..... ۳۹۲
بَاب ۹: وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ..... اور ہر ایک بستی جسے ہم نے ہلاک کیا ہے اس کے لیے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے بسنے والے لوٹ کر اس دنیا میں نہیں آئیں گے ۳۹۶
بَاب ۱۰: وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ..... وہ رؤیا جو ہم نے تمہیں دکھائی تھی محض اس لیے دکھائی تھی کہ ہم اُسے لوگوں کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنائیں ۳۹۸
بَاب ۱۱: تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسَى عِنْدَ اللهِ ..... آدمؑ اور موسیٰؑ دونوں اللہ کے پاس جھگڑے ۴۰۳

بَاب۱۲: لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللهُ ..... جو اللہ دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں ۴۰۴

بَاب۱۳: مَنْ تَعَوَّذَ بِاللهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ جس نے بدبختی اور بدقسمتی سے اللہ کی پناہ لی ۴۰۷

بَاب۱٤: يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ ..... وہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان روک ہو جاتا ہے ۴۰۸

باب۱۵: قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ..... تو (ان سے) کہہ دے ہم کو تو وہی پہنچتا ہے جو اللہ نے ہمارے لئے مقرر کر چھوڑا ہے ۴۰۹

بَاب۱٦: وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ..... ہم تو ایسے نہیں تھے کہ راہ راست پر آتے اگر اللہ نے ہماری راہنمائی نہ کی ہوتی ۴۱۱

۸۳ - كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ

بَاب۱: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِي اَيْمَانِكُمْ ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تمہاری قسموں میں جو لغو ہو اُس پر اللہ تم سے مؤاخذہ نہیں کرتا ۴۱۶

بَاب۲: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللهِ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: اللہ کی قسم ۴۲۱

بَاب۳: كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کیا ہوا کرتی تھی ۴۲۲

بَاب٤: لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ ..... اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھایا کرو ۴۳۳

بَاب۵: لَا يُحْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ ..... لات و عزیٰ کی قسم نہ کھائی جائے اور نہ ہی طاغوتوں کی ۴۳۸

بَاب٦: مَنْ حَلَفَ عَلَى الشَّيْءِ وَإِنْ لَّمْ يُحَلَّفْ ..... جس نے کسی بات پر قسم کھائی گو اُسے قسم نہ دی گئی ہو ۴۳۹

بَاب۷: مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى مِلَّةِ الْإِسْلَامِ ..... جس نے اسلام کے مذہب کے سوا کسی اور مذہب کی قسم کھائی ۴۴۰

بَاب۸: لَا يَقُولُ مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ ..... یوں نہ کہے جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں ۴۴۰

بَاب۹: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ..... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: انہوں نے اللہ کی بڑی پکی قسمیں کھائیں ۴۴۲

بَاب۱۰: إِذَا قَالَ أَشْهَدُ بِاللهِ أَوْ شَهِدْتُ بِاللهِ ..... اگر کوئی یوں کہے: أَشْهَدُ بِاللهِ یا شَهِدْتُ بِاللهِ ... ۴۴۵

بَاب ۱۱: عَهْدُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ..... اللہ عزوجل کا عہد ۴۴۶

بَاب ۱۲: الْحَلِفُ بِعِزَّةِ اللهِ وَصِفَاتِهِ وَكَلِمَاتِهِ ..... اللہ کی عزت، اس کی صفات اور اس کے کلام کی قسم کھانا ۴۴۸

بَاب ۱۳: قَوْلُ الرَّجُلِ لَعَمْرُ اللهِ ..... آدمی کا کہنا: اللہ کی بقا کی قسم ۴۵۲

بَاب ۱٤: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ ..... اللہ تمہاری قسموں میں سے جو لغو ہیں اُن پر تم سے مؤاخذہ نہیں کرے گا ۴۵۳

بَاب ۱۵: إِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الْأَيْمَانِ ..... اگر قسم کھانے کے بعد بھول کر اس کو توڑ ڈالے ... ۴۵۵

بَاب ۱٦: الْيَمِينُ الْغَمُوسِ ..... عمداً جھوٹی قسم کھانا ۴٦۳

بَاب ۱۷: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ..... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ سے تھوڑا سا مول لیتے ہیں ۴٦۵

بَاب ۱۸: الْيَمِينُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ ..... اس چیز کے متعلق قسم کھانا جس کا وہ مالک نہیں ہے ... ۴٦۹

بَاب ۱۹: إِذَا قَالَ وَاللهِ لَا أَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ فَصَلَّى أَوْ قَرَأَ ..... اگر کوئی کہے اللہ کی قسم آج میں بات نہیں کروں گا پھر وہ نماز پڑھے یا قرآن پڑھے ۴۷۵

بَاب ۲۰: مَنْ حَلَفَ أَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلَى أَهْلِهِ شَهْرًا ..... جس نے قسم کھائی کہ وہ اپنی بیوی کے پاس ایک مہینہ نہیں جائے گا ۴۷۷

بَاب ۲۱: إِذَا حَلَفَ أَنْ لَّا يَشْرَبَ نَبِيذًا فَشَرِبَ طِلَاءً أَوْ سَكَرًا أَوْ عَصِيرًا ..... اگر کوئی قسم کھائے کہ وہ نبیذ نہیں پیئے گا اور اس نے شیرہ یا نشہ آور چیز یا انگور کا رس پی لیا ۴۷۹

بَاب ۲۲: إِذَا حَلَفَ أَنْ لَّا يَأْتَدِمَ فَأَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ ..... اگر کوئی قسم کھائے کہ سالن نہیں کھائے گا پھر اس نے کھجور کو روٹی کے ساتھ کھالیا ۴۸۱

بَاب ۲۳: النِّيَّةُ فِي الْأَيْمَانِ ..... قسموں میں نیت کرنا ۴۸۴

بَاب ۲٤: إِذَا أَهْدَى مَالَهُ عَلَى وَجْهِ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ ..... اگر کوئی نذر یا توبہ کے طور پر اپنا مال تحفۃً پیش کرے ۴۸۵

بَاب ۲۵: إِذَا حَرَّمَ طَعَامًا ..... اگر کوئی شخص (اپنے) کھانے کی چیز کو حرام کرے ۴۸۷

بَاب ۲٦: الْوَفَاءُ بِالنَّذْرِ ..... نذر پوری کرنا ۴۹۰

بَاب ۲۷: إِثْمُ مَنْ لَّا يَفِي بِالنَّذْرِ ..... اس شخص کا گناہ جو نذر کو پورا نہیں کرتا ۴۹۲

بَاب۲۸: النَّذْرُ فِي الطَّاعَةِ ..... فرمانبرداری کی نذر ماننا ۴۹۳

بَاب۲۹: إِذَا نَذَرَ أَوْ حَلَفَ أَنْ لَّا يُكَلِّمَ إِنْسَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَسْلَمَ ..... اگر کسی نے زمانہ جاہلیت میں یہ نذر مانی ہو یا قسم کھائی ہو کہ وہ کسی انسان سے بات نہیں کرے گا اور پھر وہ مسلمان ہو گیا ہو ۴۹۴

بَاب۳۰: مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ ..... اگر کوئی مر جائے اور اس کے ذمے کوئی نذر ہو ... ۴۹۵

بَاب۳۱: النَّذْرُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي مَعْصِيَةٍ ..... ایسی بات میں نذر ماننا جس کا وہ مالک نہیں ہے نیز اللہ کی نافرمانی کی نذر ماننا ۴۹۷

بَاب۳۲: مَنْ نَّذَرَ أَنْ يَّصُومَ أَيَّامًا فَوَافَقَ النَّحْرَ أَوِ الْفِطْرَ ..... جس نے یہ منت مانی ہو کہ وہ کچھ دن روزہ رکھے گا اور اتفاق سے اس کا روزہ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن آجائے ۵۰۰

بَاب۳۳: هَلْ يَدْخُلُ فِي الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ الْأَرْضُ كیا قسموں اور نذروں میں زمین اور بکریاں اور وَالْغَنَمُ وَالزَّرْعُ وَالْأَمْتِعَةُ ..... کھیتیاں اور اسباب بھی داخل ہوتے ہیں ۵۰۱

٨٤ - كِتَابُ كَفَّارَاتِ الْأَيْمَانِ

بَاب۱: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مَسٰكِيْنَ ..... مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے ۵۰۴

بَاب۲: قَوْلُهُ تَعَالَى قَدْ فَرَضَ اللهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اللہ نے تمہارے لئے یہ مقرر أَيْمَانِكُمْ ..... کیا ہے کہ تم اپنی قسموں کا کفارہ دے کر ان سے آزاد ہو جایا کرو ۵۰۶

بَاب۳: مَنْ أَعَانَ الْمُعْسِرَ فِي الْكَفَّارَةِ ..... جس نے کفارہ ادا کرنے میں تنگ دست کی مدد کی ... ۵۰۸

بَاب٤: يُعْطِي فِي الْكَفَّارَةِ عَشَرَةَ مَسَاكِينَ قَرِيبًا كفارہ میں دس مسکینوں کو دے خواہ قریبی ہوں كَانَ أَوْ بَعِيدًا ..... یا دُور کے ۵۰۹

بَاب۵: صَاعُ الْمَدِينَةِ وَمُدُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَرَكَتُهُ ..... مدینہ والوں کا صاع اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مُدّ اور اس کی برکت ۵۱۰

بَاب٦: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یا ایک (غلام کی) گردن کا آزاد کرنا ۵۱۳

بَاب۷: عِتْقُ الْمُدَبَّرِ وَأُمِّ الْوَلَدِ وَالْمُكَاتَبِ فِي الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا ..... کفارہ میں مدبر اور اُم الولد اور مکاتب کا آزاد کرنا نیز ولد الزنا کا آزاد کرنا ۵۱۶

باب: إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ ..... اگر کوئی ایسا غلام آزاد کرے جو اُس کے اور کسی دوسرے کے درمیان مشترک ہو ۵۱۸

بَاب۸: إِذَا أَعْتَقَ فِي الْكَفَّارَةِ لِمَنْ يَكُونُ وَلَاؤُهُ ..... اگر کفارے میں غلام آزاد کردے تو اُس کی وراثت کا حق کس کا ہوگا ۵۱۹

بَاب۹: الِاسْتِثْنَاءُ فِي الْأَيْمَانِ ..... قسموں میں (انشاء اللہ کہہ کر) استثناء کرنا ۵۲۱

بَاب۱۰: الْكَفَّارَةُ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَهُ ..... قسم توڑنے سے پہلے اور اس کے بعد کفارہ دینا ۵۲۴

۸۵ - كِتَابُ الْفَرَائِضِ

بَاب۱: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اللہ تم کو تمہاری اولاد کے متعلق یہ تاکیدی حکم کرتا ہے ۵۳۲

بَاب۲: تَعْلِيمُ الْفَرَائِضِ ..... فرائض کا سکھانا ۵۳۷

بَاب۳: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے ۵۳۹

بَاب٤: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: جو کوئی جائیداد چھوڑ جائے تو وہ اس کے رشتہ داروں کی ہوگی ۵۴۹

بَاب۵: مِيرَاثُ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ ..... اولاد کا ان کے ماں باپ کی طرف سے وراثت کا حق ۵۵۰

بَاب٦: مِيرَاثُ الْبَنَاتِ ..... بیٹیوں کا حق وراثت ۵۵۲

بَاب۷: مِيرَاثُ ابْنِ الِابْنِ إِذَا لَمْ يَكُنْ ابْنٌ ..... پوتے کا حق وراثت جب بیٹا نہ ہو ۵۵۵

بَاب۸: مِيرَاثُ ابْنَةِ الِابْنِ مَعَ ابْنَةٍ ..... بیٹی کے ساتھ پوتی کا حق وراثت ۵۵۷

بَاب۹: مِيرَاثُ الْجَدِّ مَعَ الْأَبِ وَالْإِخْوَةِ ..... باپ اور بھائیوں کے ساتھ دادا کا حق وراثت ۵۵۸

بَاب۱۰: مِيرَاثُ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ ..... اولاد وغیرہ کے ساتھ خاوند کا حق وراثت ۵۶۱

بَاب ۱۱: مِيرَاثُ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ ..... اولاد وغیرہ کے ساتھ عورت اور خاوند کا حق وراثت ۵۶۲

بَاب ۱۲: مِيرَاثُ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةٌ ..... خاندانی تعلق کی وجہ سے بہنوں کا حقِ وراثت بیٹیوں کے ساتھ ۵۶۳

بَاب ۱۳: مِيرَاثُ الْأَخَوَاتِ وَالْإِخْوَةِ ..... بہن بھائیوں کا حق وراثت ۵۶۴

بَاب ۱٤: يَسْتَفْتُونَكَ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ..... وہ تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تو کہہ اللہ تمہیں کلالہ کے متعلق یہ حکم دیتا ہے ۵۶۵

بَاب ۱۵: ابْنَيْ عَمٍّ أَحَدُهُمَا أَخٌ لِلْأُمِّ وَالْآخَرُ زَوْجٌ.. چچا کے دو بیٹے ان میں سے ایک ماں کی طرف سے بھائی ہو اور دوسرا خاوند ہو ۵۶۶

بَاب ۱٦: ذَوِي الْأَرْحَامِ ..... رحمی رشتہ دار ۵۶۷

بَاب ۱۷: مِيرَاثُ الْمُلَاعَنَةِ ..... لعان کرنے والی عورت کا حق وراثت ۵۶۹

بَاب ۱۸: الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً ..... بچہ اسی کا ہوگا جس کے بستر پر جنا گیا خواہ وہ آزاد عورت ہو یا لونڈی ۵۷۰

بَاب ۱۹: الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَمِيرَاثُ اللَّقِيطِ ..... حقِ وراثت اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے اور رستے میں پڑے ہوئے بچے کا حقِ وراثت ۵۷۲

بَاب ۲۰: مِيرَاثُ السَّائِبَةِ ..... سائبہ کا حق وراثت ۵۷۶

بَاب ۲۱: إِثْمُ مَنْ تَبَرَّأَ مِنْ مَوَالِيهِ ..... اس شخص کا گناہ جو اپنے مالکوں سے بیزار ہو کر الگ ہو جائے ۵۷۸

بَاب ۲۲: إِذَا أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ ..... اگر کوئی کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو ۵۸۰

بَاب ۲۳: مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ ..... عورتیں آزاد کردہ غلام یا لونڈی کے حق وراثت کی جو وارث ہوتی ہیں ۵۸۲

بَاب ۲٤: مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الْأُخْتِ مِنْهُمْ ..... کسی قوم کا آزاد کردہ غلام انہی میں سے ہوتا ہے اور بہن کا بیٹا بھی انہی سے ہوتا ہے ۵۸۳

بَاب ۲۵: مِيرَاثُ الْأَسِيرِ ..... قیدی کی وراثت ۵۸۴

بَاب ۲٦: لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ ..... مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ کافر مسلمان کا... ۵۸۵

بَاب۲۷ : مِيرَاثُ الْعَبْدِ النَّصْرَانِيِّ وَالْمُكَاتَبِ النَّصْرَانِيِّ نصرانی غلام اور نصرانی مکاتب کی میراث ۵۸۷
بَاب۲۸ : مَنِ ادَّعَى أَخًا أَوِ ابْنَ أَخٍ ..... جس نے بھائی یا بھتیجے کے متعلق دعویٰ کیا ۵۸۷
بَاب۲۹ : مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ ..... جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب ہو ... ۵۸۸
بَاب۳۰ : إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ ابْنًا ..... اگر عورت بیٹے کا دعویٰ کرے ۵۹۰
بَاب۳۱ : الْقَائِفُ ..... قیافہ شناس ۵۹۱

۸۶ - كِتَابُ الْحُدُودِ

بَاب مَا يُحْذَرُ مِنَ الْحُدُودِ ..... جن سزاؤں سے اجتناب کی وعید کی گئی ہے ۵۹۴
بَاب۱ : الزِّنَا وَ شُرْبُ الْخَمْرِ ..... زنا (نہ کرنا) اور شراب (نہ) پینا ۵۹۴
بَاب۲ : مَا جَاءَ فِي ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ ..... شراب پینے والے کو مارنے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں ۵۹۶
بَاب۳ : مَنْ أَمَرَ بِضَرْبِ الْحَدِّ فِي الْبَيْتِ ..... جس نے گھر میں سزا دینے کا حکم دیا ۵۹۷
بَاب٤ : الضَّرْبُ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ ..... چھڑی اور جوتوں سے سزا دینا ۵۹۷
بَاب۵ : مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ ..... شراب پینے والے پر لعنت کرنا ناپسندیدہ اَمر ہے ... ۶۰۰
بَاب٦ : السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ ..... چور جب چوری کرتا ہے ۶۰۵
بَاب۷ : لَعْنُ السَّارِقِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ ..... چور پر لعنت کرنا بشرطیکہ اُس کا نام نہ لیا جائے ۶۰۵
بَاب۸ : الْحُدُودُ كَفَّارَةٌ ..... سزائیں گناہ کا کفارہ ہوتی ہیں ۶۰۷
بَاب۹ : ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ حِمًى إِلَّا فِي حَدٍّ أَوْ حَقٍّ ..... مسلمان کی پیٹھ محفوظ ہے مگر سزا یا حق میں نہیں ۶۰۷
بَاب۱۰ : إِقَامَةُ الْحُدُودِ وَالِانْتِقَامُ لِحُرُمَاتِ اللهِ ..... سزاؤں کا نافذ کرنا اور اللہ تعالیٰ کے محرمات کی وجہ سے بدلہ لینا ۶۰۹
بَاب۱۱ : إِقَامَةُ الْحُدُودِ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ ..... اعلیٰ اور ادنیٰ پر سزاؤں کا نافذ کرنا ۶۱۰
بَاب۱۲ : كَرَاهِيَةُ الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ إِذَا رُفِعَ إِلَى السُّلْطَانِ ..... مقدمہ جب حاکم کے سامنے پیش کیا جائے تو سزا کے متعلق سفارش کرنے کو ناپسند کرنا ۶۱۲

بَاب۱۳: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: چوری کرنے والا اور چوری کرنے والی اُن دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو ۶۱۳

بَاب۱۴: تَوْبَةُ السَّارِقِ ..... چور کا توبہ کرنا ۶۲۰

بَاب۱۵: الْمُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ ..... کافروں اور مرتدوں میں سے جنگ کرنے والوں کے متعلق ۶۲۱

بَاب۱۶: لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ حَتَّى هَلَكُوا ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے والے مرتدوں کے زخموں کو خون بند کرنے کے لئے نہیں داغا یہاں تک کہ وہ مر گئے ۶۲۹

بَاب۱۷: لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّونَ الْمُحَارِبُونَ حَتَّى مَاتُوا لڑنے والے مرتدوں کو پانی نہیں پلایا یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں مر گئے ۶۳۱

بَاب۱۸: سَمْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيُنَ الْمُحَارِبِينَ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ کرنے والوں کی آنکھوں میں سلائی پھروانا ۶۳۲

بَاب۱۹: فَضْلُ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ ..... جس نے فحش کلام چھوڑ دیا اس کی فضیلت ۶۳۳

بَاب۲۰: إِثْمُ الزُّنَاةِ ..... زنا کرنے والوں کا گناہ ۶۳۵

بَاب۲۱: رَجْمُ الْمُحْصَنِ ..... شادی شدہ (زناکار) کو سنگسار کرنا ۶۳۸

بَاب۲۲: لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُونُ وَالْمَجْنُونَةُ ..... دیوانے مرد یا دیوانی عورت کو سنگسار نہ کیا جائے ... ۶۴۶

بَاب۲۳: لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ..... زناکار کو پتھر پڑتے ہیں ۶۴۷

بَاب۲۴: الرَّجْمُ فِي الْبَلَاطِ ..... بلاط (یعنی پتھروں سے بنے فرش والی جگہ) میں سنگسار کرنا ۶۴۸

بَاب۲۵: الرَّجْمُ بِالْمُصَلَّى ..... عید گاہ میں سنگسار کرنا ۶۴۹

بَاب۲۶: مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُونَ الْحَدِّ فَأَخْبَرَ الْإِمَامَ فَلَا عُقُوبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ إِذَا جَاءَ تَائِبًا مُسْتَفْتِيًا ..... جس نے حد سے کم گناہ کیا ہو اور امام کو بتا دیا ہو تو توبہ کرنے کے بعد اس کو کوئی سزا نہ دی جائے جبکہ وہ مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا ہو ۶۵۱

بَاب۲۷: إِذَا أَقَرَّ بِالْحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَسْتُرَ عَلَيْهِ ..... اگر کوئی اس جرم کا اقرار کرے جس کی شرعی سزا مقرر ہے اور وہ کھول کر بیان نہ کرے تو کیا امام کا اختیار ہے کہ وہ اس کی پردہ پوشی کرے ۶۵۳

بَاب۲۸: هَلْ يَقُولُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ ..... کیا امام اقرار کرنے والے سے یوں کہے شاید تم نے چھوا ہوگا یا آنکھ سے اشارہ کیا ہوگا ۶۵۴

بَاب۲۹: سُؤَالُ الْإِمَامِ الْمُقِرَّ هَلْ أَحْصَنْتَ ..... امام کا اقرار کرنے والے سے پوچھنا کیا تم شادی شدہ ہو ۶۵۵

بَاب۳۰: اَلِاعْتِرَافُ بِالزِّنَا ..... زنا کا اقرار ۶۵۷

بَاب۳۱: رَجْمُ الْحُبْلَى مِنَ الزِّنَا إِذَا أَحْصَنَتْ ..... زنا کی وجہ سے حاملہ عورت کو سنگسار کرنا بشرطیکہ وہ شادی شدہ ہو ۶۵۹

بَاب۳۲: الْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ ..... (زنا کرنے والے) کنوارے مرد اور کنواری عورت دونوں کو کوڑے مارے جائیں اور وطن سے نکالا جائے ۶۶۸

بَاب۳۳: نَفْيُ أَهْلِ الْمَعَاصِي وَالْمُخَنَّثِينَ ..... بدکاروں اور ہیجڑوں کو شہر سے نکال دینا ۶۶۹

بَاب۳۴: مَنْ أَمَرَ غَيْرَ الْإِمَامِ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ ..... جس نے امام کے سوا کسی اور کو حکم دیا کہ وہ اس کو شرعی سزا دے جو امام کے پاس موجود نہیں ۶۷۰

بَاب۳۵: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ ..... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور جو تم میں سے آزاد مؤمن عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھے ۶۷۱

بَاب إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ ..... اگر لونڈی زنا کرے ۶۷۲

بَاب۳۶: لَا يُثَرَّبُ عَلَى الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَا تُنْفَى ..... لونڈی کو اگر وہ زنا کرے (سزا دینے کے بعد) ملامت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کو (شہر سے) نکالا جائے ۶۷۳

بَاب۳۷: أَحْكَامُ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانُهُمْ إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوا إِلَى الْإِمَامِ ..... ذمیوں کے متعلق احکام اگر وہ زنا کریں اور امام کے سامنے پیش کئے جائیں اور ان کو بدکاری سے بچانا ۶۷۳

بَاب۳۸: إِذَا رَمَى امْرَأَتَهُ أَوِ امْرَأَةَ غَيْرِهِ بِالزِّنَا عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ ..... اگر حاکم اور لوگوں کے پاس کسی نے اپنی بیوی کو یا دوسرے کی بیوی کو زنا سے متہم کیا ۶۷۶

بَاب۳۹: مَنْ أَدَّبَ أَهْلَهُ أَوْ غَيْرَهُ دُونَ السُّلْطَانِ ..... جس نے اپنی بیوی وغیرہ کو حاکم کے بغیر خود ہی ادب سکھانے کے لئے سزا دی ۶۷۷

بَاب ٤٠: مَنْ رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ ..... جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اور وہ اس کو مار ڈالے ٦٧٩

بَاب ٤١: مَا جَاءَ فِي التَّعْرِيضِ ..... اشارہ کنایہ کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں ٦٨٢

بَاب ٤٢: كَمِ التَّعْزِيرُ وَالْأَدَبُ ..... سزا اور سرزنش کتنی ہو ٦٨٤

بَاب ٤٣: مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَاللَّطْخَ وَالتُّهَمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ ..... جس نے بغیر ثبوت کے بے حیائی اور بدکاری اور تہمت کو بیان کیا ٦٨٧

بَاب ٤٤: رَمْيُ الْمُحْصَنَاتِ ..... پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا ٦٩١

بَاب ٤٥: قَذْفُ الْعَبِيدِ ..... غلام لونڈی پر زنا کی تہمت لگانا ٦٩٦

بَاب ٤٦: هَلْ يَأْمُرُ الْإِمَامُ رَجُلًا فَيَضْرِبُ الْحَدَّ كيا امام کسی کو اُس شخص پر حد لگانے کا حکم دے غَائِبًا عَنْهُ ..... سکتا ہے جو موجود نہ ہو ٦٩٧

٨٧- كِتَابُ الدِّيَاتِ

بَاب ١: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جو کسی مؤمن کو جان بوجھ فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ ..... کر قتل کرے گا اس کی سزا جہنم ہوگی ٧٠٠

بَاب ٢: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَمَنْ اَحْيَاهَا ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور جو اُسے زندہ کرے ٧٠٥

بَاب ٣: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ..... مقتولوں کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا ہے .....

بَاب ٤: سُؤَالُ الْقَاتِلِ حَتَّى يُقِرَّ وَالْإِقْرَارُ فِي قاتل سے دریافت کرنا یہاں تک کہ وہ اقرار الْحُدُودِ ..... کرے اور شرعی سزاؤں میں اقرار کرنا ٧١٥

بَاب ٥: إِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ أَوْ بِعَصًا ..... اگر کوئی پتھر سے یا لاٹھی سے مار ڈالے ٧١٦

بَاب ٦: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جان جان کے بدلے اور الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ آنکھ آنکھ کے بدلے اور ناک ناک کے بدلے بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ..... اور کان کان کے بدلے اور دانت دانت کے بدلے اور زخموں کا بھی بدلہ لیا جائے ٧١٧

بَاب ٧: مَنْ أَقَادَ بِالْحَجَرِ ..... جس نے پتھر سے بدلہ لیا ٧١٩

بَاب۸: مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ ..... جس شخص کا کوئی مارا جائے تو وہ دو باتوں میں سے ایک بات کے اختیار کرنے کا مجاز ہے ۷۲۰

بَاب۹: مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ ..... جو ناجائز طور پر کسی آدمی کے خون کا مطالبہ کرے... ۷۲۷

بَاب۱۰: الْعَفْوُ فِي الْخَطَإِ بَعْدَ الْمَوْتِ ..... (قتل) خطأ میں (مقتول کے) مر جانے کے بعد معاف کرنا ۷۲۸

بَاب۱۱: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَئًا ..... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: کسی مؤمن کو یہ زیب نہیں کہ وہ کسی مؤمن کو مار ڈالے مگر یہ کہ بھول چوک کر..... ۷۲۹

بَاب۱۲: إِذَا أَقَرَّ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهِ ..... اگر کوئی قتل کا ایک بار اقرار کرلے تو اس اقرار کی بنا پر مار ڈالا جائے ۷۳۱

بَاب۱۳: قَتْلُ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ ..... عورت مقتولہ کے بدلہ میں مرد قاتل کو مار ڈالنا..... ۷۳۱

بَاب۱٤: الْقِصَاصُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ ..... زخموں میں بھی مردوں اور عورتوں کا آپس میں بدلہ لینا ۷۳۳

بَاب۱۵: مَنْ أَخَذَ حَقَّهُ أَوِ اقْتَصَّ دُونَ السُّلْطَانِ ... جس نے حاکم کے بغیر خود ہی اپنا حق لیا یا بدلہ لیا... ۷۳۴

بَاب۱٦: إِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ أَوْ قُتِلَ ..... اگر کوئی ہجوم میں مر جائے یا مارا جائے ۷۳۵

بَاب۱۷: إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَأً فَلَا دِيَةَ لَهُ ..... اگر اپنے تئیں غلطی سے مار ڈالے تو اس کی کوئی دیت نہ ہوگی ۷۳٦

بَاب۱۸: إِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ ..... اگر کوئی کسی شخص کو دانت سے کاٹے اور اس کے دانت گر پڑیں ۷۳۷

بَاب۱۹: السِّنُّ بِالسِّنِّ ..... دانت کے بدلے دانت ۷۳۸

بَاب۲۰: دِيَةُ الْأَصَابِعِ ..... انگلیوں کی دیت ۷۳۹

بَاب۲۱: إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ هَلْ يُعَاقِبُ أَمْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ ..... اگر کچھ لوگ کسی شخص کو زخمی کریں کیا ان میں سے ہر ایک کو سزا دی جائے یا بدلہ لیا جائے..... ۷۴۱

بَاب۲۲: الْقَسَامَةُ ..... شہادت کے نہ ہونے پر قسمیں دلوانا..... ۷۴۳

بَاب۲۳: مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَئُوا عَيْنَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ ..... جو لوگوں کے گھر میں جھانکے اور وہ اس کی آنکھ کو پھوڑ ڈالیں تو اس کو کوئی دیت نہیں ملے گی ۷۵۰

بَاب ٢٤: الْعَاقِلَةُ ..... وہ لوگ جن پر دیت کا ادا کرنا لازم ہوتا ہے ۷۵۲

بَاب ٢٥: جَنِينُ الْمَرْأَةِ ..... عورت کا وہ بچہ جو ابھی پیٹ میں ہو ۷۵۳

بَاب ٢٦: جَنِينُ الْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَلَدِ ..... عورت کا وہ بچہ جو پیٹ میں ہو اور یہ کہ دیت کا ادا کرنا باپ کے اور باپ کے خاندان کے ذمہ ہوتا ہے اس کی اولاد کے ذمہ نہیں ۷۵۶

بَاب ٢٧: مَنِ اسْتَعَانَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا ..... جس نے کسی غلام یا بچے کو مدد کے لئے لیا ۷۵۸

بَاب ٢٨: الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ ..... کان کنی کرتے یا کنواں کھودتے مرنے والوں کے دیت نہیں ہے ۷۵۹

بَاب ٢٩: الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ ..... بے زبان جانور بلا تاوان ہوتے ہیں ۷۵۹

بَاب ٣٠: إِثْمُ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ جُرْمٍ ..... اس شخص کا گناہ جو کسی ذمی کو بغیر جرم کے مار ڈالے ... ۷۶۱

بَاب ٣١: لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ ..... کافر کے بدلے مسلمان کو نہ قتل کیا جائے ۷۶۳

بَاب ٣٢: إِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُودِيًّا عِنْدَ الْغَضَبِ ..... اگر مسلمان کسی یہودی کو غصے میں تھپڑ لگائے ۷۶۶

کتابیات ۷۶۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۰- کِتَابُ الدَّعَوَاتِ

کتاب الدعوات میں امام بخاریؒ نے ۶۹ عناوین (ابواب) کے تحت ۱۴۵ مرفوع احادیث درج کی ہیں۔ ان میں سے ۴۱ معلق اور ۱۰۴ متصل احادیث ہیں۔ ۱۲۱ مکرر جبکہ ۲۴ ایک دفعہ بیان ہوئی ہیں۔ کتاب الدعوات کی ۱۳۷ احادیث متفق علیہ یعنی بخاری اور مسلم میں ہیں۔ امام بخاری نے مرفوع احادیث کے علاوہ صحابہ و تابعین کے ۹ آثار بھی اس کتاب میں بیان کئے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۲۷۴)

الدَّعَوَات: یہ لفظ دَعْوَۃٌ کی جمع اور دَعَا سے مشتق ہے۔ دعا کے بنیادی معنی ہیں کسی کو آواز دے کر یا بات کر کے اپنی طرف مائل کرنا۔ (مقاییس اللغۃ - دعو) ابو القاسم القشیری نے قرآنِ کریم کی آیات کے حوالے سے اس لفظ کے معانی عبادت، پکار، مانگنا اور مدد طلب کرنا بیان کیے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۱۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ”دعا اور دعوت کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو اپنی مدد کے لیے پکارنا۔ اور اس کا کمال اور مؤثر ہونا اس وقت ہوتا ہے جب انسان کمال دردِ دل اور قلق اور سوز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اس کو پکارے ایسا کہ اس کی روح پانی کی طرح گداز ہو کر آستانۂ الوہیت کی طرف بہہ نکلے یا جس طرح پر کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو اپنی مدد کے لیے پکارتا ہے تو دیکھتے ہو کہ اس کی پکار میں کیسا انقلاب اور تغیر ہوتا ہے، اس کی آواز ہی میں وہ درد بھرا ہوا ہوتا ہے جو دوسروں کے رحم کو جذب کرتا ہے۔ اسی طرح وہ دعا جو اللہ تعالیٰ سے کی جاوے۔ اس کی آواز، اس کا لب و لہجہ بھی اور ہی ہوتا ہے۔ اس میں وہ رقّت اور درد ہوتا ہے جو الوہیت کے چشمۂ رحم کو جوش میں لاتا ہے۔ اس دعا کے وقت آواز ایسی ہو کہ سارے اعضاء اس سے متاثر ہو جاویں اور زبان میں خشوع خضوع ہو، دل میں درد اور رقت ہو، اعضاء میں انکسار اور رجوع الی اللہ ہو۔ اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر کامل ایمان اور پوری امید ہو۔ اُس کی قدرتوں پر ایمان ہو۔ ایسی حالت میں جب آستانۂ الوہیت پر گرے۔ نامراد واپس نہ ہو گا۔“

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو عبادت بلکہ عبادت کا مغز قرار دیا ہے۔ فرمایا: اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ یا اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔[1] دعا خالق اور مخلوق اور بندے اور خدا میں رابطے کا وہ ذریعہ ہے جس سے بندہ خدا کا مقرب بنتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر یہ تعلق یک طرفہ نہیں رہتا بلکہ مکالمہ و مخاطبہ کا یہ سلسلہ مقربین کے ساتھ اس نقطہ عروج پر پہنچتا ہے جہاں عبد کامل دَنَا فَتَدَلّٰی ○ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی ○ (النجم:۹،۱۰)[2] کا مقام پاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"دُعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتدا سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنّت اللہ یہ ہے کہ اُس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دُعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے۔ تب اُس مردِ فانی کی دُعائیں فیوضِ الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے۔ یہ دُعا اگرچہ بعالم ظاہر انسان کے ہاتھوں سے ہوتی ہے مگر در حقیقت وہ انسان خدا میں فانی ہوتا ہے اور دُعا کرنے کے وقت میں حضرتِ احدیّت و جلال میں ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے کہ اُس وقت وہ ہاتھ اُس کا ہاتھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہی دُعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے اور اُس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے جو ہزاروں پَردوں میں مخفی ہے۔..... سچ یہی ہے کہ اگر یہ دُعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خدا شناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔..... جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دُعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اُس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے دُعا کی ضرورت نہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے دنیوی مطالب کو پاویں بلکہ کوئی

---

[1] (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، بَاب مِنْهُ، روایت نمبر ۳۳۷۱، ۳۳۷۲)

[2] ترجمہ از تفسیر صغیر: "اور وہ (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندوں کے اس اضطراب کو دیکھ کر اور ان پر رحم کر کے خدا سے ملنے کے لئے) اس کے قریب ہوئے اور وہ (خدا) بھی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے شوق میں) اوپر سے نیچے آگیا۔ اور وہ دونوں دو کمانوں کے متحدہ وتر کی شکل میں تبدیل ہو گئے اور ہوتے ہوتے اس سے بھی زیادہ قرب کی صورت اختیار کر لی۔"

انسان بغیر ان قدرتی نشانوں کے ظاہر ہونے کے جو دُعا کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اُس سچے ذوالجلال خدا کو پا ہی نہیں سکتا جس سے بہت سے دل دور پڑے ہوئے ہیں۔ نادان خیال کرتا ہے کہ دعا ایک لغو اور بیہودہ امر ہے مگر اُسے معلوم نہیں کہ صرف ایک دُعا ہی ہے جس سے خداوند ذوالجلال ڈھونڈنے والوں پر تجلی کرتا اور اَنَا الْقَادِر کا الہام اُن کے دلوں پر ڈالتا ہے۔ ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی میں رُوحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا اور تمام شکوک و شبہات دُور کر دیتا ہے کیونکہ جو مقاصد بغیر دعا کے کسی کو حاصل ہوں وہ نہیں جانتا کہ کیونکر اور کہاں سے اس کو حاصل ہوئے۔ بلکہ صرف تدبیروں پر زور مارنے والا اور دعا سے غافل رہنے والا یہ خیال نہیں کرسکتا کہ یقیناً وحقاً خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے اُس کے مقاصد کو اس کے دامن میں ڈالا ہے یہی وجہ ہے کہ جو شخص دُعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر کسی کامیابی کی بشارت دیا جاتا ہے وہ اس کام کے ہو جانے پر خدا تعالیٰ کی شناخت اور معرفت اور محبت میں آگے قدم بڑھاتا ہے اور اس قبولیت دُعا کو اپنے حق میں ایک عظیم الشان نشان دیکھتا ہے اور اسی طرح و قتاً فوقتاً یقین سے پُر ہو کر جذباتِ نفسانی اور ہر ایک قسم کے گناہ سے ایسا مجتنب ہو جاتا ہے کہ گویا صرف ایک رُوح رہ جاتا ہے۔ لیکن جو شخص دُعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے رحمت آمیز نشانوں کو نہیں دیکھتا وہ باوجود تمام عمر کی کامیابیوں اور بے شمار دولت اور مال اور اسبابِ تنعم کے دولت حق الیقین سے بے بہرہ ہوتا ہے اور وہ کامیابیاں اس کے دل پر کوئی نیک اثر نہیں ڈالتیں بلکہ جیسے جیسے دولت اور اقبال پاتا ہے غرور اور تکبر میں بڑھتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ پر اگر اس کو کچھ ایمان بھی ہو تو ایسا مُردہ ایمان ہوتا ہے جو اُس کو نفسانی جذبات سے روک نہیں سکتا اور حقیقی پاکیزگی بخش نہیں سکتا۔"

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰)

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى: اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ○ (المؤمن:۶۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا
جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے

تشریح: اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ○ یعنی مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ... کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ۔[1] جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا وہ عند اللہ مغضوب بن جاتا ہے۔ نیز فرمایا: اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ اور یہ آیت پڑھی: اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ○[2]

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اس میں کیا شک ہے کہ انسان کو اس خدا کی طرف رجوع کرنے کی حاجت ہے جس کے ہاتھ میں یہ تمام اسباب اور اسباب در اسباب ہیں اور جس طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں میں نیک انسان اور بد انسان میں فرق کیا گیا ہے اور اُن کے جُدا جُدا مقام ٹھہرائے ہیں اِسی طرح خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں ان دو انسانوں میں بھی فرق ہے جن میں سے ایک خدا تعالیٰ کو چشمۂ فیض سمجھ کر بذریعہ حالی اور قالی دُعاؤں کے اس سے قوت اور امداد مانگتا اور دوسرا صرف اپنی تدبیر اور قوت پر بھروسہ کر کے دُعا کو قابل مضحکہ سمجھتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ سے بے نیاز اور متکبّرانہ حالت میں رہتا ہے۔ جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دُعا کرتا اور اس سے حلِ مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دُعا کو کمال تک پہنچاوے خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اَور قسم کی تسلّی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے اور وہ ہرگز ہرگز نامراد نہیں رہتا اور علاوہ کامیابی کے ایمانی قوت

---

[1] (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ، روایت نمبر ۳۳۷۳)
[2] (سنن الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ المؤمن، روایت نمبر ۳۲۴۷)

اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے لیکن جو شخص دُعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف مُنہ نہیں کرتا وہ ہمیشہ اندھا رہتا اور اندھا مرتا ہے۔"

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷)

بَاب ١ : وَلِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا:) اور ہر ایک نبی کی ایک خاص دعا ہوتی ہے جو قبول کی جاتی ہے

٦٣٠٤: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا وَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ.

طرفہ: ٧٤٧٤۔

۶۳۰۴: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک نبی کی ایک مقبول دعا ہوتی ہے جو وہ مانگتا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دعا کو چھپائے رکھوں تا کہ آخرت میں میری امت کے لیے وہ شفاعت (کا موجب) بنے۔

٦٣٠٥: وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ قَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤْلًا – أَوْ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا – فَاسْتُجِيبَ فَجَعَلْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۶۳۰۵: اور خلیفہ (بن خیاط) نے مجھ سے کہا کہ معتمر (بن سلیمان) کہتے تھے: میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ہر ایک نبی نے کچھ مانگا ہے یا فرمایا: ہر ایک نبی کی ایک خاص دعا ہے کہ جو اُس نے مانگی ہے اور وہ قبول کی گئی۔ میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کے لئے بطور شفاعت کے رکھ چھوڑا ہے۔

تشریح: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ: ہر ایک نبی کی ایک خاص دعا ہوتی ہے جو قبول کی جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہر نبی کے واسطے ایک دُعا ایسی ہوتی ہے کہ وہ ضرور قبول کی جاتی ہے۔ نوحؑ نے وہ دُعا اپنی قوم کے لئے مانگی کہ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح:۲۷) حضرت نبی کریمؐ سے دریافت کیا گیا۔ فرمایا: میں نے وہ دُعا دنیا میں نہیں کی۔ قیامت کے دن کروں گا شَفَاعَةً لِأُمَّتِي (بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رُوْحِيْ فِدَاكَ) تمہارے مرزا صاحب سے بھی مَیں نے پچھوایا تھا مگر وہ ہنس پڑے اور سکوت کیا۔" (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۳۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ہر نبی محبت کی بناء پر نبی بنتا ہے۔ بنی نوع انسان کی خرابیوں کی نفرت کی بناء پر کبھی کوئی نبی نہیں بنا... کبھی کسی نبی نے نبی بننے سے پہلے معاشرے کو طعن تشنیع نہیں کیا۔ اگر وہ طعن و تشنیع سے کام لیتا تو اتنا ہر دل عزیز کیوں ہوتا؟ وہ اپنے دکھ اپنے دل میں سمیٹتا رہا ہے اور خدا کی طرف متوجہ ہوتا رہا ہے اور یہ اس کا درد تھا جو محبت الٰہی کے اثر سے وہ مقبول دعا بن گیا جس کے نتیجے میں اس قوم کی تقدیر کے بدلنے کا فیصلہ کیا گیا اور یہی وہ محبت بھری دعا تھی جس کے ذریعہ سے خدا نے اس کو چنا اور وہ سب سے زیادہ مستحق ٹھہرا کہ اس قوم کے حالات کو تبدیل کرے، اس گندے معاشرے کو صاف کرے۔"

(الازھار لذوات الخمار، خطاب لجنہ اماء اللہ بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۷ جولائی ۱۹۹۶ء، جلد ۲ صفحہ ۴۶۲)

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ پر شارحین نے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ کیا ہر نبی کی صرف ایک دعا قبول ہوتی ہے یا ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

" بعض نادان یہ اعتراض بار بار پیش کرتے ہیں کہ محبوبانِ الٰہی کی یہ علامت ہے کہ ہر ایک دُعا اُن کی سُنی جاتی ہے اور جس میں یہ علامت نہیں پائی جاتی وہ محبوبانِ الٰہی میں سے نہیں ہے۔ مگر افسوس کہ یہ لوگ مُنہ سے تو ایک بات نکال لیتے ہیں مگر اعتراض کرنے کے وقت یہ نہیں سوچتے کہ ایسے جاہلانہ اعتراض خدا تعالیٰ کے تمام نبیوں اور

رسولوں پر وارد ہوتے ہیں۔ مثلاً ہر ایک نبی کی یہ مراد تھی کہ تمام کفّار ان کے زمانہ کے جو اُن کی مخالفت پر کھڑے تھے مسلمان ہو جائیں۔ مگر یہ مراد اُن کی پوری نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:۴) یعنی کیا تو اِس غم سے اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ایمان لانے کے لئے اس قدر جانکاہی اور سوز و گداز سے دُعا کرتے تھے کہ اندیشہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غم سے خود ہلاک نہ ہو جاویں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے اس قدر غم نہ کر اور اس قدر اپنے دل کو دردوں کا نشانہ مت بنا کیونکہ یہ لوگ ایمان لانے سے لاپروا ہیں اور ان کے اغراض اور مقاصد اَور ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اے نبی (علیہ السلام)! جس قدر تو عقد ہمت اور کامل توجہ اور سوز و گداز اور اپنی رُوح کو مشقت میں ڈالنے سے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے دُعا کرتا ہے تیری دعاؤں کے پُر تاثیر ہونے میں کچھ کمی نہیں ہے لیکن شرط قبولیت دُعا یہ ہے کہ جس کے حق میں دعا کی جاتی ہے سخت متعصب اور لاپرواا ور گندی فطرت کا انسان نہ ہو ورنہ دُعا قبول نہیں ہو گی اور جہاں تک مجھے خدا تعالیٰ نے دعاؤں کے بارے میں علم دیا ہے وہ یہ ہے کہ دُعا کے قبول ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں۔

اوّل- دُعا کرنے والا کامل درجہ پر متقی ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کا مقبول وہی بندہ ہوتا ہے جس کا شعار تقویٰ ہو اور جس نے تقویٰ کی باریک راہوں کو مضبوط پکڑا ہو اور جو امین اور متقی اور صادق العہد ہونے کی وجہ سے منظور نظر الٰہی ہو اور محبتِ ذاتیہ الٰہیہ سے معمور اور پُر ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اس کی عقدِ ہمت اور توجہ اس قدر ہو کہ گویا ایک شخص کے زندہ کرنے کے لئے ہلاک ہو جائے اور ایک شخص کو قبر سے باہر نکالنے کے لئے آپ گور میں داخل ہو۔ اس میں راز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنے مقبول بندے اس سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں جیسا کہ ایک خوبصورت بچہ جو ایک ہی ہو اس کی ماں کو پیارا ہوتا

ہے۔ پس جب کہ خدائے کریم و رحیم دیکھتا ہے کہ ایک مقبول و محبوب اُس کا ایک شخص کی جان بچانے کے لئے روحانی مشقتوں اور تضرعات اور مجاہدات کی وجہ سے اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ قریب ہے کہ اُس کی جان نکل جائے تو اُس کو علاقۂ محبت کی وجہ سے ناگوار گذرتا ہے کہ اسی حال میں اُس کو ہلاک کر دے۔ تب اس کے لئے اس دوسرے شخص کا گناہ بخش دیتا ہے جس کے لئے وہ پکڑا گیا تھا پس اگر وہ کسی مہلک بیماری میں گرفتار ہے یا اور کسی بلا میں اسیر و لاچار ہے تو اپنی قدرت سے ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جس سے رہائی ہو جائے اور بسا اوقات اُس کا ارادہ ایک شخص کے قطعی طور پر ہلاک کرنے یا برباد کرنے پر قرار یافتہ ہوتا ہے لیکن جب ایک مصیبت زدہ کی خوش قسمتی سے ایسا شخص پُر درد تضرعات کے ساتھ درمیان میں آپڑتا ہے جس کو حضرت عزت میں وجاہت ہے تو وہ مِثل مقدمہ جو سزا دینے کے لئے مکمل اور مرتب ہو چکی ہے چاک کرنی پڑتی ہے کیونکہ اب بات اغیار سے یار کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور یہ کیونکر ہو سکے کہ خدا اپنے سچے دوستوں کو عذاب دے۔

تیسری شرط استجابتِ دُعا کے لئے ایک ایسی شرط ہے جو تمام شرطوں سے مشکل تر ہے کیونکہ اس کا پورا کرنا خدا کے مقبول بندوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اُس شخص کے ہاتھ میں ہے جو دعا کرانا چاہتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ نہایت صدق اور کامل اعتقاد اور کامل یقین اور کامل ارادت اور کامل غلامی کے ساتھ دُعا کا خواہاں ہو اور یہ دل میں فیصلہ کرلے کہ اگر دُعا قبول بھی نہ ہو تاہم اس کے اعتقاد اور ارادت میں فرق نہیں آئے گا۔ اور دُعا کرانا آزمائش کے طور پر نہ ہو بلکہ سچے اعتقاد کے طور پر ہو اور نہایت نیاز مندی سے اس کے دروازے پر گرے اور جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے مال سے خدمت سے ہر ایک طور کی اطاعت سے ایسا قرب پیدا کرے کہ اس کے دل کے اندر داخل ہو جائے اور باایں ہمہ نہایت درجہ پر نیک ظن ہو اور اُس کو نہایت درجہ کا متقی سمجھے اور اس کی مقدس شان کے برخلاف ایک خیال بھی دل میں لانا کفر خیال کرے اور اس قسم کی طرح طرح کی جاں نثاری دکھلا کر سچے اعتقاد کو اُس پر ثابت اور روشن کر دے اور اس کی مثل دنیا میں کسی کو بھی نہ سمجھے اور جان سے مال سے آبرو سے اُس پر فدا ہو جائے۔

اور کوئی کلمہ کسر شان کا کسی پہلو سے اس کی نسبت زبان پر نہ لائے اور نہ دل میں۔ اور اس بات کو اس کی نظر میں بپایۂ ثبوت پہنچادے کہ در حقیقت وہ ایسا ہی معتقد اور مرید ہے اور باایں ہمہ صبر سے انتظار کرے اور اگر پچاس دفعہ بھی اپنے کام میں نامراد رہے پھر بھی اعتقاد اور یقین میں سُست نہ ہو۔ کیونکہ یہ قوم سخت نازک دل ہوتی ہے اور اُن کی فراست چہرہ کو دیکھ کر پہچان سکتی ہے کہ یہ شخص کس درجہ کا اخلاص رکھتا ہے اور یہ قوم باوجود نرم دل ہونے کے نہایت بے نیاز ہوتی ہے۔ اُن کے دل خدا نے ایسے بے نیاز پیدا کئے ہیں کہ متکبّر اور خود غرض اور منافق طبع انسان کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ اس قوم سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو اس قدر غلامانہ اطاعت اُن کی اختیار کرتے ہیں کہ گویا مر ہی جاتے ہیں مگر وہ شخص جو قدم قدم پر بدظنی کرتا ہے اور دل میں کوئی اعتراض رکھتا ہے اور پوری محبت اور ارادت نہیں رکھتا وہ بجائے فائدہ کے ہلاک ہوتا ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۸)

بَاب ۲ : أَفْضَلُ الِاسْتِغْفَارِ

بہترین استغفار

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ○ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ○ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهٰرًا ○

(نوح: ۱۱-۱۳)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ... یعنی تم اپنے ربّ سے مغفرت مانگتے رہو۔ وہ بہت ہی مغفرت کرنے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہیں طاقت دے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور تمہیں دریا عطا کرے گا۔

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۫ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۫ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ (آل عمران: ۱۳۶)

اور وہ لوگ جو کہ جب کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخشتا ہے؟ اور جو انہوں نے کیا ہے اس پر جانتے ہوئے اصرار نہیں کرتے۔

٦٣٠٦: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِي بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ أَنْ يَقُولَ اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

۶۳۰۶: ابومعمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ حسین (بن ذکوان) نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن بریدہ نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) بشیر بن کعب عدوی نے مجھ سے بیان کیا، کہا: حضرت شداد بن اوس (انصاری) رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا۔ حضرت شدادؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ سید الاستغفار یہ ہے کہ وہ یہ دعا کرے: اے میرے اللہ! تو ہی میرا ربّ ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر تو ہی۔ تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ میں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جہاں تک میں طاقت رکھتا ہوں۔ جو میں نے کیا اُس کے شر سے میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ میں تیرے حضور اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھ پر احسان کئے اور میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں۔ مجھ پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے میرے گناہوں سے درگزر فرما کیونکہ کوئی گناہوں کی مغفرت نہیں کرتا مگر تو ہی۔ آپؐ نے فرمایا: اور جو شخص دن کو یہ دعا یقین رکھتے ہوئے کرے گا پھر وہ اس دن شام ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ جنتیوں میں سے ہو گا اور جس نے رات کو یہ دعا کی جبکہ اس پر وہ یقین رکھتا ہے پھر وہ صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ بھی جنتیوں میں سے ہو گا۔

طرفہ: ٦٣٢٣۔

تشریح: أَفْضَلُ الِاسْتِغْفَارِ: بہترین استغفار۔ امام بخاریؒ نے زیر باب آیات سے استغفار کی فضیلت بیان کی ہے کہ استغفار سے انسان اپنی تمام بشری ضرورتوں اور تقاضوں کو پورا کرنے کی اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے۔ انسان خلعت وجود پہننے سے بھی پہلے سے لے کر خدا کے حضور حاضر ہونے تک ہر لحہ اور ہر

قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائید اور سہارے کا محتاج ہے۔ استغفار اسی سہارے کی طلب کا نام ہے۔ اس لئے جتنا کوئی زیادہ استغفار کرے گا اتنا ہی وہ کامل ہوتا جائے گا۔ پس جتنا بڑا کمال چاہیئے اتنا ہی بڑا استغفار چاہیئے۔ زیر باب حدیث جامع دعا پر مشتمل ہے اسے سید الاستغفار کہا گیا ہے۔ علامہ ابن ابی جمرہ کہتے ہیں: اس (دعا) میں بے مثال مفاہیم اور بہترین الفاظ کا انتخاب ایسا کیا گیا ہے کہ یہ سید الاستغفار کہلاتی ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی الوہیت اور وحدت اور بندے کی عبودیت کا اقرار اور اس عہد کا اظہار ہے جو روحوں سے پیدائش کے وقت لیا گیا۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"استغفار کے حقیقی اور اصلی معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غَفْر سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مُسْتَغْفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ لیکن بعد اس کے عام لوگوں کے لئے اس لفظ کے معنے اور بھی وسیع کئے گئے اور یہ بھی مراد لیا گیا کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہے ڈھانک لے۔ لیکن اصل اور حقیقی معنی یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے پس جبکہ خدا کا نام قیّوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا اس لئے انسان کے لئے لازم ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کی خالقیّت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قیّومیّت کے ذریعہ سے بگڑنے سے بچاوے کیونکہ خدا کی خالقیّت نے انسان پر یہ احسان کیا کہ اس کو خدا کی صورت پر بنایا۔ پس اسی طرح خدا کی قیّومیّت نے تقاضا کیا کہ وہ اس پاک نقشِ انسانی کو جو خدا کے دونوں ہاتھوں سے بنایا گیا ہے پلید اور خراب نہ ہونے دے لہٰذا انسان کو تعلیم دی گئی کہ وہ استغفار کے ذریعہ سے اُس کی قیومیّت سے قوت طلب کرے۔ پس اگر دنیا میں گناہ کا وجود بھی نہ ہوتا تب بھی استغفار ہوتا کیونکہ دراصل استغفار اس لئے ہے کہ جو خدا کی خالقیّت نے

بشریّت کی عمارت بنائی ہے وہ عمارت مسمار نہ ہو اور قائم رہے اور بغیر خدا کے سہارے کے کسی چیز کا قائم رہنا ممکن نہیں۔ پس انسان کے لئے یہ ایک طبعی ضرورت تھی جس کے لئے استغفار کی ہدایت ہے اسی کی طرف قرآن شریف میں یہ اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (البقرۃ:۲۵۶) یعنی خدا ہی ہے جو قابل پرستش ہے کیونکہ وہی زندہ کرنے والا ہے اور اسی کے سہارے سے انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ یعنی انسان کا ظہور ایک خالق کو چاہتا تھا اور ایک قیوم کو تا خالق اس کو پیدا کرے اور قیّوم اس کو بگڑنے سے محفوظ رکھے سو وہ خدا خالق بھی ہے اور قیوم بھی۔ اور جب انسان پیدا ہو گیا تو خالقیّت کا کام تو پورا ہو گیا مگر قیومیت کا کام ہمیشہ کے لئے ہے اسی لئے دائمی استغفار کی ضرورت پیش آئی۔ غرض خدا کی ہر ایک صفت کے لئے ایک فیض ہے اور استغفار صفت قیومیّت کا فیض حاصل کرنے کے لئے ہے اسی کی طرف اشارہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں ہے: اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحۃ:۵) یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی اس بات کی مدد چاہتے ہیں کہ تیری قیّومیّت اور ربوبیّت ہمیں مدد دے اور ہمیں ٹھوکر سے بچاوے تا ایسا نہ ہو کہ کمزوری ظہور میں آوے اور ہم عبادت نہ کر سکیں۔

اس تمام تفصیل سے ظاہر ہے کہ استغفار کی درخواست کے اصل معنی یہی ہیں کہ وہ اس لئے نہیں ہوتی کہ کوئی حق فوت ہو گیا ہے بلکہ اس خواہش سے ہوتی ہے کہ کوئی حق فوت نہ ہو اور انسانی فطرت اپنے تئیں کمزور دیکھ کر طبعاً خدا سے طاقت طلب کرتی ہے جیسا کہ بچہ ماں سے دودھ طلب کرتا ہے پس جیسا کہ خدا نے ابتدا سے انسان کو زبان آنکھ دل کان وغیرہ عطا کئے ہیں ایسا ہی استغفار کی خواہش بھی ابتدا سے ہی عطا کی ہے اور اس کو محسوس کرایا ہے کہ وہ اپنے وجود کے ساتھ خدا سے مدد پانے کا محتاج ہے۔"

(عصمت انبیاء علیہم السلام، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۷۱ تا ۶۷۳)

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا: سورۂ نوح کی ان آیات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تم استغفار کرو تو سب برکتیں حاصل ہوں گی۔ گناہ بخشے جائیں گے، بارش ہو گی، ہر شے ارزاں ملے گی، مال و دولت

بہت ہوگی، اولاد کی کثرت ہوگی، باغ ہوں گے، نہریں جاری ہوں گی۔ ان آیات سے استغفار کی فضیلت ظاہر ہے۔ استغفار کیا ہے؟ سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پچھلے گناہوں کی سزا سے بچنے کی توفیق طلب کرنا۔" (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۲۱۵)

نیز فرمایا:

"روایت ہے کہ ایک دن حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص گیا اور قحط کی شکایت کی۔ آپ نے اسے فرمایا کہ استغفار کرو۔ پھر ایک اور شخص گیا۔ اُس نے کہا: یا حضرت! مَیں محتاج ہوں، فرمایا: استغفار کرو۔ ایک تیسرے نے کہا کہ میرے اولاد نہیں ہوتی۔ اُسے بھی استغفار کرنے کا حکم دیا۔ چوتھے نے پید اوارِ زمین کی کمی کا گلہ کیا۔ اُسے بھی استغفار کی تاکید فرمائی۔ حاضرِ مجلس ربیع بن صبیح نے عرض کی کہ آپ کے پاس مختلف لوگ آئے اور مختلف چیزوں کے سائل ہوئے مگر آپ نے جواب سب کو ایک ہی دیا۔ اس کے جواب میں حسن بصریؒ نے قرآن شریف کی یہی آیات پڑھیں۔"

(حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۲۱۵)

باب ۳: اسْتِغْفَارُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دن اور رات میں استغفار کرنا

۶۳۰۷: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً.

۶۳۰۷: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے مجھے خبر دی۔ ابوسلمہ نے کہا: حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اللہ کی قسم! میں تو ہر روز ستّر بار سے بھی زیادہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

تشریح: اسْتِغْفَارُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دن اور رات میں استغفار کرنا۔ استغفار نام ہے بشری کمزوریوں کے ڈھانپنے، بشری استعدادوں

کی نشوونما کرنے، انہیں ترقی دینے اور عظیم نتائج پیدا کرنے کا اس لئے جتنا زیادہ استغفار ہو گا اتنا ہی زیادہ کمال ہو گا۔ علامہ ابو حفص عمر بن علی المعروف ابن ملقن لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت استغفار کر کے اپنی اُمت کو اپنے عمل سے اس کی تاکید کی ہے اور بتایا ہے کہ ہمیشہ خدا کے حضور خضوع و خشوع اختیار کریں اور عبودیت کا حق ادا کریں اور اپنی تقصیروں کا اعتراف کر کے ان کے لئے مغفرت طلب کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر نقص سے پاک تھے۔[1] امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتے رہتے تھے اور جب آپؐ کم درجہ کے حال کو دیکھتے تو اپنے بلند مقام کے اعتبار سے اس پر استغفار فرماتے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۱۲۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"استغفار کی تعلیم جو نبیوں کو دی جاتی ہے اس کو عام لوگوں کے گناہ میں داخل کرنا عین حماقت ہے۔ بلکہ دوسرے لفظوں میں یہ لفظ اپنی نیستی اور تذلّل اور کمزوری کا اقرار اور مدد طلب کرنے کا متواضعانہ طریق ہے... سو اس استغفار کے ضمن میں یہ وعدہ دیا گیا کہ اس دین کے لئے غم مت کھا۔ خدا تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرے گا اور ہمیشہ رحمت کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرتا رہے گا اور ان بلاؤں کو روک دے گا جو کسی ضعف کے وقت عائد حال ہو سکتی ہیں۔ اکثر نادان عیسائی مغفرت کی سچی حقیقت نہ دریافت کرنے کی وجہ سے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ جو شخص مغفرت مانگے وہ فاسق اور گنہ گار ہوتا ہے مگر مغفرت کے لفظ پر خوب غور کرنے کے بعد صاف طور پر سمجھ آجاتا ہے کہ فاسق اور بدکار وہی ہے جو خدا تعالیٰ سے مغفرت نہیں مانگتا۔ کیونکہ جبکہ ہر یک سچی پاکیزگی اسی کی طرف سے ملتی ہے اور وہی نفسانی جذبات کے طوفان سے محفوظ اور معصوم رکھتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے راستباز بندوں کا ہر یک طرفۃ العین میں یہی کام ہونا چاہیئے کہ وہ اس حافظ اور عاصم حقیقی سے مغفرت مانگا کریں۔ اگر ہم جسمانی عالم میں مغفرت کا کوئی نمونہ تلاش کریں تو ہمیں اس سے بڑھ کر اور کوئی مثال نہیں مل سکتی کہ مغفرت اس مضبوط اور ناقابل بند کی طرح ہے جو ایک طوفان اور سیلاب کے روکنے کے لئے بنایا جاتا ہے۔ پس چونکہ تمام زور تمام طاقتیں خدا تعالیٰ کے لئے مسلّم ہیں اور انسان جیسا کہ جسم کے رو سے کمزور ہے روح کے رو سے بھی ناتوان ہے اور اپنے شجرہ پیدائش کے لئے ہر یک وقت

---

[1] (التوضیح لشرح الجامع الصحیح، جزء ۲۹ صفحہ ۱۹۰)

اس لازوال ہستی سے آب پاشی چاہتا ہے جس کے فیض کے بغیر یہ جی ہی نہیں سکتا اس لئے استغفار مذکورہ معانی کے رو سے اس کے لازم حال پڑا ہے اور جیسا کہ چاروں طرف درخت اپنی ٹہنیاں چھوڑتا ہے گویا ارد گرد کے چشمہ کی طرف اپنے ہاتھوں کو پھیلاتا ہے کہ اے چشمہ میری مدد کر اور میری سرسبزی میں کمی نہ ہونے دے اور میرے پھلوں کا وقت ضائع ہونے سے بچا یہی حال راستبازوں کا ہے۔ روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا بھی وہ امر ہے جس کو قرآن کریم دوسرے لفظوں میں استغفار کے نام سے موسوم کرتا ہے قرآن شریف کو سوچو اور غور سے پڑھو استغفار کی اعلیٰ حقیقت پاؤ گے اور ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ مغفرت لُغت کی رو سے ایسے ڈھانکنے کو کہتے ہیں جس سے کسی آفت سے بچنا مقصود ہے۔ مثلاً پانی درختوں کے حق میں ایک مغفرت کرنے والا عنصر ہے یعنی ان کے عیبوں کو ڈھانکتا ہے۔ یہ بات سوچ لو کہ اگر کسی باغ کو برس دو برس بالکل پانی نہ ملے تو اس کی کیا شکل نکل آئے گی کیا یہ سچ نہیں کہ اس کی خوبصورتی بالکل دور ہو جائے گی اور سرسبزی اور خوشنمائی کا نام و نشان نہیں رہے گا اور وہ وقت پر کبھی پھل نہیں لائے گا اور اندر ہی اندر جل جائے گا اور پھول بھی نہیں آئیں گے بلکہ اس کے سبز سبز اور نرم نرم لہلہاتے ہوئے پتے چند روز ہی میں خشک ہو کر گر جائیں گے اور خشکی غالب ہو کر مجذوم کی طرح آہستہ آہستہ اس کے تمام اعضاء گرنے شروع ہو جائیں گے یہ تمام بلائیں کیوں اس پر نازل ہوں گی؟ اس وجہ سے کہ وہ پانی جو اس کی زندگی کا مدار تھا اس نے اس کو سیراب نہیں کیا اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے: كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ (ابراھیم:۲۵) یعنی پاک کلمہ پاک درخت کی مانند ہے پس جیسا کہ کوئی عمدہ اور شریف درخت بغیر پانی کے نشو و نما نہیں کر سکتا۔ اسی طرح راستباز انسان کے کلمات طیّبہ جو اس کے منہ سے نکلتے ہیں اپنی پوری سرسبزی دکھلا نہیں سکتے اور نہ نشو و نما کر سکتے ہیں جب تک وہ پاک چشمہ ان کی جڑوں کو استغفار کے نالے میں بہہ کر تر نہ کرے سو انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے جس کے نالے میں ہو کر حقیقی چشمہ انسانیت کی جڑوں تک پہنچتا ہے اور خشک ہونے اور

مرنے سے بچالیتا ہے۔ جس مذہب میں اس فلسفہ کا ذکر نہیں وہ مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر گز نہیں اور جس شخص نے نبی یا رسول یا راستباز یا پاک فطرت کہلا کر اس چشمہ سے منہ پھیرا ہے وہ ہر گز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور ایسا آدمی خدا تعالیٰ سے نہیں بلکہ شیطان سے نکلا ہے کیونکہ شیط مرنے کو کہتے ہیں۔ پس جس نے اپنے روحانی باغ کو سرسبز کرنے کے لئے اس حقیقی چشمہ کو اپنی طرف کھینچنا نہیں چاہا اور استغفار کے نالے کو اس چشمہ سے لبالب نہیں کیا وہ شیطان ہے یعنی مرنے والا ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ کوئی سرسبز درخت بغیر پانی کے زندہ رہ سکے۔ ہر یک متکبر جو اس زندگی کے چشمہ سے اپنے روحانی درخت کو سرسبز کرنا نہیں چاہتا وہ شیطان ہے اور شیطان کی طرح ہلاک ہو گا۔ کوئی راستباز نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے استغفار کی حقیقت سے منہ پھیرا اور اس حقیقی چشمہ سے سرسبز ہونا نہ چاہا۔ ہاں سب سے زیادہ اس سرسبزی کو ہمارے سید و مولیٰ ختم المرسلین فخر الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا اس لئے خدا نے اس کو اس کے تمام ہم منصبوں سے زیادہ سرسبز اور معطر کیا۔"

(نور القرآن نمبر ا، روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۵۵ تا ۳۵۸)

بَاب ٤ : التَّوْبَةُ

توبہ کرنا

قَالَ قَتَادَةُ: تَوْبَةً نَّصُوْحًا (التحریم:۹) الصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ.

قتادہ نے کہا: تَوْبَةً نَّصُوْحًا سے مراد یہ ہے کہ تم اللہ کے حضور ایسی توبہ کرو جو سچی اور خالص ہو۔

٦٣٠٨: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ حَدِيثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ عَنْ نَّفْسِهِ قَالَ

۶۳۰۸: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابوشہاب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے عمارہ بن عمیر سے، عمارہ نے حارث بن سُوَید سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ہم سے دو حدیثیں بیان کیں۔ ان میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایک اپنی طرف سے۔ (اپنی طرف سے یہ) کہا کہ مؤمن اپنے

إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَّقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هَكَذَا - قَالَ أَبُو شِهَابٍ بِيَدِهِ فَوْقَ أَنْفِهِ - ثُمَّ قَالَ لَلَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهِ مَهْلَكَةٌ وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَاءَ اللهُ قَالَ أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِي فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ.

گناہوں کو یوں دیکھتا ہے گویا وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے، ڈرتا ہے کہ کہیں وہ اس پر نہ آپڑے۔ اور فاجر اپنے گناہوں کو یوں سمجھتا ہے جیسے مکھی اس کے ناک پر سے گزر گئی اور اس نے اُسے اس طرح ہٹا دیا۔ ابو شہاب نے یہ (اشارہ) اپنے ہاتھ کو ناک پر گزار کر بتایا۔ پھر (انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی۔) فرمایا: اللہ اپنے بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ شخص کہ جو ایک مقام پر اُترا اور وہاں ہلاکت کے سب سامان موجود ہیں، اُس کے ساتھ اس کی اونٹنی ہے جس پر اُس کا کھانا اور پانی لدا ہوا ہے۔ وہ اپنا سر رکھ کر تھوڑا سا سو گیا اور پھر جاگا، کیا دیکھا کہ اس کی اونٹنی کہیں چلی گئی ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ گرمی اور پیاس نے اسے سخت لاچار کر دیا یا فرمایا: اتنی سخت گرمی اور پیاس لگی جتنی اللہ نے چاہی۔ کہنے لگا: میں اپنی جگہ لوٹ جاتا ہوں۔ اور وہ لوٹا اور تھوڑا سا سویا۔ پھر اُس نے اپنا سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس کھڑی ہے۔

تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَجَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ سَمِعْتُ الْحَارِثَ بْنَ سُوَيْدٍ. وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبُو مُسْلِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ. وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ

(ابو شہاب کی طرح) اس حدیث کو ابو عوانہ اور جریر نے بھی اعمش سے روایت کیا۔ اور ابو اسامہ نے کہا: ہم سے اعمش نے بیان کیا کہ ہمیں عمارہ نے بتایا کہ میں نے حارث بن سوید سے سنا۔ اور شعبہ اور مسلم نے بھی اس حدیث کو اعمش سے روایت کیا۔ اعمش نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ. وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

نے حارث بن سُوَید سے روایت کی۔ اور ابو معاویہ نے کہا: اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے عمارہ سے، عمارہ نے اسود سے، اسود نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) اور ابراہیم تیمی سے، انہوں نے حارث بن سوید سے، حارث نے حضرت عبداللہؓ سے روایت کی۔

٦٣٠٩: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح. وَ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضٍ فَلَاةٍ.

۶۳۰۹: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ حبان (بن ہلال) نے ہمیں خبر دی۔ ہمام نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالکؓ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ نیز ہدبہ (بن خالد) نے (بھی) ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اپنے بندہ کی توبہ پر تم میں سے اس ایک شخص سے بڑھ کر خوش ہوتا ہے کہ جس نے اپنے اونٹ کو یکایک پالیا ہو جبکہ اُس نے اس کو بے آب و گیاہ بیابان میں کھو دیا تھا۔

تشریح: التَّوْبَةُ: توبہ کرنا۔ تَابَ يَتُوْبُ تَوْباً وَ تَوْبَةً۔ اِلَى اللّٰهِ رَجَعَ عَنْ مَّعْصِيَتِهٖ اِلَيْهِ نَدَمَ فَهُوَ تَائِبٌ اور تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ غَفَرَلَهٗ وَرَجَعَ عَلَيْهِ بِفَضْلِهٖ۔ یعنی گناہ سے واپس اللہ تعالیٰ کی طرف آجانا اور اپنے گناہ پر شرمندہ ہونا اور تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ کا معنی ہے اللہ نے اس کی مغفرت فرمائی اور اپنے فضل کے ساتھ اس کی طرف رجوع فرمایا۔ (المنجد- زیر لفظ توب) مشہور محدث عبداللہ بن مبارک لکھتے ہیں: توبہ یہ ہے: (۱) گزشتہ گناہوں پر نادم ہونا۔ (۲) دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔ (۳) ہر وہ فرض جو گناہ سے ضائع ہو گیا ہو اس کو ادا کرنا۔ (۴) کسی کا حق مارا ہو تو وہ حق اس کو ادا کرنا۔ (۵) مال حرام سے جو اپنے جسم کو فربہ کیا اس کو مجاہدہ اور غم سے پگھلانا۔ (۶) بدن کو معصیت کی جو لذت چکھائی تھی مجاہدہ اور عبادت سے اسے روحانی لذت دینا۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲۷۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں۔ ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدّم ہے کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے۔ عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے گا تو خدا تعالیٰ ایک قوت دے دے گا اور پھر اس وقت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاوے گا اور نیکیوں کے کرنے کے لئے اُس میں ایک قوت پیدا ہو جاوے گی جس کا نام تُوْبُوْا اِلَیْہِ ہے اس لیے طبعی طور پر یہی ترتیب ہے۔ غرض اس میں ایک طریق ہے جو سالکوں کے لئے رکھا ہے کہ سالک ہر حالت میں خدا سے استمداد چاہے۔ سالک جب تک اللہ تعالیٰ سے قوت نہ پائے گا، کیا کر سکے گا۔ توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے۔ اگر استغفار نہ ہو، تو یقیناً یاد رکھو کہ توبہ کی قوت مر جاتی ہے۔ پھر اگر اس طرح پر استغفار کروگے اور پھر توبہ کروگے، تو نتیجہ یہ ہو گا: یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی (ھود:۴) سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اگر استغفار اور توبہ کروگے تو اپنے مراتب پالوگے۔ ہر ایک شخص کے لئے ایک دائرہ ہے جس میں وہ مدارجِ ترقی کو حاصل کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴۹)

نیز فرمایا:

"یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ توبہ کے تین شرائط ہیں۔ بدوں اُن کی تکمیل کے سچی توبہ جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں، حاصل نہیں ہوتی۔ ان ہر سہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی زبان میں اقلاع کہتے ہیں، یعنی اُن خیالات فاسدہ کو دُور کر دیا جاوے جو ان خصائل ردّیہ کے محرک ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تصورات کا بڑا بھاری اثر پڑتا ہے، کیونکہ حیطۂ عمل میں آنے سے پیشتر ہر ایک فعل ایک تصوری صورت رکھتا ہے۔ پس توبہ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ اُن خیالاتِ فاسدہ و تصوراتِ بد کو چھوڑ دے۔..... جو خیالات بد لذّات کا موجب سمجھے جاتے تھے ان کا قلع قمع کرے۔ یہ پہلی شرط ہے۔ دُوسری شرط ندم ہے یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا۔ ہر ایک انسان کا کانشنس اپنے اندر یہ قوت رکھتا ہے کہ وُہ اس کو ہر بُرائی پر متنبہ کرتا ہے، مگر بدبخت انسان اس کو معطل چھوڑ دیتا ہے۔ پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذات عارضی اور چند روزہ ہیں اور پھر یہ بھی سوچے کہ ہر مرتبہ اس لذّت

اور حظّ میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بڑھاپے میں آکر جبکہ قویٰ بیکار اور کمزور ہو جائیں گے، آخر ان سب لذاتِ دُنیا کو چھوڑنا ہو گا۔ پس جبکہ خود زندگی ہی میں یہ سب لذات چھوٹ جانے والی ہیں تو پھر اُن کے ارتکاب سے کیا حاصل؟ بڑا ہی خوش قسمت ہے وُہ انسان جو توبہ کی طرف رجوع کرے اور جس میں اوّل اقلاع کا خیال پیدا ہو، یعنی خیالاتِ فاسدہ و تصورات بیہودہ کا قلع قمع کرے۔ جب یہ نجاست اور ناپاکی نکل جاوے تو پھر نادم ہو اور اپنے کئے پر پشیمان ہو۔

تیسری شرط عزم ہے۔ یعنی آئندہ کے لئے مصمم ارادہ کرلے کہ پھر اُن برائیوں کی طرف رُجوع نہ کرے گا اور جب وہ مداومت کرے گا، تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ سیئات اس سے قطعاً زایل ہو کر اخلاقِ حسنہ اور افعالِ حمیدہ اُس کی جگہ لے لیں گے اور یہ فتح ہے اخلاق پر۔ اس پر قوت اور طاقت بخشنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک وہی ہے۔ جیسے فرمایا: اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (البقرة:۱۶۶) ساری قوتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور انسان ضعیف البنیان تو کمزور ہستی ہے۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (النساء:۲۹) اُس کی حقیقت ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے قوت پانے کے لئے مندرجہ بالا ہر سہ شرائط کو کامل کر کے انسان کسل اور سستی کو چھوڑ دے اور ہمہ تن مُستعِد ہو کر خدا تعالیٰ سے دُعا مانگے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۸۷، ۸۸)

بَاب ۵: الضَّجْعُ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

داہنی کروٹ پر لیٹنا

۶۳۱۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ

۶۳۱۰: عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ جب صبح

إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَجِيءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ.

(صادق) طلوع ہوتی تو آپؐ دو ہلکی سی رکعتیں پڑھتے۔ پھر اپنی داہنی کروٹ کے بل لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن آتا اور آپؐ کو اطلاع دیتا۔

أطرافه: ٦٢٦، ٩٩٤، ١١٢٣، ١١٦٠، ١١٧٠۔

تشریح: الضَّجْعُ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ: داہنی کروٹ پر لیٹنا۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ دائیں کروٹ لیٹنے کے فوائد میں سے یہ بات بھی ہے کہ ایسا کرنا جلد بیدار ہونے میں ممد ہے اور یہ کہ نیند سے بوجھل پن بھی پیدا نہیں ہوتا۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۱۳۲)

بَاب ٦: إِذَا بَاتَ طَاهِرًا

جب رات بھر باوضو رہے

٦٣١١: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُورًا عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ

۶۳۱۱: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے منصور سے سنا۔ منصور نے سعد بن عبیدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے مجھے بتایا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جب تم اپنے بستر پر آؤ تو وضو کرو، اسی طرح کا وضو جو تم اپنی نماز کے لئے کرتے ہو۔ پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹو اور یہ دعا کرو: اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور میں نے اپنا معاملہ تجھے سونپ دیا اور میں نے تیری رضامندی کی اُمید کرتے ہوئے اور تیری ناراضگی سے ڈرتے ہوئے تجھے ہی اپنا پشت پناہ بنایا ہے۔ نہ تو کوئی جائے پناہ ہے اور نہ تجھ سے بچ کر نجات کی کوئی جگہ ہے مگر تیرے

فَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ فَقُلْتُ أَسْتَذْكِرُهُنَّ وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ.

ہی حضور۔ میں ایمان لایا تیری اُس کتاب پر جو تو نے اُتاری اور تیرے اُس نبی پر جو تو نے بھیجا۔ اگر تم (اس دعا کے بعد) مر جاؤ گے تو فطرت پر مرو گے۔ اس لئے سب سے آخر جو تم رکھو تو انہی کلمات کو کہو۔ میں نے کہا: میں ان کو (یوں) یاد کر لوں: وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں، (بلکہ یہ کہو) وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ۔

أطرافه: ٢٤٧، ٦٣١٣، ٦٣١٥، ٧٤٨٨۔

تشریح: إِذَا بَاتَ طَاهِرًا: جب رات بھر باوضو رہے۔ اصحاب سنن نے باوضو سونے کی فضیلت کے بیان میں متعدد احادیث بیان کی ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی مسلمان بھی ذکر الٰہی کرتے ہوئے باوضو سوئے پھر وہ رات کو بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی خیر کی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔[1] حضرت ابو امامہ باہلیؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے بھی اسی مضمون کی روایات ملتی ہیں۔[2] حدیث زیر باب کے متعلق امام نوویؒ کہتے ہیں کہ اس میں تین سنن کا ذکر ہے۔ (۱) جب سوئے تو باوضو سوئے۔ (۲) دائیں کروٹ سوئے۔ (۳) سونے سے پہلے ذکر الٰہی کرتے ہوئے اس پر اختتام کرے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۱۳۶)

وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براءؓ کو دعا سکھاتے وقت جن الفاظ کا انتخاب فرمایا، حضرت براءؓ نے جب ان الفاظ کو دہرایا تو وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ کی بجائے وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ کہا، اس پر آپؐ نے فرمایا: نہیں، بلکہ (وہی الفاظ دہراؤ) وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ۔ علماء نے اس کی مختلف توجیہات کی ہیں۔ (۱) لفظ رسول میں ملائکہ بھی شامل ہیں جبکہ آپؐ کی منشاء اپنی نبوت و رسالت کے اقرار کی تھی۔ (۲) دعا جن الفاظ میں سکھائی جائے انہی الفاظ پر جزم کرنا چاہیئے۔ سکھانے والا اس کی حکمت کو جانتا ہے اس لئے از خود الفاظ میں تبدیلی کرنا جائز نہیں۔ (۳) آپؐ کو وہ الفاظ بذریعہ وحی بتائے گئے ان میں تبدیلی کا کوئی مجاز نہیں۔ (۴) وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ میں نبوت اور رسالت دونوں کو جمع کیا گیا ہے جبکہ وَرَسُولِكَ میں صرف رسالت کا اقرار بلکہ تکرار ہے اور تکرار بلاغت میں پسندیدہ نہیں۔ (۵) اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے

---

[1] (سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في النوم على الطهارة)

[2] (سنن الترمذي، أبواب الدعوات، باب ۹۲، روایت نمبر ۳۵۲۶)
(صحيح لابن حبان، كتاب الطهارة، ذكر استغفار الملك للبائت متطهرا عند استيقاظه)
(المعجم الأوسط للطبراني، باب الميم، من اسمه محمد بن العباس، جزء ۵ صفحہ ۲۰۴، روایت نمبر ۵۰۸۷)

روایت بالمعنی کو پسند نہیں فرمایا بلکہ الفاظ کو من و عن بیان کرنا ہی محفوظ طریق ہے۔[1]

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب کوئی عشاء کی نماز پڑھ کر آئے اور سونے لگے تو خواہ اس کا وضو ہی ہے تو بھی تازہ وضو کر کے چارپائی پر لیٹے۔ اس کا اثر قلب پر پڑتا ہے اور اس سے خاص قسم کی نشاط پیدا ہوتی ہے اور جب کوئی تازہ وضو کی وجہ سے نشاط کی حالت میں سوئے گا تو وہ آنکھ کھلتے وقت بھی نشاط میں ہی ہوگا۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی روتا سوئے تو وہ چیخ مار کر اُٹھ بیٹھتا ہے اور اگر ہنستا سوئے تو اُٹھتے وقت بھی اس کا چہرہ بشاش ہی ہوتا ہے اسی طرح جو وضو کر کے نشاط سے سوتا ہے، وہ اُٹھتا بھی نشاط سے ہی ہے اور اس طرح اس کو اُٹھنے میں مدد ملتی ہے۔"

(ذکر الٰہی، انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۵۱۲، ۵۱۳)

نیز فرمایا:

"جب انسان رات کو سوئے تو ایسی حالت میں نہ ہو کہ جنبی ہو یا اُسے کوئی غلاظت لگی ہو۔ بات یہ ہے کہ طہارت سے ملائکہ کا بہت بڑا تعلق ہوتا ہے اور وہ گندے انسان کے پاس نہیں آتے بلکہ دور ہٹ جاتے ہیں۔... بدن کے صاف ہونے کا قلب پر بہت اثر پڑتا ہے۔ صفائی کی حالت میں سونے والے کو ملائکہ آکر جگا دیتے ہیں لیکن اگر صفائی میں فرق ہو تو پاس نہیں آتے۔"

(ذکر الٰہی، انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۵۱۵)

نیز فرمایا:

"سونے سے پہلے دیکھنا چاہیئے کہ ہمارے دل میں کسی کے متعلق کینہ یا بغض تو نہیں ہے۔ اگر ہو تو اُس کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ روح کے پاک ہونے کی وجہ سے تہجد کے لیے اُٹھنے کی توفیق مل جائے گی۔ خواہ اس قسم کے خیالات ان پر پھر قابو پا ہی لیں۔ لیکن رات کو سونے سے پہلے ضرور نکال دینے چاہئیں اور دل کو بالکل خالی کر لینا چاہیئے۔"

(ذکر الٰہی، انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۵۱۶)

نیز فرمایا:

"خیالات کا اثر اعصاب کے ذریعہ، آواز کے ذریعہ، پھونک کے ذریعہ، خیالات سے منتقل ہوتا ہے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تینوں طریق کو جمع کر لیتے۔ آیۃ الکرسی منہ سے پڑھتے پھر ہاتھوں پر پھونکتے پھر ہاتھ سارے جسم پر پھیر لیتے۔ غرض آواز، اعصاب،

---

[1] (التوضیح لشرح الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب إِذَا بَاتَ طَاهِرًا، جزء ۲۹ صفحہ ۲۰۷، ۲۰۸)

نظر اور پھونک وغیرہ خیالات کے باہر نکلنے کے راستہ ہیں۔ اسی وجہ سے دم کرنا بھی صلحاء سے ثابت ہے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔ پس چونکہ اعصاب کے ذریعہ خیالات نکلتے اور پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ ان کو قابو میں رکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا حکم دیا ہے اور چونکہ ان کے نکلنے کے بڑے بڑے مرکز ہاتھ پاؤں اور منہ ہیں اور تجربہ کیا گیا ہے کہ جب ان پر پانی ڈالا جائے تو خیالات کی رَو جو اُن سے نکل رہی ہوتی ہے وہ بند ہو جاتی ہے اور خیالات نکلنے رُک جاتے ہیں۔ یہ ایک ثابت شدہ مسئلہ ہے اور وضو کی اغراض میں ایک یہ غرض بھی ہے۔ وضو میں اور بھی کئی ایک حکمتیں ہیں لیکن ایک یہ بھی ہے کہ اس طرح خیالات کی رَو رُک جاتی ہے اور جب رَو رُک جاتی ہے تو سکون حاصل ہو جاتا ہے اور جب سکون حاصل ہو جاتا ہے تو توجہ قائم رہ سکتی ہے۔ پس وضو توجہ کے قائم رکھنے کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کا ذریعہ ہے لیکن جب وضو کرنے بیٹھو تو ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھو کہ ہم ایسا پراگندہ خیالات کے روکنے کے لئے کر رہے ہیں۔" (ذکر الٰہی، انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۵۱۸)

بَاب ۷: مَا يَقُولُ إِذَا نَامَ

کیا کہے جب سوئے

٦٣١٢: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا قَامَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ. نُنْشِرُهَا نُخْرِجُهَا.

۶۳۱۲: قبیصہ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالملک (بن عمیر) سے، عبدالملک نے ربعی بن حراش سے، ربعی نے حضرت حذیفہ (بن یمانؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آرام فرماتے تو دعا کرتے: تیرے نام سے میں مرتا ہوں اور جیتا ہوں اور جب آپؐ اُٹھتے تو دعا کرتے: سب حمد اُس اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں زندہ کیا بعد اس کے کہ اُس نے ہمیں مارا اور اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔ نُنْشِرُهَا کے معنی ہیں ہم اُس کو باہر نکالتے ہیں۔

أطرافه: ٦٣١٤، ٦٣٢٤، ٧٣٩٤۔

٦٣١٣: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا ح.

۶۳۱۳: سعید بن ربیع اور محمد بن عرعرہ نے ہم سے بیان کیا۔ ان دونوں نے کہا: شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو اسحاق سے روایت کی۔ (ابو اسحاق نے کہا:) میں نے حضرت براء بن عازبؓ سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا۔

وَ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى رَجُلًا فَقَالَ إِذَا أَرَدْتَّ مَضْجَعَكَ فَقُلْ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُّتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ.

نیز آدم نے (بھی) ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ ابو اسحاق ہمدانی نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو (یہ) وصیت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو یوں دعا کرو: اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور میں نے اپنا معاملہ تجھے سونپ دیا اور میں نے اپنی توجہ کو تیری ہی طرف پھیرا اور میں نے تیری ناراضگی سے ڈرتے ہوئے اور تیری رضامندی کی اُمید کرتے ہوئے تجھے ہی اپنا پشت پناہ بنایا۔ نہ تو کوئی جائے پناہ ہے اور نہ تجھ سے بچ کر نجات کی کوئی جگہ ہے مگر تیرے ہی حضور۔ میں ایمان لایا تیری اُس کتاب پر جو تو نے اُتاری اور تیرے اس نبی پر جو تو نے بھیجا۔ تو پھر اگر تم مر جاؤ تو تم فطرت پر مرو گے۔

أطرافه: ٢٤٧، ٦٣١١، ٦٣١٥، ٧٤٨٨۔

تشریح: مَا يَقُولُ إِذَا نَامَ: کیا کہے جب سوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر سونے کے وقت کی مختلف دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"سونے سے پہلے چونکہ انسان پر ایک قسم کی موت طاری ہونے والی ہوتی ہے۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا (الزمر: ۴۳) یہی مضمون ہے

قرآن کریم کا جس کو حدیث میں مختلف دعاؤں میں ڈھالا جارہا ہے کہ ہم ایسی حالت میں جارہے ہیں کہ موت سے کچھ مشابہت ہو رہی ہے اور موت سے تعلق میں سب سے زیادہ پہلا خیال انسان کو قبر کے عذاب یا آگ کے عذاب کا آنا چاہیئے کیونکہ یہی دو بد انجام ہیں جو انسان کو موت کے بعد ملا کرتے ہیں۔ تو بد انجام سے پناہ کے وقت پناہ حاصل کرنے کے لئے بہت ہی اچھا موقع ہے کہ سونے سے پہلے انسان یہ دعائیں کرے۔ پھر اسی کیفیت کی ایک اور دعا کتاب الدعوات ہی میں حذیفہ ابن الیمانؓ سے مروی ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو کہتے: اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ جیتا ہوں۔ یہاں بھی وہی مضمون ہے کہ ایک عارضی موت میں سے انسان گزرنے والا ہے جو مستقل بھی ہوسکتی ہے کوئی پتا نہیں کہ پھر اُٹھیں گے کہ نہیں اُٹھیں گے۔ تو ہر دفعہ جب سونے لگے تو انسان موت کو ضرور یاد کرے اور موت سے پہلے جس طرح انسان گھبراہٹ میں دعائیں مانگتا ہے اور دنیا کو بھلا کر سب سے زیادہ خدا کی ناراضگی کے خوف سے بچنے کے لئے استغفار کرتا ہے وہی کیفیت ہر رات کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری ہوتی تھی۔ باوجود اس کے کہ آپؐ کو ہر عذاب سے پناہ دی جاچکی تھی۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے بارے میں ایسی احتیاط فرماتے تھے کہ عارضی موت سے پہلے بھی خدا تعالیٰ کی طرف گریہ وزاری سے متوجہ ہوتے اور آگ کے عذاب سے بچنے کی دعائیں کرتے تھے تو ایک عام گنہگار انسان کے لئے تو ہزار گنا زیادہ یہ واجب ہے کہ موت کے مشابہ ہر کیفیت سے پہلے وہ استغفار سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرے اور آگ کے عذاب سے پناہ مانگے۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ جنوری ۱۹۹۴، جلد ۱۳ صفحہ ۱۳، ۱۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد کسی سے کلام نہ کرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد کلام کرنے سے روکا ہے۔ گو یہ بھی ثابت ہے کہ بعض دفعہ آپؐ کلام کرتے رہے ہیں۔ مگر عام طور پر آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ اس کا

باعث یہ ہے کہ اگر عشاء کی نماز کے بعد باتیں شروع کر دی جائیں گی تو انسان زیادہ جاگے گا اور صبح کو دیر کر کے اُٹھے گا۔ اور دوسرے یہ کہ اگر وہ باتیں دینی اور مذہبی نہ ہوں گی تو ان کی وجہ سے توجہ دین سے ہٹ جائے گی۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد بغیر کلام کئے سو جانا چاہیئے تا کہ دینی خیالات پر ہی آنکھ لگے اور سویرے کھل جائے۔ دفتر کے کام یا اور کوئی ضروری فعل عشاء کی نماز کے بعد منع نہیں۔ مگر یہ ضروری ہے کہ سونے سے پہلے ذکر کر لے۔"

(ذکر الٰہی، انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۵۱۲)

بَاب۸: وَضْعُ الْيَدِ تَحْتَ الْخَدِّ الْيُمْنَى

(دایاں) ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھنا

٦٣١٤: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ.

۶۳۱۴: موسیٰ بن اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالملک سے، عبدالملک نے ربعی سے، ربعی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر لیٹتے تو آپؐ اپنے ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھتے۔ پھر دعا کرتے: اے اللہ! تیرے نام سے ہی میں مرتا ہوں اور جیتا ہوں اور جب آپؐ جاگتے تو دعا کرتے: سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں زندہ کیا بعد اس کے کہ ہمیں مارا تھا۔ اور اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔

أطرافه: ٦٣١٢، ٦٣٢٤، ٧٣٩٤۔

بَاب۹: النَّوْمُ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

داہنی کروٹ سونا

٦٣١٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ

۶۳۱۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد بن زیاد نے ہمیں بتایا۔ علاء بن مسیب نے ہم سے

الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ. {قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: اسْتَرْهَبُوهُمْ (الأعراف:۱۱۷) مِنَ الرَّهْبَةِ، مَلَكُوتٌ (الأنعام:۷۶) مُلْكٌ، مَثَلُ رَهَبُوتٌ خَيْرٌ مِّنْ رَحَمُوتٍ وَيُقَالُ تُرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تُرْحَمَ.[1]}

بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: جب رسول اللہ ﷺ اپنے بچھونے پر آرام فرماتے تو آپؐ اپنی داہنی کروٹ کے بل سوتے، پھر یہ دعا کرتے: اے اللہ! میں نے اپنے تئیں تجھے سونپا اور میں نے اپنی توجہ کو تیری ہی طرف پھیرا اور میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنی پیٹھ کو تجھ سے سہارا دیا ہے تیری رضامندی کی خواہش رکھتے ہوئے اور تیری ناراضگی سے ڈرتے ہوئے۔ کوئی جائے پناہ نہیں اور نہ ہی تجھ سے بھاگ کر بچنے کی جگہ ہے مگر تیرے حضور۔ میں ایمان لایا ہوں تیری اس کتاب پر جو تو نے بھیجی اور تیرے اس نبی پر جس کو تو نے بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے یہ کلمات کہے اور پھر وہ اسی رات کو مر جائے تو وہ فطرت پر مرے گا۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: اسْتَرْهَبُوهُمْ (یعنی انہوں نے ان کو مرعوب کرنا چاہا) رَهْبَةٌ سے ہے۔ مَلَكُوت کے معنی ہیں بادشاہت۔ (عربی میں یہ) مثل ہے: رَهَبُوتٌ خَيْرٌ مِّنْ رَحَمُوت۔ (یعنی ڈرایا جانا رحم کیے جانے سے بہتر ہے) اور کہا جاتا ہے: تُرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تُرْحَمَ۔ یعنی تجھے خوف دلایا جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ تجھ پر ترس کھایا جائے۔

أطرافه: ۲٤۷، ٦۳۱۱، ٦۳۱۳، ۷٤۸۸۔

[1] یہ الفاظ صحیح البخاری مطبوعہ آرام باغ کراچی کے ہیں۔ (صحیح البخاری جزء ۲ صفحہ ۹۳۴) ترجمہ ان کے مطابق ہے۔

تشریح: **اَلنَّوْمُ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ:** داہنی کروٹ سونا۔ امام بخاری نے اس مضمون کے دو عنوان باب قائم کئے ہیں۔ باب نمبر ۵ کا عنوان ہے اَلضَّجْعُ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ اور یہاں باب نمبر ۹ کا عنوان ہے اَلنَّوْمُ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ۔ اس سے امام بخاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپؐ کا معمول تھا کہ چاہے (اَلضَّجْعُ) تھوڑی دیر کے لئے لیٹنا ہو یا (اَلنَّوْم) زیادہ دیر سونا ہو، آپؐ دائیں پہلے کو ترجیح دیتے۔ عربی زبان میں یُمْنٌ برکت کو بھی کہتے ہیں۔ (أقرب الموارد - یمن) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاں تک ممکن ہوتا، آپؐ اپنا ہر کام داہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرمایا کرتے تھے۔[1] روایات میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو سونے کے لیے بستر پر تشریف لاتے تو دائیں کروٹ لیٹا کرتے تھے۔ (باب ۹ روایت نمبر ۶۳۱۵) آپؐ صحابہؓ کو بھی ایسا ہی کرنے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ (باب ۶، روایت نمبر ۶۳۱۱) اس سے یہ مراد نہیں کہ بائیں کروٹ لیٹنا یا سیدھا لیٹنا جائز نہیں۔ یہ بھی آپؐ کے عمل سے ثابت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن زید انصاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدھے لیٹے ہوئے دیکھا ہے۔[2] اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو وہ تین دفعہ اپنی بائیں طرف تھوکے اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرے اور جس پہلو پر وہ تھا اُسے بدل کر دوسری طرف کروٹ لے لے۔[3]

علامہ ابن جوزی بیان کرتے ہیں کہ ابتداءً کچھ دیر دائیں کروٹ لیٹنا چاہیئے اور پھر بائیں کروٹ ہو جائے کیونکہ پہلی حالت (یعنی دائیں کروٹ لیٹنا) کھانے کو ڈھلکانے اور نیچے اُتارنے کا باعث بنتا ہے اور بائیں کروٹ سونا کھانے کو ہضم کرنے میں مدد ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳)

لیٹنے کی کیفیات میں سے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے وہ اُلٹا لیٹنا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اپنے پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اس طرح لیٹنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔[4] بلکہ ایک روایت میں تو یہ بھی ذکر ہے کہ حضرت یعیش رضی اللہ عنہ جو اصحابِ صفہ میں سے تھے ایک بار اُلٹے لیٹے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاؤں سے ہلا کر فرمایا: ایسے لیٹنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔[5]

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب التیمن فی دخول المسجد وغیرہ، روایت نمبر ۴۲۶)

[2] (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب الاستلقاء، روایت نمبر ۶۲۸۷)

[3] (صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، باب ۱، روایت نمبر ۵)

[4] (سنن الترمذی، أبواب الأدب، باب ما جاء فی کراھیۃ الاضطجاع علی البطن)

[5] (سنن أبی داود، کتاب الأدب، أبواب النوم، باب فی الرجل ینبطح علی بطنہ)

بَاب ۱۰ : الدُّعَاءُ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

رات کو جب جاگ پڑے تو دعا کرنا

٦٣١٦: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى حَاجَتَهُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا بَيْنَ وُضُوءَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَصَلَّى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَى أَنِّي كُنْتُ أَتَّقِيهِ فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ – وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ – فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا

۶۳۱۶: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ (عبدالرحمٰن) ابن مہدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے سلمہ (بن کہیل) سے، سلمہ نے کُرَیب سے، کُرَیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں حضرت میمونہؓ کے پاس رات رہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور حاجت کو گئے۔ آپؐ نے اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو دھویا۔ پھر آپؐ سو گئے۔ پھر (اس کے بعد) اُٹھے اور مشک کے پاس آئے اور اس کا بندھن کھولا۔ پھر آپؐ نے درمیانہ وضو کیا۔ پانی بہت استعمال نہیں کیا اور وضو بھی پورا کیا۔ آپؐ نماز پڑھنے لگے اور میں بھی اُٹھا۔ میں نے انگڑائی لی اس لئے کہ میں بُرا سمجھتا تھا کہ آپؐ یہ خیال کریں کہ میں آپؐ کو نظر بچا کر دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے وضو کیا اور کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا اور میں آپؐ کے بائیں طرف کھڑا تھا۔ آپؐ نے میرا کان پکڑا اور مجھے گھما کر اپنی دائیں طرف لے آئے۔ آپؐ کی نماز تیرہ رکعتوں میں مکمل ہوئی۔ پھر آپؐ لیٹ گئے اور سو گئے اور آپؐ خراٹے لینے لگے۔ اور آپؐ کی عادت تھی کہ جب آپؐ سو جاتے تو خراٹے لیتے۔ پھر بلالؓ نے آپؐ کو نماز کی اطلاع کی اور آپؐ نے نماز پڑھائی اور (دوبارہ) وضو نہیں کیا۔ اور آپؐ اپنی دعاؤں کرتے:

وَّفَوْقِي نُورًا وَّتَحْتِي نُورًا وَّأَمَامِي نُورًا وَّخَلْفِي نُورًا وَّاجْعَلْ لِّي نُورًا. قَالَ كُرَيْبٌ وَسَبْعٌ فِي التَّابُوتِ فَلَقِيتُ رَجُلًا مِّنْ وَّلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ فَذَكَرَ عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعَرِي وَبَشَرِي وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ.

اے اللہ! میرے دل میں نور ڈال دے اور میری آنکھوں میں نور ڈال دے اور میرے کانوں میں نور ڈال دے اور میرے دائیں نور کر دے اور میرے بائیں نور کر دے اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے لئے نور بنا دے۔ کُرَیب نے کہا: اور جسم میں سات چیزیں ہیں (جن کو منور کرنے کی آپؐ نے دعا کی۔) (یہ سن کر) میں حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ایک شخص کو ملا تو اس نے مجھے وہ سات چیزیں بتائیں اور اس نے یہ ذکر کیا: میرے اعصاب میں اور میرے گوشت میں اور میرے خون میں اور میرے بالوں میں اور میرے بدن میں۔ اور انہوں نے دو اور چیزوں کا (بھی) ذکر کیا۔

أطرافه: ۱۱۷، ۱۳۸، ۱۸۳، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۲۶، ۷۲۸، ۸۵۹، ۱۱۹۸، ۴۵۶۹، ۴۵۷۰، ۴۵۷۱، ۴۵۷۲، ۵۹۱۹، ۶۲۱۵، ۷۴۵۲۔

۶۳۱۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ

۶۳۱۷: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے سلیمان بن ابی مسلم سے سنا۔ سلیمان نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب تہجد پڑھنے کے لئے اُٹھتے تو آپؐ یہ دعا کرتے: اے اللہ! تیرے لئے سب حمد ہے۔ تُو آسمانوں اور زمین اور جو اُن میں ہیں، کا نور ہے۔ اور تیری سب حمد ہے۔ تُو آسمانوں اور زمین کا اور جو اُن میں

فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَّقَوْلُكَ حَقٌّ وَّلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَّالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ حَقٌّ وَّالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ – أَوْ – لَا إِلَهَ غَيْرُكَ.

ہیں سب کا قائم رکھنے والا ہے۔ اور تیری سب حمد ہے۔ تُو یقیناً حق ہے اور تیرا وعدہ بھی اٹل ہے اور تیرا کلام بھی حق ہے اور تجھ سے ملاقات بھی یقینی ہے اور جنت بھی یقینی ہے اور آگ بھی یقینی ہے اور گھڑی بھی یقینی ہے اور انبیاء بھی سچے ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی سچے ہیں۔ اے اللہ! میں نے تیرے سامنے اپنی گردن ڈال دی اور تجھ ہی پر بھروسہ کرلیا اور تجھ پر ایمان لے آیا اور تیرے حضور جھک گیا۔ اور تیری مدد سے میں نے دشمن سے مقابلہ کیا۔ اور تیرے حضور میں اپنا قضیہ فیصلے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ جو بعد کے کرنے کے کام میں پہلے کرچکا ہوں اور جن میں تاخیر کی ہے ان میں مجھ پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے مجھ سے درگزر فرما۔ نیز وہ جو میں نے پوشیدہ رکھا ہے اور جس کا میں نے اظہار کیا ہے، وہ بھی مجھے معاف فرما۔ تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر تو ہی یا (فرمایا:) کوئی معبود نہیں تیرے سوا۔

أطرافه: ۱۱۲۰، ۷۳۸۵، ۷۴۴۲، ۷۴۹۹۔

تشریح: الدُّعَاءُ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ: رات کو جب جاگ پڑے تو دعا کرنا۔ زیر باب روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شب بیداری کی دعا میں نور کی طلب ایک عارفانہ اور عاشقانہ رنگ میں کی گئی ہے کیونکہ اس حقیقت کو آپؐ سے بڑھ کر کوئی نہیں جانتا تھا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: سماعت کا نور وہ ہے جو مسموعات کو ظاہر کرنے والا ہو اور بصر کا نور وہ ہے جو مبصرات کو کھولنے والا ہو۔ قلب کا نور وہ ہے جو معلومات سے پردہ اُٹھانے والا ہو اور اعضاء کے نور سے مراد اطاعت کا ظہور ہے۔ علامہ طیبی نے کہا: ان اعضاء کے لئے نور طلب کرنے سے مراد ہے اللہ تعالیٰ ان اعضاء کو معرفت کے انوار سے آراستہ کرے اور اطاعت کے انوار سے مزین

کرے اور ان کے ماسوا سے خالی کر دے کیونکہ شیطان انہی چھ جہات سے حملہ کرتا ہے اس کو روکنے کے لئے نور کی دعا کی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳)

إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ...: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب تہجد پڑھنے کے لئے اُٹھتے تو آپؐ یہ دعا کرتے: اے اللہ! تیرے لئے سب حمد ہے..... علامہ ابن ابطال لکھتے ہیں: عرب کے نزدیک تہجد کا معنی بیدار ہونا ہے اور رات کی نیند کے بعد جاگنا ہے۔ ھجود کا معنی نیند کرنا بھی ہے۔ تہجد کا معنی نیند سے بیدار ہوا اور ھَجَدَ کا معنی سویا مستعمل ہیں۔[1] علامہ اسماعیل بن حماد الجوہری لکھتے ہیں: ھَجَدَ اور تَهَجَّدَ کا معنی ہے رات کو سویا اور یہ اضداد میں سے ہے اس لئے یہ معنے بھی ہیں رات کو بیدار ہوا۔[2] امام نووی نے کہا ہے: تہجد کا معنی ہے نیند چھوڑ کر رات کو نماز پڑھنا۔[3]

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو یہ دعا کرتے: اے اللہ سب تعریفیں تیرے لئے ہیں تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے اس کا نور ہے اور اسے قائم رکھنے والا ہے۔ پس جہاں جس حد تک نور سے تعلق ٹوٹا وہاں انسان ڈھے گیا، وہاں مسمار ہو گیا کیونکہ قیام کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور سے باندھا ہے۔ تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے اس کا نور ہے اور اسے قائم رکھنے والا ہے یعنی صرف پیدا کرتے وقت تخلیق کے وقت ہی نور نے کارروائی نہیں کی بلکہ اس کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے نور کے ساتھ اس کا ایک تعلق رابطہ ہے جو نہ ختم ہونے والا ہے...

یہ دعا دراصل نور ہی کے حوالے سے کی جارہی ہے اور اس میں جگہ جگہ کھلے لفظوں میں کہے بغیر وہ حوالے دکھائی دیتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں مجھے بخش دے جو میں پہلے کر چکا ہوں اور جو بعد میں سرزد ہو۔ نور کا علم سے ایک تعلق ہے اور علم اور نور بعض پہلوؤں سے ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس آپ فرماتے ہیں کہ جو میں پہلے کر چکا ہوں مجھے تو اس کے متعلق بھی پورا علم نہیں کہ کوئی ایسی بات نہ ہو گئی ہو جو تیرے لئے ناپسندیدگی کا موجب ہو۔ مگر جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا

---

[1] (شرح صحیح البخاری لابن بطال، ابواب تقصیر الصلاۃ، باب التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ، جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

[2] (الصحاح للجوھری - ھجد)

[3] (المجموع شرح المھذب للنووی، جزء ۴ صفحہ ۱۹)

تعلق ہے وہ جواب آچکا ہے کہ جو کچھ تو نے کیا، جو کچھ آئندہ کرے گا سب خدا کے نزدیک قبولیت کی جگہ پاچکا ہے اور مغفرت کی چادر نے ہر چیز کو ڈھانپ رکھا ہے...

اس پہلو سے یہ نمونے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت کے اور عبدیت کے کہ اپنے آپ کو مٹاتے چلے جاتے ہیں، کچھ بھی نہیں چھوڑتے۔ فرماتے ہیں جو کچھ میں نے کیا تو جانتا ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں میں سمجھتا ہوں مجھے اس کی بخشش طلب کرنی چاہیئے۔ یعنی یہ نہیں فرماتے کہ جو کچھ میں نے کیا اچھی باتیں کی ہیں ان کی بھی جزا دے جو کمزوریاں کہیں رہ گئیں ہیں ان کو بخش دے بلکہ ساری زندگی کا ہر لمحہ بخشش کی چادر کے نیچے لانا چاہتے ہیں اور کسی ایک لمحے پر بھی خود سری نہیں، خود اعتمادی اس رنگ کی نہیں کہ گویا اس پر آدمی تکبر سے نظر ڈال سکے کہ وہ تو ٹھیک تھا۔ اب دیکھیں مقام نبوت اور دیگر مقامات کے فرق کیسے ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آخری لمحات میں یہ عرض کی تھی وَلَا عَلَیَّ اور مفسرین لکھتے ہیں کہ مراد یہ تھی کہ میں نے بہت سے نیک اعمال بھی کیے ہیں اور میں یہ نہیں کہتا کہ ان نیک اعمال کے بدلے مجھے بخش دے کیونکہ جو مجھ سے کمزوریاں سرزد ہو گئی ہیں ان کے مقابل پر ان کو لکھ کر برابر کر دے۔ یہ ایک بہت ہی عارفانہ دعا تھی۔ مگر اب دیکھیں آنحضرت ﷺ کی التجا جو ہر رات کو اُٹھ کر خدا کے حضور کیا کرتے تھے، اپنی ساری زندگی کی نیکیوں کو کلیۃً مٹا ہوا دیکھ رہے ہیں اور یہ عرض کر رہے ہیں کہ ان پر اپنی بخشش کی چادر ڈال دے۔ میں نہیں جانتا میں نے کیا کیا ہے اور جس نے دیکھا ہو کہ ساری زندگی نیکی میں گزری ہے اور غلامی کی یہ شان ہے کہ اسے دیکھتے ہوئے بھی یہ جانتا ہے کہ محض اللہ کے فضل سے یہ توفیق ملی تھی اس لئے جو لغزش ہوئی ہے وہ میری کمزوری سے ہوئی ہے۔ یہ نکتہ ہے جو عارفانہ نکتہ ہے، محض ایک فلسفیانہ عجز نہیں ہے بلکہ عارفانہ عجز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر جانتے تھے کہ جو کچھ عطا ہوا ہے اللہ کے فضل سے عطا ہوا ہے پھر اسے اپنے کھاتے میں اپنی طرف کس طرح منسوب کر دیں۔ مگر اس فضل کے مقابل پر شکر میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہو، اس فضل کے بہترین اور سب سے اعلیٰ درجے کے استعمال میں کمزوری ہو گئی ہو تو وہ اپنی طرف منسوب فرما رہے ہیں

اور کہتے ہیں اس پر بخشش کی چادر ڈال دے اور جو آئندہ ہونے والا ہے اس کا کوئی حال معلوم نہیں۔ پس اللہ کے علم میں اللہ کے نور میں یہ ساری باتیں موجود ہیں۔ جو پہلی تھیں وہ بھی اور جو آئندہ آنے والی تھیں، وہ بھی۔

فرماتے ہیں اور جو میں نے چھپایا اور جو میں نے ظاہر کیا اس کے متعلق بھی میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔ فرمایا اسے بھی بخش دے۔ اب یہ بھی عجیب مضمون ہے، چھپایا اور ظاہر کیا۔ حقیقت میں اللہ کے سامنے جو نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (النور:۳۶) ہے کوئی چیز چھپ سکتی ہی نہیں۔ ناممکن ہے کہ اس نور سے کوئی چیز چھپ جائے جس کا پردۂ نور ہے جو اس پردۂ نور کے پیچھے ایک مخفی نور ہے جس تک انسان یا کسی مخلوق کے تصور کی رسائی ممکن نہیں ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپ ہی نہیں سکی اور وہ ہر چیز سے چھپا ہوا ہے یعنی اپنی نور کی انتہائی صورت میں مقام تنزہ پر واقع ہے۔ اس عرش پر واقع ہے جو مخلوق سے پرلی طرف ایسے مقام پر ہے یعنی اپنے مرتبے کے لحاظ سے اور اپنی لطافت کے لحاظ سے کہ وہاں رسائی ممکن نہیں ہے۔ سب سے بڑی رسائی، سب سے اُونچی رسائی، سب سے اعلیٰ اور ارفع رسائی معراج کے وقت حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوئی مگر ایک مقام پر جا کر وہاں ٹھہر گئے۔ اس سے آگے توحید کامل کا وہ مقام ہے جس میں مخلوق کو خواہ وہ کیسی ہی اعلیٰ درجے کی ہو دخل نہیں ہے اور اسی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقام تنزہ کا عرش فرمایا ہے۔ فرمایا: عرش کی تو بہت سی قسمیں ہیں۔ آپؑ بیان بھی فرماتے ہیں لیکن ایک ہے مقام تنزہ کا عرش اس میں صرف خدا اور خدا کی ذات رہ جاتی ہے اور کچھ نہیں پہنچتا۔ تو خدا تعالیٰ کی ذات سے وہ چونکہ ہر جگہ ہے، کوئی چیز مخفی نہیں اور بہت سے اس کے ایسے مراتب اور مقامات ہیں جو حقیقت میں ان گنت ہیں اور ان کا کوئی کنارہ نہیں ہے جس تک مخلوق کی پہنچ نہیں ہو سکتی خواہ وہ کیسا ہی ترقی کر لے تو اس لئے اس سے تو کچھ چھپ نہیں سکتا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میں نے چھپایا اور جو میں نے ظاہر کیا اسے بھی بخش دے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے۔ پس قیام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی چیز کو ایک ہی جگہ ٹھہرائے رکھا جائے۔ قیام کا یہ اگر مطلب ہے تو وہ غلط سمجھتے ہیں کیونکہ قیام سے مراد جمود نہیں ہے۔ قیام سے مراد اپنی طاقتوں

میں قائم رہنے والا جس سے کسی وجود کی طاقتوں میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ آئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کا جو نقشہ کھینچ رہے ہیں اس میں دو ہی باتیں بیان فرماتے ہیں، آگے بڑھانے والا اور پیچھے ہٹانے والا اور یہی ہر چیز کی حقیقت ہے۔ کوئی چیز کسی مقام پر جامد نہیں ہے۔ یا آگے بڑھ رہی ہے یا پیچھے ہٹ رہی ہے۔ اسی لئے... وہاں یہ عرض کیا تھا اپنے ربّ سے کہ اس نور سے میرا تعلق کبھی نہ ٹوٹے کیونکہ ٹوٹا تو پھر وہ سلسلہ ٹوٹتا چلا جائے گا۔ یا انسان آگے بڑھ سکتا ہے یا پیچھے ہٹ سکتا ہے۔

یہ سب کچھ کہنے کے بعد، یہ سب مناجات کرنے کے بعد آپؐ عرض کرتے ہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں لاالہ الا انت اور توحید کی یہ ساری تصویر ہے جو کھینچی جا رہی ہے..... اسی لئے مَثَلُ نُوْرِہٖ (النور:۳۶) فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام صفات میں اس حد تک آگے بڑھے کہ ہر اس صفت کو جو انسان کی تشکیل میں خدا تعالیٰ نے ازل سے رکھی ہوئی تھی مگر جس کی طرف باشعور بڑھنا مقدر فرما دیا تھا۔ ہر ایسی صفت کو باشعور طور پر آگے بڑھ کر اپنا لیا اور ہمیشہ کے لئے اس میں اپنے وجود کو ضم کر دیا اور اسے اپنے وجود پر طاری کر لیا پھر آپؐ وہ نور بنتے ہیں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَثَلُ نُوْرِہٖ مگر اس کے باوجود وہ نور، اللہ نہیں ہے بلکہ مخلوق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نور کو مخلوق ہی قرار دیا ہے۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۸، دسمبر ۱۹۹۵، جلد ۱۴ صفحہ ۹۲۰ تا ۹۲۳)

روایت نمبر ۶۳۱۶ کے آخر پر ہے: قَالَ كُرَيْبٌ وَسَبْعٌ فِي التَّابُوتِ: کریب نے کہا: جسم میں سات چیزیں ہیں (جن کو منور کرنے کی آپ نے دعا کی) تابوت سے مراد انسان کا بدن ہے جو روح کے لئے بمنزلہ تابوت کے ہے۔ نیز جسم کے اعضاء کا ذکر کیا کہ اس سے مراد اعصاب، گوشت، خون، بال اور جلد ہے۔

وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ: اور انہوں نے دو اور چیزوں کا بھی ذکر کیا۔ علامہ کرمانی لکھتے ہیں: ان دو سے مراد چربی اور ہڈی ہے۔ بعض نے کہا: ان سے مراد ہڈی اور قبر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ان دو خصلتوں سے مراد زبان اور نفس ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲۸۶)

بَاب ۱۱ : التَّكْبِيرُ وَالتَّسْبِيحُ عِنْدَ الْمَنَامِ

سوتے وقت اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنا

۶۳۱۸: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ۶۳۱۸: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا السَّلَام شَكَتْ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ أَقُومُ فَقَالَ مَكَانَكِ فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا - أَوْ أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - فَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ فَهٰذَا خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ. وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ التَّسْبِيحُ أَرْبَعٌ وَّثَلَاثُونَ.

شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حکم (بن عتیبہ) سے، حکم نے ابن ابی لیلیٰ سے، ابن ابی لیلیٰ نے حضرت علیؓ سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے اُس تکلیف کی شکایت کی جو چکی سے اُن کے ہاتھ میں ہوتی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں کہ آپؐ سے کوئی خادم مانگیں تو انہوں نے آپؐ کو (گھر میں) نہ پایا تو حضرت عائشہؓ سے اس کا ذکر کیا۔ جب آپؐ آئے تو حضرت عائشہؓ نے آپؐ کو بتایا۔ (حضرت علیؓ) کہتے تھے: (یہ سن کر) آپؐ ہمارے پاس آئے اور ہم اپنے بستروں پر لیٹ گئے تھے۔ میں اٹھنے لگا تو آپؐ نے فرمایا: اپنی جگہ رہو اور آپؐ ہمارے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے پر آپؐ کے پاؤں کی ٹھنڈک محسوس کی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں اس بات کا پتہ نہ دوں جو تمہارے لئے خادم سے بہتر ہو؟ جب تم اپنے بچھونے پر آرام کرو یا (فرمایا:) جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ تو تم ۳۴ بار اللہ اکبر، ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمدللہ کہو تو یہ تم دونوں کے لئے ایک خادم سے بہتر ہو گا۔ اور شعبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے خالد (حذاء) سے، خالد نے ابن سیرین سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ ۳۴ بار ہے۔

أطرافه: ۳۱۱۳، ۳۷۰۵، ۵۳۶۱، ۵۳۶۲۔

تشریح: التَّكْبِيرُ وَالتَّسْبِيحُ عِنْدَ الْمَنَامِ: سوتے وقت اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنا۔ زیر باب روایت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے اپنی مشقت کم کرنے اور اپنے کاموں میں مدد کے

لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غلام لینے کی درخواست کی مگر آپؐ نے ان کو غلام دینے کی بجائے تسبیحات پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔ اس سے آپؐ نے اپنی آل کو اور اپنے پیاروں کو یہ درس دیا کہ دنیا کی ان عارضی تکالیف کی بجائے آخرت کی تکالیف سے بچنے کی فکر کرنی چاہیئے اور اس نصیحت کو آپؐ نے عملی رنگ میں اپنی ذات میں بھی اور اپنی آل میں بھی ایک قابل تقلید نمونہ کے طور پر قائم فرمایا اور بطور سربراہ مملکت آپؐ نے یہ بھی مثال قائم کی کہ سربراہ کو اور اس کے خاندان کو اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دینی چاہیئے۔ یہ ایثار کی وہ عملی تصویر ہے جسے قرآن کریم نے وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ (الحشر:۱۰)[۱] میں بیان فرمایا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل میں یہ ذکر بھی ملتا ہے کہ آپؐ ان غلاموں کو بیچ کر اس رقم سے اہل صفہ و دیگر قومی اخراجات کے لئے رقم کو سرف کرنا چاہتے تھے۔[۲] ایک حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آپؐ شہدائے بدر کے بچوں کے لئے ان غلاموں کو بیچنے کا فیصلہ فرما چکے تھے۔[۳] اور آپؐ نے یہ عظیم الشان نمونہ پیش فرمایا کہ قوم کے راہنما اور اس کے اہل خانہ کو اپنی ضروریات پر قوم کی ضروریات کو ترجیح دینی چاہیئے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں کہ اگر یہ سوال ہو کہ تسبیح پڑھنا خادم سے کس طرح بہتر ہو گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ تسبیحات اور ذکر الٰہی آخرت میں راحت کا باعث بنے گا جبکہ خادم کے ملنے سے دنیا کی راحت ملے گی تو آخرت کی راحت دنیا کے مقابل زیادہ بہتر ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۵ صفحہ ۳۶) حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: اس واقعہ میں یہ بھی ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان غلاموں کو بیچ کر اہل صفہ کی ضرورتیں پوری کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے آپؐ نے اہل صفہ کی ضرورت کو اپنی بیٹی کی ضرورت پر ترجیح دی۔ (فتح الباری جزء۱۱ صفحہ ۱۴۵)

بَاب ۱۲ : التَّعَوُّذُ وَالْقِرَاءَةُ عِنْدَ الْمَنَامِ

سونے کے وقت شیطان سے پناہ مانگنا اور قرآن پڑھنا

۶۳۱۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ

۶۳۱۹: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: عقیل نے مجھے بتایا۔ عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: عروہ نے مجھے خبر دی۔ عروہ نے حضرت

---

[۱] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔“

[۲] (مسند احمد بن حنبل، مسند علی بن أبی طالب، جزء۱ صفحہ ۱۰۶)

[۳] (سنن ابی داؤد، كِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ، بَاب فِي بَيَانِ مَوَاضِعِ قَسْمِ الْخُمُسِ، وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبَى، روایت نمبر ۲۹۸۷)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر لیٹنے لگتے تو اپنے دونوں ہاتھوں میں پھونکتے اور معوذات کو پڑھتے اور دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر پھیرتے۔

أطرافه: ۵۰۱۷، ۵۷۴۸۔

تشریح: التَّعَوُّذُ وَالْقِرَاءَةُ عِنْدَ الْمَنَامِ: سونے کے وقت شیطان سے پناہ مانگنا اور قرآن پڑھنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپؐ رات کو بستر پر لیٹتے تو تین دفعہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے، دونوں ہاتھوں پر پھونکتے اور ہاتھوں کو جسم پر ملتے۔[۱] سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔[۲] یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ آپؐ نے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھنے کی تلقین فرمائی۔[۳]

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب سونے لگے تو کوئی ذکر کر کے سوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ رات کو ذکر کرنے کے لئے پھر اُس کی آنکھ کھل جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سونے سے پہلے یہ ذکر کیا کرتے تھے۔ آیت الکرسی پھر تینوں قُل ایک ایک دفعہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور ہاتھ سارے جسم پر پھیرتے اور ایسا تین دفعہ کرتے تھے اور پھر دائیں طرف منہ کر کے یہ عبارت پڑھتے: اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ۔ (ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی الدعاء اذا أوی إلی فراشه) اسی طرح ہر ایک مومن کو چاہیئے۔ اور پھر چارپائی پر لیٹ کر دل میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ یا کوئی اور ذکر جاری رکھنا چاہیئے حتیٰ کہ اس حالت میں آنکھ لگ جائے کیونکہ جس حالت

۱۔ (بخاری، کتاب فضائل القرآن، روایت نمبر ۵۰۱۷)

۲۔ (بخاری، کتاب فضائل القرآن، روایت نمبر ۵۰۱۰)

۳۔ (بخاری، کتاب فضائل القرآن، روایت نمبر ۵۰۰۹)

میں انسان سوتا ہے عام طور پر وہی حالت ساری رات اس پر گذرتی رہتی ہے۔ اس لئے جو شخص تسبیح و تحمید کرتے سوئے گا، گویا ساری رات اسی میں لگا رہے گا۔ دیکھو عورتیں یا بچے اگر کسی غم اور تکلیف میں سوئیں تو سوتے سوتے جب کروٹ بدلتے ہیں تو دردناک اور غمگین آواز نکالتے ہیں۔ کیونکہ اس غم کا جو سوتے وقت ان کو تھا ان پر اثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی تسبیح کرتے سوئے گا تو جب کروٹ بدلے گا اس کے منہ سے تسبیح کی آواز ہی نکلے گی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن وہ ہوتے ہیں کہ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ (السجدۃ:۱۷) یعنی ان کے پہلو بستروں سے اُٹھے رہتے ہیں اور وہ خوف اور طمع سے اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے، اس سے خرچ کرتے ہیں۔ بظاہر تو یہ بات درست نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوتے تھے اور دوسرے سب مومن بھی سوتے ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ چونکہ وہ تسبیح کرتے کرتے سوتے ہیں، اس لئے ان کی نیند نیند نہیں ہوتی بلکہ تسبیح ہی ہوتی ہے اور اگرچہ وہ سوتے ہیں مگر درحقیقت سوتے نہیں۔ ان کی کمریں بستروں سے الگ رہتی ہیں اور وہ خدا کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں۔" (ذکر الٰہی، انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۵۱۳)

باب ۱۳

۶۳۲۰: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا

۶۳۲۰: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زُہیر نے ہمیں بتایا۔ عبید اللہ بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن ابی سعید مقبری نے مجھے بتایا۔ سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بچھونے پر آرام کرنے لگے تو چاہیئے کہ وہ اپنے بچھونے کی چادر کو اندر کے حصے سے جھاڑ لے کیونکہ

خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ. تَابَعَهُ أَبُو ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ. وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّ بِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے بچھونے پر کیا چیز آگئی۔ پھر یہ کہے: تیرے نام سے اے میرے ربّ۔ میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے ہی ذریعہ سے میں اس کو اٹھاؤں گا۔ اگر تو نے میری جان کو روک لیا تو اِس پر رحم فرما اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو پھر اس کو محفوظ رکھ اُسی رحمت سے جس رحمت سے تو نیکوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ (زہیر بن معاویہ کی طرح) ابو ضمرہ اور اسماعیل بن زکریا نے بھی عبید اللہ سے یہی روایت کی۔ اور یحییٰ بن سعید (قطان) اور بشر (بن مفضل) نے بھی اس حدیث کو عبید اللہ سے، عبید اللہ نے سعید سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ اور مالک اور (محمد) ابن عجلان نے بھی اسے سعید سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

طرفہ: ۷۳۹۳۔

بَاب ١٤: الدُّعَاءُ نِصْفَ اللَّيْلِ

آدھی رات کو دعا کرنا

٦٣٢١: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

۶۳۲۱: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوعبداللہ اغرّ اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (بن عوف) سے، ان دونوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُولُ مَنْ يَّدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَّسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا ربّ جو بہت برکتوں والا ہے اور بہت ہی بلند ہے ہر رات نچلے آسمان پر اُترتا ہے اُس وقت جبکہ رات کی آخری تہائی باقی رہتی ہے۔ فرماتا ہے: کون مجھ سے دعا کرے گا کہ میں اُس کی دعا قبول کروں؟ کون مجھ سے مانگے گا کہ میں اُس کو دوں؟ کون مجھ سے استغفار کرے گا کہ میں اُس پر پردہ پوشی کرتے ہوئے اُس سے درگزر کروں؟

أطرافه: ۱۱۴۵، ۷۴۹۴۔

تشریح: الدُّعَاءُ نِصْفَ اللَّيْلِ: آدھی رات کو دعا کرنا۔ شارحین نے امام بخاری کے عنوان باب الدعا نصف اللیل اور زیر باب حدیث میں ثلث اللیل کے تعارض کی تطبیق کی ہے کہ امام بخاری نے عنوان باب قرآن کریم کی آیت قُمِ الَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلًا ○ نِّصْفَهٗٓ ... سے استدلال کرتے ہوئے قائم کیا ہے بعض نے کہا امام بخاری کا طریق ہے وہ ایسی روایات کو جو دیگر مستند کتب حدیث میں ہیں مگر امام بخاری کی شرائط پر پوری نہیں اتریں وہ ان کو صحیح بخاری میں متنِ حدیث کے طور پر درج نہیں کرتے مگر عنوان باب کے طور پر ان کا اثبات کرتے ہیں اور یہی صورت یہاں ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۱ صفحہ ۱۵۵)

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُمِ الَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلًا ○ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ○ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ○ (المزمل: ۳-۵) یعنی راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر عبادت کر۔ جس سے ہماری مراد یہ ہے کہ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گذارا کر یعنی اُس کا نصف، یا نصف سے کچھ کم کر دے، یا اس پر کچھ اور بڑھا دے۔ اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھا کر۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"چونکہ راتیں بڑھتی گھٹتی رہتی ہیں۔ اس لئے متوسط راتوں میں نصف شب سے اور چھوٹی راتوں میں نصف سے کم کر کے اور بڑی راتوں میں نصف سے زیادہ بھی قیام کرنے کے لئے ارشاد فرمایا اور چونکہ ایک حکم قطعی نہیں ہے۔ بلکہ دو جگہ اَوْ، اَوْ فرما کر اختیار دیا ہے۔ اس لئے طبیعت کے نشاط پر بھی اس قیام کو حوالے کر دیا گیا ہے۔ یعنی چھوٹی راتوں میں بحالتِ نشاط اگر قیام زیادہ کر لے اور بڑی راتوں میں بوجہ عدم نشاط طبیعت اگر قیام کم کرے تو یوں بھی اختیار ہے۔ مگر چونکہ قُمْ بصیغہ امر ہے۔ اس لئے

قیامِ لَیل آپؐ پر فرض تھا جب کبھی بعض راتوں میں قیامِ لَیل آپؐ سے رہ گیا ہے تو آپؐ نے اس کو بعد طلوعِ آفتاب ادا فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن شریف یاد کرنے والوں اور قیامِ لَیل کرنے والوں کو اَشْرَافُ اُمَّتِیْ فرمایا ہے۔ شرف کے لغوی معنے بلندی کے ہیں۔" (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۲۳۲، ۲۳۳)

یَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ: شارحین نے یَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ پر بہت طویل بحثیں کی ہیں اور ابن تیمیہ اور ان کے ہم خیال لوگوں کے اس نظریہ کی تردید کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے جسمانی نزول کے قائل ہیں۔[1] یہ بحث قرآن کریم اور احادیث کے محاورہ کلام کو نہ سمجھنے اور اللہ تعالیٰ کی صفات تنزیہہ اور تشبیہ کے عدم ادراک کا نتیجہ ہے۔ قرآن کریم اور احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے وجہ (چہرہ) ہاتھ، پاؤں و دیگر ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو استعارہ کے رنگ میں بیان ہوئے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اُس کی تمام صفات اُس کی ذات کے مناسب حال ہیں انسان کی صفات کی مانند نہیں اور اُس کی آنکھ وغیرہ جسم اور جسمانی نہیں اور اُس کی کسی صفت کو انسان کی کسی صفت سے مشابہت نہیں مثلاً انسان اپنے غضب کے وقت پہلے غضب کی تکلیف آپ اُٹھاتا ہے اور جوش و غضب میں فوراً اُس کا سرور دور ہو کر ایک جلن سی اُس کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور ایک مادّہ سوداوی اُس کے دماغ میں چڑھ جاتا ہے اور ایک تغیر اس کی حالت میں پیدا ہو جاتا ہے مگر خدا اِن تغیرات سے پاک ہے اور اُس کا غضب ان معنوں سے ہے کہ وہ اس شخص سے جو شرارت سے باز نہ آوے اپنا سایہ حمایت اٹھالیتا ہے اور اپنے قدیم قانون قدرت کے موافق اُس سے ایسا معاملہ کرتا ہے جیسا کہ ایک غضبناک انسان کرتا ہے لہٰذا استعارہ کے رنگ میں وہ معاملہ اُس کا غضب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی اُس کی محبت انسان کی محبت کی طرح نہیں کیونکہ انسان غلبہ محبت میں بھی دُکھ اٹھاتا ہے اور محبوب کے علیٰحدہ اور جُدا ہونے سے اُس کی جان کو تکلیف پہنچتی ہے مگر خدا ان تکالیف سے پاک ہے ایسا ہی اُس کا قرب بھی انسان کے قرب کی طرح نہیں کیونکہ انسان جب ایک کے قریب ہوتا ہے تو اپنے پہلے مرکز کو چھوڑ دیتا ہے مگر وہ باوجود قریب ہونے کے دور ہوتا ہے اور باوجود دور ہونے کے قریب ہوتا ہے۔

[1] (شرح صحیح البخاری لابن العثیمین، جزء ۸ صفحہ ۱۷۴ تا ۱۸۲)

غرض خدا تعالیٰ کی ہر ایک صفت انسانی صفات سے الگ ہے اور صرف اشتراک لفظی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (الشوریٰ:۱۲) یعنی کوئی چیز اپنی ذات یا صفات میں خدا تعالیٰ کے برابر نہیں۔" (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۷۵، ۲۷۶)

نیز فرمایا:

"ازل سے اور قدیم سے خدا میں دو صفتیں ہیں۔ ایک صفت تشبیہی دوسری صفت تنزیہی اور چونکہ خدا کے کلام میں دونوں صفات کا بیان کرنا ضروری تھا یعنی ایک تشبیہی صفت اور دوسری تنزیہی صفت اِس لئے خدا نے تشبیہی صفات کے اظہار کے لئے اپنے ہاتھ آنکھ محبت غضب وغیرہ صفات قرآن شریف میں بیان فرمائے اور پھر جب کہ احتمال تشبیہ کا پیدا ہوا تو بعض جگہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ کہہ دیا اور بعض جگہ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کہہ دیا جیسا کہ سورہ رعد جزو نمبر ۱۱ میں بھی یہ آیت ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (الرعد:۳) (ترجمہ) تمہارا خدا وہ خدا ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور پھر اُس نے عرش پر قرار پکڑا۔ اِس آیت کے ظاہری معنی کے رُو سے اِس جگہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پہلے خدا کا عرش پر قرار نہ تھا۔ اِس کا یہی جواب ہے کہ عرش کوئی جسمانی چیز نہیں ہے بلکہ وراء الوراء ہونے کی ایک حالت ہے جو اُس کی صفت ہے پس جبکہ خدا نے زمین و آسمان اور ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور ظلّی طور پر اپنے نور سے سورج چاند اور ستاروں کو نور بخشا اور انسان کو بھی استعارہ کے طور پر اپنی شکل پر پیدا کیا اور اپنے اخلاق کریمہ اس میں پھونک دیئے تو اس طور سے خدا نے اپنے لئے ایک تشبیہ قائم کی مگر چونکہ وہ ہر ایک تشبیہ سے پاک ہے اس لئے عرش پر قرار پکڑنے سے اپنے تنزّہ کا ذکر کر دیا۔ خلاصہ یہ کہ وہ سب کچھ پیدا کر کے پھر مخلوق کا عین نہیں ہے بلکہ سب سے الگ اور وراء الوراء مقام پر ہے۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۷۷)

بَاب ۱۵ : الدُّعَاءُ عِنْدَ الْخَلَاءِ

بیت الخلاء کو جاتے وقت دعا کرنا

۶۳۲۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ.

۶۳۲۲: محمد بن عرعرہ نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے، عبدالعزیز نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں جاتے تو دعا کرتے: اے اللہ میں ہر ایک گندگی سے اور گندی باتوں سے تیری پناہ لیتا ہوں۔

طرفہ: ۱۴۲۔

تشریح: اَلدُّعَاءُ عِنْدَ الْخَلَاءِ: بیت الخلاء کو جاتے وقت دعا کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ہر قسم کے خُبُث اور خبائث سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی دعا سکھائی ہے۔ علامہ خطابیؒ نے بیان کیا ہے کہ خُبُث، خَبِیْثٌ کی جمع ہے اور اَلْخَبَائِثُ جمع ہے خَبِیْثَةٌ کی۔ ان کے نزدیک ان الفاظ سے مذکر اور مؤنث شیاطین مراد ہیں۔ جبکہ علامہ بغویؒ نے اَلْخُبُث سے کفر اور اَلْخَبَائِث سے شیاطین مراد لیے ہیں۔[1] بعض کے نزدیک اَلْخُبُث سے شیاطین اور اَلْخَبَائِث سے بول و براز مراد ہے۔ (ارشاد الساری للقسطلانی، جزء۹ صفحہ ۱۸۸) ابو عبید نے خُبُث سے مراد شر لیا ہے اور داودیؒ نے خبائث سے معاصی مراد لیے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لفظ خُبُث سے نفس کی گندگیوں یعنی کفر سے پناہ طلب کی گئی ہے اور خبائث میں اَخلاقِ رذیلہ سے بچنے کی دعا ہے۔[2]

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی اور پھر کس طرح آپؐ نے آکر اس کی اصلاح کی اور تزکیہءِ نفوس فرمایا۔ جو لوگ علم تاریخ سے واقف ہیں اُن پر یہ امر بڑی صفائی کے ساتھ منکشف ہوسکتا ہے اس سے بڑھ کر تزکیہءِ نفوس کا کیا ثبوت مل سکتا ہے کہ آپؐ نے کوئی موقع انسان کی زندگی میں ایسا جانے نہیں دیا جس میں خدا پرستی کی تعلیم نہ دی ہو۔ میں ایک چھوٹی سی اور معمولی سی بات پیش کرتا ہوں

---

[1] (الکواکب الدراری، کتاب الدعوات، بَاب الدُّعَاءُ عِنْدَ الْخَلَاءِ، جزء ۲۲ صفحہ ۱۳۶)

[2] (مطالع الأنوار علی صحاح الآثار، حرف الخاء، خبث، جزء ۲ صفحہ ۴۰۶)

پاخانہ کے لئے جانا ایک طبعی تقاضا اور ضرورت ہے، میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس وقت کے لئے کسی ہادی اور مصلح نے کوئی تعلیم انسان کو نہیں دی مگر ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی انسان کو ایک لطیف اور بیش قیمت سبق خدا پرستی کا دیا ہے جس سے آپؐ کے ان تعلقات محبت کا جو خدا سے آپؐ کے لئے تھے صاف پتا لگ سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ انسان کو کس بلند رتبہ پر پہنچانا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے اس وقت تعلیم دی ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب ما یقول عند الخلاء) یعنی جس طرح پر ان گندگیوں کو تو نکالتا ہے دوسری گندگیوں سے جو انسان کی روح کو خراب کرتی ہیں بچا۔ جیسے پاخانہ جاتے وقت دُعا تعلیم کی، ویسے ہی پاخانہ سے نکلتے وقت سکھایا ہے: غُفْرَانَكَ (سنن ترمذی، ابواب الطھارۃ، باب ما یقول إذا خرج من الخلاء) غور تو کرو کہ کس قدر تزکیہ نفس کا خیال ہے۔" (خطابات نور، تقریر فرمودہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۱ء، صفحہ ۱۵۸)

نیز آپؓ نے فرمایا:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی طرف خیال کرو کہ پاخانے جاتے وقت ایک دعا سکھائی: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب ما یقول عند الخلاء، حدیث نمبر ۱۴۲) یعنی جیسے پلیدی ظاہری نکالی اسی طرح باطنی نجاست کو بھی نکالنے کی توفیق دے۔ پھر جب مومن فارغ ہو جائے تو پڑھے: غُفْرَانَكَ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ و سننھا، باب ما یقول اذا خرج من الخلاء، حدیث نمبر ۳۰۰) اس میں بھی یہ اشارہ تھا کہ گناہ کی خباثت سے جب انسان بچتا ہے تو اسی طرح کا روحانی چین پاتا ہے۔" (ارشاداتِ نور، جلد اوّل صفحہ ۳۱۴، ۳۱۵)

بَاب ١٦: مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ

جب صبح اُٹھے تو کیا کہے

٦٣٢٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ

۶۳۲۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زُرَیع نے ہمیں بتایا۔ حسین (بن ذکوان) نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن بُریدہ نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ

شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، إِذَا قَالَ حِينَ يُمْسِي فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ – أَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ – وَإِذَا قَالَ حِينَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ مِثْلَهُ.

نے بُشَیر بن کعب سے، بُشَیر نے حضرت شداد بن اوسؓ سے، حضرت شدادؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: سید الاستغفار یہ دعا ہے: اے میرے اللہ! تو میرا ربّ ہے کوئی معبود نہیں مگر تو ہی۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جہاں تک کہ میں طاقت رکھتا ہوں۔ میں تیرے حضور اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھ پر احسان کئے اور میں تیرے حضور اقرار کرتا ہوں کہ میں نے گناہ کئے۔ پس تُو مجھ پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے مجھ سے درگزر فرما کیونکہ تو ہی گناہوں کو بخشتا ہے۔ جو کچھ بھی کہ میں نے کیا اُس کے شر سے میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ (فرمایا:) جب شام ہو کوئی یہ دعا کرے اور پھر وہ مر جائے تو جنت میں داخل ہو گا یا (فرمایا:) وہ جنتیوں میں سے ہو گا۔ یا جب صبح ہو وہ یہ دعا کرے، پھر وہ اُسی دن مر جائے تو وہ بھی جنت میں داخل ہو گا یا (فرمایا:) جنتیوں میں سے ہو گا۔

طرفہ: ٦٣٠٦۔

٦٣٢٤: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ قَالَ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَّنَامِهِ

۶۳۲۴: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد الملک بن عُمَیر سے، عبد الملک نے ربعی بن حراش سے، ربعی نے حضرت حذیفہ (بن یمانؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جب آپؐ سونے کا ارادہ فرماتے تو یوں دعا کرتے: تیرے ہی نام سے اے اللہ میں مرتا ہوں اور جیتا

قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ.

ہوں۔ اور جب آپؐ سو کر بیدار ہوتے تو فرماتے: سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں زندہ کیا بعد اس کے کہ اُس نے ہمیں مارا تھا اور اُسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔

أطرافه: ٦٣١٢، ٦٣١٤، ٧٣٩٤۔

٦٣٢٥: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ.

۶۳۲۵: عبدان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو حمزہ (محمد بن میمون) سے، ابو حمزہ نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ربعی بن حراش سے، ربعی نے خرشہ بن حُر سے، خرشہ نے حضرت ابوذر (غفاری) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جب آپؐ رات کو اپنے بستر پر لیٹے تو دعا کرتے: اے میرے اللہ! تیرے نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں اور جب جاگتے تو دعا کرتے: سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں زندہ کیا بعد اس کے کہ اُس نے مارا تھا اور اُسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔

طرفه: ٧٣٩٥۔

تشریح: مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ: جب صبح اُٹھے تو کیا کہے۔ زیر باب روایات میں پہلی روایت (۶۳۲۳) میں سید الاستغفار کا ذکر ہے۔ اس کی تاکید دیگر احادیث میں یوں ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سید الاستغفار ضرور سیکھو اور اسے حرز جان بناؤ۔[1] اور سید الاستغفار کے متعلق بخاری میں ہی ایک روایت ہے کہ جو شخص دل کے یقین سے یہ دعا پڑھے گا اسے جنت کی بشارت ہے۔[2] دن کے آغاز اور اختتام پر دعا کی برکت اور فضیلت کا ذکر ایک روایت میں یوں بیان ہوا ہے: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم میرا دن کی ابتداء کی ایک ساعت میں ذکر کرو اور دن کے آخر کی ایک ساعت میں ذکر کرو تو اس دن کے درمیان کے لئے میں تمہارے لئے کافی ہو جاؤں گا۔[3]

---

[1] (السنن الکبریٰ للنسائی، کِتَابُ عَمَلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، ذِكْرُ سَيِّدِ الِاسْتِغْفَارِ وَثَوَابُ مَنِ اسْتَعْمَلَهُ، حدیث نمبر ۱۰۲۲۹)

[2] (بخاری، کتاب الدعوات، روایت نمبر ۶۳۰۶)

[3] (حلیۃ الاولیاء، ذِكْرُ طَوَائِفَ مِنْ جَمَاهِيرِ النُّسَّاكِ وَالْعُبَّادِ، مُحَمَّدُ بْنُ صُبَيْحِ بْنِ السَّمَّاكِ، جلد ۸ صفحہ ۲۱۳)

بَاب ۱۷ : الدُّعَاءُ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں دعا کرنا

٦٣٢٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَّزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۲۶: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: یزید (بن ابی حبیب) نے مجھے بتایا۔ یزید نے ابوالخیر سے، ابوالخیر نے حضرت عبداللہ بن عمرو (بن عاصؓ) سے، حضرت عبداللہؓ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپؐ مجھے ایک دعا سکھائیں جسے میں اپنی نماز میں کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا: یوں کہا کرو: اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں ہے۔ سو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھے رحمت سے نواز۔ یقیناً تو ہی غفور و رحیم ہے۔ اور عمرو بن حارث نے بھی اس حدیث کو یزید سے نقل کیا۔ یزید نے ابوالخیر سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے سنا کہ حضرت ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔

أطرافه: ٨٣٤، ٧٣٨٨۔

٦٣٢٧: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا (بنی اسرائیل: ۱۱۰) أُنْزِلَتْ

۶۳۲۷: علی (بن سلمہ) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن سُعیر نے ہمیں بتایا۔ ہشام بن عروہ نے ہم سے بیان کیا۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ وَلَا

فِي الدُّعَاءِ.

أطرافُه: ٤٧٢٣، ٧٥٢٦۔

تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا[1] آیت دعا کے متعلق نازل کی گئی۔

٦٣٢٨: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ السَّلَامُ عَلَى اللهِ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ – إِلَى قَوْلِهِ – الصَّالِحِينَ فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ صَالِحٍ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الثَّنَاءِ مَا شَاءَ.

۶۳۲۸: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم نماز میں السَّلَامُ عَلَى اللهِ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ کہا کرتے تھے تو ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: اللہ تو خود ہی سلام ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو یوں کہے: تمام زبانی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں بھی (اللہ ہی کے لیے ہیں) اے نبی! تجھ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں اور سلامتی ہو ہم پر بھی اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ جب وہ یہ کہے گا تو ہر ایک اللہ کے نیک بندے کو جو آسمان اور زمین میں ہے سلام پہنچ جائے گا۔ (اس کے بعد یہ کہے:) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اس کے بعد جو چاہے اللہ کی بہتر سے بہتر تعریف کرے۔

أطرافُه: ٨٣١، ٨٣٥، ١٢٠٢، ٦٢٣٠، ٦٢٦٥، ٧٣٨١۔

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور اپنی نماز نہ بہت اُونچی آواز میں پڑھ اور نہ اُسے بہت دھیما کر۔“

تشریح: الدُّعَاءُ فِي الصَّلَاةِ: نماز میں دعا کرنا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی مواقع ہیں۔ رکوع، قیام، قعدہ، سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام اور عشاء۔ ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔

نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے، جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے، تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے، اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا۔ بالکل غلط اور باطل ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اُس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۳۴)

نیز فرمایا:

"انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے، امن میں رہتا ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح پر نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے۔ یاد رکھو کہ اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے۔ بعض لوگ نماز کو تو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی

ٹھونگے مارتی ہے، ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دعا شروع کرتے ہیں حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا اُس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد کرنے میں گزار دیتے ہیں اور حضورِ الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دعا مانگو۔ نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۰۲)

بَاب ۱۸ : الدُّعَاءُ بَعْدَ الصَّلَاةِ

نماز کے بعد دعا کرنا

٦٣٢٩ : حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ قَالَ كَيْفَ ذَاكَ قَالُوا صَلَّوْا كَمَا صَلَّيْنَا وَجَاهَدُوا كَمَا جَاهَدْنَا وَأَنْفَقُوا مِنْ فُضُولِ أَمْوَالِهِمْ وَلَيْسَتْ لَنَا أَمْوَالٌ قَالَ أَفَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ تُدْرِكُونَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَتَسْبِقُونَ مَنْ جَاءَ بَعْدَكُمْ وَلَا يَأْتِي أَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ بِهِ إِلَّا مَنْ جَاءَ بِمِثْلِهِ تُسَبِّحُونَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُونَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُونَ عَشْرًا.

۶۳۲۹: اسحاق نے مجھ سے بیان کیا کہ یزید (بن ہارون) نے ہمیں خبر دی۔ ورقاء نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے سُمَیّ سے، سُمَیّ نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! دولت مند سارے ہی درجے اور ہمیشہ کی نعمت لے گئے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا: یہ کیسے؟ انہوں نے کہا کہ انہوں نے نمازیں پڑھیں جیسے ہم نے پڑھیں اور جہاد کیا جیسے ہم نے جہاد کیا اور ضرورت سے زیادہ جو اُن کے مال تھے اُن میں سے انہوں نے خرچ بھی کیا اور ہمارے پاس مال نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ جس سے تم ان لوگوں کے درجہ کو پالو گے جو تم سے پہلے تھے اور اُن سے آگے نکل جاؤ گے جو تمہارے پیچھے ہیں؟ اور کوئی بھی ویسا عمل نہیں کرے گا جو تم نے کیا ہوگا، سوائے اس شخص کے کہ جس نے ویسا ہی کیا۔ ہر نماز کے بعد تم دس بار سبحان اللہ کہو اور دس بار الحمدللہ کہو اور دس بار اللہ اکبر کہو۔

تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سُمَيٍّ. وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ. وَرَوَاهُ جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ. وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(ور قاء کی طرح) عبید اللہ بن عمر نے بھی سُمَیؒ سے اس کو روایت کیا۔ اور ابن عجلان نے بھی سُمَیؒ اور رجاء بن حیوہ سے اس کو روایت کیا۔ اور جریر (بن عبد الحمید) نے بھی عبد العزیز بن رُفیع سے، عبد العزیز نے ابو صالح سے، ابو صالح نے حضرت ابو درداءؓ سے اس کو روایت کیا۔ اور سہیل (بن ابی صالح) نے بھی اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو روایت کیا۔

طرفہ: ۸۴۳۔

٦٣٣٠: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيرَةُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذَا سَلَّمَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ.

۶۳۳۰: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبد الحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے مسیّب بن رافع سے، مسیّب نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام ورّاد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت مغیرہؓ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو یوں کہا کرتے تھے: ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی سب حمد ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے اے اللہ! جو تو دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی بڑے کو اُس کی بڑائی تیرے مقابل میں سود مند نہیں ہوسکتی۔ اور شعبہ نے منصور سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے مسیّب سے (بھی یہی) سنا۔

أطرافہ: ۸۴۴، ۱۴۷۷، ۲۴۰۸، ۵۹۷۵، ۶۴۷۳، ۶۶۱۵، ۷۲۹۲۔

تشریح: الدُّعَاءُ بَعْدَ الصَّلَاةِ: نماز کے بعد دعا کرنا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہر ایک نماز کے پڑھنے کے بعد..... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ذکر کو ہمیشہ جاری رکھتے تھے گویا سنت ہو گئی تھی۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب ہم دور ہوتے تھے تو اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کے ذکر سے معلوم کرتے تھے کہ نماز ختم ہو گئی ہے۔ پس نماز کے بعد پڑھنے کے لئے ایک ذکر تو یہ ہے کہ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پڑھا جاوے۔ دوسرے یہ کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تینتیس تینتیس دفعہ پڑھا جاوے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ چونتیس دفعہ پڑھا جاوے۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء فی التسبیح والتکبیر) یہ ذکر کئی طریق پر مروی ہے۔ مگر سب سے زیادہ صحیح طریق یہی ہے کہ الگ الگ پہلے دونوں جملوں کو تینتیس تینتیس دفعہ کہے اور تیسرے کو چونتیس دفعہ۔ نماز کے بعد کا وقت ذکر کے لئے بہت ہی اعلیٰ درجہ کا ہے اس وقت ضرور ذکر کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ مجھے اور حضرت مولوی صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل اور حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھ کر شائد سمجھتے ہوں کہ یہ نماز کے بعد ذکر نہیں کرتے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بھی ذکر کیا کرتے تھے اور میں بھی کرتا ہوں۔ ہاں اونچی آواز سے نہ وہ کہتے تھے اور نہ میں۔ دل میں کہتا ہوں۔ پس نماز کے بعد ضرور ذکر کرنا چاہیئے۔" (ذکر الٰہی، انوار العلوم، جلد ۳ صفحہ ۵۰۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نماز کے اختتام پر سلام پھیر کر معاً ہی حکم ہے کہ انسان کم از کم تین بار استغفار پڑھے اور حدیث میں تو یوں بھی آیا ہے کہ نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھے۔ یہ بھی نماز کے بعد کے وظائف میں سے ایک ضروری وظیفہ ہے۔..... سلام پھیرتے ہی معاً تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ (ترمذی کتاب الدعوات) کہنے کا جو حکم ہے اس میں بھید کیا ہے؟ اور اس کی وجہ کیا؟ اصل بات یہ ہے کہ انسان بڑا کمزور، ناتواں اور سُست ہے۔.....

انسان چونکہ کمزور ہوتا ہے اور اس کا علم اپنے کمال تک نہیں پہنچا ہوتا اور بعض اوقات اپنی کمزوریوں اور سُستیوں کی وجہ سے نماز کو کبھی وقت سے بے وقت، کبھی بے توجہی سے پڑھتا ہے اور کبھی نمازوں میں اس کا خیال کہیں کا کہیں چلا جاتا اور پورا حضور قلب اور خضوع جو نماز کے ضروری ارکان ہیں ان کے ادا کرنے میں سُستی ہو جاتی ہے یا نماز تدبر سے نہیں پڑھی جاتی یا کبھی اصلی لذت اور سرور سے محروم رہ جاتا ہے اور باریک در باریک وجوہ کے باعث نماز میں کوئی نہ کوئی کمی یا نقص رہ جاتا ہے۔ اس واسطے حکم ہے کہ نماز کا سلام پھیرنے کے ساتھ ہی معاً استغفار پڑھ کر اپنی کمزوریوں اور نماز میں اگر کوئی نقص رہ گیا ہے تو اس کی تلافی خدا سے چاہے اور عرض کرے کہ یا الٰہی! اگر میری نماز کسی باریک در باریک کمی یا نقص کی وجہ سے قابل قبول نہیں تو میری کمزوریوں پر پردہ ڈال کر بخشش فرما اور میری عبادت کو قبول فرمالے۔ ہم تیرے عاجز بندے ہیں۔ ہم تیری اس کبریائی، عظمت اور جلال کو جو تیری ذات پاک کے شایاں اور مناسب حال ہے کہاں جان سکتے ہیں۔ اس واسطے ان کمیوں پر چشم پوشی فرما اور عفو کر۔ گزشتہ غلطیوں کو معاف فرما اور آئندہ کے واسطے توفیق عطا فرما کہ ہم تیری عبادت بطریق احسن اور اَبلغ کرنے کے لائق ہوں۔

نماز کی کمی اور نقائص کی تلافی کے واسطے ماثورہ اَوراد کے علاوہ ایک ایک مقررہ تعداد رکعات سنن کی بھی ضروری ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ فرائض کی تکمیل کے واسطے سنن کا پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ جو لوگ سنتوں کے ادا کرنے میں سستی یا کاہلی کرتے ہیں ان کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ میں ہمیشہ اس بات سے ڈرتا رہتا ہوں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عمل سے کہ آپؑ نماز فرائض کے بعد فوراً اندر تشریف لے جاتے ہیں کوئی ٹھوکر کھائے اور خود بھی فرائض کے بعد فوراً مسجد سے باہر بھاگنے کی کوشش کرے اور ادعیہ ماثورہ اور سنن کی پرواہ نہ کرے۔ یاد رکھو کہ حضرت اقدسؑ ان سب باتوں کے پورے پابند ہیں اور اکثر گھر میں نوافل میں بھی لگے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات آپ سنن مسجد میں بھی ادا کر لیتے ہیں۔ غالباً یہی خیال آجاتا ہوگا کہ کوئی ٹھوکر نہ کھائے۔"

(خطبات نور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰، اپریل ۱۹۰۸ء، صفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۷)

ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال ہوا کہ نماز کے بعد دُعا کرنا سنت اسلام میں ہے یا نہیں؟ فرمایا:

"ہم انکار نہیں کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی ہو گی مگر ساری نماز دعا ہی ہے اور آج کل دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نماز کو جلدی جلدی ادا کر کے گلے سے اُتارتے ہیں۔ پھر دعاؤں میں اس کے بعد اس قدر خشوع خضوع کرتے ہیں کہ جس کی حد نہیں اور اتنی دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں کہ مسافر دو میل تک نکل جاوے۔ بعض لوگ اس سے تنگ بھی آجاتے ہیں تو یہ بات معیوب ہے۔ خشوع خضوع اصل جزو تو نماز کی ہے وہ اس میں نہیں کیا جاتا اور نہ اس میں دعا مانگتے ہیں۔ اس طرح سے وہ لوگ نماز کو منسوخ کرتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۶۴، ۲۶۵)

بَاب ۱۹ : قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَصَلِّ عَلَيْهِمْ (التوبة:۱۰۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانا: تو ان کے لئے دعائے رحمت کر

وَمَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالدُّعَاءِ دُونَ نَفْسِهِ.

اور جو اپنے تئیں چھوڑ کر اپنے بھائی کے لئے دعا کرے۔

وَقَالَ أَبُو مُوسَى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ.

اور حضرت ابو موسیٰ (اشعریؓ) نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! عبیدؓ کو جو عامر کا باپ ہے بخش دے۔ اے اللہ! عبداللہ بن قیسؓ کے بھی گناہ بخش۔

۶۳۳۱: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى سَلَمَةَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَيَا عَامِرُ لَوْ أَسْمَعْتَنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَنَزَلَ يَحْدُو

۶۳۳۱: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی عبید سے جو حضرت سلمہ (بن اکوعؓ) کے غلام تھے روایت کی کہ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا:

بِهِمْ يُذَكِّرُ:

عامرؓ! اگر تم ہمیں اپنے شعر سناؤ (تو کیا ہی اچھا ہو) وہ اُترے اور حُدی (اونٹوں کو چلانے کے لئے شعر) گانے لگے۔ ساتھ نصیحت بھی کرتے جاتے تھے:

تَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم بھی ہدایت نہ پاتے

وَذَكَرَ شِعْرًا غَيْرَ هَذَا وَلَكِنِّي لَمْ أَحْفَظْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَذَا السَّائِقُ قَالُوا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْلَا مَتَّعْتَنَا بِهِ فَلَمَّا صَافَّ الْقَوْمَ قَاتَلُوهُمْ فَأُصِيبَ عَامِرٌ بِقَائِمَةِ سَيْفِ نَفْسِهِ فَمَاتَ فَلَمَّا أَمْسَوْا أَوْقَدُوا نَارًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذِهِ النَّارُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ قَالُوا عَلَى حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا وَكَسِّرُوهَا قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نُهَرِيقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ.

اور (یزید بن ابی عبید نے) ان کے علاوہ اور شعروں کا بھی ذکر کیا مگر میں نے ان کو یاد نہیں رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کون ہانکنے والا ہے؟ لوگوں نے کہا: عامر بن اکوعؓ۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم کرے تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے ہمیں اور فائدہ کیوں نہ اُٹھانے دیا؟ جب لڑائی کے لئے صفیں بندھ گئیں تو مسلمان ان سے لڑے اور عامرؓ اپنی ہی تلوار کے پرتلے[1] کی وجہ سے زخمی ہوئے اور وہ وفات پاگئے۔ جب لوگ شام کو آئے تو انہوں نے بہت سی آگیں جلائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ آگیں کیسی ہیں؟ کیا چیز پکانے کے لئے تم جلا رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: پالتو گدھوں کو پکانے کے لئے۔ آپؐ نے فرمایا: جو اِن ہانڈیوں میں ہے اس کو انڈیل دو اور ان ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! کیا یہ نہیں ہو سکتا جو ان ہانڈیوں میں ہے اُس کو انڈیل دیں اور ان کو دھو لیں؟ آپؐ نے فرمایا: یہی سہی۔

أطرافه: ٢٤٧٧، ٤١٩٦، ٥٤٩٧، ٦١٤٨، ٦٨٩١۔

[1] پرتلا: تلوار کا تسمہ، پیٹی۔ (اردو لغت - پرتلا)

٦٣٣٢: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ فَأَتَاهُ أَبِي فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى.

أطرافه: ١٤٩٧، ٤١٦٦، ٦٣٥٩۔

۶۳۳۲: مسلم (بن ابراہیم) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن مُرہ سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ جب کوئی شخص آپؐ کے پاس صدقہ لاتا تو دعا کرتے: اے اللہ! فلاں کے خاندان پر اپنا خاص رحم فرما۔ میرے والد آپؐ کے پاس (صدقہ لے کر) آئے تو آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! ابی اوفیٰ کے خاندان پر اپنا خاص رحم فرما۔

٦٣٣٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرًا قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ – وَهُوَ نُصُبٌ كَانُوا يَعْبُدُونَهُ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ – قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي رَجُلٌ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَصَكَّ فِي صَدْرِي فَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا قَالَ فَخَرَجْتُ فِي خَمْسِينَ فَارِسًا مِّنْ أَحْمَسَ مِنْ قَوْمِي. وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَانْطَلَقْتُ فِي عُصْبَةٍ مِّنْ قَوْمِي فَأَتَيْتُهَا فَأَحْرَقْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

۶۳۳۳: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے، اسماعیل نے قیس (بن ابی حازم) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جریر (بن عبد اللہ بجلیؓ) سے سنا کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تم مجھے ذی الخلصہ سے بے فکر نہیں کرو گے؟ وہ ایک بُت خانہ تھا جہاں لوگ پوجا پاٹ کیا کرتے تھے، جسے کعبہ یمانی کہا کرتے تھے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں ایک ایسا آدمی ہوں جو گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ آپؐ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور دعا کی: اے اللہ! اس کو جم کر بیٹھنے کی توفیق دے اور اس کو ہدایت یافتہ راہنما بنا۔ حضرت جریرؓ کہتے تھے: میں اپنی قوم احمس کے پچاس سوار لے کر نکلا۔ اور کبھی سفیان (بن عیینہ) نے یوں کہا:

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا مِثْلَ الْجَمَلِ الْأَجْرَبِ فَدَعَا لِأَحْمَسَ وَخَيْلِهَا.

میں اپنی قوم کا جتھا لے کر چل پڑا اور وہاں پہنچا اور اس کو جلا دیا۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں آپؐ کے پاس نہیں آیا جب تک اسے خارشی اونٹ کی طرح نہیں چھوڑ دیا۔ آپؐ نے احمس اور اس کے سواروں کے لئے دعا کی۔

أطرافه: ۳۰۲۰، ۳۰۳۶، ۳۰۷۶، ۳۸۲۳، ۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۶۰۸۹۔

۶۳۳۴: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ.

۶۳۳۴: سعید بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انسؓ سے سنا۔ انہوں نے کہا: حضرت اُم سلیمؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: انسؓ آپؐ کا خادم ہے۔ آپؐ نے (انسؓ کے لئے) دعا کی: اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو بڑھا اور جو تو نے اسے عطا کیا ہے اس میں اس کے لئے برکت دے۔

أطرافه: ۱۹۸۲، ۶۳۴۴، ۶۳۷۸، ۶۳۸۰۔

۶۳۳۵: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا فِي سُورَةِ كَذَا وَكَذَا.

۶۳۳۵: عثمان بن ابی شیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو آپؐ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم کرے۔ اس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلا دی جسے میں فلاں فلاں سورۃ میں سے (بھول کر) چھوڑ جایا کرتا تھا۔

أطرافه: ۲۶۵۵، ۵۰۳۷، ۵۰۳۸، ۵۰۴۲۔

٦٣٣٦: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ حَتَّى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ.

۶۳۳۶: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ سلیمان (بن مہران) نے مجھے خبر دی۔ سلیمان نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مال تقسیم کیا تو ایک شخص نے کہا: یہ تو ایسی تقسیم ہے کہ اِس سے اللہ کی رضامندی نہیں چاہی گئی۔ (یہ سن کر) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپؐ اس قدر رنجیدہ ہوئے کہ میں نے اس رنج کو آپؐ کے چہرے میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ موسیٰؑ پر رحم کرے۔ اُنہیں تو اس سے زیادہ دکھ دیا گیا تھا، انہوں نے صبر کیا۔

أطرافه: ٣١٥٠، ٣٤٠٥، ٤٣٣٥، ٤٣٣٦، ٦٠٥٩، ٦١٠٠، ٦٢٩١۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ...وَمَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالدُّعَاءِ دُونَ نَفْسِهِ: اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانا: تو ان کے لئے دعائے رحمت کر اور جو اپنے تئیں چھوڑ کر اپنے بھائی کے لئے دعا کرے۔ عنوان باب وَصَلِّ عَلَيْهِمْ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صیغہ امر میں دوسروں کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ یہ بشارت بھی دی ہے اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ کہ تیری دعا ان کے لئے سکینت کا باعث ہو گی۔ زیر باب روایات میں حکم الٰہی کی تعمیل کا عملی ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ امام بخاریؒ نے زیر باب سات مواقع کا ذکر کیا ہے کہ آپؐ نے اپنے لیے دعا کیے بغیر دوسروں کے لیے دعا کی۔ ایک اور روایت میں اس دعا کو جو دوسرے کے لئے کی جائے اَسْرَعُ اِجَابَة قرار دیا ہے۔[1] اس بارہ میں صحیح مسلم کی بھی ایک روایت ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ وَلَكَ مِثْلُ ذَلِكَ۔[2] یعنی جو بھی مسلمان بندہ اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یاد رکھو۔ ہمدردی تین قسم کی ہے۔ اوّل جسمانی، دوم مالی، تیسری قسم ہمدردی کی دُعا

[1] (سنن الترمذی، أبواب البر والصلة، بَابُ مَا جَاءَ فِي دَعْوَةِ الأَخِ لِأَخِيهِ، روایت نمبر ۱۹۸۰)

[2] (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب)

ہے۔ جس میں نہ صَرفِ زَر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے، کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اس صورت میں ہی انسان کر سکتا ہے جبکہ اس میں طاقت بھی ہو۔ مثلاً ایک ناتواں مجروح مسکین اگر کہیں پڑا تڑپتا ہو، تو کوئی شخص جس میں خود طاقت اور توانائی نہیں ہے، کب اُس کو اُٹھا کر مدد دے سکتا ہے۔ اسی طرح پر اگر کوئی بیکس و بے بس، بے سر و سامان انسان بھوک سے پریشان ہو تو جب تک مال نہ ہو، اس کی ہمدردی کیونکر ہو گی۔ مگر دعا کے ساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے کہ نہ اس کے واسطے کسی مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی طاقت کی حاجت۔ بلکہ جب تک انسان انسان ہے، وہ دُوسرے کے لیے دُعا کر سکتا ہے اور اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اس ہمدردی کا فیض بہت وسیع ہے اور اگر اس ہمدردی سے انسان کام نہ لے، تو سمجھو بہت ہی بڑا بدنصیب ہے۔

مَیں نے کہا ہے کہ مالی اور جسمانی ہمدردی میں انسان مجبور ہوتا ہے مگر دُعا کے ساتھ ہمدردی میں مجبور نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دُعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے۔ جس قدر دُعا وسیع ہو گی اسی قدر فائدہ دُعا کرنے والے کو ہو گا اور دُعا میں جس قدر بخل کرے گا اُسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دُور ہوتا جاوے گا اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عطیہ کو جو بہت وسیع ہے جو شخص محدود کرتا ہے اس کا ایمان بھی کمزور ہے۔

دُوسروں کے لئے دُعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دُوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں، اُن کی عمر دراز ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (الرعد:۱۸) اور دُوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں، اس لیے خصوصیت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دی جا سکتی ہے۔ وُہ یہی دُعا کی خیر جاری ہے۔ جبکہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو اس آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دُعا کے ساتھ اُٹھا سکتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو دُنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے، اس کی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شر کا موجب ہوتا ہے، وہ جلدی اُٹھا لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں شیر سنگھ چڑیوں کو زندہ پکڑ کر آگ پر رکھا کرتا تھا۔ وہ دو برس کے اندر ہی مارا گیا۔

پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ بننے کے واسطے سوچتا رہے اور مطالعہ کرتا رہے۔ جیسے طبابت میں حیلہ کام آتا ہے اُسی طرح نفع رسانی اور خیر میں بھی حیلہ ہی کام دیتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ انسان ہر وقت اس تاک اور فکر میں لگا رہے کہ کس راہ سے دُوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۵۲، ۳۵۳)

اخبار البدر کے ۶ اپریل ۱۹۰۵ء کے شمارہ میں بعنوان ڈائری درج ہے کہ

"حضرت مولوی عبد الکریم صاحب بہ سبب کثرتِ پیشاب بیمار رہے۔ حضرت (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) اُن کا حال دریافت کرتے رہے اور فرمایا کہ ہم نے آپ کے واسطے بہت دعا کی ہے۔ اگرچہ اپنی طبیعت بھی چنداں درست نہ تھی تاہم آپ کے واسطے بہت دعا کی ہے۔ مولوی صاحبؓ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ جناب کو عافیت دے۔ فرمایا: جب دوستوں کی تکلیف سن کر دعا میں لگ جاتا ہوں تو اس میں خود عافیت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آچکا ہے: مَنْ كَانَ فِي عَوْنِ أَخِيْهِ كَانَ اللهُ فِي عَوْنِهِ۔ یعنی جو شخص اپنے بھائی کی اعانت میں مصروف ہوتا ہے، خدا خود اُس کی اعانت کرتا ہے۔" (البدر مورخہ ۶، اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

بَاب ۲۰: مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ فِي الدُّعَاءِ

دعا میں قافیہ بندی جو مکروہ ہے

۶۳۳۷: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ أَبُو حَبِيبٍ حَدَّثَنَا هَارُونُ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيتِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هَذَا الْقُرْآنَ وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِّنْ حَدِيثِهِمْ

۶۳۳۷: یحییٰ بن محمد بن سکن نے ہم سے بیان کیا کہ حبان بن ہلال ابو حبیب نے ہمیں بتایا۔ ہارون مقرئ نے ہم سے بیان کیا کہ زبیر بن خریت نے ہمیں بتایا۔ زبیر نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہر جمعہ ایک دفعہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرو۔ اگر تم یہ نہ مانو تو پھر دو دفعہ ہی اور اگر اس سے بھی زیادہ (ہو) تو پھر تین بار۔ اور لوگوں کو اس قرآن سے اکتاؤ نہیں۔ اور میں تمہیں کبھی (اس حال میں) نہ پاؤں کہ تم ایسے لوگوں کے پاس آؤ کہ وہ اپنی کسی بات

فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلَكِنْ أَنْصِتْ فَإِذَا أَمَرُوكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُونَهُ فَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ فَإِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُونَ إِلَّا ذَلِكَ الِاجْتِنَابَ.

میں مشغول ہوں اور تم انہیں اپنی باتیں سنانے لگ جاؤ اور اُن کی بات کو کاٹ دو اور ان کے اکتانے کا موجب بنو بلکہ خاموشی سے ان کی باتیں سنو۔ جب وہ تمہیں کہیں تو پھر اُن سے وعظ و نصیحت کرو ایسی حالت میں کہ وہ اس کی خواہش رکھتے ہوں۔ دیکھنا! دعا میں قافیہ بندی سے بچنا، اس سے ہمیشہ پرہیز کرتے رہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کو دیکھا ہے کہ وہ اس سے اجتناب ہی کیا کرتے تھے۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ فِي الدُّعَاءِ: دعا میں قافیہ بندی جو مکروہ ہے۔ سَجْعٌ ایسے کلام کو کہتے ہیں جو ایک طرز یا ایک وزن پر ہو۔ اسی سے سَجَعَتِ الْحَمَامَةُ ہے یعنی کبوتر نے اپنی آواز کو دُہرایا۔ ازہری نے کہا ہے کہ سَجْعٌ سے مراد ایسا ہم قافیہ کلام ہے جس میں (شعر کی طرح) اوزان کی رعایت نہ ہو۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں مسجع کلام کو اس لیے ناپسند فرمایا ہے کہ یہ کاہنوں کے کلام سے مشابہت رکھتا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ ارادۃً ایسا مت کرو اور اپنے خیالات کو اس شغل میں مبتلا مت ہونے دو، کیونکہ ایسا کرنے میں تکلّف ہے جو دعا میں مطلوب خشوع و خضوع کا مانع ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۱۶۶، ۱۶۷) علامہ عینیؒ کے نزدیک اگر بغیر ارادہ کے اتفاقاً دعا میں ایسے الفاظ آجائیں تو اس میں حرج نہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲۹۸)

دعائیہ الفاظ میں تکلف اور بناوٹ منع ہے نہ کہ الفاظ کا ہم وزن اور حسن ترتیب میں ہونا کیونکہ یہ تو بلیغ کلام کا آئینہ دار ہے جیسا کہ قرآن کریم اور احادیث میں اس کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً آپؐ نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ۔[1] (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق، روایت نمبر ۴۱۱۵) اسی طرح ایک دعا ہے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا۔[2] (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم یعمل)

---

[1] ترجمہ: اے اللہ جو کتاب کو نازل کرنے والا ہے، جلدی حساب لینے والا ہے، ان احزاب کو بھگا دے۔

[2] ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو فائدہ نہ دے اور اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جسے قبول نہ کیا جائے۔

بَاب ۲۱: لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

سنجیدگی اور وثوق سے مانگے جو مانگے کیونکہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں

۶۳۳۸: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ وَلَا يَقُولَنَّ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ.

طرفہ: ۷۴۶۴۔

۶۳۳۸: مسد د نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل (بن ابراہیم) نے ہمیں بتایا۔ عبدالعزیز (بن صہیب) نے ہمیں خبر دی۔ عبدالعزیز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو پھر سنجیدگی اور وثوق سے مانگے اور یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے دے۔ کیونکہ کوئی اُس کو زبردستی نہیں منوا سکتا۔

۶۳۳۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ.

طرفہ: ۷۴۷۷۔

۶۳۳۹: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی یوں نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر۔ سنجیدگی اور وثوق سے مانگے کیونکہ اُس کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں۔

تشریح: لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ: سنجیدگی اور وثوق سے مانگے جو مانگے۔ امام راغبؒ بیان کرتے ہیں کہ عَزْمٌ کے معنی ہیں کسی کام کو کرنے کے لیے دل کا پختہ ارادہ۔ (المفردات فی غریب القرآن، عزم)

علامہ داودیؒ بیان کرتے ہیں کہ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ کے معنی ہیں: پوری جدوجہد اور الحاح واصرار سے دعا کرے اور مستثنیٰ کرنے والے کی طرح یہ نہ کہے کہ اگر تو چاہے، بلکہ محتاج فقیر کی طرح دعا مانگے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲۹۹)

علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ سے مراد ہے کہ الحاح کے ساتھ دعا کو بار بار مانگے اور اپنی

اس خواہش کو انتہاء تک پہنچا دے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ سے عظیم اور بڑی چیز کی دعا کرے کیونکہ اس کے سامنے تو کوئی چیز بھی بڑی نہیں ہے۔(فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۱۶۸) اور علامہ ابن اثیرؒ نے لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ يَجِدّ فِيهَا وَيَقْطَعُهَا (النهاية فی غريب الحديث والأثر، عزم) یعنی اُس کے متعلق کوشش اور جدوجہد کرے اور اُسے قطعی اور یقینی بنا دے۔

وَلَا يَقُولَنَّ اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ: اور یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے دے۔ کیونکہ کوئی اُس کو زبردستی نہیں منوا سکتا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری ارشاد علم النفس کے ایک بھاری اور پختہ اصول پر مبنی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ دعا کے لئے توجہ اور انہماک اور استغراق کی کیفیت ضروری ہے اور یہ کیفیت اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ جب دعا کرنے والا عزم اور یقین کے ساتھ ایک بات پر قائم ہو کر کسی چیز کا سوال کرے، لیکن اگر وہ اس قسم کے الفاظ کہے کہ خدایا تو اگر چاہے تو میری یہ بات مان لے تو اس صورت میں اس کے اندر کبھی بھی وہ توجہ اور وہ استغراق کا رنگ پیدا نہیں ہو سکتا جو دعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہر حال خدا انسان کے ماتحت تو ہے نہیں کہ ہر چیز جو انسان مانگے تو وہ ضرور اسے دے دے اور انکار کی طاقت نہ رکھتا ہو بلکہ وہ ایک حکمران خدا ہے اور اپنے مصالح کے ماتحت قبول کرنے اور ردّ کرنے، ہر دو کی طاقت رکھتا ہے تو پھر انسان کیوں اپنے دل میں ایک شک کی حالت پیدا کر کے اس عزم اور توجہ اور استغراق کے مقام سے متزلزل ہو جو سوال میں کشش اور قوت جذب پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اس اصول کی تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسری جگہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي۔[1] یعنی خدا فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے متعلق جس طرح کا گمان رکھتا ہے میں اسی کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں۔

یہ نکتہ بھی بے شمار کامیابیوں کی کلید ہے مگر افسوس ہے کہ اکثر لوگ اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ بہر حال دعا کے لئے عزم اور یقین کی کیفیت ضروری ہے اور عام

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ۱۵، روایت نمبر ۷۴۰۵)

حالات میں شک کے الفاظ میں دعا کرنا جائز نہیں مگر یہ عدم جواز اسی صورت میں ہے کہ دعا کرنے والا عدم یقین یا عدم توجہ کی وجہ سے ایسا طریق اختیار کرے لیکن اگر وہ خاص حالات میں توجہ اور یقین کے مقام پر قائم رہتے ہوئے پھر کسی معاملہ میں اپنے فیصلہ کو خدا پر چھوڑ دے اور اس کی وجہ سے اس کی حالت میں بے اعتمادی یا بے توجہی یا عدم یقین کا رنگ پیدا نہ ہو بلکہ توکل علی اللہ اور تفویض الی اللہ کا رنگ ہو تو ایسی صورت میں اس طریق پر دعا کرنا بھی ناجائز نہیں ہوگا۔" (سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۸۲۷ تا ۸۲۸)

بَاب ۲۲ : يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ

بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ جلدی نہ کرے

۶۳۴۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي.

۶۳۴۰: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوعبید سے جو (عبدالرحمٰن) بن ازہر کے غلام تھے، ابوعبید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول ہوگی بشرطیکہ وہ جلدی نہ کرے۔ یعنی یہ (نہ) کہے کہ میں نے تو دعا کی پر میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

تشریح. يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ: بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ جلدی نہ کرے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دعا میں لمبے صبر و استقلال کی ضرورت ہوتی ہے اور جو انسان جلد بازی سے کام نہیں لیتا وہ بالآخر اپنی دعا کا پھل ضرور حاصل کر لیتا ہے۔ ہاں اگر وہ خود تھک کر یہ کہنے لگ جائے کہ میں نے تو بہت دعائیں کر کے دیکھ لیا ہے خدا نے میری کوئی نہیں سنی اور پھر وہ اس خیال کے ماتحت دعا چھوڑ بیٹھے تو ایسے شخص کی دعا واقعی قبول نہیں ہوتی۔"

(سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۸۲۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"دعا کے لئے سب سے اوّل اس امر کی ضرورت ہے کہ دعا کرنے والا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ پر یہ سوء ظن نہ کر بیٹھے کہ اب کچھ بھی نہیں ہو گا۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس قدر دعا کی گئی کہ جب مقصد کا شگوفہ سرسبز ہونے کے قریب ہوتا ہے، دعا کرنے والے تھک گئے ہیں۔ جس کا نتیجہ ناکامی اور نامرادی ہو گیا ہے اور اس نامرادی نے یہاں تک بُرا اثر پہنچایا کہ دعا کی تاثیرات کا انکار شروع ہوا، اَور رفتہ رفتہ اس درجہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ پھر خدا کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اگر خدا ہوتا اور وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہوتا تو اس قدر عرصہ دراز تک جو دعائیں کی گئی کیوں کر قبول نہ ہوئیں؟ مگر ایسا خیال کرنے والا اور ٹھوکر کھانے والا انسان اگر اپنے عدم استقلال اور تلوّن کو سوچے تو اُسے معلوم ہو جائے کہ ساری نامرادیاں اس کی اپنی ہی جلد بازی اور شتاب کاری کا نتیجہ ہیں جن پر خدا کی قوتوں اور طاقتوں کے متعلق بدظنی اور نامراد کرنے والی مایوسی بڑھ گئی۔ پس کبھی تھکنا نہیں چاہیئے۔ دعا کی ایسی ہی حالت ہے جیسے ایک زمیندار باہر جا کر اپنے کھیت میں ایک بیج بو آتا ہے۔ اب بظاہر تو یہ حالت ہے کہ اس نے اچھے بھلے اناج کو مٹی کے نیچے دبا دیا۔ اس وقت کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ دانہ ایک عمدہ درخت کی صورت میں نشوونما پا کر پھل لائے گا۔ باہر کی دنیا اور خود زمیندار بھی نہیں دیکھ سکتا کہ یہ دانہ اندر ہی اندر زمین میں ایک پودا کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانہ گل کر اندر ہی اندر پودا بننے لگتا ہے اور تیار ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا سبزہ اوپر نکل آتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ اب دیکھو وہ دانہ جس وقت سے زمین کے نیچے ڈالا گیا تھا۔ دراصل اسی ساعت سے وہ پودا بننے کی تیاری کرنے لگ گیا تھا۔ مگر ظاہر بین نگاہ اس سے کوئی خبر نہیں رکھتی اور اب جبکہ اس کا سبزہ باہر نکل آیا تو سب نے دیکھ لیا۔ لیکن ایک نادان بچہ اس وقت یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس کو اپنے وقت پر پھل لگے گا۔ وہ یہ چاہتا ہے، کیوں اسی وقت اس کو پھل نہیں لگتا۔ مگر عقلمند زمیندار خوب سمجھتا ہے کہ اس کے پھل کا کونسا موقع ہے۔ وہ صبر سے اس کی

نگرانی کرتا اور غور و پرداخت کرتا رہتا ہے۔ اور اس طرح پر وہ وقت آجاتا ہے کہ جب اس کو پھل لگتا ہے اور وہ پک بھی جاتا ہے۔ یہی حال دعا کا ہے اور بعینہٖ اسی طرح دعا نشو و نما اور مثمر بثمرات ہوتی ہے۔ جلد باز پہلے ہی تھک کر رہ جاتے ہیں اور صبر کرنے والے مال اندیش استقلال کے ساتھ لگے رہتے ہیں اور اپنے مقصد کو پالیتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۶۹۳، ۶۹۴)

بَاب ۲۳: رَفْعُ الْأَيْدِي فِي الدُّعَاءِ

دعا میں ہاتھ اُٹھانا

وَقَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ بھی اُٹھائے اور میں نے آپؐ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ.

اور حضرت ابن عمرؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی: اے اللہ! میں تیرے حضور اس کام سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جو خالدؓ نے کیا۔

۶۳۴۱: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَشَرِيكٍ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

۶۳۴۱: ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: اور (عبدالعزیز بن عبداللہ) اویسی کہتے تھے کہ مجھے محمد بن جعفر نے یحییٰ بن سعید اور شریک (بن عبداللہ) سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ ان دونوں نے حضرت انسؓ سے سنا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے اُٹھائے کہ میں نے آپؐ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی۔

أطرافه: ۱۰۳۱، ۳۵۶۵۔

بَاب ٢٤: الدُّعَاءُ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

دعا مانگنا بغیر اس کے کہ قبلہ رُخ ہو

٦٣٤٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَتَغَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَمُطِرْنَا حَتَّى مَا كَادَ الرَّجُلُ يَصِلُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَلَمْ تَزَلْ تُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ فَقَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ ادْعُ اللهَ أَنْ يَصْرِفَهُ عَنَّا فَقَدْ غَرِقْنَا فَقَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَلَا يُمْطِرُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ.

۶۳۴۲: محمد بن محبوب نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطاب فرما رہے تھے۔ ایک شخص اُٹھا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ ہم پر بارش برسائے۔ پھر آسمان پر اَبر آیا اور ہم پر بارش برسنے لگی یہاں تک کہ آدمی کو اپنے گھر پہنچنا مشکل ہو گیا۔ اور آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہی شخص یا اس کے سوا کوئی اور کھڑا ہوا اور کہنے لگا: آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ یہ بارش ہم سے ہٹائے، ہم تو ڈوب گئے۔ تو آپؐ نے یوں دعا کی: اے اللہ! اب ہمارے ارد گرد برسے اور ہم پر نہ برسے۔ اس پر بادل پھٹ کر مدینہ کے ارد گرد ہونے لگا اور مدینہ والوں پر نہ برستا۔

أطرافه: ٩٣٢، ٩٣٣، ١٠١٣، ١٠١٤، ١٠١٥، ١٠١٦، ١٠١٧، ١٠١٨، ١٠١٩، ١٠٢١، ١٠٢٩، ١٠٣٣، ٣٥٨٢، ٦٠٩٣-

بَاب ٢٥: الدُّعَاءُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا

٦٣٤٣: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۶۳۴۳: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب (بن خالد) نے ہمیں بتایا۔ عمرو بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے عباد بن تمیم سے،

زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هَذَا الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي فَدَعَا وَاسْتَسْقَى ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ.

عباد نے حضرت عبداللہ بن زید (انصاریؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز گاہ میں نکل کر آئے کہ بارش کے لئے دعا کریں اور آپؐ نے دعا کی اور پانی مانگا۔ پھر قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر کو اُلٹایا۔

أطرافه: ١٠٠٥، ١٠١١، ١٠١٢، ١٠٢٣، ١٠٢٤، ١٠٢٥، ١٠٢٦، ١٠٢٧، ١٠٢٨۔

بَاب ٢٦

دَعْوَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهِ بِطُولِ الْعُمُرِ وَبِكَثْرَةِ مَالِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خادم کے لئے درازیٔ عمر اور کثرتِ مال کی دعا کرنا

٦٣٤٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ أُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ خَادِمُكَ أَنَسٌ ادْعُ اللهَ لَهُ قَالَ اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ.

۶۳۴۴: عبداللہ بن ابی الاسود نے ہم سے بیان کیا کہ حرمی (بن عمارہ) نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: میری ماں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ کا خادم انسؓ ہے۔ آپؐ اللہ سے اس کے لئے دعا کریں۔ آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو بڑھا اور جو تو نے اُسے عطا کیا ہے اُس میں اُس کے لئے برکت دے۔

أطرافه: ١٩٨٢، ٦٣٣٤، ٦٣٧٨، ٦٣٨٠۔

تشریح: دَعْوَةُ النَّبِيِّ ﷺ لِخَادِمِهِ بِطُولِ الْعُمُرِ وَبِكَثْرَةِ مَالِهِ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خادم کے لئے درازیٔ عمر اور کثرتِ مال کی دعا کرنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"روایت میں آتا ہے کہ حضرت انس کا ایک باغ تھا، اس دعا کے بعد سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس کے لئے کثرت مال اور اولاد کی

جو دعا مانگی تھی اس کے نتیجہ میں حضرت انس کی زندگی میں ۸۰ کے قریب آپ کے بیٹے اور پوتے اور پوتیاں اور نواسے نواسیاں تھیں اور آپ نے ۱۰۳ یا بعض روایتوں میں آتا ہے کہ ۱۱۰ سال تک عمر پائی[1]۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸، اگست ۲۰۰۶، جلد ۴ صفحہ ۴۰۲، ۴۰۳)

بَاب ۲۷ : الدُّعَاءُ عِنْدَ الْكَرْبِ

گھبراہٹ کے وقت دعا کرنا

٦٣٤٥ : حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو عِنْدَ الْكَرْبِ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ.

أطرافه: ٦٣٤٦، ٧٤٢٦، ٧٤٣١۔

۶۳۴۵: مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (دستوائی) نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے ابوالعالیہ سے، ابوالعالیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبراہٹ کے وقت یوں دعا کیا کرتے تھے: اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت بڑا اور بہت ہی بُردبار ہے، کوئی معبود نہیں مگر وہ اللہ جو ان آسمانوں اور زمین کا ربّ ہے اور بہت ہی بڑی بادشاہی کا ربّ ہے۔

٦٣٤٦ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ

۶۳۴۶: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن ابو عبداللہ سے، ہشام نے قتادہ سے، قتادہ نے ابوالعالیہ سے، ابوالعالیہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبراہٹ کے وقت دعا کیا کرتے تھے: کوئی معبود نہیں مگر وہ اللہ جو بہت ہی بڑا اور بہت ہی بُردبار ہے۔ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت ہی

[1] (اسد الغابة، ذكر أنس بن مالك بن النضر، جلد اوّل صفحہ ۱۷۸، مطبع دار الفكر بيروت ۱۹۹۳ء)

السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ. وَقَالَ وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.. مِثْلَهُ.

بڑی بادشاہی کا ربّ ہے، اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو ان آسمانوں کا ربّ ہے اور اس زمین کا ربّ ہے اور عزت والی بادشاہی کا ربّ ہے۔ اور وہب نے کہا: شعبہ نے قتادہ سے روایت کرتے ہوئے اسی طرح ہمیں بتایا۔

أطرافه: ٦٣٤٥، ٧٤٢٦، ٧٤٣١۔

تشریح: الدُّعَاءُ عِنْدَ الْكَرْبِ: گھبراہٹ کے وقت دعا کرنا۔ الْكَرْب کے معنی ہیں ایسا ہم وغم جو نفس کو لاحق ہو جاتا ہے۔ (أقرب الموارد، کرب) علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد ایسی پریشانی ہے جو آدمی کو غم وحزن میں مبتلا کر دے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۱۷۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ تُشْرِكُونَ ○ (الأنعام:٦٥) یعنی "کہہ دے اللہ ہی ہے جو تمہیں اس سے بھی نجات بخشتا ہے اور ہر بے چینی سے بھی۔ پھر بھی تم شرک کرنے لگتے ہو۔" (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرب کے وقت میں یہ دعا کیا کرتے تھے..... اصل میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوڑھنا بچھونا اللہ تعالیٰ کی ذات اور ربّ العالمین کے سامنے جھکنا ہی تھا۔ ہو سکتا ہے کہ روایت کرنے والے نے بعض خاص حالات میں زیادہ شدت سے آپؐ کو کسی وقت یہ دعا کرتے دیکھا ہو اور اس کا اظہار ہوا ہو۔ تو بہر حال یہ ایک جامع دعا ہے جو ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ربّ کی صحیح پہچان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۸، دسمبر ۲۰۰۶، جلد ۴ صفحہ ۶۱۸)

بَاب ٢٨: التَّعَوُّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ

مصیبت کی تکلیف سے پناہ مانگنا

٦٣٤٧: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُمَيٌّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

۶۳۴۷: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ سُمَیّ نے مجھ سے بیان کیا۔ سُمَیّ نے ابو صالح سے، ابو صالح نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ. قَالَ سُفْيَانُ الْحَدِيثُ ثَلَاثٌ زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً لَا أَدْرِي أَيَّتُهُنَّ هِيَ.

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کی تکلیف سے اور بدبختی میں گرفتار ہونے سے اور بُری تقدیر سے اور دشمنوں کی ہنسی سے پناہ مانگتے تھے۔ سفیان نے (اسی سند سے) کہا کہ اس حدیث میں تین باتیں تھیں، ایک میں نے بڑھائی۔ میں نہیں جانتا کہ اِن میں سے وہ کونسی ہے۔

طرفہ: ٦٦١٦۔

تشریح: التَّعَوُّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ: مصیبت کی تکلیف سے پناہ مانگنا۔ بعض شارحین نے جہد البلاء سے ہر وہ شدید تکلیف مراد لی ہے جو کسی انسان کو پہنچتی ہے، جسے نہ تو برداشت کرنے کی اُس میں طاقت ہو اور نہ ہی وہ اُسے دُور کر سکے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ایسی تکلیف ہے جس پر کوئی موت کو ترجیح دے۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان باتوں سے پناہ مانگنا اپنی امت کو ان مصائب و شدائد سے بچانے کے لیے تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس بات کی تائید مسدد کی روایت سے ہوتی ہے جس میں ذکر ہے کہ آپؐ نے صحابہؓ کو اس دعا کو کرنے کی تلقین کی ہے۔[1] (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۱۷۸، ۱۷۹)

بَاب ٢٩

دُعَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا کرنا: اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملانا

٦٣٤٨: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ - فِي رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ - أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ

۶۳۴۸: سعید بن عُفَیر نے ہم سے بیان کیا، کہا: لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: عُقَیل نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی کہ سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر نے مع کچھ اور علماء کے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آپؐ تندرست تھے فرمایا کرتے تھے: کبھی کسی

[1] (صحیح البخاری، کتاب القدر، باب من تعوذ باللہ من درک الشقاء، روایت نمبر ٦٦١٦)

صَحِيحٌ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى قُلْتُ إِذًا لَّا يَخْتَارُنَا وَعَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى.

نبی کی وفات نہیں ہوئی جب تک کہ وہ جنت میں اپنے ٹھکانے کو نہیں دیکھ لیتا۔ پھر اُس کو اختیار دیا جاتا ہے۔ جب آپؐ کو بیماری کی شدت ہوئی۔ اور آپؐ کا سر میری ران پر تھا تو تھوڑی دیر تک آپؐ بے ہوش رہے۔ پھر آپؐ نے ہوش سنبھالا اور آپؐ نے چھت کی طرف ٹکٹکی لگائی۔ پھر فرمایا: اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے پاس۔ میں نے کہا: تب آپؐ ہم میں رہنا پسند نہیں کرتے اور میں نے جان لیا کہ یہ وہی بات ہے جو آپؐ ہمیں بتایا کرتے تھے جبکہ آپؐ تندرست تھے۔ فرماتی تھیں: یہی آپؐ کی آخری بات تھی جو آپؐ نے کی۔ یعنی اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے پاس۔

أطرافه: ٤٤٣٥، ٤٤٣٦، ٤٤٣٧، ٤٤٦٣، ٤٥٨٦، ٦٥٠٩۔

تشریح: دُعَاءُ النَّبِيِّ ﷺ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا کرنا: اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملانا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت بار بار یہ الفاظ ادا کئے اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى، اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى اے میرے اللہ! اب تو میں رفیق اعلیٰ میں ڈوبنے کی تمنا رکھتا ہوں، تُو میرا وہ اعلیٰ دوست ہے، اعلیٰ لذات کے مضمون پر غور کریں۔ یہ وہی مضمون ہے اعلیٰ لذات والا، کہ دنیا میں بھی رفیق تھے جو تیری وجہ سے پیارے لگتے تھے۔ مگر وہ سارے تیرے مقابل پر ادنیٰ رفیق ہیں۔ ان کے تعلق کی لذتیں تیری لذت کے مقابل پر ادنیٰ کہلاتی ہیں، ادنیٰ کہلائیں گی ادنیٰ ہیں۔ ایک ہی ہے جو رفیق اعلیٰ ہے جس کے ساتھ رفاقت کی سب سے اعلیٰ لذتیں وابستہ ہیں۔ پس اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى اے خدا میں تیری ذات میں لوٹ کر تجھ میں ڈوب جانا چاہتا ہوں۔ یہ ہے مرجع تام یعنی باشعور خدا کی طرف لوٹنے کی تمنا پیدا ہو اور اس کے پیچھے

اس کی زندگی کی ساری کہانی اس مضمون کی صداقت پر گواہ بن چکی ہو۔ محض حرفوں اور لفظوں میں یہ بات نہ کہی جائے بلکہ ساری زندگی کے مضمون اس کے پیچھے اس کا گواہ بن کے کھڑا ہو۔ جس طرح حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا خلاصہ یہ تھا کہ اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی اے میرے اللہ میں تیری ذات میں لوٹنا چاہتا ہوں۔ پس یہ قطرہ جس کا سفر ایک لامتناہی سمندر سے شروع ہوا تھا جب شعور کی منازل طے کرنے کے بعد عشق کی منازل طے کرتا ہوا واپس اپنے مرجع کے طرف لوٹنے کی تمنا رکھتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو پھر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کی کامل تصویر بن کر ہمیں اپنے خدا کی طرف لے جاتا ہے اور یہ واپس لوٹنا دراصل اعلیٰ جنت ہے۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○ (الفجر: ۳۰ تا ۳۱) اس جنت کی کوئی تفصیل بیان نہیں فرمائی گئی۔ جو نسبتاً کم درجہ کی جنتیں ہیں ان کے اندر آپ باغوں کے ذکر پڑھیں گے، پھلوں کے ذکر پڑھیں گے، بڑے بڑے باغوں کے قصے ہوں گے۔ جنت میں نہریں بہہ رہی ہوں گی لیکن ایک اعلیٰ جنت ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی جنت اور آپؐ کی غلامی میں پیدا ہونے والے عباد کی جنت ہے۔ اس کی تفصیل خدا نے کوئی بیان نہیں فرمائی کیونکہ وہ ایک ایسی اعلیٰ جنت ہے جس کی کوئی تمثیل ہی نہیں ہے۔ فرماتا ہے میں آواز دوں گا ان لوگوں کو جو میری طرف آرہے ہوں گے۔ یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ○ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ○ (الفجر: ۲۸ تا ۲۹) اے وہ نفس جو مجھ سے مطمئن ہو گیا ہے۔ جو ساری زندگی کے سفر کے بعد بالآخر اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ میرا اطمینان، میرا سکون خالصۃً اللہ ہی میں ہے اور کوئی چیز نہیں ہے جو مجھے کامل طمانیت بخش سکے۔ یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ○ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ تو تھک گیا ہے لمبے سفر سے۔ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ اپنے ربّ کی طرف اب لوٹ آ۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○ پس میرے عباد میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ اب باقی جنتیں چاہے کیسی دلکش اور حسین دکھائی دیں، کیسی کیسی تفصیل ان کی نظر آئے، مگر جو میری جنت اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ یہ کوئی اور ہی چیز ہے اور یہ ہی وہ جنت ہے جو رفیق اعلیٰ کی جنت ہے۔ پس اس عظیم سفر کی تیاری کریں اور اپنی جنتیں خود بنائیں اور یہ جنتیں ذکرِ الٰہی سے بنیں گی۔

ذکر الٰہی مختلف پھل بن کر آپ کے سامنے متمثل ہوگا۔ ذکرِ الٰہی سے جو پھل پھوٹیں گے وہ کچھ لذتیں محسوس کرنے کی صلاحیتیں آپ کو عطا کریں گے اور ان لذتوں سے پھر آپ کی روحانی نشوونما کا سلسلہ شروع ہوگا اور بالآخر جب یہ لذتوں کا حصول اپنے کمال کے درجے تک پہنچے گا تو آخری لذت آپ کو سوائے ربّ کے کسی چیز میں نظر نہیں آئے گی۔ یہ ہے ذکرِ الٰہی جس کی طرف میں آپ کو بلا رہا ہوں، جس کی طرف قرآن آپ کو بلاتا ہے۔ جس کے اسلوب اور انداز ہمیں خود اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر نازل ہونے والے نور میں بیان فرمائے اور روشن کئے۔ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں جلوہ گر ہوا یہ وہ ذکرِ الٰہی ہے جو وہ آپ کی روحانی تخلیق کرتا ہے اور آپ خلقِ آخر میں داخل ہو جاتے ہیں۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱، جنوری ۱۹۹۴، جلد ۱۳، صفحہ ۵۳ تا ۵۵)

بَاب ۳۰: الدُّعَاءُ بِالْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ

مرنے یا جینے کی دعا کرنا

٦٣٤٩: حَدَّثَنِي مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا قَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.

۶۳۴۹: مسدد نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے، اسماعیل نے قیس (بن ابی حازم) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں حضرت خبابؓ کے پاس آیا اور انہوں نے سات داغ لگوائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مرنے کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور یہ دعا کرتا۔

أطرافه: ٥٦٧٢، ٦٣٥٠، ٦٤٣٠، ٦٤٣١، ٧٢٣٤۔

٦٣٥٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ

۶۳۵۰: محمد بن مثنیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا:

اكْتَوَى سَبْعًا فِي بَطْنِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.

قیس (بن ابی حازم) نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں حضرت خبابؓ کے پاس آیا اور انہوں نے اپنے پیٹ میں سات داغ لگوائے تھے۔ میں نے اُن سے سنا۔ وہ کہتے تھے: اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مرنے کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور یہ دعا کرتا۔

أطرافه: ٥٦٧٢، ٦٣٤٩، ٦٤٣٠، ٦٤٣١، ٧٢٣٤۔

٦٣٥١: حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا لِلْمَوْتِ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي.

۶۳۵۱: (محمد) ابن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن علیہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے، عبدالعزیز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی کسی تکلیف کی وجہ سے جو اُسے ہوتی ہو موت کی دعا نہ کرے۔ اور اگر اس نے لاچار موت کی آرزو ہی کرنی ہے تو یوں کہے: اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لئے بہتر ہو اور مجھے وفات دے جب وفات میرے لئے بہتر ہو۔

أطرافه: ٥٦٧١، ٧٢٣٣۔

تشریح: **الدُّعَاءُ بِالْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ:** مرنے یا جینے کی دعا کرنا۔ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کوئی انسان نہ اپنے وجود کو پیدا کرنے کا اختیار رکھتا ہے نہ ختم کرنے کا اس لئے خودکشی منع ہے کیونکہ زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے وہ جب چاہے یہ امانت واپس لے لے اسی لئے کسی کی بھی موت پر انسان کو یہ کہنے کا حکم ہے: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ یعنی ہم (تو) اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ جہاں تک زندگی کے فتنوں اور تکالیف سے تنگ آکر موت کی دعا کرنے کا تعلق ہے۔ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ جو شخص بیماری اور تکلیف میں راضی برضا رہتے ہوئے صبر کرتا ہے تو یہ بیماری اس کے گناہوں کے گند دھونے، اسے پاک کرنے اور اعلیٰ مدارج میں بڑھانے کا باعث بنے گی لیکن اگر کوئی یہ سمجھے کہ اس کے لئے یہ فتنہ اور تکلیف اس کے ایمان کو ضائع کرنے

والا اور بد انجام کی طرف لے جانے کا موجب بن سکتا ہے تو اس کو یہ دعا کرنی چاہیئے: اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي۔ (صحیح بخاری، روایت نمبر ۶۳۵۱) اے اللہ مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے اور مجھے وفات دے جب وفات میرے لئے بہتر ہو۔ شارحین نے قرآن کریم میں حضرت یوسفؑ کی دعا تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف:۱۰۲)[1] اور حضرت سلیمانؑ کی دعا وَ اَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ (النمل:۲۰)[2] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى یعنی اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے پاس۔[3] سے یہ استنباط کیا ہے کہ ان برگزیدہ وجودوں نے بھی تو موت کی دعا کی اور ان حوالہ جات سے زیر باب حدیث کو منسوخ قرار دیا ہے۔ (فتح الباری، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، جزء ۱۰ صفحہ ۱۶۱) اسے قلت تدبر کہیں یا حقیقت الامر کو نہ سمجھنے کی وجہ کہیں لیکن دراصل یہ قیاس مع الفارق ہے۔ ان برگزیدہ وجودوں کی جن دعاؤں کا ذکر ہے وہ خاتمہ بالخیر اور ارفع و اعلیٰ مقام پانے کی دعا ہے نہ کہ تکالیف سے تنگ آکر موت کی۔

ایک شخص نے کمزوریوں سے تنگ آکر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھا اور موت کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپؓ نے جواب میں فرمایا:

> ”آپ ہمیشہ ہر مجلس میں اکثر اوقات استغفار، لاحول، درود، الحمد پڑھا کرو۔ یہ مجرب علاج ہے۔ آپ جب تک ملانہ کریں گے یہ کمزوری دور نہ ہوگی۔ اِلَّا أَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ۔ کبھی اپنے حق میں بد دُعا نہ کرو تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کسی کا احسان نہیں جب دُعا کرو نیک کرو۔ اگر وہ سنتا ہے تو کیا بد دُعا ہی سُنتا ہے اور نیک دُعا نہیں سُنتا۔“

(ارشادات نور، جلد ۲ صفحہ ۴۶، ۴۷)

بَاب ۳۱: الدُّعَاءُ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحُ رُءُوسِهِمْ

بچوں کے لئے برکت کی دعا کرنا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا

وَقَالَ أَبُو مُوسَى وُلِدَ لِي غُلَامٌ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ.

اور حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا: میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور نبی ﷺ نے اُس کو برکت کی دعا دی۔

۶۳۵۲: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا

۶۳۵۲: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”مجھے فرمانبردار ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین کے زُمرہ میں شامل کر۔“

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔“

[3] (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب دُعَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...، روایت نمبر ۶۳۴۸)

حَاتِمٌ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ إِلَى خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

(بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے جعد بن عبدالرحمٰن سے روایت کی۔ جعد نے کہا: میں نے حضرت سائب بن یزیدؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں۔ کہنے لگیں: یارسول اللہ! میرا بھانجا بیمار ہے۔ تو آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھ کو برکت کی دعا دی۔ پھر آپؐ نے وضو کیا اور میں نے آپؐ کے وضو سے بچا ہوا پانی پیا۔ پھر میں آپؐ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا اور آپؐ کی مہر کو دیکھا جو آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان ڈولی کی گھنڈی کی طرح تھی۔

أطرافه: ۱۹۰، ۳۵۴۰، ۳۵۴۱، ۵۶۷۰۔

۶۳۵۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُقَيْلٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ هِشَامٍ مِنَ السُّوقِ – أَوْ إِلَى السُّوقِ – فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ فَيَقُولَانِ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُ[1] فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ.

۶۳۵۳: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) ابن وہب نے ہمیں بتایا۔ سعید بن ابی ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے ابوعقیل سے روایت کی کہ اُن کے دادا حضرت عبداللہ بن ہشامؓ اُن کو بازار سے یا (کہا:) بازار لے جایا کرتے تھے اور اناج خریدتے اور حضرت ابن زبیرؓ اور حضرت ابن عمرؓ اُن سے ملتے اور کہتے: ہمیں بھی شریک کرنا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے برکت کی دعا کی ہے۔ چنانچہ وہ اُن کو بھی شریک کر لیتے۔ تو کبھی (حضرت عبداللہ بن ہشامؓ) ایک اونٹنی ویسی کی ویسے لدی ہوئی نفع میں پاتے اور اس کو گھر بھیج دیتے۔

طرفه: ۲۵۰۲۔

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں "فَيُشْرِكُهُم" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۱۸۱) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

٦٣٥٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِّنْ بِئْرِهِمْ.

أطرافه: ٧٧، ١٨٩، ٨٣٩، ١١٨٥، ٦٤٢٢۔

۶۳۵۴: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح بن کیسان سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے حضرت محمود بن ربیعؓ نے بتایا۔ اور وہ وہی تھے جن کے منہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ وہ لڑکے تھے اُن کے کوئیں سے پانی لے کر کلی کی تھی۔

٦٣٥٥: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

أطرافه: ٢٢٢، ٥٤٦٨، ٦٠٠٢۔

۶۳۵۵: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ ہشام بن عروہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ فرماتی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے تو آپؐ ان کے لئے دعا کرتے۔ آپؐ کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپؐ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپؐ نے پانی منگایا اور اُس کو اُس کپڑے پر بہا دیا اور اس کو دھویا نہیں۔

٦٣٥٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ – وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ عَيْنَهُ – أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ.

طرفه: ٤٣٠٠۔

۶۳۵۶: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی، زُہری نے کہا: مجھے حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعیر نے خبر دی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تھا۔ (انہیں دعا دی تھی۔) انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو دیکھا کہ وہ ایک ہی رکعت وتر پڑھتے۔

تشریح: الدُّعَاءُ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحُ رُءُوسِهِمْ: بچوں کے لئے برکت کی دعا کرنا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا۔ زیر باب روایت (۶۳۵۲) میں جس بچے سائب (بن یزید) کا ذکر ہے یہ ۲ھ میں پیدا ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک سے واپس تشریف لائے سائب بن یزید بھی بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے گئے۔ صحابہ میں ان کے علاوہ سائب بن یزید نام کا اور کوئی صحابی نہیں ہے مگر سائب نام کے (جن کی ولدیت مختلف ہے) بیس صحابہ ہیں۔ حضرت سائب بن یزیدؓ کے ایک آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر کے جس حصہ پر ہاتھ پھیرا تھا اس حصہ کے بال آخر عمر تک سیاہ رہے۔ ان کی وفات ۸۴ سال کی عمر میں ہوئی۔ روایت (۶۳۵۳) میں ابو عقیل کا ذکر ہے۔ ان کا نام زہرہ بن معبد ہے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت نصیب ہوئی۔ روایت نمبر (۶۳۵۴) میں جس بچے کا ذکر ہے وہ حضرت محمود بن ربیع بن سراقہ خزرجی تھے۔ اس وقت ان کی عمر پانچ سال تھی جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ انہیں یاد تھا جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت و شفقت سے ازراہ مزاح ان پر کلی کا پانی پھینکا۔ انہوں نے ۹۹ھ میں وفات پائی۔[1] روایت نمبر (۶۳۵۶) میں عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعیر کا ذکر ہے۔ یہ ہجرت سے چار سال پہلے پیدا ہوئے۔ ۸۹ھ میں ان کی ۹۳ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ ایک قول کے مطابق یہ ہجرت کے بعد پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر ۴ سال تھی۔

(عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۳۰۷)

زیر باب احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس و مبارک وجود کی برکات کے چند نمونے پیش کئے گئے۔ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ نبیوں کو جو برکات عطا کرتا ہے اس کے ذکر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”ایسا ہی اُنکے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دیجاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کا پہنا ہوا کپڑا بھی متبرّک ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات کسی شخص کو چُھونا یا اُس کو ہاتھ لگانا اُس کے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۹)

بَاب ۳۲: الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت خاص کی دعا کرنا

۶۳۵۷: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ۶۳۵۷: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا

---

[1] (التوضیح لشرح الجامع الصحیح، جزء ۲۹ صفحہ ۲۸۴ تا ۲۸۷)

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

أطرافه: ٣٣٧٠، ٤٧٩٧۔

کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ حکم (بن عتیبہ) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت کعب بن عجرہؓ مجھ سے ملے اور کہنے لگے: کیا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر آئے اور ہم نے کہا: یارسول اللہ! ہمیں اس کا علم تو ہو چکا ہے کہ ہم آپؐ کے لئے سلامتی کی دعا کیسے کریں۔ مگر ہم آپؐ کے لئے رحمت کی دعا کس طرح کریں؟ آپؐ نے فرمایا: تم یوں کہو: اے اللہ! محمدؐ اور آل محمدؐ کو خاص الخاص رحمت سے نواز جیسا کہ تو نے آل ابراہیمؑ کو نوازا۔ یقیناً تو بہت ہی خوبیوں والا (اور) بڑی شان والا ہے۔ اے اللہ! محمدؐ اور آل محمدؐ کو برکتیں عطا کر جیسا کہ تو نے آل ابراہیمؑ کو برکتیں عطا کیں۔ یقیناً تو بہت ہی خوبیوں والا (اور) بڑی شان والا ہے۔

٦٣٥٨: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَّزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

۶۳۵۸: ابراہیم بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی حازم اور دراوردی نے ہمیں بتایا۔ ان دونوں نے یزید (بن عبداللہ بن اسامہ بن ہاد) سے، یزید نے عبداللہ بن خباب سے، عبداللہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: ہم نے کہا: یارسول اللہ! یہ تو ہوئی آپؐ کے لئے سلامتی کی دعا کرنا، اب رحمت کی دعا کیسے کریں؟ فرمایا: تم یوں کہا کرو: اے اللہ! محمدؐ کو خاص الخاص رحمت سے نواز جو تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے جیسا کہ تو نے

بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ. ابراہیمؑ کو نوازا۔ اور محمدؐ اور آل محمدؐ کو برکتیں عطا کر جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ کو برکتیں عطا کیں۔

طرفہ: ۴۷۹۸۔

تشریح: الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمتِ خاص کی دعا کرنا۔ زیر باب روایت میں یہ ذکر ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپؐ پر سلامتی کی دعا کا تو ہمیں علم ہو گیا ہے صلوٰۃ یعنی درود کا علم نہیں ہے۔ سلام کا ذکر بخاری کی روایت نمبر ۸۳۱ میں آیا ہے۔ (کتاب الاذان، باب التشهد فی الآخرة) جو کہ التحیات کی دعا میں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ... کے الفاظ ہیں۔ شارحین نے لکھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ نماز میں التحیات کی دعا سکھائی جا چکی تھی مگر (الصلوٰۃ) درود کی دعا ابھی نہیں سکھائی گئی تھی۔ زیر باب روایات میں اس موقع کا ذکر ہے جب صلوٰۃ یعنی درود سکھایا گیا۔ مسلم کی ایک روایت میں اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے۔ حضرت ابو مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت سعد بن عبادہؓ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضرت بشیر بن سعدؓ نے آپؐ سے عرض کی: أَمَرَنَا اللهُ تَعَالَى أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُولُوا اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ۔[1] اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپؐ پر درود بھیجیں تو ہم کس طرح آپؐ پر درود بھیجیں؟ راوی کہتے ہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے خواہش کی کاش وہ آپؐ سے سوال نہ کرتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہا کرو: اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ.... اے اللہ محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے آل ابراہیمؑ پر رحمت نازل فرمائی اور محمدؐ پر برکت نازل فرما اور آپؐ کی آل پر جس طرح تو نے آل ابراہیمؑ کو سب جہانوں میں برکت دی۔ یقیناً تو بہت قابل تعریف اور بہت بلند شان والا ہے اور سلامتی کی دعا (اس طرح کرو) جیسے تم جانتے ہو۔ فقہاء نے یہ بحث بھی اُٹھائی ہے کہ التحیات کے بعد نماز میں درود شریف پڑھنا فرض ہے یا مستحب۔ علامہ ابن ملقن نے اس کے جواب میں حضرت فضالہ بن عبیدؓ کی روایت پیش کی ہے[2] جس میں یہ ذکر ہے: فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، يَقُولُ: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجِلَ هَذَا، ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدُ بِمَا

---

[1] (مسلم، کتاب الصلاة، باب الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ، روایت نمبر ۴۰۵)

[2] (التوضیح لشرح الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، جزء ۲۹ صفحہ ۲۹۲)

شَاءَ۔[1] حضرت فضالہ بن عبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے سنا۔ اس نے (دعا میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے جلد بازی سے کام لیا۔ پھر اسے بلایا اور اسے یا کسی اور کو فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اللہ کی حمد و ثناء سے شروع کرے، پھر اسے چاہیئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، اس کے بعد چاہے دعا کرے۔ اور سنن نسائی کی روایت میں اس کے بعد یہ الفاظ ہیں: اُدْعُ تُجَبْ، وَسَلْ تُعْطَ۔[2] تمہاری دعا قبول ہو گی، تم مانگو تمہیں دیا جائے گا۔

ان روایات سے واضح ہے کہ قبولیت دعا کے لئے درود شریف وہ سیڑھی ہے جس سے دعا عرش الٰہی پر پہنچتی ہے اس لئے فقہاء کا یہ فتویٰ کہ درود شریف نماز میں پڑھنا فرض ہے یا مستحب، کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور نہ اس کے لئے کسی اور فقہی یا منطقی دلیل کی ضرورت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"دعا کی قبولیت کیلئے ایک گُر جو حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ہمیں بتایا ہے وہ آپ سب کو معلوم ہونا چاہیئے۔..... آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ دعا کی قبولیت کا ایک راز تمہیں بتاتا ہوں۔ پہلے خوب اپنے ربّ کی حمد کرو۔ اس کی محبت کے گیت گاؤ اور مجھ پر درود بھیجو۔ اس لئے کہ آپؐ خدا کو سب سے زیادہ پیارے ہیں اور یہی چیز ہے جو فطرتاً بھی ہمیں نظر آتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جو ہوشیار فقیر ہیں۔ وہ بعض دفعہ ماؤں سے بھی بڑھ کر بچوں کو دعائیں دیتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ یہ ایسی محبت ہے کہ یہ بچوں کی محبت کی وجہ سے مجبور ہو جائیں گی ہمیں کچھ ڈالنے کے لئے۔ تو آنحضرت ﷺ کیسے عارف باللہ تھے۔ خوب جانتے تھے ان رازوں کو۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ دعائیں قبول کروانا چاہتے ہو تو مجھ پر درود بھیجا کرو، ساتھ پہلے حمد کرو اللہ کی، وہ اوّل ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ پھر جو مانگو خدا قبول فرمائے گا۔ تو اسی طریق کو اختیار کیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک بچے کو جب یہ سمجھایا تو اس کے بعد وہ نماز پڑھنے کے بعد بیٹھا اس نے دعائیں کیں، حمد کی اور پھر درود بھیجے۔ وہ خود روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کا چہرہ تمتما اُٹھا۔ خوشی سے دیکھ کر پیار سے مجھے دیکھتے ہوئے فرمایا کہ بچے! ٹھیک کر رہے ہو، ٹھیک کر رہے ہو، ٹھیک کر رہے ہو، یہی طریق ہے دعاؤں کا۔

---

[1] (سنن الترمذی، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ، روایت نمبر ۳۴۷۷)

[2] (سنن النسائی، كِتَابُ السَّهْوِ، بَابُ التَّمْجِيدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ، روایت نمبر ۱۲۸۴)

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب جامع الدعوات) تو آپ بھی دعاؤں میں یہ بات نہ بھولنا کہ حمد کے ساتھ ہی بے اختیار دل سے درود کے چشمے بھی پھوٹ پڑیں تا کہ ناممکن ہو جائے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لئے ان دعاؤں کا ردّ کرنا۔"

(خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء، جلد اوّل صفحہ ۱۴۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے، بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپؐ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔ قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اوّل اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ[1] (آل عمران:۳۲) دوم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[2] (الأحزاب:۵۷) تیسرا موہبتِ الٰہی۔"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز، جنوری ۱۹۰۴، جلد ۳ نمبر ۱ صفحہ ۱۴، ۱۵)

بَاب ۳۳: هَلْ يُصَلَّى عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (التوبہ:۱۰۳)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور تو اُن پر درود بھیجا کر کیونکہ تیرا اُن پر درود بھیجنا اُن کے لیے تسلی کا موجب ہے۔

۶۳۵۹: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ إِذَا أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَتِهِ

۶۳۵۹: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن مرہ سے، عمرو نے حضرت (عبداللہ) ابن ابی اوفیٰؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔"

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔"

قَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى.

طریق تھا کہ جب آپؐ کے پاس کوئی شخص صدقہ لے کر آتا تو آپؐ دعا کرتے: اے اللہ! اس پر اپنا خاص رحم فرما۔ میرے والد بھی آپؐ کے پاس صدقہ لے کر آئے تو آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! ابو اوفیٰؓ کے خاندان پر خاص رحمت فرما۔

أطرافه: ١٤٩٧، ٤١٦٦، ٦٣٣٢۔

٦٣٦٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

۶۳۶۰: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے عبداللہ بن ابی بکر سے، عبداللہ نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے عمرو بن سُلَیم زُرَقی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم آپؐ کے لئے رحمت کی دعا کیسے کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: یوں کہا کرو: اے اللہ! محمد اور ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر ویسے ہی رحمت فرما جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ کے خاندان پر رحمت کی اور محمد اور ان کی ازواج اور ان کی ذریت کو ویسے ہی برکت دے جیسے تو نے ابراہیمؑ کے خاندان کو برکت دی۔ یقیناً تو بہت ہی خوبیوں والا بہت ہی بڑائی والا ہے۔

طرفه: ٣٣٦٩۔

تشریح. هَلْ يُصَلَّى عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے۔ امام بخاری جب کسی باب کا عنوان "هل" (حرف استفہام) سے شروع کرتے ہیں تو اس میں زیادہ تر صورت استفتائی مد نظر ہوتی ہے۔ عنوان باب هَلْ يُصَلَّى عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر لوگوں پر "صلوٰۃ" یعنی درود بھیجنا جائز ہے۔ اس کا جواب امام بخاری نے سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر ۱۰۳ سے دیا ہے۔ فرماتا ہے: وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔ اور تو اُن پر درود بھیجا کر کیونکہ تیرا اُن پر درود بھیجنا اُن کے لیے تسلی کا موجب ہے۔ اس آیت سے امام بخاری نے غیر نبی کے لئے درود کے جواز کا فتویٰ

دیا ہے اور قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل میں روایت نمبر ۶۳۵۹ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل پیش کیا ہے کہ صدقہ دینے پر حضرت ابو اوفیؓ کے لئے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ أَبِي أَوْفٰی کے الفاظ میں ان کے لئے درود کی دعا کی۔ اور روایت نمبر ۶۳۶۰ سے آپؐ کے قول قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ کے الفاظ سے آپؐ کی ذات بابرکات کے علاوہ آپؐ کی ازواج اور ذریت کے لئے صلوٰۃ (درود) پڑھنے کا مومنوں کو حکم دیا ہے۔ فقہاء نے اس پر بڑی طویل بحثیں کی ہیں مگر جو بات قرآن کریم، سنت رسولؐ اور حدیث سے ثابت ہو اس پر کسی بحث اور مزید دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔ فقہاء لفظی بحثوں میں اُلجھ گئے ہیں۔ دراصل اصطلاح اور عدم اصطلاح کے فرق کو نہ سمجھنے کا یہ نتیجہ ہے۔ عام معروف اصطلاح اور درود شریف کے متعلق تعامل یہی ہے کہ یہ دعائیہ الفاظ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہیں مگر معروف اصطلاح سے ہٹ کر معنوی اعتبار سے ان دعائیہ کلمات کا غیر نبی کے لئے استعمال نہ صرف منع نہیں بلکہ جائز اور بعض مواقع کی مناسبت سے ضروری اور مفید ہے جیسا کہ زیر باب آیت اور احادیث سے ثابت کیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اس آیت (وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔ از ناقل) میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اور ان کے ان اظلال کو بھی جو آپؐ کے بعد ہونے والے تھے) مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ قربانی کرنے والوں کے لئے دعا بھی کر کیونکہ تیری دعا ان کے لئے تسکین کا موجب ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ مومنوں کے لئے اس میں بہت بڑی بشارت ہے اور وہ بشارت یہ ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دو گے، اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی وہ چیزیں پیش کرو گے جن کے تم حقیقی مالک ہو اور خدا تعالیٰ کی عطا میں سے وہ تمہارے لئے ہی مخصوص کی گئی ہیں اور پھر تم انہیں بڑی خوشی اور بشاشت سے پیش کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہاری ان قربانیوں کو قبول کرلے گا اور نہ صرف وہ تمہاری قربانیوں کو قبول کرے گا بلکہ اس نے تمہارے لئے دعاؤں کا ہمیشہ بہنے والا اور کبھی بھی خشک نہ ہونے والا دریا جاری کر دیا ہے کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ تم مومنوں کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کا صرف بدلہ ہی نہ دے بلکہ اپنی رحمانیت کی صفت کے ماتحت ان کے ثواب میں ہر آن اور ہر لحظہ زیادتی کرتا چلا جائے اور اپنے قرب کی راہیں ان پر ہر وقت کھولتا رہے اور ان دعاؤں کے نتیجہ میں وہ انہیں بلند سے بلند تر مقام کی طرف لے جاتا

چلا جائے۔ پس یہ کتنی بڑی بشارت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے۔ اس نے خود فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں پیش کرو گے تو وہ نہ صرف انہیں قبول کرے گا بلکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کام پر لگا دیا ہے کہ آپ ہمارے لئے دعائیں کریں۔ اللہ آپؐ کی دعاؤں کو قبول کر کے اپنی رحمانیت کے تحت ہر وقت ان کے ثواب میں بڑھوتی کرتا چلا جائے گا۔ پھر جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ قیامت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اظلال نے بھی ہمیشہ اور ہر وقت موجود رہنا ہے اس لئے ان کو بھی یہ حکم ہے کہ تم جس جماعت پر مقرر کیے گئے ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہونے کی وجہ سے ان کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتے رہو۔ چنانچہ اس حکم کے ماتحت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین مجددین اور اولیائے اُمت اپنے لئے اتنی دعائیں نہ کرتے تھے جتنی دعائیں انہوں نے اُمت مسلمہ کے لئے کیں اور اب جماعت احمدیہ کے خلفاء بھی اپنے لئے اتنی دعائیں نہیں کرتے (یا نہیں کرتے رہے) جتنی دعائیں وہ احمدی بھائیوں کے لئے کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں اور اس امید اور یقین سے دعا کرتے اور کرتے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ان دعاؤں کے نتیجہ میں مومنوں کے دلوں میں تسکین پیدا کرے گا۔ پھر ہمارا دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے، جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری حقیر دعاؤں کے نتیجہ میں واقعہ میں مومنوں کے دلوں میں تسکین پیدا ہو جاتی ہے اور جماعت کے افراد کے سینکڑوں خطوط اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ کو ہر آن پورا کر رہا ہے۔ کبھی وہ ہماری دعاؤں کو قبول کر کے مومنوں کے دلوں میں تسکین کے سامان پیدا کرتا ہے اور کبھی وہ مومنوں کو قوت برداشت عطا کر کے ان کیلئے تسکین کے سامان مہیا کرتا ہے۔ بہر حال وہ ان کے دلوں میں تسکین کے سامان پیدا کر دیتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔"

(خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵، فروری ۱۹۶۶، جلد اوّل صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵)

بَاب ٣٤: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّرَحْمَةً

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا کرنا جسے میں تکلیف دوں تو یہ تکلیف اُس کے لئے پاکیزگی اور رحمت کا موجب بنادے

٦٣٦١: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْ ذَلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۶۳۶۱: احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) ابن وہب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: یونس نے مجھے خبر دی۔ یونس نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: سعید بن مسیب نے مجھے بتایا۔ سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! جس مؤمن کو بھی میں نے کبھی بُرا کہا ہو تو میرا یہ بُرا کہنا اس کے لئے قیامت کے دن اپنے قرب کا موجب بنادے۔

تشریح: مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّرَحْمَةً: جسے میں تکلیف دوں تو یہ تکلیف اُس کے لیے پاکیزگی اور رحمت کا موجب بنادے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھا کرتے تھے۔ قریش نے ان سے کہا: کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات جو بھی سنتے ہو لکھ لیتے ہو حالانکہ آپؐ بشر ہیں۔ کبھی آپؐ خوشی سے بولتے ہیں اور کبھی آپؐ غصہ میں بات کرتے ہیں۔ انہوں نے لکھنا چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ تو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن سے فرمایا: لکھا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس منہ سے حق کے سوا نہیں نکلتا۔[1] قاضی عیاض کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم غضب میں بھی کوئی بات خلاف حق نہیں کہتے تھے اور نہ کوئی کام خلاف حق کرتے تھے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۲۰۶) آپؐ کا کسی کو سزا دینا اور کسی کو معاف کرنا خالصۃً للہ ہوتا۔ غضب کے موقعہ پر غضب اور عفو کے موقعہ پر عفو یہ اخلاق کی بلندی اور اسکا عالی مرتبہ ہے۔ انبیاء کے کلام میں جسے لوگ سب وشتم سمجھتے یا قرار دیتے ہیں وہ ہرگز سب وشتم نہیں ہوتا

[1] (سنن ابی داود، کتاب العلم، باب فی کتاب العلم، روایت نمبر ۳۶۴۶)

بلکہ امر واقعہ کا بیان عین محل پر ہوتا ہے اور یہ رنگ خدا تعالیٰ کے کلام میں بھی نظر آتا ہے جہاں منکرین کو ھیزم جہنم اور شر البریۃ وغیرہ کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ سخت الفاظ جنہیں بادی النظر سب وشتم سمجھتا ہے ان کا استعمال دراصل طبائع مختلفہ کی اصلاح کا ذریعہ ہے جیسے لوہے کو سیدھا کرنے کے لئے اور ہتھیار استعمال ہوتا ہے اور سونے چاندی کے لئے اور اسی طرح وہ لوگ جن کے متعلق کہا جاتا ہے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ان کی طبائع کے مناسب حال الفاظ کے چناؤ سے زجر و توبیخ کی جاتی ہے جیسے والدین اپنے بچوں کے لئے موقع و محل کی مناسبت سے بعض اوقات سخت الفاظ میں ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں تا اصلاح ہو اور اس کے پیچھے ایک تڑپ اور درد ہوتا ہے۔ یہی تڑپ اور درد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ میں ہے جو عنوان باب اور زیر باب حدیث کے الفاظ سے مترشح ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"مومنوں کے لئے رحمت بننے کے لئے آپؐ کے حریص ہونے کی انتہا دیکھیں۔..... یعنی میری سختی بھی اس کے لئے رحمت بن جائے۔ تو اس حد تک آپ رؤف اور رحیم تھے کہ کہیں غلطی سے بھی یا ارادۃً بھی اگر کسی وجہ سے کسی کو کچھ کہہ دیا ہے تو اس کی بھی سزا نہ ہو بلکہ وہ رحمت کا ذریعہ بن جائے۔ پس یہ ہیں ہمارے نبی، جو رؤف اور رحیم ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے رؤف اور رحیم کا نام دیا ہے، جو اپنوں کے معیار بلند کرنے کے لئے بھی بے قرار ہیں اور غیروں کو بھی عذاب سے بچانے کے لئے بے قرار ہیں۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ فروری ۲۰۰۷، جلد ۵ صفحہ ۷۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جذب اور عقدِ ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے اور ظل اللہ بنتا ہے۔ پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لیے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ میں کل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے۔ اس لیے آپؐ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (التوبۃ:۱۲۸) یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ اس پر سخت گراں ہیں اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴۱)

بَاب ۳۵: التَّعَوُّذُ مِنَ الْفِتَنِ

فتنوں سے پناہ مانگنا

٦٣٦٢: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْفَوْهُ الْمَسْأَلَةَ فَغَضِبَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَإِذَا رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى الرِّجَالَ يُدْعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَبِي قَالَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِي الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتَّى رَأَيْتُهُمَا وَرَاءَ الْحَائِطِ.

۶۳۶۲: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (دستوائی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے لگے، اس قدر سوال کئے کہ انہوں نے آپؐ کو اُن سے تنگ کر دیا۔ آپؐ رنجیدہ ہوئے اور منبر پر چڑھ کر فرمانے لگے: آج تم مجھ سے جس بات کے متعلق بھی پوچھو گے میں اُس کو تمہارے لئے ضرور کھول کر بیان کروں گا۔ میں یہ سن کر دائیں اور بائیں دیکھنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر شخص اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹے ہوئے رو رہا ہے۔ پھر ایک شخص تھا کہ جب لوگوں سے اُلجھتا تو اُس کو اُس کے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کر کے بلایا جاتا۔ وہ بولا: یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: حذافہ۔ پھر حضرت عمرؓ اُٹھے اور کہنے لگے: ہم خوش ہیں اللہ سے جو ہمارا ربّ ہے اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہمارے رسول ہیں۔ ہم ابتلاؤں سے اللہ کی پناہ لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر و شر میں مَیں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ جنت اور آگ کا نقشہ مجھے دکھایا گیا یہاں تک کہ میں نے ان کو اس دیوار کے سامنے دیکھا۔

وَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ عِنْدَ هَذَا الْحَدِيثِ هَذِهِ الْآيَةَ: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ. (المائدة: ۱۰۲)

اور قتادہ اس حدیث کے بیان کرتے وقت اس آیت کا ذکر کیا کرتے تھے: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا... یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! ایسی باتوں کے متعلق نہ پوچھو جو اگر تمہارے لئے ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں۔

أطرافه: ۹۳، ۵۴۰، ۷۴۹، ۴۶۲۱، ۶۴۶۸، ۶۴۸۶، ۷۰۸۹، ۷۰۹۰، ۷۰۹۱، ۷۲۹۴، ۷۲۹۵۔

تشریح: التَّعَوُّذُ مِنَ الْفِتَنِ: فتنوں سے پناہ مانگنا۔ فِتَنٌ جمع ہے فِتْنَةٌ کی۔ اس کے معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں۔ نیز یہ لفظ گناہ، کفر، قتال، احراق (جلانا)، ازالہ اور کسی چیز سے ہٹانے کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ (النہایہ لابن الاثیر - فتن) ایمان کامل نہ ہو تو فتنے اور ابتلاء ایمان کی کمزوری کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ لہٰذا چاہیئے کہ انسان بلاؤں اور آزمائشوں کے وقت صبر سے کام لیتے ہوئے دعاؤں میں لگا رہے۔ اس باب میں فتنوں سے پناہ مانگنے کی ترغیب اور دعا کا ذکر ہے۔ بسا اوقات نامعقول سوال بھی فتنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ سوال پوچھنے کو اسلام منع نہیں کرتا بلکہ حُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ قرار دیا گیا ہے[1] مگر ایمانیات کا ایک حصہ غیب پر مشتمل ہے جس کا ادراک انسانی عقل نہیں کر سکتی۔ جیسے خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ فرمایا: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ۖ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ (الانعام: ۱۰۴)[2] ایسے سوال انسان کے لئے ابتلاء اور امتحان کا باعث بن جاتے ہیں جو سلب ایمان پر منتج ہوتے ہیں۔ زیر باب حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بسا اوقات سوالات ادب کے دائرہ سے باہر نکلنے کا بھی سبب بن جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب میں یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ نبی کی آواز سے اونچی آواز نہ ہو۔ سوالات میں یہ پہلو بھی بعض اوقات نظر انداز ہو جاتا ہے۔ علم کے حصول اور اس میں ترقی کی اسلام نے ایک اور راہ سکھائی ہے اور وہ ہے غور و فکر اور تدبر کرنا۔ بعض سوال عجلت میں کر دیئے جاتے ہیں، اگر تفکر کی عادت ڈالی جائے تو بہت سے عُقدے کھلنے لگتے ہیں اور الجھی ہوئی گتھیاں سلجھنے لگتی ہیں اور ان سب سے آگے ایک اور طریق جسے قرآن کریم تقویٰ کے نام سے بیان کرتا ہے۔ فرماتا ہے: وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ (البقرۃ: ۲۸۳) اور چاہیئے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور (اگر تم ایسا کرو گے تو) اللہ تمہیں علم دے گا۔ تقویٰ سے وہ آنکھ نصیب ہوتی ہے جو معرفت کی آنکھ ہے۔ یہ منزل عقل کی تمام بلندیوں سے آگے سلوک کی وہ راہ ہے جس میں غیب حاضر میں بدلتا جاتا ہے اور ہر سوال کا جواب مل جاتا ہے۔ اسی تقویٰ سے حضرت عمرؓ نے فتنے کی اس ہوا کو سونگھ لیا اور نہایت مؤدب ہو کر یہ کلمات معرفت کہے: رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا۔

---

[1] (مکارم الاخلاق للطبرانی، باب فَضْلُ التَّوَدُّدِ إِلَى النَّاسِ وَمُدَارَاتِهِمْ، صفحہ ۳۶۴)

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں، ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے۔“

بَاب ٣٦: التَّعَوُّذُ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ

لوگوں کے غلبہ سے پناہ مانگنا

٦٣٦٣: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ الْتَمِسْ لَنَا غُلَامًا مِّنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُولَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتَّى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّي وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ – أَوْ كِسَاءٍ – ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوا وَكَانَ

۶۳۶۳: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن ابی عمرو سے جو مطلب بن عبداللہ بن حنطب کے غلام تھے روایت کی کہ انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا: اپنے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا ہمارے لئے ڈھونڈو جو میرا کام کاج کرے تو حضرت ابوطلحہؓ مجھے اپنے پیچھے سوار کر کے لے گئے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ جب بھی آپؐ کہیں قیام کرتے تو میں آپؐ سے سنتا کہ آپؐ اکثر یہ دعا کرتے: اے اللہ! میں تیری ہی پناہ لیتا ہوں فکر اور غم سے اور عاجزی اور سستی اور کنجوسی اور بزدلی سے اور قرضہ کے بہت ہو جانے سے اور لوگوں کے غلبہ سے۔ میں آپؐ کی اس وقت تک خدمت کرتا رہا کہ ہم خیبر سے لوٹے اور آپؐ حضرت صفیہ بنت حییؓ کو لائے۔ آپؐ نے ان سے نکاح کیا تھا۔ اور میں آپؐ کو دیکھتا تھا کہ آپؐ اپنے پیچھے عباء یا کمبل سے ایک گول گدا بناتے اور پھر اُن کو اپنے پیچھے سوار کرتے۔ جب ہم صہباء میں پہنچے تو آپؐ نے چمڑے کے ایک دسترخوان پر کھجور کا مالیدہ تیار کیا۔ پھر آپؐ نے مجھے بھیجا اور میں نے لوگوں کو بلایا اور انہوں نے کھایا اور یہ ولیمہ تھا آپؐ کا جو آپؐ نے حضرت صفیہؓ کو

ذَلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ.

اپنے گھر لانے کے موقع پر کیا۔ پھر آپؐ روانہ ہو گئے۔ جب اُحد دکھائی دینے لگا تو آپؐ نے فرمایا: یہ وہ (چھوٹا سا) پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ جب آپؐ مدینہ کے اوپر پہنچے تو آپؐ نے کہا: اے اللہ! میں اس جگہ کو جو مدینہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے اُسی طرح حرم قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا۔ اے اللہ! انہیں ان کے مُد میں اور ان کے صاع میں برکت دیجیو۔

أطرافه: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

تشریح: التَّعَوُّذُ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ: لوگوں کے غلبہ سے پناہ مانگنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"صاف بات ہے کہ جب انسان میں افلاس ہوگا، ضرورتیں مجبور کریں گی۔ قحط، گرانی اشیا، کپڑا، غلہ، دال، گوشت، دودھ، تعلیم، سب چیزیں گراں ہوں گی تو انسان جس کا گزارہ ان کے سوا ہو نہیں سکتا مجبور ہو گا کہ کسی سے قرض لے اور طرح طرح کی تدابیر حصول قرض کے واسطے اسے عمل میں لانی پڑیں گی اور اس طرح سے وہ قرض کی مصیبت میں مبتلا ہو جاوے گا۔ پھر چونکہ آمدنی کے ذرائع تو محدود ہیں اور آمد خرچ سے کم ہے، قرض کے ادا کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آوے گی۔ قرض خواہ لوگ تنگ کریں گے۔ سختی کریں گے۔ مقدمات کریں گے۔ ڈگریاں کرائیں گے۔ قرقیاں ہوں گی۔ لوگ گلے میں کپڑا ڈالیں گے۔ غرض اس طرح سے حالت بہت خطرناک اور نازک ہو جاوے گی۔ اس واسطے دعا کرنی چاہیئے کہ خدا ان سب باتوں سے بچاوے اور ہم و حزن سے محفوظ رکھے۔ سچے اسباب مہیا کرنے اور پھر ان سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ بخل اور جبن اور پھر ان کے

بد نتائج قرض اور قہر الرجال سے حفاظت میں رکھے۔" (خطبات نور صفحہ ۳۲۲)

زیر باب حدیث کے الفاظ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ کی شرح میں علامہ بدرالدین العینی لکھتے ہیں: هَمٌ مستقبل میں پیش آنے والی ناپسندیدہ بات کو کہتے ہیں۔ اور حُزن ماضی میں واقع کسی ناپسندیدہ بات کو کہتے ہیں۔ بخل کرم کی ضد ہے اور جبن شجاعت کی ضد ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"انسان چونکہ بہت لمبے ارادے کر لیتا ہے اور پھر ان میں کامیاب نہیں ہوتا تو اس ناکامی کی وجہ سے انسان میں "هَمّ" یعنی غم پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کو لمبے ارادے کرنے سے منع کیا گیا ہے اور أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ کے یہی معنے ہیں کہ اے خدا! میں ان موجبات سے ہی تیری پناہ مانگتا ہوں جو هَمّ کا باعث ہوتے ہیں۔

پھر بعض اوقات انسان ناکامی کے وجوہات تلاش کرتے کرتے گزشتہ امور میں غور کرنے لگ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میں آج سے دو سال پہلے یا چار سال پیشتر اس طرح سے عمل درآمد کرتا تو آج مجھے اس ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں کامیاب ہو جاتا۔ اس طرح کے غم کا نام جو گزشتہ غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے شریعت نے حزن رکھا ہے اور اس سے پناہ مانگنے کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے: بِئْسَ الْمَطِيَّةُ لَوْ۔ لَوْ (اگر ایسا ہوتا تو ایسا ہو جاتا اور یوں ہوتا تو یوں ہو جاتا) بہت بُری چیز اور نقصان رساں لفظ ہے۔ اس طرح اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ کے یہ معنی ہوئے کہ یا الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ان بواعث اور موجبات سے جن کا نتیجہ هَمّ اور حزن ہوتا ہے۔ یعنی نہ تو مجھ میں بے جا اور لمبے لمبے ارادے پیدا ہوں اور نہ میں "کاش" اور "لَو" کا استعمال کروں۔ مطلب یہ کہ نہ مجھے موجودہ ناکامی کی وجہ سے کوئی غم ہو اور نہ گذشتہ کسی تکلیف کا خیال مجھے رنجیدہ اور ستانے کا باعث ہو سکے... جب انسان هَمّ اور حزن میں ڈوب جاتا ہے تو آئندہ ترقیوں کی راہیں بھی اس کے واسطے بند و مسدود ہو جاتی ہیں۔ هَمّ اور حزن سے فرصت ملے، نہ یہ حصول خیر اور دفع شر کے لئے کوئی تجویز سوچے۔" (خطبات نور صفحہ ۳۱۷، ۳۱۸)

بَاب ۳۷: التَّعَوُّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

عذاب قبر سے پناہ مانگنا

٦٣٦٤: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدٍ – قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهَا – قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

طرفه: ١٣٧٦۔

۶۳۶۴: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت اُم خالد بنت خالدؓ سے سنا۔ (موسیٰ بن عقبہ) کہتے تھے: میں نے اُن کے علاوہ کسی اور سے نہیں سنا کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو۔ وہ کہتی تھیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ عذاب قبر سے پناہ مانگ رہے تھے۔

٦٣٦٥: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبٍ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يَأْمُرُ بِخَمْسٍ وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهِنَّ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِي فِتْنَةَ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

أطرافه: ٢٨٢٢، ٦٣٧٠، ٦٣٧٤، ٦٣٩٠۔

۶۳۶۵: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا کہ عبدالملک (بن عمیر) نے ہم سے بیان کیا۔ عبدالملک نے مصعب (بن سعد بن ابی وقاص) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت سعدؓ پانچ دعائیں کرنے کا حکم دیا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے ان کا ذکر کرتے کہ آپؐ یہ دعائیں کرنے کا حکم دیا کرتے تھے: یعنی اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں بخل سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں بزدلی سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ نہایت ہی نکمی عمر تک پہنچا دیا جاؤں اور میں تیری پناہ لیتا ہوں دنیا کے فتنے سے یعنی دجال کے فتنے سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں عذاب قبر سے۔

٦٣٦٦: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَّنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَّسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ فَقَالَتَا لِي إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ عَجُوزَيْنِ.. وَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَلَاةٍ إِلَّا يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

۶۳۶۶: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابووائل سے، ابووائل نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپؓ بیان کرتی تھیں: میرے پاس مدینہ کے یہودیوں کی بوڑھی عورتوں میں سے دو بوڑھی عورتیں آئیں اور مجھے کہنے لگیں کہ قبروں والوں کو بھی ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے۔ میں نے ان دونوں کو جھٹلایا اور میں نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کو سچا سمجھوں۔ اور وہ باہر چلی گئیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ میں نے آپؐ سے کہا: یارسول اللہ! دو بوڑھی عورتیں آئیں اور میں نے آپؐ سے سارا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا۔ اُنہیں عذاب دیا جاتا ہے جسے سب جانور سنتے ہیں۔ پھر میں نے اس کے بعد جب بھی آپؐ کو نماز میں دیکھا تو دیکھا کہ آپؐ ضرور ہی عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

أطرافه: ١٠٤٩، ١٠٥٥، ١٣٧٢۔

تشریح: التَّعَوُّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ: عذاب قبر سے پناہ مانگنا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور مقبرہ بھی ہے اور اس میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جو مقبرہ میں ہونی چاہئیں...

ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ۔ پھر ہماری غرض چونکہ اس تعلیم کے بھیجنے سے یہ تھی کہ انسان اس پر عمل کریں اور ہمارے انعامات کے مستحق ٹھہریں اس لئے جب کوئی شخص عمل ختم کر لیتا اور امتحان کا پرچہ ہمیں دے دیتا ہے اور امتحان کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو ہم

اسے قبر میں ڈال دیتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کو خدا تعالیٰ خود قبر میں ڈالتا ہے۔ یہ مٹی کی قبر جس میں ہم انسان کو دفن کر کے آجاتے ہیں یہ اصل میں مادی جسم کا ایک نشان ہوتا ہے ورنہ اصل قبر وہی ہے جو خدا بناتا ہے۔ اس مادی قبر میں مُردے کو دفن کرنے، گڑھا کھودنے، میّت کو غسل دینے اور کفن پہنانے کا تمام کام ہمارے ذمہ ہوتا ہے مگر اصلی قبر میں ڈالنے کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہؤا ہے۔

اس مقبرہ کے متعلق مجھے کم سے کم یہ معلوم ہؤا کہ اس میں سب انسانوں سے یکساں سلوک ہوتا ہے یعنی سب کا مقبرہ تیار کیا جاتا ہے... پس یہ قبرستان ایسا ہے جس میں کسی سے بے انصافی نہیں کی گئی بلکہ ہر ایک کا مقبرہ موجود ہے۔ نیز مَیں نے دیکھا کہ جن کو لوگ جَلا دیتے ہیں ان کے مقبرے بھی یہاں موجود تھے، جن کو شیر کھا جاتے ہیں ان کے مقبرے بھی یہاں موجود تھے، جو سمندر میں ڈوب جاتے ہیں ان کے مقبرے بھی یہاں موجود تھے، جو مکانوں میں جل جاتے ہیں ان کے مقبرے بھی یہاں موجود تھے، جن کی قبروں کو لوگوں نے اُکھیڑ کر پھینک دیا ان کے مقبرے بھی یہاں موجود تھے، وہ اس دنیا کی قبروں کو اُکھاڑ کر پھینک سکے مگر اس مقبرہ کو تو چُھو بھی نہیں سکے۔ غرض کوئی انسان ایسا نہ تھا جس کا مقبرہ یہاں نہ ہو خواہ اُسے جلا دیا گیا ہو، مٹا دیا گیا ہو، مشینوں سے راکھ کر دیا گیا ہو، چیلوں اور کُتّوں نے اسے کھا لیا ہو، مچھلیوں کے پیٹ میں چلا گیا ہو، شیروں اور بھیڑیوں نے اُسے لقمہ بنا لیا ہو، کھڈّوں میں گر کر مرا ہو اور گیدڑ اور دوسرے جنگلی جانور اُسے کھا گئے ہوں، ہر شخص کا مقبرہ یہاں موجود تھا، غرض چھوٹے بڑے، امیر غریب، عالِم جاہل سب کو مقبرہ حاصل تھا۔ مَیں نے جب اس مقبرہ کو دیکھا تو کہا: دنیا نے بہتیری کوشش کی کہ لوگوں کی قبروں کو مٹا ڈالے اور حوادثِ زمانہ نے بھی نشانوں کو محو کرنے میں کوئی کمی نہ کی مگر پھر بھی ایک نہ ایک مقام تو ایسا ہے جس میں تمام انسانوں کے مقبرے موجود ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اس آیت میں قبر کا لفظ جو آتا ہے اس سے مراد وہ مقام ہے جس میں مرنے کے بعد اَرواح رکھی جاتی ہیں خواہ مؤمن کی رُوح ہو یا کافر کی، سب کی روحیں اس مقام پر رکھی جاتی ہیں اور درحقیقت یہی قبر ہے جس میں ثواب یا

عذاب ملتا ہے۔ وہ جو حدیثوں میں آتا ہے کہ مرنے کے بعد کافروں کو قبر کا عذاب دیا جاتا ہے اس سے مراد یہی قبر ہے، ظاہری قبر مراد نہیں۔ کئی بیوقوفوں کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے بعض منافقین کی قبریں کھولیں یہ دیکھنے کے لئے کہ آیا قبر میں اُن کے لئے دوزخ کی کھڑکی کھلی ہے یا نہیں؟ مگر جب انہوں نے قبر کو کھولا تو انہیں کوئی آثار دکھائی نہ دیئے۔ درحقیقت یہ ان کی غلطی تھی، اگر اسی قبر میں ثواب وعذاب ہو تو وہ پارسی جو اپنے مُردے چیلوں کو کھلا دیتے ہیں، وہ ہندو جو اپنے مُردوں کو جلا دیتے ہیں اور وہ لوگ جو ڈوب یا جل کر مر جاتے ہیں ان کو تو قبر کا عذاب یا ثواب ملے ہی نہ۔ کیونکہ ان کی تو قبریں ہی نہیں بنیں۔ صرف مسلمان اسلام پر عمل کر کے گھاٹے میں رہے۔ مگر یہ بات غلط ہے اور حدیث میں تو ظاہری قبر مراد نہیں، ظاہری قبر میں تو بعض دفعہ یکے بعد دیگرے بیس بیس مُردوں کو دفن کر دیا جاتا ہے اور ہر شہر میں یہ نظارہ نظر آتا ہے۔ ایک قبر بنائی جاتی ہے، مگر پندرہ بیس سال کے بعد اس کا نشان مٹ جاتا ہے اور اس جگہ اور قبر بن جاتی ہے۔ لاہور کا قبرستان پانچ سَو سال سے چلا آ رہا ہے، اس میں ایک ایک قبر میں پندرہ پندرہ بیس بیس آدمی دفن ہو چکے ہونگے۔ ایسی حالت میں ان میں سے کوئی تو شدید دوزخی ہو گا اور کوئی ادنیٰ قسم کا دوزخی ہو گا۔ کوئی اعلیٰ جنتی ہو گا اور کوئی ادنیٰ جنتی ہو گا۔ اگر دوزخ اور جنت کی کھڑکی اسی قبر میں کھلتی ہو تو بالکل ممکن ہے کہ پہلے ایک دوزخی اس میں دفن ہو اور پھر کوئی جنتی اس میں دفن ہو جائے۔ ایسی صورت میں لازماً دوزخ کی آگ جنتی کو لگے گی اور جنت کی ہوا دوزخی کو پہنچے گی اور ثواب وعذاب بالکل مضحکہ خیز صورت اختیار کر لیں گے۔ پس یہ غلط ہے کہ وہ قبر جس میں ثواب یا عذاب ملتا ہے یہ ظاہری قبر ہی ہے۔ وہ قبر وہ ہے جس میں خدا تعالیٰ خود انسان کو ڈالتا ہے چنانچہ اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ○ (الحج:۷،۸) فرماتا ہے ہم نے جو بات کہی ہے کہ اللہ ہی اصل چیز ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ قیامت

آنے والی ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں وَ اَنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ۔ اور یہ کہ قیامت کے دن جو لوگ قبروں میں ہوں گے اللہ تعالیٰ اُن کو زندہ کر دے گا۔ اب اگر قبر سے مراد یہی ظاہری قبر ہو تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ قیامت کے دن صرف مسلمان زندہ کئے جائیں گے۔ ہندو جو اپنے مُردے جلا دیتے ہیں، پارسی جو اپنے مُردے چیلوں کو کھلا دیتے ہیں اور عیسائی کہ وہ بھی اب زیادہ تر مُردوں کو جلاتے ہیں زندہ نہیں کئے جائیں گے۔ عیسائی پہلے تو مُردوں کو دفن کیا کرتے تھے مگر اب بجلی سے جلا کر راکھ کر دیتے ہیں۔ پس اگر یہی مفہوم ہو تو لازم آئے گا کہ قیامت کے دن مسلمانوں کے سوا اور کوئی زندہ نہ ہو کیونکہ مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ کی حالت اب دنیا کے اکثر حصہ میں نہیں پائی جاتی۔ اس صورت میں مسلمان اور یہودی تو اپنے اعمال کا جواب دینے کے لئے کھڑے ہو جائیں گے مگر باقی سب چھوٹ جائیں گے۔ پس یہ معنے درست نہیں بلکہ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان قبروں میں سے جو اُس کی بنائی ہوئی ہیں سب مُردوں کو زندہ کرے گا اور ان خدائی قبروں میں وہ بھی دفن ہوتے ہیں جو مادی قبروں میں دفن ہیں اور وہ بھی جو جلائے جاتے ہیں اور وہ بھی جن کو درندے یا کیڑے مکوڑے کھا جاتے ہیں۔ پس اَنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس سے مراد وہی قبر ہے جس میں خدا رکھتا ہے، وہ قبر نہیں جس میں انسان رکھتا ہے۔ اور سب مُردوں کو خواہ وہ دریا میں ڈوب جائیں، خواہ انہیں پرندے کھا جائیں، خواہ وہ جلائے جائیں، قبر والا قرار دیا گیا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قبر اصل میں وہ مقام ہے جس میں اللہ تعالیٰ ہر روح کو رکھتا ہے خواہ وہ مٹی کی قبر میں جائے، خواہ ڈوب کر مرے اور خواہ جلایا جائے۔"

(سیر روحانی نمبر ۳، انوار العلوم جلد ۱۶ صفحہ ۳۱۴ تا ۳۱۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اسلام میں یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی فلاسفی ہے کہ ہر ایک کو قبر میں ہی ایسا جسم مل جاتا ہے کہ جو لذات اور عذاب کے ادراک کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ ہم ٹھیک ٹھیک نہیں کہہ سکتے کہ وہ جسم کس مادہ سے طیار ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ فانی جسم تو

کالعدم ہو جاتا ہے۔ اور نہ کوئی مشاہدہ کرتا ہے کہ درحقیقت یہی جسم قبر میں زندہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ بسا اوقات یہ جسم جلایا بھی جاتا ہے اور عجائب گھروں میں لاشیں بھی رکھی جاتی ہیں اور مدتوں تک قبر سے باہر بھی رکھا جاتا ہے۔ اگر یہی جسم زندہ ہو جایا کرتا تو البتہ لوگ اس کو دیکھتے مگر بایں ہمہ قرآن سے زندہ ہو جانا ثابت ہے۔ لہذا یہ ماننا پڑتا ہے کہ کسی اور جسم کے ذریعہ سے جس کو ہم نہیں دیکھتے انسان کو زندہ کیا جاتا ہے اور غالباً وہ جسم اسی جسم کے لطائف جوہر سے بنتا ہے۔ تب جسم ملنے کے بعد انسانی قویٰ بحال ہوتے ہیں۔ اور یہ دوسرا جسم چونکہ پہلے جسم کی نسبت نہایت لطیف ہوتا ہے اس لئے اس پر مکاشفات کا دروازہ نہایت وسیع طور پر کھلتا ہے اور معاد کی تمام حقیقتیں جیسی کہ وہ ہیں کَمَا هِيَ ہی نظر آجاتی ہیں۔ تب خطا کرنے والوں کو علاوہ جسمانی عذاب کے ایک حسرت کا عذاب بھی ہوتا ہے۔ غرض یہ اصول متفق علیہ اسلام میں ہے کہ قبر کا عذاب یا آرام بھی جسم کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے اور اسی بات کو دلائل عقلیہ بھی چاہتے ہیں۔ کیونکہ متواتر تجربہ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ انسان کے رُوحانی قویٰ بغیر جسم کے جوڑ کے ہرگز ظہور پذیر نہیں ہوتے۔"

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۷۰، ۷۱)

بَاب ۳۸: التَّعَوُّذُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگنا

۶۳۶۷: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ

۶۳۶۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے اور بزدلی اور انتہائی بڑھاپے سے اور تیری پناہ لیتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ لیتا ہوں زندگی اور

الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. موت کے فتنے سے۔

أطرافه: ۲۸۲۳، ۲۸۹۳، ۴۷۰۷، ۵۴۲۵ ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۶۳۷۱۔

تشریح: التَّعَوُّذُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ: زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگنا۔ علامہ عینیؒ کے نزدیک اس سے مراد زندگی کے زمانہ سے متعلقہ فتنوں اور آزمائشوں سے پناہ طلب کرنا اور موت کے زمانہ یعنی حالتِ نزع سے لے کر قیامت تک کے فتنوں سے پناہ مانگنا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۵)

ابن دقیق العید بیان کرتے ہیں کہ فِتْنَةِ الْمَحْيَا یعنی زندگی کے فتنہ سے مراد دنیا کے فتنے، شہوات اور جہالتیں ہیں جو انسان کو اپنی زندگی میں پیش آتے ہیں۔ اور سب سے بڑا فتنہ جس سے اللہ کی پناہ چاہیئے وہ یہ ہے کہ موت کے وقت فتنہ پر خاتمہ ہو جائے۔ ان کے نزدیک فِتْنَةُ الْمَمَاتِ یعنی موت کے فتنہ سے مراد موت کے وقت اور اس کے قریب قریب نیز قبر میں پیش آمدہ فتنے ہیں۔ علامہ ابن حجرؒ نے بیان کیا ہے کہ بعض کے نزدیک فِتْنَةِ الْمَحْيَا سے ایسی آزمائش مراد ہے جس پر صبر کا دامن چھوٹ جائے۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ فِتْنَةُ الْمَمَاتِ میں عذابِ قبر بھی داخل ہے اور فِتْنَةِ الْمَحْيَا میں فتنۂ دجال بھی شامل ہے۔

(فتح الباری، شرح کتاب الأذان، باب الدعاء قبل السلام، جزء ۲ صفحہ ۴۱۲)

علامہ ابن بطالؒ کہتے ہیں کہ یہ جامع کلمہ کثیر المعانی ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ جو آزمائشیں بھی آپڑیں، اُن کے اُٹھائے جانے کے لیے اور جو ابھی نازل نہیں ہوئیں، اُن کو دور کرنے کے لیے بھی اپنے ربّ ہی کی طرف راغب ہو اور وہ ان تمام امور میں اپنے ربّ ہی کو حاجت روا سمجھے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۲۱۰)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"موت اور زندگی کے فتنہ کا تعلق فتنہ دجال سے ہے۔ جیسا کہ احادیث میں اس کے متعلق ذکر ہے کہ دجال کے ساتھ جنت اور دوزخ ہو گی۔ جو اس کو مانیں گے وہ جنت میں ہوں گے اور اس کو نہ ماننے والے دوزخ میں۔ اس تعلق میں دیکھئے بخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، روایت نمبر ۷۱۳۰۔ درحقیقت موت و زندگی کا فتنہ اقتصادی بدحالی اور فقر و فاقہ کا فتنہ ہے اور چونکہ ..... (روایت نمبر ۸۳۲ میں) فتنہ محیا و ممات کا ذکر فتنۂ دجال کے بعد ہے اس لئے اس سے اس طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ فتنۂ دجال کا تعلق بلحاظ عقیدہ عیسائی مذہب سے ہے، جس کی بنیاد کفارہ پر ہے۔ عیسائی یقین رکھتے ہیں کہ مسیح ان کے گناہوں کی خاطر صلیب پر مرا اور پھر زندہ ہوا۔ قرآن مجید میں مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ کہہ کر جس شر سے پناہ مانگنے کا ارشاد ہوا ہے وہ یہی فتنۂ دجال ہے۔

چونکہ دجالی فتنہ سے مسلمانوں کے لئے خاص طور پر اور تمام قوموں کے لئے عام طور پر زندگی اور موت کا شدید خطرہ پیدا ہونے والا تھا۔ اس لئے دجال کے فتنے کے تعلق میں فِتْنَةُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ سے پناہ مانگنے کی دعا کے ساتھ ہی فِتْنَةُ الْمَحْيَا اور فِتْنَةُ الْمَمَاتِ سے پناہ مانگنے کی دعا ہمیں سکھائی گئی ہے۔ (روایت نمبر ۸۳۲) یہ کتنا بڑا احسان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت پر۔ چنانچہ آج وہ فتنہ اپنے زوروں پر ہے۔ اس دعا سے جس کی تائید واقعات کر رہے ہیں، یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی تعلیم کردہ دعائیں درحقیقت وحیٔ الٰہی کی خاص تجلیات کے تحت تھیں۔"

(ترجمہ وشرح صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء قبل السلام، جلد ۲ صفحہ ۲۳۴)

بَاب ۳۹: التَّعَوُّذُ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

ایسی بات سے پناہ مانگنا جو گناہ کا موجب ہو اور اس بات سے جو چٹی کا موجب ہو

٦٣٦٨: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّي خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ

۶۳۶۸: مُعلّٰی بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ وُہَیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں سستی اور انتہائی بڑھاپے سے اور اس بات سے جو گناہ کا موجب ہو اور اس بات سے جو چٹی کا موجب ہو اور قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب سے اور آگ کے فتنے اور آگ کے عذاب سے اور دولتمندی کے فتنے کے شر سے اور میں محتاجی کے فتنے سے تیری پناہ لیتا ہوں اور میں مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ اے اللہ! مجھ سے میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو ڈال اور میرے دل کو تمام خطاؤں سے پاک وصاف

وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

کر دے اُسی طرح جس طرح کہ تو نے سفید کپڑے کو میل سے پاک وصاف کیا ہے اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ کر دے جتنا کہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے۔

أطرافه: ۸۳۲، ۸۳۳، ۲۳۹۷، ۶۳۷۵، ۶۳۷۶، ۶۳۷۷، ۷۱۲۹۔

تشریح: التَّعَوُّذُ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ: ایسی بات سے پناہ مانگنا جو گناہ کا موجب ہو اور اس بات سے جو چٹی کا موجب ہو۔ لفظ اَلْمَأْثَم مشتق ہے إِثْمٌ سے یعنی گناہ۔ امام راغبؒ بیان کرتے ہیں کہ إِثْمٌ سے مراد ایسے کام ہیں جو ثواب سے پیچھے رکھنے والے یعنی اس سے روکنے کا موجب ہوں۔ نیز یہ لفظ عذاب اور سزا کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ (المفردات فی غریب القرآن، إثم) اَلْمَغْرَم لفظ غُرْمٌ سے ہے، اس سے مراد ایسا مالی نقصان ہے جو بغیر کوئی جُرم یا خیانت کیے انسان کو اُٹھانا پڑ جائے۔ (المفردات فی غریب القرآن، غرم) نیز اس لفظ میں چمٹ جانے اور ساتھ لگے رہنے کے معنی بھی ہیں۔ (مقاییس اللغة، غرم) یعنی ایسی چیز جس سے چھٹکارا پانا ممکن ہی نہ ہو۔ سنن نسائی میں روایت ہے کہ کسی نے آپؐ سے مَغْرَم سے پناہ مانگنے کی دعا کی وجہ دریافت کی۔ آپؐ نے فرمایا: مقروض شخص بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ (سنن نسائی، کتاب السھو، روایت نمبر ۱۳۰۹) اس سے مأْثَم اور مَغْرَم کا آپس کا بھی تعلق نظر آتا ہے کہ چٹی یا قرض انسان کے لئے مزید گناہوں کا موجب اور باعث بنتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"آپ روپیہ لے بیٹھے اُس کو غلط مصرف میں استعمال کر بیٹھے۔ ایسی تجارت میں ڈال دیا جہاں سے اُس کے واپس آنے کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ چٹی پڑ گئی کسی لحاظ سے بھی آپ قرضوں میں مبتلا ہو گئے یہ سابقہ کے گناہ کی طرح ہے۔ اگر سابقہ کی غلطیاں بخشی جا ہی نہیں سکتیں تو پھر ایسے شخص کے لیے کوئی اُمید نہیں۔ مگر وہ خدا جو گناہ بخشتا ہے اُس میں طاقت ہے اور وہ آپ کی ذاتی مادی کمزوریوں میں اور روزمرہ کے لین دین کی کمزوریوں میں بھی اُسی طرح بخشش کی طاقت رکھتا ہے۔ ایک بہت ہی عظیم الشان مضمون ہے جس سے خدا کی بخشش کا مضمون ثابت ہوتا ہے۔ عیسائی جو یہ کہتے ہیں کہ خدا فی ذاتہٖ بخشش کی گویا طاقت نہیں رکھتا اُس کا بطلان ہے اس مثال کے ذریعے۔ آپ قرضوں میں مبتلا ہیں جو غلطیاں کہیں پیچھے سرزد ہو گئیں جن تک اب آپ کی رسائی نہیں رہی۔ جو کچھ ہو

چکا، ہو چکا آپ کی اپنی بے وقوفی تھی، کسی دوست نے دھوکا دے دیا۔ وہ ایسے حالات ہیں جو ماضی کا حصّہ بن گئے آپ اُن کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ سوائے استغفار کے کوئی رستہ نہیں ہے۔ اس لیے استغفار کے ذریعے جب آپ خدا سے رحم کے اور بخشش کے طالب ہوں گے اور خدا تعالیٰ اس دنیا میں آپ کو ان مالی مشکلات سے نجات بخشے گا تو قطعی طور پر آپ اس بات پر زندہ ثبوت بن جائیں گے کہ اسلامی تعلیم سچی ہے اور عیسائیت نے خدا پر بدظنی کی تھی۔" (خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ مئی ۱۹۸۸، جلد ۷ صفحہ ۳۱۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جو شخص دعویٰ سے کہتا ہے کہ میں گناہ سے بچتا ہوں وہ جھوٹا ہے۔ جہاں شیرینی ہوتی ہے وہاں چیونٹیاں ضرور آتی ہیں۔ اسی طرح نفس کے تقاضے تو ساتھ لگے ہی ہیں ان سے نجات کیا ہو سکتی ہے؟ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا ہاتھ نہ ہو تو انسان گناہ سے نہیں بچ سکتا نہ کوئی نبی نہ ولی اور نہ ان کے لئے یہ فخر کا مقام ہے کہ ہم سے گناہ سرزد نہیں ہوتا بلکہ وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کا فضل مانگتے تھے اور نبیوں کے استغفار کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ اُن پر رہے ورنہ اگر انسان اپنے نفس پر چھوڑا جاوے تو وہ ہرگز معصوم اور محفوظ نہیں ہو سکتا۔ اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ اور دوسری دعائیں بھی استغفار کے اسی مطلب کو بتلاتی ہیں۔ عبودیت کا سرّ یہی ہے کہ انسان خدا کی پناہ کے نیچے اپنے آپ کو لے آوے۔ جو خدا کی پناہ نہیں چاہتا وہ مغرور اور متکبر ہے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۴۶)

نیز فرمایا:

"تدابیر انسان کو ظاہری گناہ سے بچاتی ہیں لیکن ایک کشمکش اندر قلب میں باقی رہ جاتی ہے اور دل ان مکروہات کی طرف ڈانواں ڈول ہوتا رہتا ہے اُن سے نجات پانے کے لیے دعا کام آتی ہے کہ خدا تعالیٰ قلب پر ایک سکینت نازل فرماتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۵۶۸)

اغْسِلْ عَنِّیْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ: امام ابن حجرؒ لکھتے ہیں: یہ نہیں فرمایا کہ گرم پانی سے دھو دے جبکہ گرم پانی میل کچیل کے دور کرنے میں زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں: اس میں اشارہ یہ ہے کہ برف کا پانی اور اولے کا پانی پاک ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۲۱۲)

پروفیسر (جنرل) ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب Cold Water Therapy کے فوائد حدیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"غور کرنے کے بعد اس حدیث میں "خطاؤں" کا لفظ ہماری جسمانی اور روحانی بیماریوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ "Physical and Mental Disorders" اور حدیث کا دوسرا حصہ کہ "برف اور اولوں کے پانی سے دھو ڈال" سے مراد Ice-cold Therapy ہے۔ Ice-cold Water Therapy Hydrotherapy طریقہ علاج دو ہزار سال سے زائد عرصہ سے رائج ہے۔ Hippocrates اس بارہ میں کہتے ہیں:

" allays lassitude physical or mental weakness" یعنی جسمانی اور ذہنی تھکان و کمزوری میں کمی واقع کرتی ہے۔ اس طریقہ علاج میں پانی کو یا برف کے ٹکڑے (اولے) کو یا پھر برف کو پگھلا کر درجہ انجماد کے قریب پہنچانا ہے۔ اس کو Cold Hydrotherapy بھی کہتے ہیں۔ یہ طریقہ کار طبی اصطلاح میں چند دوسرے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ جس میں Cold showers therapy, Ice baths, Ice immersion, Ice cold swims شامل ہیں۔ Cold Hydrotherapy کا استعمال جب کیا جاتا ہے تو جلد کی شریانیں ٹھنڈ کی وجہ سے سکڑ (Vasoconstrict) جاتی ہیں اور خون انسانی بدن کے اندرونی اعضاء میں سرائت کر جاتا ہے جس کے نتیجہ میں گرمی conserve ہوتی ہے اور اس طرح دماغ، دل اور دیگر اعضاء کو تازہ خون پہنچتا ہے اور آکسیجن و غذائیت فراہم ہوتی ہے، زہریلا مادہ صاف ہوتا ہے اور جسم مضبوط ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ Cold baths جسم میں "stress hormones" (یعنی cortisol) کم کرتی ہے اور feel-good transmitters (Serotonin & Endorphins or epinephrine) کو بڑھاتی ہے۔ Glutathione جو ایک نہائت مفید super anti-oxidant ہے اس میں بھی اضافہ ہوتا ہے اس کے ساتھ دماغ میں Opioids اور Cannabinoids کا اضافہ ہوتا ہے جو mood control اور feeling of well-being پیدا کرتی ہیں اور خود اعتمادی بڑھاتی ہے۔ اس کی مقدار خون میں بڑھتی ہے اور شریانوں کی صحت برقرار رکھتی ہے۔ اسی طرح انسانی جسم اور دماغ میں سکون اور خوشی کا احساس بڑھتا ہے۔

Cold Hydrotherapy کے فوائد:

عرصہ قدیم سے اس طریقہ علاج کے فوائد کے بارہ میں ذکر چلا آرہا ہے۔ رومی حکومت زمانہ اقتدار میں اس کا استعمال کافی زیادہ تھا اور حال میں دوبارہ cold showers کا ذکر اور استعمال بڑھ رہا ہے۔ Win Hof جو ایک Dutch athelete ہے اس نے اس کو بہت فروغ دیا ہے۔ مختلف studies نے Ice-cold therapy کے مختلف فوائد بتائے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

جسمانی فوائد:

(۱) Cold hydrotherapy سے دوران خون میں بہتری آتی ہے اس کے مستقل طریق استعمال سے جلد اور بالوں کی صحت برقرار رہتی ہے۔

(۲) ورزش کے بعد (خاص طور پر athletes میں) پٹھوں میں کھچاؤ اور درد میں جلد آرام آجاتا ہے۔ ایک تحقیق (۲۰۱۶) نے یہ ثابت کیا ہے کہ cyclists کے سخت ٹریننگ session کے بعد ۱۰ منٹ کے لئے Ice-cold Immersion سے کھچاؤ اور درد میں بہت جلد افاقہ ہوا ہے۔ (۲۰۱۶) کی ایک تحقیق نے athletes میں تھکاوٹ اور سوزش میں نمایاں کمی کا ذکر کیا ہے۔

(۳) Physiotherapist کے مشاہدہ میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ زخم اور چوٹ لگنے کے بعد اور سوجن کے وقت Cold Ice packs کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح arthritis کے مریضوں کو بھی اس طریقۂ علاج سے فائدہ ہوتا ہے اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کا Pain Clinic بھی اس کا گواہ ہے۔

(۴) ریسرچ اور روزمرہ کے مشاہدہ نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ Ice immersion یا Ice-cold sponging سے جسم کا درجہ حرارت جلد کم ہوتا ہے اور تیز بخار کا مضر اثر جاتا رہتا ہے۔

(۵) یہ بھی تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ Ice-cold hydrotherapy سے جسم کا دفاعی نظام مضبوط ہوتا ہے۔ "Help & Boost Immunity" اور انفیکشن کے امکانات بہت کم ہو جاتے ہیں جس کی بنیادی وجہ Pro-inflammatory cytokines کی کمی ہے یہ مضر cytokines مختلف auto-immune disorders (مثلاً Rheumatoid arthritis, Parkinsonism) میں بڑھ جاتے ہیں۔

(۶) Cold Exposure خواہ وہ برف کے پانی یا Ice packs کی صورت میں ہو جسم کے metabolic rate کو بڑھاتی ہے اور وزن کم کرنے میں مدد دیتی ہے۔ کوریا میں وہ غوطہ خور خواتین جو مچھلیوں کے شکار کے لئے chilled water میں پتلے کپڑوں کے ساتھ غوطہ لگاتی ہیں ان کے وزن میں حیرت انگیز کمی واقع ہوئی ہے۔

(۷) یہ بھی عجب انکشاف ۲۰۱۷ میں ہوا ہے کہ Ice immersion سے testosterone levels بڑھتے ہیں اور infertility کا بھی ایک علاج ہے۔ اس طریقہ کار سے sperm count اور sperm motility میں ۲۰۰ فیصد اضافہ دیکھا گیا ہے۔

(۸) سائنسی تحقیق نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ Ice cold therapy سے Uric acid میں بھی کمی واقع ہوتی ہے اور نقرس کے مریضوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

ذہنی ونفسیاتی فوائد

(۱) ریسرچ نے یہ ثابت کیا ہے کہ ذہنی تناؤ، مایوسی اور گھبراہٹ (Anxiety and Depression) کا

ثابت شدہ علاج Ice cold baths ہیں۔(Centre of Disease Control (CDC کے مطابق ۵ فیصد امریکی depression کا شکار ہیں، اور corona pandemic کے سال میں یہ شرح بڑھ گئی ہے۔ کئی مریضوں کی ادویات میں اس علاج سے کمی واقع ہوئی ہے یا پھر مکمل طور پر ادویات ختم ہوگئیں ہیں۔

(۲) Ice cold hydrotherapy سے جسم میں مختلف hormones (مثلاً noradrenaline، endorphins، اور دیگر neuro transmitters) فوری طور پر بڑھتے ہیں اور دماغ پر مثبت اثر ڈالتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں دماغی قوت بڑھتی ہے، یادداشت تیز ہوتی ہے، اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت میں بہتری آتی ہے۔

(۳) ایک تحقیق ۲۰۱۵ میں جب hot & ice cold showers کے دو گروپ کا موازنہ کیا گیا تو یہ ثابت ہوا کہ cold showers کے گروپ میں موجود افراد میں زیادہ قوت اور ہمت دیکھنے میں آئی۔

(۴) Ice cold showers کے بعد نیند بھی بہتر ہوتی ہے اور گہری نیند آتی ہے۔

(۵) مختلف Psychotic Disorders مثلاً Schizophrenia میں Cold hydrotherapy کے مفید نتائج دیکھنے میں آئے، اور اس کا اثر اسی طرح ہے جس طرح مختلف Psychosis میں Shock therapy (یعنی Electroconvulsive Therapy) طریقہ علاج ہے۔

(۶) Tibetean Monks میں ایک study نے Art of Tummo کے ذریعے Ice cold therapy اور توجہ (Meditation) سے روحانی مدارج میں ترقی دیکھی ہے اور جسمانی صحت اور عمر میں بھی بہت فائدہ ہوا ہے۔

(۷) درد شقیقہ Migraine جو ایک عام مرض ہے۔ اس میں Ice hyrdotherapy کا فائدہ دیکھا گیا ہے اور متعدد مریضوں میں migraine کی شدت میں کمی واقع ہوئی ہے یا پھر مکمل فائدہ ہوا ہے۔

غرض منفی درجہ حرارت خواہ وہ برف کے پانی اور اولوں یا جدید طریقہ کار سے حاصل کیا جائے ہماری "خطاؤں" یعنی جسمانی و روحانی بیماریوں کے لئے ایک اکسیر ہے۔ اسی لئے اس حدیث میں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ "اے اللہ میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھوڈال۔" خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○ (سورۃ الشعراء:۸۱) یعنی "جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ شفا دیتا ہے۔"

یعنی میری "خطاؤں" یعنی بے اعتدالیوں کے نتیجہ میں جو روحانی و جسمانی بیماریاں مجھے لاحق ہوتی ہیں، تو اپنے محبوب ترین طبیب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی میں ("برف کے پانی یا اولوں سے") "دھوڈال۔"

(روزنامہ الفضل لندن، ۱۸، اگست ۲۰۲۱، صفحہ ۴، ۵)

بَاب ٤٠ : الِاسْتِعَاذَةُ مِنَ الْجُبْنِ وَالْكَسَلِ

بزدلی اور سستی سے پناہ مانگنا

كُسَالَى وَ كَسَالَى وَاحِدٌ. كُسَالَى اور كَسَالَى ایک ہی ہیں۔

٦٣٦٩: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

٦٣٦٩: خالد بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان (بن بلال) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: عمرو بن ابی عمرو نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انسؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں فکر اور غم سے اور عاجزی اور سستی سے اور بزدلی اور کنجوسی سے اور قرضے کے زیادہ ہونے سے اور لوگوں کے غلبہ سے۔

أطرافه: ٢٨٢٣، ٢٨٩٣، ٤٧٠٧، ٥٤٢٥ ٦٣٦٣، ٦٣٦٧، ٦٣٧١۔

تشریح: الِاسْتِعَاذَةُ مِنَ الْجُبْنِ وَالْكَسَلِ: بزدلی اور سستی سے پناہ مانگنا۔ علامہ کرمانیؒ بیان کرتے ہیں کہ رذائل تین اقسام کے ہیں۔ (۱) نفسانی (۲) بدنی (۳) خارجی۔ پھر پہلی قسم یعنی نفسانی رذائل انسانی قویٰ کے لحاظ سے تین طرح کے ہیں یعنی عقلی، غضبی اور شہوی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ھمّ وحزن کا تعلق عقل سے، جُبن یعنی بزدلی کا تعلق غضب سے، بخل کا تعلق شَھْوَۃ یعنی خواہشات سے ہے جبکہ عجز وکسل بدن سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ یہ اعضاء، اسباب وقویٰ کے دستیاب ہونے یا ان کی عدم دستیابی کی وجہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر وہ خارجیہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ضَلَعٌ اور غَلَبَۃٌ یعنی بوجھ کے نیچے دَب جانا اور مغلوب ہو جانا خارجی (عوامل) سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ یہ دعا ان تمام پہلوؤں پر حاوی ہے اس لئے انہوں نے اسے جوامع الکلم میں شمار کیا ہے۔ (الکواکب الدراری، شرح باب التعوذ من غلبة الرجال، جزء ۲۲ صفحہ ۱۵۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سکھائی ہے کہ خدایا سُستی اور غفلت اور کسل سے بچا۔ قرآن سُست لوگوں کو پسند نہیں کرتا اور سُست کبھی خدا کا مقبول نہیں ہو سکتا۔ پس اسلام نہ صرف نیکی ہی کی تعلیم دیتا ہے بلکہ دوسروں سے نیکی میں بڑھنے کا حکم دیتا ہے

اور ہر وقت اور ہر گھڑی چست اور تیار رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اگر قرآن کریم کے اس ایک ہی حکم پر مسلمان عمل کرتے تو سارے جہان پر بھاری اور سب پر حاوی ہو جاتے۔ مگر افسوس انہوں نے اس طرف توجہ نہ کی اور ذلیل و خوار ہو گئے۔ اب ہم لوگوں کو جنہیں خدا تعالیٰ نے اصل اسلام پر قائم کیا ہے، بہت تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایک لحہ بھی ایسا نہیں گزرنے دینا چاہیئے کہ ہمارے قدم پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ نیکی کی طرف نہ اُٹھ رہے ہوں۔ کیونکہ مسلمانوں کو صرف اس امر کا حکم نہیں دیا گیا کہ نیکی کرو، بلکہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ نیکی کرنے والوں میں سب سے آگے بڑھ جاؤ۔"

(خطبات محمود، جلد ۵ صفحہ ۵۲۲)

أَعُوذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ۔ میں تیری پناہ لیتا ہوں عاجزی اور سستی سے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

"عجز کہتے ہیں اسباب کا مہیا نہ کرنا۔ جو سامان اللہ تعالیٰ نے کسی حصول مطلب اور دفع شر کے واسطے بنائے ہیں ان کا مہیا نہ کرنا اور ہاتھ پاؤں توڑ کر رہ جانے کو عجز کہتے ہیں۔ بقدرِ طاقت، بقدر اِمکان، بقدر فہم اور علم کوشش ہی نہ کرنا اور تدبیر ہی نہ کرنا یہی عجز ہے۔ توکل اسے نہیں کہتے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ أَعْلَمُ النَّاس، أَخْشَى لِلّٰه اور أَتْقَى النَّاس تھے، ان سے بڑھ کر بھی بھلا کوئی انسان ہو سکتا ہے۔ تو ان کو بھی یہ حکم ہوتا ہے کہ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (آل عمران:۱۶۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور بے لوث زندگی جو ہمارے واسطے قرآن شریف اور اس کے کل احکام کا ایک عملی اور زندہ نمونہ موجود ہے۔ اس میں غور کرنے سے ہرگز ہرگز ایسا کبھی ثابت نہیں ہوگا کہ آپ نے بھی کبھی توکل کے یہ معنے کئے ہوں جو آج کل بدقسمتی سے سمجھے گئے ہیں۔ توکل کے غلط معنوں کی وجہ سے ہی تو مسلمانوں میں سستی اور کاہلی گھر کر گئی۔ .....

پس دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ عجز سے بچاوے اور بقدر فہم و فراست تکیہ اسباب کرنا ضروری ہے۔.....

اَلْكَسَل۔ کسل عربی میں کہتے ہیں کہ اسباب موجود ہوں مگر ان سے کام نہ لیا جاوے، سامان مہیا ہیں مگر ان سے فائدہ نہ اُٹھایا جاوے۔ مثلاً کتاب موجود ہے، مدرس اور مولوی

پڑھانے کے لئے موجود ہیں مگر علم کا حاصل نہ کرنا کسل ہے۔ یا مثلاً اگر علم ہو پر عمل نہ کیا جاوے۔ آنکھ خدا نے دی ہے مگر حق کی بینا نہیں۔ نہ اس سے کتاب اللہ کو پڑھے اور نہ نظر عبرت سے عبرت خیز نظاروں کو دیکھے۔ کان دیئے ہیں مگر وہ حق کے شنوا نہیں۔ زبان خدا نے دی ہے مگر وہ حق کی گویا نہیں۔

غرض عجز تو کہتے ہیں اسباب کا مہیا ہی نہ کرنا اور کسل کے معنے ہیں کہ مہیا شدہ اسباب سے کام نہ لینا اور یہ دونوں قسم کے اخلاق رذیلہ اور کمزوریاں نتیجہ ہوتی ہیں ھَمّ اور حزن کا۔ کیونکہ جب انسان ھَمّ و حزن میں ڈوب جاتا ہے تو اسے پھر نہ تو آئندہ کسی ترقی اور خوشی کے حصول کے اسباب مہیا کرنے اور شر سے بچنے کی کوشش کرنے کی توفیق اور وقت و فرصت ملتی ہے اور نہ ہی وہ کسی قسم کے خوشی و راحت کے اسباب سے کام لے کر نتیجہ اور پھل کا وارث بن سکتا ہے۔..... غرض اس دعا کی تہ میں ایک باریک قسم کی تعلیم ہے جو مسلمانوں کو حد درجہ کا ہوشیار، چالاک اور شجاع بناتی اور سستی اور کاہلی سے نفرت دلاتی ہے۔" (خطبات نور صفحہ ۳۱۸ تا ۳۲۰)

أَعُوذُبِكَ مِنَ ... الْجُبْنِ: میں تیری پناہ لیتا ہوں... بزدلی سے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے۔ بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پر مصیبتوں نے بار بار حملے کیے مگر انہوں نے کبھی بزدلی نہیں دکھائی۔ خدا تعالیٰ اُن کی نسبت فرماتا ہے: مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ○ (الاحزاب:۲۴) یعنی جس ایمان پر انہوں نے کمر ہمت باندھی تھی اس کو بعض نے تو نبھا دیا اور بعض منتظر ہیں کہ کب موقعہ ملے اور سرخرو ہوں اور انہوں نے کبھی کم ہمتی اور بزدلی نہیں دکھائی۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۸۶، ۲۸۷)

نیز آپؑ نے فرمایا:

"خدا کی راہ میں شجاع بنو۔ انسان کو چاہیئے کبھی بھروسہ نہ کرے کہ ایک رات مَیں زندہ رہوں گا۔ بھروسہ کرنے والا ایک شیطان ہوتا ہے۔ انسان بہادر بنے۔ یہ بات

زورِ بازو سے نہیں ملتی۔ دعا کرے اور دُعا کراوے۔ صادقوں کی صحبت اختیار کرے۔ سارے کے سارے خدا کے ہو جاؤ۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۷۷، ۵۷۸)

بَاب ٤١ : التَّعَوُّذُ مِنَ الْبُخْلِ

بخل سے پناہ مانگنا

الْبُخْلُ وَالْبَخَلُ وَاحِدٌ مِثْلُ الْحُزْنِ وَالْحَزَنِ. بُخل اور بَخَل ایک ہی ہیں جیسے حُزن اور حَزَن۔

٦٣٧٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهَؤُلَاءِ الْخَمْسِ وَيُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

أطرافه: ٢٨٢٢، ٦٣٦٥، ٦٣٧٤، ٦٣٩٠۔

۶۳۷۰: محمد بن مثنیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ غندر نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے عبد الملک بن عمیر سے، عبد الملک نے مصعب بن سعد سے، مصعب نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ یہ پانچ دعائیں کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے یہ دعائیں بتایا کرتے تھے: اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ لیتا ہوں اور بزدلی سے تیری پناہ لیتا ہوں اور نکمی عمر تک پہنچنے سے تیری پناہ لیتا ہوں اور دنیا کے فتنے سے تیری پناہ لیتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ لیتا ہوں۔

تشریح. التَّعَوُّذُ مِنَ الْبُخْلِ: بخل سے پناہ مانگنا۔ ہر چیز کا ایک مَصرف اور موقع ہوتا ہے اور کسی چیز کو اُس کے صحیح مصرف اور صحیح موقع پر خرچ کرنے سے روک دینا بخل کہلاتا ہے۔ امام راغبؒ بیان کرتے ہیں کہ بخل یہ ہے کہ ذخائر کو وہاں (خرچ کرنے) سے روکنا جہاں سے روک رکھنا جائز نہ ہو۔ انہوں نے آیتِ کریمہ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ (النساء:۳۸) کے حوالے سے لکھا ہے کہ بخل دو قسم کے ہیں۔ اوّل یہ کہ انسان خود اپنی چیزوں کو خرچ کرنے میں بخل کرے۔ دوم یہ کہ وہ دوسروں کو بھی بخل کرنے کا کہے۔ اور یہ پہلی قسم سے زیادہ قابلِ مذمت ہے۔ (المفردات فی غریب القرآن، بخل)

وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ: اور میں تیری پناہ لیتا ہوں کنجوسی اور بزدلی سے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''بخل سے مراد مالی بخل، خیالات پاکیزہ کے اظہار کا بخل، علم و عمل کا بخل، غرض کسی کو نفع نہ پہنچانا خواہ وہ کسی ہی رنگ میں ہو بخل کہلاتا ہے۔

جبن - بزدلی جو کہ انسان میں فطرتاً کسی نہ کسی قسم کی کمزوری یا نقص ہونے کی وجہ سے پائی جاتی ہے۔

آج اس زمانہ میں علاوہ مالی بخل اور جبن کے اظہار خیالات کے مادہ اور طاقت کا نہ ہونا، علم جو کہ ایک طاقت اور جرأت کا بڑا بھاری باعث اور موجب ہوتا ہے اس کا نہ ہونا، مؤثر پیرایوں میں اپنے عندیہ کو مدلل اور مبرہن نہ کر سکنا، قوت بیانی کا نہ ہونا، ان سب کا نام ہے بخل۔ اور پھر ان کے عدم کی وجہ سے انسانی حالت جو کہ فطرتاً اس کمی اور کمزوری کی وجہ سے اپنے اندر ہی اندر ایک قسم کا ضعف محسوس کرتی ہے اور مخالف خیالات کے لوگوں سے مقابلہ کرنے سے پرہیز کرتی ہے، اس حالت کا نام جبن یعنی بزدلی ہے۔'' (خطبات نور صفحہ ۳۲۱)

نیز فرمایا:

''کسی کے پاس کوئی چیز ہو اور وہ اُس کے دینے سے مضائقہ کرے۔ یہ تو عام لوگوں کے نزدیک بخل ہے۔ قرآنِ کریم کی اصطلاح میں سچی بات اور مفید مشوروں کے دینے سے جو لوگ اپنے آپ کو روکیں وہ بھی بخیل ہیں۔'' (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا کہ اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے اس طرح دُور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دُور ہو جاتی ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۹۸)

بَاب ٤٢ : التَّعَوُّذُ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ

نکمی عمر سے پناہ مانگنا

أَرَاذِلُنَا(هود:٢٨) سُقَّاطُنَا.

أَرَاذِلُنَا (جو قرآن مجید میں آیا ہے اس) کے معنی ہیں: ہم میں سے رذیل لوگ۔

٦٣٧١: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ.

۶۳۷۱: ابو معمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے، عبدالعزیز نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپؐ دعا کرتے: اے اللہ! میں سستی سے تیری پناہ لیتا ہوں اور بزدلی سے تیری پناہ لیتا ہوں اور بہت بڑھاپے سے تیری پناہ لیتا ہوں اور بخل سے تیری پناہ لیتا ہوں۔

أطرافه: ٢٨٢٣، ٢٨٩٣، ٤٧٠٧، ٥٤٢٥ ٦٣٦٣، ٦٣٦٧، ٦٣٦٩۔

تشریح: التَّعَوُّذُ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ: نکمی عمر سے پناہ مانگنا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مضبوطی اور ترقی کے بعد پھر وہ زمانہ آتا ہے کہ بوڑھا ہو کر کمزور ہو جاتا ہے حتیٰ کہ ہوش و حواس قائم نہیں رہتے۔ ایسے بڑھاپے سے بچنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سکھلائی ہے کہ اے اللہ! ایسا بڑھاپا نہ آئے جس میں نکمّا ہو جاؤں اور عقل ماری جائے۔ انسان کو جسمانی کمزوری دو طرح سے لاحق ہوتی ہے۔ اوّل طاقتوں کے غلط استعمال سے دوسرا بڑھاپے کی وجہ سے۔" (خطبات محمود جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جو پیرانہ سالی کا زمانہ ہے وہ تو بجائے خود ایسا نکما اور ردّی ہوتا ہے، جیسے کسی چیز سے عرق نکال لیا جاوے اور اس کا پھوک باقی رہ جاوے۔ اسی طرح پر انسانی عمر کا پھوک بڑھاپا ہے۔ انسان اس وقت نہ دنیا کے لائق رہتا ہے اور نہ دین کے۔ مخبوط الحواس اور

مضمحل سا ہو کر اوقات بسر کرتا ہے۔ قویٰ میں وہ تیزی اور حرکت نہیں ہوتی جو جوانی میں ہوتی ہے اور بچپن کے زمانہ سے بھی گیا گذرا ہو جاتا ہے۔ بچپن میں اگرچہ شوخی، حرکت اور نشو و نما ہوتا ہے، لیکن بڑھاپے میں یہ باتیں نہیں۔ نشو و نما کی بجائے اب قویٰ میں تحلیل ہوتی ہے اور کمزوری کی وجہ سے سُستی اور کاہلی پیدا ہونے لگتی ہے۔ بچہ اگرچہ نماز اور اس کے مراتب اور ثمرات اور فوائد سے ناواقف ہو گا یا ہوتا ہے، لیکن اپنے کسی عزیز کو دیکھ کر رِیس اور امنگ ہی پیدا ہو جاتی ہے، مگر اس پیرانہ سالی کے زمانہ میں تو اس کے بھی قابل نہیں رہتا۔ حواس باطنی میں جس طرح اس وقت فرق آجاتا ہے حواسِ ظاہری میں بھی معمر ہو کر بہت کچھ فتور پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض اندھے ہو جاتے ہیں، بہرے ہو جاتے ہیں، چلنے پھرنے سے عاری ہو جاتے ہیں اور قسم قسم کی مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۹۸، ۱۹۹)

نیز فرمایا:

"انسان پر جیسے ایک طرف نقص فی الخلق کا زمانہ آتا ہے جسے بڑھاپا کہتے ہیں۔ اُس وقت آنکھیں اپنا کام چھوڑ دیتی ہیں اور کان شنوا نہیں ہو سکتے۔ غرض کہ ہر ایک عضوِ بدن اپنے کام سے عاری اور معطل کے قریب قریب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے یاد رکھو کہ پیرانہ سالی دو قسم کی ہوتی ہے۔ طبعی اور غیر طبعی۔ طبعی تو وہ ہے جیسا کہ اُوپر ذکر ہوا۔ غیر طبعی وُہ ہے کہ کوئی اپنی امراضِ لاحقہ کا فکر نہ کرے، تو وہ انسان کو کمزور کر کے قبل از وقت پیرانہ سال بنا دیں۔ جیسے نظام جسمانی میں یہ طریق ہے ایسا ہی اندرونی اور رُوحانی نظام میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی اپنے اخلاقِ فاسدہ کو اخلاقِ فاضلہ اور خصائلِ حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو اس کی اخلاقی حالت بالکل گر جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور قرآن کریم کی تعلیم سے یہ امر بداہت ثابت ہو چکا ہے کہ ہر ایک مرض کی دوا ہے، لیکن اگر کسل اور سُستی انسان پر غالب آجاوے، تو بجز ہلاکت کے اور کیا چارہ ہے۔ اگر ایسی بے نیازی سے زندگی بسر کرے جیسی کہ ایک بوڑھا کرتا ہے، تو کیونکر بچاؤ ہو سکتا ہے۔ جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے گا، دُعا سے کام نہ لے گا وہ غمرہ جو دل پر پڑ جاتا ہے، دُور نہیں ہو سکتا۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۸۶، ۸۷)

بَاب ٤٣ : الدُّعَاءُ بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْوَجَعِ

وبا اور بیماری کے دور ہونے کی دعا کرنا

٦٣٧٢ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا.

أطرافه: ١٨٨٩، ٣٩٢٦، ٥٦٥٤، ٥٦٧٧۔

۶۳۷۲: محمد بن یوسف (فریابی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ بیان کرتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ہمیں مدینہ بھی ایسا ہی پیارا کر دے جیسا تو نے مکہ کو ہمارا پیارا بنایا ہے یا اس سے بڑھ کر اور اس کا بخار جحفہ میں لے جا۔ اے اللہ! ہمارے مُد میں اور ہمارے صاع میں ہمیں برکت دے۔

٦٣٧٣ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ عَادَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ شَكْوَى أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ بَلَغَ بِي مَا تَرَى مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ لَا قُلْتُ فَبِشَطْرِهِ قَالَ الثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً

۶۳۷۳: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب نے ہمیں خبر دی۔ ابن شہاب نے عامر بن سعد (بن ابی وقاص) سے روایت کی کہ ان کے والد کہتے تھے: حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو آئے۔ میری اس بیماری میں جس کی وجہ سے میں مرنے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! اس بیماری سے جس حد تک میری حالت پہنچ چکی ہے آپؐ دیکھ ہی رہے ہیں اور میں مالدار ہوں اور میرا کوئی وارث نہیں سوائے میری اکلوتی بیٹی کے۔ کیا میں اپنے مال کا دو تہائی صدقہ میں دے دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: پھر اس کا آدھا؟ آپؐ نے فرمایا: ایک تہائی

يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ آأُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَّلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ قَالَ سَعْدٌ رَثَى لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ.

بھی بہت ہے۔ تم اگر اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جاؤ تو یہ بہتر ہے اِس سے کہ اُن کو محتاج چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور تم جو بھی ایسا خرچ کرو گے کہ جس کے ذریعہ اللہ کی رضامندی چاہتے ہو گے تو ضرور ہی تمہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔ میں نے کہا: کیا میں اپنے ساتھیوں کے پیچھے ہی چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا: تمہیں ہرگز پیچھے نہیں چھوڑا جائے گا۔ جو عمل بھی تم کرو گے جس کے ذریعہ سے تم اللہ کی رضامندی چاہ رہے ہو گے تو ضرور ہی درجے اور بلندی میں بڑھتے چلے جاؤ گے اور شاید تمہیں پیچھے چھوڑا جائے یہاں تک کہ تمہارے ذریعہ کچھ لوگ فائدہ اُٹھائیں اور کچھ اَوروں کو تمہارے ذریعہ نقصان پہنچایا جائے۔ اے اللہ! میرے ساتھیوں کے لئے ان کی ہجرت کو آخر تک پہنچا اور انہیں ان کی ایڑیوں کے بل واپس نہ کر لیکن بے چارہ سعد بن خولہؓ۔ حضرت سعد (بن ابی وقاصؓ) نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے افسوس کیا اس لئے کہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے۔

أطرافه: ٥٦، ١٢٩٥، ٢٧٤٢، ٢٧٤٤، ٣٩٣٦، ٤٤٠٩، ٥٣٥٤، ٥٦٥٩، ٥٦٦٨، ٦٧٣٣۔

تشریح: الدُّعَاءُ بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْوَجَعِ: وبا اور بیماری کے دور ہونے کی دعا کرنا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

"مدینہ کے باشندے قدیم زمانہ سے عموماً زراعت پیشہ رہے ہیں۔ مدینہ میں گرمی شدت کی پڑتی ہے اور سرما میں سردی بھی بہت تیز ہوتی ہے اور جس زمانہ کا ہم ذکر

کر رہے ہیں اس میں مدینہ میں ملیریا وغیرہ کی وبا بھی بہت پڑتی تھی اور لوگ بخار سے سخت تکلیف اُٹھاتے تھے۔ چنانچہ جب شروع شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تو بوجہ آب وہوا کی تبدیلی کے انہوں نے بہت تکلیف اُٹھائی اور بہت سے مسلمان بخار میں مبتلا ہو گئے اور ان کی صحتوں کو بہت نقصان پہنچا۔ چنانچہ **احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا مروی ہے جو آپؐ نے مسلمانوں کی اس تکلیف کو دیکھ کر خدا کے حضور کی اور جس کے نتیجہ میں خدا نے مسلمانوں کو اس تکلیف سے نجات دی اور مدینہ کی فضا ایک بڑی حد تک وبائی جراثیم سے پاک ہو گئی۔** " (سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۲۹۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مدینہ میں ملیریا کی وبا بہت عام تھی کیونکہ وہ پانی والا علاقہ تھا اور کثرت سے بڑے مضر مچھر وہاں پیدا ہوتے تھے اور مکہ چونکہ خشک علاقہ تھا وہاں کوئی مچھر نہیں تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس وقت یہ دعا کی کہ اے اللہ اس کی آب وہوا کو صحت مند بنا دے اور ہمارے لیے اس کے مُد اور صاع کے پیمانوں میں برکت رکھ دے۔ اور اس کے بخار کو یہاں سے جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ جون ۲۰۰۰ء، الفضل انٹرنیشنل، ۱۴ جولائی ۲۰۰۰ صفحہ ۶)

آب وہوا کی خرابی کی وجہ سے جو بیماریاں آتی ہیں انہیں وبائی امراض کہا جاتا ہے جبکہ عام بیماریوں کے لئے وجع کا لفظ مستعمل ہے۔ وباء کا لفظ طاعون کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس وقت مدینہ میں جو وباء تھی وہ طاعون نہیں تھی بلکہ وبائی بخار تھا۔ ممکن ہے یہ وباء جحفہ سے ہی پھیلی ہو۔

وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ: جحفہ اہل مصر اور شام کا قدیم میقات ہے۔ اس وقت جحفہ ایسا شہر تھا جس میں سب سے زیادہ بخار تھا اور لوگ اس کے چشمہ سے پانی لینے سے اجتناب کرتے تھے۔ اس چشمہ کو عَيْنِ الْحُمَّى کہا جاتا تھا۔[1]

وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ: اور شاید تمہیں پیچھے چھوڑا جائے یہاں تک کہ تمہارے ذریعہ کچھ لوگ فائدہ اُٹھائیں اور کچھ اَوروں کو تمہارے ذریعہ نقصان پہنچایا جائے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے لئے آپؐ نے دو دعائیں کیں جو دونوں بڑی شان سے پوری ہوئیں۔ (۱) إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ کہ اس بیماری میں تم فوت ہو کر ارض ہجرت میں نہیں رہو گے اور تمہاری وفات مکہ میں نہیں ہو گی بلکہ اس بیماری سے شفا پاؤ گے۔

---

[1] (التوضیح لشرح الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب الدُّعَاءِ بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْوَجَعِ، جزء ۲۹ صفحہ ۳۱۴)

(۲) وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ یہ بیماری کے بعد صحت اور کامیاب زندگی کی دعا ہے جو پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے اور یہ دعا اور پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی اور حضرت سعدؓ اس کے بعد چالیس سال زندہ رہے اور ان کے ہاتھ سے بے شمار فتوحات ہوئیں۔ ان میں فتح عراق نمایاں ہے۔ ان فتوحات میں دشمنوں نے ان سے نقصان اُٹھایا اور بہت سے لوگ ان کے ذریعہ مشرف باسلام ہوئے۔ ان نو مسلموں نے دولت ایمان ان سے حاصل کی اور قدیمی مسلمانوں کو ان کی فتوحات سے دیگر لاتعداد فوائد پہنچے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"مریض کے علاج میں برکت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اِذن نہ ہو تو دوائی میں شفا نہیں ہوتی، دوائی میں شفا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہے۔ تو آپؐ کا یہ طریق تھا کہ جب بھی مریض کے پاس جاتے تو اس کے لئے سب سے پہلے دعا کرتے۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵، اپریل ۲۰۰۵، جلد ۳ صفحہ ۲۳۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب لوگوں نے مقابلہ کیا تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ ملک میں سخت طاعون پھوٹے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں اس کا لقمہ بن گئے مگر اس طاعون کے وقت بھی باوجودیکہ طاعون کا پھوٹنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی تائید میں تھا آپ نے مجسم رحم بن کر خدا کے حضور اس عذاب کو ٹلانے کے لئے نہایت گڑگڑا کر دعائیں کیں اور اِس قدر گریہ وزاری کی کہ مولوی عبدالکریم صاحب جو مسجد مبارک کے اوپر کے حصہ میں رہتے تھے فرماتے تھے کہ ایک دن مجھے کسی کے رونے کی آواز آئی اور وہ آواز اتنی دردناک تھی جیسے کوئی عورت دردِ زِہ کی تکلیف میں مبتلا ہو۔ میں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رو رو کر خدا کے حضور میں دعا فرما رہے ہیں کہ اے اللہ! اگر تیرے سارے بندے مر گئے تو مجھ پر ایمان کون لائے گا۔ یہ چیز بھی آپ کی صداقت کیلئے نہایت زبردست دلیل ہے یہ آپ ہی کی تائید کیلئے اللہ تعالیٰ نے طاعون بھیجی اور آپ کے دل میں ہی رحم آگیا اور دعائیں کرنا شروع کر دیں۔"

(خدا تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لیے ہمیشہ نبی مبعوث فرماتا ہے، انوار العلوم جلد ۱۸ صفحہ ۵۱۴)

بَاب ٤٤

الِاسْتِعَاذَةُ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَمِنْ وَفِتْنَةِ النَّارِ

نکمی عمر سے اور دنیا کے فتنے سے اور آگ کے فتنے سے پناہ مانگنا

٦٣٧٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ تَعَوَّذُوا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

أطرافه: ٢٨٢٢، ٦٣٦٥، ٦٣٧٠، ٦٣٩٠۔

۶۳۷۴: اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ حسین (بن علی جعفی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زائدہ (بن قدامہ) سے، زائدہ نے عبدالملک (بن عمیر) سے، عبدالملک نے مصعب (بن سعد) سے، مصعب نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: تم ان کلمات کے ذریعہ پناہ مانگا کرو کہ جن کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے: اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ لیتا ہوں اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ نکمی عمر تک پہنچایا جاؤں اور تیری پناہ لیتا ہوں دنیا کے فتنے اور عذاب قبر سے۔

٦٣٧٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ

۶۳۷۵: یحییٰ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ہشام بن عروہ نے ہم سے بیان کیا۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں سستی سے اور بہت بڑھاپے سے اور ان باتوں سے جو چٹی کا باعث ہوں اور ان باتوں سے جو گناہ کا موجب ہوں۔ اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں آگ کے عذاب سے اور آگ کے فتنے سے اور قبر کے فتنے سے اور قبر کے عذاب

فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

سے اور دولتمندی کے فتنے کے شر سے اور فقر کے فتنے کے شر سے اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو ڈال اور میرے دل کو تمام خطاؤں سے بالکل صاف کر دے اُسی طرح کہ جس طرح سفید کپڑا میل سے پاک و صاف کر دیا جاتا ہے اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی ہی دوری کر جتنی کہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی ہے۔

أطرافه: ۸۳۲، ۸۳۳، ۲۳۹۷، ٦٣٦٨، ٦٣٧٦، ٦٣٧٧، ٧١٢٩۔

تشریح: اَلْاِسْتِعَاذَةُ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَمِنْ وَفِتْنَةِ النَّارِ: نکمی عمر سے اور دنیا کے فتنے سے اور آگ کے فتنے سے پناہ مانگنا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"ایک دعا اَرْذَلِ الْعُمُرِ سے متعلق ہے۔ اَرْذَلِ کے معنی ہیں ردّی، ناکارہ۔ یعنی ایسی عمر جس میں نہ صرف انسان کا وجود بے فائدہ ہو جاتا ہے بلکہ اس کا جینا اس کے اور اس کے عزیز و اقرباء کے لئے بھی ایک بہت بڑے دکھ کا موجب ہوتا ہے۔"

(ترجمہ و شرح صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النحل، باب ۱، جلد ۱۰ صفحہ ۵۰۱)

دنیا و آخرت کا کوئی فتنہ کوئی فساد اور کوئی مصیبت ایسی نہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچنے کی دعا نہ کی ہو اس سے آپؐ نے اپنی امت کو یہ پیغام دیا کہ دعا کا حربہ ہاتھ میں لو اسی سے تم ہر آفت اور ہر شرّ سے بچ سکتے ہو۔ آج امت کا ایک طبقہ تو دعا کی تاثیرات کا منکر ہو چکا ہے اور جو لفظاً منکر نہیں عملاً وہ بھی دعا کو ایک کمزور اور غیر یقینی حربہ سمجھتے ہیں۔ امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی تاثیرات کو اپنے تجربہ سے سب سے بڑا اور مضبوط حربہ قرار دیا ہے۔ فرمایا: دعاؤں کی تاثیر آب و آتش سے بڑھ کر ہے اور بتایا کہ انبیاء کی کامیابیاں دعا کے چشمہ سے ہی فیضیاب ہوئیں اور آج بھی جو ہوگا وہ دعا سے ہی ہوگا۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے اے میرے فلسفیو زور دعا دیکھو تو

عنوان باب میں فتنۃ الدنیا سے پناہ مانگی گئی ہے علماء نے لکھا ہے اس سے مراد دجال کا فتنہ ہے جو آخری زمانہ کا

سب سے بڑا فتنہ ہے جس سے بچنے کے لئے قرآن کریم نے سورۂ فاتحہ میں مغضوب اور ضالین کے گروہ میں شامل ہونے سے بچنے کی دعا سکھائی ہے اور قرآن کریم کے آخر میں معوّذات کی صورت میں اس دجالی فتنہ سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے اور حدیث میں اس فتنے کے استیصال اور تباہی کی خوشخبری دی ہے۔ چنانچہ احادیث میں آیا ہے کہ دجال مسیح موعود کی دعا سے اس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔[1]

بَاب ٤٥ : الِاسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنَى

دولتمندی کے فتنے سے پناہ مانگنا

٦٣٧٦ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَالَتِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنَى وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.

۶۳۷۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سلام بن ابی مطیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے اپنی خالہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوں پناہ مانگا کرتے تھے: اے اللہ! میں آگ کے فتنے سے اور آگ کے عذاب سے تیری پناہ لیتا ہوں اور قبر کے فتنے سے تیری پناہ لیتا ہوں اور قبر کے عذاب سے بھی تیری پناہ لیتا ہوں اور دولتمندی کے فتنے سے بھی تیری پناہ لیتا ہوں اور محتاجی کے فتنے سے بھی تیری پناہ لیتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے بھی تیری پناہ لیتا ہوں۔

أطرافه: ٨٣٢، ٨٣٣، ٢٣٩٧، ٦٣٦٨، ٦٣٧٥، ٦٣٧٧، ٧١٢٩۔

تشریح: اَلِاسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنَى: دولتمندی کے فتنے سے پناہ مانگنا۔ باب ۴۵ اَلِاسْتِعَاذَةُ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنَى اور باب ۴۶ اَلتَّعَوُّذُ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ اسلام کے معاشی نظام کی اساس ہیں۔ اسلام جس اقتصادی اور معاشی نظام کو پیش کرتا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ دنیا میں کتنے ہی اقتصادی نظام آئے اور نہ جانے کس قدر آئندہ اقتصادی نظام آئیں گے مگر کوئی نظام بھی انسان کی اقتصادی اور معاشی ضروریات کا متکفل نہ بن سکا، نہ Communism اور نہ ہی Capitalism دنیا کو وہ نظام دے سکے جو ہر پہلو سے انسان کی حقیقی ضرورتوں کا ضامن

[1] (سنن ابن ماجه، كِتَابُ الْفِتَنِ، بَاب فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، روایت نمبر ۴۰۷۷)

ہو۔ افراط و تفریط کا شکار یہ تمام فلسفے چاہے وہ مارکس ازم ہو یا لینن ازم اپنے پیچھے ایسے فتنے چھوڑ گئے کہ آج تک انسان ان کے کانٹے چن رہا ہے مگر اسلام کا اقتصادی نظام عدل و انصاف کے تمام تقاضے پورے کرتے ہوئے احسان اور ایتاءذی القربیٰ کے اس بے لوث اور کریمانہ سلوک پر منتج ہوتا ہے جس سے ہر انسانی طبقہ فیض یاب ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اسلامی اقتصاد نام ہے فردی آزادی اور حکومتی تداخل کے ایک مناسب اختلاط کا۔ یعنی اسلام دنیا کے سامنے جو اقتصادی نظام پیش کرتا ہے اُس میں ایک حد تک حکومت کی دخل اندازی بھی رکھی گئی ہے اور ایک حد تک افراد کو بھی آزادی دی گئی ہے اِن دونوں کے مناسب اختلاط کا نام اسلامی اقتصاد ہے۔ فردی آزادی اِس لئے رکھی گئی ہے تاکہ افراد آخرت کا سرمایہ اپنے لئے جمع کر لیں اور اُن کے اندر تسابق اور مقابلہ کی روح ترقی کرے اور حکومت کا تداخل اِس لئے رکھا گیا ہے کہ امراء کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کو اقتصادی طور پر تباہ کر دیں۔ گویا جہاں تک بنی نوع انسان کو تباہی سے محفوظ رکھنے کا سوال ہے حکومت کی دخل اندازی ضروری سمجھی گئی ہے اور جہاں تک تسابق اور اُخروی زندگی کے لئے زاد جمع کرنے کا سوال ہے حُریت شخصی کو قائم رکھا گیا ہے اور فردی آزادی کو کچلنے کی بجائے اس کی پوری پوری حفاظت کی گئی ہے۔ پس اسلامی اقتصادیات میں فردی آزادی کی بھی پوری حفاظت کی گئی ہے تاکہ انسان طَوعی خدمات کے ذریعہ سے آئندہ کی زندگی کے لئے سامان بہم پہنچا سکے اور تسابق کی رُوح ترقی پا کر ذہنی ترقی کے میدان کو ہمیشہ کیلئے وسیع کرتی چلی جائے اور حکومت کا دخل بھی قائم رکھا گیا ہے تاکہ فرد کی کمزوری کی وجہ سے اقتصادیات کی بنیاد ظلم، بے انصافی پر قائم نہ ہو جائے اور بنی نوع انسان کے کسی حصہ کے راستہ میں روک نہ بن جائے۔"

(اسلام کا اقتصادی نظام، انوار العلوم جلد ۱۸ صفحہ ۳۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خوب یاد رکھو کہ امیری کیا ہے؟ امیری ایک زہر کھانا ہے۔ اس کے اثر سے وہی بچ سکتا ہے جو شفقت علیٰ خلق اللہ کے تریاق کو استعمال کرے اور تکبر نہ کرے لیکن اگر وہ اس کی شیخی اور گھمنڈ میں آتا ہے تو نتیجہ ہلاکت ہے۔ ایک پیاسا ہو اور ساتھ کنواں بھی ہو

لیکن کمزور ہو اور غریب ہو اور پاس ایک متموّل انسان ہو تو وہ محض اس خیال سے کہ اس کو پانی پلانے سے میری عزت جاتی رہے گی اس نیکی سے محروم رہ جائے گا۔ اس نخوت کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ نیکی سے محروم رہا اور خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آیا۔ پھر اس سے کیا فائدہ پہنچا۔ یہ زہر ہوا یا کیا؟ وہ نادان ہے سمجھتا نہیں کہ اس نے زہر کھائی ہے۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ اس نے اپنا اثر کر لیا ہے اور وہ ہلاک کر دے گی۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے انہیں امیروں کی امیری اور تموّل پر رشک نہیں کرنا چاہیئے اس لیے کہ انہیں وہ دولت ملی ہے جو ان کے پاس نہیں۔ ایک غریب آدمی بے جا ظلم، تکبر، خود پسندی، دوسروں کو ایذا پہنچانے، اتلافِ حقوق وغیرہ بہت سی برائیوں سے مفت میں بچ جائے گا کیونکہ وہ جھوٹی شیخی اور خود پسندی جو ان باتوں پر اسے مجبور کرتی ہے اس میں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل آتا ہے تو سب سے پہلے اس کی جماعت میں غرباء داخل ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ ان میں تکبر نہیں ہوتا۔ دولت مندوں کو یہی خیال اور فکر رہتا ہے کہ اگر ہم اس کے خادم ہو گئے تو لوگ کہیں گے کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر فلاں شخص کا مرید ہو گیا ہے اور اگر ہو بھی جاوے تب بھی وہ بہت سی سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ اِلّاماشاء اللہ۔ کیونکہ غریب تو اپنے مرشد اور آقا کی کسی خدمت سے عار نہیں کرے گا مگر یہ عار کرے گا۔ ہاں اگر خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے اور دولت مند آدمی اپنے مال و دولت پر ناز نہ کرے اور اس کو بندگانِ خدا کی خدمت میں صرف کرنے اور ان کی ہمدردی میں لگانے کے لیے موقع پائے اور اپنا فرض سمجھے تو پھر وہ ایک خیرِ کثیر کا وارث ہے۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۳۹)

نیز فرمایا:

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور ایسا ہی دوسرے نبیوں نے بھی کہا ہے یہ سچ ہے کہ دولت مند کا بہشت میں داخل ہونا ایسا ہی ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا مال اس کے لیے بہت سی روکوں کا موجب ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر تم چاہتے ہو کہ

تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹھوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اُسے دین کی اشاعت اور خدمت کے لیے وقف کرو۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۵۹۴)

بَاب ٦٤ : التَّعَوُّذُ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ

محتاجی کے فتنے سے پناہ مانگنا

٦٣٧٧ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِي بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

۶۳۷۷: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ نے ہمیں خبر دی۔ ہشام بن عروہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ بیان کرتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں آگ کے فتنے سے اور آگ کے عذاب سے، قبر کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے اور دولتمندی کے فتنے کے شر سے اور محتاجی کے فتنے کے شر سے۔ اے اللہ! میں مسیح دجال کے فتنے کے شر سے بھی تیری پناہ لیتا ہوں۔ اے اللہ! میرے دل کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو ڈال اور میرے دل کو تمام خطاؤں سے پاک وصاف کر دے اُسی طرح جس طرح کہ تو نے سفید کپڑے کو میل سے پاک وصاف کیا ہے اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری ڈال جتنی دوری تو نے مشرق ومغرب میں ڈال رکھی ہے۔ اے اللہ! میں سستی سے اور ان باتوں سے جو گناہ کا موجب ہوں اور ان باتوں سے جو چٹی کا موجب ہوں تیری پناہ مانگتا ہوں۔

أطرافه: ٨٣٢، ٨٣٣، ٢٣٩٧، ٦٣٦٨، ٦٣٧٥، ٦٣٧٦، ٧١٢٩۔

تشریح: التَّعَوُّذُ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ: محتاجی کے فتنے سے پناہ مانگنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا[1] کہ دیکھو! میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں۔ ہرگز بعید نہیں ہے کہ غربت کفر میں تبدیل ہو جائے۔ اب غربت سے کیا مراد ہے؟ دولت سے کیا مراد ہے؟ اگر مادی لحاظ سے دیکھا جائے تو دنیا کی غربت بھی کفر میں تبدیل ہو جایا کرتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اشتراکیت کے پیدا ہونے کے متعلق اس میں ایک بہت گہری پیشگوئی تھی۔ كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا کا اطلاق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر تو نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہاں تو یہ عالم تھا کہ جتنا غریب تھا اتنا ہی زیادہ شیدائی، اتنا ہی زیادہ عاشق اور اصحاب الصفہ نے تو وہ روایات قائم کر دی ہیں جو مذہب کے آسمان پر ہمیشہ چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح جڑی رہیں گی اور کوئی نہیں جو ان کے نور کو کم کر سکے۔ غریب سے غریب، ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی جس کو کچھ بھی استطاعت نہیں تھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ایسے ولولے رکھتا تھا کہ ایک موقعہ پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریک فرمائی اور بعض ایسے ہی اصحاب الصفہ تھے جن کے پاس کچھ نہیں تھا، انہوں نے کلہاڑے پکڑے یا عاریۃً لئے، جنگل میں نکلے، لکڑیاں اکٹھی کیں اور واپس آکر بیچیں، جو کچھ ہاتھ آیا وہ خدمت دین میں پیش کر دیا۔ تو یہ بات ہمیشہ میرے پیش نظر رہی کہ لازماً اس میں کوئی پیشگوئی ہے ورنہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے غریبوں پر تو یہ اطلاق نہیں پا رہی اس زمانے کا جو فقر تھا وہ نور ایمان میں بدلا ہوا تھا اور كَادَ کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس کے اندر تنبیہ ہے جو مستقبل سے تعلق رکھتی ہے اور بعض احتمالات سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غرباء میں کوئی کفر کی باتیں دیکھی تھیں۔ مراد یہ تھی کہ وہ غرباء جو محمد رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ نہ ہوں ان کے لئے خطرہ ہے جو نور نبوت کے نیچے نہیں پلتے ان کے لئے خطرہ ہے کہ ان کا فقر کفر میں تبدیل نہ ہو جائے۔ اور دوسرے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آئندہ کے

---

[1] (شعب الإیمان للبیہقی، باب ۴۳: الحث علی ترك الغل والحسد، جزء ۹ صفحہ ۱۲، روایت نمبر ۶۱۸۸)

زمانے کے متعلق یہ ایک بنیادی اصول بیان ہوا تھا کہ جو قومیں اپنے غریبوں کا فکر نہیں کرتیں ان کے غریبوں کی غربت بالآخر دہریت پر منتج ہو جایا کرتی ہے۔ پھر وہ خدا کے خلاف ہو جاتے ہیں، باغی ہو جاتے ہیں اور اشتراکیت کے عروج نے جو اس صدی کے آغاز میں شروع ہوا بعینہٖ وہ منظر پیش کیا ہے لیکن گزشتہ صدی میں اس کی بنیادیں رکھی جارہی تھیں اور وہ بھی بعینہٖ اسی اصول پر کہ غربت کفر میں تبدیل ہو رہی تھی۔ پہلے غربت کے اثرات کے نتیجہ میں دہریت کا ایک فلسفہ وجود میں آیا ہے۔ پھر اس کے نتیجہ میں مارکس ازم، لینن ازم پیدا ہوئے ہیں۔ دوسری طرف جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرۃ:۲۷۰) اللہ تعالیٰ جس کو چاہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جو شخص بھی حکمت دیا جائے، جسے خدا تعالیٰ کی طرف سے حکمت عطا کی جائے، اسے گویا خیر کثیر عطا ہو گئی، یعنی اسے زر کثیر عطا کیا گیا، کثرت سے مال دے دیا گیا۔ تو حکمت کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں زر کثیر کے طور پر پیش کیا۔ گویا حکمت کی کمی غربت ہے۔ اگر حکمت کثرت مال پر دلالت کرتی ہے۔ یہ بالکل ایک دوسرے کا برعکس ہیں اور بعینہٖ یہ مضمون دونوں جگہ صادق آتا ہے اگر حکمت مال ہے تو حکمت کی کمی غربت ہے اور حکمت کی کمی بھی لازماً کفر میں تبدیل ہو سکتی ہے اور ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو سمجھنے کے بعد اس محاورے کی سمجھ آجاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کے زمانے کو جاہلیت کا زمانہ کہتے ہیں کفر کا زمانہ نہیں کہتے۔ جاہلیت کے اندر ایک مخفی کفر ہے۔ جاہلیت کفر میں اس وقت تبدیل ہوتی ہے جب دوٹوک حکم نازل ہو جاتا ہے کہ یہ کرنا ہے یا وہ کرنا ہے، اس وقت جاہلیت کے اندر دبا ہوا کفر سر اُٹھاتا ہے اور انکار کر دیتا ہے۔ پس یہ بہت ہی عظیم اصطلاح ہے جو قرآن کریم نے استعمال فرمائی کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے سے پہلے کو جاہلیت کا زمانہ قرار دیا یعنی روحانی لحاظ سے انتہائی غربت کا زمانہ فقر اور فاقوں کا زمانہ اور وہی عقلی فقر تھا جو کفر میں تبدیل ہو گیا۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۴، اکتوبر ۱۹۹۱ء، جلد ۱۰ صفحہ ۷۹۸ تا ۸۰۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت سے بتایا ہے کَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا (مشکوٰۃ کتاب الآداب) کہ بھوک جو ہے وہ کبھی کفر اور ضلالت پر منتج ہوتی ہے۔ بھوک کے نتیجہ میں انسان بسا اوقات شیطان کے دام فریب میں آجاتا ہے اور اپنے ربّ کو چھوڑ دیتا اور بھول جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو رزاق سمجھنے کی بجائے وہ شیطان کے پاس اس شرط پر اپنی روح کو بیچ دیتا ہے..... کہ وہ اس کو دنیوی اموال اور اسباب اور متاع مہیا کرے گا اور اس کی روح شیطان اس لئے خرید لیتا ہے کہ خدا کو یہ کہہ سکے کہ میں نے کہا تھا: اے ربّ! کہ میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا۔ دیکھ! یہ تیرا بندہ تھا مگر تیرا بندہ نہیں بنا۔ اور دیکھ میں اس کی روح کو جہنم میں پھینک رہا ہوں۔ اس کو میں نے اس قدر گمراہ، طاغی اور منکر اور سرکش بنا دیا ہے کہ تیرے غضب کا مورد ہو گیا ہے۔ تیرے قہر کی تجلی نے جلد اسے کو ئلہ کر دیا ہے۔ تو بھوک بسا اوقات کمزور دل میں کفر پیدا کرتی ہے۔.....

شیطان کا غلام ہمارا بھائی اس طرح بھی بن جاتا ہے کہ اس کا پیٹ نہیں بھر رہا ہوتا اور بھوکا رہنے کی وجہ سے اور اپنے بچوں کو بھوکا دیکھتے ہوئے بہک جاتا ہے اور اپنے خدا کو بھول جاتا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ ایسے ابتلا تو بطور امتحان کے ہوتے ہیں۔ ان میں کامیاب ہونے کی اور پاس ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے نہ یہ کہ آدمی فیل ہو اور ناکام ہو اور خدا کے غضب اور غصہ کو سہیڑ لے۔.....

بھوک کے نتیجہ میں ہمیں ایک اور قسم کی غلامی بھی نظر آرہی ہے اور اس حدیث کے یہ بھی ایک معنی ہیں کہ جب کوئی قوم بھوک سے مرنے لگتی ہے تو وہ غیر قوموں کی غلامی اختیار کرتی ہے۔ چنانچہ وہ اقوام جو ان قوموں کو غلہ مہیا کرتی ہیں اور غذا مہیا کرتی ہیں جہاں کمی ہو، وہ اپنے مالکانہ اثر ورسوخ اور سیاسی دباؤ کو استعمال بھی کرتی ہیں اور غلہ لینے والی قومیں اپنے آپ کو پوری آزاد محسوس نہیں کرتیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو اس سے محفوظ رکھے۔" (خطبات ناصر، خطبہ عید الفطر ۱۳ جنوری ۱۹۶۷ء، جلد ۱۰ صفحہ ۱۱ تا ۱۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"پس غریبوں کو ہرگز بے دل نہ ہونا چاہیئے۔ ان کا قدم آگے ہی ہے، لیکن وہ کوشش کریں کہ تھوڑی بہت جو کسر ہے وہ نکال دیویں کیونکہ بعض وقت ان لوگوں سے غریبی میں بھی بڑے بڑے گناہ صادر ہو جاتے ہیں۔ صبر نہیں کرتے، خدا تعالیٰ کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ معاش کی قلت ہو تو چوری، ڈاکہ اور دوسرے جرائم شروع کر دیتے ہیں۔ ایسی حالتوں میں صبر کرنا چاہیئے اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف ہرگز مائل نہ ہونا چاہیئے۔ غُربت اور کم رزقی دراصل انسان کو انسان بنانے کے لیے بڑی کیمیا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ اور قصور نہ ہوں۔ جیسے مالداروں میں تکبر اور نخوت وغیرہ پیدا ہو کر ان کے اعمال کو تباہ کر دیتے ہیں ویسے ہی ان میں بے صبری موجبِ ہلاکت ہوتی ہے۔ اگر غریب لوگ صبر سے کام لیں تو ان کو وہ حاصل ہو جو اور لوگوں کو مجاہدہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۹۰)

بَاب ٤٧ : الدُّعَاءُ بِكَثْرَةِ الْمَالِ وَالْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ

برکت کے ساتھ بہت مال اور اولاد کی دعا کرنا

٦٣٧٨-٦٣٧٩: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللهَ لَهُ قَالَ اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ.

۶۳۷۸ - ۶۳۷۹: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے قتادہ سے سنا۔ قتادہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت اُم سلیمؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! انسؓ آپؐ کا خادم ہے۔ آپؐ اس کے لئے اللہ سے دعا کریں۔ آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! اس کے مال اور اس کی اولاد کو بڑھا اور جو تو اُس کو عطا فرمائے اس میں تو اُس کے لئے برکت دے۔

وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ

اور ہشام بن زید سے مروی ہے کہ میں نے بھی

مَالِكٍ.. مِثْلَهُ. حضرت انس بن مالکؓ سے ایسا ہی سنا۔

أطرافُه: ۱۹۸۲، ٦٣٣٤، ٦٣٤٤، ٦٣٨٠-٦٣٨١۔

تشریح: الدُّعَاءُ بِكَثْرَةِ الْمَالِ وَالْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ: برکت کے ساتھ بہت مال اور اولاد کی دعا کرنا۔ امام بخاریؒ ابواب کی ترتیب سے بعض سوالات حل کرتے ہیں۔ باب ۴۵ اور باب ۴۶ سے یہ سوال اُٹھتا ہے کہ اگر دولت فتنہ ہے اور غربت بھی فتنہ ہے تو انسان کس راہ کو اختیار کرے۔ اس کا جواب باب ۴۷ سے دیا ہے کہ نہ غنیٰ اور تونگری بُری بلا ہے اور نہ غربت و افلاس کوئی منحوس شے ہے۔ اصل بات انسانی حالتوں اور رویوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر دولت مندی انسان کو شکر اور مخلوق کی خدمت اور خدمات دینیہ میں بڑھانے کا باعث بنے تو یہ ایک انعام الٰہی ہے۔ اسی طرح غربت اگر انسان کو انکساری اور عاجزی میں بڑھاتی اور صبر کی ادائیں سکھاتی ہے تو یہ بھی انسان کے لئے فضل الٰہی اور اُسے خدا اور مخلوق کا محبوب بنائے گی اس لئے امام بخاریؒ نے باب نمبر ۴۷ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس مرکزی نکتہ کو بیان کیا ہے کہ دولت ہو یا غربت اس میں برکت ہے تو وہ فتنہ نہیں بلکہ انعام الٰہی ہے۔ برکت میں بڑھنے، زیادہ ہونے اور دائمی ہونے کے بھی معنے پائے جاتے ہیں۔ نہایہ ابن اثیر میں لکھا ہے: أَثْبِتْ لَهُ وأَدِمْ مَا أَعطَيْتَه... وتُطلق البَرَكَة أَيْضًا عَلَى الزِّيَادَةِ (النهاية فی غريب الحديث والاثر - برك) کہ وہ انعام اس کے لئے ثابت اور دائمی ہو اور برکت کا اطلاق کثرت یا زیادت پر بھی ہوتا ہے۔ پس مال اور اولاد اسی صورت میں باعث برکت ہے کہ وہ ایسے انعام کے طور ملے کہ اس انعام کے پانے کے بعد انسان مغضوب اور ضال نہ بنے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وہی چیز جو بنی نوع انسان کے سکون کا باعث ہے اِس کے متعلق دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (الأنفال:۲۹) تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں بھی کبھی کبھی تمہاری آزمائش کا موجب ہو جاتی ہیں۔ تو وہی چیز جو ایک وقت میں اچھی ہوتی ہے بعض دوسرے حالات کے ماتحت تکلیف کا موجب ہو جاتی ہے۔ پس مومن کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اُس نے جو نعمتیں عطا کی ہیں وہ اس کی ٹھوکر کا موجب نہ ہو جائیں۔"

(خطباتِ محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۹، اگست ۱۹۵۵، جلد ۳۶ صفحہ ۱۱۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی بعض باتوں کو نہ ماننا اس کی سب باتوں کو ہی چھوڑنا ہوتا ہے۔ اگر ایک حصہ شیطان کا ہے اور ایک اللہ کا تو اللہ تعالیٰ حصہ داری کو پسند نہیں

کرتا... جو اپنے اندر سے شیطانی حصہ نکال کر پھینک دیتا ہے وہ مبارک انسان ہوتا ہے اور اس کے گھر اور نفس اور شہر، سب جگہ اس کی برکت پہنچتی ہے۔ لیکن اگر اس کے حصہ میں ہی تھوڑا آیا ہے تو وہ برکت نہ ہو گی۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۶۸)

باب: الدُّعَاءُ بِكَثْرَةِ الْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ

برکت کے ساتھ بہت اولاد ہونے کی دعا کرنا

٦٣٨٠-٦٣٨١: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ أَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللهَ لَهُ قَالَ اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ.

۶۳۸۰-۶۳۸۱: ابوزید سعید بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے روایت کی۔ قتادہ نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت اُم سلیمؓ نے کہا: انسؓ آپؐ کا خادم ہے۔ آپؐ اس کے لیے اللہ سے دعا کریں۔ آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! اُس کو بہت مال اور اولاد دے اور جو تو اُس کو عطا کرے اس میں تو اُس کے لئے برکت دے۔

أطرافه: ١٩٨٢، ٦٣٣٤، ٦٣٤٤، ٦٣٧٨- ٦٣٧٩-

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے حضرت انسؓ کی اولاد میں بہت برکت عطا فرمائی۔ علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں حضرت انسؓ کی زندگی میں ان کے بیٹے اور پوتے سو سے زیادہ تھے۔ (فتح الباری جزء ۴ صفحہ ۲۹۱) اور علامہ بدرالدین عینیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت انسؓ جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو ان کے ساتھ ان کی اولاد میں سے ۷۰ سے زیادہ افراد ہوتے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲۹۷)

بَاب ٤٨: الدُّعَاءُ عِنْدَ الِاسْتِخَارَةِ

استخارہ کے وقت دعا کرنا

٦٣٨٢: حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَبُو مُصْعَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

۶۳۸۲: مطرف بن عبداللہ ابومصعب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی الموال نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن منکدر سے، محمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَالسُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الفَرِيضَةِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي – أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ – فَاقْدُرْهُ لِي وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي – أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ – فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ.

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام امور میں استخارہ اسی طرح سکھایا کرتے تھے جیسا کہ قرآن کی سورت۔ جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے، پھر کہے: اے اللہ میں تیرے علم کے وسیلے سے تجھ سے بہتری چاہتا ہوں اور تیری قدرت کے وسیلے سے طاقت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا وہ فضل مانگتا ہوں جو بہت ہی بڑا ہے۔ تو ہی سب قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو ہی جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین میں اور میری زندگی میں اور میرے اس کام کے انجام کے لحاظ سے بہتر ہے یا فرمایا: میرے کام کے اس نتیجے کے لحاظ سے جو جلد یا دیر سے ظاہر ہونے والا ہو بہتر ہے تو میرے لئے اس کو مقدر کر اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین میں اور میری زندگی میں اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے نقصان دہ ہے یا فرمایا: میرے اس کام کے اس نتیجے سے جو جلدی ہونے والا ہو یا دیر سے ہونے والا ہو تو مجھ سے اس کو ٹال دے اور مجھے بھی اس سے ہٹا دے اور میرے لئے بھلائی کو جہاں بھی ہو مقدر فرما اور پھر مجھے بھی اس پر راضی کر اور یہ دعا کرتے ہوئے اپنی اس حاجت کا نام لے۔

أطرافه: ۱۱۶۲، ۷۳۹۰۔

تشریح: اَلدُّعَاءُ عِنْدَ الْاِسْتِخَارَةِ: استخارہ کے وقت دعا کرنا۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق عمل تھا کہ ہر ایک اہم کام کے شروع کرنے سے پہلے ضرور دعا کیا کرتے تھے اور دعا بطریق مسنون دعائے استخارہ ہوتی تھی۔ استخارہ کے معنی ہیں خدا تعالیٰ سے طلب خیر کرنا۔ استخارہ کے نتیجہ میں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ کوئی خواب آجائے جیسا کہ آج کل کے بعض صوفی استخارہ کرتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ سے خیر طلب کرتے ہیں۔ یہ طریق مسنون نہیں۔ اصل مقصد تو یہ ہونا چاہیئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے خیر حاصل ہو اور دعائے استخارہ سے اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ جو کام ہمارے لئے بہتری اور بھلائی کا ہو وہ آسان ہو جاتا ہے، بغیر دقتوں کے حاصل ہو جاتا ہے اور قلب میں اس کے متعلق انشراح اور انبساط پیدا ہو جاتا ہے۔ عموماً استخارہ رات کے وقت بعد نمازِ عشاء کیا جاتا ہے۔ دو رکعت نماز نفل پڑھ کر التحیات میں درود شریف اور دیگر مسنون دعاؤں کے بعد دعائے استخارہ پڑھی جاتی ہے اور اس کے بعد فوراً سو رہنا چاہیئے اور باتوں میں مشغول ہونا مناسب نہیں ہوتا لیکن حسبِ ضرورت دوسرے وقت بھی استخارہ کیا جاسکتا ہے۔" (سیرت حضرت مسیح موعودؑ، حصہ پنجم صفحہ ۴۹۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دعا سے پہلے کوئی فیصلہ مت کرو بلکہ دعا اور استخارہ کرتے وقت اپنی تمام آراء اور فیصلوں سے علیحدہ ہو جاؤ۔ کیونکہ اگر تم فیصلہ کرنے کے بعد دعا اور استخارہ کرو گے تو وہ بابرکت نہیں ہوگا۔ استخارہ اور دعا وہی بابرکت ہوگی جس میں تمہاری رائے اور فیصلہ کا دخل نہ ہو۔ تم خدا پر معاملہ کو چھوڑ دو اور دل اور دماغ کو خالی کر لو اور اس کے حضور میں عرض کرو کہ خدایا جو تیری طرف سے آئے گا وہی ہمارے لئے بابرکت ہوگا اور ہماری بہتری کا موجب ہوگا۔" (خطبات محمود، خطبہ نکاح فرمودہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۰ء، جلد ۳ صفحہ ۸۶، ۸۷)

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کے نام ایک مکتوب میں حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا کہ

"بعد تین دن کے استخارہ مسنونہ جو سفر کے لئے ضروری ہے، اس طرف کا قصد فرماویں۔ بغیر استخارہ کے کوئی سفر جائز نہیں۔ ہمارا اس میں طریق یہ ہے کہ اچھی طرح

وضو کر کے دو رکعت نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ پہلی رکعت میں سورۃ قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھیں۔ یعنی الحمد تمام پڑھنے کے بعد ملالیں، جیسا کہ سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ ملایا کرتے ہیں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھ کر سورۃ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ملالیں اور پھر التحیات میں آخر میں اپنے سفر کے لئے دعا کریں کہ یا الٰہی! میں تجھ سے کہ تو صاحب فضل اور خیر اور قدرت ہے، اس سفر کے لئے سوال کرتا ہوں کیونکہ تو عواقب الامور کو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہر ایک امر پر قادر ہے اور میں قادر نہیں۔ سو، یا الٰہی! اگر تیرے علم میں یہ بات ہے کہ یہ سفر سراسر میرے لئے مبارک ہے، میری دنیا کیلئے، میرے دین کیلئے اور میرے انجام امر کیلئے اور اس میں کوئی شر نہیں تو یہ سفر میرے لئے میسر کر دے اور پھر اس میں برکت ڈال دے اور ہر ایک شر سے بچا اور اگر تُو جانتا ہے کہ یہ سفر میرا میری دنیا یا میرے دین کے لئے مضر ہے اور اس میں کوئی مکروہ دِہ امر ہے تو اس سے میرے دل کو پھیر دے اور اس سے مجھ کو پھیر دے آمین۔ یہ دعا ہے جو کی جاتی ہے۔ تین دن کرنے میں حکمت یہ ہے کہ تا بار بار کرنے سے اخلاص میسر آوے۔ آج کل اکثر لوگ استخارہ سے لاپرواہ ہیں حالانکہ وہ ایسا ہی سکھایا گیا ہے جیسا کہ نماز سکھائی گئی ہے۔ سو یہ اس عاجز کا طریق ہے کہ اگرچہ دس کوس کا سفر ہو تب بھی استخارہ کیا جاوے۔ سفروں میں ہزاروں بلاؤں کا احتمال ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ استخارہ کے بعد متولّی اور متکفّل ہو جاتا ہے اور اس کے فرشتے اس کے نگہبان رہتے ہیں جب تک اپنی منزل تک نہ پہنچے۔ اگرچہ یہ دعا تمام عربی میں موجود ہے۔ لیکن اگر یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں کافی ہے اور سفر کا نام لے لینا چاہیئے کہ فلاں جگہ کے لئے سفر ہے۔" (مکتوباتِ احمد جلد ۲ صفحہ ۳۴۱، ۳۴۲)

ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"آج کل اکثر مسلمانوں نے استخارہ کی سنت کو ترک کر دیا ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش آمدہ امر میں استخارہ فرمالیا کرتے تھے۔ سلف صالحین کا بھی یہی طریقہ تھا۔ چونکہ دہریت کی ہوا پھیلی ہوئی ہے اس لئے لوگ اپنے علم و فضل پر نازاں ہو کر کوئی کام شروع کر لیتے ہیں اور پھر نہاں در نہاں اسباب سے جن کا انہیں علم نہیں ہوتا نقصان

اُٹھاتے ہیں۔ اصل میں یہ استخارہ ان بدرسومات کی عوض میں رائج کیا گیا تھا جو مشرک لوگ کسی کام کی ابتداء سے پہلے کیا کرتے تھے لیکن اب مسلمان اسے بھول گئے۔ حالانکہ استخارہ سے ایک عقل سلیم عطا ہوتی ہے، جس کے مطابق کام کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۳۰)

بَاب ٤٩ : الدُّعَاءُ عِنْدَ الْوُضُوءِ

وضو کرتے وقت دعا کرنا

٦٣٨٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ بِهِ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ - وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ - فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ.

۶۳۸۳: محمد بن علاء نے مجھ سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُرَید بن عبداللہ سے، برید نے ابو بُردہ سے، ابو بُردہ نے حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا اور وضو کیا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر یوں دعا کی: اے اللہ! عبید ابو عامر پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے درگزر فرما۔ اور میں نے آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ اور آپؐ نے کہا: اے اللہ! قیامت کے دن اس کو لوگوں میں سے اپنی بہت سی مخلوق پر فوقیت دے۔

أطرافه: ٢٨٨٤، ٤٣٢٣۔

تشریح: اَلدُّعَاءُ عِنْدَ الْوُضُوءِ: وضو کرتے وقت دعا کرنا۔ علامہ عینیؒ نے بیان کیا ہے کہ بعض نسخوں میں اس باب کا عنوان "اَلْوُضُوْءُ عِنْدَ الدُّعَاءِ" ہے۔ یعنی دعا کے وقت وضو کرنا۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۱۲) حدیث الباب سے یہ مفہوم بھی مترشح ہوتا ہے اور اس کی تائید کتاب المغازی روایت نمبر ۴۳۲۳ سے بھی ہوتی ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ غزوۂ حنین کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عامرؓ کو ایک فوج کا سردار مقرر کر کے اوطاس کی طرف بھیجا تھا۔ شدید زخمی ہونے پر انہوں نے اپنے بھتیجے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور شہادت سے قبل انہیں کہا: اے میرے بھتیجے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام کہنا اور آپؐ سے عرض کرنا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ مہم سے کامیاب واپسی پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے جنگ کے تمام حالات کا ذکر کیا اور حضرت ابو عامرؓ کا سلام اور

دعا کی درخواست کا پیغام بھی پہنچایا۔ اس موقع پر آپؐ نے وضو کر کے ان کے لیے دعا کی کہ اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما اور قیامت کے دن ان کو لوگوں میں سے اپنی بہت سی مخلوق پر فوقیت دے۔

بَاب ۵۰: الدُّعَاءُ إِذَا عَلَا عَقَبَةً

جب گھاٹی پر چڑھے تو دعا کرنا

{قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ: خَيْرٌ عُقْبًا (الکهف:۴۵) عُقْبَةً وَ عُقْبًا وَ عَاقِبَةً وَاحِدٌ وَهُوَ آخِرُهُ}[1]

ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: (قرآن مجید میں آیا ہے) خَيْرٌ عُقْبًا تو عُقْبًا سے مراد انجام ہے اور عُقْبَةً، عُقْبًا اور عَاقِبَةً ایک ہی ہے اور اس سے مراد آخرت یعنی انجام ہے۔

۶۳۸۴: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَّلَكِنْ تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا ثُمَّ أَتَى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوزِ

۶۳۸۴: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے ابو عثمان (نہدی) سے، ابو عثمان نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہم بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اپنے آپ کو سنبھال کر ٹھہر کر۔ کیونکہ تم کسی بہرے کو نہیں پکار رہے اور نہ ہی کسی غیر حاضر کو۔ بلکہ تم اُس ذات کو پکار رہے ہو جو بہت ہی سنتا اور بہت ہی دیکھتا ہے۔ پھر آپؐ میرے پاس آئے اور میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ آپؐ نے فرمایا: عبد اللہ بن قیسؓ! تم کہو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ (یعنی نہ بدی سے بچنے کی

[1] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ انصاریہ کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۲۲۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ ہی کی مدد سے) کیونکہ وہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے یا فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی بات کا پتہ نہ دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ ہے۔

أطرافه: ۲۹۹۲، ٤٢٠٥، ٦٤٠٩، ٦٦١٠، ٧٣٨٦۔

بَاب ۵۱: الدُّعَاءُ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا

جب کسی وادی میں اُترے تو اس وقت دعا کرنا

فِيهِ حَدِيثُ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. اس کے متعلق حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

تشریح: الدُّعَاءُ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا: جب کسی وادی میں اُترے تو اس وقت دعا کرنا۔ زیر باب حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی جس روایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یہ کتاب الجہاد والسیر، باب ۱۳۲ میں مفصل گزر چکی ہے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم جب بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اُترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔ (روایت نمبر ۲۹۹۳) علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ اللہ اکبر کہنے کو بلندی پر چڑھنے سے مناسبت ہے، کیونکہ بلندی اور رفعت حاصل ہونے پر جو بڑائی کا احساس ہوتا ہے وہ نفوس کو محبوب و پسندیدہ ہے۔ لہٰذا جس کسی کو بھی ایسا معاملہ درپیش ہو اُسے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا ذکر کرے اور یہ کہ وہی ہے جو ہر چیز سے بڑا ہے، اس لیے وہ اس (بلندی پانے) پر شکر ادا کرنے کی خاطر اُس کی بڑائی بیان کرے۔ تاکہ وہ اُسے اپنے فضل سے مزید بڑھائے۔ اور سبحان اللہ کہنے کو نیچی جگہ اُترنے سے مناسبت ہے۔ چونکہ پستی والی جگہ تنگی کا مقام ہے، لہٰذا اس (حالت) میں سبحان اللہ کہنے کی تعلیم دی گئی ہے، اس لیے کہ سبحان اللہ کہنا ازالۂ کلفت کے اسباب میں سے ہے۔ جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ میں ذکر ہے کہ جب انہوں نے اندھیروں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی تو انہیں غم سے نجات دی گئی۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۲۲۵)

بَاب ۵۲: الدُّعَاءُ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ رَجَعَ

جب سفر کا ارادہ کرے یا لَوٹے تو دعا کرنا

فِيهِ يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ. اس کے متعلق یحییٰ بن ابی اسحاق نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔

٦٣٨٥: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

أطرافه: ١٧٩٧، ٢٩٩٥، ٣٠٨٤، ٤١١٦۔

۶۳۸۵: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: مالک نے ہمیں بتایا۔ مالک نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپؐ کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے لوٹتے تو زمین کی ہر بلندی پر چڑھتے وقت تین بار اللہ اکبر کہتے۔ پھر فرماتے: ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی ساری بادشاہی ہے، اسی کی ساری حمد ہے اور وہ ہر ایک چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ ہم واپس آ رہے ہیں، اپنے ربّ کی طرف رجوع کر رہے ہیں، اپنے ربّ کی عبادت کرنے والے ہیں، حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنے وعدہ کو سچا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے ہی ان تمام جتھوں کو بھگا دیا۔

تشریح: اللَّهُ عَاءُ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ رَجَعَ: جب سفر کا ارادہ کرے یا لَوٹے تو دعا کرنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اُس زمانے میں اگر اونٹ اور گھوڑے کی سواری تھی اس کو سدھایا جاتا تھا تو سوار بھی کوئی سواری سیکھتا تھا۔ جس کو سواری آتی تھی وہی ان سواریوں پر بیٹھ سکتا تھا ورنہ اناڑی سوار کو تو یہ سواریاں فوراً نیچے پھینک دیں۔ تو آج کل بھی جو سواریاں ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنی عقل دی ہے کہ وہ ایسی سواریاں بنائے اور پھر ان کے استعمال کی عقل بھی اللہ تعالیٰ نے دی اور یہ سہولت والی سواریاں پیدا فرمائیں تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سواری پر بیٹھو اور پھر سفر میں بھی لوگوں کی باتیں اور آپس میں چغلیاں کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہو، اس سے بھلائی مانگو اور اس سے ڈرتے رہو اور سفر کے خیریت سے کٹ جانے کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے رہو۔ یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ سفر میں بھی ہماری حفاظت فرمائے۔ ہر قسم کے حادثے سے ہم کو

بچا کے رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہو تو انسان ہر شر سے محفوظ رہتا ہے۔ جتنا مرضی کسی کو زعم ہو کہ ہماری نئی گاڑی ہے، بڑی اعلیٰ گاڑی ہے یا بڑی مضبوط گاڑی ہے اور اس پر ہم انحصار کر سکتے ہیں، بڑا اعتماد کر سکتے ہیں۔ کبھی سواری پر اعتماد یا انحصار نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک پرزہ بھی ڈھیلا ہو جائے، بعض دفعہ فیکٹری سے نکل کر آتی ہے تو پرزہ ڈھیلا ہوا ہوتا ہے یا چلانے والے کو ہلکا سا نیند کا جھونکا ہی آ جائے یا دوسری سواری جو سڑک پر ہے اس کی کوئی غلطی ہو جائے تو کوئی بھی حادثہ پیش آ سکتا ہے۔ اس لئے مومن کا تو کوئی قدم بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں اُٹھ سکتا۔ کوئی لمحہ بھی اس کے فضل کے بغیر نہیں گزر سکتا۔ پھر اگر گھر کے کچھ لوگ آئے ہیں یا اکیلا ہی آیا ہے تو اس سفر میں بھی یہ دعا مانگتے رہنا چاہیئے کہ اے خدا پیچھے بھی خیر رکھنا یا تمام گھر والے بھی اگر سفر میں ہوں تو مال و اسباب، سامان وغیرہ گھر میں ہوتا ہے تو اس لئے پیچھے کی خیر کی دعا مانگتے رہنا چاہیئے۔ یہاں تو ان ملکوں میں گھروں میں لکڑیوں کا استعمال بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ کئی واقعات ایسے ہوئے ہیں کہ گھر والے کہیں گئے ہوئے ہیں اور بجلی کا شارٹ سرکٹ ہوا اور واپس آئے تو گھر راکھ کا ڈھیر بنا ہوا تھا۔ اس لئے ہمیشہ سفر میں بھی دعاؤں میں رہنا چاہیئے۔ مومن کا تو ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے بغیر نہیں گزر سکتا۔

پھر سفر میں بھی ایسے مناظر دیکھنے کو مل جاتے ہیں جو انسان کی طبیعت پر بُرا اثر ڈالتے ہیں۔ کوئی ایکسیڈنٹ ہی دیکھ لیا اس سے طبیعت پر ایک بوجھ پڑ جاتا ہے۔ تو آنحضرت ﷺ ہمیشہ خود بھی دعا کرتے تھے اور ہمیں بھی یہی حکم ہوا کہ جب بھی سفر پر ہو، دعائیں مانگتے رہو اور سفر سے واپس آؤ تو اللہ کا شکر ادا کرو، توبہ کرتے ہوئے گھر میں داخل ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دو تا کہ ہمیشہ اس کا فضل شامل حال رہے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ جون ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۴۳۱ تا ۴۳۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"سفر کی مختلف دعائیں ہیں۔ ان میں ایک تو بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (ھود: ۴۲) کی دعا ہے۔ پھر سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ

مُقْرِنِيْنَ ○ (الزّخرف:۱۴) بھی سفر کی دعا ہے۔ اور اس موقعہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بھی ہے جس کو میں مرکب دعا کہا کرتا ہوں یعنی بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰه وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب مایقول إذا خرج من بیته) یہ بھی سفر کی ایک دعا ہے۔"

(خطبات ناصر، خطبہ نکاح فرمودہ ۲۳ / اگست ۱۹۶۹، جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سفر میں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما یقول إذا رکب الناقة) اِس لئے میں آج آپ لوگوں کو جو ہزارہا یہاں موجود ہیں تحریک کرتا ہوں کہ خوب دعائیں کریں۔ بہت لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ سفر میں دعائیں کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اُن کی ایسی ہی مثال ہے کہ یوں تو وہ اپنے پاس دوائی کی بوتل رکھتے ہیں لیکن جب بیمار ہوں اُس وقت اُسے پَرے پھینک دیتے ہیں۔ تو سفر میں کئی لوگ نمازیں پڑھنے اور دعائیں کرنے میں سُستی کرتے ہیں حالانکہ یہی وقت خاص طور پر قبولیت کا ہوتا ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حکم ہوا ہے کہ سفر میں چار کی بجائے دو رکعت نماز پڑھا کرو۔ (بخاری، کتاب الصلوٰة، ابواب تقصیر الصلوٰة) یعنی خدا نے بتایا ہے کہ لو ایسی حالت میں ہم اپنا آدھا حق عبادت معاف کر دیتے ہیں۔ اس وقت میں بھی تم دعائیں مانگ لو، مگر کئی لوگ سفر میں اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ جب تک یہاں رہیں اِس جگہ بھی اور رستہ میں بھی ضرور دعائیں مانگیں۔ ہمارے دشمن اِس قدر طاقتور اور قوی ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کے وعدے ہمارے ساتھ نہ ہوں تو نہ معلوم اُن کا خیال کر کے ہماری حالت کیا ہو۔ اِس لئے خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے اور اس کے فضل کو جذب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ لوگ خاص طور پر دعاؤں میں مصروف رہیں۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اِس کی توفیق دے۔ آمین"

(خطبات محمود، جلد ۵ صفحہ ۶۲۲، ۶۲۳)

بَاب ۵۳: الدُّعَاءُ لِلْمُتَزَوِّجِ

نکاح کرنے والے کے لئے دعا کرنا

٦٣٨٦: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ – أَوْ مَهْ – قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

۶۳۸۶: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ پر زردی کا نشان دیکھا تو فرمایا: مَهْيَمْ۔ یا (فرمایا:) مہ۔ یعنی یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک عورت سے گٹھلی برابر سونے پر نکاح کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تمہیں مبارک کرے۔ ولیمہ کرو گو ایک بکری ہی سہی۔

أطرافه: ٢٠٤٩، ٢٢٩٣، ٣٧٨١، ٣٩٣٧، ٥٠٧٢، ٥١٤٨، ٥١٥٣، ٥١٥٥، ٥١٦٧، ٦٠٨٢۔

٦٣٨٧: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ – أَوْ تِسْعَ – بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟ قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ أَوْ تُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قُلْتُ هَلَكَ أَبِي فَتَرَكَ سَبْعَ – أَوْ تِسْعَ – بَنَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ

۶۳۸۷: ابونعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میرے باپ وفات پا گئے۔ وہ سات یا نو بیٹیاں چھوڑ گئے۔ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جابرؓ! تم نے نکاح کر لیا؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: کنواری یا بیوہ؟ میں نے کہا: بیوہ۔ آپؐ نے فرمایا: کسی نوجوان لڑکی سے کیوں نہ کیا کہ تم اُس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی یا (فرمایا:) تم اُس سے ہنستے اور وہ تم سے ہنستی۔ میں نے کہا: میرے والد فوت ہو گئے اور وہ سات یا نو بیٹیاں چھوڑ گئے تو میں نے

امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ فَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ. لَمْ يَقُلِ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ.

ناپسند کیا کہ اُن کے پاس اُن جیسی لے آؤں۔ اس لئے میں نے ایک (پختہ عمر) عورت سے شادی کی جو اُن کی نگرانی کرے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تمہیں برکت دے۔ ابن عیینہ اور محمد بن مسلم نے عمرو (بن دینار) سے بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ کے الفاظ نقل نہیں کئے۔

أطرافه: ٤٤٣، ١٨٠١، ٢٠٩٧، ٢٣٠٩، ٢٣٨٥، ٢٣٩٤، ٢٤٠٦، ٢٤٧٠، ٢٦٠٣، ٢٦٠٤، ٢٧١٨، ٢٨٦١، ٢٩٦٧، ٣٠٨٧، ٣٠٨٩، ٣٠٩٠، ٤٠٥٢، ٥٠٧٩، ٥٠٨٠، ٥٢٤٣، ٥٢٤٤، ٥٢٤٥، ٥٢٤٦، ٥٢٤٧، ٥٣٦٧۔

تشریح: اَلدُّعَاءُ لِلْمُتَزَوِّجِ: نکاح کرنے والے کے لئے دعا کرنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نکاح کی مبارکباد کے موقع پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سکھائی: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي الْخَيْرِ (جامع الترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء فیما یقال للتزوج) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کو نیکی پر جمع کرے۔" (خطباتِ نور، خطبہ نکاح فرمودہ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۱، صفحہ ۵۱۹، ۵۲۰)

بَاب ٥٤: مَا يَقُولُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ

جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا دعا کرے

٦٣٨٨: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا

۶۳۸۸: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے سالم سے، سالم نے کریب سے، کریب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے کوئی جب اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے یہ دعا کرے: اللہ کے نام سے، اے میرے اللہ! ہمیں شیطان سے بچانا اور شیطان کو اُس سے

رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

پرے رکھنا جو تو ہمیں عطا فرمائے۔ تو اگر دونوں کے تعلق سے کوئی بچہ مقدر ہوا تو شیطان اُس کو کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

أطرافُه: ۱٤۱، ۳۲۷۱، ۳۲۸۳، ٥١٦٥، ٧٣٩٦۔

تشریح: مَا يَقُولُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ: جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا دعا کرے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"شادی محبت کے اجتماع کا نام ہے اور چونکہ محبت جب پورے جوش پر ہو تمام دوسرے تعلقات دب جاتے ہیں اس لئے شریعت نے حکم دیا کہ جب میاں بیوی ملیں تو دعا کریں: اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔ یعنی اے اللہ! ہمیں بھی شیطان سے بچا اور اس میل کے نتیجہ میں اگر کوئی اولاد ہونے والی ہے تو اسے بھی بچا۔ میاں بیوی کی محبت پاک ہی سہی مگر ایسا نہ ہو کہ ادنیٰ خیالات اعلیٰ پر غالب آجائیں اور اس طرح محبت کے جذبات کے غلبہ کے باعث جس نقصان کا احتمال ہو سکتا تھا اس کا بھی انسداد کر دیا۔" (رسول کریم ﷺ نے صحیح تمدن کی بنیاد رکھی، انوار العلوم جلد ۱۲ صفحہ ۵۴۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مباشرت کے وقت بھی دعا سکھائی۔ ایسے وقت میں کہ انسان جوش میں بے خود ہوتا ہے اس وقت میں بھی دعا کی طرف متوجہ کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ سے کتنا عظیم تعلق ہے۔ یہ بات ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت قلب اور باخدا زندگی کا پتہ لگتا ہے۔ ایسے وقت میں کہ انسان کی شہوانی قوتیں ہیجان میں ہوں اسے خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا معمولی امر نہیں ہو سکتا۔ مگر آپؐ نے حکم دیا کہ اس وقت انسان دعا کرے: بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (بخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا اتی اھلہ) اللہ کے نام سے یا اللہ! ہم کو شیطان سے دور رکھ اور اس وجود کو بھی شیطان سے بچائیو جو تو نے ہم کو عطا کیا۔ یعنی اس تعلق سے جو اولاد پیدا ہو اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھیو۔

اس دعا میں عجیب فلسفہ ہے۔ موجودہ دنیا میں یہ طبی انکشاف ہوا ہے کہ جماع کے وقت بلکہ اس سے بھی پہلے ایک سال تک کے خیالات کا اثر بچے پر ہوتا ہے۔ مگر دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کیسی دور تک گئی ہے۔ آپؐ نے نکاح کے پاک تعلق سے بھی پہلے ایسی تربیت شروع کی کہ دعاؤں میں انسان نشوونما پائے۔ اب جس شخص نے دعاؤں اور استخاروں کے بعد نکاح کیا اس کے خیالات اور ارادوں کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے۔ پھر جب جماع کے وقت وہ شیطان سے محفوظ رہنے کی دعا کرے گا تو تم سوچو کہ بچے میں ان کا کیسا پاک اثر پڑے گا۔" (خطباتِ نور، خطبہ نکاح فرمودہ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۱، صفحہ ۵۲۰)

بَاب ۵۵: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً (البقرة:۲۰۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا کرنا: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر

۶۳۸۹: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرة:۲۰۲).

طرفہ: ۴۵۲۲۔

۶۳۸۹: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالعزیز (بن صہیب) سے، عبدالعزیز نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوا کرتی تھی کہ اے اللہ! ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

تشریح: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا کرنا اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے جو یہ دُعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (البقرۃ:۲۰۲) اس میں بھی دُنیا کو مقدم کیا ہے لیکن کس دُنیا کو؟ حسنۃ الدُّنیا کو جو آخرت میں حسنات کا موجب ہو جائے۔ اس دُعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آجاتا

ہے کہ مومن کو دُنیا کے حصول میں حسنات الآخرۃ کا خیال رکھنا چاہیئے اور ساتھ ہی حسنۃ الدنیا کے لفظ میں ان تمام بہترین ذرائع حصولِ دنیا کا ذکر آ گیا ہے جو ایک مومن مسلمان کو حصول دُنیا کے لئے اختیار کرنے چاہئیں۔ دُنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو، نہ وہ طریق جو کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسائی کا موجب ہو، نہ ہم جنسوں میں کسی عار و شرم کا باعث۔ ایسی دنیا بے شک حسنۃ الآخرۃ کا موجب ہو گی۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۶۵)

نیز فرمایا:

"انسان اپنے نفس کی خوشحالی کے واسطے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ ایک دنیا کی مختصر زندگی اور اس میں جو کچھ مصائب، شدائد، ابتلا وغیرہ پیش آتے ہیں اُن سے امن میں رہے۔ دوسرے فسق و فجور اور روحانی بیماریاں جو اسے خدا سے دور کرتی ہیں اُن سے نجات پاوے تو دنیا کا حسنہ یہ ہے کہ کیا جسمانی اور کیا روحانی دونو طور پر یہ ہر ایک بلا اور گندی زندگی اور ذلت سے محفوظ رہے۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۶۰۰)

بَاب ٥٦: التَّعَوُّذُ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

دنیا کے فتنہ سے پناہ مانگنا

٦٣٩٠: حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ هُوَ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا تُعَلَّمُ الْكِتَابَةُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ

۶۳۹۰: فروہ بن ابی المغراء نے ہم سے بیان کیا کہ عبیدہ جو حُمید کے بیٹے ہیں، نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے، عبدالملک نے مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے، انہوں نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ ہمیں یہ کلمات سکھایا کرتے تھے۔ اسی طرح جس طرح کہ کسی کو لکھنا سکھایا جاتا ہے۔ اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور بزدلی سے تیری پناہ لیتا ہوں اور میں تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ ہمیں نکمی عمر تک پہنچایا جائے اور میں دنیا کے

الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ. فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ لیتا ہوں۔

أطرافه: ٢٨٢٢، ٦٣٦٥، ٦٣٧٠، ٦٣٧٤۔

تشریح: التَّعَوُّذُ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا: دنیا کے فتنہ سے پناہ مانگنا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (البقرۃ:۲۰۱) فرماتا ہے: بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ سے صرف دنیا ہی مانگتے ہیں۔ جیسے عیسائی ہیں۔ وہ یہی دعا کرتے ہیں کہ "ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے" (متی باب ۶: ۱۱) انہیں حرام و حلال سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ انہیں کسی چیز کے مفید یا مضر ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ان کا مطمع نظر محض دنیا طلبی ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا کے ساتھ حَسَنَةً کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ جس میں یہ اشارہ ہے کہ ایسے لوگ صرف دنیا پر جان دیتے ہیں حالانکہ خالی دنیوی عزت جس کے ساتھ اُخروی عزت نہ ہو ایک لعنت ہوتی ہے۔ جیسے یہود کو آجکل خالی دنیوی عزت ملی ہوئی ہے۔ اسی طرح عیسائیوں کو صرف دنیوی عزت ملی ہوئی ہے مگر اُخروی عزت سے انہیں کوئی حصہ نہیں ملا۔ اسی لئے فرمایا کہ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ یعنی ہم انہیں دنیا تو دے دیتے ہیں مگر اُخروی انعامات میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ لیکن دوسری طرف خالی اُخروی عزت بھی ایک بے ثبوت چیز ہوتی ہے۔ ثبوت والی چیز وہی ہوتی ہے جس میں دین اور دنیا دونوں اکٹھے ملیں۔ اسی لئے فرمایا کہ ایک اور گروہ ایسا ہے جو یہ دعا کرتا رہتا ہے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:۲۰۲) یعنی الٰہی ہمیں دنیا میں بھی عزت بخش اور آخرت میں بھی ہمارے مقام کو بلند کر۔ اگر ہمیں دنیا ملے تو ہم اُسے اپنی ذات کے لئے استعمال نہ کریں بلکہ تیرے دین کی شوکت ظاہر کرنے کیلئے استعمال کریں اور تیری رضا اور خوشنودی کے لئے اُسے صرف کریں۔ اگر ایسا ہو تو پھر انسان کو دنیا میں بھی عزت ملتی ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور بھی اس کا مرتبہ بڑھتا ہے۔ یہ دُعا جو اسلام نے ہمیں سکھائی ہے بظاہر بہت چھوٹی سی دعا ہے لیکن ہر قسم کی انسانی ضرورتوں پر حاوی ہے۔" (تفسیر کبیر، سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۱ - ۲۰۲، جلد ۲ صفحہ ۴۴۴، ۴۴۵)

بَاب ۵۷: تَكْرِيرُ الدُّعَاءِ

دعا کو بار بار دہرانا

٦٣٩١: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُبَّ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهُ وَإِنَّهُ دَعَا رَبَّهُ ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فَبِمَاذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي ذَرْوَانَ وَذَرْوَانُ بِئْرٌ فِي بَنِي زُرَيْقٍ قَالَتْ فَأَتَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ

۶۳۹۱: ابراہیم بن منذر نے ہم سے بیان کیا کہ انس بن عیاض نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، یہاں تک کہ آپؐ کو یہ خیال ہوتا کہ آپؐ نے کوئی کام کیا ہے حالانکہ آپؐ نے اسے نہ کیا ہوتا اور آپؐ نے اپنے ربّ سے دعا کی، پھر فرمانے لگے: (عائشہ!) کیا تمہیں معلوم ہوا ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتادی جس کے متعلق میں نے اس سے پوچھا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: یارسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس دو آدمی آئے۔ اُن میں سے ایک میرے سرہانے کے قریب بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے قریب، تو اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے پوچھا: اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ تو اُس نے کہا: (کہتے ہیں) جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے پوچھا: کس میں؟ بتایا: کنگھی اور کنگھی کے بالوں میں اور نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں۔ اس نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟ بتایا: ذروان میں اور ذروان بنی زریق کے محلے میں کنواں ہے۔ فرماتی تھیں: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الشَّيَاطِينِ قَالَتْ فَأَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهَا عَنِ الْبِئْرِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَهَلَّا أَخْرَجْتَهُ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللهُ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا.

وہاں گئے اور پھر حضرت عائشہؓ کے پاس لوٹ آئے فرمانے لگے: اللہ کی قسم! اُس کا پانی ایسا تھا کہ جیسے مہندی کا شیرہ اور وہاں کے کھجور کے درخت ایسے تھے جیسے سانپوں کے پھن۔ بیان کرتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپؐ نے اس کنوئیں کا حال بتایا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے اس جادو ٹونے کو نکلوایا کیوں نہ؟ آپؐ نے فرمایا: مجھے تو اللہ نے شفا دے دی ہے اور میں نے ناپسند کیا کہ لوگوں کے برخلاف شر کو بھڑکاؤں۔

زَادَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا.. وَدَعَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

عیسیٰ بن یونس اور لیث بن سعد نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہوئے اتنا اور بیان کیا کہ وہ بیان کرتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا اور آپؐ نے بہت بہت دعا کی۔ اور پھر ساری حدیث بیان کی۔

أطرافه: ٣١٧٥، ٣٢٦٨، ٥٧٦٣، ٥٧٦٥، ٥٧٦٦، ٦٠٦٣۔

تشریح: تَكْرِيرُ الدُّعَاءِ: دعا کو بار بار دُہرانا۔ گھبراہٹ، پریشانی اور فکر کے موقع کا طبعی تقاضا ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے بار بار دعا مانگے اور اس کی مدد اور نصرت کا شدت سے طالب ہو۔ اس باب میں ایسے ہی ایک موقع کا ذکر کر کے سنتِ نبوی ﷺ سے بار بار دعا کرنے کی مثال پیش کی گئی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالت اضطراب پیدا نہ ہو، تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام

ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا: اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل:۶۳)۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۵۵)

زیر باب روایت میں جادو کا جو ذکر ہے اس پر تفصیلی نوٹ کے لئے دیکھئے کتاب الطب باب نمبر ۴۷۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یہ روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی گئی ہے اس کا صرف اتنا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتوں کے ذریعہ سے خبر دی کہ یہودیوں نے آپ پر جادو کیا ہوا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح جادو کا اثر تسلیم کیا جاتا ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہو بھی گیا تھا۔...جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جادو ٹونے کی چیزیں نکال کر زمین میں دفن کر دیں تو یہودیوں کو خیال ہو گیا کہ انہوں نے جو جادو کیا تھا وہ باطل ہو گیا ہے۔...اس روایت سے جہاں یہودیوں کے اس عناد کا پتہ چلتا ہے جو اُن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تھا، وہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو ان تمام باتوں کا علم دیدیا گیا جو یہودی آپؐ کے خلاف کر رہے تھے۔ پس آپؐ کو غیب کی باتوں کا معلوم ہو جانا اور یہودیوں کا اپنے مقصد میں ناکام رہنا آپؐ کے سچّا رسول ہونے کی واضح اور بیّن دلیل ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ الفلق، جلد ۱۰ صفحہ ۵۴۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جادو بھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ رسولوں اور نبیوں کی یہ شان نہیں ہوتی کہ ان پر جادو کا کچھ اثر ہو سکے بلکہ ان کو دیکھ کر جادو بھاگ جاتا ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: لَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی (طٰہٰ:۷۰) دیکھو حضرت موسیٰؑ کے مقابل پر جادو تھا۔ آخر موسیٰؑ غالب ہوا کہ نہیں؟ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر جادو غالب آ گیا۔ ہم اس کو کبھی نہیں مان سکتے۔ آنکھ بند کر کے بخاری اور مسلم کو مانتے جانا یہ ہمارے مسلک کے برخلاف ہے۔ یہ تو عقل بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایسے عالی شان نبی پر جادو اثر کر گیا ہو۔ ایسی باتیں کہ اس جادو کی تاثیر سے (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حافظہ جاتا رہا، یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا، کسی صورت میں صحیح

نہیں ہوسکتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی خبیث آدمی نے اپنی طرف سے ایسی باتیں ملا دی ہیں۔ گو ہم نظر تہذیب سے احادیث کو دیکھتے ہیں لیکن جو حدیث قرآن کریم کے بر خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے بر خلاف ہو اُس کو ہم کب مان سکتے ہیں۔ اس وقت احادیث جمع کرنے کا وقت تھا، گو انہوں نے سوچ سمجھ کر احادیث کو درج کیا تھا مگر پوری احتیاط سے کام نہیں لے سکے، وہ جمع کرنے کا وقت تھا لیکن اب نظر اور غور کرنے کا وقت ہے۔ آثار نبی جمع کرنا بڑے ثواب کا کام ہے لیکن یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جمع کرنے والے خوب غور سے کام نہیں لے سکتے۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ خوب غور اور فکر سے کام لے۔ جو ماننے والی ہو وہ مانے اور جو چھوڑنے والی ہو وہ چھوڑ دے۔ ایسی بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (معاذ اللہ) جادو کا اثر ہو گیا تھا، اس سے تو ایمان اُٹھ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (بنی اسرائیل:۴۸) ایسی ایسی باتیں کہنے والے تو ظالم ہیں نہ مسلمان۔ یہ تو بے ایمانوں اور ظالموں کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (معاذ اللہ) سحر اور جادو کا اثر ہو گیا تھا۔ اتنا نہیں سوچتے کہ جب (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے تو پھر اُمت کا کیا ٹھکانا؟ وہ تو پھر غرق ہوگئی۔ معلوم نہیں ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جس معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء مسِّ شیطان سے پاک سمجھتے آئے ہیں یہ اُن کی شان میں ایسے ایسے الفاظ بولتے ہیں۔" (ملفوظات، جلد ۵ صفحہ ۳۴۸، ۳۴۹)

بَاب ۵۸: الدُّعَاءُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ

مشرکوں کے مغلوب ہونے کی دعا کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ. وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا

اور حضرت ابن مسعودؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ان کو مغلوب کرنے کے لئے میری سات سالوں سے مدد کر جو یوسف کے سات سالوں کی طرح ہوں اور دعا کی: اے اللہ! ابو جہل سے نپٹ اور حضرت ابن عمرؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں یہ دعا کی: اے اللہ! فلاں فلاں

حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (آل عمران: ۱۲۹).

پر لعنت نازل فرما۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے یہ وحی نازل کی: تمہارا اس امر میں کوئی دخل نہیں۔

٦٣٩٢: حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

۶۳۹۲: (محمد) بن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (اسماعیل) ابن ابی خالد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت (عبداللہ) ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قوموں کے مغلوب ہونے کی دعا کی جو جنگ احزاب میں شریک ہوئی تھیں۔ آپؐ نے کہا: اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے، بہت جلدی حساب لینے والے، ان فوجوں کو شکست دے، ان فوجوں کو بھگا اور ان کے پاؤں اُکھیڑ دے۔

أطرافه: ۲۹۳۳، ۲۹٦٥، ۳۰۲٥، ٤١١٥، ٧٤٨٩۔

٦٣٩٣: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ قَنَتَ اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ

۶۳۹۳: معاذ بن فضالہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن ابی عبداللہ (دستوائی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ (بن ابی کثیر) سے، یحییٰ نے ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن) سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جب عشاء کی نماز کی آخری رکعت میں سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو کھڑے ہو کر یوں دعا کرتے: اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے (اور) اے اللہ! اُن مؤمنوں کو نجات دے جنہیں کمزور سمجھا جاتا ہے، اے اللہ!

اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ.

مضر کو سختی سے لتاڑ، اے اللہ! ان کے سالوں کو ایسے سال کر دے جو یوسف کے سالوں کے سے ہوں۔

أطرافه: ٧٩٧، ٨٠٤، ١٠٠٦، ٢٩٣٢، ٣٣٨٦، ٤٥٦٠، ٤٥٩٨، ٦٢٠٠، ٦٩٤٠۔

٦٣٩٤: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَأُصِيبُوا فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَى شَيْءٍ مَّا وَجَدَ عَلَيْهِمْ فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَيَقُولُ إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ.

۶۳۹۴: حسن بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عاصم (بن سلیمان) سے، عاصم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ فوج بھیجا جنہیں قراء کہا کرتے تھے اور وہ سارے کے سارے شہید ہو گئے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بات پر بھی کبھی اتنا غمگین ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جو غم آپؐ نے ان کے متعلق محسوس کیا اور آپؐ صبح کی نماز میں کھڑے ہو کر ایک مہینہ تک دعا کرتے رہے: عُصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

أطرافه: ١٠٠١، ١٠٠٢، ١٠٠٣، ١٣٠٠، ٢٨٠١، ٢٨١٤، ٣٠٦٤، ٣١٧٠، ٤٠٨٨، ٤٠٨٩، ٤٠٩٠، ٤٠٩١، ٤٠٩٢، ٤٠٩٤، ٤٠٩٥، ٤٠٩٦، ٧٣٤١۔

٦٣٩٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ الْيَهُودُ يُسَلِّمُونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِلَى قَوْلِهِمْ فَقَالَتْ عَلَيْكُمُ السَّامُ

۶۳۹۵: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زُہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ بیان کرتی تھیں کہ یہود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتے تو یوں کہتے: السَّامُ عَلَيْكُمْ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُن کی بات سمجھ گئیں اور انہوں نے یوں جواب دیا: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ۔ تو نبی کریم صلی اللہ

وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا يَقُولُونَ قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِي أَنِّي أَرُدُّ ذَلِكِ عَلَيْهِمْ فَأَقُولُ وَعَلَيْكُمْ.

علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! ٹھہرو، اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپؐ نے نہیں سنا جو وہ کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا کہ میں اُن کو وہی جواب دیتا ہوں، میں کہتا ہوں وَعَلَيْكُمْ۔

أطرافه: ٢٩٣٥، ٦٠٢٤، ٦٠٣٠، ٦٢٥٦، ٦٤٠١، ٦٩٢٧۔

٦٣٩٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ مَلَأَ اللهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ.

۶۳۹۶: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ (محمد بن عبداللہ) انصاری نے ہمیں بتایا۔ ہشام بن حسان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سیرین نے ہمیں بتایا۔ عبیدہ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ہم خندق والے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ ان کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھرے۔ انہوں نے ہمیں مصروف رکھا اور صلوٰۃِ وسطیٰ (درمیانی نماز) کا موقع نہیں دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، اور وہ نماز عصر تھی۔

أطرافه: ٢٩٣١، ٤١١١، ٤٥٣٣۔

تشریح: الدُّعَاءُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ: مشرکوں کے مغلوب ہونے کی دعا کرنا۔ زیر باب روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن دعاؤں کا ذکر ہے جو آپؐ نے مشرکین کے خلاف کیں۔ محاورہ زبان میں کسی کے خلاف کی جانے والی دعا کو بد دعا کہا جاتا ہے۔ درحقیقت نبی کی کوئی دعا "بد" نہیں ہوتی، ایسے ائمہ الکفر جو اپنے ظلموں اور سیاہ کاریوں سے اپنے اوپر ہدایت کا دروازہ بند کر لیتے ہیں اور ان کا مزید زندہ رہنا خود ان کے نامہ اعمال میں مزید روسیاہیوں اور ظلموں کا دن بدن اضافہ کرنے اور ان کے لئے آخرت کے عذابوں کے بڑھانے کا سبب بنتا ہے۔ ان کی زندگی کا چراغ جتنا جلدی بجھ جائے ان کے لئے اتنا ہی بہتر ہے نیز ایسے لوگ

دوسروں کی ہدایت کے لئے سد راہ بنے ہوتے ہیں اس لئے ان کا مٹ جانا ان کے لئے بھی اور پورے معاشرہ کے لئے بھی راحت کا موجب ہوتا ہے اور خس کم جہاں پاک کا باعث بنتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے فتنہ پردازوں کے مٹ جانے کی دعائیں کیں جو شرف قبولیت پاکر اس معاشرے کو امن کا گہوارہ بنا گئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اسلام ایک متوازن مذہب ہے کوئی جذباتی مذہب نہیں ہے جو یک طرفہ رُخ اختیار کرے اور پھر اسی سمت چلتا ہی چلا جائے، آنحضرت ﷺ سے توازن سیکھنا چاہیئے۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ جو شدید دشمنوں کے لئے بھی دعا کرنے والے تھے خصوصاً وہ جو جہالت میں ظلم کرتے تھے۔ آپؐ کے متعلق آتا ہے کہ جب بدن زخمی تھا، لہولہان تھا، اپنے ہی خون سے آپؐ کے موزے اس طرح بھر گئے تھے اور جوتے کہ چلا نہیں جاتا تھا۔ اپنے خون کی پھسلن بن گئی تھی، اس وقت بھی آپؐ نے ان کے لئے دعا کی کیونکہ آپؐ جانتے تھے کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور ان کو علم نہیں ہے یہ کیا کر رہے ہیں اور کس کے ساتھ کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ائمۃ الکفر کے خلاف، ائمۃ التکفیر کے خلاف آپؐ نے بددعا بھی کی ہے اور ایک مرتبہ نہیں، کئی مرتبہ بددعا کی ہے کیونکہ بعض دفعہ انسان کی فطرت صحیحہ یہ بتادیتی ہے کہ بعض لوگ اپنے ظلم اور سفاکی میں ایسا بڑھ چکے ہیں اور امام بن گئے ہیں تکفیر کے، ان کے مقدر میں ہدایت ہو ہی نہیں سکتی۔ ایسے موقع پر چوٹی کے بعض لوگ جو اس ظلم اور سفاکی کے راہنما ہوں اور لیڈر ہوں اور اپنی شرارت میں پیچھے ہٹنے کی بجائے دن بدن آگے بڑھتے چلے جا رہے ہوں، ان کے لئے بددعا سنت نبویؐ ہے۔..... چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے بخاری میں کہ جنگ بدر کے وقت بعض ائمۃ التکفیر کے خلاف آنحضرت ﷺ نے نام لے لے کر بددعائیں کیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بتایا کہ ان کی لاشیں کہاں کہاں پڑی ہوں گی۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد دوم نصف آخر زیر غزوہ بدر صفحہ ۴۰۰) چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ ایسے بدحال میں ان کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں کہ دھوپ نے ان کو متغیر کر دیا تھا اور وہ عبرت کا نشان بنے ہوئے تھے۔ اس لئے سنت نبویؐ کے مطابق وہ لوگ جو آنکھیں کھول کر شرارت اور فساد کی نیت سے اور نہایت ظالمانہ بے باکی کے ساتھ دن بدن مظالم میں بڑھتے چلے جارہے ہیں ان کے خلاف بددعا بھی

مومن کی تقدیر کا ایک حصہ ہے۔" (خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون ۱۹۸۴، جلد ۳ صفحہ ۲۸۵)
نیز فرمایا:

"انسان لمبے عرصے تک کسی کے ظلم برداشت کرتا چلا جاتا ہے اور اس کے خلاف بددعا کے لئے زبان نہیں کھولتا لیکن ایک ایسا مقام آجاتا ہے کہ بعض دفعہ خود پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے، بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن دیا جاتا ہے کہ اب اس پر بددعا کرو تو وہ دعا جو ہے وہ بددعا کی صورت میں سب سے زیادہ قوت کے ساتھ دشمن پر بجلی بن کے گرتی ہے۔ ..... جب اللہ بددعا کی اجازت دیتا ہے تو پھر اس سے زیادہ قوم کی ہلاکت کو یقینی بنا دینے والی اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔.....

قوم کی ہمدردی بعض دفعہ قوم کو نقصان پہنچانے والوں کے لئے بددعا کی صورت میں بھی ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو مسلسل قوم کی ہلاکت کے سامان کر رہے ہیں، جن کے ہوتے ہوئے نحوستیں ہی نحوستیں پھیل رہی ہیں، جن کے ہوتے ہوئے شر بڑھ رہے ہیں اور مصیبتیں عام ہو گئی ہیں، جن کے ہوتے ہوئے خیر اُٹھتی چلی جا رہی ہے، اگر ان پر بددعا کی جائے تو یہ بھی درحقیقت جذبۂ رحم ہی سے پھوٹنی چاہیئے۔ قوم پر رحم ان کے لئے بددعا کا تقاضا کرتا ہے۔ پس اپنے دل کو ٹٹول کر، اپنی نیتوں کو صاف ستھرا کر کے وہ کام کریں جو انبیاءؑ کی سنت کے مطابق ہوں۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ر جولائی ۱۹۹۵، جلد ۱۴ صفحہ ۵۰۶ تا ۵۰۸)

بَاب ۵۹: الدُّعَاءُ لِلْمُشْرِكِينَ

مشرکین کے لئے دعا کرنا

۶۳۹۷: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ

۶۳۹۷: علی (بن عبداللہ مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ ابو الزناد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت طفیل بن عمروؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ!

اللّٰهَ عَلَيْهَا فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُو عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ.

دَوس نافرمان ہو گئے ہیں اور ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے آپؐ اللہ سے ان کے لیے بددُعا کریں۔ لوگوں نے سمجھا کہ آپؐ اُن پر بددعا کریں گے۔ آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! دَوس کو ہدایت دے اور ان کو لے آ۔

أطرافه: ۲۹۳۷، ۴۳۹۲۔

تشریح: الدُّعَاءُ لِلْمُشْرِكِينَ: مشرکین کے لیے دعا کرنا۔ مشرکین کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا فیض تو ایک جاری چشمہ کی طرح تھا اور اس میں اس قدر انہماک اور درد تھا کہ اپنے وجود کو اس راہ میں فنا کرنے کے لئے مستعد تھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"فرمایا: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ (الشعراء:۴) یعنی کیا تو اِس غم سے اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ایمان لانے کے لئے اس قدر جانکاہی اور سوز و گداز سے دعا کرتے تھے کہ اندیشہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غم سے خود ہلاک نہ ہو جاویں... اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اے نبی (علیہ السلام)! جس قدر تو عقد ہمت اور کامل توجہ اور سوز و گداز اور اپنی رُوح کو مشقت میں ڈالنے سے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے دُعا کرتا ہے، تیری دعاؤں کے پُر تاثیر ہونے میں کچھ کمی نہیں ہے لیکن شرط قبولیت دُعا یہ ہے کہ جس کے حق میں دعا کی جاتی ہے سخت متعصب اور لاپرواا ور گندی فطرت کا انسان نہ ہو ورنہ دُعا قبول نہیں ہو گی۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۶)

نیز فرمایا:

"بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن:۶۱) میں اللہ تعالیٰ نے قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لیے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا یہ بھی سنت نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی

سے مسلمان ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کے لئے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اس لئے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہیئے اور حقیقۃً موذی نہیں ہونا چاہیئے۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو، ایک بھی ایسا نہیں اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس سے کہ کسی کو حقیقی طور پر ایذا پہنچائی جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جاوے، ایسا ہی بیزار ہے جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ ملایا جاوے۔ ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا۔ یعنی بنی نوع کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔ اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دعا کی جاوے۔ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۶۸، ۶۹)

بَاب ٦٠: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ

نبی ﷺ کا دعا کرنا: اے اللہ! مجھ پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے ان امور میں مجھ سے درگزر فرما جو پیچھے کرنے تھے اور میں نے پہلے کر لئے، اور جو پہلے کرنے تھے اور میں نے پیچھے کر ڈالے

٦٣٩٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلِّهِ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ وَعَمْدِي وَجَهْلِي وَ جِدِّيْ [1]

۶۳۹۸: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک بن صباح نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ابو اسحاق سے، ابو اسحاق نے ابن ابو موسیٰ سے، انہوں نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے میرے ربّ! مجھ پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے میری خطا اور میری جہالت اور اپنے ہر معاملے میں جو کام میں نے بے جا کیا ہے اس سے درگزر فرما اور نیز اس امر کو

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں "وَهَزْلِي" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۲۳۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

بھی جو تو مجھ میں (خراب) جانتا ہے۔ اے میرے اللہ! مجھ پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے میری خطاؤں اور جو کام میں نے عمداً کیا اس کو اور جو کام میں نے لاعلمی سے کیا اور نیز میرے مذاق سے درگزر فرما اور یہ سب باتیں مجھ میں ہیں۔ اے اللہ! مجھ پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے ان امور میں مجھ سے درگزر فرما جو پیچھے کرنے تھے اور میں نے پہلے کر لئے اور جو پہلے کرنے تھے اور میں نے پیچھے کر ڈالے اور جو میں نے چھپایا ہے اور جس کا میں نے اظہار کیا ہے ان سب سے درگزر فرما۔ تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ تو ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔

وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...بِنَحْوِهِ.

طرفہ: ٦٣٩٩۔

اور عبید اللہ بن معاذ نے کہا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو اسحاق سے، ابو اسحاق نے ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے، ابو بردہ نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت بیان کی۔

٦٣٩٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى وَأَبِي بُرْدَةَ، أَحْسِبُهُ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي

۶۳۹۹: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ بن عبد المجید نے ہمیں بتایا۔ اسرائیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اسحاق نے ہمیں بتایا۔ ابو اسحاق نے ابو بکر بن ابی موسیٰ اور ابو بُردہ سے روایت کی۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے، حضرت ابو موسیٰؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! مجھ پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے میری خطا سے

وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي هَزْلِي وَجِدِّي وَخَطَايَايَ وَعَمْدِي وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي.

اور میری نادانی سے اور جو زیادتی میں نے اپنے کام میں کی ہے اُس سے اور نیز اُس بات کو جو تو مجھ میں بہتر جانتا ہے، (ان سب سے) درگزر فرما۔ اے اللہ! جو غلطی میں نے مذاق سے یا سنجیدگی سے کی ہے اس کو اور نیز میرے تمام قصوروں کو جو بھول چوک سے ہوئے ہوں یا ان قصوروں کو جو میں نے جان بوجھ کر کئے ہوں اُن سب سے پردہ پوشی فرماتے ہوئے مجھ سے درگزر فرما اور یہ سب باتیں مجھ میں موجود ہیں۔

طرفہ: ٦٣٩٨۔

بَاب ٦١: الدُّعَاءُ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

اس خاص گھڑی میں دعا کرنا جو جمعہ کے دن ہوتی ہے

٦٤٠٠: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهِ قُلْنَا يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا.

۶۴۰۰: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہمیں خبر دی۔ ایوب نے محمد (بن سیرین) سے، محمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس کو جو مسلمان بھی ایسے وقت میں پالیتا ہے کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو بھلائی بھی وہ مانگے گا تو ضرور ہی وہ اس کو عطا فرمائے گا اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ ہم سمجھے کہ آپؐ کی یہ مراد ہے کہ وہ گھڑی بہت ہی تھوڑی ہے۔ یعنی ہمیں بتاتے ہیں کہ وہ تھوڑی دیر تک رہتی ہے۔

أطرافہ: ٩٣٥، ٥٢٩٤۔

تشریح: الدُّعَاءُ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ: اس خاص گھڑی میں دعا کرنا جو جمعہ کے دن ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"حدیثوں کی جو مختلف تشریح کرنے والے ہیں، وہ اس پر یہ کہتے ہیں کہ صرف نماز پڑھنے کے دوران ہی نہیں بلکہ خطبہ جمعہ بھی جمعہ کا حصہ ہے، یہ بھی اسی طرح اس میں آجاتا ہے، صرف کھڑے ہونا نہیں۔ اور بعض اس سے زیادہ وقت دیتے ہیں کہ یہ وقت شام تک چلتا ہے۔ تو بہر حال اس حدیث میں یہ ہے کہ مسلمان نماز پڑھتے ہوئے جو بھی بھلائی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہ اس کو عطا کر دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ گھڑی بہت مختصر ہے بہت تھوڑی ہے۔ پس اس موقع سے ہر ایک کو فائدہ اٹھانا چاہیئے، اپنے لئے بھی دعائیں کریں، جماعت کے لئے بھی دعائیں کریں۔ کسی کو کیا پتہ کہ وہ گھڑی کس وقت آنی ہے، اس لئے پہلے وقت میں آنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ / اکتوبر ۲۰۰۶، جلد ۴ صفحہ ۵۳۵)

بَاب ٦٢: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُودِ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِينَا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: یہود کے متعلق ہماری دعا قبول کی جاتی ہے اور ان کی دعا ہمارے متعلق قبول نہیں کی جاتی

٦٤٠١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُودَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ قَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ

۶۴۰۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب (بن عبدالمجید ثقفی) نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے، ابن ابی ملیکہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: السَّامُ عَلَيْكَ۔ (آپ پر ہلاکت ہو) آپؐ نے فرمایا: وَعَلَيْكُمْ۔

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ أَوِ الْفُحْشَ قَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ.

حضرت عائشہؓ نے کہا: السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ۔ (تم پر ہلاکت ہو اور تم پر لعنت ہو اور تم پر اللہ کا غضب ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! ٹھہرو، نرمی کو اختیار کرو۔ سختی سے یا (فرمایا:) بدزبانی سے بچتی رہو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: کیا آپؐ نے سنا نہیں جو انہوں نے کہا؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا جو میں نے کہا؟ میں نے اُن ہی کے سلام کا اُنہیں جواب دیا ہے اور میری ان کے متعلق قبول کی جائے گی اور ان کی میرے متعلق نہیں قبول کی جائے گی۔

أطرافه: ۲۹۳۵، ٦٠٢٤، ٦٠٣٠، ٦٢٥٦، ٦٣٩٥، ٦٩٢٧۔

تشریح. يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُودِ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِينَا: یہود کے متعلق ہماری دعا قبول کی جاتی ہے اور ان کی دعا ہمارے متعلق قبول نہیں کی جاتی۔ قرآن کریم نے سورۃ البقرۃ کے رکوع نمبر ۵ سے رکوع نمبر ۱۱ تک یہود پر اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات کا ذکر اور ان کی نافرمانیوں اور سرکشیوں کا ذکر کرکے ان کے اس بدانجام کا ذکر فرمایا ہے جب وہ مورد غضب الٰہی ہوئے۔ فرماتا ہے: فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ (البقرۃ:۹۱) پس یہ لوگ غضب کے بعد غضب کا مورد ہو گئے ہیں۔ اور اپنی تمام نافرمانیوں کی بدولت مورد لعنت ہوئے۔ فرماتا ہے: فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ:۹۰) پس ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔ قومیں جب انحطاط کا شکار ہوتی ہیں تو قومی کردار اس قدر مسخ ہو جاتے ہیں کہ روزمرہ کے معمولات میں وہ اپنی اخلاقی گراوٹ کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔ زیر باب روایت میں یہ ذکر ہے کہ بعض یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ سے ملنے آئے اور روایت کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا واقعہ ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ بھی ساتھ تھیں تو انہوں نے آپؐ کے گھر آکر آپؐ کو جو سلام اور greeting کی وہ یہ تھی السام علیك (آپ پر ہلاکت ہو) جتنا بھی کوئی بدتہذیب اور سفلی مزاج کا انسان ہو وہ جب کسی کے گھر اسے ملنے آئے تو وہ اس طرح اس سے greeting نہیں کرتا اور وہ شخصیت اور برگزیدہ وجود جو اپنے تمام تر روحانی مراتب عالیہ کے ساتھ ساتھ ان کا متفقہ بادشاہ اور حکمران تھا۔ کیا کوئی قوم اپنے حکمرانوں سے اس طرح ملا کرتی ہے؟ کیا رعایا اپنے سربراہ مملکت کو یوں greeting کیا کرتے ہیں؟ اُس قوم نے اپنے عمل سے اپنا ملعون ہونا ثابت کر دیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"انجیل میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ تم پر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو۔ تم اپنے دل سے جو خدا کی تجلیات کا گھر ہے فتویٰ پوچھو کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہیئے۔ پس اگر خدا تمہارے دل میں ڈالے کہ یہ لعنت کرنے والا قابل رحم ہے اور آسمان میں اُس پر لعنت نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھہرو۔ لیکن اگر تمہارا کانشنس اس کو معذور نہیں ٹھہراتا اور تمہارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اس کے لئے برکت نہ چاہو جیسا کہ شیطان کے لئے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اس کو لعنت سے آزاد نہیں کیا۔ مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری بدظنیاں جھوٹیاں ہیں اور بہتیری لعنتیں اپنے ہی پر پڑتی ہیں۔ سنبھل کر قدم رکھو اور خوب پڑتال کر کے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندھے ہو، ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اس طرح تم اپنے خدا کو ناراض کر دو اور تمہارے سب نیک اعمال حبط ہو جاویں۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۱)

بَاب ٦٣: التَّأْمِينُ

آمین کہنا

٦٤٠٢: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَّافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

أطرافه: ٧٨٠، ٧٨١، ٧٨٢، ٤٤٧٥۔

۶۴۰۲: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا، کہا: زُہری نے اسے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جب قرآن پڑھنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔ سو جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہو گی تو جو قصور اُس کے ہو چکے ہیں اس کی مغفرت کی جائے گی۔

تشریح: التَّأْمِينُ: آمین کہنا۔ زیر باب روایت میں بیان ہوا ہے: فَمَنْ وَّافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ سو جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہو گی تو جو قصور اُس کے ہو چکے ہیں اس کی مغفرت کی جائے گی۔ فرشتوں کی آمین سے موافقت کیسے ہو سکتی ہے؟ ۱۔ بلاشبہ اذن الٰہی سے۔ ۲۔ یہ موافقت اور اذن الٰہی کسے نصیب ہو سکتا ہے؟ اُسے جو فرشتہ صفت بنے گا۔ فرشتوں کی صفت کیا ہے؟ فرماتا ہے: وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (النحل:۵۱) اور جس بات کا انہیں حکم دیا جاتا ہے (وہی) کرتے ہیں۔ پس وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر کامل اطاعت کر کے فرشتہ صفت بنے گا اسی کی آمین فرشتوں سے موافق ہو گی۔ ۳۔ اور وہ کون سا امام ہے جس کے آمین کہنے کے ساتھ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں؟ اول طور پر وہی جسے خدا نے امام بنایا ہے اور پھر اس کے طفیل اس کی غلامی میں وہ تمام لوگ جو اس کے ظل اور بروز بنتے ہیں اور یوں اطاعت کی نالی سے یہ فیض درجہ بدرجہ ملتا جاتا ہے۔ آخرین کے اس دور میں جو لوگ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ○ (الواقعة:۴۱)[1] کے ذیل میں آتے ہیں وہ جب وقت کے امام اور خلیفہ کی آمین کے ساتھ آمین ملائیں گے تو کیا بعید ان کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اور وہ بھی مغفرت کی چادر کے نیچے آجائیں۔

بَاب ٦٤: فَضْلُ التَّهْلِيلِ

لا الٰہ الا اللہ کہنے کی فضیلت

٦٤٠٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَّكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِّنَ

۶۴۰۳: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے سُمَیّ سے، سُمَیّ نے ابو صالح سے، ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ ..... دن میں سو بار کہا۔ یعنی "ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اس کے لئے سب حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے" تو یہ کلمات اس کے لئے دس گردنوں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب کا موجب ہوں گے اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور پچھلوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت ہے۔"

الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ.

بدیاں مٹادی جائیں گی اور یہ کلمات اس کے لئے شیطان سے سارا دن شام ہونے تک بطور بچاؤ کے ہوں گے اور کوئی شخص بھی اس سے بڑھ کر عمل نہیں کرے گا جو اس نے کیا مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ ان کلمات کو پڑھا۔

طرفہ: ۳۲۹۳۔

٦٤٠٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ مَنْ قَالَ عَشْرًا كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِّنْ وَّلَدِ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ عُمَرُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ رَبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ مِثْلَهُ فَقُلْتُ لِلرَّبِيعِ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ فَأَتَيْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى فَأَتَيْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِن أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۴۰۴: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک بن عمرو نے ہمیں بتایا۔ عمر بن ابی زائدہ نے ہم سے بیان کیا۔ عمر نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے عمرو بن میمون سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جس نے دس بار (ان کلمات کو) کہا تو وہ اس شخص کی طرح ہو گا جس نے اسماعیل کی اولاد میں سے ایک گردن آزاد کی۔ (اسی سند سے) عمر (بن ابی زائدہ) نے کہا: عبداللہ بن ابی سفر نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے شعبی سے، شعبی نے ربیع بن خثیم سے روایت کرتے ہوئے اسی طرح بتایا۔ (شعبی کہتے ہیں:) پھر میں نے ربیع سے پوچھا: تم نے یہ کس سے سنا؟ انہوں نے کہا: عمرو بن میمون سے۔ تب میں عمرو بن میمون کے پاس آیا تو میں نے پوچھا: تم نے یہ کس سے سنا؟ انہوں نے کہا: ابن ابی لیلیٰ سے۔ تب میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا تو میں نے پوچھا: تم نے یہ کس سے سنا؟ انہوں نے کہا: حضرت ابوایوب انصاریؓ سے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے اسے بیان کرتے تھے۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَوْلَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور ابراہیم بن یوسف نے اپنے باپ سے نقل کیا۔ انہوں نے ابو اسحاق سے روایت کی کہ عمرو بن میمون نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، عبدالرحمٰن نے حضرت ابو ایوبؓ سے ان کا یہی قول روایت کرتے ہوئے بتایا جسے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

وَقَالَ مُوسَى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور موسیٰ نے کہا: وہیب (بن خالد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے داؤد (بن ابی ہند) سے، داؤد نے عامر (شعبی) سے، عامر نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، عبدالرحمٰن نے حضرت ابو ایوبؓ سے، حضرت ابو ایوبؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔

وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ قَوْلَهُ.

اور اسماعیل نے شعبی سے، شعبی نے ربیع بن خثیم سے ان کا قول نقل کیا۔

وَقَالَ آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَسَافٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَوْلَهُ.

اور آدم نے کہا: شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ عبدالملک بن میسرہ نے ہمیں بتایا کہ میں نے ہلال بن یساف سے سنا۔ انہوں نے ربیع بن خثیم اور عمرو بن میمون سے، انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے ان کا یہ قول نقل کیا۔

وَقَالَ الْأَعْمَشُ وَحُصَيْنٌ عَنْ هِلَالٍ عَنِ الرَّبِيعِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَوْلَهُ.

اور اعمش اور حصین نے ہلال سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ ہلال نے ربیع سے، ربیع نے حضرت عبداللہؓ سے ان کا یہ قول نقل کیا۔

وَ رَوَاهُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ

اور ابو محمد حضرمی نے بھی اس کو حضرت ابو ایوبؓ

أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِّنْ وَّلَدِ إِسْمَاعِيلَ.

سے، حضرت ابو ایوبؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے اسماعیل کی اولاد میں سے ایک گردن آزاد کی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَالصَّحِيحُ قَوْلُ عَمْرٍو. قَالَ الحَافِظُ أَبُو ذَرٍّ الهَرَوِيُّ صَوَابُهُ عُمَرَ، وَهُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ. قَالَ الْيُونِيْنِيُّ قُلْتُ: وَعَلَى الصَّوَابِ ذَكَرَهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ البُخَارِيُّ فِي الأَصْلِ كَمَا تَرَاهُ لَا عَمْرٌو.

ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: عمرو کا قول صحیح ہے۔ حافظ ابو ذر ہروی نے کہا کہ یہاں (لفظ) "عمر" صحیح ہے، اور وہ ابوزائدہ کے بیٹے ہیں۔ یونینی نے کہا: میں کہتا ہوں کہ درست وہی ہے جس کا ذکر دراصل ابوعبداللہ امام بخاریؒ نے کیا ہے جیسا کہ تم اُسے دیکھتے ہو کہ وہ "عمرو" نہیں ہے۔

بَاب ٦٥: فَضْلُ التَّسْبِيحِ

سبحان اللہ کہنے کی فضیلت

٦٤٠٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

۶۴۰۵: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے سُمیؒ سے، سُمیؒ نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دن میں سو بار یہ کہے: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، اُس کی غلطیاں مٹادی جاتی ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

٦٤٠٦: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلِمَتَانِ

۶۴۰۶: زُہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ ابن فضیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمارہ سے، عمارہ نے ابوزُرعہ سے، ابوزرعہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ.

روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں، رحمٰن کو پیارے ہیں۔ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ۔ یعنی پاک ہے اللہ جو بہت عظمت والا ہے، پاک ہے اللہ اپنی تعریف کے ساتھ۔

أطرافه: ٦٦٨٢، ٧٥٦٣۔

تشریح: فَضْلُ التَّسْبِيحِ: سبحان اللہ کہنے کی فضیلت۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قرآن کریم خدا تعالیٰ کی صفت تسبیح کے ساتھ تحمید اور تقدیس کا بھی ذکر کرتا ہے جو امر اسے دوسری کتب سے ممتاز کرتا ہے۔ تسبیح میں صرف تنزیہ آتی ہے یعنی اس کے نقصوں سے پاک ہونے کا ذکر آتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس قدر بیان صفات الٰہیہ کا اعلیٰ درجہ کے متفکر انسان کے لئے کافی نہیں۔ کامل دماغ کے لئے صفات تنزیہیہ کے ساتھ صفات حقیقیہ مثبتہ کا اظہار بھی ضروری ہے۔ ہم اگر کسی شئے کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ وہ ایسی بھی نہیں اور ویسی بھی نہیں تو بے شک اسے انسانی دماغ کے قریب تو کر دیتے ہیں لیکن اس کی حقیقت کو پوری طرح واضح نہیں کرتے۔..... قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جس نے تسبیح کے ساتھ تحمید پر زور دیا ہے اور خدا تعالیٰ کو نفی کے ساتھ روشناس نہیں کرایا بلکہ اس کی صفات حمد اور تقدیس پر خاص زور دیا ہے۔.....

حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کامل تعلق صفات ایجابیہ پر غور اور ان سے فائدہ اُٹھانے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جو صرف تسبیح کرتا ہے وہ صرف اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ وہ ایک بالا ہستی ہے مگر جو اس کی تحمید کرتا ہے وہ اسے ایک زندہ اور فعال خدا ثابت کرتا ہے اور اس کی صفات سے خود فائدہ اُٹھاتا اور دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔.....

مسلمانوں کو قرآن کریم میں .....سب جگہ تسبیح کے ساتھ حمد الٰہی کو شامل کرنے کا حکم دیا ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ خالی صفات سلبیہ پر زور نہ دیا کرو کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی صفات سے فائدہ اُٹھانے کا موقعہ نہیں ملتا بلکہ اس کے ساتھ حمد کو شامل کیا کرو تا کہ ایصال خیر کی صفات سے تم کو فائدہ پہنچے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ (بخاری جلد ۴ کتاب الایمان والنذور) دو کلمے ایسے ہیں کہ بولنے کے لحاظ سے تو بہت ہلکے پھلکے ہیں مگر نتیجہ کے لحاظ سے بہت بھاری ہیں اور رحمٰن کو بہت ہی پیارے ہیں اور وہ یہ ہیں: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ۔ اس حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات ایجابیہ کا ذکر کرتا ہے وہ ان صفات کو اپنے اندر پیدا کر کے ان کے مقابل کی الٰہی صفات کو اپنے پر وارد کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے انعامات کا مستحق ہو جاتا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۲۸۴ تا ۲۸۷)

بَاب ٦٦: فَضْلُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ عزوجل کے ذکر کی فضیلت

٦٤٠٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ.

۶۴۰۷: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اُسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُرید بن عبد اللہ سے، بُرید نے ابو بُردہ سے، ابو بردہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو اپنے ربّ کا ذکر کرتا ہے اور وہ جو اپنے ربّ کا ذکر نہیں کرتا ایسے ہی ہے جیسے زندہ اور مردہ کی۔

٦٤٠٨: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ

۶۴۰۸: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابو صالح سے، ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ کے فرشتے راستوں میں

يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَّذْكُرُونَ اللهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ عَزَّ وَجَلَّ – وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ – مَا يَقُولُ عِبَادِي قَالَ تَقُولُ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ قَالَ فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَا وَاللهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُولُ كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ يَقُولُ فَمَا يَسْأَلُونِي قَالَ يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَا وَاللهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ فَيَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ قَالَ يَقُولُونَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ فَيَقُولُونَ لَا وَاللهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا

پھرتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ پس جب وہ ایسے لوگوں کو کہ جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں پالیتے ہیں تو پکارتے ہیں کہ آؤ اپنی ضرورت کی طرف۔ فرمایا: تو پھر وہ فرشتے ان کو نچلے آسمان تک اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ فرمایا: اور ان کا ربّ عزوجل اُن سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے، میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں؟ فرمایا: وہ کہتے ہیں تیری پاکیزگی اور تیری بڑائی اور تیری حمد اور تیری بزرگی بیان کر رہے ہیں۔ فرمایا، پھر اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا؟ فرمایا، وہ کہیں گے: نہیں، اللہ کی قسم! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ فرمایا، تو وہ فرماتا ہے: اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو کیا کیفیت ہوتی؟ فرمایا، فرشتے کہتے ہیں: اگر تجھے دیکھ لیتے تو اس سے بڑھ کر تیری عبادت کرتے اور اس سے بڑھ کر تیری بزرگی کا اظہار کرتے اور اس سے بڑھ کر تیری پاکیزگی کا اظہار کرتے۔ کہتے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرمایا: (فرشتے کہتے ہیں) تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ فرمایا، اللہ پوچھتا ہے: اور کیا انہوں نے اس جنت کو دیکھا؟ فرمایا، فرشتے کہتے ہیں: نہیں، اللہ کی قسم! اے ربّ انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔ فرمایا، اللہ فرماتا ہے: اگر انہوں نے جنت دیکھی ہوتی تو کیا کیفیت ہوتی؟ اور فرمایا، وہ کہتے ہیں: اگر انہوں نے جنت دیکھی

قَالَ يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُولُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُولُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى جَلِيسُهُمْ.

ہوتی تو وہ اس سے بھی زیادہ اس کی حرص کرتے اور اس سے بھی زیادہ اس کی تلاش کرتے اور اس سے بھی بڑھ کر اس کے خواہاں ہوتے۔ اللہ فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرمایا، فرشتے کہتے ہیں: آگ سے۔ فرمایا، وہ فرماتا ہے: اور کیا انہوں نے اس آگ کو دیکھا؟ فرمایا، فرشتے کہتے ہیں: نہیں، اللہ کی قسم! اے ربّ، انہوں نے اس کو نہیں دیکھا۔ کہتے تھے، وہ فرماتا ہے: اگر اس کو دیکھا ہوتا تو کیا کیفیت ہوتی؟ فرمایا، فرشتے کہتے ہیں: اگر تو دیکھی ہوتی تو اور زیادہ اس سے بھاگتے اور بہت سخت ڈرتے۔ فرمایا، تو وہ فرماتا ہے: میں تم کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں نے ان کے گناہوں پر پردہ پوشی کرتے ہوئے ان سے درگزر کر دیا۔ فرمایا، فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہے گا: ان میں فلاں بھی ہے جو ان میں سے نہیں ہے مگر صرف کسی کام کے لئے آیا تھا۔ فرمائے گا: وہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کا ہم نشین بدنصیب نہیں ہوتا۔

رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

شعبہ نے بھی اس حدیث کو اعمش سے روایت کیا اور اس کو مرفوعاً بیان نہیں کیا۔ اور سہیل نے بھی اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو روایت کیا۔

بَاب ٦٧: قَوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللہِ کہنا

یعنی بدیوں سے بچنے کی طاقت نہیں اور نیکیوں کے کرنے کی قدرت نہیں مگر اللہ ہی کی مدد سے

٦٤٠٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَقَبَةٍ – أَوْ قَالَ فِي ثَنِيَّةٍ – قَالَ فَلَمَّا عَلَا عَلَيْهَا رَجُلٌ نَادَى فَرَفَعَ صَوْتَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ قَالَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِّنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

۶۴۰۹: محمد بن مقاتل ابوالحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ سلیمان تیمی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوعثمان سے، ابوعثمان نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی میں گئے یا کہا: پہاڑ کے موڑ میں۔ کہا: جب آپؐ اس کی بلندی پر پہنچے تو ایک آدمی نے پکارا اور اس نے اپنی آواز کو بلند کیا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے) کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنی خچر پر سوار تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تم کسی بہرے کو نہیں پکار رہے ہو اور نہ کسی غیر حاضر کو۔ پھر فرمایا: ابوموسیٰ یا (فرمایا:) عبداللہ! کیا میں تمہیں ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کا خزانہ ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور بتائیں؟ آپؐ نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللہِ یعنی بدیوں سے بچنے کی طاقت نہیں اور نیکیوں کے کرنے کی قدرت نہیں مگر اللہ ہی کی مدد سے۔

أطرافه: ٢٩٩٢، ٤٢٠٥، ٦٣٨٤، ٦٦١٠، ٧٣٨٦۔

بَاب ٦٨: لِلَّهِ مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدَةٍ

اللہ کے ایک کم سو نام ہیں

٦٤١٠: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ لِلَّهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا – مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدَةً – لَا يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ.

أطرافه: ٢٧٣٦، ٧٣٩٢۔

۶۴۱۰: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا، کہا: ہم نے اس حدیث کو ابوالزناد سے (سن کر) یاد رکھا۔ ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو۔ جو کوئی بھی انہیں یاد رکھے گا تو وہ ضرور ہی جنت میں داخل ہو گا اور وہ (اللہ) طاق ہے اور طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔

تشریح: لِلّٰهِ مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدَةٍ: اللہ کے ایک کم سو نام ہیں۔ ایک کم سو یعنی ۹۹ ناموں سے کیا مراد ہے اور یہ اسماء پورے ۱۰۰ کیوں نہیں، ایک کم کیوں ہے؟ اس کا ایک یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ "طاق" عدد مراد ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۱ صفحہ ۲۶۵) دراصل اس طرز بیان سے مقصود یہ ہے کہ یہ عدد یہاں ختم نہیں ہو گیا بلکہ جاری وساری ہے اور یہ سمجھایا گیا ہے کہ ۱۰۰ کہنے سے یہ تاثر بنتا ہے کہ عدد مکمل ہو گیا اور بس۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات جس طرح لا محدود ہے اسی طرح اس کے اسماء جو دراصل اس کی صفات ہیں وہ بھی لا محدود اور لامتناہی ہیں اور انسان ان کا احاطہ کر ہی نہیں سکتا جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ (لقمان: ۲۸)[1] اور دوسری جگہ فرمایا: قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ○ (الکہف: ۱۱۰)[2] پس انسان اس لا محدود ہستی کے اسماء اور صفات کا شمار کہاں کر سکتا ہے۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زیر باب حدیث میں ذکر ہے: لَا يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ اور بعض روایات میں من احصاها کے

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور زمین میں جتنے درخت ہیں اگر سب قلمیں بن جائیں اور سمندر (روشنائی ہو جائے اور) اس کے علاوہ سات سمندر بھی اس کی مدد کریں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔"

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "کہہ دے کہ اگر سمندر میرے ربّ کے کلمات کے لئے روشنائی بن جائیں تو سمندر ضرور ختم ہو جائیں گے پیشتر اس کے کہ میرے ربّ کے کلمات ختم ہوں خواہ ہم بطور مدد اس جیسے اور (سمندر) لے آئیں۔"

الفاظ ہیں جس نے ان کو شمار کیا۔ اگر اسماء باری تعالیٰ کی کوئی حد اور بسط نہیں تو ان کو یاد یا محفوظ یا شمار کوئی کیسے کر سکتا ہے؟ شارحین نے لکھا ہے کہ یحفظھا اور احصاھا سے مراد ان کی گنتی اور شمار نہیں بلکہ ان کی معرفت ہے۔[1] اور یہ معرفت انسان کو ہر گناہ سے بچاتی ہے اور ہر نیکی کی تحریک کرتی ہے اور اس روحانی سفر میں انسان جون جوں ترقی کرتا جاتا ہے اس کا رفع الی اللہ ہوتا جاتا ہے۔ اور بلا شرکت غیرے اس میں ہمارے سید و مولا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفعت کی ان بلندیوں میں پہنچے کہ ہفت افلاک کو پار کر کے سدرۃ المنتہیٰ آپؐ کی منزل ٹھہری جہاں بشریت کی حد ختم ہوئی اور الوہیت کا سمندر سامنے ہے۔ ان اسماء کے یاد کرنے سے یہ بھی مراد ہے کہ انسان ان صفات کا اپنے دائرے میں مظہر بنے اور انہی اسماء کو اپنی ضروریات کی مناسبت سے پکارے یعنی اسے زندگی کی بھیک مانگنی ہے تو حیّ ذات کو پکارے اور قیام و استحکام کے لئے قیوم ذات اور مغفرت کے لئے غفور اور غفار ذات کے آگے دستِ سوال دراز کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر خدا تعالیٰ کی صفات اور اسماء کا لحاظ نہ کیا جائے اور دُعا کی جائے تو وہ کچھ بھی اثر نہیں رکھتی۔ صرف اس ایک راز کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے نہیں، بلکہ معلوم نہ کرنے کی وجہ سے دُنیا ہلاک ہو رہی ہے۔ مَیں نے بہت لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ ہم نے بہت دُعائیں کیں اور ان کا نتیجہ کچھ نہیں ہوا۔ اور اس نتیجہ نے اُن کو دہریہ بنا دیا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہر امر کے لیے کچھ قواعد اور قوانین ہوتے ہیں۔ ایسا ہی دُعا کے واسطے قواعد و قوانین مقرر ہیں۔ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی، اس کا باعث یہی ہے کہ وہ ان قواعد اور مراتب کا لحاظ نہیں رکھتے جو قبولیت دُعا کے واسطے ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب ایک لانظیر اور بیش بہا خزانہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے اور ہم میں سے ہر ایک اس کو پا سکتا ہے اور لے سکتا ہے۔ کیونکہ یہ کبھی بھی جائز نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو قادر خدا مان کر یہ تجویز کریں کہ جو کچھ اس نے ہمارے سامنے رکھا ہے اور جو ہمیں دکھایا ہے، یہ محض سراب اور دھوکا ہے۔ ایسا وہم بھی انسان کو ہلاک کر سکتا ہے۔ نہیں، بلکہ ہر ایک اس خزانہ کو لے سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی کمی نہیں۔ وہ ہر ایک کو یہ خزانے دے سکتا ہے پھر بھی اس میں کمی نہیں آسکتی۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۷۷، ۲۷۸)

---

[1] (التوضیح لشرح الجامع الصحیح، جزء ۲۹ صفحہ ۳۸۷)

بَاب ٦٩: الْمَوْعِظَةُ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ

وقتاً فوقتاً وعظ و نصیحت کرنا

٦٤١١: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ كُنَّا نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللهِ إِذْ جَاءَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قُلْتُ[1] أَلَا تَجْلِسُ قَالَ لَا وَلَكِنْ أَدْخُلُ فَأُخْرِجُ إِلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ وَإِلَّا جِئْتُ أَنَا فَجَلَسْتُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهِ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَمَا إِنِّي أُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ وَلَكِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.

أطرافه: ٦٨، ٧٠۔

۶۴۱۱: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ کہا: شقیق نے مجھے بتایا۔ وہ کہتے تھے: ہم حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) کا انتظار کر رہے تھے کہ اتنے میں یزید بن معاویہ (کوفی) آئے اور ہم نے کہا: کیا آپ بیٹھیں گے نہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں، میں اندر جاتا ہوں اور تمہارے ساتھی کو تمہارے پاس باہر بھیجتا ہوں اور اگر وہ نہ آئے تو میں آجاؤں گا اور بیٹھوں گا۔ پھر حضرت عبداللہ باہر آئے اور وہ ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور آکر ہمارے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: دیکھو میں خوب جانتا تھا کہ تم یہاں موجود ہو مگر تمہارے پاس باہر آنے سے مجھے یہ بات روکتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مقررہ دنوں میں ہمیں وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے کیونکہ آپؐ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ ہم کہیں اکتا نہ جائیں۔

تشریح: الْمَوْعِظَةُ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ: وقتاً فوقتاً وعظ و نصیحت کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے نظام تعلیم میں ایک تدریج ہے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کو بھی ایک ہی دن میں سب کچھ نہیں سکھا دیتا بلکہ تدریجاً سکھاتا ہے۔ اس نکتہ کو نہ سمجھنے والے منکرین قرآن نے یہ اعتراض بھی کیا: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً (الفرقان:۳۳)[2] اللہ تعالیٰ نے ۲۳ سال سے زائد عرصہ میں قرآن کریم نازل فرمایا اور یوں تدریجاً

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں "فَقُلْنَا" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۲۷۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ کہیں گے کہ اس پر قرآن یک دفعہ کیوں نہ اُتارا گیا۔"

علم دیا گیا۔ یہی طریق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا جیسا کہ زیر باب حدیث میں ہے: كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مقررہ دنوں میں ہمیں وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے کیونکہ آپؐ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ ہم کہیں اکتا نہ جائیں۔ اس طریق کار میں ایک راز یہ بھی ہے کہ انسان کے قویٰ کے مطابق اس سے مختلف کام لئے جائیں جب ایک نوع کے کام سے اکتاہٹ اور تھکاوٹ ہو جائے تو دوسری نوع کا کام شروع کر دیا جائے مثلاً پڑھنے لکھنے سے تھک جائے تو جسمانی مشقت کے کام کرے اور یوں انسان تھوڑے وقت میں تنوع کے ساتھ کام کرنے کی صلاحیت کو بروئے کار لا کر بہت سے کام کر سکتا ہے۔ وہ لوگ جو امامت اور لیڈر شپ کی صلاحیتیں رکھتے ہیں وہ بہترین مقرر، بہترین منتظم، بہترین مصنف اور بہترین سپہ سالار اور اپنی ذاتی اور قومی زندگی میں قابل تقلید وجود دکھائی دیتے ہیں وہ اسی نکتۂ معرفت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں کہ ایک نوع کے کام سے طبیعت میں اکتاہٹ آئی تو دوسری نوع کا کام شروع کر دیا اور یوں ایک کامل توازن کے ساتھ ہر ذمہ داری سے سرخرو ہوتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۸۱- كِتَابُ الرِّقَاقِ

دل گداز باتوں کے متعلق کتاب

امام بخاری کتاب الرقاق میں ایک سو ترانوے مرفوع احادیث لائے ہیں۔ جن میں سے تینتیس تعلیقات اور ایک سو ساٹھ متصل اسناد سے مروی ہیں ان میں سے ایک سو چونتیس مکرر اور انسٹھ غیر مکرر احادیث ہیں نیز صحابہ و تابعین کے سترہ آثار ہیں امام بخاری نے ان احادیث کو ۵۳ ابواب کے تحت مختلف عناوین سے بیان کیا ہے۔

(فتح الباری، جزء ۱۱ صفحہ ۵۸۰)

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں: لفظ رقاق رقیق کی جمع ہے اور یہ رِقّة سے ماخوذ ہے۔ علامہ ابنِ سیدہ کہتے ہیں رقّة کے معنے رحمت کے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے رقّة، غِلْظَه کی ضد ہے۔ صاحب التلویح نے کہا ہے کہ یہ لفظ الرقائق ہے بخاری کے نسخہ نسفی میں بھی اسے الرقائق بیان کیا گیا ہے اور یہ لفظ رقیقة کی جمع ہے دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

(عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۳۰)

بَاب ۱ :مَا جَاءَ فِي الرِّقَاقِ

دل گداز باتوں کے متعلق جو آیا ہے

{الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ[1]} وَأَنْ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ.

صحت اور فراغت کا ہونا اور (آپؐ کا یہ فرمانا کہ) آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں۔

٦٤١٢: حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ. وَ قَالَ عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ

۶۴۱۲: مکی بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن سعید نے جو کہ ابوہند کے بیٹے ہیں ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی وہ کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن میں بہت سے لوگ گھاٹا کھا رہے ہیں۔ صحت اور فراغت۔ اور عباس

---

[1] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری، جزء ۱۱، حاشیہ صفحہ ۲۷۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بْنُ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. مِثْلَهُ.

(بن عبد العظیم) عنبری نے کہا: ہمیں صفوان بن عیسیٰ نے عبد اللہ بن سعید بن ابی ہند سے، عبد اللہ نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی حدیث روایت کی۔

٦٤١٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَة.

۶۴۱۳: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے معاویہ بن قرہ سے، معاویہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں پس انصار اور مہاجرین کی حالت کی اصلاح فرما۔

أطرافه: ٢٨٣٤، ٢٨٣٥، ٢٩٦١، ٣٧٩٥، ٣٧٩٦، ٤٠٩٩، ٤١٠٠، ٧٢٠١۔

٦٤١٤: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَحْفِرُ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ وَيَصُرُ[1] بِنَا فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَة فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَة. تَابَعَهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ

۶۴۱۴: احمد بن مقدام نے مجھ سے بیان کیا کہ فضیل بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ ابو حازم نے ہم سے بیان کیا۔ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ نے ہمیں بتایا انہوں نے کہا کہ ہم خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپؐ مٹی کھود رہے تھے اور ہم مٹی ڈھو رہے تھے آپؐ ہمارے پاس سے گزرتے اور فرماتے اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں۔ انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔ اس روایت کی متابعت حضرت سہل بن سعدؓ نے بھی

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ "یَمُرُّ" ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۳۲) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. مِثْلَهُ. نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کی۔

أطرافه: ۳۷۹۷، ٤٠٩٨۔

تشریح: مَا جَاءَ فِي الرِّقَاقِ: دل گداز باتوں کے متعلق جو آیا ہے۔ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں بخاری کے نسخہ سرخسی میں اس باب کا عنوان الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ اور لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ ہے جبکہ بخاری کے نسخہ کریمہ میں عنوانِ باب مَا جَاءَ فِي الرِّقَاقِ وأَنْ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ ہے۔

(عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۳۰)

نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ: امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں "نعمت" اس منفعت کو کہتے ہیں جس میں کسی غیر کی طرف سے کوئی احسان ہوا ہو۔ اور مغبون کے معنی بیان کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں کہ اگر یہ لفظ غَبْنٌ سے ہو تو اس کا معنی ہے بیع میں نقصان۔ اور اگر یہ لفظ "ب" کی زبر کے ساتھ غَبَنٌ ہو تو معنی رائے میں کمی کے ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۳۱)

علامہ ابن الجوزی نے لکھا ہے کبھی انسان تندرست ہوتا ہے مگر وہ دنیا کے کاموں میں مصروف ہوتا ہے اور عبادت کے لیے فارغ نہیں ہوتا لیکن بسا اوقات دنیاوی اُمور سے فراغت تو ہوتی ہے مگر صحت نہیں ہوتی اور اگر دونوں میسر ہوں یعنی صحت بھی ہو اور فراغت بھی اور انسان اس وقت کا صحیح استعمال نہ کرے تو نقصان یقینی ہے۔ (التوضیح لابن ملقن، جلد ۲۹ صفحہ ۳۹۹)

زیر باب حدیث میں جو یہ فرمایا نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ صحت اور فراغت انسان کے رأس المال کی طرح ہے۔ تجارت اس سمجھداری سے کرے کہ اس کا رأس المال قائم رہے اور نفع حاصل ہو۔ اگر رأس المال موجود ہے اور اس پر کوئی نفع نہ کمایا جائے تو یہ مال بے معنی ہے اس کے پڑے رہنے سے کیا فائدہ؟ بلکہ پڑے رہنے سے اس کے چوری ہونے، خراب ہونے اور ضائع ہونے کا امکان ہر وقت رہتا ہے۔ غبن یعنی نقصان سے بچنا یہ ہے کہ رأس المال بھی قائم رہے اور نفع بھی حاصل ہو۔

لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> "دنیا کو خدا نے ہمیشہ کے آرام کے لئے نہیں بنایا اور نہ ہمیشہ کے دُکھ کے لئے بنایا ہے بلکہ اس کی رنج و راحت دونوں گذرنے والی چیزیں ہیں اور ہر یک دَور اس کا ختم ہونے والا ہے۔ لیکن دار آخرت وہ عالم ہے کہ جو راحت دائمی یا عقوبت دائمی کا مقام ہے جس کے لئے ہر یک دور اندیش آدمی آپ تکلیف اٹھاتا ہے اور خاتمہ بد سے ڈر کر بمشقت تمام طاعت الٰہی بجا لاتا ہے۔ عیش و عشرت کو چھوڑتا ہے۔ شدت و صعوبت کو اختیار کرتا ہے۔ اب آپ ہی فرمایئے کہ اُس عالم جاودانی کے

مقابلہ پر اِس مقام فانی کی نظیر پیش کرنا نظر کا گھاٹا ہے یا نہیں۔"

(براہینِ احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد ۱، حاشیہ صفحہ ۱۷۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میرا مطلب یہ نہیں کہ دُنیا کے اشغال چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ نے دُنیا کے شغلوں کو جائز رکھا ہے، کیونکہ اس راہ سے بھی ابتلا آتا ہے اور اسی ابتلا کی وجہ سے انسان چور، قمار باز، ٹھگ، ڈکیت بن جاتا ہے اور کیا کیا بُری عادتیں اختیار کر لیتا ہے، مگر ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ دنیوی شغلوں کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ دین کی راہ میں تمہارے لیے مدد کا سامان پیدا کر سکیں اور مقصُود بالذات اس میں دین ہی ہو۔ پس ہم دنیوی شغلوں سے بھی منع نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں کہتے کہ دن رات دُنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی دُنیا ہی سے بھر دو۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب بہم پہنچاتا ہے اور اس کی زبان پر نرا دعویٰ ہی رہ جاتا ہے۔ الغرض زندوں کی صحبت میں رہو تا کہ زندہ خدا کا جلوہ تم کو نظر آوے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۵۲)

بَاب ۲ : مَثَلُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ

آخرت کے مقابل میں دنیا کی مثال

وَقَوْلُهُ تَعَالَى اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ورلی زندگی تو صرف کھیل و تماشا اور بناؤ سنگھار اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال و اولاد کی کثرت ہے۔ اس کی مثال بارش کی سی ہے جس کی روئیدگی کاشتکار کو بھاتی ہے۔ پھر اس کے بعد وہ سوکھنے لگتی ہے تو تم اس کو زرد پڑا ہوا دیکھتے ہو۔ پھر اس کے بعد وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور اس زندگی کے

مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ (الحدید: ۲۱)

انجام میں ایک سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور خوشنودی بھی ہے اور یہ ورلی زندگی سوائے دھوکے کے سامان کے اور کچھ نہیں۔

٦٤١٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

۶۴۱۵: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی حازم نے ہمیں بتایا انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت سہل (بن سعد ساعدیؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اللہ کی راہ میں صبح کو نکلنا یا شام کو نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

أطرافه: ٢٧٩٤، ٢٨٩٢، ٣٢٥٠۔

تشریح: مَثَلُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ: آخرت کے مقابل میں دنیا کی مثال۔ قرآنِ کریم اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اگر انسان اپنی زندگی اس دنیا اور اس کے دھندوں کی نذر کرتا ہے تو یہ گھاٹے کا سودا ہے کیونکہ مستقل اور دائمی زندگی کے مقابل پر عارضی اور ناپائیدار دنیا سے دل لگائے رکھنا بہت بڑا نقصان ہے یہ انسان کو اس کے مقصدِ حیات سے غافل رکھتا ہے اس لیے دنیوی زندگی بھی تب زندگی کہلانے کے لائق ہے جب وہ آخرت کی تیاری کا موجب ہو جیسے فرمایا الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ (الأسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة، حرف الدال، روایت نمبر ۲۰۵) کہ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ: ورلی زندگی تو صرف کھیل و تماشا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ان دنیاوی چیزوں کی مثال دیتے ہوئے فرماتا ہے یہ پھلنے پھولنے والی فصل کی طرح ہیں مگر آخر کو سوکھ کر چُورا ہو جاتی ہیں اور تیز ہوائیں اس کو اُڑا کر لے جاتی ہیں۔ اسی طرح دنیاداروں کا انجام ہوتا ہے۔ نہ ان کے اموال کی کثرت، ان کے مال و دولت ان کے کام آتے ہیں۔ نہ ان کی اولادیں ان کے کام آتی ہیں۔ بعض تو اس دنیا میں ہی اپنے مال و اولاد سے محروم ہو

جاتے ہیں اور اگر کسی کا ظاہری انجام دنیاوی لحاظ سے بہتر لگتا بھی ہے تو آخرت میں جو اُن کا حساب کتاب ہونا ہے وہ صرف دنیاوی لہو و لعب میں پڑنے کی وجہ سے اور خدا تعالیٰ اور دین کا خانہ خالی چھوڑنے اور خالی ہونے کی وجہ سے اور اس کی طرف زیادہ توجہ نہ دینے کی وجہ سے انہیں عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵؍ مئی ۲۰۱۷ء، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۶؍ مئی ۲۰۱۷ صفحہ ۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو لوگ خدا کی مرضی کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں اور اپنے مالوں سے پیار کرتے ہیں وہ خدا کی نظر میں بدکار ہیں وہ ضرور ہلاک ہوں گے کیونکہ انہوں نے غیر کو خدا پر مقدم رکھا۔ یہی وہ تیسرا مرتبہ ہے جس میں وہ شخص باخدا بنتا ہے جو اس کے لئے ہزاروں بلائیں خریدے اور خدا کی طرف ایسے صدق اور اخلاص سے جھک جائے کہ خدا کے سوا کوئی اس کا نہ رہے گویا سب مر گئے۔"

(اسلامی اُصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۸۳)

نیز فرمایا:

"دنیا کی لذت خارش کی طرح ہے۔ ابتداءً لذت آتی ہے۔ پھر جب کھجلاتا رہتا ہے تو زخم ہو کر اس میں سے خون نکل آتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں پیپ پڑ جاتی ہے اور وہ ناسور کی طرح بن جاتا ہے اور اس میں درد بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ گھر بہت ہی ناپائیدار اور بے حقیقت ہے۔ مجھے کئی بار خیال آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی مردے کو اختیار دیدے کہ وہ پھر دنیا میں چلا جاوے تو وہ یقیناً توبہ کر اُٹھے کہ میں اس دنیا سے باز آیا۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۷)

بَاب ۳: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: دنیا میں تُو اس طرح بسر کر گویا کہ تُو پردیسی ہے یا راہ چلتا مسافر

٦٤١٦: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۶۴۱۶: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبد الرحمٰن ابو منذر طفاوی نے ہمیں بتایا۔ انہوں

أَبُو الْمُنْذِرِ الطُّفَاوِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ.

نے سلیمان اعمش سے، اعمش نے کہا مجاہد نے مجھے بتایا، اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑا اور فرمایا تُو دنیا میں اس طرح بسر کر گویا کہ تُو پردیسی ہے یا راہ چلتا مسافر اور حضرت ابن عمرؓ کہا کرتے تھے جب تمہیں شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی صحت سے اپنی بیماری کے لئے اور اپنی زندگی سے اپنی موت کے لئے کچھ (سامان) لے لو۔

تشریح: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ: دنیا میں تُو اس طرح بسر کر گویا کہ تُو پردیسی ہے یا راہ چلتا مسافر۔ زیر باب حدیث میں دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ ایک مسافر کی زندگی سے بیان کیا گیا ہے۔ جس طرح مسافر اپنے اصل وطن میں آکر حقیقی راحت پاتا ہے مؤمن کا سکون اور خوشی بھی آخرت میں ہی ہے۔ مسافر دورانِ سفر اپنے آپ کو محل خطر میں سمجھتے ہوئے خوف زدہ ہوتا ہے ایک مؤمن بھی خشیتِ الٰہی سے لرزاں و ترساں رہتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمتع دنیاوی کا یہ حال تھا کہ ایک بار حضرت عمرؓ آپ سے ملنے گئے۔ ایک لڑکا بھیج کر اجازت چاہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ جب حضرت عمرؓ اندر آئے تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ مکان سب خالی پڑا ہے اور کوئی زینت کا سامان اس میں نہیں ہے۔ ایک کھونٹی پر تلوار لٹک رہی ہے یا وہ چٹائی ہے جس پر آپ لیٹے ہوئے تھے اور جس کے نشان اسی طرح آپ کی پُشت مبارک پر بنے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ اُن کو دیکھ کر رو پڑے۔ آپؐ نے پوچھا: اے عمرؓ! تجھ کو کس چیز نے رلایا؟ عمرؓ نے عرض کی کہ کسریٰ اور قیصر تو تنعم کے اسباب رکھیں اور آپ جو

خدا تعالیٰ کے رسول اور دو جہان کے بادشاہ ہیں اس حال میں رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرؓ مجھے دنیا سے کیا غرض؟ میں تو اس مسافر کی طرح گذارہ کرتا ہوں جو اُونٹ پر سوار منزل مقصود کو جاتا ہو۔ ریگستان کا راستہ ہو اور گرمی کی سخت شدت کی وجہ سے کوئی درخت دیکھ کر اس کے سایہ میں سستا لے اور جونہی کہ ذرا پسینہ خشک ہوا ہو وہ پھر چل پڑے۔ جس قدر نبی اور رسول ہوئے ہیں سب نے دوسرے پہلو (آخرت) کو ہی مد نظر رکھا ہوا تھا۔"

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ ۵۱)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ مباحثہ امرتسر کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امرتسر میں رہائش کا ایک منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور وہ اتنی چوڑی تھی کہ آپؑ کا نیچے کا جسم گھٹنوں تک زمین پر تھا مگر آپ نہایت بے تکلفی اور سادگی سے اس پر لیٹے ہوئے اُٹھ بیٹھے۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ ان واقعات کو دیکھ کر میرے اور میاں اللہ دین صاحب کے دل پر کیا گزرا۔ آنکھوں کے سامنے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ واقعہ گزر گیا کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریے پر آرام فرما رہے تھے، اٹھے تو لوگوں نے دیکھا کہ پہلوئے مبارک پر نشان پڑ گئے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہم لوگ کوئی گدّا بنوا کر حاضر کریں، ارشاد ہوا کہ مجھ کو دنیا سے کیا غرض، مجھ کو دنیا سے اسقدر تعلق ہے جس قدر اس سوار کو جو تھوڑی دیر کے لیے راہ میں کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میاں اللہ دین صاحب نے کہا تھا کہ یہاں کوئی دری بچھا دی جاوے تو فرمایا نہیں میں سونے کی غرض سے نہیں لیٹا تھا۔ کام میں آرام سے حرج ہوتا ہے اور یہ آرام کے دن نہیں ہیں۔"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ، مصنفہ حضرت یعقوب علی عرفانیؓ، حصہ سوم، صفحہ ۳۱۹، ۳۲۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ انسان جو اس مسافر خانہ میں آتا ہے اس کی اصل غرض کیا ہے؟ اصل

غرض انسان کی خِلقت کی یہ ہے کہ وہ اپنے ربّ کو پہچانے۔ اور اُس کی فرمانبرداری کرے۔" (ملفوظات، جلد ۴ صفحہ ۱۳۷)

نیز فرمایا:

"چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔" (کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲)

بَاب ٤ : فِي الْأَمَلِ وَطُولِهِ

آرزو اور طول امل کے متعلق

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران: ١٨٦) ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○ (الحجر: ٤) وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ارْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَارْتَحَلَتِ الْآخِرَةُ مُقْبِلَةً وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُونَ فَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلٌ بِمُزَحْزِحِهٖ (البقرة: ٩٧) بِمُبَاعِدِهِ.

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جس کو آگ سے ہٹا دیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو وہ یقیناً اپنی مراد کو پہنچے گا اور دنیا کی زندگی تو صرف ایک دھوکے کا سامان ہے۔ (اور فرمایا:) اُنہیں چھوڑ دو کہ وہ کھائیں اور مزے اُڑائیں اور آرزوئیں اُنہیں غفلت میں رکھیں۔ عنقریب اُنہیں معلوم ہو جائے گا اور حضرت علی بن ابی طالبؓ نے کہا کہ دنیا تو پیٹھ موڑتے ہوئے کوچ کر گئی اور آخرت سامنے سے چلی آ رہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں اس لئے تم آخرت کے بیٹے بنو اور دنیا کے بیٹے نہ بنو کیونکہ آج تو عمل کرنا ہے اور حساب نہیں اور کل حساب ہونا ہے اور عمل نہیں۔ بِمُزَحْزِحِہ کے معنی ہیں اس کو دور کرنے والا، ہٹانے والا۔

٦٤١٧: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ

٦۴۱۷: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان

قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مُنْذِرٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلَى هَذَا الَّذِي فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الْوَسَطِ وَقَالَ هَذَا الْإِنْسَانُ وَهَذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ – أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهِ– وَهَذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهَذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ فَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَشَهُ هَذَا وَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَشَهُ هَذَا.

(ثوری) سے، انہوں نے کہا میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے منذر سے، منذر نے ربیع بن خثیم سے، ربیع نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع شکل بنائی اور ایک لکیر اس کے درمیان میں کھینچی جو اس مربع سے باہر نکلی ہوئی تھی اور آپؐ نے اس درمیانی لکیر پر اس کے اس حصے کی طرف جو مربع کے درمیان ہے کچھ لکیریں کھینچیں اور فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی اجل ہے جو اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے یا (فرمایا:) جس نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور یہ جو باہر ہے یہ اس کی آرزو ہے اور یہ جو چھوٹی چھوٹی لکیریں ہیں یہ حادثات ہیں۔ اگر اس حادثہ سے بچ نکلا تو یہ حادثہ اس کو دانتوں سے پکڑ لے گا اگر اُس سے بچ نکلا تو یہ پکڑ لے گا۔

٦٤١٨: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بنِ مالكٍ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوطًا فَقَالَ هَذَا الْأَمَلُ وَهَذَا أَجَلُهُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ.

۶۴۱۸: مسلم (بن ابراہیم) نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے۔ اسحاق نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لکیریں کھینچیں۔ پھر فرمایا: یہ آرزوئیں ہیں اور یہ اس کی اجل ہے اسی اثناء میں کہ وہ آرزوئیں رکھے ہوئے ہوتا ہے کہ اتنے میں نہایت ہی قریب کی لکیر آ پہنچی ہے۔

تشریح: فِي الْأَمَلِ وَطُولِهِ: آرزو اور طول امل کے متعلق۔ زیرِ باب تین آیات اور دو احادیث سے انسانی فطرت میں پائی جانے والی آرزوؤں اور خواہشوں کو بیان کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نقشہ بنا کر اس کی بہت سادہ اور عام فہم وضاحت فرمائی ہے کہ انسانی زندگی محدود ہے اور اس محدود زندگی میں بھی اس قدر خطرات لاحق ہیں جو اسے اور بھی چھوٹا اور مختصر کر سکتے ہیں۔ انسان اس فکر کو محسوس کرنے کی بجائے ایسی دنیاوی آرزوؤں اور خواہشات کے ساتھ جیتا ہے جن کی کوئی انتہاء نہیں۔ امام بخاریؒ نے اس مضمون کو حضرت علیؓ کے قول سے ایک اور زاویہ سے واضح کیا ہے کہ دنیا تو پیچھے کی طرف جا رہی ہے۔ اور آخرت سامنے سے آ رہی ہے۔ پس جو دنیا ناپائیدار ہے جو اپنے خاتمہ کی طرف بڑھ رہی ہے، اس کے پیچھے بھاگنے کی بجائے جو سامنے سے آ رہی ہے اس کے استقبال کی تیاری کرو۔ ابناء دنیا نہ بنو بلکہ ابناء آخرت بنو۔ دنیا اور اس کی خواہشات نے تو لازماً ختم ہونا ہے ان سے اس طرح دل نہ لگاؤ کہ جب وہ ختم ہوں تو تمہارے اندر حسرت اور ان کی طلب کی آگ لگ جائے کیونکہ یہ آگ بجھنے کے ذرائع ختم ہو جائیں گے اور تمہاری یہ آگ آخرت میں بھی آگ بن کر جلائے گی۔ ہوش کرو اور جہنم سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"لذات دنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں۔ استسقاء کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھتی۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس یہ بے جا آرزو اور حسرتوں کی آگ بھی منجملہ اِسی جہنم کی آگ کے ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی، بلکہ اس کو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطاں و پیچاں رکھتی ہے۔ اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زن و فرزند کی محبت کے جوش اور نشے میں ایسا دیوانہ اور از خود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا میں ایک حجاب پیدا ہو جاوے۔ مال اور اولاد اسی لئے تو فتنہ کہلاتی ہے۔ اُن سے بھی انسان کے لئے ایک دوزخ تیار ہوتا ہے اور جب وہ اُن سے الگ کیا جاتا ہے تو سخت بے چینی اور گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے اور اس طرح پر یہ بات کہ نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ ○ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ○ (الھمزۃ:۷،۸) منقولی رنگ میں نہیں رہتا بلکہ معقولی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پس یہ آگ جو انسانی دل کو جلا کر کباب کر دیتی ہے اور ایک جلے ہوئے کوئلے سے بھی سیاہ اور تاریک بنا دیتی ہے۔ یہ وہی غیر اللہ کی محبت ہے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۷۱)

بَاب ۵: مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ اللهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ

جو ساٹھ سال کو پہنچ گیا تو پھر اللہ اس کو اتنی عمر دے چکا کہ اب اس کے لئے کوئی عذر کرنے کی گنجائش نہ رہی

لِقَوْلِهِ تَعَالَى أَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ. (فاطر: ۳۸)

اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق: کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس میں جو شخص چاہتا سمجھ لیتا اور تمہارے پاس ایک آگاہ کرنے والا بھی آیا۔

٦٤١٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْذَرَ اللهُ إِلَى امْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتَّى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً. تَابَعَهُ أَبُو حَازِمٍ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ.

۶۴۱۹: عبدالسلام بن مُطہّر نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن علی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معن بن محمد غفاری سے، معن نے سعید بن ابی سعید مقبری سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے اس آدمی کے لئے کوئی عذر نہیں چھوڑا جس کو اس کی عمر میں اتنی مہلت دی کہ اس کو ساٹھ سال تک پہنچا دیا۔ (معن کی طرح) ابوحازم اور (محمد) بن عجلان نے بھی مقبری سے اس حدیث کو روایت کیا۔

٦٤٢٠: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي

۶۴۲۰: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوصفوان عبداللہ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے کہا مجھے سعید بن مسیب نے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: دو باتوں کے متعلق بوڑھے کا دل جوان ہی رہتا ہے۔ دنیا کی

اثْنَتَيْنِ فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُولِ الْأَمَلِ. قَالَ لَيْثٌ عَنْ يُونُسَ وَابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ.

محبت اور طول امل۔ (لمبی آرزوئیں) لیث نے یونس (بن یزید) سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا اور ابن وہب نے بھی یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے نقل کیا۔ اُنہوں نے کہا: مجھے سعید اور ابوسلمہ نے بتایا۔

٦٤٢١: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَتَانِ حُبُّ الْمَالِ وَطُولُ الْعُمُرِ. رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.

۶۴۲۱: مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (دستوائی) نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ دو باتیں بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔ مال کی محبت اور درازیٔ عمر کی خواہش۔ اس کو شعبہ نے بھی قتادہ سے روایت کیا۔

تشریح: مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ اللهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ: جو ساٹھ سال کو پہنچ گیا تو پھر اللہ اس کو اتنی عمر دے چکا کہ اب اس کے لئے کوئی عذر کرنے کی گنجائش نہ رہی۔ ساٹھ سال ایک ایسی اوسط عمر ہے جو قریباً دنیا کے ہر معاشرے میں پائی جاتی ہے۔ استثنائی مثالیں چاہے زیادہ بھی ہوں مگر ساٹھ سال کی اس اوسط عمر سے زیادہ نہیں ہوں گی۔ اور یہ عرصۂ حیات کام کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔ جس نے بے کار اور بے مقصد زندگی گزارنی ہے وہ سو سال بھی جی لے تو بے معنی ہے۔ بامقصد اور بامراد ساٹھ سال انسان کا بہترین وقت ہے دنیا کے اکثر ممالک میں کام کی عمر ساٹھ سال ہی سمجھی جاتی ہے اس لیے ساٹھ سال کی عمر کے بعد ریٹائرمنٹ دے دی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبی عمر کے ساتھ حسنِ عمل کو مشروط کیا ہے جیسا کہ ایک حدیث ہے أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ؟ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ، وَحَسُنَ عَمَلُهُ[1] کہ ایک اعرابی نے پوچھا یارسول اللہ لوگوں میں سے بہترین کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جس کی عمر لمبی ہوئی اور عمل اچھے ہوئے۔ حسنِ عمل کی بہترین شکل یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے دین کے لیے وقف کر دے یہ وقف طولِ عمر اور حسنِ عمل میں بڑھانے کا بہترین اور آزمودہ نسخہ ہے۔

[1] (سنن الترمذی، ابواب الزھد، بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْعُمُرِ لِلْمُؤْمِنِ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے، خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے۔ یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے دھوکہ نہیں چلتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دھوکہ دیتا ہے وہ اس کی پاداش میں ہلاک ہو جاوے گا۔ پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے، یونہی چلی جاتی ہے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۶۳)

بَاب ٦: الْعَمَلُ الَّذِي يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ

وہ کام جس کے ذریعہ سے اللہ کی رضامندی کی خواہش کی جائے۔

فِيهِ سَعْدٌ.

اس کے متعلق حضرت سعد (بن ابی وقاصؓ) نے روایت کیا۔

٦٤٢٢: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ وَزَعَمَ مَحْمُودٌ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ فِي دَارِهِمْ.

۶۴۲۲: معاذ بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا معمر نے ہمیں خبر دی، اُنہوں نے زہری سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: مجھے حضرت محمود بن ربیع (انصاریؓ) نے بتایا اور حضرت محمودؓ کا خیال تھا کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یاد ہے اور کہا وہ کُلّی بھی یاد ہے جو آپؐ نے ایک ڈول سے جو ان کے گھر میں تھا، لے کر ڈالی تھی۔

أطرافه: ٧٧، ١٨٩، ٨٣٩، ١١٨٥، ٦٣٥٤۔

٦٤٢٣: قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ

۶۴۲۳: اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت عتبان

الأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِي سَالِمٍ قَالَ غَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنْ يُوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ. يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ النَّارَ.

بن مالک انصاریؓ سے سنا جو بنی سالم کے قبیلے میں سے ایک شخص تھے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس صبح کو آئے آپؐ نے فرمایا: قیامت کے دن جو بندہ بھی یہ اقرار کرتے ہوئے آئے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس سے وہ اللہ کی رضامندی چاہتا ہو گا تو ضرور ہی اللہ اس پر آگ کو حرام قرار دے گا۔

أطرافه: ٤٢٤، ٤٢٥، ٦٦٧، ٦٨٦، ٨٣٨، ٨٤٠، ١١٨٦، ٤٠٠٩، ٤٠١٠، ٥٤٠١، ٦٩٣٨۔

٦٤٢٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ.

۶۴۲۴: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا۔ یعقوب بن عبدالرحمٰن نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو سے، عمرو نے سعید مقبری سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے لیے اپنے مومن بندے کے لیے اس سے بہتر جزا نہیں ہے جب میں اپنے مومن بندہ کی دنیا میں کوئی پیاری چیز لیتا ہوں اور وہ راضی برضا رہتا ہے تو اس کا بدلہ یقینی جنت ہے۔

بَاب ٧: مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهَرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسُ فِيهَا

دنیا کی زیبائش اور اس کی خواہش سے جو ڈرایا جاتا ہے

٦٤٢٥: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

۶۴۲۵: اسماعیل بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے مجھ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی کہ ابنِ شہاب نے کہا: عروہ بن زبیر نے

أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ كَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِهِ فَوَافَقَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ وَأَنَّهُ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

مجھے بتایا کہ حضرت مسور بن مخرمہؓ نے انہیں خبر دی کہ حضرت عمرو بن عوفؓ جو بنو عامر بن لوئی کے حلیف اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک تھے، نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو بحرین کی طرف جزیہ لینے کے لئے بھیجا اور رسول اللہ ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حضرمیؓ کو امیر مقرر کیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ بحرین سے مال لے کر آئے اور انصار نے حضرت ابوعبیدہؓ کے آنے سے متعلق سنا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آکر صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپؐ نے (نماز کے بعد) اُن کی طرف رُخ کیا۔ صحابہ آپؐ کے سامنے آبیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو دیکھا تو آپؐ مسکرائے اور فرمایا: میں سمجھتا ہوں تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہؓ کچھ لے آئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: پھر تمہیں بشارت ہو اور اسی بات کی اُمید رکھو جو تمہیں خوش کرے گی۔ بخدا! تمہارے متعلق مجھے محتاجی کا اندیشہ نہیں۔ بلکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں دنیا تمہارے لئے اس طرح فراخ نہ ہو جائے جیسے ان لوگوں کے لئے فراخ کی گئی جو تم سے پہلے تھے اور تم اس میں ایک دوسرے سے بڑھ کر خواہش کرو جیسا کہ انہوں نے اس کے

فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ.

متعلق خواہش کی اور تمہیں اس طرح غافل کر دے جیسا کہ ان کو غافل کیا۔

أطرافه: ٣١٥٨، ٤٠١٥۔

٦٤٢٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا.

٦٤٢٦: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے، یزید نے ابوالخیر سے، ابوالخیر نے حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لے گئے اور اُحد والوں کا اُسی طرح نماز جنازہ پڑھا جس طرح کہ آپؐ میت کا جنازہ پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپؐ منبر پر آئے اور فرمایا: میں تمہارا پیشرو ہوں اور میں تمہارے متعلق گواہ ہوں اور میں اللہ کی قسم اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا فرمایا زمین کی چابیاں دی گئی ہیں اور بخدا مجھے تمہارے متعلق یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے بلکہ مجھے تمہارے متعلق یہ ڈر ہے کہ کہیں دنیا میں ایک دوسرے کی ریس نہ کرنے لگ جاؤ۔

أطرافه: ١٣٤٤، ٣٥٩٦، ٤٠٤٢، ٤٠٨٥، ٦٥٩٠۔

٦٤٢٧: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَكْثَرَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ

٦٤٢٧: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے زید بن اسلم سے، زید نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے متعلق زیادہ جو

مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ قِيلَ وَمَا بَرَكَاتُ الْأَرْضِ قَالَ زَهْرَةُ الدُّنْيَا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِينِهِ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِينَ طَلَعَ لِذَلِكَ قَالَ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرَةِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ هُوَ وَإِنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ.

میں ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تمہارے لئے زمین کی برکتیں نکالے گا۔ پوچھا گیا: زمین کی برکتیں کیا ہوتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: دنیا کی زیبائش۔ اس پر ایک شخص نے آپؐ سے پوچھا: کیا اچھی چیز بھی شر کو لاتی ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ پھر آپؐ اپنی پیشانی سے (پسینہ) صاف کرنے لگے اور فرمایا: وہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں یہ ہوں۔ حضرت ابو سعیدؓ کہتے تھے: ہم نے اسے اچھا سمجھا جب وہ سامنے آیا آپؐ نے فرمایا: خیر خیر کو ہی لاتی ہے۔ یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے۔ مگر یہ تو دیکھو کہ جب موسم بہار میں گھاس اُگتی ہے تو وہ اس (جانور) کو مار ڈالتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے (جسے کھانے سے اپھارہ ہو جاتا ہے۔) مگر وہ (جانور) جو ہری گھاس کھاتا ہے اور جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جاتی ہیں۔ وہ سورج کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہے۔ وہ جگالی کرتا ہے اور بول و براز کرتا ہے۔ پھر چرتا پھرتا ہے (تو وہ پچ جاتا ہے) دیکھو یہ مال بھی ہرا بھرا اور میٹھا ہے جس نے صحیح طریقے سے اس کو لیا اور صحیح طور پر اسے خرچ کیا تو پھر کیا ہی اچھا ہے یہ مددگار اور جس نے ناجائز طور پر اسے لیا تو وہ اس شخص کی طرح ہو گا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

أطرافه: ۹۲۱، ۱٤٦٥، ۲۸٤۲۔

٦٤٢٨: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَمَا أَدْرِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَوْلِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذُرُونَ وَلَا يُوْفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ.

۶۴۲۸: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا میں نے ابو جمرہ سے سنا۔ اُنہوں نے کہا زہدم بن مضرب نے مجھے بتایا۔ زہدم نے کہا میں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سنا اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: تم میں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں۔ پھر وہ جو اُن کے معاً بعد آنے والے ہیں۔ حضرت عمرانؓ کہتے تھے: میں نہیں جانتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول کے بعد دو دفعہ یا تین دفعہ فرمایا: پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہ بن کر آئیں گے حالانکہ ان کو گواہی کے لئے نہیں بلایا جائے گا اور خیانت کریں گے اور انہیں امین نہیں سمجھا جائے گا اور منتیں مانیں گے اور پوری نہیں کریں گے اور اُن میں موٹاپا نمایاں ہو گا۔

أطرافه: ٢٦٥١، ٣٦٥٠، ٦٦٩٥۔

٦٤٢٩: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَتُهُمْ

۶۴۲۹: عبدان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو حمزہ سے، ابو حمزہ نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم سے، ابراہیم نے عبیدہ سے، عبیدہ نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے، حضرت عبداللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: بہتر لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں۔ پھر وہ جو اُن کے معاً بعد۔ پھر وہ جو اُن کے معاً بعد

أَيْمَانَهُمْ وَأَيْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ.

ہوں گے۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کی گواہی ان کی قسموں سے پہلے ہو گی اور ان کی قسمیں ان کی گواہی سے پہلے ہوں گی۔

أطرافه: ٢٦٥٢، ٣٦٥١، ٦٦٥٨۔

٦٤٣٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى يَوْمَئِذٍ سَبْعًا فِي بَطْنِهِ وَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِالْمَوْتِ إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا بِشَيْءٍ وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ.

۶۴۳۰: یحییٰ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ اسماعیل (بن ابی خالد کوفی) نے ہم سے بیان کیا۔ اسماعیل نے قیس (بن ابی حازم) سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت خبابؓ سے سنا اور انہوں نے ان دنوں اپنے پیٹ میں سات داغ لگوائے تھے اور کہتے تھے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعا کرنے سے ہمیں نہ روکا ہوتا تو میں ضرور ہی موت کی دعا کرتا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی چلے گئے اور دنیا نے ان کے ایمان کو کچھ کم نہیں کیا اور ہم نے اس دنیا سے اتنا حاصل کیا ہے کہ مٹی کے سوا اس کو رکھنے کی کوئی جگہ نہیں پاتے۔

أطرافه: ٥٦٧٢، ٦٣٤٩، ٦٣٥٠، ٦٤٣١، ٧٢٣٤۔

٦٤٣١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَهُوَ يَبْنِي حَائِطًا لَهُ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِينَ مَضَوْا لَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا شَيْئًا وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ شَيْئًا لَا

۶۴۳۱: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے، اسماعیل نے کہا قیس (بن ابی حازم) نے مجھے بتایا۔ وہ کہتے تھے: میں حضرت خبابؓ کے پاس آیا جبکہ وہ اپنی ایک دیوار بنا رہے تھے کہنے لگے: ہمارے ساتھی جو گزر گئے ہیں ان کے

نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا فِي التُّرَابِ.

ایمان کو دنیا نے کچھ کم نہیں کیا اور ہم نے ان کے بعد وہ کچھ حاصل کیا ہے کہ مٹی میں رکھنے کے سوا اَور کوئی جگہ نہیں پاتے۔

أطرافُه: ٥٦٧٢، ٦٣٤٩، ٦٣٥٠، ٦٤٣٠، ٧٢٣٤۔

٦٤٣٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ أَبِي وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[1]

۶۴۳۲: محمد بن کثیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (بن عیینہ) سے، سفیان نے اعمش سے، اعمش نے شقیق ابووائل سے، انہوں نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی پھر اپنی ہجرت کا واقعہ بیان کیا۔

أطرافُه: ١٢٧٦، ٣٨٩٧، ٣٩١٣، ٣٩١٤، ٤٠٤٧، ٤٠٨٢، ٦٤٤٨۔

تشریح: مَا يُحَذَّرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيهَا: دنیا کی زیبائش اور اس کی خواہش سے جو ڈرایا جاتا ہے۔ زیرِ باب احادیث میں انسان کو سمجھایا گیا ہے کہ دنیا کی رونق اور تروتازگی کہیں اسے آخرت سے غافل نہ کر دے۔ یہ دنیا دارالامتحان ہے اور انسان کا اس دنیا میں آنے کا اصل مقصد خدا کی عبادت کرنا ہے۔ اگر انسان اپنے بنیادی مقصد سے پہلو تہی کر کے دنیا کا غلام بن جائے اور دنیاوی دھندوں میں پڑ کر خدا کو بھول جائے تو اس نے اپنی تخلیق کے مقصد کو ضائع کر دیا۔

علامہ ابنِ حجر لکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت کے متعلق دنیاداری کا خوف اس علم کی بناء پر تھا کہ آپؐ کو علم دیا گیا کہ آپؐ کی اُمت پر مال کی کشائش ہو گی اور وہ دنیادار بن جائیں گے۔ (فتح الباری، جزء ۱۱ صفحہ ۲۹۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

> ”جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ دنیا کو ترک کرتے ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ وہ دنیا کو اپنا مقصود اور غایت نہیں ٹھہراتے اور دنیا ان کی خادم اور غلام ہو جاتی ہے۔ جو لوگ بر خلاف اس کے دنیا کو اپنا اصل مقصود ٹھہراتے ہیں خواہ وہ دنیا کو کسی قدر بھی حاصل کر لیں مگر آخر کار ذلیل ہوتے ہیں۔“ (ذکر حبیب صفحہ ۱۰۵)

آپ مزید فرماتے ہیں:

> ”میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان سست ہو جاویں۔ اسلام کسی کو سست نہیں بناتا۔

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں ”قَصَّهُ“ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۲۹۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

اپنی تجارتوں اور ملازمتوں میں بھی مصروف ہوں مگر میں یہ نہیں پسند کرتا کہ خدا کے لئے ان کا کوئی وقت بھی خالی نہ ہو۔ ہاں تجارت کے وقت پر تجارت کریں اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو اس وقت بھی مدنظر رکھیں تاکہ وہ تجارت بھی ان کی عبادت کا رنگ اختیار کرلے۔ نمازوں کے وقت پر نمازوں کو نہ چھوڑیں۔ ہر معاملہ میں کوئی ہو دین کو مقدم کریں۔ دنیا مقصود بالذات نہ ہو اصل مقصود دین ہو پھر دنیا کے کام بھی دین ہی کے ہوں گے۔ صحابہ کرام کو دیکھو کہ انہوں نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی خدا کو نہیں چھوڑا۔ لڑائی اور تلوار کا وقت ایسا خطرناک ہوتا ہے کہ محض اس کے تصور سے ہی انسان گھبرا اُٹھتا ہے۔ وہ وقت جبکہ جوش اور غضب کا وقت ہوتا ہے ایسی حالت میں بھی وہ خدا سے غافل نہیں ہوئے، نمازوں کو نہیں چھوڑا۔ دعاؤں سے کام لیا۔ اب یہ بدقسمتی ہے یوں تو ہر طرح سے زور لگاتے ہیں بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں جلسے کرتے ہیں کہ مسلمان ترقی کریں مگر خدا سے ایسے غافل ہوتے ہیں کہ بھول کر بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ پھر ایسی حالت میں کیا اُمید ہوسکتی ہے کہ ان کی کوششیں نتیجہ خیز ہوں... یاد رکھو جب تک لاالہ الااللہ دل وجگر میں سرایت نہ کرے اور وجود کے ذرہ ذرہ پر اسلام کی روشنی اور حکومت نہ ہو کبھی ترقی نہ ہوگی۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۱۰)

بَاب ۸

قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○ (فاطر: ۶،۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا یعنی اے لوگو! اللہ کا وعدہ اٹل ہے اس لئے دنیا کی زندگی تمہیں کہیں دھوکا نہ دے اور دغاباز تمہیں اللہ کے متعلق دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن ہی سمجھتے رہو وہ اپنے گروہ کو صرف اس لئے بلا رہا ہے کہ وہ بھی دوزخی بن جائیں۔

جَمْعُهٗ سُعُرٌ. قَالَ مُجَاهِدٌ الْغَرُوْرُ سعیر کی جمع سُعُر ہے۔ مجاہد نے کہا: الْغَرُور گمراہ

الشَّيْطَانُ.

دھوکہ باز، اس سے مراد شیطان ہے۔

٦٤٣٣: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْقُرَشِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ ابْنَ أَبَانَ أَخْبَرَهُ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِطَهُورٍ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِي هَذَا الْمَجْلِسِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هَذَا الْوُضُوءِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْتَرُّوا.

۶۴۳۳: سعد بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان (بن عبدالرحمٰن) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ سے، یحییٰ نے محمد بن ابراہیم قُرشی سے، محمد نے کہا معاذ بن عبدالرحمٰن نے مجھے بتایا کہ ابن ابان نے انہیں خبر دی کہ اُنہوں نے کہا: میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے لئے وضو کا پانی لایا اور وہ مقاعد[1] میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا۔ پھر کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے وضو کیا تھا جبکہ آپؐ یہیں بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: جس نے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر مسجد میں آکر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر وہاں بیٹھ گیا تو جو قصور بھی اس کا ہو چکا ہے اس پر پردہ پوشی کرتے ہوئے اس سے درگزر کیا جائے گا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دھوکے میں نہ رہنا۔

أطرافه: ١٥٩، ١٦٠، ١٦٤، ١٩٣٤۔

بَاب ٩: ذَهَابُ الصَّالِحِينَ وَيُقَالُ الذِّهَابُ الْمَطَرُ

نیکوں کا چلے جانا اور الذِّھَاب بارش کو بھی کہا جاتا ہے

٦٤٣٤: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ

۶۴۳۴: یحییٰ بن حماد نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے بیان (بن بشر)

[1] یہ مدینہ میں ایک مقام ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۴۳)

بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَيَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيرِ أَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيهِمُ اللهُ بَالَةً. (قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ يُقَالُ حُفَالَةٌ وَحُثَالَةٌ.)

سے، بیان نے قیس بن ابی حازم سے، قیس نے مرداس اسلمی سے روایت کی انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک لوگ جو پہلے ہیں وہ پہلے چلے جائیں گے اور جَو کے بھوسے کی طرح یا (فرمایا) ردی کھجور کی طرح کچھ ردّی لوگ رہ جائیں گے اللہ ان کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرے گا۔ ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا: حُفَالَةٌ بھی کہتے ہیں اور حُثَالَةٌ بھی کہتے ہیں۔

طرفه: ٤١٥٦۔

بَاب ١٠: مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ

مال کے فتنے سے بچنا

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (التغابن: ١٦)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تمہارے مال اور تمہاری اولاد محض ایک آزمائش ہیں۔

٦٤٣٥: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ وَالْخَمِيصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ.

٦٤٣٥: یحییٰ بن یوسف نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحصین سے، ابوحصین نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دینار اور درہم کا بندہ اور چادر اور کملی کا بندہ بہت ہی بدبخت ہے اگر اسے کچھ دیا جائے تو خوش ہو گیا اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو گیا۔

أطرافه: ٢٨٨٦، ٢٨٨٧۔

٦٤٣٦: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ

٦٤٣٦: ابوعاصم نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے

ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ.

طرفه: ٦٤٣٧۔

ابن جریج سے، ابن جریج نے عطاء (بن ابی رباح) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اگر ابن آدم کے لئے دو وادیاں بھی مال کی (بھری ہوئی) ہوتیں تو ضرور ہی تیسری وادی بھی ڈھونڈتا اور بنی آدم کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھرتی ہے اور اللہ اس پر رحم کرتا ہے جو توبہ کرے۔

٦٤٣٧: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِلْءَ وَادٍ مَالًا لَأَحَبَّ أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ مِثْلَهُ وَلَا يَمْلَأُ عَيْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَا أَدْرِي مِنَ الْقُرْآنِ هُوَ أَمْ لَا قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

طرفه: ٦٤٣٦۔

۶۴۳۷: محمد (بن سلام) نے مجھ سے بیان کیا کہ مخلد (بن یزید) نے ہمیں بتایا۔ ابن جریج نے ہمیں خبر دی۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے سنا۔ وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اگر ابن آدم کے لئے بھری وادی جتنا مال ہو تا تو وہ ضرور چاہتا کہ اس کو اتنا ہی اور مل جائے اور ابن آدم کی آنکھ کو صرف مٹی ہی بھرتی ہے اور اللہ اس پر رحم کرتا ہے جو توبہ کرے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن سے ماخوذ ہے یا نہیں۔ کہتے تھے: اور میں نے ابن زبیرؓ سے سنا کہ وہ یہ بات منبر پر کھڑے کہہ رہے تھے۔

٦٤٣٨: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيلِ

۶۴۳۸: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن سلیمان بن غسیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِمَكَّةَ فِي خُطْبَتِهِ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ أُعْطِيَ وَادِيًا مَلآنَ[1] مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ أُعْطِيَ ثَانِيًا أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَالِثًا وَلَا يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ.

عباس بن سہل بن سعد سے روایت کی انہوں نے کہا۔ میں نے حضرت ابن زبیرؓ سے سنا جبکہ وہ مکہ میں منبر پر کھڑے اپنی تقریر کر رہے تھے کہتے تھے: اے لوگو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اگر ابن آدم کو ایک وادی بھی سونے کی بھری ہوئی دی جائے تو وہ اس کے ساتھ دوسری بھی چاہے گا اور اگر دوسری بھی دی جائے تو اس کے ساتھ تیسری بھی چاہے گا اور مٹی ہی ابن آدم کے پیٹ کو بھر سکتی ہے اور اللہ رحم کرتا ہے اس پر جس نے توبہ کی۔

٦٤٣٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ.

۶۴۳۹: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالکؓ نے مجھے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ابن آدم کے لئے سونے کی ایک وادی بھی ہو تو وہ چاہے گا کہ اس کے لئے دو وادیاں ہوں اور اس کے منہ کو کبھی کوئی چیز نہ بھرے گی مگر مٹی ہی اور اللہ رحم کرتا ہے اس پر جس نے توبہ کی۔

٦٤٤٠: وَقَالَ لَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُبَيٍّ قَالَ كُنَّا نَرَى هَذَا مِنَ الْقُرْآنِ

۶۴۴۰: اور ابوالولید نے ہم سے کہا کہ ہمیں حماد بن سلمہ نے بتایا۔ اُنہوں نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں "مَلأ" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۳۰۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

حَتّٰی نَزَلَتْ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ.

اُبَیّ (بن کعبؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم سمجھا کرتے تھے یہ قول قرآن میں ہے یہاں تک کہ سورۃ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی۔

تشریح: مَا يُتَّقٰى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ: مال کے فتنے سے بچنا۔ زیر باب آیت میں مال اور اولاد کو فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ اور زیر باب احادیث میں انسان کے مال کی حرص کو بیان کیا ہے۔ فتنہ سے کیا مراد ہے اہل لغت لکھتے ہیں فَتَنَ يَفْتِنُ فَتْنًا وَ فُتُوْنًا کے معنے ہیں سونے چاندی و دیگر معدنیات کو جانچنے کے لیے آگ میں پگھلانا۔ فَتَنَهُ بِشَیْءٍ أَوْ فِيْهِ کسی چیز میں مبتلا کرنا کسی چیز سے آزمانا۔ فَتَنَهُ الشَّیْءُ فُلَانًا: گرویدہ بنانا۔ فریفتہ کرنا۔ فَتَنَهُ فلانًا عَنِ الشیء ہٹانا، باز رکھنا، بھٹکانا۔ تَفَاتَنَ الرِّجَال: مردوں کا باہم جنگ کرنا اور مصیبت میں پڑنا (القاموس الوحید- فَتَنَ) لغت کے بیان کردہ یہ معنے مال اور اولاد کے لیے مختلف جہات میں دکھائی دیتے ہیں مثلاً آگ میں ڈال کر پگھلانا اور کھرے کھوٹے میں فرق معلوم کرنا۔ اللہ تعالیٰ انسان کو مال اور اولاد کے ذریعہ آزماتا ہے کہ میری محبت میں کون کھرا اور کون کھوٹا ہے۔ جب ان دونوں محبتوں کا مقابلہ ہو یعنی اللہ کی محبت اور اس کے مقابل مال اور اولاد کی محبت تو یہ آزمائش انسان کی حقیقت کو کھول دیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت کو بھی اسی پیمانہ سے ماپنے کا فرمایا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ... حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ (کامل) مؤمن نہیں بن سکتا، جب تک میں اسے اس کے اہل اور اس کے مال اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

فَتَنَهُ الشَّیْءُ فُلَانًا: گرویدہ کرنا فریفتہ کرنا دیوانہ بنانا یہ فتنہ بھی مال اور اولاد کے مقابل اللہ سے اپنی محبت اور وارفتگی سے ثابت کرتا ہے کہ وہ کس کا گرویدہ ہے اور کس پر فریفتہ ہے۔

مال و دولت کی یہ آگ کیسے سرد ہو سکتی ہے اور یہ انقلاب کیسے برپا ہو سکتا ہے کہ دنیا کی محبت خدا کی محبت میں بدل جائے؟ اسلام اپنی کامل تعلیم کے ساتھ بانیٔ اسلام حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ برپا ہونے والے انقلاب کو صحابہ کے عملی نمونہ کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور قوتِ قدسیہ نے صحابہ کے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کی کہ خدا کے مقابل اُنہیں نہ اپنی جان کی پرواہ تھی نہ مال کی نہ اولاد کی۔ ان کے رگ وریشہ میں خدا کی محبت ایک دائمی یاد اور ذکر سے ایسی عبارت تھی کہ خدا کی محبت کے مقابل کوئی چیز انہیں اپنی طرف مائل نہیں کر سکتی تھی۔ اُن کے اندر پیدا ہونے والی اس تبدیلی کی گواہی خود خدا نے دی فرمایا رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (النور: ۳۸، ۳۹) کچھ مرد جن کو اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تجارت اور

[1] (صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَابُ وُجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنَ الْأَهْلِ وَالْوَلَدِ)

نہ سودا بیچنا غافل کرتا ہے۔ وہ اُس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں پلٹ جائیں گی نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ اُن کو اُن کے اعمال کی بہتر سے بہتر جزا دے گا اور ان کو اپنے فضل سے (مال واولاد میں) بڑھا دے گا اور اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

وَالْقَطِيفَةُ: هِيَ الثَّوْبُ الَّذِي لَهُ خَمْلٌ۔ قطیفہ بنیادی طور پر ریشمی کمبل یا ریشم کی بنی گرم چادر کو کہتے ہیں۔

وَالْخَمِيصَةُ: الْكِسَاءُ الْمُرَبَّعُ۔ خمیصہ چوکور چادر کو کہتے ہیں۔

تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ: درہم و دینار کا بندہ ہلاک ہو گیا۔ اس میں درہم و دینار کا مالک نہیں بلکہ "عَبْد" یعنی غلام کہا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ درہم و دینار کا مالک نہیں بلکہ درہم و دینار اس کے مالک ہیں اور وہ ان کا بندہ ہے یہی وہ مال کی حرص و ہوا ہے جو ان لوگوں کو اپنا غلام بنا لیتی ہے۔ اس غلامی سے نکال کر خالق و مالک کی غلامی میں لانا تخلیقِ انسان کا مقصد ہے۔ فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○ (الذاریات:۵۷) اور میں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ خدا نے اپنا عبد بنانے کے لیے پیدا کیا ہے اور جو اُس کا ہو جائے۔ اُس کے متعلق وہ فرماتا ہے "جے تُوں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو" (البدر جلد ۲ نمبر ۱۶ مؤرخہ ۸ مئی ۱۹۰۳ء حاشیہ صفحہ ۱۲۳) یعنی اگر تو میرا ہو جائے تو ساری دنیا تیری ہو جائے۔

علامہ طیبی نے کہا یہاں عبد کے لفظ کو خاص کیا ہے تا کہ یہ بتایا جائے کہ وہ دنیا کی محبت اور اس کی شہوات میں اس طرح ڈوبا ہوا ہے کہ جیسے کوئی کسی کی قید میں ہو اور اس سے رہائی کی کوئی راہ نہ پاتا ہو مالک الدینار اور جامع الدینار نہیں فرمایا کیونکہ قابلِ مذمت، ضرورت سے زیادہ کا مالک بننا اور زیادہ جمع کرنا ہے۔ اور بعض نے کہا مال کی حرص اور شغف کی وجہ سے اُسے "عبد" کہا ہے کیونکہ جو سفلی خواہشات کا غلام ہو جائے وہ اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتا۔
(فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (الانفال:۲۹) اَمْوَالُكُمْ میں عورتیں داخل ہیں۔ عورت چونکہ پردہ میں رہتی ہے، اس لئے اس کا نام بھی پردہ ہی میں رکھا ہے اور اس لئے بھی کہ عورتوں کو انسان مال خرچ کر کے لاتا ہے۔ مال کا لفظ مائل سے لیا گیا ہے۔ یعنی جس کی طرف طبعاً توجہ اور رغبت کرتا ہے۔ عورت کی طرف بھی چونکہ طبعاً توجہ کرتا ہے، اس لئے اس کو مال میں داخل فرمایا ہے۔ مال کا لفظ اس لئے رکھا تا کہ عام محبوبات پر حاوی نہ ہو۔ ورنہ اگر صرف نساء کا لفظ ہوتا تو اولاد اور عورت دو چیزیں قرار دی جاتیں۔ اور اگر محبوبات کی تفصیل کی جاتی، تو پھر دس جزو میں بھی ختم نہ ہوتا۔ غرض مال سے مراد كُلُّ مَا يَمِيلُ إِلَيْهِ الْقَلْبُ ہے۔ اولاد کا ذکر

اس لئے کیا کہ انسان اولاد کو جگر کا ٹکڑا اور اپنا وارث سمجھتا ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ اور انسان کے محبوبات میں ضد ہے۔ دونوں باتیں ایک جا جمع نہیں ہوسکتیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۰۳)

نیز آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۲ بچے فوت ہوئے۔ ایمان تو وہ ہوتا ہے جس میں لغزش نہ ہو اور ایسے ایمان والا خدا تعالیٰ کو بہت محبوب ہوتا ہے۔ ہاں اگر بچہ خدا سے زیادہ محبوب ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسا شخص خدا پر ایمان کا دعویٰ کر سکے۔ اور وہ کیوں ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ ہم نہیں جان سکتے کہ ہماری اولادیں کیسی ہوں گی۔ صالح ہوں گی یا بدمعاش۔ اور نہ اُن کے ہم پر کوئی احسان ہیں اور خدا کے تو ہم پر لاکھوں لاکھ احسان ہیں۔ پس سخت ظالم ہے وہ شخص کہ اس خدا سے تعلق توڑ کر اولاد کی طرف تعلق لگاتا ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ مخلوق کے حقوق کا بھی خیال رکھو۔ اگر خدا پر تمہارا کامل ایمان ہو تو پھر تو تمہارا یہ مذہب ہونا چاہیے کہ

ہر چہ از دوست میرسد نیکوست[1]

اور اس ایمان والے کے شیطان قریب بھی نہیں آتا۔"

(ملفوظات، جلد چہارم صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱)

نیز آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یقیناً سمجھو کہ میرے پیچھے آنا ہے اور سچے مسلمان بننا ہے تو پہلے بیٹوں کو مار لو۔ بابا فرید کا مقولہ بہت صحیح ہے کہ جب کوئی بیٹا مر جاتا تو لوگوں سے کہتے کہ ایک کتورہ (کُتّی کا بچہ) مر گیا ہے اس کو دفن کر دو۔

پس کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کر سکتا جب تک باوجود اولاد کے بے اولاد نہ ہو اور باوجود مال کے دل میں مفلس و محتاج نہ ہو اور باوجود دوستوں کے بے یار و مددگار نہ ہو۔ یہ ایک مشکل مقام ہے جو انسان کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اسی مقام پر پہنچ کر وہ سچا خدا پرست بنتا ہے۔" (ملفوظات، جلد پنجم صفحہ ۹۷)

---

[1] "دوست کی طرف سے آنے والی ہر چیز اچھی ہے"

بَاب ۱۱ : قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْمَالُ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: یہ مال ہرا بھرا شیریں ہے

وَ قَوْلُهُ تَعَالَى: زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا. (آل عمران: ۱۵) قَالَ عُمَرُ اللَّهُمَّ إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ إِلَّا أَنْ نَفْرَحَ بِمَا زَيَّنْتَهُ لَنَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ أُنْفِقَهُ فِي حَقِّهِ.

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: لوگوں کے لئے عورتوں اور بیٹوں اور ڈھیروں ڈھیر سونا اور چاندی اور نشان زدہ گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی باڑی کی خواہشوں کی محبت خوبصورت کی گئی ہے یہی دنیا کی زندگی کا سامان ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اے اللہ! جن چیزوں کو تو نے ہمارے لئے خوبصورت کیا ہے۔ ہم ان کی وجہ سے خوش ہونے سے نہیں رہ سکتے۔ اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ میں ان چیزوں کو وہاں خرچ کروں جہاں خرچ کرنے کا حق ہے۔

۶۴۴۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذَا الْمَالَ – وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ– خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ

۶۴۴۱: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا میں نے زہری سے سنا۔ زہری کہتے تھے مجھے عروہ اور سعید بن مسیب نے خبر دی۔ ان دونوں نے حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا تو آپؐ نے مجھے عطا کیا۔ پھر میں نے آپؐ سے مانگا۔ پھر آپؐ نے مجھے دیا۔ پھر میں نے آپؐ سے مانگا آپؐ نے دیا۔ پھر فرمایا: یہ مال اور کبھی سفیان نے یوں کہا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: حکیمؓ یہ مال ہرا بھرا شیریں ہے جس نے اس کو سیر چشمی سے لیا۔ اس

لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى.

میں اس کو برکت دی جائے گی اور جس نے اسے لالچ سے لیا تو اس میں اس کے لئے برکت نہیں ڈالی جائے گی اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے سیر نہیں ہوتا اور اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

أطرافه: ۱۴۲۷، ۱۴۷۲، ۲۷۵۰، ۳۱۴۳۔

تشریح: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْمَالُ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: یہ مال ہرا بھرا شیریں ہے۔ مال کے میٹھا اور ہرا بھرا ہونے سے اس کھیت کا نقشہ کھینچا ہے جو اپنی ہریالی کی وجہ سے نظروں کو بھاتا اور اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور میٹھا ہونے سے دنیوی لذات کی طرف اشارہ کیا ہے انسان کے اعضاء میں اللہ تعالیٰ نے خوبصورت مناظر اور ذائقوں کی لذت رکھی ہے اور ان لذات کو پورا کرنے کے لیے ان کے مناسبِ حال اشیاء میں وہ خاصیتیں رکھی ہیں اور یہ بھی جوڑوں کی صورت میں باہم اتصال سے حصولِ لذت کا باعث بنتے ہیں ان لذات سے حظ اٹھانا قطعاً منع نہیں اور نہ قابلِ مذمت ہے مگر یہ فیصلہ خالق نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے کہ جہاں جہاں اور جس جس صورت میں اور جس حد تک وہ ان لذات سے حظ اٹھانے کی اجازت و حکم دے گا اس کے مطابق انسان ان لذات سے فائدہ اٹھاتا ہے تو نہ صرف یہ کہ یہ ہرگز منع نہیں بلکہ امرِ الٰہی اور اذنِ الٰہی کے نتیجہ میں باعثِ ثواب اور رضامندیٔ مولا کا موجب ہیں۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ میاں بیوی کے تعلق کا اُن کو ثواب ملے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ انسان اپنی خواہش پوری کرتا ہے اس میں ثواب کیسا؟ فرمایا اگر وہ اذنِ الٰہی کے بغیر عمل کرے گا تو کیا اِس کا گناہ نہیں ہوگا؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں گناہ ہوگا۔ فرمایا تو اذنِ الٰہی سے وہی امر ثواب اور اجر کا باعث ہوگا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف) اسی نکتہ کو حضرت عمرؓ کے زیرِ باب قول میں بیان کیا گیا ہے۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ أُنْفِقَهُ فِي حَقِّهِ پس اگر خواہشات کا غلام ہو کر ان کو پورا کرتا ہے تو وہ مذموم ہے اور اگر عبد اللہ یعنی اللہ کا بندہ بن کر بحکمِ الٰہی و اذنِ الٰہی ان لذات سے حظ اٹھاتا ہے تو یہ ثواب اور رضائے الٰہی کا موجب ہے۔

بَاب ۱۲: مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ

جس نے اپنے مال کو آگے بھیج دیا تو وہی مال اس کا مال ہے

۶۴۴۲: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ۶۴۴۲: عمر بن حفص نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے

حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ قَالَ فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ.

باپ نے مجھے بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا ابراہیم تیمی نے مجھے بتایا، ابراہیم نے حارث بن سوید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون ایسا ہے کہ جس کو اپنے وارث کا مال خود اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اپنا مال زیادہ پیارا نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر اس کا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو اس نے پیچھے چھوڑ دیا۔

بَاب ۱۳: الْمُكْثِرُونَ هُمُ الْمُقِلُّونَ

جتنے زیادہ مال دار ہیں وہی زیادہ نادار ہوں گے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (هود:۱۶، ۱۷)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جو اس دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتے ہوں تو ہم ان کو ان کی محنتوں کا بدلہ جو انہوں نے اس کے حاصل کرنے کے لئے کی ہیں پورا پورا دیں گے اور انہیں اس میں کم نہیں دیا جائے گا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے کچھ نہیں اور دنیا میں جتنے کام انہوں نے کئے وہ سب رائیگاں گئے اور بے حقیقت ہے جو وہ کر رہے تھے۔

۶۴۴۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ

۶۴۴۳: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَحْدَهُ وَلَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِي فَقَالَ مَنْ هَذَا قُلْتُ أَبُو ذَرٍّ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ لِي إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ لِي اجْلِسْ هَا هُنَا قَالَ فَأَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِي اجْلِسْ هَا هُنَا حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى لَا أَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّي فَأَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ فَلَمَّا جَاءَ

جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالعزیز بن رُفیع سے، عبدالعزیز نے زید بن وہب سے، زید نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں ایک رات جو نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے جارہے ہیں اور آپؐ کے ساتھ کوئی آدمی نہیں۔ کہتے تھے: میں نے سمجھا کہ آپؐ ناپسند کرتے ہوں کہ آپؐ کے ساتھ کوئی چلے۔ کہتے تھے: میں چاند کے سایہ میں چلنے لگا۔ آپؐ جو مڑے تو مجھے دیکھ لیا۔ آپؐ نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا: ابوذر، اللہ مجھے آپؐ کے قربان کرے۔ فرمایا: ابوذر آجاؤ۔ کہتے تھے: میں آپؐ کے ساتھ کچھ دیر چلا تو آپؐ نے فرمایا: جو بہت دولتمند ہیں وہی قیامت کے دن نادار ہوں گے مگر وہ شخص نہیں جس کو اللہ نے دولت دی ہو اور اس نے اس کو اپنے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے لٹایا ہو اور اس مال سے اچھے کام کئے ہوں۔ کہتے تھے: میں آپؐ کے ساتھ کچھ دیر اور چلا تو آپؐ نے فرمایا، یہاں بیٹھ جاؤ۔ کہتے تھے۔ آپؐ نے مجھے ایک ہموار میدان میں بٹھا دیا جس کے آس پاس پتھر تھے۔ آپؐ نے فرمایا: یہیں بیٹھے رہو اس وقت تک کہ میں تمہارے پاس لوٹ آؤں۔ کہتے تھے۔ آپؐ پتھریلی زمین میں اتنی دور چلے گئے کہ میں آپؐ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور

لَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ ذَلِكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ قَالَ بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ نَعَمْ.

میرے پاس آنے میں دیر کی اور بہت ہی دیر کی۔ پھر میں نے آپؐ سے سنا جب کہ آپؐ آرہے تھے اور آپؐ یہ فرمارہے تھے۔ گو اس نے چوری کی ہو اور گو اس نے زنا کیا ہو۔ حضرت ابوذرؓ کہتے تھے۔ جب آپؐ آئے تو مجھ سے رہا نہ گیا میں نے پوچھا۔ اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ کے قربان کرے اس میدان کے ایک طرف کون باتیں کر رہا تھا؟ میں نے تو کسی کو نہیں سنا کہ آپ کو کچھ جواب دیتا ہو؟ آپؐ نے فرمایا: یہ جبریل علیہ السلام تھے جو حرہ کے کنارے میں میرے سامنے آئے اور کہا: اپنی اُمت کو بشارت دو کہ جو ایسی حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراتا ہوگا تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا: جبریل! اگرچہ اس نے چوری کی ہو اور اگرچہ اس نے زنا کیا ہو۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ (حضرت ابوذرؓ کہتے تھے) میں نے بھی کہا۔ اگرچہ اس نے چوری کی ہو اور اگر اس نے زنا کیا ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

قَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ وَحَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ وَالْأَعْمَشُ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ بِهَذَا.

نضر (بن شمیل) نے کہا کہ ہمیں شعبہ نے بتایا کہ حبیب بن ابی ثابت اور اعمش اور عبدالعزیز بن رفیع نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن وہب نے ہمیں یہی بتایا۔

قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مُرْسَلٌ لَا يَصِحُّ إِنَّمَا أَرَدْنَا لِلْمَعْرِفَةِ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ قِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ حَدِيثُ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ مُرْسَلٌ أَيْضًا لَا يَصِحُّ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ وَقَالَ اضْرِبُوا عَلَى

ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا: ابوصالح کی حدیث جو اُنہوں نے ابودرداء سے روایت کی

حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ هَذَا إِذَا مَاتَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عِنْدَ الْمَوْتِ.

مرسل ہے صحیح نہیں۔ ہم نے صرف چاہا کہ وہ بھی معلوم ہو جائے اور صحیح حضرت ابوذرؓ کی حدیث ہے۔ ابوعبداللہ (امام بخاری) سے پوچھا گیا عطاء بن یسار کی حدیث جو اُنہوں نے ابودرداء سے روایت کی انہوں نے کہا: وہ بھی مرسل ہے صحیح نہیں اور صحیح حضرت ابوذرؓ کی حدیث ہے اور انہوں نے کہا۔ ابودرداء کی حدیث کو نظر انداز کرو یعنی یہ حدیث جب وہ مرنے لگے تو موت کے وقت لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہے۔

أطرافه: ۱۲۳۷، ۱۴۰۸، ۲۳۸۸، ۳۲۲۲، ۵۸۲۷، ۶۲۶۸، ۶۴۴۴، ۷۴۸۷۔

تشریح: الْمُكْثِرُونَ هُمُ الْمُقِلُّونَ: جتنے زیادہ مال دار ہیں وہی زیادہ نادار ہوں گے۔ زیرِ باب آیات مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (ھود:۱۶، ۱۷) جو اس دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتے ہوں تو ہم ان کو ان کی محنتوں کا بدلہ جو انہوں نے اس کے حاصل کرنے کے لئے کی ہیں پورا پورا دیں گے اور انہیں اس میں کم نہیں دیا جائے گا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے کچھ نہیں اور دنیا میں جتنے کام انہوں نے کئے وہ سب رائیگاں گئے اور بے حقیقت ہے جو وہ کر رہے تھے۔ میں بتایا ہے کہ جو دنیاوی مالوں کو ہی اپنا اصل مطلوب اور منزل بنا لیتے ہیں اس دنیا میں تو ان کو مال بکثرت مل جائیں گے مگر آخرت میں وہ تہی دامن ہوں گے تو اس عارضی دنیا کے مال کا کیا فائدہ؟ جب دائمی زندگی میں انسان تہی دامن ہو اس لیے قرآن کریم نے دعا سکھائی رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:۲۰۲) اے ہمارے ربّ ہمیں (اس) دنیا (کی زندگی) میں (بھی) کامیابی دے اور آخرت میں (بھی) کامیابی (دے) اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ: جو ایسی حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراتا ہو گا تو وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا۔ زیرِ باب حدیث میں لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا فرمایا ہے۔ "شَيْئًا" سے ہر قسم کے شرک کی نفی کی گئی ہے۔ نفی کمال ہو تو جنت کی بشارت ہے اگر شرک کی کوئی بھی تیرگی ہو تو وہ جنت کی راہ میں سدِّ راہ بن جائے گی۔ کامل مواحد بن جائے تو گذشتہ گناہ کے بد اثرات سے بھی اُسے بچا لیا جائے گا۔ جیسے فرمایا مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ (روایت نمبر ۶۴۴۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اب یاد رکھنا چاہیئے کہ کلمہ جو ہم ہر روز پڑھتے ہیں اس کے کیا معنے ہیں؟ کلمہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود، محبوب اور مقصود خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اِلٰہ کا لفظ محبوب اور اصل مقصود اور معبود کے لئے آتا ہے۔ یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ چونکہ ایک بڑی اور مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں۔ اس لیے یہ کلمہ سکھا دیا گیا تا کہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مدنظر رکھے اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہو جاوے۔ سچ یہی ہے کہ نجات نہیں۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی جس نے صدق دل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ لوگ دھوکہ کھاتے ہیں۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ طوطے کی طرح لفظ کہہ دینے سے انسان جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اگر اتنی ہی حقیقت اس کے اندر ہوتی تو پھر سب اعمال بے کار اور نکمے ہو جاتے اور شریعت (معاذ اللہ) لغو ٹھہرتی۔ نہیں! بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مفہوم جو اسی میں رکھا گیا ہے وہ عملی رنگ میں انسان کے دل میں داخل ہو جاوے۔ جب یہ بات پیدا ہو جاتی ہے تو ایسا انسان فی الحقیقت جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ نہ صرف مرنے کے بعد بلکہ اسی زندگی میں وہ جنت میں ہوتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اور جلد سمجھ میں آجاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا انسان کا کوئی محبوب اور مقصود نہ رہے تو پھر کوئی دُکھ یا تکلیف اُسے ستا ہی نہیں سکتی۔ یہ وہ مقام ہے جو ابدال اور قطبوں کو ملتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۸۹، ۹۰)

بَاب ١٤ : قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أُحُدٍ هذا ذَهَبًا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: میں پسند نہیں کرتا کہ میرے لئے اس اُحد کے برابر سونا ہو

٦٤٤٤: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ ۶۴۴۴: حسن بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أُحُدٍ هَذَا ذَهَبًا تَمْضِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللّٰهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ ثُمَّ مَشَى ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ ثُمَّ قَالَ لِي مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ ثُمَّ انْطَلَقَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ حَتَّى تَوَارَى فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ فَتَذَكَّرْتُ قَوْلَهُ لِي لَا تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ فَلَمْ

ابوالاحوص نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے زید بن وہب سے روایت کی انہوں نے کہا۔ حضرت ابوذرؓ کہتے تھے: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے پتھریلے میدان میں چلا جا رہا تھا کہ اتنے میں اُحد ہمارے سامنے ہوا۔ آپؐ نے فرمایا: ابوذرؓ! میں نے کہا۔ حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا۔ مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ میرے پاس اس اُحد جتنا سونا ہو اور تیسری رات مجھ پر گزر جائے اور اس میں سے میرے پاس ایک دینار بھی موجود ہو۔ سوائے کچھ (سونے) کے جو میں نے قرض چکانے کے لئے رکھ چھوڑا ہو بلکہ میں ضرور ہی اللہ کے بندوں میں اسے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح خرچ کر دوں یعنی اپنے دائیں اور اپنے بائیں اور اپنے پیچھے۔ پھر آپ چلے گئے اور فرمایا: وہ جو بہت مالدار ہیں وہی قیامت کے دن نادار ہوں گے۔ مگر وہ نہیں جو اس طرح اور اس طرح اور اس طرح خرچ کرے یعنی اپنے دائیں اور اپنے بائیں اور اپنے پیچھے اور وہ بہت ہی تھوڑے ہیں پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: تم اپنی اس جگہ ٹھہرو جب تک میں تمہارے پاس نہ آجاؤں یہاں سے جانا نہیں۔ یہ کہہ کر آپ رات کی تاریکی میں چلے گئے اور نظر سے اوجھل ہو گئے۔ پھر میں نے ایک

أَبْرَحْ حَتَّى أَتَانِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ وَهَلْ سَمِعْتَهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَقَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ.

آواز سنی جو بلند ہو گئی میں ڈرا کہ کہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حادثہ پیش نہ آیا ہو۔ میں نے چاہا کہ آپ کے پاس جاؤں مگر میں نے آپ کی اُس بات کا خیال کیا جو آپ نے مجھ سے کہی تھی کہ جب تک میں نہ آجاؤں یہاں سے جانا نہیں اس لئے جب تک آپ میرے پاس آنہیں گئے وہاں سے ہٹا نہیں۔ میں نے کہا۔ یارسول اللہ! میں نے ایک آواز سنی تھی جس سے میں بہت ڈر گیا اور میں نے اس بات کا ذکر کیا جس کی وجہ سے میں آپؐ کے پاس نہ گیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے بھی وہ آواز سنی؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: وہ جبریلؑ تھے میرے پاس آئے اور اُنہوں نے کہا: جو تیری اُمت میں سے ایسی ایسی حالت میں مر جائے کہ وہ کسی چیز کو بھی اللہ کا شریک نہ ٹھہرائے جنت میں داخل ہو گا۔ میں نے کہا: گو اس نے زنا کیا ہو اور گو اس نے چوری کی ہو؟ انہوں نے کہا: گو اس نے زنا کیا ہو اور گو اس نے چوری کی ہو۔

أطرافه: ١٢٣٧، ١٤٠٨، ٢٣٨٨، ٣٢٢٢، ٥٨٢٧، ٦٢٦٨، ٦٤٤٣، ٧٤٨٧۔

٦٤٤٥: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ

۶۴۴۵: احمد بن شبیب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے روایت کی اور لیث نے کہا: مجھے یونس نے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے

أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا يَسُرُّنِي أَنْ لَا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے لئے اُحد برابر بھی سونا ہو تو مجھے ضرور یہی بات خوشی دے گی کہ مجھ پر تین راتیں ایسی نہ گزریں کہ اس میں سے کچھ بھی میرے پاس موجود ہو مگر جو میں قرضہ چکانے کے لئے رکھ چھوڑوں۔

أطرافه: ۲۳۸۹، ۷۲۲۸۔

تشریح: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أُحُدٍ هذا ذَهَبًا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: میں پسند نہیں کرتا کہ میرے لئے اس اُحد کے برابر سونا ہو۔عنوانِ باب کے الفاظ اور زیر باب حدیث میں اس سے پہلے باب کی عملی تفسیر بتائی گئی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔کثرتِ مال فی ذاتہ نہ منع ہے نہ مذموم ہے بلکہ بہت مستحسن ہے اگر ان اموال کو خلق خدا کی ضرورتوں میں خرچ کیا جائے۔ اس نیت اور خواہش سے اگر کوئی پہاڑوں برابر اموال بھی حاصل کرے تو یہ مستحسن ہے کیونکہ اس کے پاس جتنے زیادہ اموال ہوں گے وہ اتنے ہی زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنا کام ہی یہ بتایا ہے اللهُ المُعْطِي وَأَنَا القَاسِمُ[1] کہ خدا دیتا جاتا ہے اور میں تقسیم کرتا جاتا ہوں۔ ایک دفعہ آپ نے ایک شخص کو اتنا مال دیا کہ وہ حیران رہ گیا اور اس نے اپنی قوم کو بتایا کہ وہ شخص اس طرح مال خرچ کرتا ہے کہ اسے مال کے ختم ہونے کا کوئی خوف نہیں۔[2] ایک عورت نے آپؐ کی سخاوت اور عطاء کو دیکھا تو اپنے قبیلے میں جا کر کہنے لگی: لَقِيتُ أَسْحَرَ النَّاسِ أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوا فَهَدَى اللهُ ذَاكَ الطِّرْمَ بِتِلْكَ المَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوا میں ایسے شخص سے ملی ہوں جو سب لوگوں سے بڑھ کر جادوگر ہے یا وہ نبی ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔ پھر اللہ نے اس عورت کے طفیل اس قبیلہ کو ہدایت دی اور وہ بھی مسلمان ہو گئی اور اس (قبیلہ) کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ وہ سچا نبی ہے اللہ نے اس عورت کے ذریعہ اُنہیں ہدایت دی۔(صحیح البخاری، کتاب المناقب، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ، روایت نمبر ۳۵۷۱)

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ، روایت نمبر ۳۱۱۶)

[2] (مجمع الزوائد، كِتَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ، بَاب فِي جُودِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جلد ۹ صفحہ ۱۳)

بَاب ۱۵ : الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ

غِنٰی وہ ہے جو دل کا غِنٰی ہو

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ ○ إِلَى قَوْلِهٖ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ (المومنون: ٥٦-٦٤)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارا ان کو مال اور بیٹوں سے مدد دینا ان کو نیکیوں میں جلد جلد بڑھانا ہے؟ (ایسا نہیں) بلکہ وہ (حقیقت حال کو) سمجھتے نہیں۔ وہ لوگ جو اپنے رب کے ڈر سے کانپتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو اپنے رب کا شریک کسی کو نہیں بناتے۔ اور جو (خدا کے بخشے ہوئے) مال کو (آگے مستحقین کو) دیتے رہتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ انہیں ایک دن اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہو گا۔ یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرنے والے ہیں اور وہ ان (نیکیوں) کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور ہم کسی جان کے ذمہ کوئی کام نہیں لگاتے مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ اور ہمارے پاس ایک اعمال نامہ ہے جو سچی سچی بات کہتا ہے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ لیکن ان کے دل تو اس تعلیم کے متعلق غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور اس کے سوا ان کے اور بھی بہت سے (خراب) اعمال ہیں جو وہ کر رہے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لَمْ يَعْمَلُوهَا لَا بُدَّ

ابن عیینہ نے کہا۔ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ سے یہ مراد

مِنْ أَنْ يَعْمَلُوهَا.

ہے کہ جنہیں انہوں نے نہیں کیا، ضرور ہے کہ وہ انہیں کریں۔

٦٤٤٦: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ.

۶۴۴۶: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر (بن عیاش) نے ہمیں بتایا۔ ابوحصین نے ہم سے بیان۔ انہوں نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: تونگری بہت مال و اسباب سے نہیں۔ غِنٰی وہ ہے جو دل کا غِنٰی ہو۔

تشریح: الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ: غِنٰی وہ ہے جو دل کا غِنٰی ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کہتے ہیں ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا۔ راستہ میں ایک فقیر بیٹھا تھا جس نے بمشکل اپنا ستر ہی ڈھانکا ہوا تھا۔ اُس نے اُس سے پوچھا کہ سائیں جی کیا حال ہے؟ فقیر نے اُسے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہو گئی ہوں۔ اس کا حال کیسا ہوتا ہے؟ اُسے تعجب ہوا کہ تمہاری ساری مرادیں کس طرح حاصل ہو گئی ہیں۔ فقیر نے کہا جب ساری مرادیں ترک کر دیں، تو گویا سب حاصل ہو گئیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ سب حاصل کرنا چاہتا ہے تو تکلیف ہی ہوتی ہے۔ لیکن جب قناعت کر کے سب کو چھوڑ دے، تو گویا سب کچھ ملنا ہوتا ہے۔ نجات اور مکتی یہی ہے کہ لذت ہو دکھ نہ ہو۔ دُکھ والی زندگی تو نہ اس جہان کی اچھی ہوتی ہے اور نہ اُس جہان کی۔ جو لوگ محنت کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں، وہ گویا اپنی کھال اُتارتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ زندگی تو بہر حال ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ برف کے ٹکڑہ کی طرح ہے خواہ اس کو کیسی ہی صندوقوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر رکھو، لیکن وہ پگھلتی ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر خواہ زندگی کے قائم رکھنے کی کچھ بھی تدبیریں کی جاویں۔ لیکن یہ سچی بات ہے کہ وہ ختم ہوتی جاتی ہیں۔" (ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۳۲۶)

بَاب ١٦ : فَضْلُ الْفَقْرِ

درویشانہ زندگی کی فضیلت

٦٤٤٧: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ مَا رَأْيُكَ فِي هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ هَذَا وَاللهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فِي هَذَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ هَذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِنْ مِثْلِ هَذَا.

طرفہ: ۵۰۹۱۔

۶۴۴۷: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا عبدالعزیز بن ابی حازم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرا تو آپؐ نے ایک شخص سے جو آپؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا پوچھا۔ اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: یہ شخص بڑے لوگوں میں سے ہے۔ یہ اللہ کی قسم اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو نکاح کر دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ حضرت سہلؓ کہتے تھے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پھر ایک اور شخص گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: یارسول اللہ! یہ درویش مسلمانوں میں سے ہے یہ اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو اس کا نکاح نہ کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ سنی جائے اور اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُن جیسے آدمیوں سے زمین بھی بھر جائے تو یہ شخص اُن سے بہتر ہے۔

٦٤٤٨: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيدُ وَجْهَ اللهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ تَعَالَى فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَإِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

۶۴۴۸: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش نے کہا میں نے ابووائل سے سنا وہ کہتے تھے: ہم حضرت خبابؓ کی عیادت کو گئے تو انہوں نے کہا: ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہم اللہ کی رضامندی چاہتے تھے اور ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہو گیا ہم میں سے وہ بھی ہیں جو گزر گئے، اپنے اجر سے کچھ نہ لیا انہی میں سے مصعب بن عمیرؓ ہیں جو اُحد کے دن شہید کیے گئے تھے اور اُنہوں نے ایک چادر چھوڑی تھی۔ جب ہم ان کا سر ڈھانکتے تو اُن کے پاؤں ظاہر ہو جاتے اور جب ہم اُن کے پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر ظاہر ہو جاتا۔ یہ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ ہم ان کے سر کو ڈھانپ دیں اور اُن کے پاؤں پر اِذخر (گھاس) ڈال دیں اور ہم میں سے وہ بھی ہیں جن کا میوہ ان کے لئے پک گیا اور اب وہ اُس کو چُن رہے ہیں۔

أطرافه: ١٢٧٦، ٣٨٩٧، ٣٩١٣، ٣٩١٤، ٤٠٤٧، ٤٠٨٢، ٦٤٣٢۔

٦٤٤٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ

۶۴۴۹: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ سلم بن زریر نے ہمیں بتایا۔ ابورجاء نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے، حضرت عمرانؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اکثر اس میں رہنے والے غریب

فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ. تَابَعَهُ أَيُّوبُ وَعَوْفٌ وَقَالَ صَخْرٌ وَحَمَّادُ بْنُ نَجِيحٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

ہی تھے اور میں نے آگ میں جھانک کر دیکھا تو اکثر اس کے رہنے والے عورتیں ہی تھیں۔ (سلم بن زریر کی طرح) ایوب اور عوف (اعرابی) نے بھی اس حدیث کو روایت کیا اور صخر (بن جویریہ) اور حماد بن نجیح نے بھی ابو رجاء سے، ابو رجاء نے حضرت ابن عباسؓ سے اسے نقل کیا۔

أطرافه: ٣٢٤١، ٥١٩٨، ٦٥٤٦۔

٦٤٥٠: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خِوَانٍ حَتَّى مَاتَ وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتَّى مَاتَ.

۶۴۵۰: ابو معمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوارث نے ہمیں بتایا۔ سعید بن ابی عروبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دسترخوان (میز) پر نہیں کھایا۔ یہاں تک کہ آپؐ وفات پا گئے اور نہ ہی باریک چپاتی کھائی۔ یہاں تک کہ آپؐ وفات پا گئے۔

أطرافه: ٥٣٨٥، ٥٣٨٦، ٥٤١٥، ٥٤٢١، ٦٤٥٧۔

٦٤٥١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِي رَفِّي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفٍّ لِي فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ.

۶۴۵۱: عبد اللہ بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اُسامہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور میرے توشہ خانہ میں کچھ بھی نہ تھا جسے کوئی زندہ وجود کھاتا مگر کچھ تھوڑے جَو، جو میرے توشہ خانہ میں تھے میں وہی کھاتی رہی یہاں تک کہ اتنی مدت گزر گئی کہ آخر میں نے ان کو ماپا اور وہ ختم ہو گئے۔

طرفه: ٣٠٩٧۔

تشریح: فَضْلُ الْفَقْرِ: درویشانہ زندگی کی فضیلت۔ زیرِ باب روایات میں حرصِ دنیا سے پاک ہونے والے ان صحابہ کے واقعات بیان کر کے امام بخاری نے اسلامی تعلیم کے عملی نمونے دکھائے ہیں کہ یہ صرف کہنے کی باتیں نہیں ہیں بلکہ زندہ ثبوت ہیں اس تعلیم کے اور یہی وہ تزکیہ نفوس ہے جو آنحضرت ﷺ نے صحابہ کا فرمایا۔

نمرة: هِيَ إِزَار من صوف مخطط أَو بردة. اون کی دھاری دار تہبند یا چادر کو کہتے ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۵۶)

خوان: هُوَ مَا يُؤْكَل عَلَيْهَا الطَّعَام عِنْد أهل التنعم وَيجمع على خون وأخونة. خوان وہ چیز جس پر امیر لوگ بیٹھ کے کھانا کھاتے ہیں۔ اس کی جمع خُوْنٌ اور اَخْوِنَةٌ ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۵۷)

حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے صاحب فرماتے ہیں:

''اُحد کے شہداء میں ایک صاحب مُصْعَب بن عمیرؓ تھے۔ یہ وہ سب سے پہلے مہاجر تھے جو مدینہ میں اسلام کے مبلغ بن کر آئے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں مُصْعَبؓ مکہ کے نوجوانوں میں سب سے زیادہ خوش پوش اور بانکے سمجھے جاتے تھے اور بڑے نازونعمت میں رہتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد ان کی حالت بالکل بدل گئی۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ان کے بدن پر ایک کپڑا دیکھا۔ جس پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپؐ کو ان کا وہ پہلا زمانہ یاد آ گیا تو آپؐ چشم پر آب ہو گئے۔ احد میں جب مُصْعَبؓ شہید ہوئے تو ان کے پاس اتنا کپڑا بھی نہیں تھا کہ جس سے ان کے بدن کو چھپایا جا سکتا۔ پاؤں ڈھانکتے تھے تو سر ننگا ہو جاتا تھا اور سر ڈھانکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سر کو کپڑے سے ڈھانک کر پاؤں کو گھاس سے چھپا دیا گیا۔''

(سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۵۶۴، ۵۶۵)

بَاب ۱۷: كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ وَتَخَلِّيهِمْ عَنِ الدُّنْيَا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کس طرح زندگی بسر کرتے تھے اور اُن کی دنیا سے کنارہ کشی کی کیا کیفیت تھی

۶۴۵۲: حَدَّثَنِي أَبُو نُعَيْمٍ بِنَحْوٍ مِنْ ۶۴۵۲: ابو نعیم نے مجھ سے یہ حدیث آدھی کے

نِصْفِ هَذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ أَللّٰهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ وَمَضَى فَتَبِعْتُهُ فَدَخَلَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لِي فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ قَالُوا أَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ – أَوْ فُلَانَةُ – قَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ

قریب بیان کی کہ عمر بن زر نے ہمیں بتایا کہ مجاہد نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ کہا کرتے تھے۔ اس اللہ ہی کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ میں بھوک کے مارے اپنے کلیجے کو سہارا دینے کے لیے زمین سے لگا رہتا تھا اور کبھی تو بھوک کے مارے اپنے پیٹ پر پتھر بھی باندھ لیا کرتا تھا اور ایک دن میں لوگوں کے اس راستے پر بیٹھ گیا جس سے وہ نکلا کرتے تھے اتنے میں حضرت ابوبکرؓ گزرے اور میں نے اُن سے کتاب اللہ کی ایک آیت پوچھی۔ میں نے اُن سے اس لئے پوچھی تھی تا کہ وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں مگر وہ گزر گئے اور اُنہوں نے ایسا نہ کیا۔ پھر میرے پاس سے حضرت عمرؓ گزرے میں نے اُن سے کتاب اللہ کی ایک آیت پوچھی۔ میں نے محض اس لئے پوچھی تھی تا کہ وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں مگر وہ بھی گزر گئے۔ انہوں نے ایسا نہ کیا۔ پھر اس کے بعد ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور جب آپؐ نے مجھے دیکھا تو آپؐ مسکرائے اور جو میرے نفس کی کیفیت تھی اور جو میرے چہرے کی حالت تھی آپؐ سمجھ گئے اور فرمایا: اَبا ہِر! میں نے کہا: حاضر ہوں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: میرے پیچھے آجاؤ اور یہ کہہ کر چلے گئے اور میں آپؐ کے پیچھے پیچھے گیا۔ آپؐ اندر گئے اور اجازت لے کر گئے اور مجھے بھی اجازت دی۔ آپؐ جو اندر گئے تو

لِي قَالَ وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُونَ عَلَى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ وَلَا عَلَى أَحَدٍ إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا فَسَاءَنِي ذَلِكَ فَقُلْتُ وَمَا هَذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ أَحَقَّ أَنْ أُصِيبَ مِنْ هَذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوَّى بِهَا فَإِذَا جَاؤُوا أَمَرَنِي فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هَذَا اللَّبَنِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ خُذْ فَأَعْطِهِمْ فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتَّى

دودھ کا ایک پیالہ پایا۔ آپؐ نے پوچھا: یہ دودھ کہاں سے (آیا) ہے؟ گھر والوں نے کہا: فلاں شخص نے یا کہا فلاں عورت نے آپ کو یہ ہدیہ بھیجا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ابا ہِر! میں نے کہا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: اہل صُفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ۔ کہتے تھے اور اہل صفہ مسلمانوں کے مہمان ہوتے نہ گھر بار تھا کہ وہاں جا کر آرام کرتے اور نہ کوئی ایسا تھا کہ جس کے پاس جا کر وہ رہتے۔ جب آپؐ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو آپؐ اُن کو بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب آپؐ کے پاس کوئی ہدیہ آتا تو اُن کو بلا بھیجتے اور اس میں سے خود بھی کچھ لیتے اور اس میں اُنہیں بھی شریک کرتے۔ مجھے ان کا یہ بلانا برا لگا میں نے کہا: اہل صفہ کے سامنے یہ اتنا سا دودھ کیا چیز ہے؟ میں زیادہ حقدار تھا کہ میں اس دودھ سے کچھ پیتا کہ جس سے مجھ میں طاقت آتی اگر وہ آ گئے تو آپؐ مجھے حکم دیں گے اور مجھے اُن کو دینا ہی ہو گا اور اُمید نہیں کہ اس دودھ سے مجھ تک کچھ پہنچے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری سے کچھ چارہ نہ تھا۔ آخر میں ان کے پاس آیا اور ان کو بلایا وہ چلے آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے ان کو اجازت دی اور وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا: ابا ہِر! میں نے کہا:

انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ اقْعُدْ فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ اشْرَبْ فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُولُ اشْرَبْ حَتَّى قُلْتُ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا قَالَ فَأَرِنِي فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللهَ وَسَمَّى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ.

حاضر ہوں یارسول اللہ! فرمایا: یہ لو اور ان کو دو۔ (کہتے تھے۔) میں نے وہ پیالہ لیا اور ایک آدمی کو وہ دیتا اور وہ پیتا یہاں تک کہ سیر ہو جاتا۔ پھر وہ پیالہ مجھے واپس دے دیتا۔ پھر میں دوسرے آدمی کو دیتا اور وہ بھی اتنا پیتا کہ سیر ہو جاتا۔ پھر وہ مجھے پیالہ واپس دے دیتا۔ پھر اگلا سیر ہو کر پیتا اور وہ پیالہ مجھے واپس کر دیتا یہاں تک کہ آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور وہ سب لوگ سیر ہو چکے تھے۔ آپؐ نے وہ پیالہ لیا اور اسے اپنے ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا: اباہِر! میں نے کہا: حاضر ہوں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: میں اور تم باقی رہ گئے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے سچ فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور پیو۔ میں بیٹھ گیا اور میں نے پینا شروع کیا۔ آپؐ نے فرمایا اور پیو۔ میں نے اور پیا۔ آپؐ یہی فرماتے رہے اور پیو (اور میں نے اتنا پیا) آخر میں نے کہا: اب نہیں۔ اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں اب اس کے لئے راستہ نہیں پاتا جس میں اس کو اُتاروں۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے دکھاؤ۔ تو میں نے وہ پیالہ آپؐ کو دے دیا۔ آپؐ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اللہ کا نام لیا اور وہ بچا ہوا دودھ پی لیا۔

أطرافه: ٥٣٧٥، ٦٢٤٦۔

٦٤٥٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى

۶۴۵۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان)

عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ وَرَأَيْتُنَا نَغْزُو وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهَذَا السَّمُرُ وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ ثُمَّ أَصْحَبَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِي.

نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل سے روایت کی کہ قیس (بن ابی حازم) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت سعدؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور ہم نے اپنے تئیں دیکھا کہ ہم جہاد کے لئے نکلتے اور ہمارے لئے کوئی کھانا نہ ہوتا، مگر حُبلہ (پھلیاں) اور ببول کے پتے اور ہم میں سے ایک کی یہ حالت ہوتی کہ وہ اُسی طرح مینگنیاں کرتا جیسے بکری مینگنیاں کیا کرتی ہے ان میں کوئی تری نہ ہوتی۔ پھر بنو اسد لگے ہیں مجھے اب اسلام کے احکام سکھلانے۔ تب تو میں نامراد رہا اور میری کوشش رائیگاں گئی۔

أطرافه: ۳۷۲۸، ۵۴۱۲۔

٦٤٥٤: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتَّى قُبِضَ.

۶۴۵۴: عثمان (بن ابی شیبہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابراہیم سے، ابراہیم نے اسود سے، اسود نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ فرماتی تھیں: آل محمد نے جب سے آپ مدینہ میں آئے تین دن تک بھی لگا تار جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی اسی حالت میں آپ نے وفات پائی۔

أطرافه: ۵۴۱۶، ۵۴۲۳، ۵۴۳۸، ۶۶۸۷۔

٦٤٥٥: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ

۶۴۵۵: اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن نے مجھ سے بیان کیا کہ اسحاق نے وہ جو ازرق ہیں، ہمیں

الْأَزْرَقُ عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا أَكَلَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْلَتَيْنِ فِي يَوْمٍ إِلَّا إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ.

بتایا۔ اُنہوں نے مسعر بن کدام سے، مسعر نے ہلال وزّان (بن حمید) سے، ہلال نے عروہ (بن زبیر) سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے ایک دن میں دو بار ایسا کھانا نہیں کھایا کہ جن میں سے ایک کھجوریں نہ ہوں۔

٦٤٥٦: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ ابْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدَمٍ وَحَشْوُهُ لِيفٌ.

۶۴۵۶: احمد بن رجاء نے مجھ سے بیان کیا کہ نضر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ہشام (بن عروہ) سے روایت کی۔ ہشام نے کہا مجھے میرے باپ نے خبر دی۔ اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی آپ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا چمڑے کا تھا اور کھجور کے ریشے اس کے اندر بھرے ہوئے تھے۔

٦٤٥٧: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ وَقَالَ كُلُوا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَغِيفًا مُرَقَّقًا حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ وَلَا رَأَى شَاةً سَمِيطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ.

۶۴۵۷: ہدبہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام بن یحییٰ نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا، ہم حضرت انس بن مالکؓ کے پاس آتے اور اُن کا نان بائی کھڑا ہوتا اور وہ کہتے کھاؤ میں نہیں جانتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باریک چپاتی دیکھی بھی ہو یہاں تک کہ اسی حالت میں آپؐ اللہ سے جاملے۔ نہ ہی آپؐ نے کبھی اپنی آنکھ سے سموچی (سالم بھنی ہوئی) بکری دیکھی۔

أطرافه: ٥٣٨٥، ٥٣٨٦، ٥٤١٥، ٥٤٢١، ٦٤٥٠۔

٦٤٥٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

۶۴۵۸: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَأْتِي عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوقِدُ فِيهِ نَارًا إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنْ نُؤْتَى بِاللُّحَيْمِ.

(بن قطان) نے ہمیں بتایا۔ ہشام (بن عروہ) نے ہم سے بیان کیا کہ مجھے میرے باپ نے خبر دی۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ فرماتی تھیں: ہم پر کبھی مہینہ گزر جاتا کہ جس میں ہم آگ نہ جلاتے یہی کھجوریں اور پانی ہوتا سوائے اس کے کہ ہمارے پاس کچھ تھوڑا سا گوشت آجاتا۔

أطرافه: ٢٥٦٧، ٦٤٥٩۔

٦٤٥٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ قَالَتِ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبْيَاتِهِمْ فَيَسْقِينَاهُ.

۶۴۵۹: عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے ہم سے بیان کیا کہ (عبدالعزیز) ابن ابی حازم نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے یزید بن رومان سے، یزید نے عروہ (بن زبیر) سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی انہوں نے عروہ سے کہا: میرے بھانجے! ہماری تو ایسی حالت تھی کبھی دو مہینے گذر جاتے اور ہم تیسرا چاند بھی دیکھ لیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہ سلگائی جاتی۔ میں نے پوچھا: آپ کا گزارا کس سے ہوتا؟ کہنے لگیں: یہ دو کالی چیزیں کھجوریں اور پانی۔ ہاں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ انصاری پڑوسی تھے ان کی دودھیل اونٹنیاں ہوتیں اور وہ اپنے گھروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بھیج دیا کرتے تھے اور آپؐ ہم سب کو وہی پلاتے۔

أطرافه: ٢٥٦٧، ٦٤٥٨۔

٦٤٦٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوتًا.

۶۴۶۰: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے عمارہ (بن قعقاع) سے، عمارہ نے ابوزرعہ سے، ابوزرعہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! محمد کی آل کو اتنی روزی دے جتنی کہ ضروری ہے۔

تشریح: كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَتَخَلِّيهِمْ عَنِ الدُّنْيَا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کس طرح زندگی بسر کرتے تھے اور اُن کی دنیا سے کنارہ کشی کی کیا کیفیت تھی۔

امام بخاری نے باب نمبر ۹ سے باب نمبر ۱۶ تک دنیا کی حرص و ہوا اور چمک دمک کے مضامین کو ایک ترتیب سے بیان کرتے ہوئے اسلامی تعلیم کے اُس حسن کو پیش کیا ہے کہ دنیا اپنی تمام تر رعنائیوں کے باوجود ہر ایک کو اپنا غلام نہیں بنا سکتی اس تسلسل میں دل کے غنٰی اور فقر و فاقہ کی فضیلت بیان کرنے کے بعد اسلامی تعلیم کے نمونوں کی ایک جھلک دکھائی ہے کہ اسلام جس تعلیم کی طرف بلاتا ہے اس کی حکمتوں کے بیان کے ساتھ عملی نمونوں سے یہ ثابت کرتا ہے کہ آنحضرتؐ کی قوتِ قدسیہ نے دلوں کو کس طرح پاک کیا اور آپؐ کی صحبت نے صحابہ کے اندر ایک انقلاب پیدا کر دیا اور پیشگوئیوں کے مطابق جب ان کو دنیا کے مال اور دولتیں ملیں تو ان دولتوں کی ان کی نظر میں کوڑی کی حیثیت نہ تھی۔ زیرِ باب روایات میں اس کے چند نمونے پیش کیے گئے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”حضرت ابوہریرہ کو دیکھو۔ فتوحات کے زمانہ میں ایک دن ریشمی رومال میں تھوک کر کہنے لگے۔ واہ واہ ابوہریرہ ایک وہ زمانہ تھا کہ بھوک کے مارے بے ہوش ہو جانے پر لوگ مرگی کے خیال سے جوتیاں مارا کرتے تھے اور ایک یہ زمانہ ہے ریشمی رومالوں میں تھوکتے ہو... یہ واقعہ سنا کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اس وقت مجھے یہ واقعہ یاد آ گیا کہ ایک تو وہ زمانہ تھا کہ میرا یہ حال تھا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ جب خدا نے فضل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق فتوحات ہوئیں اور میں ایران کے بادشاہ کے رومال میں تھوکتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فتوحات کے زمانہ میں مصر کے گورنر بھی بنا دیئے گئے تھے۔"

(نبی کے زمانہ میں چھوٹے بڑے اور بڑے چھوٹے کیے جاتے ہیں، انوار العلوم، جلد ۱۰ صفحہ ۵۹۹، ۶۰۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"صحابہؓ کہتے ہیں کہ بعض اوقات انہوں نے غذا نہ ہونے کی وجہ سے جنگلی جانوروں کی طرح درختوں کے پتے کھا کھا کر گذارہ کیا اور بعض نے سوکھے ہوئے چمڑے کو پانی میں صاف اور نرم کر کے بھون کر کھا لیا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کی یہ حالت ہوتی تھی کہ بھوک کی وجہ سے ان کے رونے اور چیخنے کی آوازیں دور دور تک سنائی دیتی تھیں اور یہ تکلیف کوئی ہفتہ دو ہفتہ یا مہینہ دو مہینہ کے لئے نہ تھی بلکہ ایک لمبے عرصہ کے لئے تھی اور حالت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ صحابہؓ کہتے ہیں بجائے پاخانہ کے ہم مینگنیاں کرتے تھے مگر دونوں فریق اپنی اپنی ہٹ پر قائم تھے۔ ایک طرف یہ ضد تھی کہ اسلام ہمارے سامنے سرنگوں ہو جائے اور دوسری طرف استقلال کا یہ عالم تھا کہ وہ کہتے تھے کہ چاہے اس رستہ میں ہماری جانیں بھی کیوں نہ چلی جائیں ہم اپنے منصب کو ترک نہیں کر سکتے۔"

(رسول کریم ﷺ کی زندگی کے تمام اہم واقعات...، انوار العلوم، جلد ۱۹، صفحہ ۱۵۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یہی اثر تھا جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک دفعہ ایسا رلایا کہ میدہ کے نرم نرم پھلکے کا ایک لقمہ تک ان کے گلے سے نیچے اترنا مشکل ہو گیا۔ جب کسریٰ کو شکست ہوئی اور مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو ان میں کچھ ہوائی چکیاں بھی تھیں جن سے باریک آٹا پیسا جاتا تھا اس سے پہلے مکہ اور مدینہ کے رہنے والے سل بٹہ پر دانوں کو پیس لیا کرتے اور پھونکوں سے اس کے چھلکے اڑا کر روٹی پکا لیا کرتے تھے۔ جب مدینہ میں ہوائی چکیاں آئیں اور ان سے باریک میدہ تیار کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ پہلا آٹا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کیا جائے تا کہ سب سے پہلے آپ ہی اس آٹے کی نرم نرم روٹی کھائیں۔ چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق وہ آٹا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے ایک عورت کو دیا کہ وہ اسے گوندھ کر روٹی تیار کرے۔ جب

میدے کے گرم گرم اور نرم نرم پھلکے تیار کر کے آپ کے سامنے لائے گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ایک لقمہ توڑا اور اپنے منہ میں رکھ لیا مگر وہ لقمہ ابھی آپ نے اپنے منہ میں ڈالا ہی تھا کہ آپ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے دیکھنے والی عورتیں حیران رہ گئیں کہ آپ کے آنسو کیوں گرنے لگے ہیں۔ چنانچہ کسی نے آپ سے پوچھا خیر تو ہے کیسی عمدہ اور نرم روٹی ہے اور آپ کے گلے میں پھنس رہی ہے؟ انہوں نے جواب دیا میرے گلے میں یہ روٹی اپنی خشکی کی وجہ سے نہیں پھنسی بلکہ اپنی نرمی کے باعث پھنسی ہے۔ رنج کے واقعات نے مجھے رنجیدہ نہیں کیا بلکہ خوشی کی گھڑیوں نے مجھے افسردہ بنا دیا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے انہی کی برکت سے آج یہ نعمتیں ہمیں میسر ہیں مگر آپ کا یہ حال تھا کہ مدتوں گھر میں آگ نہیں جلتی تھی اور اگر روٹی پکتی بھی تو اس طرح کہ ہم سل بٹہ پر غلہ پیس لیا کرتے اور پھونکوں سے اس کے چھلکے اُڑا کر روٹی پکا لیا کرتے۔ مجھے خیال آتا ہے کہ یہ نعمتیں جس کے طفیل ہمیں میسر آئی ہیں وہ تو آج ہم میں نہیں کہ ہم یہ نعمتیں اس کے سامنے پیش کرتے اور دولتیں اس کے قدموں پر نثار کرتے لیکن ہم جن کا ان کامیابیوں کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں ان نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ خیال تھا جس نے مجھے تڑپا دیا اور جس کی وجہ سے میدے کا نرم نرم لقمہ بھی میرے گلے میں پھنس گیا۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ الشمس، زیر آیت وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا جلد ۹، صفحہ ۱۶، ۱۷)

سمیطاً: بھنی ہوئی بکری، ذبح کرنے کے بعد بکری کی کھال اور اون گرم پانی کے ذریعہ اتارنے کے بعد اس کو اسی طرح بھنا جاتا ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۶۱، ۶۲)

مَنَائِحُ: یہ لفظ مَنِيْحَةٌ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں ایسی اونٹنی یا بکری جو کسی شخص کو دودھ کے استفادہ کے لیے (عارضی طور پر) دی جائے کہ بعد ازاں وہ اسے واپس لوٹا دے گا۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۶۲)

باب ۱۸: الْقَصْدُ وَالْمُدَاوَمَةُ عَلَى الْعَمَلِ

میانہ روی اور عملِ دوام

۶۴۶۱: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي ۶۴۶۱: عبدان (بن عثمان بن جبلہ) نے ہم سے

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَشْعَثَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ قَالَ قُلْتُ فِيْ أَيِّ حِينٍ كَانَ يَقُومُ قَالَتْ كَانَ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ.

بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے اشعث سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ (ابو شعثا سلیم بن اسود) سے سنا۔ اُنہوں نے کہا میں نے مسروق سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سا عمل بہت پسند تھا؟ انہوں نے فرمایا: وہ عمل جو ہمیشہ ہوتا رہتا۔ کہتے تھے۔ اُنہوں نے کہا میں نے عرض کیا: آپؐ (رات کی عبادت کے لیے) کس وقت اٹھا کرتے تھے ؟ اُنہوں نے فرمایا: اس وقت اُٹھا کرتے تھے جب آپ مرغ کی آواز سنتے۔

أطرافه: ۱۱۳۲، ٦٤٦٢-

٦٤٦٢: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ.

۶۴۶۲: قتیبہ (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کام بہت پسند ہوتا کہ جسے اس کا کرنے والا ہمیشہ کرتا رہتا۔

أطرافه: ٤٣، ۱۱۳۲، ٦٤٦١-

٦٤٦٣: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ

۶۴۶۳: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید مقبری سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يُنَجِّيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ قَالُوا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللهُ بِرَحْمَةٍ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاغْدُوا وَرُوحُوا وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوا.

نے فرمایا: تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دلائے گا۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! اور نہ ہی آپؐ؟ آپؐ نے فرمایا۔ نہ ہی میں سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنی آغوش رحمت میں لے۔ تم بہت سنوار کر عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو اور صبح بھی (اللہ کی عبادت) کرو اور شام کو بھی کرو اور کچھ رات کو بھی اور میانہ روی اختیار کرو میانہ روی اختیار کرو پہنچ جاؤ گے۔

أطرافه: ۳۹، ۵۶۷۳، ۷۲۳۵۔

٦٤٦٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاعْلَمُوا أَنْ لَنْ يُدْخِلَ أَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَأَنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ أَدْوَمُهَا إِلَى اللهِ وَإِنْ قَلَّ.

۶۴۶۴: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان (بن بلال) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے، ابوسلمہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنوار کر ٹھیک طور پر عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو اور سمجھ لو کہ تم میں سے کسی کو اُس کا عمل جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا اور اللہ کو عملوں میں سے وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے گو وہ تھوڑا ہی ہو۔

أطرافه: ٦٤٦٥، ٦٤٦٧۔

٦٤٦٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ

۶۴۶۵: محمد بن عرعرہ نے مجھ سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعد بن ابراہیم سے، سعد نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کونسے اعمال اللہ

قَالَ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ وَقَالَ اكْلَفُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ.

أطرافه: ٦٤٦٤، ٦٤٦٧۔

کو بہت پسند ہیں؟ فرمایا: وہ جسے ہمیشہ کیا جائے گو وہ تھوڑا ہی ہو اور فرمایا: اعمال میں سے اتنے ہی کی ذمہ داری اُٹھاؤ جتنی کہ تم طاقت رکھتے ہو۔

٦٤٦٦: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيعُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطِيعُ.

طرفه: ١٩٨٧۔

۶۴۶۶: عثمان بن ابی شیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا، میں نے کہا: اُم المؤمنینؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل کیا تھا۔ کیا آپؐ کوئی دِن (روزہ کے لئے) مخصوص کیا کرتے تھے؟ تو اُنہوں نے کہا: نہیں آپ کا عمل دائمی صورت رکھتا تھا اور تم میں سے کون ہے جو ایسی استطاعت رکھتا ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے۔

٦٤٦٧: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا فَإِنَّهُ لَا يُدْخِلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ قَالُوا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ.

۶۴۶۷: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا۔ محمد بن زبرقان نے ہمیں بتایا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت کی۔ اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: سنوار کر ٹھیک طور پر عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو اور خوش رہو۔ کیونکہ تم میں سے کسی کو اُس کا عمل جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! اور نہ ہی آپؐ؟ آپؐ نے فرمایا: اور میں بھی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنی مغفرت اور رحمت میں لے لے۔

قَالَ أَظُنُّهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ. عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ سَدَادًا سَدِيدًا صِدْقًا.

(مدینی نے) بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ (موسیٰ بن عقبہ نے) یہ حدیث ابوسلمہ سے ابو النضر کے واسطے سے سنی ہے۔ ابوسلمہ نے حضرت عائشہؓ سے۔ اور عفان (بن مسلم) نے بیان کیا کہ ہم سے وُہیب نے بیان کیا انہوں نے موسیٰ بن عُقبہ سے روایت کی، کہا کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا: سنوار کر ٹھیک طور پر عمل کرو اور خوش رہو۔ اور مجاہد نے بیان کیا کہ سَدَادًا سَدِيدًا ہر دو کے معنی صدق کے ہیں۔

أطرافه: ٦٤٦٤، ٦٤٦٥۔

٦٤٦٨: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى لَنَا يَوْمًا الصَّلَاةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ أُرِيتُ الْآنَ – مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلَاةَ – الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِي قُبُلِ هَذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ.

۶۴۶۸: ابراہیم بن منذر نے مجھے بتایا کہ محمد بن فلیح نے ہم سے بیان کیا انہوں نے کہا میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ہلال بن علی سے، انہوں نے کہا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ ایک دن رسول اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپؐ نے مسجد کے قبلہ کی جانب اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: ابھی جبکہ میں نے تمہیں نماز پڑھائی، جنت و دوزخ مجھے دکھائی گئیں۔ جو اس دیوار پر متمثل تھیں۔ میں نے خیر و شر میں آج کے دن کی طرح کوئی دن نہیں دیکھا۔ میں نے خیر و شر میں آج کے دن کی طرح کوئی دن نہیں دیکھا۔

أطرافه: ٩٣، ٥٤٠، ٧٤٩، ٤٦٢١، ٦٣٦٢، ٦٤٨٦، ٧٠٨٩، ٧٠٩٠، ٧٠٩١، ٧٢٩٤، ٧٢٩٥۔

تشریح: الْقَصْدُ وَالْمُدَاوَمَةُ عَلَى الْعَمَلِ: میانہ روی اور عمل دوام۔ الْقَصْدُ وَهُوَ السلوك فِي الطَّرِيق المعتدلة. وَيُقَال الْقَصْد استقامة الطَّرِيق بَين الإفراط والتفريط (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۶۳)

یعنی معتدل راہ پر چلنا قصد ہے اور کہا جاتا ہے افراط و تفریط کے درمیان متوسط طریق اختیار کرنا قَصْد ہے۔

الديمة فِي الأَصْل الْمَطَر المستمر بِسُكُون بِلَا رعد وَلَا برق، ثمَّ اسْتعْمل فِي غَيره۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۶۵) دیمہ کے اصل معنی مسلسل بارش کے ہیں۔ جو پُرسکون ہو جس میں نہ کڑک ہو نہ بجلی، پھر یہ لفظ دوسرے معنوں میں بھی استعمال ہونے لگا۔

امام بخاری نے ابواب کی ترتیب میں باب ہذا اور زیر باب روایات سے اس اصل کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اسلامی تعلیم وقتی طور پر جذبات کو اُبھار کر کوئی عمل کرانے کا نام نہیں ہے بلکہ جُہدِ مسلسل کا نام ہے۔ اسی دوام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے اور آپؐ کا طرزِ عمل اور نمونہ بھی یہی تھا۔ دنیا میں ناکام لوگوں کی ناکامی کی ایک بہت بڑی وجہ عدم استقلال اور ادھورا پن ہوتا ہے ایسے لوگ اپنی منزل کو نہیں پاسکتے جن میں مستقل مزاجی اور کام جاری رکھنے کی عادت نہ ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> جب تک اعمال میں اِستقلال اور مداومت کا رنگ نہ ہو اُس وقت تک وہ انسان کی روحانی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ کچھ دن تک التزام سے نماز پڑھنا پھر چھوڑ دینا، کچھ دن اصلاح و ارشاد کے کام میں جوش دکھانا پھر خاموشی اختیار کر لینا، کچھ دن تک قربانی کرنا اور پھر تھک جانا یہ ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان کی روحانی زندگی خطرہ میں ہوتی ہے اور وہ لوگ جو ایسا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے جاذب نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پورے طور پر اُنہیں لوگوں پر نازل ہوتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر اعمال بجالاتے ہیں اور اِس بات کے محتاج نہیں ہوتے کہ نبی یا خلیفہ اُن کو بار بار توجہ دلائے۔ وہ اِس بات کا خیال نہیں کرتے کہ کسی بڑے آدمی نے تحریک کی ہے یا کسی چھوٹے آدمی نے، بلکہ وہ ہر نیک تحریک پر خواہ وہ نبی کی طرف سے ہو یا خلیفہ کی طرف سے ہو یا اُس کے کسی نائب کی طرف سے ہو لَبَّیْکَ کہنے کیلئے تیار رہتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مورد بنتے ہیں۔"

(نیکیوں پر استقلال اور دوام کی عادت ڈالیں، انوار العلوم جلد ۱۸ صفحہ ۱۷۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"سچا مذہب میانہ روی کو پسند کرتا ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ انسان دنیا کو بالکل ہی چھوڑ دے۔ بلکہ وہ چاہتا ہے کہ انسان دنیا بھی کمائے اور دینی کاموں میں بھی حصہ لے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک صوفی کا یہ قول بہت پسند ہے کہ "دست در کار و دل با یار" یعنی اصل طریق یہی ہے کہ انسان دنیا کے کام بھی کرے اور خدا تعالیٰ کو بھی یاد رکھے۔ لیکن پرانے لوگوں میں سے بعض نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ دست در کار نہیں ہونا چاہیئے جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی زندگی کو ضائع کر دیا اور بعض نے یہ سمجھ لیا کہ دل با یار نہیں ہونا چاہیئے صرف دست در کار ہونا کافی ہے۔ گویا دنیا میں دو کیمپ بن گئے۔ ایک کیمپ والے دین کو بیکار سمجھنے لگ گئے اور دوسرے کیمپ والے دنیا کو بے کار سمجھنے لگ گئے حالانکہ صداقت ان دونوں کے درمیان درمیان تھی۔ صداقت یہ تھی کہ دین کے ساتھ دنیا کی طرف بھی توجہ رکھی جائے اور دنیا سے بالکل ہی منہ نہ موڑ لیا جائے۔" (تفسیر کبیر سورۃ القصص، زیر آیت وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ جلد ۷ صفحہ ۵۴۵)

جنت کا وارث اعمال کے ذریعے یا فضل الٰہی سے؟ اس کا جواب ابن بطال نے دیا ہے کہ جنت میں مختلف مراتب ہیں جو انسان کو اس کے اعمال کی بنیاد پر ملیں گے جبکہ یہ حدیث دخول جنت اور اس میں ہمیشگی سے متعلق ہے۔ یعنی جنت میں داخل ہونا خدا کے فضل پر منحصر ہے جبکہ داخل ہونے کے بعد درجات اعمال کی بنیاد پر ملیں گے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۶۳)

لَا يُدْخِلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ: اس روایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام کے نزدیک حقیقی نجات اور دائمی کامیابی اور ہمیشہ کی زندگی عمل پر موقوف نہیں ہے بلکہ اس کا انحصار فضلِ الٰہی پر ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ فضل کو جذب کرنے کے لیے عمل ضروری ہے مگر جب تک اللہ تعالیٰ دستگیری نہ کرے اور اس کے فضل کا دستِ قدرت ساتھ نہ دے کوئی انسان بھی ہمیشہ کی زندگی نہیں پا سکتا کیونکہ عمل چاہے جتنا بھی ہو بہر حال محدود ہے۔ محدود عمل لا محدود زندگی کیسے دے سکتا ہے اس لیے فضلِ الٰہی اور قیوم ذات کا سہارا ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جس نبی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ اس نبی کی بیعت بھی خدا تعالیٰ کی بیعت ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ رہا کہ میرے سے وہ کام ہو ہی نہیں سکتے جو خدا تعالیٰ کی

رضا کے خلاف ہوں بلکہ اپنی بشریت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فرمارہے ہیں کہ مجھے بھی اپنے اعمال کی وجہ سے کچھ نہیں ملے گا بلکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل کی وجہ سے ملے گا۔" (خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱، مارچ ۲۰۰۵، جلد ۳، صفحہ ۱۵۵)

بَاب ۱۹ : الرَّجَاءُ مَعَ الْخَوْفِ

خوف کے ساتھ اُمید رکھنا

وَقَالَ سُفْيَانُ مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيْلَ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ. (المائدة: ٦٩)

اور سفیان (بن عیینہ) نے کہا: قرآن کی کوئی آیت بھی مجھ پر اس آیت سے بڑھ کر گراں نہیں یعنی تم کسی بات پر بھی نہیں ہو، تاوقتیکہ تم تورات اور انجیل کے مطابق ٹھیک طور پر عمل نہ کرو اور نیز اس کے مطابق جو تمہارے ربّ نے تمہاری طرف نازل کیا۔

٦٤٦٩: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْئَسْ مِنَ

۶۴۶۹: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عمرو بن ابی عمرو سے، عمرو نے سعید بن ابی سعید مقبری سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: اللہ نے رحمت کو جس دن پیدا کیا۔ اس کے سو حصے بنا لئے اور پھر اپنے پاس ننانوے حصے رحمت کے روک لئے اور اپنی تمام مخلوقات میں ایک حصہ رحمت کا بھیج دیا۔ اگر کافر اس ساری رحمت کو جانتا جو اللہ کے پاس ہے تو جنت سے مایوس نہ ہوتا اور اگر مؤمن اس سارے عذاب

الْجَنَّةِ وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُسْلِمُ[1] بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ.

کو جانتا جو اللہ کے پاس ہے تو آگ سے نڈر نہ ہوتا۔

طرفہ: ۶۰۰۰۔

تشریح: الرَّجَاءُ مَعَ الْخَوْفِ: خوف کے ساتھ اُمید رکھنا۔ وَقَالَ سُفْيَانُ مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ لَسْتُمْ: سفیان بن عیینہ کو جس آیت سے فکر دامن گیر ہوئی اس آیت کے مخاطب اہلِ کتاب ہیں۔ فرماتا ہے: قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (المائدۃ: ۶۹) تو کہہ دے (کہ) اے اہلِ کتاب جب تک تم تورات اور انجیل (کو) اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے ربّ کی طرف سے تم پر اتارا گیا ہے اس کو ظاہر نہیں کرو گے (اس وقت تک) تم کسی (اچھی) بات پر (قائم) نہیں۔ سفیان بن عیینہ کا یہ خوف بجا ہے کہ اہلِ کتاب کو تورات اور انجیل اور اس تعلیم کو قائم نہ کرنے کا اتنا بڑا انتباہ ہے تو ہم جن کے لیے کامل شریعت اتری اس کے قیام اور اس پر عمل کی کتنی بڑی ذمہ داری ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”انسان خواہ کیسی گندی حالت میں پہنچ جائے یہ نہ سمجھے کہ وہ نیک نہیں بن سکتا۔ اس تعلیم کے ذریعہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مایوسی اور نااُمیدی کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر فرمایا: اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف:۸۸) کہ خدا کی رحمت سے سوائے انکار کرنے والے کے اور کوئی مایوس نہیں ہوتا۔ اب دیکھو اس اصل کے ماتحت کس حد تک امید کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ عام طور پر بدی اسی طرح پھیلتی ہے کہ جو شخص بدیوں میں مبتلا ہو چکا ہو۔ وہ سمجھتا ہے کہ اتنی بدیاں کر لی ہیں تو اب میں کہاں نیک بن سکتا ہوں اور جب وہ یہ رائے قائم کر لیتا ہے تو وہ بدیوں میں بڑھتا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ خواہ اس سے کتنی ہی بدیاں سرزد ہو چکی ہیں۔ وہ نیک ہو سکتا ہے اور واپسی کا راستہ اس کے لئے بند نہیں ہے تو اس کے نیک بن جانے کا ہر وقت احتمال ہے۔“ (دنیا کا محسن، انوار العلوم جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۴)

---

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں ”المؤمن“ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۳۶۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بَاب ۲۰ : الصَّبْرُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ

اللہ کی حرام کردہ باتوں سے اپنے آپ کو روکے رکھنا۔

إِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (الزمر: ۱۱) وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ.

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) انہیں لوگوں کو جو اپنے آپ کو بدیوں سے روکے رکھتے ہیں ان کا اجر بغیر حساب کے بڑھ چڑھ کر دیا جائے گا۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا اور ہم نے اپنی بہتر زندگی صبر ہی میں پائی ہے۔

۶۴۷۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَسْأَلْهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا أَعْطَاهُ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُمْ حِينَ نَفِدَ كُلُّ شَيْءٍ أَنْفَقَ بِيَدَيْهِ مَا يَكُوْنُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ لَا أَدَّخِرُهُ عَنْكُمْ وَإِنَّهُ مَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفُّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.

۶۴۷۰: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا مجھے عطاء بن یزید نے خبر دی کہ حضرت ابو سعیدؓ نے انہیں بتایا کہ کچھ انصاری لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا تو اُن میں سے جس نے بھی آپؐ سے مانگا آپؐ نے اس کو دیا یہاں تک کہ جو آپ کے پاس تھا ختم ہو گیا تو جب سب کچھ ختم ہو گیا یعنی آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے خرچ کر ڈالا تو آپؐ نے ان سے فرمایا: جو (مال) بھلائی بھی میرے پاس ہو گی میں اس کو تم سے چھپا کر نہیں رکھوں گا اور بات یہ ہے کہ جو سوال سے بچے گا اللہ اُسے بچائے گا اور جو اپنے نفس پر زور ڈال کر صبر کرے گا اللہ اس کو صبر دے گا اور جو شخص استغناء چاہے گا اللہ اُسے مستغنی کر دے گا اور صبر سے بہتر اور اس سے بڑھ کر کوئی نعمت تمہیں ہرگز نہیں ملے گی۔

طرفہ: ۱۴۶۹۔

٦٤٧١: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَتَّى تَرِمَ - أَوْ تَنْتَفِخَ - قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهُ فَيَقُولُ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا.

۶۴۷۱: خلاد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر (بن کدام) نے ہمیں بتایا۔ زیاد بن علاقہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے سنا وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر تک نماز پڑھتے کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے یا (کہا:) پھول جاتے۔ تو آپؐ سے کہا جاتا۔ آپؐ فرماتے: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

أطرافه: ۱۱۳۰، ٤٨٣٦۔

تشریح: الصَّبْرُ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ: اللہ کی حرام کردہ باتوں سے اپنے آپ کو روکے رکھنا۔ وَالصَّبْر حبس النَّفس وَتَارَة يسْتَعْمل بِكَلِمَة: عَن، كَمَا فِي الْمعاصِي، يُقَال صَبر عَن الزِّنَا، وَتَارَة بِكَلِمَة: على، كَمَا فِي الطَّاعَات يُقَال: صَبر على الصَّلَاة، وَنَحْو ذَلِك. (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۶۷) صبر نفس کو روکنے کا نام ہے۔ جب اسے عن کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ گناہوں سے روکنے کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے صبر عن الزنا، کبھی یہ کلمہ علی کے ساتھ اطاعت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے صَبر على الصَّلَاة۔

امام بخاری نے زیر باب آیت سے صبر کے اس مضمون کو واضح کیا ہے کہ بدیوں سے اپنے آپ کو روکے رکھنے والوں کے لیے بڑے بڑے اجر و ثواب مقدر ہیں۔ اور زیر باب دو روایات سے صبر کی دو مختلف زاویوں سے تشریح کی ہے۔ روایت ۶۴۷۰ میں حرص اور لالچ سے نفس کو روکنا اور قناعت اختیار کرنا بیان کیا گیا ہے۔ روایت ۶۴۷۱ میں صبر کا ایک اور رنگ دکھایا کہ حق بندگی اختیار کرنا اور اس میں اس قدر مجاہدہ کرنا اور اپنے نفس کو خدا کے حضور ڈال دینا کہ جسمانی تکلیف اور مشقت سے بے نیاز محسن کے حسن و احسان میں ڈوبتے چلے جانا اور وارفتگی اور محویت کی اس حالت میں شکر و سپاس سے جسم و روح کے ذرہ ذرہ کا آستانۂ الوہیت پر پانی کی طرح بہتے چلے جانا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور کون انسان خدا تعالیٰ کا مقرب ہو سکتا ہے اور آپ کے سوا اور کون ہے جس نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا ہو کہ وہ خدا کے لئے اپنی ہر چیز اور اپنے ہر جذبہ کو قربان کرنے کیلئے تیار ہے۔ مگر باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس دن کے لئے اتنی تیاری

کرتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں جب کہ آپ بوڑھے ہو چکے تھے اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر تھی رات کو نماز کے لئے اُٹھتے تو اتنی اتنی دیر اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے رہتے کہ آپ کے پاؤں سُوج جاتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ دیکھ کر رحم آتا۔ آخر ایک دن تنگ آ کر میں نے کہا یَارَسُوْلَ اللہ! آپ اپنی جان کو اتنا دکھ میں کیوں ڈالتے ہیں۔ آپ نماز میں کھڑے ہوتے اور عبادت کرتے ہیں تو اتنی اتنی دیر کھڑے رہتے ہیں کہ آپ کے پاؤں سُوج جاتے ہیں اور آپ پر ضعف طاری ہو جاتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف نہیں کر دیا؟ اور کیا خدا تعالیٰ نے آپ کو الہام کے ذریعہ نہیں کہہ دیا کہ میں تجھ پر راضی ہوں؟ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جواب میں کہا، عائشہؓ! ٹھیک ہے خدا نے مجھ پر بڑے بڑے فضل نازل کئے ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ خدا نے میرے تمام قسم کے کاموں میں برکتیں رکھی ہیں۔ مگر اے عائشہؓ! جب خدا نے مجھ پر اتنا بڑا فضل نازل کیا ہے تو کیا میرا فرض نہیں کہ میں شکر گزار بندہ بنوں۔ عربی کے الفاظ یہ ہیں۔ اَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا اے عائشہؓ! کیا خدا کا ہی کام ہے کہ وہ محسن بنے بندے کا کام نہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرے؟ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے انسان بھی باوجود ان تمام قربانیوں کے جو آپ نے کیں، باوجود جذباتِ محبت کی اس فراوانی کے جو آپ خدا تعالیٰ کے متعلق رکھتے تھے پھر بھی اس بات کے محتاج تھے کہ راتوں کو اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور اتنی اتنی دیر کھڑے رہتے کہ آپؐ کے پاؤں سُوج جاتے، دن کو عبادت کرتے اور اپنی زندگی کو زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ سے ملنے کے قابل بناتے تو اور کون انسان ہے جو اپنے آپ کو ان ذمہ داریوں سے مستغنی قرار دے سکے۔"

(قیام پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں، انوار العلوم جلد ۱۹ صفحہ ۴۳۹، ۴۴۰)

بَاب ۲۱ : وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق: ٤)

اور جو اللہ پر توکل کرے گا تو وہ اس کے لیے کافی ہو گا

وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ مِنْ كُلِّ مَا ضَاقَ عَلَى النَّاسِ.

اور ربیع بن خثیم نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ ہر اس تنگی سے جس سے نکلنا لوگوں کے لیے دشوار ہوگا۔

٦٤٧٢: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمْ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ.

۶۴۷۲: اسحاق (بن منصور) نے مجھ سے بیان کیا کہ روح بن عبادہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے سنا وہ کہتے تھے۔ میں سعید بن جبیر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اُنہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر پڑھواتے ہیں اور نہ بُرا شگون لیتے ہیں اور اپنے ربّ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

أطرافه: ٣٤١٠، ٥٧٠٥، ٥٧٥٢، ٦٥٤١۔

تشریح: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ: اور جو اللہ پر توکل کرے گا تو وہ اس کے لیے کافی ہوگا۔ توکل کیا ہے۔ وأصل التَّوَكُّل من الوكول، يُقَال: وَكَّلَ أَمْرَهُ إِلَى فُلَانٍ أَي اِلْتَجَأَ إِلَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَيْهِ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۶۸) توکل وکول سے ہے کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنا معاملہ فلاں کے سپرد کر دیا یعنی اس کی پناہ لی اور اس پر اعتماد کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بھروسہ اسباب پر ہرگز نہ چاہیے بلکہ یوں چاہیئے کہ اسباب کو مہیا کر کے پھر بھروسہ خدا تعالیٰ پر کرنا چاہیئے اور اگر وہ چاہے تو اِن اسباب کو مفید بنادے اور اسی سے پھر بھی دُعا کرنی چاہیے کیونکہ اسباب پر نتائج مرتب کرنا تو اُسی کا کام ہے اور یہی توکل ہے۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۸۸)

بَاب ۲۲: مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيلَ وَقَالَ

قیل و قال جو ناپسندیدہ ہے

٦٤٧٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُغِيرَةُ وَفُلَانٌ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ أَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْمُغِيرَةِ أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيرَةُ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. قَالَ وَكَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ وَعُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ. وَعَنْ هُشَيْمٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ وَرَّادًا يُحَدِّثُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

۶۴۷۳: علی بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا کہ ایک سے زائد آدمیوں نے ہم سے بیان کیا۔ ان میں سے مغیرہ اور ایک فلاں شخص اور ایک تیسرا شخص بھی ہے۔ انہوں نے شعبی سے، شعبی نے ورّاد سے جو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے منشی تھے روایت کی کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ کو لکھا مجھے ایسی حدیث لکھ کر بھیجیں جو آپؐ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ ورّاد کہتے تھے: تو حضرت مغیرہؓ نے انکو لکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نماز سے فارغ ہونے پر یہ کہا کرتے تھے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے۔ اور اسی کی تمام تعریفیں ہیں۔ اور وہ ہر بات پر بڑا ہی قادر ہے۔ کہتے تھے (اور یہ بھی لکھا) کہ آپؐ بے فائدہ باتوں اور بہت سوال کرنے اور مال کو ضائع کرنے اور بخل و حرص اور ماؤں کی نافرمانی کرنے اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے اور (اسی سند سے) ہشیم سے مروی ہے کہ ہمیں عبدالملک بن عمیر نے بتایا۔ انہوں نے کہا۔ میں نے وراد سے سنا وہ یہی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. حدیث حضرت مغیرہؓ سے۔ حضرت مغیرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔

أطرافه: ٨٤٤، ١٤٧٧، ٢٤٠٨، ٥٩٧٥، ٦٣٣٠، ٦٦١٥، ٧٢٩٢۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيلَ وَقَالَ: قیل و قال جو ناپسندیدہ ہے۔ زیرِ باب روایت میں چھ باتوں سے منع کرنے کا ذکر ہے (۱) بے مقصد اور فضول باتیں کرنا۔ (۲) زیادہ سوال کرنا۔ (۳) مال ضائع کرنا۔ (۴) بخل و حرص۔ (۵) ماؤں کی نافرمانی کرنا۔ (۶) بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا۔ قیل و قال یعنی کہا گیا اور اس نے کہا۔ اس کے ایک معنے یہ ہیں ایسی بات کرنا جس کے متعلق یہ علم نہ ہو یا یہ نہ بتایا جائے کہ کہنے والا کون ہے یعنی صیغۂ مجہول میں بات کرنا۔ یہ انداز کچی، بے سند اور ناپختہ باتوں کے لیے استعمال ہوتا ہے اس لیے یہ طریق مناسب نہیں ہے جو بات کرو وہ پکی پختہ اور اپنے ساتھ سند و ثبوت رکھتی ہو۔ معاشرہ میں اکثر فتنے اسی قسم کی سنی سنائی ناپختہ باتوں سے پیدا ہوتے ہیں جن کی بنیاد محض قیاس اور شک پر ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے اسے گناہ قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات: ۱۳) اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو، کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں۔ دوسرے معنے ہیں بے مقصد اور لایعنی باتیں کرنا جن کا کوئی بھی مفید نتیجہ نہ نکلتا ہو۔

وَكَانَ يَنْهَى عَنْ... كَثْرَةِ السُّؤَالِ: آپؐ بہت سوال کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ سچ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر سوال کرنا مناسب نہیں اس سے منع فرمایا گیا ہے لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ (المائدۃ: ۱۰۲) اور ایسا ہی اس سے بھی منع کیا گیا ہے کہ آدمی جاسوسی کر کے دوسروں کی برائیاں نکالتا رہے یہ دونو طریق برے ہیں لیکن اگر کوئی امر اہم دل میں کھٹکے تو اسے ضرور پیش کر کے پوچھ لینا چاہئے یہ ایسی ہی بات ہے کہ اگر کوئی شخص خراب غذا کھالے اور وہ پیٹ میں جا کر خرابی پیدا کرے اور اس سے جی متلانے لگے تو چاہئے کہ فوراً قے کر کے اس کو نکال دیا جائے لیکن اگر وہ اس کو نکالتا نہیں تو پھر وہ آلات ہضم میں فتور پیدا کر کے صحت کو بگاڑ دے گی جیسے ایسی غذا کو فوراً نکالنا چاہئے اسی طرح جو بات دل میں کھٹکے اسے جلد باہر نکال دو۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۸۵)

وَأْدِ الْبَنَاتِ: بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ عرب کے اُس معاشرہ میں بعض قبائل میں یہ انسانیت سوز نہایت بہیمانہ رسم تھی کہ بعض لوگ بچی کی پیدائش کو اپنے لیے آر سمجھتے تھے اور اُسے زندہ درگور کر دیتے

تھے۔ اسلام نے نہ صرف معاشرے سے اس ظلم کو مٹایا اور بچیوں کا تحفظ فرمایا بلکہ یہ پیشگوئی کی کہ آئندہ ایسے قانون بن جائیں گے جو بچوں کو تحفظ دیں گے۔ فرماتا ہے: وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝ (التکویر: ۹، ۱۰) اور جب زندہ گاڑی جانے والی (لڑکی) کے بارہ میں سوال کیا جائے گا (کہ آخر) کس گناہ کے بدلہ میں اس کو قتل کیا گیا تھا۔

ان آیات کے حاشیہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ان آیات میں آئندہ زمانہ کی متمدن حکومتوں کا ذکر ہے جو اپنے بچوں پر بھی والدین کے اقتدار کا انکار کریں گی۔ اپنے وسیع تر معنوں میں یہ آیت اس شان سے پوری ہوئی ہے کہ قتل تو درکنار اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ماں باپ اپنے بچوں پر کسی قسم کی زیادتی کرتے ہیں تو حکومتیں ان کے بچوں کو اپنی تحویل میں لے لیتی ہیں۔" (قرآنِ کریم اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، سورۃ التکویر، حاشیہ آیت نمبر ۹، ۱۰)

عرب میں ہونے والے ان مظالم سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچیوں اور عورتوں کو کس طرح بچایا اور انہیں تحفظ دیا، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ ایک دردناک نظم میں بیان فرماتی ہیں:

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن، جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں، جب دنیا میں تو آتی تھی
جب باپ کی جھوٹی غیرت کا، خوں جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی، یوں ماں تیری گھبراتی تھی
یہ خونِ جگر سے پالنے والے تیرا خون بہاتے تھے
جو نفرت تیری ذات سے تھی فطرت پر غالب آتی تھی
کیا تیری قدروقیمت تھی! کچھ سوچ تری کیا عزت تھی!
تھا موت سے بد تر وہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی
عورت ہونا تھی سخت خطا، تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جرم نہ بخشا جاتا تھا، تا مرگ سزائیں پاتی تھی
گویا تو کنکر پتھر تھی، احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر!، ترکہ میں بانٹی جاتی تھی

وہ رحمت عالم آتا ہے، تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے، سب حق تیرے دلواتا ہے
ان ظلموں سے چھڑواتا ہے
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار
صلِّ علیٰ محمّدٍ

(دُرِّ عَدَن، صفحہ ۲۴، ۲۵)

بَاب ۲۳: حِفْظُ اللِّسَانِ

زبان کو محفوظ رکھنا

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ○ (ق: ۱۹)

اور (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ جو بات بھی وہ منہ سے نکالتا ہے تو ضرور اس کے پاس ہی ایک نگہبان تیار رہتا ہے

٦٤٧٤: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ سَمِعَ أَبَا حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ.

طرفه: ٦٨٠٧۔

۶۴۷۴: محمد بن ابی بکر مُقَدَّمی نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن علی نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابوحازم سے سنا، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد (ساعدیؓ) سے، حضرت سہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جو شخص میرے لیے اِن (دو) کا ضامن ہوتا ہے جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان اور جو اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے۔ میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوتا ہوں

٦٤٧٥: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ.

أطرافه: ٥١٨٥، ٦٠١٨، ٦١٣٦، ٦١٣٨۔

۶۴۷۵: عبدالعزیز بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے پڑوسی کو نہ ستائے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان سے عزت کے ساتھ پیش آئے۔

٦٤٧٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ سَمِعَ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ جَائِزَتُهُ قِيلَ وَمَا جَائِزَتُهُ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ قَالَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ.

أطرافه: ٦٠١٩، ٦١٣٥۔

۶۴۷۶: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ سعید مقبری نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے حضرت ابوشریح خزاعیؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اچھی طرح سمجھ کر یاد رکھا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمارہے تھے مہمان نوازی تین دن تک ہے یعنی جو مہمان نوازی کا دستور ہے۔ پوچھا گیا: مہمان نوازی کا کیا دستور ہے؟ فرمایا: ایک دن اور رات۔ آپؐ نے فرمایا: اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو چاہیے کہ وہ مہمان سے عزت سے پیش آئے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے چاہیئے کہ وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔

٦٤٧٧: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ.

طرفه: ٦٤٧٨۔

۶۴۷۷: ابراہیم بن حمزہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن ابی حازم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے یزید (بن عبداللہ) سے، یزید نے محمد بن ابراہیم سے، محمد نے عیسی بن طلحہ بن عبید اللہ تیمی سے، عیسیٰ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: بندہ کوئی بات منہ سے نکالتا ہے اس کو اچھی طرح سوچتا سمجھتا نہیں اس کی وجہ سے آگ میں پھسل کر اتنی دور چلا جاتا ہے جتنا مشرق (اور مغرب) کے درمیان فاصلہ ہے۔

٦٤٧٨: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ – يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ– عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ.

طرفه: ٦٤٧٧۔

۶۴۷۸: عبداللہ بن منیر نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے ابونضر سے سنا کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ یعنی جو دینار کے بیٹے ہیں، نے ہم سے بیان کیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: بندہ کبھی رضاء الٰہی کی بات منہ سے نکالتا ہے اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تو اللہ اس کے ذریعہ سے کئی درجہ اس کو بلند کر دیتا ہے اور بندہ کبھی اللہ کی ناراضگی کی بات منہ سے نکال بیٹھتا ہے۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کے ذریعہ سے جہنم میں جا گرتا ہے۔

تشریح: حِفْظُ اللِّسَانِ: زبان کو محفوظ رکھنا۔ زیرِ باب سورۃ ق کی آیت میں رَقِيبٌ عَتِيدٌ کے الفاظ ہیں۔ اس سے مراد فرشتے ہیں جو ہر بات کا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ○ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ○ (الرعد: ۳۹، ۴۰) ہر ایک پروگرام کے لیے ایک میعاد مقرر ہے۔ جس چیز کو اللہ چاہتا ہے مٹاتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) قائم کرتا ہے اُسی کے پاس (تمام) احکام کی اصل (اور جڑ) ہے۔ انسان کے اندر یہ احساس اور فکر پیدا ہو جائے اور اس پر اس کا یقین ایمان کی حد تک قائم ہو جائے کہ اس کی ہر بات ریکارڈ ہو رہی ہے اور اُم الکتاب میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہے تو وہ جہاں انتہائی محتاط گفتگو اپنا شعار بنائے گا وہاں وہ ہر قسم کی لایعنی اور لغو باتوں کے محو کیے جانے کے لیے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ کو حرزِ جان بناتے ہوئے ہمیشہ استغفار اور عفو سے اپنی زبان کو تر رکھے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان اُن میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں۔ جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اس کو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف نے اس کو بہت ہی بڑا قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا (الحجرات: ۱۳) خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اس کے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اس کو حرج پہنچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل اور نادان ہونا ثابت ہو یا اس کی عادت کے متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو یہ سب برے کام ہیں۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۵۳، ۶۵۴)

باب ٢٤: الْبُكَاءُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ عزوجل کی خشیت کی وجہ سے رونا

٦٤٧٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۶۴۷۹: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ (عمری) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا خبیب بن عبدالرحمٰن نے مجھ سے بیان کیا۔ خبیب نے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.

حفص بن عاصم سے، حفص نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: سات آدمی ہیں جنہیں اللہ اپنے سایہ میں رکھے گا۔ ایک وہ شخص جس نے اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

أطرافه: ٦٦٠، ١٤٢٣، ٦٨٠٦۔

تشریح: الْبُكَاءُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: اللہ عزوجل کی خشیت کی وجہ سے رونا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''خشیت اُس خوف کو کہتے ہیں جو کسی کی عظمت کی وجہ سے پیدا ہو اور صرف کسی کی اپنی کمزوری کی وجہ سے یہ ڈر پیدا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی خشیت یقیناً ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار بھی ہے اور ایک کمزور بندے کی اپنی کم مائیگی کا اظہار بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کیا ہے؟ یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ سب طاقتوں کا مالک ہے اور اُس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ہر چیز اُس کی پیدا کردہ ہے اور اُس کے ذریعہ سے قائم ہے۔ اُسی کی ملکیت ہے اور اُس کے چاہنے سے ہی ملتی ہے۔ پس جب ایسے قادر اور مقتدر خدا پر ایمان ہو اور اُس کی خشیت دل میں پیدا ہو تو پھر ہی انسان اُس کی قدرتوں سے حقیقی فیض پا سکتا ہے۔''

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳، اگست ۲۰۱۲، جلد ۱۰ صفحہ ۴۶۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''الخشية کے معنے ہیں خَوْفٌ يَشُوْبُهُ تَعْظِيْمٌ، وَأَكْثَرُ مَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ عَنْ عِلْمٍ بِمَا يُخْشَى مِنْهُ، وَلِذٰلِكَ خص العلماء بها فی قوله إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:۲۹) یعنی خشیت اس خوف کو کہتے ہیں جس میں اس شخص کی جس سے خشیت کی جائے تعظیم بھی ملی ہوئی ہو اور اس کی بزرگی کا احساس بھی ہو۔
اور لفظ خشیت کا اکثر استعمال اس جگہ ہوتا ہے جہاں خوف کی وجہ کا بھی علم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی خشیت صرف

اس کے عالم بندوں کے دل میں ہوتی ہے۔ ورنہ خوف تو عام لوگوں کے دل میں بھی ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے (المفردات فی غریب القرآن-خشی) پس یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ کے معنے ہوں گے کہ وہ اپنے رب سے ایسی خشیت کرتے ہیں جس میں اس کی تعظیم اور بزرگی پائی جاتی ہے اور وہ علم پر مبنی ہوتی ہے۔"

(تفسیر کبیر زیر آیت وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ... جلد ۳ صفحہ ۴۰۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ سے وہ لوگ ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت اور قدرت اور احسان اور حسن اور جمال پر علم کامل رکھتے ہیں خشیت اور اسلام درحقیقت اپنے مفہوم کے رُو سے ایک ہی چیز ہے کیونکہ کمال خشیت کا مفہوم اسلام کے مفہوم کو مستلزم ہے۔ پس اس آیتِ کریمہ کے معنوں کا مآل اور ماحصل یہی ہوا کہ اسلام کے حصول کا وسیلہ کاملہ یہی علم عظمت ذات وصفات باری ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۸۵)

بَاب ۲۵: الْخَوْفُ مِنَ اللّٰهِ

اللہ (کی ناراضگی) سے ڈرنا

٦٤٨٠: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِذَا أَنَا مُتُّ فَخُذُونِي فَذَرُّونِي فِي الْبَحْرِ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ فَفَعَلُوا بِهِ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِي صَنَعْتَ قَالَ مَا

۶۴۸۰: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ربعی سے، ربعی نے حضرت حذیفہ (بن یمانؓ) سے، حضرت حذیفہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے جو پہلے لوگ تھے ان میں ایک شخص تھا جو اپنے عمل کو بُرا سمجھا کرتا تھا۔ اس نے اپنے گھر والوں کو کہا۔ جب میں مر جاؤں تو مجھے لے کر کسی آندھی کے دن سمندر میں بکھیر

حَمَلَنِي عَلَيْهِ إِلَّا مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ.

دینا۔ اُنہوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ نے اس کو اکٹھا کیا اور پوچھا: جو کام تم نے کیا اس پر تمہیں کس نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا: صرف تیرے ڈر نے ہی مجھے اس پر آمادہ کیا۔ تو اللہ نے اس پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے اس سے درگزر کیا۔

أطرافه: ٣٤٥٢، ٣٤٧٩۔

٦٤٨١: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَجُلًا فِيمَنْ كَانَ سَلَفَ - أَوْ قَبْلَكُمْ - آتَاهُ اللهُ مَالًا وَوَلَدًا يَعْنِي أَعْطَاهُ قَالَ فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ لِبَنِيهِ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللهِ خَيْرًا - فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ - وَإِنْ يَقْدَمْ عَلَى اللهِ يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوا فَإِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُونِي - أَوْ قَالَ فَاسْهَكُونِي - ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيحٌ عَاصِفٌ فَأَذْرُونِي فِيهَا فَأَخَذَ مَوَاثِيقَهُمْ عَلَى ذَلِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا

۶۴۸۱: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا۔ (اُنہوں نے کہا) میں نے اپنے باپ سے سنا کہ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے عقبہ بن عبدالغافر سے، عقبہ نے حضرت ابوسعید (سعد بن مالک) خدری رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوسعیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو اُن لوگوں میں تھا جو پہلے گزر چکے یا (فرمایا) جو تم سے پہلے تھے۔ اللہ نے اس کو مال و اولاد دی تھی۔ فرمایا جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا میں تمہارا کیسا باپ تھا وہ بولے بہت اچھے باپ تھے۔ اس نے کہا: اس نے تو اللہ کے پاس کوئی نیکی کا ذخیرہ نہیں چھوڑا۔ قتادہ نے لَمْ يَبْتَئِرْ کی تفسیر یوں کی کہ جمع نہیں رکھا اور اگر وہ اللہ کے سامنے پہنچا تو وہ اس کو سزا دے گا اس لئے دیکھو جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا۔ جب میں جل کر کوئلہ بن جاؤں تو مجھے پیسنا۔ راوی نے

فَقَالَ اللّٰهُ كُنْ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ أَيْ عَبْدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِنْكَ. فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَحَدَّثْتُ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فَأَذْرُونِي فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ. وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فَاسْحَقُونِي کہا یا فَاسْهَكُونِي کہا۔ پھر جب تیز آندھی ہو تو مجھے اس میں بکھیر دینا۔ اس پر اس نے قسم دے کر ان سے پختہ عہد و پیمان لئے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ نے فرمایا: ہو جا تو کیا دیکھا کہ وہ شخص کھڑا ہے۔ پھر فرمایا: اے میرے بندے جو تم نے کیا، اس پر تمہیں کس نے آمادہ کیا۔ اس نے کہا: تیرے خوف نے یا (کہا) تیرے خوف کی گھبراہٹ نے۔ پھر اللہ نے اس کے گناہوں کی یوں تلافی کی کہ اس پر رحم کیا۔ (معتمر کے باپ سلیمان نے کہا) میں نے ابو عثمان سے یہ حدیث بیان کی تو اُنہوں نے کہا۔ میں نے بھی سلمان سے سنا مگر انہوں نے اتنا زائد بیان کیا کہ پھر مجھے سمندر میں بکھیر دینا یا کچھ ایسا ہی بتایا۔ اور معاذ نے کہا: ہمیں شعبہ نے قتادہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے حضرت ابو سعیدؓ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث روایت کرتے تھے۔

أطرافه: ۳٤۷۸، ۷۵۰۸۔

تشریح: الْخَوْفُ مِنَ اللّٰهِ: اللہ کی ناراضگی سے ڈرنا۔ زیرِ باب روایات میں سابقہ اُمتوں کے ایک آدمی کے اس خوف کے واقعہ کو بیان کیا گیا ہے جو اپنے گناہوں کے ساتھ خدا کا سامنا کرنے سے ڈرا اور اس کا یہ ڈرنا اُسے نجات دلا گیا۔ دراصل انسان کا یہ خوف ہی اسے نجات دلاتا ہے کہ میں گندگی کی حالت میں خدائے قدوس کا کیسے سامنا کروں گا۔ یہ احساس اور معرفت اگر زندگی میں حاصل ہو جائے تو انسان اپنے آپ کو گناہ کے گند سے آلودہ نہ کرے۔ اسلام جس نجات کی طرف بلاتا ہے اُس کا آغاز اس دنیا میں ہی ہو جاتا ہے اور آخرت میں وہ دُوہری جنت کی صورت میں اسے نصیب ہو گی۔ بعض قوموں میں مردے جلانے کی جو رسم ہے وہ کسی متعدی بیماری کے زمانہ کی پیداوار بھی ہو سکتی ہے اور نجات کے اس تصور کی بھی جو اس واقعہ میں بیان کیا گیا ہے۔ مگر اصل

نجات تو روح کی ہے نہ کہ جسم کی۔ جسم کو جلانے سے روح صاف نہیں ہوتی اور نہ حقیقی نجات ملتی ہے اصل نجات تو خدا کی نافرمانی سے بچنے اور گناہ کی تمام آلائشوں اور گندگیوں کو جلانے سے ملتی ہے جو اس زندگی میں ہی حاصل کرنی ضروری ہے۔ جیسا کہ فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ○ (الرحمٰن: ۴۷) اور جو شخص اپنے ربّ کی شان سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنتیں مقرر ہیں (دنیوی بھی اور اخروی بھی۔) حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ (البقرۃ:۲۸۵) تو یہ اس کی این تصویر ہے۔ مرتے ہوئے کا خوف بھی اس کی بخشش کا سامان کر گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مالکیت کے ضمن میں فرماتا ہے وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء:۱۰۱) اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پس اس شخص کو اللہ کا خوف تھا جس نے اس کو اپنی لاش کے ساتھ یہ سلوک کروانے پر مجبور کیا۔ لیکن مالک نے رحم فرماتے ہوئے اس کی بخشش کے سامان کر دیئے۔ لیکن ایک مومن بندے کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ایک مومن کو برائیوں میں نہیں بڑھاتا کہ اللہ تعالیٰ نے بخش دینا ہے جو مرضی کئے جاؤ۔ بلکہ یہ سلوک اسے اتنی مہربانی اور رحم کرنے والے خدا کی طرف جھکانے والا ہونا چاہئے۔ یہ سلوک اپنے گناہوں کی طرف نظر کر کے استغفار کی طرف توجہ دلاتا ہے، اس کی عبادت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کیونکہ باوجود اللہ تعالیٰ کے اتنا رحم کرنے کے اللہ فرماتا ہے کہ بعض گناہ میں نہیں بخشوں گا اور فرمایا کہ شرک کا گناہ میں معاف نہیں کروں گا۔ (النساء:۴۹)" (خطبات مسرور خطبہ جمعہ فرمودہ ۶/ اپریل ۲۰۰۷ء، جلد ۵ صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰)

بَاب ٢٦ : الِانْتِهَاءُ عَنِ الْمَعَاصِي

گناہوں سے رک جانا

٦٤٨٢ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ مَا

۶۴۸۲: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ سے، انہوں نے ابوبردہ سے، ابو بردہ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَعَثَنِي اللّٰهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَا النَّجَاءَ فَأَطَاعَتْهُ طَائِفَةٌ فَأَدْلَجُوا عَلَى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْهُ طَائِفَةٌ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاجْتَاحَهُمْ.

میری مثال اور اس پیغام کی مثال جو اللہ نے مجھے دیکر بھیجا اس شخص کی سی مثال ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے اپنی آنکھوں سے فوج کو دیکھا اور میں کُھلا کُھلا ڈرانے والا ہوں اس لئے اپنی جان بچانے کے لئے بھاگو بھاگو تو ایک گروہ نے اس کی بات مان لی اور وہ رات ہی کو اطمینان سے سنبھل کر نکل گئے اور بچ گئے اور ایک گروہ نے اس کو جھٹلایا۔ اتنے میں فوج نے صبح کو اُن پر چھاپا مارا اور ان کی بیخ کنی کر دی۔

طرفہ: ۷۲۸۳

۶۴۸۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَزَعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا فَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ تَقْتَحِمُونَ فِيهَا.

طرفہ: ۳۴۲۶۔

۶۴۸۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا کہ ابوالزناد نے ہم سے بیان کیا۔ ابوالزناد نے عبدالرحمٰن سے، عبدالرحمٰن نے ان کو بتایا کہ اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: میری مثال اور لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ سلگائی۔ جب اس آگ نے اس کے ماحول کو روشن کر دیا تو پتنگے اور یہ کیڑے مکوڑے جو کہ آگ میں گرا کرتے ہیں اس آگ میں گرنے لگے اور وہ اُن کو نکالنے لگا اور وہ اس کے قابو سے باہر ہو رہے ہیں اور اس آگ میں بے تحاشا کود رہے ہیں۔ میں بھی تمہارے تہ بند کی مُریوں کو پکڑے ہوئے آگ سے روک رہا ہوں اور تم اس میں بے تحاشا کود رہے ہو۔

٦٤٨٤: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ.

۶۴۸۴: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا (بن ابی زائدہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عامر سے، عامر نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے سنا وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور جس کے ہاتھ سے مسلمان سلامتی میں رہیں اور مہاجر وہ ہے جس نے اُن باتوں کو چھوڑ دیا جن سے اللہ نے روکا۔

طرفہ: ۱۰۔

تشریح: الِانْتِهَاءُ عَنِ الْمَعَاصِي: گناہوں سے رک جانا۔ نبی نذیر بھی ہوتا ہے اور بشیر بھی۔ اس جگہ صفت نذیر کا ذکر ہے۔ قرآن کریم نے بھی ہر اُمت میں نذیر آنے کا ذکر فرمایا ہے۔ وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ (فاطر:۲۵) اور کوئی ایسی قوم نہیں جس میں (خدا کی طرف سے) کوئی ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو۔ اس زمانہ کے امام کو بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی وحی میں یہ الہام متعدد بار کیا "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

(براہینِ احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد ۱، بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ۶۶۵)

زیرِ باب روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نذیر بتایا گیا ہے جو اپنی قوم کو ان کی کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچاتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث میں عذابِ الٰہی کی جتنی قسمیں بیان کی گئی ہیں وہ آپ کی صفتِ نذیر کے اس پرتو میں دکھائی دیتی ہیں جس میں آپ قوم کو عذابِ الٰہی سے صرف ہوشیار ہی نہیں کرتے بلکہ ان کے لیے دعائیں کرتے کرتے اپنے آپ کو ہلاکت کے قریب لے جاتے ہیں جیسا کہ فرمایا: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ○ (الشعراء:۴) شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ...: مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور جس کے ہاتھ سے مسلمان سلامتی میں رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> "ہم تو اس حدیث کو صرف مسلمانوں تک محدود نہیں رکھتے بلکہ ہمارے نزدیک تو اس کی وسعت دنیا کے ہر امن پسند انسان تک ہے۔ عموماً یہی کہا جاتا ہے کہ مسلمان مسلمان سے محفوظ ہے لیکن حضرت مصلح موعود نے اس کی وسعت کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ صرف مسلمان تک محدود نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ

ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے ہر سلامتی پسند اور امن پسند شخص محفوظ رہتا ہے۔ پس یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا حقیقی اِدراک جو تقویٰ سے ملتا ہے۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ ۲۰۱۳، جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۱)

وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ: مہاجر وہ ہے جس نے اُن باتوں کو چھوڑ دیا جن سے اللہ نے روکا۔ اس میں ایک تو ان سب کی دلجوئی کی گئی ہے جو اپنی مجبوریوں سے خدا کی خاطر ہجرت نہیں کر سکتے اور ان کے دل فتنوں سے بے چین رہتے ہیں ان کو بتا دیا کہ تم اپنے وطنوں میں رہتے ہوئے بھی ہجرت کا ثواب اور برکات حاصل کر سکتے ہو اگر منہیات یعنی ان تمام گناہوں کی سرزمین سے مستقلاً ہجرت کرتے رہو تو تم عند اللہ مہاجر سمجھے جاؤ گے۔ دوسرے ظاہری ہجرت کرنے والوں کو پیغام دیا ہے کہ محض اپنے وطن سے ہجرت کرنا مہاجر کہلانے کے لیے کافی نہیں اور نہ یہ وہ ہجرت ہے جو تمہیں ان برکات کا وارث بنائے گی جو اصل مہاجر کو نصیب ہوتی ہیں۔ جن کا ذکر قرآنِ کریم میں ان الفاظ میں ہوا: وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً (النساء:۱۰۱) اور جو (شخص بھی) اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ ملک میں حفاظت کی بہت سی جگہیں اور فراخی (کے سامان) پائے گا۔ اور جس ہجرت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی نشانی اور گناہوں کے دھوئے جانے کا ذریعہ بتایا ہے۔ اصل ہجرت وہی ہے جو نہ صرف ظاہری اور عارضی دشمن کے علاقہ سے کی جائے بلکہ ابدی دشمن شیطان کے علاقہ سے بھی کی جائے۔

بَاب ۲۷: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تم ہنستے تھوڑا اور روتے بہت

۶۴۸۵: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا.

طرفه: ۶۶۳۷۔

۶۴۸۵: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے روایت کی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے تھوڑا اور روتے بہت۔

٦٤٨٦: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا.

۶۴۸۶: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے موسیٰ بن انس سے، موسیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تم ہنستے تھوڑا اور روتے بہت۔

أطرافه:۹۳، ٥٤٠، ٧٤٩، ٤٦٢١، ٦٣٦٢، ٦٤٦٨، ٧٠٨٩، ٧٠٩٠، ٧٠٩١، ٧٢٩٤، ٧٢٩٥۔

تشریح: لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا: اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تم ہنستے تھوڑا اور روتے بہت۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ انسان ہر وقت آنسو بہاتا رہے اور خوش ہونے اور ہنسنے کی ممانعت ہے بلکہ اس طرح ہے جیسے ایک ماہر ڈاکٹر کسی مریض کی اندر کی حالتوں کا معائنہ کرنے اور اس کے کمزور دفاعی نظام (weak immunity) کو دیکھ کر بتائے کہ اگر تمہیں اپنی حالت کا پتہ چل جائے تو تم ان خطرات کو دیکھ کر کبھی اپنے متعلق غفلت نہ برتو بلکہ تشویش کی حد تک اپنے علاج کی فکر و کوشش کرو۔ اس میں انسان کی اصلاح کا ایک قیمتی گر بتایا گیا ہے اور انسان کی معرفت کو ترقی کی وہ راہ دکھائی گئی ہے جس سے گناہ ایک زہر دکھائی دینے لگتا ہے اور نیکی ایک عمدہ غذا، جو اس کی روحانی زندگی کی نشوونما کا باعث بنتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تم ہنستے تھوڑا اور روتے بہت۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”دنیاوی تمتع کا حصہ انسانی زندگی میں بہت ہی کم ہونا چاہیے تا کہ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا (التوبۃ: ۸۲) یعنی ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت کا مصداق بنو لیکن جس شخص کی دنیاوی تمتع کثرت سے ہیں اور رات دن بیویوں میں مصروف ہے اس کو رقت اور رونا کب نصیب ہو گا۔“ (ملفوظات، جلد ۴ صفحہ ۵۰)

نیز آپؑ نے فرمایا:

> ”صوفیوں نے لکھا ہے کہ اگر چالیس دن تک رونا نہ آوے تو جانو کہ دل سخت ہو گیا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے: فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا (التوبۃ: ۸۲) کہ ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت مگر اس کے برعکس دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ہنستے بہت ہیں اب دیکھو کہ زمانہ کی کیا حالت ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ انسان ہر وقت آنکھوں سے آنسو بہاتا رہے بلکہ جس کا دل اندر سے رو رہا ہے وہی روتا ہے۔ انسان کو

چاہیے کہ دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ کر خشوع اور خضوع سے دعا میں مشغول ہو اور بالکل عجز و نیاز سے خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر پڑے تا کہ وہ اس آیت کے نیچے نہ آوے۔ جو بہت ہنستا ہے وہ مومن نہیں اگر سارے دن کا نفس کا محاسبہ کیا جاوے تو معلوم ہو کہ ہنسی اور تمسخر کی میزان زیادہ ہے اور رونے کی بہت کم ہے بلکہ اکثر جگہ بالکل ہی نہیں ہے۔ اب دیکھو کہ زندگی کس قدر غفلت میں گزر رہی ہے اور ایمان کی راہ کس قدر مشکل ہے گویا ایک طرح سے مرنا ہے اور اصل میں اسی کا نام ایمان ہے۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۵۶)

بَاب ۲۸: حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

آگ نفسانی خواہشوں سے ڈھکی ہوئی ہے

۶۴۸۷: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ.

۶۴۸۷: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابو زناد سے، ابو زناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم نفسانی خواہشوں سے ڈھکی ہوئی ہے اور جنت ان باتوں سے ڈھکی ہوئی ہے جو نفس کو بری معلوم ہوتی ہیں۔

تشریح: حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ: آگ نفسانی خواہشوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ وَقع عِنْدَ أَبِي نعيم: بَاب حفت النَّار، وَفِي بعض النّسخ بعده وحجبت الْجنَّة بالمكاره (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۷۷) ابو نعیم کے نسخہ میں حُجِبَتِ النَّارُ کی بجائے حفت النَّار ہے اسی طرح بعض نسخوں میں حجبت الْجنَّة بالمكاره کے الفاظ بھی عنوانِ باب میں ہیں۔ یعنی جنت کو تکالیف اور مشقتوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ دنیا چونکہ دارالامتحان ہے جس میں کامیاب ہونے والے کو جزاء اور ناکام ہونے والے کو سزا ملے گی اس لیے اخروی زندگی میں ملنے والی دائمی جزاء اور نہ ختم ہونے والی جنت کے حصول کے لیے اس دنیا کی لذات اور پُرکشش چیزوں کو قربان کرنا، نفسِ امارہ کو مار کر نفسِ مطمئنہ اور لقاء اور وصل کے مقام تک جانے کے لیے دنیوی لذات کی پُرکشش وادیوں سے اپنے نفس کو بچاتے ہوئے اور نفس کی مرضی کے خلاف چلتے ہوئے ہی وہ منزل مقصود پائی جا سکتی ہے جس کے لیے

قرآن کریم نے فرمایا ہے: يَاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ○ (الانشقاق:۷) اے انسان تُو اپنے ربّ کی طرف پورا زور لگا کر جانے والا ہے (اور) پھر اس سے ملنے والا ہے۔

باب ۲۹: اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ

جنت تم میں سے ایک کے اس کی جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور آگ بھی اسی طرح

٦٤٨٨: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ.

۶۴۸۸: موسیٰ بن مسعود نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور اور اعمش سے، ان دونوں نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت تم میں سے ایک کے اس کی جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور آگ بھی اسی طرح۔

٦٤٨٩: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلُ.

۶۴۸۹: محمد بن مثنیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے، عبدالملک نے ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن) سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا نہایت سچا شعر جو کسی شاعر نے کہا ہے وہ یہ ہے:
یعنی اللہ کے سوا ہر چیز بے حقیقت ہے

أطرافه: ٣٨٤١، ٦١٤٧۔

تشریح: اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ: جنت تم میں سے ایک کے اس کی جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور آگ بھی اسی طرح۔ اس کا مطلب

ہے جنت اور دوزخ انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اس کی ہوش اور خرد کی زندگی، آغاز سے اختتام تک ہر لحہ جو اطاعتِ الٰہی اور مرضیٔ مولیٰ کے مطابق گذارے وہ جنت ہے اور ہر وہ لحہ جو نافرمانی اور خدا کی مرضی کے خلاف ہو وہ جہنم ہے صوفیاء کا زبان زدِ عام محاورہ ہے "جو دم غافل سو دم کافر"۔ بہت عارفانہ نکتہ ہے جو صوفیاء نے بیان کیا ہے اور بہت عمدہ اور جامع خلاصہ ہے اسلامی تعلیم کا۔ یہی مضمون عنوانِ باب اور حدیث الباب میں بیان کیا گیا ہے۔

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ: لبید کے شعر کا یہ مصرعہ لا کر امام بخاری نے اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ کے سوا جب سب کچھ فانی ہونے والا ہے تو ان فانی چیزوں سے کیوں دل لگایا جائے اس حی قیوم سے کیوں نہ دل جوڑا جائے۔ فرمایا: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ○ (الرحمٰن: ۲۷، ۲۸) اس (یعنی زمین) پر جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونے والا ہے۔ اور صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال اور عزت والے خدا کی توجہ ہو۔ قرآنِ کریم کے اس بے نظیر کلام کو پڑھ کر لبید نے بجا طور پر شعر کہنے چھوڑ دیئے سورج کے آگے دیا کیا حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لبید عرب کا ایک مشہور شاعر تھا جو سات بڑے مشہور شاعروں میں سے ایک تھا۔ پہلے وہ اسلام کا مخالف تھا مگر بعد میں ایمان لے آیا۔ اسلام لانے کے بعد وہ ہر وقت قرآن کریم پڑھتا رہتا، اور اس نے شعر کہنے ترک کر دیئے۔ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ اپنے زمانہ خلافت میں کوفہ کے گورنر مغیرہ بن شعبہ کو چٹھی لکھی کہ اپنے علاقہ کے مشہور شاعروں سے اچھے اچھے اشعار لکھوا کر مجھے بھیجو۔ مغیرہ نے اس کام کے لئے دو شاعر اغلب اور لبید پسند کئے اور انہیں کہا گیا خلیفہ وقت کا حکم آیا ہے کہ کچھ شعر لکھ کر بھیجو۔ اس پر اغلب نے تو قصیدہ لکھا لیکن لبید نے کہا: جب سے میں اسلام لایا ہوں میں نے شعر کہنے چھوڑ دیئے ہیں۔ جب انہیں مجبور کیا گیا تو وہ سورۃ بقرہ کی چند آیتیں لکھ کر لے آئے اور کہا کہ ان کے سوا مجھے کچھ نہیں آتا۔ مغیرہ نے لبیدؓ کو سزا دی اور اغلب کی حضرت عمرؓ کے پاس سفارش کی۔ لیکن حضرت عمرؓ کو لبیدؓ کی بات کی اتنی لذت آئی کہ انہوں نے کہا لبیدؓ نے جو کچھ کہا ہے اس سے اس کے ایمان کا ثبوت ملتا ہے کہ اتنا قادر الکلام ہونے کے باوجود شرماتا ہے کہ قرآن کے سوا کچھ اور اپنی زبان سے نکالے۔"

(فضائل القرآن نمبر ۲، انوار العلوم جلد ۱۱، صفحہ ۱۲۲)

بَاب ۳۰: لِيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ

چاہیے کہ وہ اُن کی طرف دیکھے جو اُس سے نیچے ہیں اور اُن کی طرف نہ دیکھے جو اُس سے اوپر ہیں

۶۴۹۰: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ مِمَّنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ.

۶۴۹۰: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابو زناد سے، ابو زناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اُن کو دیکھے جن کو اس سے بڑھ کر مال دیا گیا ہے اور اس سے عمدہ بناوٹ دی گئی ہے تو چاہیے کہ وہ اُن کو بھی دیکھے جو اس سے نیچے ہیں جن پر اسے فضیلت دی گئی ہے۔

تشریح. لِيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ: چاہیئے کہ وہ اُن کی طرف دیکھے جو اُس سے نیچے ہیں اور اُن کی طرف نہ دیکھے جو اُس سے اوپر ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام ترقی سے روکتا ہے اور مسابقت کی روح سے محروم کرنا چاہتا ہے وہ تو واضح فرماتا ہے وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرۃ:۱۴۹) اور ہر ایک (شخص) کا ایک (نہ ایک) مطمح نظر ہوتا ہے جسے وہ (اپنے آپ پر) مسلط کر لیتا ہے سو (تمہارا مطمح نظر یہ ہو کہ) تم نیکیوں (کے حصول) میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ عنوانِ باب اور حدیث الباب میں انسان کی دو نفسیاتی بیماریوں کی نشان دہی کی گئی ہے اور ان کا نہایت حکیمانہ علاج بتایا گیا ہے۔ وہ دو بیماریاں جو انسانی معاشرہ میں بڑے بڑے فتنوں اور ابتلاؤں کا باعث بنتی ہیں، وہ ہیں لالچ، حرص اور حسد۔ مال اور ظاہری حسن میں جو برتر ہو اس سے کمتر طبقہ کے لوگ حرص و ہوس اور حسد میں جلتے رہتے ہیں۔ ان کے مال اور حسن کو کم نہیں کر سکتے اور اپنے تخلیقی حسن اور مال کو بڑھا نہیں سکتے نتیجۃً حسد میں جلتے رہتے ہیں۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ اگر اپنے سے اوپر تمہیں مال اور حسن والے نظر آتے ہیں تو اپنے نیچے بھی دیکھو مال اور حسن تو دور کی بات ہے انتہائی مفلوک الحال تنگ دست اور معذور اور اپاہج لوگوں کو دیکھو یہ تمہیں شکر اور حمد میں بڑھائیں گے اور دراصل یہی وہ سچی راہ ہے جو تمہاری کمزوری کا ازالہ اور اطمینان قلب کا باعث بن سکتی ہے۔ اس لیے نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہونے اور احساسِ کمتری اور ڈپریشن کا شکار ہونے کی بجائے اپنے اندر شکر پیدا کرو اور خدا کے اس وعدہ پر یقین رکھو: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراھیم:۸) اگر تم شکر گذار بنے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو سامنے رکھیں کہ دنیاوی مال و اسباب کے لحاظ سے اپنے سے کمتر کو دیکھو اور روحانی لحاظ سے اپنے سے بڑھے ہوئے کو دیکھو تا کہ مادی دوڑ میں بڑھنے کی بجائے روحانی دوڑ میں بڑھنے کی کوشش کرو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ر اکتوبر ۲۰۱۶ء، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۸، نومبر ۲۰۱۶ صفحہ ۶)

بَاب ۳۱: مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ

جو بدی یا نیکی کرنے پر آمادہ ہوا

۶۴۹۱: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا جَعْدٌ أَبُو عُثْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ

۶۴۹۱: ابو معمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوارث (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ جعد (بن دینار) ابو عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابو رجاء عطاردی نے ہمیں بتایا، ابو رجاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منجملہ اُن باتوں کے جو اپنے ربّ عزّوجل سے روایت کیا کرتے تھے سنا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا، آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے نیکیاں اور بدیاں لکھ دی ہیں۔ پھر ان کو کھول کر بیان کیا ہے اس لئے جو شخص نیکی کرنے پر آمادہ ہوا مگر اس کو نہ کیا تو اللہ اس کے لئے اپنے پاس پوری نیکی لکھے گا۔ اگر اُس نے اُس کا ارادہ کیا اور اس کو کیا بھی تو اللہ اس کے لئے اپنے پاس دس نیکیاں لکھے گا بلکہ سات سو گنا تک بلکہ ان سے بھی بڑھ کر کئی گنا تک اور جس نے بدی کا ارادہ کیا مگر اُسے کیا نہیں تو اللہ اس کے لئے اپنے پاس

لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً. پوری نیکی لکھے گا اور اگر وہ اس پر آمادہ ہوا اور اُس کو کر لیا تو اللہ اُس کے لئے ایک ہی بدی لکھے گا۔

تشریح: مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ: جو بدی یا نیکی کرنے پر آمادہ ہوا۔ علامہ بدر الدین عینی هَمَّ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اَلْهَمُّ تَرْجِيحُ قَصْدِ الْفِعْلِ، تَقُولُ: هَمَمْتُ بِكَذَا أَي: قَصَدْتُهُ بِهِمَّتِي وَهُوَ فَوقَ مُجَرَّدِ خُطُورِ الشَّيْءِ بِالْقَلْبِ. (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۷۹) کسی کام کے کرنے کو ترجیح دینا۔ هَمَمْت بِكَذَا میں نے ارادہ کیا۔ دل میں صرف خیال آنے سے فوق ہے۔ یعنی کسی کام کے کرنے کا پختہ دل سے ارادہ کرنا۔ قيل: إِذا هم العَبْد بِالسَّيِّئَةِ وَلم يعْمل بهَا فغايته أَن لَا تكْتب لَهُ سَيِّئَة فَمن أَيْن أَن تكْتب لَهُ حَسَنَة؟ وَأجِيب: بِأَن الْكَفّ عَن الشَّرّ حَسَنَة (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۸۰) کہا گیا ہے جب بندہ نے بدی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا تو اس کا مطلب زیادہ سے زیادہ تو یہ ہوسکتا ہے کہ اس کی بدی لکھی نہ جائے تو پھر نیکی کیسے لکھی جاتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بدی سے رکنا بھی نیکی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وَإِنْ لَّمْ يُتِمُّوْا اَمْرَ الْاِطَاعَةِ وَمَا عَبَدُوْا حَقَّ الْعِبَادَةِ وَمَا عَرَفُوْا حَقَّ الْمَعْرِفَةِ وَلٰكِنْ كَانُوْا عَلَيْهَا حَرِيْصِيْنَ" (کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۱۶)

"گو وہ اطاعت کے معاملہ کو پورے کمال تک نہ پہنچا سکے اور نہ عبادت کا پورا حق ادا کر سکے ہوں اور نہ ہی معرفت کی حقیقت کو پوری طرح پا سکے ہوں۔ لیکن ان باتوں کے حصول کے شدید خواہش مند رہے ہوں۔"

بَاب ۳۲: مَا يُتَّقَى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ

چھوٹے چھوٹے گناہوں سے جو بچا جائے

۶۴۹۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعَرِ إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُوبِقَاتِ.

۶۴۹۲: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ مہدی (بن میمون) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے غیلان (بن جریر) سے، غیلان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: تم ایسے کام کرتے رہتے ہو جو تمہاری آنکھوں میں بال سے بھی زیادہ باریک ہوتے ہیں۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي بِذَلِكَ الْمُهْلِكَاتِ. زمانے میں اُن کو ہلاک کر دینے والے گناہ شمار کیا کرتے تھے۔ ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا: مُوبِقَات سے اُن کی مراد ہلاک کرنے والے گناہ ہیں۔

تشریح: مَا يُتَّقَى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ: چھوٹے چھوٹے گناہوں سے جو بچا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ کسی گناہ کو بھی انسان چھوٹا نہ سمجھے۔ کیونکہ جب یہ سوچ پیدا ہو جائے کہ یہ معمولی گناہ ہے تو پھر بیماری کا بیج ضائع نہیں ہوتا اور حالات کے مطابق یہ چھوٹے گناہ بھی بڑے گناہ بن جاتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے ہم سب کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہر چھوٹے گناہ کی بھی اور بڑے گناہ کی بھی باز پرس اور سزا رکھی ہے۔ پھر جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے ہیں کہ آپ نے چھوٹے بڑے گناہ اور نیکی کی کس طرح تعریف اور وضاحت فرمائی ہے تو مختلف موقعوں اور مختلف لوگوں کے لئے آپ کے مختلف ارشادات ملتے ہیں۔ کہیں آپ نے یہ پوچھنے پر کہ بڑی نیکی کیا ہے؟ فرمایا کہ ماں باپ کی خدمت کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ کسی شخص کو آپ بڑی نیکی کے بارے میں پوچھنے پر فرماتے ہیں کہ تہجد کی ادائیگی بہت بڑی نیکی ہے۔ کسی کے یہ پوچھنے پر کہ بڑی نیکی کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے بڑی نیکی یہ ہے کہ جہاد میں شامل ہو جاؤ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ بڑی نیکی مختلف حالات اور مختلف لوگوں کے لئے مختلف ہے۔" (خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳، دسمبر ۲۰۱۳ جلد ۱۱ صفحہ ۶۸۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر کوئی بیمار ہو جاوے خواہ اُس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی، اگر اُس بیماری کے لئے دوا نہ کی جاوے اور علاج کے لئے دُکھ نہ اُٹھایا جاوے، بیمار اچھا نہیں ہو سکتا۔ ایک سیاہ داغ منہ پر نکل کر ایک بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کُل منہ کو کالا نہ کر دے۔ اسی طرح معصیت کا بھی ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔ صغائر

سہل انگاری سے کبائر ہو جاتے ہیں۔ صغائر وہی داغ چھوٹا ہے جو بڑھ کر آخر کار کُل منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۷)

بَاب ۳۳: الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ وَمَا يُخَافُ مِنْهَا

اعمال کا اعتبار انجام پر ہے اور (بُرے) انجام سے ڈرنا

٦٤٩٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْأَلْهَانِيُّ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ – وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِينَ غَنَاءً عَنْهُمْ – فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا فَتَبِعَهُ رَجُلٌ فَلَمْ يَزَلْ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ. فَقَالَ بِذُبَابَةِ سَيْفِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ فَتَحَامَلَ عَلَيْهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ – فِيمَا يَرَى النَّاسُ – عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ – فِيمَا يَرَى النَّاسُ – عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّمَا

۶۴۹۳: علی بن عیاش الہانی حِمصی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو غسان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا ابو حازم نے مجھ سے بیان کیا۔ ابو حازم نے حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو مشرکوں سے لڑ رہا تھا اور وہ ان مسلمانوں میں سے تھا جو کافروں کے مقابل میں بڑے کارآمد تھے۔ آپؐ نے فرمایا: جو ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو دوزخیوں میں سے ہے تو اِس شخص کو دیکھ لے۔ یہ سن کر ایک شخص اس کے پیچھے ہو لیا اور وہ اس کے پیچھے ہی رہا یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گیا اور اس نے مرنے کی جلدی کی اور اپنی تلوار کی نوک کو لیا اور اپنے سینے کے درمیان رکھا اس پر بوجھ ڈالا جس سے وہ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان سے پار نکل گئی۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ جیسا کہ لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں جنتیوں کے کام کر رہا ہوتا ہے اور حقیقت میں وہ دوزخیوں میں سے ہوتا ہے اور کبھی جیسا کہ لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں وہ دوزخیوں کے سے کام کر رہا ہوتا ہے اور وہ

الْأَعْمَالُ بِخَوَاتِيمِهَا. جنتیوں میں سے ہوتا ہے۔ عملوں کا اعتبار ان کے انجام سے ہی ہے۔

أطرافه: ۲۸۹۸، ٤٢٠٢، ٤٢٠٧، ٦٦٠٧۔

تشریح: اَلْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ وَمَا يُخَافُ مِنْهَا: اعمال کا اعتبار انجام پر ہے اور (بُرے) انجام سے ڈرنا۔ خاتمہ بالخیر کی انسان کو ہمیشہ دعا بھی کرنی چاہیئے اور فکر اور کوشش بھی۔ قرآنِ کریم نے حضرت ابراہیمؑ کی ایک وصیت کو جو انہوں نے اپنے بیٹوں کو کی تھی، ہمیشہ کے لیے ایک راہنما اُصول کے طور پر بیان فرمایا ہے وَ وَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (البقرۃ: ۱۳۳) ترجمہ: اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور (اسی طرح) یعقوب نے بھی (اپنے بیٹوں کو) اس بات کی تاکید کی (اور کہا کہ) اے میرے بیٹو! اللہ نے یقیناً اس دین کو تمہارے لئے چن لیا ہے۔ پس ہر گز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم (اللہ کے) پورے فرمانبردار ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو ہر وقت فرمانبردار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ موت کا تو پتہ نہیں کہ کب آجائے۔ اس میں اعمالِ صالحہ کرنے والوں کو بھی نصیحت کی ہے کہ کبھی اپنے اعمال پر ناز نہ کرنا، ڈرتے رہنا کہیں کوئی لغزش نہ ہو جائے جو ساری زندگی کی نیکیوں کو بھسم کر دے۔ زیرِ باب روایت میں خودکشی کے جس واقعہ کا ذکر ہے اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے انسان کے بعض گناہ اُسے اندر سے اس قدر کھوکھلا کر چکے ہوتے ہیں کہ ان کے بعد بڑی بڑی نیکیاں بھی ان گناہوں کے بداثرات کو نہیں مٹا سکتیں۔ جہاد کتنا بڑا عمل ہے مگر اس شخص کے اندر کے گند کو نہ دھو سکا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی عمارت کی بنیادوں اور تعمیر کے مراحل میں کچھ ایسے خلا اور کمزور حصے نظر انداز ہو جائیں جن پر وہ عمارت کھڑی ہے۔ باہر کے پلستر اور ٹائلیں اندر کے ان خلاؤں کو پُر نہیں کر سکتیں، نتیجۃً وہ عمارت دھڑام سے نیچے آگرتی ہے۔ اس کی ایک اور مثال حدیث میں اس غلام کی ہے جس نے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے ایک چادر چوری کر لی۔ اس گناہ کی تاریکی نے اُسے ایسا کُور باطن کر دیا کہ باوجود یکہ اس کی وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو تیار کرنے کی خدمت کے دوران اچانک کسی طرف سے آنے والے ایک تیر سے واقع ہوئی مگر قومی مال کی چوری کا وہ گناہ اس کے لیے جہنم کی آگ کو بھڑکاتا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، روایت نمبر ۴۲۳۴) اس لیے کسی کی خدمت اور اعمالِ حسنہ کو دیکھ کر بھی اس کے انجام بخیر کا لازمی نتیجہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کسی کے اعمال کو دیکھ کر اس کے متعلق حتمی رائے قائم کرنے سے منع فرماتے تھے۔ فرمایا تم یہ کہا کرو کہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ ایسا ہے وَحِسَابُهُ اِلَى اللّٰهِ اس کا اصل حساب اور معاملہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔ فرمایا: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لاَ مَحَالَةَ، فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلاَنًا، وَاللَّهُ حَسِيبُهُ، وَلاَ أُزَكِّي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا أَحْسِبُهُ كَذَا وَكَذَا (صحیح البخاری، کتاب الشھادات، بَاب إِذَا زَكَّى رَجُلٌ رَجُلًا كَفَاهُ، روایت نمبر ۲۶۶۲) فرمایا: تم میں سے جس نے اپنے بھائی کی ضرور تعریف ہی کرنی ہو تو چاہیئے کہ وہ یوں کہے کہ میں فلاں کو یوں سمجھتا ہوں اور اللہ ہی اس سے خوب واقف ہے۔ میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا ایسا ہے۔

بَاب ٣٤: الْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِنْ خُلَّاطِ السُّوءِ

تنہائی برے ہمنشینوں سے راحت کا موجب ہوتی ہے

٦٤٩٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ ..ح. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ وَرَجُلٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهُ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ. تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ - أَوْ عُبَيْدِ اللهِ - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ يُونُسُ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ

۶۴۹۴: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا: عطاء بن یزید نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابوسعیدؓ نے اُنہیں بتایا۔ وہ کہتے تھے، کہا گیا، یارسول اللہ۔ نیز محمد بن یوسف نے کہا کہ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا۔ زہری نے ہمیں بتایا، زہری نے عطاء بن یزید لیثی سے، عطاء نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھنے لگا: یارسول اللہ! لوگوں میں سے کون سا شخص بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ شخص جس نے اپنی جان اور مال سے جہاد کیا اور وہ شخص جو پہاڑوں کی کسی کھوہ میں بیٹھے اپنے ربّ کی عبادت کر رہا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (شعیب کی طرح محمد بن ولید) زبیدی اور سلیمان بن کثیر اور نعمان (بن راشد) نے بھی زہری سے روایت کی۔ اور معمر نے زہری سے، زہری نے عطاء سے یا عبیداللہ سے، اُنہوں نے حضرت ابوسعید (خدریؓ) سے، حضرت ابوسعیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا اور یونس اور (عبدالرحمٰن بن خالد) بن مسافر اور یحییٰ بن سعید

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے بھی ابن شہاب سے نقل کیا۔ اُنہوں نے عطاء (بن یزید لیثی) سے، عطاء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

طرفُه: ٢٧٨٦۔

٦٤٩٥: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ خَيْرُ مَالِ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ الْغَنَمُ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

۶۴۹۵: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ (عبدالعزیز) ماجشون نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ (عبداللہ بن ابی صعصعہ) سے روایت کی کہ اُنہوں نے حضرت ابوسعیدؓ سے سنا۔ حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں مسلمان شخص کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جنہیں وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کی جگہوں میں ساتھ ساتھ لئے پھرے گا۔ اپنے دین کو فتنوں سے بچاتے ہوئے بھاگتا پھرے گا۔

أطرافُه: ١٩، ٣٣٠٠، ٣٦٠٠، ٧٠٨٨۔

تشریح: الْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِنْ خُلَّاطِ السُّوءِ: تنہائی برے ہمنشینوں سے راحت کا موجب ہوتی ہے۔ براماحول برے ساتھی اور گندی مجلس نمک کی اس کان کی طرح ہے جس میں جانے والی ہر چیز نمک بن جاتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری جگہ برے ساتھی کی مثال بھٹی سے دی ہے۔ جس سے اُٹھنے والی آگ کے شعلے اور چنگاریاں اور بدبو انسان کے لیے تکلیف اور نقصان کا باعث بن سکتے ہیں اور اچھی مجلس کی مثال خوشبو سے دی ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص گندی سوسائٹی کو اپنی نیکی اور پاک سیرت سے متاثر نہ کر سکے اور نہ اس میں یہ طاقت ہو کہ وہ اپنی پاک باطنی اور روحانی طاقت سے ان پر غالب آسکے جس طرح انبیاء اپنی قدسی تاثیرات سے اپنے معاشرہ کو پاک کرتے ہیں اور مزکی بن کر دکھاتے ہیں۔ جو شخص کمزور ہو اور معاشرے کے برے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکتا ہو اس کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ اس مجلس اور ماحول سے ہجرت کر جائے اور اپنے دین اور ایمان کو بچالے۔ اسی لیے ہجرت کو بہت بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے اور حالتِ ہجرت میں وفات پا جانے والے کے متعلق

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (النساء: ۱۰۱) اور جو (شخص) اللہ اور اس کے رسول کی طرف اپنے گھر سے ہجرت کر کے نکلے پھر اُسے موت آ جائے تو (سمجھو کہ) اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو چکا۔ مگر جو لوگ اپنے دین اور ایمان کو خطرے میں ڈال کر باوجود استطاعت کے ہجرت نہ کریں قرآن کریم اُن کو ظالم قرار دیتا ہے۔ (النساء: ۹۸) اصل ہجرت اللہ اور اُس کے رسول کی طرف آنا اور گناہوں کی سرزمین کو چھوڑنے کا نام ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ...) اصل مہاجر وہ ہے جو اس بات کو جسے اللہ نے منع فرمایا ہے چھوڑ دے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"ایک سکھ طالبعلم تھا جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑی عقیدت تھی۔ تو اس نے آپؑ کو لکھا کہ پہلے تو مجھے خدا کی ہستی پر بڑا یقین تھا لیکن اب مجھے کچھ کچھ شکوک و شبہات پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو جواب دیا کہ تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی دہریت کے خیالات رکھتا ہے جس کا تم پہ اثر پڑ رہا ہے، اس لئے اپنی جگہ بدل لو۔ چنانچہ اس نے اپنی سیٹ بدل لی اور خود بخود اس کی اصلاح ہو گئی۔ فرماتے ہیں کہ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انسان پر کتنا برا اثر پڑتا ہے۔ یعنی یہی حکمت ہے جس کے ماتحت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس کسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے تو بڑی کثرت سے استغفار فرمایا کرتے تھے تا کہ کوئی بری تحریک آپؐ کے قلبِ مُطہّر پر اثر انداز نہ ہو۔" (خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱، جون ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۳۹۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔" (کشتیٔ نوح، روحانی خزائن، جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

بَاب ۳۵: رَفْعُ الْأَمَانَةِ

امانت کا اُٹھ جانا

۶۴۹۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ۶۴۹۶: محمد بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ.

فلیح بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ ہلال بن علی نے ہم سے بیان کیا۔ ہلال نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امانت ضائع کر دی جائے گی تو اس وقت اس گھڑی کا انتظار کرو۔ اس نے پوچھا: یا رسول اللہ! وہ امانت کیونکر ضائع کی جائے گی؟ آپؐ نے فرمایا: جب حکومت ان لوگوں کے سپرد کی جائے گی جو اس کے اہل نہیں تو اس وقت اس گھڑی کے منتظر رہو۔

طرفہ: ۵۹۔

٦٤٩٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا

۶۴۹۷: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا، اعمش نے زید بن وہب سے روایت کی کہ حضرت حذیفہ (بن یمانؓ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو باتیں بتائیں۔ ان میں سے ایک تو میں دیکھ چکا اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپؐ نے ہم سے بیان کیا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی تہ میں نازل ہوئی۔ پھر اُنہیں قرآن سے علم ہوا پھر اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ سے علم ہوا اور آپؐ نے ہمیں اس کے اُٹھائے جانے کے متعلق بتایا۔ فرمایا: آدمی یوں ہی تھوڑا سا سوتا ہے تو امانت اُس کے دل سے سمیٹ لی جاتی ہے اور اس کا اثر خفیف سے نشان

مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ فَلَا يَكَادُ أَحَدُهُمْ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا.

کی طرح باقی رہ جاتا ہے۔ پھر وہ دوسری نیند سوتا ہے اور وہ اور سمیٹ لی جاتی ہے تو پھر اس کا نشان چھالے کی طرح رہ جاتا ہے جیسے تم چنگاری اپنے پاؤں پر گراؤ تو ایک چھالا پھول آتا ہے۔ تم اس کو الگ تھلگ باہر نکلے ہوئے دیکھتے ہو اور اس میں کچھ نہیں ہوتا۔ پھر لوگ صبح کو آپس میں خرید و فروخت کرنے لگتے ہیں اور ایک شخص بھی قریب نہیں ہوتا کہ امانت ادا کرے اور پھر کہنے لگتے ہیں کہ فلاں خاندان میں ایک شخص ہے جو دیانت دار ہے اور اس شخص کے متعلق کہتے ہیں کہ کیا ہی عقلمند ہے اور کیا ہی خوش اخلاق ہے اور کیا ہی دلیر ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوتا اور مجھ پر ایک ایسا زمانہ آچکا ہے کہ میں پروا نہیں کرتا تھا کہ کس شخص سے میں نے خرید و فروخت کا معاملہ کیا ہے۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسلام اس کو روکتا اور اگر نصرانی ہوتا تو یہ خوف اس کو روکے رکھتا کہ کہیں اس کا رئیس (سردار) اسے میرے پاس بھیج دے گا۔ مگر آج یہ حالت ہے کہ میں فلاں فلاں شخص کے سوا کسی سے خرید و فروخت کا معاملہ نہیں کرتا۔

قَالَ الفِرَبْرِيُّ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ حَدَّثْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ فَقَالَ سَمِعْتُ أَبَا اَحْمَدَ بْنَ عَاصِمٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدٍ

فربری نے کہا ابو جعفر (محمد بن ابی حاتم جو امام بخاری کے منشی تھے) نے کہا: میں نے ابو عبد اللہ (امام بخاری) کو حدیث سنائی تو وہ کہنے لگے میں

يَقُوْلُ قَالَ الْأَصْمَعِيُّ وَ أَبُوْ عَمْرٍو وَ غَيْرُهُمَا جَذْرُ قُلُوبِ الرِّجَالِ، الْجَذْرُ اَلْأَصْلُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَ الْوَكْتُ أَثَرُ الشَّيْءِ الْيَسِيْرِ مِنْهُ وَ الْمَجْلُ أَثَرُ الْعَمَلِ فِي الْكَفِّ إِذَا غَلُظَ.

نے ابو احمد بن عاصم (بلخی) سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو عبید سے سنا وہ کہتے تھے (عبد الملک بن قریب) اصمعی اور ابو عمرو (بن علاء قاری) وغیرہ نے کہا جذر کا لفظ جو حدیث میں ہے اس کا معنی ہے ہر چیز کی جڑ اور وکت کہتے ہیں ہلکے خفیف داغ کو اور مجل وہ موٹا چھالا جو کام کرنے سے ہتھیلی پر پڑ جاتا ہے۔

أطرافه: ٧٠٨٦، ٧٢٧٦۔

٦٤٩٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً.

۶۴۹۸: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے۔ لوگ بھی اونٹوں کی طرح ہیں سو ہوں تو ان میں ایک سواری کا اونٹ بھی تمہیں نہیں ملتا۔

تشریح: رَفْعُ الْأَمَانَةِ: امانت کا اُٹھ جانا۔ زیرِ باب حدیث میں انذاری پیشگوئی کی گئی ہے جس کا نوحہ حالی نے بھی کیا اور دیگر شاعروں نے بھی چنانچہ ایک شاعر نے کہا:

ہو گئے حکمراں کمینے لوگ
خاک میں مل گئے نگینے لوگ
(حبیب جالب)

زیرِ باب اِس انذاری خبر میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں پر ایک وقت آئے گا جب امانت ان کے اندر سے اُٹھ جائے گی اور ڈھونڈے سے بھی ان میں کوئی امین نہ ملے گا۔ ایمان جو کہ سب سے بڑی امانت ہے جب کسی قوم سے اُٹھ جائے تو قومیں از خود اس ایمان کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتیں۔ جب سے نسلِ انسانی کا آغاز ہوا ہے انسانوں کی اجتماعی گمراہی کا ایک ہی طریقِ علاج اپنایا گیا ہے اور وہ ہے: وَ لَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ○ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ○ (الصافات: ۷۲، ۷۳) اور یقیناً اُن سے قبل بہت سی پہلی قومیں گمراہ ہوئیں اور ہم نے اُن میں رسول بھیجے۔

پس اس آخری زمانے میں امانت کے اُٹھ جانے کی اس انذاری پیشگوئی کے بڑی صراحت سے پورا ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو اس خوشخبری اور تبشیر پر غور کرنا چاہیئے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کے طور پر ایک یا ایک سے زیادہ ایسے برگزیدہ وجودوں کی آمد کی خبر دی گئی ہے جیسا کہ فرمایا: لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ[1] اگر ایمان ثریا کہ پاس بھی ہو تو ان میں سے کچھ مرد یا فرمایا ایک مرد اس تک پہنچ جائیں گے۔ پس جب اللہ تعالیٰ اس امانت کو کسی کے سپرد کر دے تو مسلمانوں کا بلکہ ساری دنیا کا یہ فرض ہے کہ جسے خدا نے اس امانت کا اہل سمجھا وہ اُس کی بیعت کر کے اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (النساء: ۵۹) کے مطابق اس امین کو اپنا امین بنائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت کو حرزِ جان بنالیں اب اگر امانت دوبارہ قائم ہو سکتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں بیان فرمایا ہے۔ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ... فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الفِرَقَ كُلَّهَا (صحیح البخاری، کتاب الفتن، بَاب كَيْفَ الأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ روایت نمبر ۷۰۸۴) مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا... ان تمام فرقوں سے الگ رہنا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اسلام کے نزدیک کوئی نسلی بادشاہ نہیں وہ صاف اور کھلے طور پر فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا یعنی خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم حکومت کی امانت ہمیشہ اہل لوگوں کے سپرد کیا کرو۔ پس اسلام کسی نسلی بادشاہت کا قائل نہیں بلکہ اسلام کے نزدیک حکومت انتخابی اصل پر قائم ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ غور و فکر کے بعد اپنی قوم میں سے بہترین شخص کے سپرد حکومت کی امانت کیا کریں۔ جب تک مسلمان قرآن کریم کے احکام پر عمل کرتے رہے وہ اسی رنگ میں حُکّام کا انتخاب کرتے رہے اور آئندہ بھی جب مسلمانوں کو قرآن کریم کے اِن احکام پر عمل کرنے کی توفیق حاصل ہو گی اُن کے لئے پہلا حکم یہی ہو گا کہ تم خود کسی شخص کو حکومت کے لئے منتخب کرو۔ اور پھر دوسرا حکم یہ ہو گا کہ تم کسی کو اس لئے نہ چنو کہ وہ اعلیٰ خاندان میں سے ہے، کسی کو اِس لئے نہ چنو کہ وہ جابر ہے، کسی کو اِس لئے نہ چنو کہ وہ مالدار ہے، کسی کو اِس لئے نہ چنو کہ اُس کے ساتھ جتھہ ہے بلکہ تم اس لئے چنو کہ وہ مُلک کی حکومت کے لئے بہترین شخص ثابت ہو گا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے حُکّام کو یہ حکم دیدیا کہ جب تمہارا انتخاب عمل میں آ

[1] (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الجمعۃ، بَابُ قَوْلُهُ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ روایت نمبر ۴۸۹۷)

جائے تو عدل وانصاف سے کام لو۔ یہی وہ روح تھی جس نے بادشاہت پیدا ہو جانے کے بعد بھی مسلمانوں کے خیالات کو جمہوریت اور انصاف کی طرف مائل رکھا۔"

(اسلام کا اقتصادی نظام، انوار العلوم جلد ۱۸ صفحہ ۹، ۱۰)

بَاب ٣٦: الرِّيَاءُ وَالسُّمْعَةُ

ریاکاری اور شہرت پسندی

٦٤٩٩: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللهُ بِهِ وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللهُ بِهِ.

۶۴۹۹: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے روایت کی کہ مجھے سلمہ بن کہیل نے بتایا۔ اور ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سلمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت جندب (بن عبداللہ بجلیؓ) سے سنا وہ کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (سلمہ کہتے تھے) اور میں نے اُن کے سوا کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ سن کر میں حضرت جندبؓ کے قریب گیا اور میں نے اُن سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سنانے کے لئے نیک کام کئے اللہ بھی اس کی شہرت کرے گا اور جس نے دکھاوے کے لئے کام کئے تو اللہ بھی اس کے کاموں کو بطور دکھلاوے کے ہی رکھے گا۔

طرفہ: ۷۱۵۲۔

تشریح: الرِّيَاءُ وَالسُّمْعَةُ: ریاکاری اور شہرت پسندی۔ علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں کہ الرِّيَاء هُوَ إِظْهَار الْعِبَادَة لقصد رُؤْيَة النَّاس لَهَا فيحمدوا صَاحبهَا (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۸۵، ۸۶) ریاکاری کا مطلب ہے عبادت اس مقصد کیلئے کرنا کہ لوگ اسے دیکھیں اور (عبادت) کرنے والے کی تعریف کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کروڑں مسلمان دنیا میں موجود ہیں اور مسجدیں بھی بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ مگر کوئی برکت اور ظہور ان مسجدوں کے بھرے ہوئے ہونے سے نظر نہیں آتا۔ اس لیے کہ یہ سب کچھ جو کیا جاتا ہے محض رسوم اور عادات کے طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ سچّا اخلاص اور وفاجو ایمان کے حقیقی لوازم ہیں۔ ان کے ساتھ پائے نہیں جاتے۔ سب عمل ریاکاری اور نفاق کے پردوں کے اندر مخفی ہو گئے ہیں۔ جُوں جُوں انسان ان کے حالات سے واقف ہوتا جاتا ہے۔ اندر سے گند اور خبث نکلتا آتا ہے مسجد سے نکل کر گھر کی تفتیش کرو تو یہ ننگِ اسلام نظر آئیں گے۔ مثنوی میں ایک حکایت لکھیؔ ہے کہ ایک کوٹھا ہزار من گندم سے بھرا ہوا خالی ہو گیا۔ اگر چُوہے اس کو نہیں کھا گئے، تو وہ کہاں گیا پس اسی طرح پر پچاس برس کی نمازوں کی جب برکت نہیں ہوئی۔ اگر ریا اور نفاق نے ان کو باطل اور حبط نہیں کیا تو وہ کہاں گئیں۔''

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۶۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اُس کے عمل کو واپس اُلٹا اس کے منہ پر مارتا ہے...'' (ملفوظات، جلد اول صفحہ ۵۱۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''متقی کو ہمیشہ شیطان کے مقابل جنگ ہے، لیکن جب وہ صالح ہو جاتا ہے تو، کُل جنگیں بھی ختم ہو جاتیں ہیں۔ مثلاً ایک ریاء ہی ہے جس سے اسے آٹھوں پہر جنگ ہے۔ متقی ایک ایسے میدان میں ہے، جہاں ہر وقت لڑائی ہے۔ اللہ کے فضل کا ہاتھ اس کے ساتھ ہو، تو اسے فتح ہو۔ جیسے ریاء جس کی چال ایک چیونٹی کی طرح ہے۔...

نیز فرمایا:

''میں نے تذکرۃ الاولیا میں دیکھا ہے کہ ایک مجمع میں ایک بزرگ نے سوال کیا کہ اس کو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے۔ کوئی اس کی مدد کرے۔ ایک نے صالح سمجھ کر اس کو ایک ہزار روپیہ دیا۔ اُنہوں نے روپیہ لے کر اس کی سخاوت اور فیاضی کی

تعریف کی۔ اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا کہ جب یہاں ہی تعریف ہو گئی تو شائد ثواب آخرت سے محرومیت ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور کہا کہ وہ روپیہ اس کی والدہ کا تھا جو دینا نہیں چاہتی، چنانچہ وہ روپیہ واپس دیا گیا۔ جس پر ہر ایک نے لعنت کی اور کہا کہ جھوٹا ہے۔ اصل میں روپیہ دینا نہیں چاہتا۔ جب شام کے وقت وہ بزرگ گھر گیا۔ تو وہ شخص ہزار روپیہ اس کے پاس لایا اور کہا کہ آپ نے سر عام میری تعریف کر کے مجھے محروم ثواب آخرت کیا، اس لیے میں نے یہ بہانہ کیا۔ اب یہ روپیہ آپ کا ہے، لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں۔ بزرگ رو پڑا اور کہا کہ اب تو قیامت تک مورد لعن طعن ہوا، کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے روپیہ واپس دے دیا ہے۔"

(ملفوظات، جلد اول صفحہ ۱۴، ۱۵)

بَاب ۳۷: مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ

جس نے اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کیا

۶۵۰۰: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا

۶۵۰۰: ہدبہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا کہ قتادہ نے ہم سے بیان کیا، حضرت انس بن مالکؓ نے ہمیں بتایا، حضرت انسؓ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک بار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کے پیچھے سوار تھا۔ میرے اور آپؐ کے درمیان کجاوے کی پچھلی لکڑی کے سوا اور کچھ نہ تھا آپؐ نے فرمایا: اے معاذؓ! میں نے کہا حاضر ہوں یارسول اللہ! اور آپؐ کی خدمت میں ہوں۔ پھر آپؐ تھوڑی دیر چلے پھر فرمایا: معاذؓ! میں نے کہا حاضر ہوں یارسول اللہ اور آپؐ کی

مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ إِذَا فَعَلُوهُ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ.

خدمت میں ہوں۔ پھر آپؐ تھوڑی دیر چلے پھر فرمایا: معاذ بن جبلؓ! میں نے کہا یارسول اللہ حاضر ہوں اور آپؐ کی خدمت میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر آپؐ تھوڑی دیر چلے اور فرمایا: معاذ بن جبلؓ! میں نے کہا، حاضر ہوں یارسول اللہ اور آپؐ کی خدمت میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے جب وہ اس کے حق کو بجالائیں؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ اُن کو سزا نہ دے۔

أطرافه: ٢٨٥٦، ٥٩٦٧، ٦٢٦٧، ٧٣٧٣۔

بَاب ٣٨: التَّوَاضُعُ

انکساری سے پیش آنا

٦٥٠١: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ.. ح . قَالَ وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ

۶۵۰۱: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر (بن معاویہ) نے ہمیں بتایا۔ حمید نے ہم سے بیان کیا۔ حمید نے حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی۔ (ابوعبداللہ نے) کہا: اور محمد

وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَقَالُوا سُبِقَتْ الْعَضْبَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ.

(بن سلام) نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ فزاری اور ابو خالد احمر نے ہمیں خبر دی۔ اُنہوں نے حمید طویل سے، حمید نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا اور وہ ایسی تیز تھی کہ اس سے آگے کوئی اونٹ نہیں نکل سکتا تھا۔ ایک گنوار اپنے ایک جوان اونٹ پر سوار آیا اور وہ اونٹ عضباء سے آگے نکل گیا تو مسلمانوں کو سخت ناگوار گزرا کہ عضباء پیچھے رہ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا حق ہے کہ جس چیز کو دنیا میں اُٹھاتا ہے اُس کو نیچا بھی دکھاتا ہے۔

أطرافه: ۲۸۷۱، ۲۸۷۲۔

٦٥٠٢: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا

۶۵۰۲: محمد بن عثمان بن کرامہ نے مجھ سے بیان کیا۔ خالد بن مخلد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سلیمان بن بلال سے، (سلیمان نے کہا:) شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر نے مجھ سے بیان کیا، شریک نے عطاء (بن یسار) سے، عطاء نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو پھر میں بھی اسے آگاہ کئے دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا اور میرا بندہ جن جن عملوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں کوئی عمل مجھ کو اُن عملوں سے زیادہ پسند نہیں جو میں نے ان پر فرض کئے ہیں اور

أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ.

میرا بندہ نفلوں کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں پھر اس کا کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اس کو ضرور دوں اور اگر وہ میری پناہ لے تو میں اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں اور میں کسی کام میں بھی جس کو میں کرنے لگتا ہوں کبھی تردد نہیں کرتا جتنا تردد کہ میں مؤمن کی جان کے متعلق کرتا ہوں وہ موت کو برا سمجھتا ہے اور میں اس کو تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں۔

تشریح: **التَّوَاضُعُ:** انکساری سے پیش آنا۔ عاجزی کا منبع یہ ہے کہ انسان اپنے اندر کی ہر خوبی، ہر حسن اور ہر قسم کی استعدادوں کو خدا کی دین اور فضل سمجھے نہ کہ اپنا کوئی استحقاق۔ اور انہیں خدا کی طرف سے دی گئی امانت سمجھے اور ان امانتوں کا حق ادا کرنے کی فکر اسے بار بار اپنی کمزوری اور بالاہستی کی مدد اور نصرت کی طلب میں بڑھائے اور یہ یقین بڑھتا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر میں ان امانتوں کا حق ادا نہیں کر سکتا اس لیے اس فکر اور سوچ کے ساتھ جتنا وہ خدا کے حضور جھکے گا اتنا ہی وہ سربلند ہوتا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: إذا تواضع العبد رفعه الله إلى السماء السابعة[1] جب بندہ عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اُسے ساتویں آسمان تک اُٹھاتا ہے۔ پس جتنا کوئی متواضع ہو گا اتنا ہی اس کا رفع ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سب سے بڑے متواضع تھے اس لیے آپؐ کو سب سے بڑھ کر رفعت ملی۔ کوئی نبی دوسرے آسمان تک گیا کوئی تیسرے کوئی چوتھے، پانچویں، چھٹے یا ساتویں تک مگر آپؐ کی پرواز سب سے اوپر تھی آپؐ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جو بشریت کا انتہائی مقام ہے۔ اس سے آگے الوہیت کا دائرہ شروع ہو جاتا ہے۔ قرآنِ کریم آپؐ کی اس رفعت کے ذکر

---

[1] (کنز العمال، کتاب الأخلاق من قسم الأقوال، الباب الأول فی الأخلاق والأفعال المحمودة، الفصل الثانی فی تعدید الأخلاق المحمودة، التواضع، جزء ۳ صفحہ ۱۱۰)

میں فرماتا ہے: فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى ○ (النجم: ۱۰) اور وہ دونوں دو کمانوں کے متحد وتر کی شکل میں تبدیل ہو گئے، اور ہوتے ہوتے اس سے بھی زیادہ قرب کی صورت اختیار کر لی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

"عاجزی اور انکساری ایک ایسا خلق ہے جب کسی انسان میں پیدا ہو جائے تو اس کے ماحول میں اور اس سے تعلق رکھنے والوں میں باوجود مذہبی اختلاف کے جس شخص میں یہ خلق ہو اس پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہیں ملتا بلکہ اس خُلق کی وجہ سے لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں، اس سے تعلق رکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ عاجزی اگر کسی میں نظر آتی ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے چنانچہ دیکھ لیں باوجود خاتم الانبیاء ہونے کے آپ اپنے ماننے والوں کو یہی فرماتے ہیں کہ مجھے موسیٰؑ پر فضیلت نہ دو اور اس یہودی کو بھی پتہ تھا کہ باوجود اس کے کہ میں یہودی ہوں اور جھگڑا میرا مسلمان سے ہے اور پھر معاملہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اپنے اس جھگڑے کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی لاتا ہے، آپ کی خدمت میں ہی پیش کرتا ہے۔ کیونکہ مذہبی اختلاف کے باوجود اس کو یہ یقین تھا اور وہ اس یقین پر قائم تھا کہ یہ عاجز انسان صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنی بڑائی ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور اس یہودی کو یہ بھی یقین تھا کہ میرا دل رکھنے کے لئے اپنے مرید کو یہی کہیں گے کہ مجھے موسیٰؑ پر فضیلت نہ دو۔ یہ یقین اس لئے قائم تھا کہ آپ کی زندگی جو زندگی اس یہودی کے سامنے تھی اس سے یہی ثابت ہوا تھا اور آپ کا یہ حسن خلق اس کو پتہ تھا۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲؍جنوری ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۴)

بَاب ۳۹: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا میری بعثت اور وہ گھڑی یوں ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں

وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (النحل: ۷۸)

اور اس گھڑی کا واقعہ ایسے ہی ہے جیسے آنکھ کی جھپک یا اس سے بھی زیادہ قریب اللہ ہر بات پر کامل قدرت رکھتا ہے۔

٦٥٠٣: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ وَيُشِيرُ بِإِصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّهُمَا.

۶۵۰۳: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوغسان نے ہمیں بتایا کہ ابوحازم نے ہمیں حضرت سہلؓ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بعثت اور وہ گھڑی یوں ہے اور آپؐ اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ فرماتے تھے اور دونوں کو لمبا کرتے تھے۔

أطرافه: ٤٩٣٦، ٥٣٠١۔

٦٥٠٤: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَأَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.

۶۵۰۴: عبداللہ بن محمد نے جو کہ جُعفی ہیں مجھ سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے قتادہ اور ابوتیاح سے، ان دونوں نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میری بعثت اور وہ گھڑی اِن دونوں کی طرح ہے۔

٦٥٠٥: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي إِصْبَعَيْنِ تَابَعَهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ.

۶۵۰۵: یحییٰ بن یوسف نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوبکر (بن عیاش) نے ہمیں خبر دی۔ اُنہوں نے ابوحصین سے، ابوحصین نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: میری بعثت اور وہ گھڑی ایسی ہے جیسے یہ دونوں یعنی دونوں انگلیاں۔ (ابوبکر بن عیاش کی طرح) اسرائیل نے بھی ابوحصین سے اس کو روایت کیا۔

بَاب ٤٠

٦٥٠٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ فَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذَاكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا (الأنعام:١٦٣) وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ. وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ. وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ. وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أَحَدُكُمْ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا.

۶۵۰۶: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ ابو زناد نے ہمیں بتایا، ابو زناد نے عبدالرحمٰن سے، عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ گھڑی قائم نہ ہو گی جب تک کہ سورج مغرب کی طرف سے نہ نکلے۔ جب وہ نکلے گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے تو یہ وہ وقت ہو گا جب اس نفس کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو گا یا اس نے ایمان کی حالت میں بھلائی نہ کی ہو گی۔ دو آدمیوں نے اپنا کپڑا اپنے درمیان بچھایا ہی ہو گا اور ابھی آپس میں خرید و فروخت نہیں کی ہو گی اور ابھی اس کپڑے کو نہیں لپیٹا ہو گا کہ وہ گھڑی برپا ہو جائے گی۔ اور آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر واپس ہی ہو گا اور ابھی اس کو پیئے گا نہیں تو وہ گھڑی برپا ہو جائے گی۔ اور وہ اپنے حوض کو لیپ رہا ہو گا اور ابھی اس میں پانی نہیں پلایا ہو گا تو وہ گھڑی برپا ہو جائے گی۔ اور تم میں سے ایک نے اپنے نوالے کو اپنے منہ کی طرف اُٹھایا ہی ہو گا اور ابھی اس کو کھایا نہ ہو گا کہ وہ گھڑی آجائے گی۔

أطرافه: ٨٥، ١٠٣٦، ١٤١٢، ٣٦٠٨، ٣٦٠٩، ٤٦٣٥، ٤٦٣٦، ٦٠٣٧، ٦٩٣٥، ٧٠٦١، ٧١١٥، ٧١٢١-

تشریح: یہ باب بلاعنوان ہے مگر کشمیہنی کی روایت میں ہے بَاب طُلُوع الشَّمْس من مغْرِبِهَا (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۹۱) زیرِ باب روایت میں قیامِ ساعت کے وقت دو الگ الگ باتوں کے ظہور کا ذکر کیا گیا ہے۔ ا: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا۔ وہ گھڑی قائم نہ ہو گی جب تک کہ سورج مغرب کی طرف سے نہ نکلے۔ اس کے بعد یہ ذکر ہے کہ اس وقت کسی کا ایمان اسے فائدہ نہیں دے گا اس سے مراد مغربی ممالک میں اسلام کے غلبہ کا سورج ہے جب وہ طلوع ہو گا اور عملاً ساری دنیا میں اسلام کے غلبہ کا نقارہ بج جائے گا اس وقت تک جو ایمان نہیں لائے تھے یا ایمان تو لائے تھے مگر اسلام احمدیت کے غلبہ پر یقین نہیں تھا اس لیے اپنے ایمان میں اس غیر یقینی اور تذبذب کی وجہ سے وہ صرف نام کے مؤمن تھے۔ اور اب غلبہ دیکھ کر وہ اپنے ایمان و اخلاص دکھانے کی کوشش کریں گے مگر اب وقت گذر چکا ہو گا۔ ابتلاء اور آزمائش کا وہ زمانہ کہ جب ایمان کی خاطر قربانی دینی پڑتی تھی اُنہوں نے تساہل اور بے عملی کا مظاہرہ کیا اب وقتی جوش کسی کام نہیں آئے گا۔

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا: وہ گھڑی قائم نہ ہو گی جب تک کہ سورج مغرب کی طرف سے نہ نکلے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہو گا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ اور مَیں نے دیکھا کہ مَیں شہرِ لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے مَیں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہو گا۔ سو مَیں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ مَیں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کے شکار ہو جائیں گے۔ درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدائے تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہی لوگوں کو ملے۔ اب خدائے تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۷۶، ۳۷۷)

روایت کے دوسرے حصے میں یہ ذکر ہے وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا۔ ترجمہ: دو آدمیوں نے اپنا کپڑا اپنے درمیان بچھایا ہی ہو گا کہ وہ گھڑی برپا ہو جائے گی۔ اس سے مراد وہ قیامت ہے جس کے برپا ہونے پر لمحوں میں زندگی کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ آج کی ایٹمی جنگوں میں تابکاری کے اثرات کی تفصیلات کچھ اس قسم کی بیان کی جاتی ہیں کہ جہاں کوئی جس حالت میں ہو گا اسی حالت میں اس کی موت ہو جائے گی۔ یہ اُس قیامت کا منظر ہے جب اونٹنی دوہنے والا اُس کا دودھ نہیں پی سکے گا۔ حوض تیار کرنے والا اس سے پانی نہیں لے پائے گا اور کھانا کھانے والا ہاتھ میں اُٹھایا ہوا لقمہ منہ میں نہیں ڈال سکے گا۔

بَاب ٤١ : مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ

جس نے اللہ کی ملاقات کی چاہت کی اللہ نے اس کی ملاقات کی چاہت کی

٦٥٠٧: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَلِكِ وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللهِ وَكَرَامَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ وَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ وَعُقُوبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَكَرِهَ لِقَاءَ اللهِ وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ. اخْتَصَرَهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَمْرٌو عَنْ

۶۵۰۷: حجاج (بن منہال) نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا، قتادہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے، حضرت عبادہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: جس نے اللہ کی ملاقات کی چاہت کی اللہ اس کی ملاقات کی چاہت کرے گا اور جس نے اللہ کی ملاقات کو برا جانا اللہ اس کی ملاقات کو برا جانے گا۔ حضرت عائشہؓ نے یا آپؐ کی ازواج میں سے کسی نے کہا: ہم تو مرنا پسند نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ مراد نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ جب مؤمن مرنے لگتا ہے تو اس کو اللہ کی رضا مندی اور اس کی سرفرازی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو پھر کوئی بات بھی اس کو اس سے زیادہ پیاری نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے اور وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ اس کی ملاقات کو

شُعْبَةَ. وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پسند کرتا ہے اور کافر جو ہے تو جب وہ مرنے لگتا ہے تو اُسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی خبر دی جاتی ہے تو کوئی چیز بھی اس کو اس سے زیادہ ناپسند نہیں ہوتی جو اُس کے لیے پیش آمدہ ہے اس لئے وہ اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ ابوداؤد اور عمرو (بن مرزوق) نے اس حدیث کو شعبہ سے اختصار کے ساتھ روایت کیا اور سعید (ابن ابی عروبہ) نے بھی اس کو قتادہ سے نقل کیا۔ قتادہ نے زرارہ سے، زرارہ نے سعد (بن ہشام) سے، سعد نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

٦٥٠٨: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ.

۶۵۰۸: محمد بن علاء نے مجھ سے بیان کیا کہ اُبواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے برید (بن عبداللہ) سے، برید نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے، حضرت ابوموسیٰؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: جس نے اللہ کی ملاقات کی چاہت کی اللہ اس کی ملاقات کی چاہت کرے گا اور جس نے اللہ کی ملاقات کو ناپسند کیا اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرے گا۔

٦٥٠٩: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ

۶۵۰۹: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل (بن خالد) سے،

ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى قُلْتُ إِذًا لَا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى.

عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ مجھے سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر نے منجملہ کئی آدمیوں کے جو اہل علم میں سے تھے خبر دی کہ حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ فرماتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آپؐ تندرست تھے فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کی بھی وفات نہیں ہوئی جب تک کہ وہ جنت میں اپنے ٹھکانے کو دیکھ نہ لے۔ پھر اُس کو اختیار دیا جاتا ہے۔ جب آپؐ کو بیماری کی شدت ہوئی اور آپؐ کا سر میری ران پر تھا آپؐ پر کچھ دیر غشی طاری رہی پھر آپؐ ہوش میں آئے اور چھت کی طرف ٹکٹکی لگائی پھر فرمایا: اے اللہ رفیق اعلیٰ کے پاس۔ میں نے کہا: اب آپؐ ہمیں پسند نہیں کرتے اور میں سمجھ گئی کہ یہ وہی بات ہے جو آپؐ ہمیں بتایا کرتے تھے۔ کہتی تھیں: وہی آخری بات تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی یعنی آپؐ کا یہ کہنا: اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى۔

أطرافه: ٤٤٣٥، ٤٤٣٦، ٤٤٣٧، ٤٤٦٣، ٤٥٨٦، ٦٣٤٨۔

تشریح: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ: جس نے اللہ کی ملاقات کی چاہت کی اللہ نے اس کی ملاقات کی چاہت کی۔ قرآن کریم میں دونوں طبقات کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ جو لقاء الٰہی کے منکر اور مکذب بن جاتے ہیں اُن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ○ (الأنعام: ۳۲) جن لوگوں نے اللہ کی ملاقات (کے مسئلہ) کو جھٹلایا وہ نقصان میں پڑ گئے ہیں یہاں تک کہ جب وہ گھڑی ان پر اچانک آجائے گی تو وہ کہیں گے اُف رے ہماری ندامت اس کوتاہی کی وجہ سے جو اس گھڑی کے بارہ

میں ہم نے کی اور وہ اس وقت اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اُٹھائے ہوئے ہوں گے سنو جو (بوجھ) وہ اٹھائیں گے وہ بہت (ہی) برا ہو گا۔ اور جو لقائے باری تعالیٰ کے متمنی ہوں گے اُن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ (العنکبوت:۶) جو شخص اللہ کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہے (اُسے معلوم ہونا چاہیئے کہ) اللہ کا مقرر کردہ وقت ضرور آنے والا ہے اور وہ بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

ہر انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت ودیعت کی ہے اور انسان کی روح اس محبت کو نہ صرف محسوس کرتی ہے بلکہ اس کے اندر یہ تڑپ ہوتی ہے کہ وہ اپنے خالق ومالک سے ملے جیسے ہر بچے کے اندر اپنے والدین کی محبت ہوتی ہے اور والدین کے اندر اپنے بچے کی محبت۔ یہ دو طرفہ محبت ہی ایک دوسرے کو باہم ملاتی اور وصل کی لذت سے ہمکنار کرتی ہے۔ قرآنِ کریم نے محبتِ الٰہی کے اس تعلق کی گواہی میں روحوں کے اس اقرار کو پیش کیا ہے جن کی فطرت میں اس محبت کا بیج بویا گیا ہے فرماتا ہے: وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛؕ شَهِدْنَا ۛؕ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ○ (الأعراف:۱۷۳) اور جب تیرے ربّ نے بنی آدم کی پیٹھوں میں سے ان کی اولادوں کو لیا اور ان کو اپنی جانوں پر گواہ ٹھہرایا (اور پوچھا) کیا میں تمہارا ربّ نہیں؟ انہوں نے کہا ہاں ہم (اس بات کی) گواہی دیتے ہیں (ہم نے یہ اس لیے کیا) کہ (ایسا نہ ہو) تم قیامت کے دن کہہ دو کہ ہم تو اس (تعلیم) سے بالکل ناواقف تھے۔ مگر چونکہ انسان کو بااختیار اور آزاد رکھا گیا ہے اور کوئی عمل اس سے جبراً نہیں کرایا جاتا۔ اس لیے بعض لوگ فطرت کی اس آواز کو اپنی سیاہ کاریوں سے خاموش کر دیتے ہیں مگر جو فطرت کی اس آواز کو مرنے نہیں دیتے بلکہ اپنے حسنِ عمل سے اُسے صیقل کرتے ہیں اور اس فطری محبت کے شعلہ کو اس قدر روشن کرتے ہیں کہ نورٌ علیٰ نور بن جاتے ہیں اور وہ اس دنیا میں ہی وصل اور لقاء کی منازل طے کرنے لگتے ہیں اور کامل وحقیقی لقاء کے لیے ان کی روح جسم کی کثافت سے نکل کر اپنے روحانی وجود کی پرواز سے وصل الٰہی کے دائمی مقام کے لیے بے قرار ہوتی ہے۔ زیرِ باب حدیث میں ان ہر دو طبقات کا ذکر ہے وہ بھی جو وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل:۷۳) اور جو اس (دنیا) میں اندھا رہے گا وہ آخرت میں (بھی) اندھا ہو گا۔ کے مصداق ہیں اور وہ بھی جو بالرفیق الاعلیٰ کے کلمات محبت ووارفتگی کی عاشقانہ صدا بلند کرتے کرتے اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملتے ہیں۔ لقائے الٰہی کی یہ منازل مؤمن کو تائیداتِ الٰہی اور دشمنوں پر غلبے کی صورت میں اس دنیا میں بھی حاصل ہو جاتی ہیں گو ابتلاء آتے ہیں مگر یہ ابتلاء اُنہیں مایوس نہیں کرتے بلکہ ان کی کامیابیوں کے لیے بطورِ امتحان آتے ہیں جن سے سرخرو ہو کر وہ آگے بڑھتے جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”لِقائے الٰہی سے مراد اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت کا نزول ہے اور مومنوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ دشمنوں کی شرارتوں کو دیکھ کر تمہارے دلوں

میں مایوسی نہیں آنی چاہیئے۔ اور تمہیں کبھی یہ تصور بھی نہیں کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اکیلا چھوڑ دے گا اور دشمن تمہیں تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا وہ ابتلاؤں کے ذریعہ صرف تمہارا امتحان لینا چاہتا ہے ورنہ وہ تمہارے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے تمہاری تائید میں کام کر رہے ہیں۔ پس دشمن خواہ تمہیں کس قدر ستائے اور تم پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی کوشش کرے تمہیں اس بات پر کامل یقین رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تم سے ترقی کے وعدے کئے ہوئے ہیں وہ پورے ہو کر رہیں گے اور وہ تمہاری مدد کے لئے دوڑتا چلا آئے گا۔ اگر تم ابتلاؤں میں ثابت قدمی دکھاؤ گے اور خدا تعالیٰ پر کبھی بدظنی نہیں کرو گے بلکہ اُمید رکھو گے کہ خدا تعالیٰ آسمان سے اُترے گا اور تمہارے دشمنوں کی گردنیں مروڑ دے گا تو تمہارا خدا تم سے ایسا ہی سلوک کرے گا۔ اور وہ تمہارے لئے ایسی غیرت دکھائے گا جس کی مثال اَور کہیں نظر نہیں آئے گی۔

اس زمانہ میں مسلمانوں کے تنزل کی سب سے بڑی وجہ یہی ہوئی کہ ان کا ایک زندہ خدا پر ایمان نہ رہا۔ اور معجزات اور خوارق کے متعلق انہوں نے یہ خیال کر لیا کہ یہ صرف پہلے زمانہ کے لوگوں کے لئے دکھائے جاتے تھے اب خدا نعوذ باللہ ان نشانات کے دکھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا کوئی ولولہ نہ رہا اور وہ مایوسی کا شکار ہو گئے۔ اسلام اس نظریہ کو غلط قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ جو لوگ اپنے محبوب کی ملاقات یعنی اس کی نصرت اور تائید پر کامل یقین رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد کے لئے آسمان سے اتر آتا ہے اور وہ اسی طرح ان کی تائید کرتا ہے جس طرح پہلے انبیاء کی جماعتوں کی اس نے تائید کی۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ العنکبوت، زیر آیت مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ اللّٰهِ جلد ۷ صفحہ ۵۸۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دوسری زندگی کے لئے الہام الٰہی ہونا ضروری ہے۔ اسی مرتبہ پر پہنچنے کا نام لقاء الٰہی ہے یعنی خدا کا دیدار اور خدا کا درشن۔ اس درجہ پر پہنچ کر انسان کو خدا سے

وہ اتصال ہوتا ہے کہ گویا وہ اس کو آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور اس کو قوت دی جاتی ہے اور اس کے تمام حواس اور تمام اندرونی قوتیں روشن کی جاتی ہیں اور پاک زندگی کی کشش بڑے زور سے شروع ہو جاتی ہے۔ اسی درجہ پر آکر خدا انسان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور زبان ہو جاتا ہے جس کے ساتھ وہ بولتا ہے۔ اور ہاتھ ہو جاتا ہے جس کے ساتھ وہ حملہ کرتا ہے اور کان ہو جاتا ہے جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور پیر ہو جاتا ہے جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔"

(اسلامی اُصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۴، ۳۹۵)

بَاب ٤٢ : سَكَرَاتُ الْمَوْتِ

موت کی بے ہوشیاں

٦٥١٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ فِيهَا مَاءٌ يَشُكُّ عُمَرُ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهَا وَجْهَهُ وَيَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ الْعُلْبَةُ مِنَ الْخَشَبِ

۶۵۱۰: محمد بن عبید بن میمون نے مجھ سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عمر بن سعید سے، عمر نے کہا: ابن ابی ملیکہ نے مجھے خبر دی کہ ابو عمرو ذکوان جو حضرت عائشہؓ کے غلام تھے، نے انہیں بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چمڑے کا یا لکڑی کا بڑا پیالہ رکھا تھا جس میں کچھ پانی تھا۔ عمر اس کے متعلق شک کرتے ہیں۔ (کہ رَکْوَۃٌ کہا یا عُلْبَۃٌ) تو آپ اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے اور پھر اُن کو اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ موت کی بھی بے ہوشیاں ہوتی ہیں۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہ دعا کرنے لگے: رفیقِ اعلیٰ کے پاس۔ آخر اسی حالت میں آپؐ کی وفات ہو گئی اور آپؐ

وَالرَّكْوَةُ مِنَ الْأَدَمِ.

کا ہاتھ جھک گیا۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا عُلْبَةٌ ایسا پیالہ ہے جو لکڑی کا ہو، اور رَكْوَةٌ چمڑے کا پیالہ ہے۔

أطرافه: ۸۹۰، ۱۳۸۹، ۳۱۰۰، ۳۷۷٤، ٤٤٣٨، ٤٤٤٦، ٤٤٤٩، ٤٤٥٠، ٤٤٥١، ٥٢١٧۔

٦٥١١: حَدَّثَنِي صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَعْرَابِ جُفَاةً يَأْتُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُونَهُ مَتَى السَّاعَةُ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُولُ إِنْ يَعِشْ هَذَا لَا يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ. قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي مَوْتَهُمْ.

۶۵۱۱: صدقہ (بن فضل) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدہ (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ وہ بیان کرتی تھیں: اعراب میں سے کچھ لوگ اُجڈ تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور آپؐ سے پوچھتے، وہ گھڑی کب ہو گی؟ تو آپؐ اس کی طرف دیکھتے جو اُن میں سب سے چھوٹا ہوتا اور فرماتے: اگر یہ زندہ رہا تو ابھی بڑھاپا اس پر نہیں آئے گا کہ تمہاری گھڑی تم پر آجائے گی۔ ہشام نے کہا: اس سے مراد اُن کی موت ہے۔

٦٥١٢: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجِنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ

۶۵۱۲: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے محمد بن عمرو بن حلحلہ سے، اُنہوں نے معبد بن کعب بن مالک سے، معبد نے حضرت ابو قتادہ بن ربعی انصاریؓ سے روایت کی کہ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا۔ آپؐ نے فرمایا۔ چھٹکارا پانے والا ہے یا اس سے چھٹکارا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا:

وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ.

یا رسول اللہ! یہ چھٹکارا پانے والا یا وہ جس سے چھٹکارا ہوا ہے سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: مؤمن بندہ دنیا کی تکلیف اور اس کے دکھ سے چھٹکارا پاکر اللہ عزّوجل کی رحمت کو سدھارتا ہے اور جو بدکار بندہ ہے اس سے بندے اور ملک اور درخت اور جانور سب چھٹکارا پاتے ہیں۔

طرفہ: ٦٥١٣۔

٦٥١٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ.

۶۵۱۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد ربہ بن سعید (انصاری) سے، عبد ربہ نے محمد بن عمرو بن حلحلہ سے روایت کی کہ (معبد) بن کعب نے مجھے بتایا۔ معبد نے حضرت ابو قتادہؓ سے، حضرت ابو قتادہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: چھٹکارا پانے والا ہے یا اس سے چھٹکارا ہوا ہے۔ مؤمن آرام پالیتا ہے۔

طرفہ: ٦٥١٢۔

٦٥١٤: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ.

۶۵۱۴: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔ دو تو لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے گھر والے اس کا مال اور اس کا عمل جاتا ہے۔ اس کے گھر والے اور اس کا مال، یہ تو واپس لوٹ جاتے ہیں اور اس کا عمل رہ جاتا ہے۔

٦٥١٥: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ غُدْوَةً وَعَشِيًّا إِمَّا النَّارُ وَإِمَّا الْجَنَّةُ فَيُقَالُ هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى تُبْعَثَ إِلَيْهِ.

۶۵۱۵: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے نافع سے، نافع نے حضرف ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اُس کا ٹھکانا اُس کے سامنے صبح شام پیش کیا جاتا ہے یا تو آگ ہوتی ہے یا جنت اور اُسے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے اُس وقت تک کہ تجھے پھر اُٹھایا جائے۔

أطرافه: ١٣٧٩، ٣٢٤٠۔

٦٥١٦: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا.

۶۵۱۶: علی بن جعد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اعمش سے، اعمش نے مجاہد سے، مجاہد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپؓ بیان کرتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مر گئے ہوں انکو برا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے کیے کو پہنچ چکے۔

طرفه: ١٣٩٣۔

تشریح: سَكَرَاتُ الْمَوْتِ: موت کی بے ہوشیاں۔ علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں کہ سَكَرَات الْمَوْت، وَهِي جمع سكرة وَهِي شدَّة الْمَوْت وغمه وَغَشيته، وَالسُكر بِضَم السِّين حَالَة تعرض بَين الْمَرْء وعقله (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۹۵) سکرات سَکرۃ کی جمع ہے اور اس کے معنی ہیں موت کی شدت، موت کا غم اور موت کی بے ہوشی، اور سُکر (سین کی پیش) وہ حالت ہے جو آدمی اور اس کی عقل کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ سکرات الموت کے عنوان کے نیچے سب سے پہلی روایت (۶۵۱۰) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری اور وصال سے قبل کی کیفیات کا ذکر ہے جس میں سکرات الموت کا ذکر ہے عام آدمی کی موت کے وقت تکلیف کا باعث یہ سمجھا جاتا ہے کہ چونکی انقطاعِ تام کا وقت ہوتا ہے اور انسان اپنے محبوبات اور مرغوبات سے یک دفعہ الگ ہوتا ہے اور ایک عجیب قسم کا زلزلہ اس پر طاری ہوتا ہے۔ اس لیے اس پر تکالیف کی کیفیت دکھائی دیتی ہے۔ مگر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو دنیا اور اس کے تعلقات کبھی محبوبات نہیں ہوئے۔ آپؐ نے اپنی زندگی کو ایک مسافر کی حالت سے تعبیر کیا ہے جس کا کھانا پینا اور چلتے چلتے کچھ آرام کرنا اور سستانا، سفر کو جاری رکھنے کی ضرورت کے طور پر تھا۔ پس آپؐ کی سکرات الموت دنیا سے انقطاع کی وجہ سے نہ تھی کیونکہ آپؐ کو تو مزید دنیا میں رہنے کا اختیار بھی دیا گیا مگر آپؐ کی روح رفیقِ اعلیٰ کے وصال کے لیے محو پرواز تھی۔ شارحین نے اس پر بہت بحثیں کی ہیں اور اس کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس طرح دنیا کی زندگی میں آپؐ کو بخار اور بیماری وغیرہ کی تکلیف عام انسان کی نسبت دوگنا ہوتی تھی جیسا کہ بخاری کی روایات ۵۶۴۶، ۵۶۴۷، ۵۶۴۸ میں ذکر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی تھیں: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر بیماری ہوئی ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ کی بیماری میں آیا اور آپؐ کو نہایت سخت بخار چڑھا ہوا تھا۔ (آپؐ نے فرمایا:) مجھے اتنا بخار چڑھتا ہے جتنا کہ تم میں سے دو آدمیوں کو بخار چڑھتا ہے۔[1] ان تکالیف سے گذار کر اللہ تعالیٰ انبیاء کے صبر و تحمل برداشت اور راضی برضا الٰہی کا عالی شان نمونہ دکھاتا ہے اور جتنا بڑا ابتلاء اتنے ہی بڑے انعام کا وارث بناتا ہے اس لیے آخری سانس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر کا قابلِ تقلید نمونہ دکھایا ہے۔ باب کی دیگر روایات میں مؤمن بندوں کی موت کا ذکر ہے کہ مؤمن تو دنیا کی تکالیف سے نجات پاکر دائمی راحت و آرام پاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو حقیقی راحت و آرام تھی ہی اخروی اور دائمی زندگی میں۔ دیگر روایات میں بعض ایسے شر پسند عناصر کا بھی ذکر ہے جن سے انسان تو انسان حیوان اور درخت بھی اذیت پاتے ہیں۔ اُن کے جانے سے اس جہان کی تمام چیزیں راحت پاتی ہیں اور وہ سب سے بڑی گرفت اور عذابِ الیم میں مبتلا ہوتے ہیں اس عذاب کی سنگینی کا ذکر مختلف آیاتِ قرآنیہ میں ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ (مجمع البحار و تشیید المعانی) جو مر جاتا ہے اس کی قیامت اُسی وقت آجاتی ہے۔ اگر ایک شخص کی موت کو قیامت کہہ سکتے ہیں۔ تو قوم کی موت اور تباہی قیامت کہلانے کی زیادہ مستحق ہے۔ علّامہ شیخ محمد طاہر سندھی مصنّف مجمع بحار الانوار لفظ قیامت کے نیچے لکھتے ہیں وَقَدْ وَرَدَ فِی الْکِتٰبِ وَالسُّنَّۃِ عَلٰی ثَلَاثَۃِ اَقْسَامٍ اَلْقِیَامَۃُ الْکُبْرٰی وَالْبَعْثُ لِلْجَزَاءِ وَالْوُسْطٰی وَھِیَ اِنْقِرَاضُ الْقَرْنِ وَالصُّغْرٰی وَھُوَ مَوْتُ الْاِنْسَانِ یعنی قرآن کریم اور حدیث سے قیامت کے تین استعمال ثابت ہیں۔ قیامت کبریٰ جو جزاء سزاء کے لئے بعثتِ ثانیہ کے مفہوم میں استعمال

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الأَنْبِیَاءُ)

ہوتی ہے اور قیامت وسطیٰ جس سے مراد پہلی صدی کا خاتمہ ہے یعنی جب مسلمانوں میں تنزّل کے آثار ظاہر ہوں گے اور صغریٰ یعنی موت انسانی۔"

(تفسیر کبیر سورۃ التکویر، جلد ۸ صفحہ ۱۹۰)

كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَعْرَابِ جُفَاةً يَأْتُونَ: اعراب میں سے کچھ لوگ اُجڈ تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے۔ الْجُفَاء: جفا اس شخص کو کہتے ہیں جس کی طبیعت میں سختی ہو لوگوں سے کم میل جول رکھنے کی وجہ سے۔ اور ایک جگہ حفاۃ استعمال ہوا ہے اور وہ ایسے شخص کیلئے ہے جو پیروں میں بغیر کچھ پہنے چلتا ہے۔ اور یہ دونوں معنی دیہاتیوں میں غالب ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۹۶)

بَاب ٤٣ : نَفْخُ الصُّورِ

نفخ صور

قَالَ مُجَاهِدٌ الصُّورُ كَهَيْئَةِ الْبُوقِ، زَجْرَةٌ (الصافات:۲۰) (النازعات:۷) صَيْحَةٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ النَّاقُورِ الصُّورِ. الرَّاجِفَةُ (النازعات:۷) النَّفْخَةُ الْأُولَى، وَالرَّادِفَةُ (النازعات:۸) النَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ.

مجاہد نے کہا: صور یا بگل کی طرح ہوتا ہے (اور سورۃ الصافات میں آیا ہے) زَجْرَةٌ یعنی للکار۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: ناقور بگل ہی ہوتا ہے اور رَاجِفَةُ کے معنی ہیں پہلی پھونک اور رَادِفَةُ کے معنی ہیں دوسری پھونک۔

٦٥١٧: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ

۶۵۱۷: عبد العزیز بن عبد اللہ نے مجھ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: ابراہیم بن سعد نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن اور عبد الرحمٰن اعرج سے روایت کی کہ اُن دونوں نے ان کو بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے: دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔ ایک شخص مسلمانوں میں سے تھا اور

وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ قَالَ فَغَضِبَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلُ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ مُوسَى فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ.

ایک شخص یہودیوں میں سے۔ مسلمان نے کہا: اُس ذات کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو تمام قوموں پر چن لیا۔ تو یہودی نے کہا: اُس ذات کی قسم ہے جس نے موسیٰؑ کو تمام قوموں پر چن لیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے۔ (یہ سنتے ہی) مسلمان کو غصہ آگیا اور اُس نے یہودی کے منہ پر تھپڑ مارا۔ تو وہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور جو اپنی اور مسلمان کی سرگزشت تھی، وہ آپؐ کو بتائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے موسیٰؑ سے بہتر قرار نہ دو یقیناً لوگ قیامت کے روز بے ہوش ہو جائیں گے اور میں وہ پہلا شخص ہوں گا جو ہوش میں آئے گا۔ تو میں کیا دیکھوں گا کہ موسیٰؑ عرش کے کنارے کو تھامے ہوئے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ موسیٰؑ بھی اُن لوگوں میں سے تھے جو بے ہوش تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا اُن لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا۔

أطرافه: ٢٤١١، ٣٤٠٨، ٣٤١٤، ٤٨١٣، ٦٥١٨، ٧٤٢٨، ٧٤٧٢۔

٦٥١٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْعَقُ النَّاسُ حِينَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ قَامَ فَإِذَا

۶۵۱۸: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ ابوزناد نے ہم سے بیان کیا، اُنہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بے ہوش ہوں گے، جب وہ بے ہوش ہوں گے تو میں پہلا ہوں گا جو کھڑا ہوں گا۔ تو کیا دیکھوں گا کہ

مُوسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَمَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ. رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کہ موسیٰؑ عرش کو تھامے ہوئے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آیا وہ اُن لوگوں میں تھے جو بے ہوش ہوئے؟ حضرت ابوسعیدؓ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا۔

أطرافُه: ۲٤۱۱، ۳٤۰۸، ۳٤۱٤، ٤۸۱۳، ٦٥۱۷، ۷٤۲۸، ۷٤۷۲۔

تشریح: نَفْخُ الصُّوْرِ: نفخِ صور۔ قرآنِ کریم نے نفخِ صور کے حوالہ سے فرمایا ہے: وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ (الزمر: ٦۹) اور بگل میں پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے اس پر ایک بے ہوشی طاری ہو جائے گی۔ صور پھونکے جانے سے مراد ہے تمثیلی طور پر دنیا کے خاتمہ کے اعلان کی صورت ہے آخرت کے امور کو ظاہر پر حمل نہیں کیا جاسکتا نہ مادی چیزوں سے اسے تشبیہ دی جا سکتی ہے مگر انسان کو اس کی زبان اور فہم کے مطابق بتایا گیا ہے کہ جیسے سب کو اکٹھا کرنے کے لیے کوئی بگل بجایا جاتا ہے اسی طرح انسانی زندگی کے خاتمہ اور قیامت کے برپا ہونے کو بگل میں پھونکے جانے کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے مگر یہ لفظ صرف قیامت کے لیے استعمال نہیں ہوتا بلکہ دنیا میں بھی انبیاء کی بعثت کے ساتھ ایک قسم کا احیاء ہوتا ہے اس کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے:

> ”نفخ صور سے مراد قیامت نہیں ہے کیونکہ عیسائیوں کے امواج فتن کے پیدا ہونے پر تو سو برس سے زیادہ گذر گیا ہے مگر کوئی قیامت برپا نہیں ہوئی بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ کسی مہدی اور مجدد کو بھیج کر ہدایت کی صور پھونکی جائے اور ضلالت کے مردوں میں پھر زندگی کی روح پھونک دی جاوے کیونکہ نفخ صور صرف جسمانی احیاء اور اماتت تک محدود نہیں ہے بلکہ روحانی احیاء اور اماتت بھی ہمیشہ نفخ صور کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے۔“ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد ٦ صفحہ ۳٦۰)

لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى: مجھے موسیٰؑ سے بہتر قرار نہ دو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

> ”تو یہ تھا آپ کا معیار آزادی، آزادی مذہب اور ضمیر، کہ اپنی حکومت ہے، مدینہ ہجرت کے بعد آپ نے مدینہ کے قبائل اور یہودیوں سے امن وامان کی فضا قائم رکھنے کیلئے ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رو سے مسلمانوں کی اکثریت ہونے کی وجہ سے یا مسلمانوں کے ساتھ جو لوگ مل گئے تھے، وہ مسلمان نہیں بھی ہوئے تھے ان کی وجہ سے حکومت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن اس حکومت کا

یہ مطلب نہیں تھا کہ دوسری رعایا، رعایا کے دوسرے لوگوں کے، ان کے جذبات کا خیال نہ رکھا جائے۔ قرآن کریم کی اس گواہی کے باوجود کہ آپؐ تمام رسولوں سے افضل ہیں، آپؐ نے یہ گوارانہ کیا کہ انبیاء کے مقابلہ کی وجہ سے فضا کو مکدر کیا جائے۔ آپؐ نے اس یہودی کی بات سن کر مسلمان کی ہی سرزنش کی کہ تم لوگ اپنی لڑائیوں میں انبیاء کو نہ لایا کرو۔ ٹھیک ہے تمہارے نزدیک مَیں تمام رسولوں سے افضل ہوں۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی گواہی دے رہا ہے لیکن ہماری حکومت میں ایک شخص کی دلآزاری اس لئے نہیں ہونی چاہئے کہ اس کے نبی کو کسی نے کچھ کہا ہے۔ اس کی مَیں اجازت نہیں دے سکتا۔ میرا احترام کرنے کیلئے تمہیں دوسرے انبیاء کا بھی احترام کرنا ہو گا۔ تو یہ تھے آپؐ کے انصاف اور آزادی اظہار کے معیار جو اپنوں غیروں سب کا خیال رکھنے کیلئے آپ نے قائم فرمائے تھے۔ بلکہ بعض اوقات غیروں کے جذبات کا زیادہ خیال رکھا جاتا تھا۔"

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ر مارچ ۲۰۰۶ء جلد چہارم صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰)

بَاب ٤٤ : يَقْبِضُ اللهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اللہ قیامت کے دن زمین کو سمیٹ لے گا

رَوَاهُ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کو نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا

٦٥١٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللهُ الْأَرْضَ

۶۵۱۹: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ یونس (بن یزید) نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے زہری سے، زہری نے ابو سلمہ سے روایت کی کہ سعید بن مسیب نے مجھ سے بیان کیا، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے

وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ اپنی قدرت سے زمین کو سمیٹ لے گا اور آسمان کو لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں اب زمین کے بادشاہ کہاں ہے۔

أطرافه: ٤٨١٢، ٧٣٨٢، ٧٤١٣۔

٦٥٢٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ كَمَا يَكْفَأُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمَنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَلَا أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلَى قَالَ تَكُونُ الْأَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِإِدَامِهِمْ قَالَ إِدَامُهُمْ بَالَامٌ وَنُونٌ قَالُوا وَمَا هَذَا قَالَ ثَوْرٌ

٦٥٢٠: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے خالد (بن یزید) سے، خالد نے سعید بن ابی ہلال سے، سعید نے زید بن اسلم سے، زید نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز زمین ایک روٹی (کی طرح ہموار یکساں) ہو جائے گی۔ وہ جبّار ذات اپنے ہاتھ سے اس کو اُلٹ پلٹ کر برابر کر دے گی۔ اُسی طرح جس طرح تم میں سے کوئی سفر میں اپنی روٹی کو اُلٹ پلٹ کر ہموار بنا دیتا ہے۔ تاکہ جنتیوں کے لئے (ایسی) قیام گاہ ہو (جس میں اُن کی تمام کھانے پینے کی ضروریات بافراغت ہوں۔) اتنے میں ایک یہودی شخص آیا، کہنے لگا: ابوالقاسم! رحمٰن آپؐ کو برکت دے کیا میں آپؐ کو نہ بتاؤں کہ قیامت کے روز جنتیوں کے لئے کیا کچھ مہمانی کا سامان ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں ضرور بتاؤ۔ اس نے کہا: زمین روٹی کی طرح ہموار یکساں ہو گی۔ اُسی طرح بتایا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ نبی

وَنُونٌ يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُونَ أَلْفًا.

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا اور پھر اتنا ہنسے کہ آپؐ کی داڑھیں دکھائی دیں۔ پھر اس یہودی نے کہا: کیا میں آپؐ کو نہ بتاؤں کہ انکا سالن کیا ہو گا؟ کہنے لگا: انکا سالن بالام اور نون ہو گا۔ صحابہ نے کہا: یہ کیا چیزیں ہیں؟ اس نے کہا: بیل اور مچھلی۔ ان دونوں کے کلیجے کے بڑھے ہوئے ٹکڑے سے ستر ہزار آدمی کھائیں گے۔

٦٥٢١: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ قَالَ سَهْلٌ – أَوْ غَيْرُهُ – لَيْسَ فِيهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ.

۶۵۲۱: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا۔ ابو حازم نے کہا: میں نے حضرت سہل بن سعدؓ سے سنا وہ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: قیامت کے دن لوگوں کو ایسی زمین میں اکٹھا کیا جائے گا جو سفید ہو گی۔ ایسی سفید جو مٹیالے رنگ کی ہوتی ہے جیسے میدے کی روٹی۔ حضرت سہل (بن سعدؓ) یا اُن کے سوا کسی اور نے کہا: (عفراء سے مراد یہ ہے کہ) اس کے متعلق ابھی کسی کو علم نہیں ہوا۔

بَاب ٤٥: {كَيْفَ [1]} الْحَشْرُ

حشر کیسے ہو گا؟

٦٥٢٢: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا

۶۵۲۲: مُعَلّیٰ بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "کیف" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۴۵۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِينَ وَ رَاهِبِينَ وَاثْنَانِ عَلَى بَعِيرٍ وَثَلَاثَةٌ عَلَى بَعِيرٍ وَأَرْبَعَةٌ عَلَى بَعِيرٍ وَعَشَرَةٌ عَلَى بَعِيرٍ وَيَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمْ النَّارُ تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا وَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا.

وہیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (عبداللہ) بن طاؤس سے، ابن طاؤس نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: لوگوں کو تین طریقوں سے اکٹھا کر کے لے جایا جائے گا۔ بعضوں کو تو ایسی حالت میں اکٹھا کیا جائے گا کہ وہ خواہش بھی رکھتے ہوں گے اور ڈرتے بھی ہوں گے اور بعض ایک اونٹ پر دو دو ہوں گے اور بعض ایک اونٹ پر تین تین اور بعض ایک اونٹ پر چار چار اور بعض ایک اونٹ پر دس دس اور اُن میں سے جو باقی رہ جائیں گے ان کو تو آگ ہانک کر لے جائے گی جو اُن کے ساتھ جہاں وہ قیلولہ کریں گے قیلولہ کرے گی اور اُن کے ساتھ جہاں وہ رات کو ٹھہریں گے اُن کے ساتھ ٹھہرے گی اور جہاں وہ صبح کو ہوں گے وہ اُن کے ساتھ صبح کو ہو گی اور جہاں وہ شام کو ہوں گے وہ اُن کے ساتھ شام کو ہو گی۔

٦٥٢٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ

۶۵۲۳: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن محمد بغدادی نے ہمیں بتایا۔ شیبان نے ہم سے بیان کیا، شیبان نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے نبی! کافر کو

عَلَى وَجْهِهِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا.

اُس کے منہ کے بل کیونکر ہانک کر لے جایا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: کیا وہ جس نے اس کو دنیا میں دو پاؤں کے بل چلایا قادر نہیں کہ اُس کو قیامت کے دن اس کے منہ کے بل چلائے؟ قتادہ نے کہا: کیوں نہیں ضرور اور ہمارے ربّ کی عزت کی قسم ہے۔

طرفہ: ٤٧٦٠۔

٦٥٢٤: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللهِ حُفَاةً عُرَاةً مُشَاةً غُرْلًا قَالَ سُفْيَانُ هَذَا مِمَّا نَعُدُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۵۲۴: علی (بن مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ عمرو (بن دینار) نے کہا: میں نے سعید بن جبیر سے سنا۔ (سعید نے کہا:) میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا۔ (اُنہوں نے کہا:) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: تم اللہ سے ملو گے ننگے پاؤں، ننگے بدن، پیدل چلتے ہوئے، بے ختنہ۔ سفیان نے کہا: یہ حدیث بھی انہی حدیثوں میں سے ہے جن کو ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

أطرافہ: ٣٣٤٩، ٣٤٤٧، ٤٦٢٥، ٤٦٢٦، ٤٧٤٠، ٦٥٢٥، ٦٥٢٦۔

٦٥٢٥: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللهِ حُفَاةً عُرَاةً

۶۵۲۵: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ منبر پر کھڑے لوگوں سے

غُرْلًا.

مخاطب تھے۔ فرما رہے تھے: تم اللہ سے ننگے پاؤں، ننگے بدن بے ختنہ ملو گے۔

أطرافه: ٣٣٤٩، ٣٤٤٧، ٤٦٢٥، ٤٦٢٦، ٤٧٤٠، ٦٥٢٤، ٦٥٢٦۔

٦٥٢٦: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ○ (الأنبياء: ١٠٥) الْآيَةَ وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ الْخَلِيلُ وَإِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ إِلَى قَوْلِهِ الْحَكِيمُ.

(المائدة: ١١٨، ١١٩)

٦٥٢٦: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے مغیرہ بن نعمان سے، مغیرہ نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطاب کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: تم ننگے پاؤں، ننگے بدن بے ختنہ اکٹھے کیے جاؤ گے۔ (آپؐ نے یہ آیت پڑھی:) جس طرح ہم نے تمہاری پیدائش کو پہلی دفعہ شروع کیا تھا اُسی طرح پھر اُس کو دوہرائیں گے یہ ہم نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے۔ ہم ایسا ہی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ (اور فرمایا:) قیامت کے دن تمام مخلوق میں سے پہلے جس کو (لباس) پہنایا جائے گا ابراہیمؑ ہوں گے۔ اور ایسا ہو گا کہ میری اُمت میں سے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا پھر اُنہیں پکڑ کر بائیں طرف لے جائیں گے۔ میں کہوں گا: اے میرے ربّ! یہ میرے ساتھی ہیں۔ فرمائے گا: تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد اِنہوں نے کیا نئی نئی بدعتیں کی ہیں تو میں اُسی طرح کہوں گا جس طرح اس نیک بندے نے کہا تھا۔ اور جب تک میں ان

قَالَ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ.

میں (موجود) رہا میں ان کا نگران رہا۔ جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی اُن پر نگران تھا (میں نہ تھا) اور تو ہر چیز پر نگران ہے۔ اگر تو اُنہیں عذاب دینا چاہے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو اُنہیں بخشنا چاہے تو تُو بہت غالب (اور) بڑی حکمتوں والا (خدا) ہے۔ آپؐ فرماتے تھے: پھر کہا جائے گا کہ وہ اپنی ایڑیوں کے بل پھرتے ہی رہے۔

أطرافه: ٣٣٤٩، ٣٤٤٧، ٤٦٢٥، ٤٦٢٦، ٤٧٤٠، ٦٥٢٤، ٦٥٢٥۔

٦٥٢٧: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكِ.

۶۵۲۷: قیس بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن حارث نے ہمیں بتایا۔ حاتم بن ابی صغیرہ نے ہم سے بیان کیا۔ حاتم نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے، عبداللہ نے کہا: قاسم بن محمد بن ابی بکر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ننگے پاؤں، ننگے بدن، بن ختنہ تمہیں اکٹھا کیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ! مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ حالت اس سے زیادہ سخت ہو گی کہ اُن کو اِس کی فکر ہو۔

٦٥٢٨: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ

۶۵۲۸: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ابو اسحاق سے، ابو اسحاق نے عمرو بن میمون

عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ.

سے، عمرو نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بڑے خیمے میں تھے۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تم خوش ہو گے کہ جنتیوں میں سے چوتھائی تم ہو؟ ہم نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم خوش ہو گے کہ جنتیوں میں تہائی تم ہو؟ ہم نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم خوش ہو گے اس سے کہ جنتیوں میں آدھے تم ہو گے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے میں پختہ اُمید رکھتا ہوں کہ جنتیوں میں آدھے تم ہو گے اور یہ اس لئے کہ جنت میں کوئی داخل نہیں ہو تا مگر وہ نفس جو کامل فرمانبردار ہو۔ اور مشرکوں کے مقابل تم ایسے ہی ہو کہ جیسے سفید بال سیاہ بیل کے جسم میں یا جیسے سیاہ بال لال بیل کے جسم میں۔

طرفہ: ٦٦٤٢۔

٦٥٢٩: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ مَنْ يُدْعَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ آدَمُ فَتَرَاءَى ذُرِّيَّتُهُ فَيُقَالُ هَذَا أَبُوكُمْ آدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيَقُولُ أَخْرِجْ بَعْثَ

٦٥٢٩: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ میرے بھائی نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے سلیمان (بن بلال) سے، سلیمان نے ثور (بن زید دیلی) سے، ثور نے ابوالغیث سے، ابوالغیث نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے جنہیں قیامت کے دن بلایا جائے گا آدمؑ ہوں گے۔ اُن کی ذریت سامنے دکھائی دے گی اور اُن

جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ كَمْ أُخْرِجُ فَيَقُولُ أَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِذَا أُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ فَمَاذَا يَبْقَى مِنَّا قَالَ إِنَّ أُمَّتِي فِي الْأُمَمِ كَالشَّعَرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ.

سے کہا جائے گا یہ تمہارے بابا آدم ہیں اور وہ کہیں گے۔ میں حاضر ہوں اور جو ارشاد ہو اس کے بجالانے کے لئے تیار ہوں۔ تو اللہ فرمائے گا۔ اپنی ذریت میں سے جہنم کا ایک گروہ نکال۔ آدمؑ کہیں گے: اے ربّ! کتنے نکالوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ننانوے فیصد۔ صحابہ نے (یہ سن کر) کہا: یارسول اللہ! اگر ہم میں سے ننانوے فیصد کو نکال لیا گیا تو پھر ہم میں سے کیا رہ جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: میری اُمت دوسری اُمتوں کے مقابل ایسی ہے جیسے سفید بال سیاہ بیل میں۔

تشریح: كَيْفَ الْحَشْرُ: حشر کیسے ہوگا؟ حشر کیا ہے اور لوگوں کا حشر کیسے ہوگا۔ زیر باب روایات میں جو یہ ذکر ہے کہ لوگ ننگے بدن ننگے پاؤں بغیر ختنہ کے اکٹھے کیے جائیں گے۔ یہ سب امور تمثیل کے طور پر بیان کیے گئے ہیں یہ غیب کی وہ ساری باتیں ہیں جن کی حقیقت مادی وجود و مادی آنکھوں سے دیکھی اور سمجھی نہیں جا سکتی۔ مگر انسانوں کو سمجھانے کے لیے ان کی زبان اور فہم کے مطابق بتایا گیا ہے۔ اصل بات وہی ہے جو قرآنِ کریم نے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (السجدۃ:۱۸) اور (حقیقت یہ ہے کہ) کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان (مومنوں) کے لیے کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔ اور حدیث میں أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ[1] میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا۔ پس مادی آنکھوں سے اِن امور کو دیکھنا اور جسمانی حواس سے ان کو پرکھنا ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ اخروی دنیا کی باتیں ہیں جو روحانی حواس سے سمجھی جا سکتی ہیں تاہم جن لوگوں کو روحانی آنکھ نصیب ہوتی ہے وہ اِن روحانی امور کو اس دنیا میں ہی کسی قدر دیکھ اور سن لیتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں:

”حشر کے معنے جمع کرنے کے ہیں اور حشر انہی معنوں کے رو سے بعث مابعد الموت

[1] (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ، روایت نمبر ۳۲۴۴)

کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس دن اگلے پچھلے سب انسانوں کو جمع کیا جائے گا۔ حشر کا لفظ اس اجتماع کے لئے بھی بولا جاتا ہے جو نبیوں کے ذریعہ سے اس دنیا میں ہوتا ہے یعنی ساری قوم کو اختلاف اور جھگڑے سے نکال کر وحدت کی رسی میں پرو دیا جاتا ہے۔ کوئی نبی نہیں آیا جس کے ذریعہ سے حشر نہ ہوا ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں دیکھو کیسا حشر ہوا کہ مختلف الخیال لوگوں کو ایک کلمہ پر جمع کر دیا گیا اور پھر ساری دنیا میں پھیلا دیا گیا۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ الحجر، زیر آیت وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ... جلد ۴، صفحہ ۵۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حشر بعد الموت مذہبی امور میں یقین پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اس دنیا میں تو اختلاف کبھی مٹتا نہیں۔ ہمیشہ ہی بعض لوگ مدعیان نبوت کے منکر ہوتے ہیں اور بعض مومن۔ اگر اسی دنیا تک انسانی زندگی ختم ہو جائے۔ تو اول تو نبی کے دعویٰ کے متعلق کامل انکشاف نہ ہو اور اس کا امر مشتبہ رہے دوسرے وہ طبقہ جو منکر ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہدایت سے محروم رہ جائے اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ اس نے تو سب انسانوں کو عبد بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر اسی دنیا میں انسانی زندگی ختم ہو جائے تو پھر منکر کبھی عبد نہیں بن سکتے۔ اس لئے ضرور ہے کہ ایک اور زندگی انسان کو ملے۔ جس میں حقیقت واضح کر دی جائے تا سب لوگوں پر حقیقت کھل جائے اور جو اس دنیا میں حق کے سمجھنے سے محروم رہے ہیں اس دنیا میں حق کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ النحل، زیر آیت لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ... جلد ۴، صفحہ ۱۶۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے ایک عرب صاحب نے سوال کیا کہ قیامت کے دن لوگ جس طرح مرتے ہیں اسی طرح اول و آخر نمبر وار حاضر ہوں گے یا ایک دم تمام متقدمین و متاخرین اکٹھے اٹھیں گے۔ فرمایا:

"الگ الگ ثابت نہیں سب اکٹھے اٹھیں گے ماننا پڑتا ہے کہ ہمارا خدا بڑا قادر ہے دیکھو نطفہ کیا چیز ہے اور پھر اس سے کس طرح انسان کامل بن جاتا ہے ہر شخص جو خدا کو ماننے والا ہے سورج چاند وغیرہ اجرام کو دیکھ کر کیا وہ بتلا سکتا ہے کہ کن

چھکڑوں پر یہ اسباب آیا تھا اور ان کا مصالحہ کہاں سے آیا تھا یہی ماننا پڑے گا اور پڑتا ہے کہ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ (یس: ۸۳) پھر ہم کو ایسا ہی ماننا چاہئے کہ قیامت کے روز سب کا ایک دم مقابلہ کرادے گا اور جن حسرتوں میں مومن مر گئے تھے اور ان کو معلوم نہ تھا کہ ہمارے مخالفوں کا کیا حال ہوا وہ ان کو دکھلا دیا جائے گا کہ دیکھو اے راست باز بندو! یہ منکرین کا حال ہے تب ان راستبازوں کو لذت آوے گی پس خدا کو ہم مان ہی نہیں سکتے جب تک کہ اس کو صاحب مقدرت کلی نہ مان لیں پہلے اس کے کاموں کو دیکھو ہم سب کو ماننا پڑتا ہے کہ ان کا کوئی فاعل ہے پھر کیا وجہ کہ ایک حصہ میں اس کو ماننا اور ایک حصہ میں اس کا انکار کرنا اور شبہات میں پڑنا۔ یا تو پہلی دفعہ ہی انکار کرنا چاہئے یا بکلی ماننا چاہئے خدا کی صفات اور کام غیر محدود ہیں کیا دنیا کی ہزارہا مخلوق اس بات کی کافی دلیل نہیں کہ خدا بڑا قوی خدا ہے۔

اسی طرح پوچھا گیا کہ کیا کہ حشر کو جسم ہو گا یا نہیں اور یہی جسم ہو گا یا کوئی اور؟ اس پر فرمایا:

''حشر میں جسم دیئے جائیں گے یہ نہیں کہ یہی ہو گا یا کوئی اور۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ تین سال کے بعد پہلا انسانی جسم ضائع ہو جاتا ہے اور اس کا قائم مقام نیا آجاتا ہے پھر ہمارا ایمان ہے کہ ایک بدن ملے گا مگر جس طرح اس علیم کے علم میں ہے ہمارا اس پر ایمان ہے کہ وہ قادر ہے کہ اس بدن سے بھی کچھ حصہ اسے دیدے اور اس کے سوا اور جسم بھی عطا کرے سوائے ذات باری کے کسی کی یہ صفت نہیں کہ ہمیشہ ابدی رہے اور یہ طاقت خدا ہی انسان کو دے گا کہ پھر وہ ابدی بن جاوے۔

پھر سوال کیا۔ کیوں یہ مرتبہ صرف انسان کو ہی ملے گا اور حیوانات کو نہیں دیا جائے گا؟ فرمایا:

اس پر ہم جھگڑ نہیں سکتے جیسے ایک شخص سخاوت کرتا ہے ایک فقیر کو وہ پیسہ دیتا ہے اور دوسرے کو روپیہ۔ مگر جس کو پیسہ ملا ہے وہ حق نہیں رکھتا کہ جھگڑا کرے بہشت والوں کو تو ابدی رہنا ہو گا اور حدیثوں میں بھی آیا ہے کہ دوزخی ہمیشہ اس میں نہیں رہیں گے۔ جیسے فرمایا: يَأْتِي عَلَى جَهَنَّمَ زَمَانٌ لَيْسَ فِيهَا أَحَدٌ۔ کیونکہ وہ بھی آخر خدا کے ہاتھ کے بنے ہوئے ہیں ان پر کوئی زمانہ ایسا آنا چاہئے کہ ان کو عذاب کی

تخفیف دی جائے۔ یہ معرفت کی باتیں ہوتی ہیں جہنم سے نکلیں گے۔ مگر یہ نہیں لکھا کہ بہشت میں مومنین کی طرح ان کو بھی حصہ ملے گا ہاں ان کے ماتھے پر دوزخ کا نشان ہو گا۔

فرمایا:

بہشت میں بھی ہر روز ایک تجدد ہوتا رہے گا اسی طرح دوزخیوں پر بھی لکھا ہے بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا (النساء: ۵۷) مگر خدا کا تجدد بے پایاں ہے جو کبھی ختم نہیں ہو گا خدا کے کاموں میں انتہا نہیں۔ فرماتا ہے: وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ (ق:۳۶) یعنی زیادتی ہوتی رہے گی۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۶۳۶ تا ۶۳۹)

بَاب ٤٦: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ (الحج: ۲)

اللہ عزوجل کا فرمانا: اس گھڑی کی ہلچل بہت ہی بڑی مصیبت ہو گی

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ○ (النجم: ۵۸) اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ. اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ یعنی وہ گھڑی قریب آن پہنچی۔

٦٥٣٠: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللهُ يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ قَالَ يَقُولُ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ فَذَاكَ حِينَ

۶۵۳۰: یوسف بن موسیٰ (قطان) نے مجھ سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوسعید (خدریؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرمائے گا: اے آدمؑ! اور وہ کہیں گے حاضر ہوں جو ارشاد ہو بجالانے کے لئے تیار ہوں اور ساری بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دوزخ کا ایک گروہ نکال۔ آدمؑ کہیں گے دوزخ کا گروہ کتنا

يَشِيبُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سَكْرَى وَمَا هُمْ بِسَكْرَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّنَا ذَلِكَ الرَّجُلُ قَالَ أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَحَمِدْنَا اللهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْأُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعَرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ.

ہو۔ فرمایا: ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ یہ وہ وقت ہو گا جب بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور ہر ایک حمل والی اپنے حمل کو گرا دے گی اور تو لوگوں کو مدہوش دیکھے گا اور وہ مدہوش نہیں ہوں گے۔ بلکہ اللہ کا عذاب ہی سخت ہو گا۔ (یہ سن کر) اُن پر شاق گزرا اور کہنے لگے: یارسول اللہ! ہم میں سے وہ کون شخص ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا: تم خوش رہو کہ یاجوج ماجوج میں سے ہزار دوزخ میں جائیں گے اور تم میں سے ایک۔ پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اُمید رکھتا ہوں کہ جنتیوں میں تہائی تم ہو گے۔ حضرت ابوسعیدؓ کہتے تھے: ہم نے اللہ کا شکر کیا اور اللہ اکبر کہا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اسی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ جنتیوں میں آدھے تم ہو۔ تمہاری مثال تمام اُمتوں کے مقابل میں ایسی ہے جیسے سفید بال سیاہ بیل کے جسم میں یا جیسے گدھے کی اگلی ٹانگ میں داغ ہوتا ہے۔

أطرافه: ۳۳۴۸، ۴۷۴۱، ۷۴۸۳۔

تشریح: إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ (الحج: ۲) اللہ عزوجل کا فرمانا: اس گھڑی کی ہلچل بہت ہی بڑی مصیبت ہو گی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

السَّاعَةُ: جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ الزَّمَانِ۔ زمانہ کے حصوں میں سے ایک حصہ جسے ہم گھڑی یا کچھ وقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ وَيُعَبَّرُ بِهِ عَنِ الْقِيَامَةِ۔ اور ساعت کے

لفظ سے مراد کبھی قیامت بھی لی جاتی ہے۔ وَقِيْلَ السَّاعَاتُ الَّتِيْ هِيَ الْقِيَامَةُ ثَلَاثَةٌ السَّاعَةُ الْكُبْرٰى وَهِيَ بَعْثُ النَّاسِ لِلْمُحَاسَبَةِ۔ علماء نے بیان کیا ہے کہ وہ ساعات جن کو قیامت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے تین ہیں۔ (۱) السَّاعَةُ الْكُبْرٰى: جبکہ لوگوں کو محاسبہ کیلئے قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ (۲) السَّاعَةُ الْوُسْطٰى وَهِيَ مَوْتُ اَهْلِ الْقَرْنِ ساعت وسطیٰ: اور یہ زمانہ کے لوگوں کا مرنا اور ختم ہونا ہے۔ (۳) وَالسَّاعَةُ الصُّغْرٰى وَهِيَ مَوْتُ الْاِنْسَانِ فَسَاعَةُ كُلِّ اِنْسَانٍ مَوْتُهُ اور ساعت صغریٰ انسانی موت کا نام ہے پس ہر انسان کی ساعۃ اس کی موت ہوتی ہے۔ (المفردات فی غریب القرآن- ساعۃ) پس اَلسَّاعَةُ کے معنی ہوں گے ہلاکت کی گھڑی، یا وہ خاص گھڑی جس کا انتظار کیا جارہا ہے۔"

(تفسیر کبیر سورۃ الحج، زیر آیت اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ جلد ۶ صفحہ ۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآن شریف میں آیا ہے: اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ (الحج:۲) ساعت سے مراد قیامت بھی ہوگی۔ ہم کو اس سے انکار نہیں، مگر اس میں سکرات الموت ہی مراد ہے۔ کیونکہ انقطاع تام کا وقت ہوتا ہے۔ انسان اپنے محبوبات اور مرغوبات سے یک دفعہ الگ ہوتا ہے اور ایک عجب قسم کا زلزلہ اس پر طاری ہوتا ہے۔ گویا اندر ہی اندر وہ ایک شکنجہ میں ہوتا ہے۔ اس لئے انسان کی تمام تر سعادت یہی ہے کہ وہ موت کا خیال رکھے اور دنیا اور اس کی چیزیں اس کی ایسی محبوبات نہ ہوں جو اس آخری ساعت میں علیحدگی کے وقت اس کی تکالیف کا موجب ہوں۔"

(ملفوظات، جلد اول صفحہ ۴۰۳)

بَاب ٤٧ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوثُونَ ○ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ○ يَّوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَٰلَمِينَ ○ (المطففين: ٥-٧)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: کیا یقین نہیں کرتے یہ لوگ کہ اُنہیں ایک بہت ہی بڑے دن کے لئے اُٹھایا جائے گا وہ دن جس دن کہ لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ (البقرة: ١٦٧) قَالَ الْوُصُلَاتُ فِي الدُّنْيَا.

اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ جو فرمایا کہا اس سے مراد ہے دنیا میں جو تعلقات تھے وہ کٹ جائیں گے۔

٦٥٣١: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَٰلَمِينَ ○ (المطففين: ٧) قَالَ يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

طرفه: ٤٩٣٨۔

۶۵۳۱: اسماعیل بن ابان نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہمیں بتایا۔ ابن عون نے ہم سے بیان کیا، ابن عون نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی (کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس وقت (تمام) لوگ سب جہانوں کے رب (کا فیصلہ سننے) کے لئے کھڑے ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اُن میں سے ایک اپنے پسینے میں ڈوبا کھڑا ہو گا جو اُس کے آدھے کانوں تک پہنچے گا۔

٦٥٣٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْرَقُ النَّاسُ

۶۵۳۲: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا سلیمان (بن بلال) نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے ثور بن زید سے، ثور نے ابوالغیث سے، ابوالغیث نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ.

فرمایا: قیامت کے روز لوگوں کو اتنا پسینہ آئے گا کہ اُن کا پسینہ زمین میں ستر ہاتھ تک پہنچ جائے گا اور اُن کے منہ تک پہنچتے پہنچتے ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔

تشریح: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلَا يَظُنُّ... لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ: جس دن کہ لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ پسینہ، گھبراہٹ خوف اور گرمی کی شدت کی وجہ سے آتا ہے۔ زیر باب روایات میں ان تمام حالتوں کا ذکر ہے جن میں انسان اپنے انجام کے تصور سے انتہائی خوف زدہ ہو گا اور گھبراہٹ و بے چینی میں مبتلا ہو گا نیز جہنم کی آگ کی تپش کی وجہ سے بھی وہ پسینے میں شرابور ہو گا اور رب العالمین کے سامنے جواب دہی کا خوف اس قدر اس پر مستولی ہو گا کہ انگ انگ سے پسینہ پھوٹ رہا ہو گا۔ گھبراہٹ اور خوف کو پسینے کی تمثیل سے بیان کیا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ میں درحقیقت يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اب تو یہ مشرقی اور مغربی، گورے اور کالے، یوروپین اور ایشیائی میں فرق کرتے ہیں مگر ایک دن آئے گا جب یہ لوگ اُس خدا کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے جو رب العالمین ہے۔ وہ اس وقت ان لوگوں سے ان مظالم کے بارہ میں باز پُرس کرے گا اور کہے گا کہ کیوں تم نے ایک طبقہ کو ذلیل کیا۔ اور کیوں اُس کو محکوم و مغلوب رکھا۔ آخر خدا کسی ایک قوم کا نہیں بلکہ وہ رب العالمین ہے۔ وہ ایشیائیوں کا بھی خدا ہے اور افریقنوں کا بھی خدا ہے اور چینیوں کا بھی خدا ہے اور جاپانیوں کا بھی خدا ہے اور انگریزوں کا بھی خدا ہے اور امریکنوں کا بھی خدا ہے۔ وہ اپنے بندوں کو اُسی کے ماتحت دیکھ کر خوش ہو سکتا ہے جو رب العالمین کی صفت اپنے اندر لے لے اور اُس کی ربوبیت کا کامل مظہر بن جائے۔ عارضی حکومتیں دنیا میں بے شک ہوتی چلی آئی ہیں اور وہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد مٹتی بھی رہی ہیں۔ لیکن مستقل طور پر وہی قوم دنیا پر حکومت کر سکتی ہے جو لوگوں سے زائد حقوق نہ

مانگے۔ اور اُن سے کہے کہ یہ ہماری نہیں بلکہ تمہاری حکومت ہے۔ جو قوم دُنیا میں بنی نوع انسان کی خدمت کا احساس لے کر کھڑی ہو گی اور پھر زائد حقوق مانگنے کے لئے بھی تیار نہیں ہو گی وہ ہمیشہ رہے گی۔ اُس کے خلاف لوگوں کو بغاوت کرنے کی کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آسکتی۔

خدا تعالےٰ کے حساب لینے کے یہ معنے نہیں کہ وہ خود براہ راست حساب لے۔ قیامت کے دن وہ خود حساب لے گا اور اس دنیا میں وہ انسانوں میں سے ہی کسی فرد یا قوم کو حساب لینے کے لئے کھڑا کر دیتا ہے اس قوم کا حساب لینا خدا تعالےٰ کا حساب لینا ہی کہلاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ التطفیف، زیر آیت یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ جلد ۸ صفحہ ۲۸۵)

بَاب ٤٨ : الْقِصَاصُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

قیامت کے روز بدلہ لیا جانا

وَهِيَ الْحَاقَّةُ لِأَنَّ فِيهَا الثَّوَابَ وَحَوَاقَّ الْأُمُورِ الْحَقَّةُ وَ الْحَاقَّةُ وَاحِدٌ وَ الْقَارِعَةُ وَالْغَاشِيَةُ وَ الصَّاخَّةُ وَالتَّغَابُنُ غَبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ.

اور قیامت کو حَاقَّة بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اس میں بدلہ ملے گا اور وہ کام ہوں گے جو ثابت شدہ اور حق ہیں۔ حَقَّة اور حَاقَّة ایک ہی ہیں اور قَارِعَة اور غَاشِیَة اور صَاخَّة بھی (قیامت کو) کہتے ہیں اور تَغَابُن بھی جس کے معنے ہیں کہ جنتی دوزخیوں سے نفع میں رہیں گے۔

٦٥٣٣: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِيْ الدِّمَاءِ.

طرفُه: ٦٨٦٤۔

۶۵۳۳: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ شفیق (بن سلمہ) نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (کے بدلہ) کا فیصلہ ہو گا۔

٦٥٣٤: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَخِيهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَإِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُؤْخَذَ لِأَخِيهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَخِيهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ.

طرفه: ٢٤٤٩۔

۶۵۳۴: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا مالک نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے سعید مقبری سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی کے پاس اس کے بھائی کا دبایا ہوا حق ہو تو چاہیئے کہ وہ آج ہی اس ظلم سے آزاد ہو جائے کیونکہ وہاں نہ دینار ہو گا نہ درہم۔ پیشتر اس کے کہ اس کی نیکیوں میں سے لے کر اس کے بھائی کو دیا جائے اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو اُس کے بھائی کی بدیوں میں سے لے کر اس کے اوپر ڈال دی جائیں گی۔

٦٥٣٥: حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَ نَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ (الحجر:٤٨) قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُونَ عَلَى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا هُذِّبُوا

۶۵۳۵: صلت بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن زریع نے ہمیں بتایا۔ (یہ جو فرمایا) جو بھی ان کے سینوں میں کوئی کینہ ہو گا ہم اس کو نکال دیں گے۔ کہا کہ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے ابوالمتوکل ناجی سے روایت کی کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مؤمن آگ سے صحیح سالم بچ کر نکل جائیں گے اور اُنہیں ایک پل پر روکا جائے گا جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہو گا تو پھر وہ ظلم جو دنیا میں اُن کے درمیان آپس میں ایک دوسرے پر ہوئے ہوں گے تو ان کا بدلہ ایک سے دوسرے

وَنُقُّوا أُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَأَحَدُهُمْ أَهْدَى بِمَنْزِلِهِ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا.

کے لئے لیا جائے گا یہاں تک کہ جب اُنہیں ٹھیک ٹھاک کیا جائے گا اور وہ بالکل پاک صاف ہو جائیں گے تو اُنہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ اُن میں سے ایک بہشت میں اپنے ٹھکانے پر پہنچنے کے لئے راستہ زیادہ آسانی سے پالے گا بنسبت اس کے کہ دنیا میں اپنے گھر پر آنے کے لئے راستہ پایا کرتا تھا

أطرافه: ۲٤٤٠۔

تشریح: الْقِصَاصُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: قیامت کے روز بدلہ لیا جانا۔ اَلْقِصَاص: اَنْ يُّفْعَلَ بِهٖ مِثْلَ فِعْلِهٖ، مِنْ قَتْلٍ اَوْقَطْعٍ اَوْضَرْبٍ اَوْجَرْحٍ (لسان العرب- قصص) قصاص کے معنے یہ ہیں کہ کسی شخص سے وہی سلوک کیا جائے جو اس نے قتل یا قطع یا ضرب یا زخم کرنے کی صورت میں دوسرے سے کیا ہے۔ تاج العروس میں لکھا ہے: اَلْقِصَاصُ: اَلْقَتْلُ بِالْقَتْلِ، أَوِ الْجَرْحُ بِالْجَرْحِ (تاج العروس-قصص) کہ قصاص اس چیز کا نام ہے کہ قتل کے مقابلہ میں قتل اور زخم کے مقابلہ میں زخم کیا جائے۔

ایک حدیث میں ذکر ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کی نماز کا حساب ہو گا جبکہ زیر باب حدیث میں قصاص کا ذکر ہے۔ شارحین نے اس تعارض کو یوں حل کیا ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا اور حقوق العباد میں قصاص سب سے پہلے ہو گا۔ ایک حدیث میں بھی اس کی صراحت کی گئی ہے اس لیے اس بظاہر تضاد میں تطبیق کے لیے کسی بیرونی دلیل کی ضرورت نہیں ہے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کی نماز کا حساب ہو گا اور لوگوں میں سب سے پہلے خونِ ناحق کا فیصلہ کیا جائے گا۔[1]

قیامت کو اَلْحَاقَّةُ، اَلْقَارِعَةُ، اَلْغَاشِيَةُ، اَلصَّاخَّةُ اور اَلتَّغَابُن بھی کہتے ہیں۔

اَلْقَارِعَةُ: قرع سے اسم فاعل مؤنث کا صیغہ ہے اور قَرَعَ (يَقْرَعُ قَرْعًا) اَلْبَابَ کے معنے ہیں دَقَّهُ۔ دروازہ پر دستک دی اور قَرَعَ الشَّيْءَ کے معنے ہوتے ہیں ضَرَبَهُ کسی چیز کو مارا اور قَرَعَ صِفَاتَهُ کے معنے ہوتے ہیں تَنَقَّصَهُ وَعَابَهُ اس کی صفات کی تنقیص کی اور اس پر عیب لگایا اور قَرَعَ زَيْدًا اَمْرٌ کے معنے ہوتے ہیں اَتَاهُ فَجْأَةً اچانک کوئی معاملہ اُسے پیش آ گیا اور قَرَعَ السَّهْمُ الْقِرْطَاسَ کے معنے ہوتے ہیں اصابه ہدف پر تیر لگ گیا۔
(اقرب الموارد-قرع)

[1] (سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، باب تعظیم الدم، روایت نمبر ۳۹۹۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"گزشتہ مفسرین نے قَارِعَةٌ کے معنے قیامت کے کئے ہیں اور چونکہ قَرْعٌ کے ایک معنے شدید آواز کے بھی ہیں گو عام لغت کی کتب میں یہ معنے نہیں نکلے مگر تفاسیر میں قَرْعٌ کے معنے شدید آواز کے بھی بتائے گئے ہیں۔ اس وجہ سے بعض مفسرین نے قَارِعَة کے معنے یہ بھی کئے ہیں کہ اس سے مراد اسرافیل کی وہ گرج ہے جو قیامت کے قریب ہوگی اور جس سے سب لوگ مر جائیں گے (فتح البیان سورۃ القارعہ) قَرَعَ کے معنے تو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ لیکن اَلْقَارِعَة کی شکل میں اس لفظ کے کچھ الگ معنے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ اَلْقَارِعَة کے ایک معنے قیامت کے بھی کئے گئے ہیں کیونکہ وہ مختلف قسم کے صدمات اور تخویف کے سامان اپنے ساتھ لائے گی۔ اسی طرح اس کے ایک معنے اَلدَّاهِيَة کے بھی ہیں یعنی اچانک آنے والی کوئی عظیم الشان مصیبت اور اَلْقَارِعَة کے معنے النَّكْبَةُ الْمُهْلِكَةُ کے بھی ہیں یعنی ہلاک کر دینے والی مصیبت اور اَلْقَارِعَة رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے لشکروں کو بھی کہتے ہیں جن کو اصطلاحاً سرایا کہا جاتا ہے۔ عام اصطلاح میں تو سریہ اس کو کہتے ہیں جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہ ہوں مگر اس کے اصل معنے چھوٹے چھوٹے لشکروں کے ہیں (اقرب)۔"

(تفسیر کبیر، جلد ۹ صفحہ ۵۰۶، ۵۰۷)

وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ: اور ان کے سینوں میں جو کینہ (وغیرہ) بھی ہو گا، اُسے ہم نکال دیں گے۔ اس آیت کے ذیل میں امام بخاری روایت ۶۵۳۵ لائے ہیں جس میں یہ ذکر ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان پُل پر جنتیوں کو روک لیا جائے گا اور ان کے آپس کے مظالم کا بدلہ چکایا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آپس کی رنجشیں خانگی امور ہوتے ہیں ان کا اثر ان (صحابہ) پر نہیں پڑ سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (الحجر:۴۸) اور عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (الحجر:۴۸) یہ ایک پیشگوئی ہے کہ آئندہ زمانہ میں آپس میں رنجشیں ہوں گی لیکن غِلّ ان کے سینوں میں سے ہم کھینچ لیں گے وہ بھائی بھائی ہوں گے تختوں پر بیٹھنے والے۔ اب شیعوں سے پوچھو کہ اس وقت زمانہ نبوی میں تو کوئی رنجش نہ تھی اور

اگر ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آپس میں صلح کرا دیتے آخر یہ بات آئندہ زمانہ میں ہونے والی تھی ورنہ اس طرح پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حرف آتا ہے کہ انہوں نے صلح کی کوشش تو کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔"

(ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۴۴۱)

بَاب ٤٩ : مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ

جس سے حساب کرید کرید کر پوچھا جائے گا اُسے سزا دی جائے گی

٦٥٣٦ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ قَالَتْ قُلْتُ أَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا (الانشقاق:٩) قَالَ ذَلِكِ الْعَرْضُ. حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... مِثْلَهُ. وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمٍ وَأَيُّوبُ وَصَالِحُ بْنُ رُسْتُمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ

۶۵۳۶: عبید اللہ بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عثمان بن اسود سے، عثمان نے ابن ابی ملیکہ سے، اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: جس سے کرید کرید کر حساب لیا گیا اُس کو سزا دی جائے گی۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں میں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: کہ عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ تو صرف پیش کیا جائے گا۔ عمرو بن علی (فلاس) نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عثمان بن اسود سے روایت کی کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا۔ اور (عثمان کی طرح) ابن جریج اور محمد بن سلیم اور

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ایوب اور صالح بن رستم نے بھی روایت کی۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

أطرافه: ۱۰۳، ۴۹۳۹، ۶۵۳۷۔

۶۵۳۷: حَدَّثَنَا[1] إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا هَلَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ○ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ○ (الانشقاق:۸،۹) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذٰلِكِ الْعَرْضُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُنَاقَشُ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عُذِّبَ.

۶۵۳۷: اسحاق بن منصور نے مجھ سے بیان کیا کہ روح بن عبادہ نے ہمیں بتایا۔ حاتم بن ابی صغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے ہمیں بتایا، قاسم بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی سے بھی قیامت کے دن حساب لیا گیا وہ ضرور تباہ ہوا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: جس کے داہنے ہاتھ میں اُس کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔ تو اس سے جلد ہی آسان حساب لے لیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو صرف پیش کرنا ہے اور جو کوئی بھی ایسا ہو گا کہ جس سے قیامت کے دن کرید کرید کر حساب لیا جائے گا تو ضرور اس کو سزا دی جائے گی۔

أطرافه: ۱۰۳، ۴۹۳۹، ۶۵۳۶۔

۶۵۳۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي

۶۵۳۸: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ معاذ بن ہشام (دستوائی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں

---

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں "حَدَّثَنِی" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۴۸۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ يُجَاءُ بِالْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ قَدْ كُنْتَ سُئِلْتَ مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ ذَلِكَ.

نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ نیز محمد بن معمر نے مجھ سے بیان کیا کہ روح بن عبادہ نے ہمیں بتایا۔ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: قیامت کے دن کافر کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا۔ بھلا بتلاؤ تو سہی اگر زمین بھر سونا تمہارے لئے ہو کیا تم اس کو اپنے بدلے میں دے کر اپنے آپ کو چھڑاؤ گے؟ وہ کہے گا۔ ہاں۔ تو اس سے کہا جائے گا۔ تم سے تو وہ مانگا گیا تھا جو اس سے بہت ہی سہل تھا۔

أطرافه: ٣٣٣٤، ٦٥٥٧۔

٦٥٣٩: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي خَيْثَمَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَسَيُكَلِّمُهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ بَيْنَ اللهِ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرَى شَيْئًا قُدَّامَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ

۶۵۳۹: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: اعمش نے مجھ سے بیان کیا۔ اعمش نے کہا خیثمہ نے مجھے بتایا۔ خیثمہ نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس سے اللہ قیامت کے دن بات نہ کرے گا ایسے طور سے کہ اللہ اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہو گا۔ پھر وہ نظر ڈالے گا تو اپنے سامنے کوئی عمل نہ دیکھے گا۔ پھر وہ اپنے سامنے نظر ڈالے گا تو آگ اس کے سامنے ہو گی۔ اس لئے

أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ.

جو تم میں سے طاقت رکھتا ہو کہ وہ آگ سے بچے (تو وہ بچے۔) خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر۔

أطرافه: ١٤١٣، ١٤١٧، ٣٥٩٥، ٦٠٢٣، ٦٥٤٠، ٦٥٦٣، ٧٤٤٣، ٧٥١٢۔

٦٥٤٠: قَالَ الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثَلَاثًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

۶۵۴۰: اعمش نے کہا: عمرو (بن مرہ) نے مجھ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے خیثمہ (بن عبدالرحمٰن) سے، خیثمہ نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگ سے بچو۔ یہ کہہ کر آپؐ نے منہ پھیر لیا اور دوسری طرف رخ کیا۔ پھر فرمایا: آگ سے بچو۔ پھر آپؐ نے منہ پھیر لیا اور دوسری طرف رخ کیا۔ تین بار ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپؐ اُسے دیکھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا: آگ سے بچو گو کھجور کے ایک ٹکڑے سے اور جو یہ بھی نہ پائے تو اچھی بات ہی کہہ کر۔

أطرافه: ١٤١٣، ١٤١٧، ٣٥٩٥، ٦٠٢٣، ٦٥٣٩، ٦٥٦٣، ٧٤٤٣، ٧٥١٢۔

تشریح: مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ: جس سے حساب کرید کرید کر پوچھا جائے گا اُسے سزا دی جائے گی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"احادیث میں بھی آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ... جس سے سختی سے حساب لیا گیا وہ ضرور عذاب میں مبتلا ہو گا۔ درحقیقت مجرم سے جب کوئی سوال کیا جاتا ہے اور اس میں سختی سے کام لیا جاتا ہے تو اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ حساب لے کر اُسے سزا دی جائے لیکن مومن کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات سے حصہ دینا ہے اس لئے اُس کے اچھے اچھے اعمال نکال کر اُس کے سامنے رکھے جائیں گے اور پوچھا جائے گا کہ بتاؤ۔ کیا تم نے

یہ کام کئے تھے اور جب وہ اقرار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کر دے گا۔ گویا کافر کے حساب کی غرض اُسے ذلیل کرنا ہے لیکن مومن کے حساب کی غرض یہ ہو گی کہ اس کے اچھے اچھے کام لوگوں پر ظاہر کئے جائیں اور انہیں پتہ لگے کہ اُس نے کیسے کیسے نیک اعمال کئے ہیں۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ التکویر، زیر آیت وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ... جلد ۸ صفحہ ۲۱۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فرمایا: مَنْ نُّوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ جس کے حساب میں کرید کی گئی وہ مُعَذَّب ہو گا۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین خصلتیں ہیں کہ ان سے حساب یسیر ہو گا۔ ایک یہ کہ جو اسے محروم رکھے اور نہ دے اسے دیا کرے، دوسرے یہ کہ جو ظلم کرے اس کو معاف کرے۔ تیسرے جو اس سے قطع رحمی کرے وہ اس سے وصل کرے۔" (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۳۴۹)

فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ: جو تم میں سے طاقت رکھتا ہو کہ وہ آگ سے بچے (تو وہ بچے۔) خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"تمام مذاہب کے درمیان یہ امر متفق ہے کہ صدقہ خیرات کے ساتھ بلا ٹل جاتی ہے۔ اور بلا کے آنے کے متعلق اگر خدا تعالیٰ پہلے سے خبر دے تو وہ وعید کی پیشگوئی ہے۔ پس صدقہ و خیرات سے اور توبہ کرنے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے وعید کی پیشگوئی بھی ٹل سکتی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس بات کے قائل ہیں کہ صدقات سے بلا ٹل جاتی ہے۔ ہندو بھی مصیبت کے وقت صدقہ خیرات دیتے ہیں۔ اگر بلا ایسی شے ہے کہ ٹل نہیں سکتی تو پھر صدقہ خیرات سب عبث ہو جاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۷۶، ۱۷۷)

بَاب ۵۰: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

جنت میں ستر ہزار بغیر حساب کے داخل ہوں گے

٦٥٤١: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ ح. و حَدَّثَنِي أَسِيدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَأَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْأُمَّةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ النَّفَرُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْعَشَرَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيرٌ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ هَؤُلَاءِ أُمَّتِي قَالَ لَا وَلَكِنْ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيرٌ قَالَ هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَهَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانُوا لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ إِلَيْهِ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ اللَّهُمَّ

۶۵۴۱: عمران بن میسرہ نے ہم سے بیان کیا کہ (محمد) بن فضیل نے ہمیں بتایا۔ حصین (بن عبدالرحمٰن) نے ہم سے بیان کیا۔ نیز اسید بن زید نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ ہشیم (بن بشیر) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حصین سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں سعید بن جبیر کے پاس تھا تو اُنہوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سامنے (ساری) اُمتیں پیش کی گئیں۔ کوئی نبی گزرتا تو اس کے ساتھ جماعت ہوتی اور کوئی نبی گزرتا تو اس کے ساتھ تھوڑے سے آدمی تھے اور کوئی نبی گزرتا اس کے ساتھ دس آدمی ہوتے اور کوئی نبی گزرتا اس کے ساتھ پانچ آدمی ہوتے اور کوئی نبی اکیلے گزرتا۔ میں نے نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں بہت بڑی جماعت ہے میں نے کہا۔ جبریل! یہ میری اُمت ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں بلکہ اس اُفق کی طرف آپ دیکھیں میں نے نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں بہت ہی بڑی جماعت ہے۔ انہوں نے کہا: یہ لوگ آپ کی اُمت ہیں اور یہ ستر ہزار جو اِن کے آگے آگے ہیں ان پر نہ کوئی حساب ہے اور نہ کوئی عذاب۔ میں نے کہا: کیوں؟

اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

اُنہوں نے کہا: وہ داغ نہیں لگواتے تھے اور نہ ہی منتر پڑھوایا کرتے تھے اور نہ بُرا شگون لیتے تھے اور اپنے ربّ پر بھروسہ رکھتے تھے۔ اس پر حضرت عکاشہ بن محصنؓ اُٹھ کر آپؐ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: اللہ سے دعا کریں کہ مجھے بھی اُنہی میں سے کرے۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! اس کو بھی انہی میں سے کیجیو۔ پھر ایک اور شخص اُٹھ کر آپؐ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: دعا کریں مجھے بھی انہی میں سے کرے۔ آپؐ نے فرمایا: عکاشہؓ اس میں تم پر سبقت لے گیا۔

أطرافه: ۳٤۱۰، ۵۷۰۵، ۵۷۵۲، ٦٤٧٢۔

٦٥٤٢: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ

۶۵۴۲: معاذ بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زُہری سے ، زُہری نے کہا سعید بن مسیّب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے اُن سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ میری اُمت میں سے ستر ہزار جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: (یہ سن کر) عکاشہ بن محصن اسدیؓ اپنی چادر اُٹھاتے ہوئے کھڑے ہوئے، کہنے لگے: یارسول اللہ! میرے لئے بھی دعا کریں کہ وہ مجھے اُن میں سے کرے۔ آپؐ نے کہا: اے اللہ! اس

ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

کو بھی اُنہی میں سے کیجیو۔ پھر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ کہنے لگا: یارسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی اُن میں سے کرے۔ آپؐ نے فرمایا: عکاشہؓ تم پر سبقت لے گیا۔

طرفہ: ۵۸۱۱۔

٦٥٤٣: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ شَكَّ فِي أَحَدِهِمَا مُتَمَاسِكِينَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمْ الْجَنَّةَ وَوُجُوهُهُمْ عَلَى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

۶۵۴۳: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوغسان نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا ابوحازم نے مجھ سے بیان کیا، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی۔ حضرت سہلؓ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں سے ستر ہزار یا (فرمایا:) سات لاکھ (حضرت سہلؓ) راوی نے ان میں سے ایک کے متعلق شک کیا، جنت میں داخل ہوں گے۔ اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے ایک دوسرے کو پکڑتے ہوئے اسی طرح ان میں سے اگلے بھی اور پچھلے بھی جنت میں داخل ہوں گے جبکہ اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

طرفہ: ۳۲۴۷، ٦٥٥٤۔

٦٥٤٤: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ

۶۵۴۴: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا، اُن کے باپ نے صالح (بن کیسان) سے روایت کی کہ نافع نے ہمیں بتایا۔ نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

ثُمَّ يَقُومُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ يَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ خُلُودٌ.

آپؐ نے فرمایا: جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ایک منادی کرنے والا اُن کے درمیان کھڑا ہو گا (کہے گا:) اے آگ والو! اب کوئی موت نہیں اور اے جنتیو! اب کوئی موت نہیں ہمیشہ ہی رہنا ہے۔

طرفہ: ٦٥٤٨۔

٦٥٤٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ وَلِأَهْلِ النَّارِ يَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ.

۶۵۴۵: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ ابوزناد نے ہمیں بتایا۔ ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں سے کہا جائے گا اے جنّتیو! ہمیشہ ہی رہنا ہوگا مرنا نہیں اور (ایسا ہی) دوزخیوں سے کہا جائے گا۔ اے دوزخیو! ہمیشہ رہنا ہو گا مرنا نہیں۔

تشریح: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ: جنت میں ستر ہزار بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"عکاشہؓ فضلا صحابہ میں سے تھے اور اہل مکہ کے حلیف تھے۔ وہ حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں جنگ مرتدین میں شہید ہوئے۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کے متعلق حدیث میں ذکر آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں ذکر فرمایا کہ میری اُمت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یعنی وہ ایسے روحانی مرتبہ پر فائز ہوں گے اور ان کے لئے خدائی فضل و کرم اس قدر جوش میں ہو گا کہ ان کے حساب کتاب کی ضرورت نہیں سمجھی جائے گی۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ان لوگوں کے چہرے قیامت کے دن اس طرح چمکتے ہوں گے جس طرح کہ چودھویں رات کا چاند آسمان پر چمکتا ہے۔ اس پر عکاشہ نے عرض

کیا۔ ''یارسول اللہ! دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔'' آپ نے اسی وقت دعا فرمائی کہ اے خدا تو اپنے فضل سے عکاشہؓ کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ اس کے بعد ایک انصاری شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میرے لئے بھی یہ دعا فرمائیں اس پر آپؐ نے فرمایا: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ یعنی ''اب تو عکاشہؓ تم پر اس معاملہ میں بازی لے جاچکا ہے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا یہ ایک بظاہر چھوٹا سا واقعہ اپنے اندر بہت سے معارف کا خزانہ رکھتا ہے کیونکہ اوّل تو اس سے یہ علم حاصل ہوتا ہے کہ امت محمدؐیہ پر اللہ تعالیٰ کا اس درجہ فضل و کرم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیض اس کمال کو پہنچا ہوا ہے کہ آپؐ کی اُمت میں سے ستر ہزار آدمی ایسا ہو گا جو اپنے نمایاں روحانی مقام اور خدا کے خاص فضل و کرم کی وجہ سے گویا قیامت کے دن حساب و کتاب کی پریشانی سے بالا سمجھا جائے گا۔ دوسرے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایسا قرب حاصل ہے کہ آپؐ کی روحانی توجہ پر خدا تعالیٰ نے فوراً بذریعہ کشف یا القاء آپکو یہ علم دے دیا کہ عکاشہؓ بھی اس ستر ہزار کے پاک گروہ میں شامل ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ عکاشہؓ پہلے اس گروہ میں شامل نہ ہو مگر آپؐ کی دعا کے نتیجہ میں خدا نے اسے یہ شرف عطا کر دیا ہو۔ تیسرے اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا اس درجہ ادب ملحوظ تھا اور آپ اپنی امت میں جہد و عمل کو اس درجہ ترقی دینا چاہتے تھے کہ جب عکاشہؓ کے بعد ایک دوسرے شخص نے آپؐ سے اسی قسم کی دعا کی درخواست کی تو آپؐ نے اس اخص روحانی مقام کے پیشِ نظر جو اس پاک گروہ کو حاصل ہے مزید انفرادی دعا سے انکار کر دیا تا کہ مسلمانوں کو تقویٰ اور ایمان اور عملِ صالح میں ترقی کرنے کی طرف توجہ رہے۔ چوتھے اس سے آپؐ کے اعلیٰ اخلاق پر بھی غیر معمولی روشنی پڑتی ہے۔ کیونکہ آپؐ نے انکار ایسے رنگ میں نہیں کیا۔ جس سے سوال کرنے والے انصاری کی دل شکنی ہو بلکہ ایک نہایت لطیف رنگ میں بات کو ٹال گئے۔'' (سیرت خاتم النبیین ﷺ جلد اول صفحہ ۷۵۳، ۷۵۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اگر امت کے لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں گے، بیہودہ گوئی، لغو، فضول کاموں میں ملوث نہیں ہوں گے، حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں گے، اپنے رب پر ایمان لانے والے ہوں گے، اس پر توکل کرنے والے ہوں گے، اور اسی کی طرف جھکنے والے ہوں گے تو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

تو یہاں جو تعداد کا ذکر ہے یہ کثرت کے لئے ہے اور ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی ہے کہ میری اُمت میں ایسے لوگ کثرت سے ہوں گے انشاء اللہ، جو اللہ پر توکل رکھنے والے ہوں گے اور قیامت تک پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ یہ نہیں کہ جہاں ستّر ہزار کی تعداد مکمل ہوئی وہاں فرشتوں نے جنت کے گیٹ (Gate) بند کر دئے کہ اب وہ آخری آدمی جو نیکیوں اور توکل کرنے والا تھا وہ تو جنت میں داخل ہو گیا اب ختم۔ اب چاہے تم توکل کرو، نیکیاں کرو یا نہ کرو جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ نہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کبھی بند نہیں ہوتے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵/ اگست ۲۰۰۳ جلد ۱ صفحہ ۲۴۲، ۲۴۳)

وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ: اور اپنے ربّ پر بھروسہ رکھتے تھے۔ زیرِ باب روایت ۶۵۴۱ میں بغیر حساب جنت میں داخل ہونے والوں کی ایک خوبی یہ بیان کی کہ وہ اپنے ربّ پر توکل کرنے والے ہوں گے۔ توکل کیا ہے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنے ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا تعالیٰ پر چھوڑے اس کا نام توکل ہے اگر وہ تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکل کرتا ہے تو اس کا توکل پھوکا (جس کے اندر کچھ نہ ہو) ہو گا۔ اور اگر نری تدبیر کر کے اس پر بھروسہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ پر توکل نہیں ہے تو وہ تدبیر بھی پھوکی (جس کے اندر کچھ نہ ہو) ہو گی

"ایک شخص اونٹ پر سوار تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دیکھا۔ تعظیم کے لئے نیچے اترا اور ارادہ کیا کہ توکل کرے اور تدبیر نہ کرے۔ چنانچہ اس نے

اونٹ کا گھٹنا نہ باندھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر آیا تو دیکھا کہ اونٹ نہیں ہے۔ واپس آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مَیں نے توکل کیا تھا لیکن میرا اونٹ جاتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تُو نے غلطی کی۔ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھتا اور پھر توکل کرتا تو ٹھیک ہوتا۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۵۶۶)

روایت نمبر ۶۵۴۲ میں لفظ نمرہ آیا ہے۔ نمرۃ ھِیَ کِسَاءٌ فِیہِ خطوط بیض وسود کَأَنَّهَا أخذت من جلد النمر. (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۱۱۷) نمرہ اس چادر کو کہتے ہیں جس میں سفید اور کالی دھاریاں ہوں، گویا کہ یہ چادر چیتے کی کھال سے بنائی گئی ہے کیونکہ نمر کا مطلب چیتا ہے۔

بَاب ۵۱: صِفَةُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

دوزخ اور جنت کی کیفیت

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ. عَدْنٌ خُلْدٌ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَقَمْتُ وَمِنْهُ الْمَعْدِنُ. فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ (القمر:٥٦) فِي مَنْبِتِ صِدْقٍ.

اور حضرت ابو سعیدؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلا کھانا جو جنتی کھائیں گے وہ مچھلی کے کلیجے کا بڑھا ہوا حصہ ہوگا۔ عَدْنٌ کے معنی ہیں ہمیشہ رہنا۔ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ کے معنی ہیں فلاں سرزمین میں قیام کیا اور اسی لفظ سے مَعْدِن مشتق ہے۔ کہتے ہیں فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ یعنی سچائی کے پیدا ہونے کی جگہ۔

٦٥٤٦: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ.

٦٥٤٦: عثمان بن ہیثم نے ہم سے بیان کیا کہ عوف نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابو رجاء سے ابو رجاء نے حضرت عمران (بن حصینؓ) سے، حضرت عمرانؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے جنت میں جھانکا تو اکثر اس میں رہنے والے اُنہی لوگوں کو دیکھا جو غریب ہیں۔ اور میں نے آگ میں جھانکا تو میں نے اکثر وہاں کے رہنے والی عورتیں ہی دیکھیں۔

أطرافه: ٣٢٤١، ٥١٩٨، ٦٤٤٩۔

٦٥٤٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينَ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ.

۶۵۴۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل (بن ابراہیم) نے ہمیں بتایا سلیمان تیمی نے ہمیں خبر دی۔ سلیمان نے ابو عثمان سے، ابو عثمان نے حضرت اُسامہؓ سے، حضرت اُسامہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو جو اُن میں داخل ہوئے اُن میں سے اکثر مسکین ہی تھے اور بڑے بڑے نصیبے والے ایک طرف روکے ہوئے تھے۔ البتہ جو آگ کے مستحق تھے اُن کو آگ کی طرف لیجانے کے لئے حکم دیا گیا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ جو اُس میں داخل ہوئے ہیں اُن میں اکثر عورتیں ہیں۔

طرفہ: ٥١٩٦۔

٦٥٤٨: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ جِيءَ بِالْمَوْتِ حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ يَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ

۶۵۴۸: معاذ بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ عمر بن محمد بن زید نے ہمیں بتایا، عمر نے اپنے باپ سے روایت کی کہ وہ انہیں بتاتے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا اور جنت اور دوزخ کے درمیان لا کر پھر اس کو ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک منادی پکارے گا۔ اے جنت کے رہنے والو! اب کوئی موت نہیں۔ اے آگ کے رہنے والو! اب کوئی

فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ.

موت نہیں۔ یہ سن کر جنتی جو پہلے خوش تھے وہ اور خوش ہوں گے اور دوزخی جو پہلے غمگین تھے وہ اور بھی غمگین ہوں گے۔

طرفہ: ٦٥٤٤۔

٦٥٤٩: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ أَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالُوا يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا.

٦٥٤٩: معاذ بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ مالک بن انس نے ہمیں بتایا، مالک نے زید بن اسلم سے، زید نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا۔ اے جنتیو! وہ کہیں گے۔ حاضر ہیں ہم اے ہمارے ربّ اور جو ارشاد ہو بجالانے کے لئے تیار ہیں۔ تو وہ فرمائے گا: کیا تم خوش ہو گئے؟ وہ کہیں گے۔ ہمیں کیا ہے کہ ہم خوش نہ ہوں جبکہ تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی تو نے نہ دیا۔ وہ فرمائے گا: میں تم کو اِن تمام نعمتوں سے بڑھ کر دوں گا۔ وہ کہیں گے: اے ربّ اِن نعمتوں سے بڑھ کر اور کونسی چیز ہے؟ وہ فرمائے گا: میں اپنی رضامندی تم پر اُتارتا ہوں۔ اب اس کے بعد کبھی بھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔

طرفہ: ٧٥١٨۔

٦٥٥٠: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا

٦٥٥٠: عبداللہ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ معاویہ بن عمرو نے ہمیں بتایا۔ ابواسحاق نے ہم

أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ - وَهُوَ غُلَامٌ فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي فَإِنْ يَكُ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ وَيْحَكِ - أَوَهَبِلْتِ - أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ لَفِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ.

سے بیان کیا۔ ابو اسحاق نے حمید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انسؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: جنگ بدر کے دن حضرت حارثہؓ شہید ہوئے اور ابھی وہ لڑکے ہی تھے تو اُن کی ماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: یا رسول اللہ! آپؐ جانتے ہی ہیں جو حارثہؓ سے مجھے محبت تھی تو اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اس کی شہادت کو اللہ کی رضا مندی کے لئے سمجھوں اور اگر کوئی اور بات ہے تو آپؐ دیکھیں گے میں کیا کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: وَيْحَكِ یا هَبِلْتِ (اللہ تمہارا بھلا کرے) کیا جنت ایک ہی ہے۔ جنتیں تو بہت ہیں اور وہ تو جنت الفردوس میں ہے۔

أطرافه: ٢٨٠٩، ٣٩٨٢، ٦٥٦٧۔

٦٥٥١: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ.

۶۵۵۱: معاذ بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ فضیل (بن غزوان) نے ہمیں خبر دی۔ فضیل نے ابو حازم سے، ابو حازم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: کافر کے دونوں کاندھوں کے درمیان کا فاصلہ ایک تیز سوار کے تین دن کا سفر ہو گا

٦٥٥٢: قَالَ وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ

۶۵۵۲: (امام بخاریؒ نے) کہا: اور اسحاق بن ابراہیم نے کہا: ہمیں مغیرہ بن سلمہ نے بتایا کہ ہم سے وہیب (بن خالد) نے بیان کیا۔ اُنہوں نے

سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا.

ابوحازم سے، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعدؓ سے، حضرت سہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سایہ میں سو برس تک بھی چلتا رہے وہ اس کو طے نہیں کرے گا۔

٦٥٥٣: قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ أَوِ الْمُضَمَّرَ السَّرِيعَ مِائَةَ عَامٍ وَمَا يَقْطَعُهَا.

۶۵۵۳: ابوحازم نے (اسی سند سے) کہا: میں نے نعمان بن ابی عیاش سے یہ بیان کیا تو اُنہوں نے کہا: مجھے حضرت ابوسعیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ آپؐ نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ گھوڑ دوڑ کے لئے تیار کئے ہوئے اعلیٰ قسم کے نہایت ہی تیز گھوڑے کا سوار سو سال تک بھی چلتا رہے تو اس کو طے نہیں کرے گا۔

٦٥٥٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْرِي أَبُو حَازِمٍ أَيُّهُمَا قَالَ مُتَمَاسِكُونَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ

۶۵۵۴: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز (بن ابی حازم) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابوحازم سے، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں سے ستر ہزار یا فرمایا: سات لاکھ جنت میں داخل ہوں گے۔ ابوحازم نہیں جانتے کہ حضرت سہلؓ نے کونسا لفظ کہا۔ وہ سنبھل کر ایک دوسرے کو پکڑتے ہوئے داخل ہوں گے۔ ان میں سے اگلا شخص اس وقت تک داخل نہیں ہو گا جب تک کہ ان میں سے

لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

سب سے پچھلا داخل نہ ہو جائے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

أطرافه: ٣٢٤٧، ٦٥٤٣۔

٦٥٥٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَاءِ.

۶۵۵۵: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز (بن ابی حازم) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت سہلؓ سے، حضرت سہلؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جنت والے جنت میں اپنے بالاخانوں کو اس طرح دیکھیں گے۔ جیسے تم آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہو۔

٦٥٥٦: قَالَ أَبِي فَحَدَّثْتُ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ يُحَدِّثُ وَيَزِيدُ فِيهِ كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الْغَارِبَ فِي الْأُفُقِ الشَّرْقِيِّ وَالْغَرْبِيِّ.

۶۵۵۶: میرے باپ نے کہا: میں نے نعمان بن ابی عیاش سے یہ بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوسعیدؓ کو بھی اِسی طرح بیان کرتے ہوئے سنا اور وہ اس میں اتنا بڑھاتے تھے جیسا کہ تم آسمان کے شرقی اور غربی کنارے میں ڈوبتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو۔

طرفه: ٣٢٥٦۔

٦٥٥٧: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۶۵۵۷: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے ابوعمران (جونی) سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے

لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِي.

گا دوزخیوں میں سے جس کو قیامت کے روز بہت ہلکی سزا ہو گی (اس سے پوچھا جائے گا) جو کچھ بھی زمین میں ہے اگر تمہارے لئے ہو تو کیا تم اس کو دے کر اپنے آپ کو چھڑواؤ گے؟ وہ کہے گا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تجھ سے اس سے بھی آسان بات چاہی تھی جبکہ تو آدم کی پشت میں تھا اور وہ یہ کہ کسی چیز کو بھی میرا شریک نہ ٹھہراؤ مگر تم نے نہ مانا میرے شریک ہی ٹھہرائے۔

أطرافه: ٣٣٣٤، ٦٥٣٨۔

٦٥٥٨: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الثَّعَارِيرُ قُلْتُ وَمَا الثَّعَارِيرُ قَالَ الضَّغَابِيسُ وَكَانَ قَدْ سَقَطَ فَمُهُ فَقُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ بِالشَّفَاعَةِ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ.

۶۵۵۸: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفاعت سے جو آگ سے نکلیں گے وہ ایسے ہوں گے جیسے ثعاریر۔ (حماد کہتے تھے) میں نے پوچھا: یہ ثعاریر کیا چیز ہے؟ اُنہوں نے کہا: چھوٹی ککڑیاں۔ اور اُن کے دانت گر گئے تھے۔ میں نے عمرو بن دینار ابو محمد سے پوچھا: کیا آپ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: شفاعت پر آگ سے نکلیں گے؟ اُنہوں نے کہا ہاں۔

٦٥٥٩: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ

۶۵۵۹: ہدبہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا کہ قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت

بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِنْهَا سَفْعٌ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فَيُسَمِّيهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّينَ.

انس بن مالکؓ نے ہم سے بیان کیا، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: آگ سے کچھ لوگ جبکہ وہ اس سے جل کر کالے پیلے ہو جائیں گے نکلیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے تو جنتی اُن کے نام جہنمی رکھیں گے۔

طرفه: ۷۴۵۰۔

٦٥٦٠: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُولُ اللهُ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيَخْرُجُونَ قَدِ امْتُحِشُوا وَعَادُوا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرِ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ أَوْ قَالَ حَمِيَّةِ السَّيْلِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّهَا تَنْبُتُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً.

۶۵۶۰: موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہمیں بتایا۔ عمرو بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا، عمرو نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں اور دوزخی آگ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ فرمائے گا۔ جو شخص ایسا ہو کہ اس کے دل میں ایک رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اس کو نکال لو اور وہ نکلیں گے جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے اور اُنہیں آب حیات میں ڈالا جائے گا پھر وہ اُسی طرح نشوونما پائیں گے جیسے دانہ سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں اُگتا ہے یا کہا سیلاب کے کچرے میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ زرد لپٹا ہوا اُگتا ہے؟

أطرافه: ۲۲، ۴۵۸۱، ۴۹۱۹، ٦٥٧٤، ۷۴۳۸، ۷۴۳۹۔

٦٥٦١: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ

۶۵۶۱: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا، شعبہ نے کہا: میں نے ابو اسحاق (سبیعی) سے سنا۔ اُنہوں

النُّعْمَانَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِي مِنْهَا دِمَاغُهُ.

نے کہا: میں نے حضرت نعمان (بن بشیرؓ) سے سنا۔ (حضرت نعمانؓ نے کہا) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: دوزخیوں میں سے جسے قیامت کے دن سب سے ہلکا عذاب ہو گا وہ وہ شخص ہو گا جس کے تلوں میں انگارہ رکھا جائے گا جس سے اس کا دماغ اُبلے گا۔

طرفہ: ٦٥٦٢۔

٦٥٦٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ عَلَى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ بِالْقُمْقُمِ.

۶۵۶۲: عبداللہ بن رجاء نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: دوزخیوں میں سے جسے قیامت کے دن سب سے ہلکا عذاب ہو گا وہ وہ شخص ہو گا جس کے تلووں پر دو انگارے رکھے جائیں گے جن سے اس کا دماغ اُبلے گا جیسے ہنڈیا اُبلتی ہے۔

طرفہ: ٦٥٦١۔

٦٥٦٣: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ

۶۵۶۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عمرو (بن مُرّہ) سے، عمرو نے خیثمہ (بن عبدالرحمٰن جعفی) سے، خیثمہ نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ کا ذکر کیا اور اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی۔ پھر آپؐ

اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

نے آگ کا ذکر کیا اور اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا اور اُس سے پناہ مانگی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: آگ سے بچو گو کھجور کے ایک ٹکڑے سے ہی، اور جو یہ بھی نہ پائے تو اچھی بات ہی سے۔

أطرافه: ١٤١٣، ١٤١٧، ٣٥٩٥، ٦٠٢٣، ٦٥٣٩، ٦٥٤٠، ٧٤٤٣، ٧٥١٢۔

٦٥٦٤: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ.

۶۵۶۴: ابراہیم بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی حازم اور دراوردی نے ہمیں بتایا۔ ان دونوں نے یزید سے، اُنہوں نے عبداللہ بن خباب سے، عبداللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور آپؐ کے پاس آپؐ کے چچا ابوطالب کا ذکر کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: قیامت کے دن شاید اُن کو میری سفارش فائدہ دے اور اُنہیں دوزخ کے ایک پایاب[1] مقام میں رکھا جائے جہاں آگ اُن کے ٹخنوں تک ہی پہنچے جس سے اُن کے دماغ کا بھیجا اُبلتا رہے۔

طرفه: ٣٨٨٥۔

٦٥٦٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا

۶۵۶۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ لوگوں کو اکٹھا کرے گا اور وہ مشورہ کریں گے اگر ہم اپنے ربّ کے حضور کسی کی سفارش کرائیں

[1] کم گہرا

فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ الَّذِي خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ وَيَقُولُ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللهُ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ. ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ الَّذِي اتَّخَذَهُ اللهُ خَلِيلًا فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ. ائْتُوا مُوسَى الَّذِي كَلَّمَهُ اللهُ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ. ائْتُوا عِيسَى فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ. ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ يُقَالُ لِي ارْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا ثُمَّ أُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ

کہ وہ ہمیں اپنی اس حالت سے چھٹکارا دے تو وہ آدمؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: آپؑ وہ ہیں جن کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپؑ میں اپنی روح پھونکی اور ملائکہ کو حکم دیا تو اُنہوں نے آپؑ کو سجدہ کیا اس لئے آپ ہمارے لئے ربّ کے حضور سفارش کریں۔ وہ کہیں گے: میں اس مقام پر نہیں ہوں اور وہ اپنی خطا یاد کریں گے اور کہیں گے نوحؑ کے پاس جاؤ جو پہلے رسول ہیں جن کو اللہ نے بھیجا اور وہ اُن کے پاس آئیں گے (اور سفارش کے لئے کہیں گے:) تو وہ جواب دیں گے۔ میں اس مقام پر نہیں ہوں اور وہ اپنی خطاء یاد کریں گے۔ کہیں گے ابراہیمؑ کے پاس جاؤ جن کو اللہ نے اپنا خلیل بنایا۔ یہ سن کر وہ اُن کے پاس آئیں گے اور وہ جواب دیں گے۔ میں اس مقام پر نہیں اور اپنی خطا یاد کریں گے۔ (کہیں گے) موسیٰؑ کے پاس جاؤ جن سے اللہ نے کلام کیا اور وہ اُن کے پاس آئیں گے۔ تو وہ کہیں گے: میں اس مقام پر نہیں اور وہ اپنی خطا یاد کریں گے۔ کہیں گے: عیسیٰؑ کے پاس جاؤ اور وہ اُن کے پاس آئیں گے اور وہ کہیں گے: میں اس مقام پر نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ کیونکہ اُن کے پہلے پچھلے قصور بخش دیئے گئے ہیں۔ پھر وہ میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے ربّ کے پاس جانے کی اجازت مانگوں گا۔ جب میں دیکھوں گا تو سجدے

الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ فَأَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ حَتَّى مَا يبقي فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَكَانَ قَتَادَةُ يَقُولُ عِنْدَ هَذَا أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ.

میں گر جاؤں گا اور جب تک اللہ چاہے گا مجھے سجدے میں پڑا رہنے دے گا پھر کہا جائے گا: اپنا سر اُٹھا، مانگ تجھے دیا جائے گا اور کہو تمہاری سنی جائے گی، سفارش کرو تمہاری سفارش قبول ہو گی۔ تب میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور اپنے ربّ کی وہ ستائش کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا اور وہ میرے لئے ایک حد مقرر کرے گا اور اس کے بعد میں اُن کو آگ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں دوبارہ جاؤں گا۔ اسی طرح سجدے میں گر جاؤں گا۔ اسی طرح تیسری بار یا چوتھی بار سفارش کروں گا یہاں تک کہ سفارش کر کے اُن کو آگ سے نجات دلاؤں گا۔ یہاں تک کہ آگ میں صرف وہی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے وہاں روکے رکھا اور قتادہ یہ بیان کر کے کہا کرتے تھے یعنی جس کے لئے ہمیشہ رہنا ضروری ہے۔

أطرافه: ٤٤، ٤٤٧٦، ٧٤١٠، ٧٤٤٠، ٧٥٠٩، ٧٥١٠، ٧٥١٦۔

٦٥٦٦: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۵۶۶: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حسن بن ذکوان سے، ابو رجاء نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے کچھ لوگ

فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ.

آگ سے نکلیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔ اُنہیں جہنمی کے نام سے یاد کیا جائے گا۔

٦٥٦٧: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ حَارِثَةَ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ هَلَكَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَلِمْتَ مَوْقِعَ حَارِثَةَ مِنْ قَلْبِي فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ لَمْ أَبْكِ عَلَيْهِ وَإِلَّا سَوْفَ تَرَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ لَهَا هَبِلْتِ أَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ فِي الْفِرْدَوْسِ الْأَعْلَى.

أطرافه: ٢٨٠٩، ٣٩٨٢، ٦٥٥٠۔

۶۵۶۷: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حمید سے، حمید نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ حارثہؓ بدر کے دن شہید ہو گئے تھے اُنہیں ایک ناگہانی تیر لگا تھا۔ حضرت اُم حارثہؓ رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور وہ کہنے لگیں: یارسول اللہ! آپؐ خوب جانتے ہیں جو حارثہؓ کی محبت میرے دل میں تھی اگر تو وہ جنت میں ہے تو میں اُس پر نہیں روؤں گی ورنہ آپؐ عنقریب دیکھ لیں گے کہ میں کیا کچھ کروں گی۔ آپؐ نے فرمایا: بھولی بھالی! کیا جنت ایک ہی ہے؟ جنتیں تو بہت ہیں اور وہ تو فردوس بریں میں ہے۔

٦٥٦٨: وَقَالَ غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ – أَوْ مَوْضِعُ قَدَمٍ – مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا – يَعْنِي الْخِمَارَ – خَيْرٌ

۶۵۶۸: اور فرمایا: اللہ کی راہ میں تھوڑا سا صبح کو نکلنا یا تھوڑا سا شام کو نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں تم میں سے ایک کی کمان برابر یا پاؤں رکھنے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اگر جنتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین پر جھانک پائے تو وہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب کو روشن کر دے اور اس ساری فضا کو جو زمین و آسمان کے درمیان ہے خوشبو سے بھر دے اور اس کا دوپٹہ

مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

یعنی اوڑھنی دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

أطرافه: ۲۷۹۲، ۲۷۹۶۔

٦٥٦٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ أَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةً.

۶۵۶۹: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ ابوزناد نے سے ہم سے بیان کیا، ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی، اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنّت میں جو کوئی بھی داخل ہو گا تو ضرور اُسے اس کا ٹھکانا جو آگ میں ہوتا اگر وہ برے کام کرتا دکھایا جائے گا تاکہ وہ زیادہ شکر گزار ہو اور جو کوئی بھی آگ میں داخل ہو گا تو ضرور اسے اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے جو جنت میں ہوتا اگر وہ اچھے کام کرتا تاکہ یہ اسے حسرت رہے۔

٦٥٧٠: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلَ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ

۶۵۷۰: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عمرو (بن ابی عمرو) سے، عمرو نے سعید بن ابی سعید مقبری سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے پوچھا: یارسول اللہ! لوگوں میں سے کون زیادہ خوش قسمت ہو گا جو آپؐ کی سفارش (سے قیامت کے دن نجات) پائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ابوہریرہؓ! میں خوب سمجھتا تھا کہ اس بات کے متعلق تم سے پہلے کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ تم ایسی باتوں کا بہت شوق رکھتے ہو۔ قیامت کے دن میری سفارش کے ذریعہ لوگوں میں سے وہ شخص

قِبَلِ نَفْسِهِ.

طرفه: ۹۹۔

زیادہ خوش قسمت ہو گا جس نے خالصًا اپنے دل سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کیا۔

۶۵۷۱: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُولُ اللهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ تَسْخَرُ مِنِّي أَوْ تَضْحَكُ مِنِّي وَأَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَكَانَ يُقَالُ ذَلِكَ

۶۵۷۱: عثمان بن ابی شیبہ نے ہمیں بتایا کہ جریر نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے منصور سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے عبیدہ (سلمانی) سے، عبیدہ نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں خوب جانتا ہوں جو دوزخیوں میں سے سب سے آخر آگ سے نکلے گا اور جنتیوں میں سب سے آخر جو داخل ہو گا ایک شخص آگ سے گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جنّت میں داخل ہو جاؤ اور وہ وہاں آئے گا اسے دکھائی دے گا کہ وہ بھری ہوئی ہو گی۔ یہ دیکھ کر وہ لوٹ جائے گا اور کہے گا: میرے ربّ! میں نے اس کو بھرا ہوا پایا ہے۔ اور وہ فرمائے گا: جاؤ جنّت میں داخل ہو جاؤ۔ پھر وہ آئے گا اور اسے دکھائی دے گا کہ وہ بھری ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر وہ لوٹ جائے گا اور کہے گا: میرے ربّ! میں نے اس کو بھرا ہوا پایا ہے۔ وہ کہے گا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو۔ تمہارے لئے اتنا ہے جتنی دنیا اور اس سے دس گنا یا کہا کہ تمہارے لئے اتنا ہے جتنی دس دنیا اور وہ کہے گا: کیا تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے یا کہے گا تو مجھ سے ہنسی

أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً.

کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اتنا ہنسے کہ آپؐ کے دانت ظاہر ہو گئے اور لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ جنتیوں کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ ہے۔

طرفُه: ۷۵۱۱۔

٦٥٧٢: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ.

۶۵۷۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبد الملک بن عمیر سے، اُنہوں نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، عبداللہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا آپؐ نے ابو طالب کو کچھ فائدہ پہنچایا۔

أطرافُه: ۳۸۸۳، ۶۲۰۸۔

تشریح: صِفَةُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ: دوزخ اور جنت کی کیفیت۔ زیرِ باب ۲۷ روایات میں جنت کی نعماء کا ذکر ہے اور یہ کہ جنت دائمی ہے جبکہ جہنم عارضی ہے۔ قرآنِ کریم میں اس مضمون پر متعدد آیات ہیں۔ جہاں تک جنت کی نعماء کا ذکر ہے۔ اگرچہ قرآنِ کریم میں یہ ذکر ہے کہ جنتیوں کو جب نعمتیں دی جائیں گی وہ کہیں گے: هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ (البقرۃ:۲۶) وہ کہیں گے یہ تو وہی (رزق) ہے جو ہمیں پہلے سے دیا گیا تھا۔ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا (البقرۃ:۲۶) کہ وہ چیزیں جو مؤمن کو جنت میں ملیں گی دنیا کی چیزوں سے مشابہہ ہوں گی گویا ایک طرف ان کو آپس میں متشابہہ قرار دیا ہے اور دوسری طرف ان کو بالکل مختلف قرار دیا۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اس سے مادی نعماء مراد نہیں بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو روحانی نعمتیں انہیں ملی تھیں وہی متشکل ہو کر انہیں اگلے جہان میں ملیں گی گویا دنیا میں جو عبادتیں کسی نے کی ہوں گی وہی متشکل ہو کر اگلے جہان میں ان کے سامنے آجائیں گی۔ اس مضمون کے ذکر میں قرآنِ کریم میں فرمایا: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ○ (الرحمٰن:۴۷) اور جو شخص اپنے ربّ کی شان سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنتیں مقرر ہیں (دنیوی بھی اور اخروی بھی)۔ پس وہ جنت وہی ہے جو دنیا میں تیار ہوتی ہے اور وہ مؤمن ایک نہیں بلکہ دو جنتوں کا وارث بنتا ہے مگر جس نے دنیا میں وہ جنت حاصل نہ کی اسے بالآخر ایک جنت تو ملے گی کیونکہ جہنم سے تو بالآخر ہر ایک نے نکل جانا ہے۔ احادیث میں یہ ذکر ہے کہ جنتیوں کے آپس کے درجات میں اس قدر فاصلہ ہو گا جیسے ستاروں میں فاصلہ ہے اور وہ ان بالا خانوں میں ہوں گے جو ایک عام درجے کے جنتی سے بہت بلند اور اعلیٰ ہونگے۔ جس طرح جنتیں دو ہیں جہنم بھی دو ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیں دو ہیں۔ ایک اس دنیا کی، ایک اگلے جہان کی۔ یہ جو فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص دوزخ میں جائے گا اس سے یہ مراد نہیں کہ مومن بھی دوزخ میں جائیں گے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ مومن دوزخ کا حصہ اسی دنیا میں پالیتے ہیں۔ یعنی کفار انہیں قسم قسم کی تکالیف دیتے ہیں۔ ورنہ مؤمن قرآن مجید کی رو سے اگلے جہان میں دوزخ میں کبھی نہیں جائیں گے۔ کیونکہ قرآن مجید مومنوں کے متعلق فرماتا ہے کہ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا یعنی مومن دوزخ سے اتنے دور رہیں گے کہ وہ اس کی آواز بھی نہیں سن سکیں گے۔ پس مومنوں کے دوزخ میں جانے سے مراد ان کا دنیا میں تکلیف اٹھانا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخار کو بھی ایک قسم کا دوزخ قرار دیا ہے۔ فرمایا اَلْحُمّٰی حَظُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِنَ النَّارِ یعنی بخار دوزخ کی آگ کا مؤمن کے لیے ایک حصہ ہے۔" (تفسیرِ صغیر سورۃ مریم، حاشیہ آیت ۷۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ سے یہ دھوکا نہیں کھانا چاہیے کہ دوزخی آگ سے نکالے نہیں جائیں گے کیونکہ اس جگہ خدا تعالیٰ کے سلوک کا ذکر نہیں بلکہ ان کی اپنی کیفیت کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ خود اپنی ذاتی جدوجہد اور کوشش سے اس میں سے نکل نہیں سکیں گے اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے اگر ہم کہیں کہ بیمار ایک قدم بھی نہیں چل سکتا اور پھر اسے دوسرے دن ہسپتال لے جایا جائے تو کوئی شخص یہ نہیں کہے گا کہ کل تو تم نے یہ کہا تھا کہ بیمار ایک قدم بھی نہیں چل سکتا اور آج تم اسے ہسپتال داخل کر آئے ہو۔ کیونکہ ہمارا یہ مطلب نہیں تھا کہ غیر بھی اُسے وہاں نہیں لے جاسکتے اسی طرح اس آیت میں جس چیز کی نفی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ خود دوزخ سے نہیں نکل سکیں گے۔... چنانچہ اس کی وضاحت قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہو جاتی ہے کہ کُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَ قِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ (السجدۃ :۲۱) یعنی جب کبھی وہ دوزخ سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو پھر اُسی کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا کہ اب دوزخ کا وہ عذاب چکھو

جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ پس اس جگہ جس چیز کی نفی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ خود اس عذاب سے نکل نہیں سکیں گے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ خدا تعالیٰ بھی انہیں دوزخ سے نہیں نکالے گا اور انہیں دائمی عذاب میں مبتلا رکھے گا۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ، جلد ۲ صفحہ ۳۳۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جنت کے نعماء پر بھی ایسا ہی ایمان ہے۔ وہاں یہ تو نہ ہو گا کہ بہت سی گائیں بھینسیں ہوں گی اور دُودھ دوہ کر حوض میں ڈالا جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ وہ اشیاء ہیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں اور نہ زبان نے چکھیں، نہ دل میں اُن کے فہم کا مادہ ہے۔ حالانکہ اُن کو دُودھ اور شہد وغیرہ ہی لکھا ہے جو کہ آنکھوں سے نظر آتا ہے اور ہم اُسے پیتے ہیں۔ اسی طرح کئی باتیں ہیں جو کہ ہم خود دیکھتے ہیں مگر نہ تو الفاظ ملتے ہیں کہ اُن کو بیان کر سکیں نہ اُس کے بیان کرنے پر قادر ہیں۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ اگر اُن کو مادی دُنیا پر قیاس کریں تو صدہا اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل:۷۳) سے ظاہر ہے کہ دیدار کا وعدہ یہاں بھی ہے مگر ہم اُسے جسمانیات پر حمل نہیں کر سکتے۔"

(ملفوظات، جلد ۳ صفحہ ۷۲)

بَاب ۵۲: الصِّرَاطُ جَسْرُ جَهَنَّمَ

صراط جہنم کا پل ہے

۶۵۷۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. و حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

۶۵۷۳: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا اُنہوں نے زہری سے روایت کی کہ سعید اور عطاء بن یزید نے مجھے خبر دی، کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے ان دونوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ نیز محمود (بن غیلان) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد الرزاق (بن ہمام) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی، معمر نے زہری

قَالَ أُنَاسٌ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُونَهُ سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقَى هَذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا فَيَأْتِيهِمْ اللهُ فِي غَيْرِ الصُّورَةِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا أَتَانَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمْ اللهُ فِي الصُّورَةِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتْبَعُونَهُ وَيُضْرَبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ وَدُعَاءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَبِهِ كَلَالِيبُ

سے، زہری نے عطاء بن یزید لیثی سے، عطاء نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے ربّ کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تمہیں سورج کے دیکھنے میں تکلیف ہوتی ہے کہ جس کے سامنے کوئی بادل نہ ہو؟ اُنہوں نے کہا: یارسول اللہ! نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا چودھویں رات کو چاند کے دیکھنے میں تمہیں کچھ تکلیف ہوتی ہے جس کے سامنے کچھ بادل نہ ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: تم قیامت کے دن اس کو اسی طرح دیکھو گے۔ اللہ (آگ میں) لوگوں کو اکٹھا کرتا جائے گا اور فرمائے گا جو جس چیز کو پوجتا تھا اب اس کے پیچھے ہولے۔ یہ سن کر جو سورج کی پوجا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے ہولے گا اور جو چاند کو پوجتا تھا وہ چاند کے پیچھے ہولے گا اور جو طاغوت کی پوجا کرتا تھا وہ طاغوت کے پیچھے ہو جائے گا اور یہ اُمت باقی رہ جائے گی جن میں منافق بھی ہوں گے۔ تو اللہ ان کے پاس جس صورت میں وہ اس کو پہچانتے تھے اس کے سوا کسی اور صورت میں آئے گا اور فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے: ہم تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہم یہیں رہیں گے جب تک کہ ہمارا ربّ نہ آجائے۔ جب ہمارا ربّ آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے۔ پھر اللہ اُن کے پاس اس

مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللهُ فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ مِنْهُمْ الْمُوبَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمْ الْمُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُو حَتَّى إِذَا فَرَغَ اللهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوهُمْ فَيَعْرِفُونَهُمْ بِعَلَامَةِ آثَارِ السُّجُودِ وَحَرَّمَ اللهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ مِنِ ابْنِ آدَمَ أَثَرَ السُّجُودِ فَيُخْرِجُونَهُمْ قَدِ امْتُحِشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءٌ يُقَالُ لَهُ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ وَيَبْقَى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ قَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَاصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللهَ فَيَقُولُ لَعَلَّكَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ أَنْ تَسْأَلَنِي

صورت میں آئے گا جس کو وہ پہچانتے ہوں گے اور وہ کہے گا: میں تمہارا ربّ ہوں وہ کہیں گے تُو ہی ہمارا ربّ ہے اور وہ اس کے ساتھ ہو لیں گے اور جہنم کا پل رکھ دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو میں پہلا ہوں گا جو پار کرے گا۔ اس دن رسولوں کی بھی یہی پکار ہو گی۔ یا اللہ بچانا، یا اللہ بچانا اور اس پل پر ایسے آنکڑے ہوں گے جیسے اونٹ کٹارہ کے کانٹے ہوتے ہیں۔ کیا تم نے اونٹ کٹارہ کے کانٹے نہیں دیکھے؟ اُنہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ ضرور دیکھے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تو وہ اونٹ کٹارہ کے کانٹوں کی طرح ہوں گے مگر اتنی بات ہے کہ وہ اس قدر بڑے ہوں گے کہ اللہ ہی جانتا ہے اور وہ آنکڑے لوگوں کو ان کے اعمال کے لحاظ سے اُچکتے جائیں گے۔ اُن میں سے ایسا بھی ہو گا جو اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک ہو رہا ہو گا اور اُن میں سے وہ بھی ہو گا جو چھل چھلا کر گرتے گرتے بچ جائے گا۔ جب اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا اور جس کو آگ سے نکالنے کا ارادہ کرے گا یعنی ان لوگوں میں سے جو یہ گواہی دیتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ ملائکہ کو حکم دے گا کہ ان کو نکالیں اور وہ ان کو سجدوں کے نشانوں سے پہچان لیں گے اور اللہ نے آگ پر یہ حرام کر دیا ہے کہ وہ ابن آدم میں

غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ فَيَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ ثُمَّ يَقُولُ بَعْدَ ذَلِكَ يَا رَبِّ قَرِّبْنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ وَيْلَكَ يَا بْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو فَيَقُولُ لَعَلِّي إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذَلِكَ تَسْأَلُنِي غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ فَيُعْطِي اللهَ مَا شَاءَ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهُ فَيُقَرِّبُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا رَأَى مَا فِيهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ ثُمَّ يَقُولُ أَوَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِي أَشْقَى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو حَتَّى يَضْحَكَ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ أَذِنَ لَهُ بِالدُّخُولِ فِيهَا فَإِذَا دَخَلَ فِيهَا قِيلَ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنَّى ثُمَّ يُقَالُ لَهُ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنَّى حَتَّى تَنْقَطِعَ بِهِ الْأَمَانِيُّ فَيَقُولُ لَهُ هَذَا لَكَ وَمِثْلُهُ

سجدے کے نشان کو جلائے۔ فرشتے اُن کو نکالیں گے، وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے اس لئے ان پر وہ پانی ڈالا جائے گا جسے آب حیات کہتے ہیں اور وہ اس طرح نشوو نما پائیں گے جیسے دانہ سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں نشوو نما پاتا ہے اور ایک شخص باقی رہ جائے گا جو آگ کی طرف اپنا منہ کئے ہوئے ہو گا وہ کہے گا: اے میرے ربّ! اس کی بدبو نے مجھے پریشان کر دیا ہے اور اس کی لپٹ نے مجھے جلا دیا ہے میرے منہ کو آگ سے پھیر دے اور وہ اللہ سے یہی دعا کرتا رہے گا اور وہ فرمائے گا: شاید اگر تمہاری مان لوں تو تم مجھ سے اس کے سوا اور کچھ مانگو۔ وہ کہے گا: نہیں۔ تیری ہی عزت کی قسم میں اس کے سوا تجھ سے کچھ نہیں مانگوں گا اور وہ آگ سے اس کے منہ کو پھیر دے گا۔ پھر وہ اس کے بعد کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دے۔ ربّ کہے گا: کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کے سوا تم مجھ سے کچھ نہیں مانگو گے۔ افسوس تجھ پر ابن آدم، کتنے دغاباز ہو تم اور وہ اللہ سے یہی مانگتا رہے گا۔ اور اللہ فرمائے گا: شاید اگر میں تمہاری یہ مان لوں تو تم اس کے سوا کچھ اور مجھ سے مانگو گے۔ وہ کہے گا: تجھے تیری ہی عزت کی قسم اس کے سوا کچھ اور میں تجھ سے نہیں مانگوں گا اور وہ اللہ سے بڑے بڑے عہد اور اقرار کرے

مَعَهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَذَلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا.

گا کہ وہ اس سے اس کے سوا کچھ اور نہیں مانگے گا اور وہ اس کو جنت کے دروازے کے قریب کر دے گا۔ جو کچھ کہ اس میں ہو گا، جب وہ دیکھے گا تو جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ خاموش رہے وہ خاموش رہے گا۔ پھر اس کے بعد وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ پھر اللہ فرمائے گا: کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم مجھ سے اس کے سوا کچھ اور نہیں مانگو گے۔ افسوس تم پر ابن آدم کتنے ہی دغاباز ہو تم اور وہ کہے گا: اے میرے ربّ اپنی مخلوقات میں سے مجھے سب سے بدنصیب نہ بنا اور وہ بار بار یہی دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ ہنس پڑے گا اور جب وہ اس کی حالت کو دیکھ کر ہنس پڑے گا تو جنت میں جانے کی اس کو اجازت دے دے گا اور جب وہ اس کے اندر جائے گا تو اسے کہا جائے گا یہ یہ آرزو کر اور وہ آرزو کرے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا یہ بھی آرزو کر اور وہ آرزو کرے گا۔ یہاں تک کہ اس کی تمام آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ اس سے کہے گا: یہ سب آرزوئیں تمہارے لئے پوری کی گئی ہیں اور اتنی ہی اور۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا اور یہ وہ شخص ہے جو جنتیوں میں سے سب سے آخر میں داخل ہو گا۔

أطرافه: ٨٠٦ ، ٧٤٣٧۔

٦٥٧٤: قَالَ عَطَاءٌ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ جَالِسٌ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا

۶۵۷۴: عطاء (بن یزید) کہتے تھے (کہ جب حضرت ابوہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کی تو) حضرت

يُغَيِّرُ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ هَذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ حَفِظْتُ مِثْلُهُ مَعَهُ.

ابوسعید خدریؓ حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اُن کے اس بیان میں اُن کے خلاف کوئی اور بات نہیں کہتے تھے یہاں تک کہ جب وہ اپنی اس بات پر پہنچے کہ یہ سب تمہارے لئے پوری کی گئیں اور اُن کے ساتھ اتنی ہی اور بھی۔ تو حضرت ابوسعیدؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے سنا۔ یہ سب تمہارے لئے پوری کی گئیں اور ویسی ہی دس گنا اور حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے تو یہ یاد رکھا ہے اُن کے ساتھ اتنی ہی اور۔

أطرافه: ۲۲، ٤٥٨١، ٤٩١٩، ٦٥٦٠، ٧٤٣٨، ٧٤٣٩۔

بَاب۵۳: فِي الْحَوْضِ

حوض کوثر کے متعلق

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ الْكَوْثَرَ ○ (الكوثر:٢) وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ.

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: ہم نے تجھے کوثر عطا کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن زید (مازنیؓ) نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک صبر کیے رہنا کہ تم مجھ سے حوض پر ملو۔

٦٥٧٥: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

۶۵۷۵: یحییٰ بن حماد نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سلیمان (اعمش) سے، سلیمان نے شقیق سے، شقیق نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے، اُنہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ میں حوض پر تمہارا پیش رَو ہوں گا۔

أطرافه: ٦٥٧٦، ٧٠٤٩۔

٦٥٧٦: وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ

۶۵۷۶: نیز مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَيُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُونِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ. تَابَعَهُ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہمیں محمد بن جعفر نے بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ مغیرہ سے مروی ہے۔ اُنہوں نے کہا: میں نے ابووائل سے سنا۔ اُنہوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے، حضرت عبداللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: میں حوض پر تمہارا پیش رَو ہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ وہاں لائے جائیں گے۔ پھر اُنہیں (میری مرضی کے بغیر) مجھ سے پرے ہٹادیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے ربّ! یہ میرے ساتھی ہیں۔ تو وہ فرمائے گا: تم نہیں جانتے اِنہوں نے تیرے بعد کیا کچھ نئی نئی بدعات کیں۔ اس حدیث کو (اعمش کی طرح) عاصم نے بھی ابووائل سے روایت کیا اور حصین (بن عبدالرحمٰن) نے بھی ابووائل سے نقل کیا۔ ابووائل نے حضرت حذیفہؓ سے، حضرت حذیفہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

أطرافه: ٦٥٧٥، ٧٠٤٩۔

٦٥٧٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَامَكُمْ حَوْضٌ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ.

۶۵۷۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبیداللہ سے روایت کی کہ نافع نے مجھ سے بیان کیا۔ نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: تمہارے آگے ایک حوض ہے اتنا ہی بڑا کہ جتنا جَرْبَاء اور اذْرُح[1] کے درمیان ہے۔

[1] جَرْبَاء اور اذْرُح شام کی دو بستیاں ہیں جن کے درمیان تین دن کا فاصلہ ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۱۳۷)

٦٥٧٨: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ الْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ. قَالَ أَبُو بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيدٍ إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ.

طرفه: ٤٩٦٦۔

۶۵۷۸: عمرو بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا۔ ابوبشر اور عطاء بن سائب نے ہمیں خبر دی۔ اُن دونوں نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: کوثر سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو اللہ نے آپؐ کو عطاء کیا۔ ابوبشر کہتے تھے: میں نے سعید سے کہا کہ کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ ایک دریا ہے جو جنّت میں ہو گا۔ سعید نے کہا: وہ دریا جو جنت میں ہو گا وہ اُسی خیر کثیر میں سے ہے جو اللہ نے آپؐ کو عطا کیا۔

٦٥٧٩: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا.

۶۵۷۹: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ نافع بن عمر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا حوض ایک مہینہ کی مسافت ہے اس کا پانی دودھ سے بھی زیادہ سفید ہے اور اس کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ عمدہ ہے اور اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں۔ جس نے اُن سے پیا وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔

٦٥٨٠: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

۶۵۸۰: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: ابن وہب نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے یونس سے روایت کی۔ ابن شہاب نے کہا:

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ قَدْرَ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ وَإِنَّ فِيهِ مِنَ الْأَبَارِيقِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا حوض اس قدر بڑا ہے کہ جتنا ایلہ[1] اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے جو یمن میں ہے اور اس میں اتنے آبخورے ہیں جتنے آسمان کے ستاروں کی گنتی۔

٦٥٨١: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا طِيبُهُ – أَوْ طِينُهُ – مِسْكٌ أَذْفَرُ شَكَّ هُدْبَةُ.

۶۵۸۱: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ نیز ہدبہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا، حضرت انس بن مالکؓ نے ہمیں بتایا۔ حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں جنّت میں چلا جا رہا تھا اتنے میں میں اپنے آپ کو دریا کے کنارے پر دیکھتا ہوں اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے گنبد تھے۔ میں نے پوچھا: جبریلؑ! یہ کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا: یہی وہ کوثر ہے جو تمہارے ربّ نے تمہیں دیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی مٹی یا کہا اس کی خوشبو تیز مشک کی ہے۔ ہدبہ نے شک کیا کہ مٹی کہا یا خوشبو۔

أطرافه: ٣٥٧٠، ٤٩٦٤، ٥٦١٠، ٧٥١٧۔

[1] ایلہ شام کے راستے پر واقع ایک معروف شہر ہے جو مدینہ اور مصر کے درمیان بحر قلزم کے ساحل پر ہے۔ (فتح الباری، جزء ۲ صفحہ ۴۹۰)

٦٥٨٢: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أُصَيْحَابِي الْحَوْضَ حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ اخْتُلِجُوا دُونِي فَأَقُولُ أُصَيْحَابِي فَيَقُولُ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ.

۶۵۸۲: مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہمیں بتایا۔ عبدالعزیز نے ہم سے بیان کیا۔ عبدالعزیز نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ میرے پاس حوض پر پانی پینے کے لئے آئیں گے اور جب میں اُن کو پہچان لوں گا تو اسی وقت انہیں باوجود میرے نہ چاہنے کے ہٹا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا میرے ساتھی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نہیں جانتا اِنہوں نے تیرے بعد کیا کچھ نئی نئی بدعتیں کیں۔

٦٥٨٣: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ.

۶۵۸۳: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن مطرف نے ہمیں بتایا۔ ابو حازم نے مجھ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض (کوثر) پر تمہارا پیش رَو ہوں گا جو میرے پاس آیا اس نے اس سے پیا اور جس نے اس سے پیا اس کے بعد وہ کبھی بھی پیاسا نہ ہوا۔ کچھ لوگ ایسے ہی میرے پاس پینے کے لئے آئیں گے جنہیں میں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان روک ڈال دی جائے گی۔

طرفہ: ۷۰۵۰۔

٦٥٨٤: قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ هَكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَزِيدُ فِيهَا فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُحْقًا بُعْدًا، يُقَالُ سَحِيقٌ بَعِيدٌ، سَحَقَهُ وَأَسْحَقَهُ أَبْعَدَهُ.

۶۵۸۴: ابو حازم نے کہا: نعمان بن ابی عیاش نے مجھ سے سنا اور پوچھا، کیا اس طرح تم نے حضرت سہلؓ سے سنا؟ میں نے کہا: ہاں۔ نعمان نے کہا اور میں حضرت ابو سعید خدریؓ کے متعلق شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ان سے (یہ حدیث) سنی وہ اس میں اتنا بڑھاتے تھے کہ میں کہوں گا یہ لوگ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو کہا جائے گا: تو نہیں جانتا اِنہوں نے تیرے بعد کیا کچھ نئی نئی بدعات کیں۔ میں کہوں گا: وہ شخص مجھ سے دور ہو جائے دور ہو جائے، جس نے میرے بعد ہی (دین کو) بدل دیا۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا سُحْقًا کے معنے ہیں دوری۔ سَحِیقٌ جو کہا جاتا ہے اس سے مراد ہے بَعِیدٌ یعنی دوری۔ سَحَقَهُ اور أَسْحَقَهُ کا مطلب ہے اُسے دور کیا۔

طرفہ: ۷۰۵۱۔

٦٥٨٥: وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ الْحَبَطِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِي فَيُجْلَوْنَ عَنِ الْحَوْضِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي

۶۵۸۵: احمد بن شبیب بن سعید حبطی نے کہا، میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یونس سے، یونس نے ابنِ شہاب سے، ابنِ شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ وہ بیان کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میرے صحابہ میں سے ایک جماعت میرے پاس آئے گی۔ پھر وہ حوض سے دور کر دیئے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب یہ تو میرے صحابہ ہیں

فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ إِنَّهُمْ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمْ الْقَهْقَرَى.

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی چیزیں گھڑ لی تھیں۔ یہ لوگ (دین سے) اُلٹے قدموں واپس لوٹ گئے تھے۔

طرفہ: ٦٥٨٦۔

٦٥٨٦: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِي فَيُحَلَّئُونَ عَنْهُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ إِنَّهُمْ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمْ الْقَهْقَرَى.

٦٥٨٦: ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا (انہوں نے کہا) ہم سے ابن وہب نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی انہیں ابن شہاب نے انہیں ابن مسیب نے وہ نبی ﷺ کے صحابہ سے روایت کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حوض پر میرے صحابہ کی ایک جماعت میرے پاس آئے گی۔ پھر انہیں اس سے دور کر دیا جائے گا میں عرض کروں گا میرے ربّ! یہ تو میرے صحابہ ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔ یہ الٹے پاؤں (اسلام سے) واپس لوٹ گئے تھے۔

وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُجْلَوْنَ. وَقَالَ عُقَيْلٌ فَيُحَلَّئُونَ. وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

اور شعیب نے زُہری سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے تھے کہ اُنہیں الگ کر دیا جائے گا۔ اور عُقَیل نے کہا فَیُحَلَّئُونَ یعنی اُنہیں روک دیا جائے گا۔ اور زبیدی نے کہا: زُہری سے مروی ہے۔ زُہری نے محمد بن علی سے،

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

محمد نے عبید اللہ بن ابی رافع سے، اُنہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

طرفه: ٦٥٨٥۔

٦٥٨٧: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ فَإِذَا زُمْرَةٌ حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُلْتُ أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللهِ قُلْتُ وَمَا شَأْنُهُمْ قَالَ إِنَّهُمْ ارْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلَى أَدْبَارِهِمْ الْقَهْقَرَى ثُمَّ إِذَا زُمْرَةٌ حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ قُلْتُ أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللهِ قُلْتُ مَا شَأْنُهُمْ قَالَ إِنَّهُمْ ارْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلَى أَدْبَارِهِمْ الْقَهْقَرَى فَلَا أُرَاهُ يَخْلُصُ مِنْهُمْ إِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ.

۶۵۸۷: ابراہیم بن منذر حزامی نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن فلیح نے ہمیں بتایا۔ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: ہلال (بن ابی میمونہ) نے مجھے بتایا۔ ہلال نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں کھڑا ہی تھا کہ اتنے میں ایک گروہ میرے سامنے آیا۔ جب میں نے اُن کو پہچان لیا تو ایک شخص میرے اور اُن کے درمیان سے نکلا۔ کہنے لگا: ادھر آؤ۔ میں نے کہا: کہاں؟ اُس نے کہا: آگ کی طرف۔ میں نے کہا: بخدا اُنہوں نے کیا کیا؟ اُس نے کہا: وہ تو تمہارے بعد پیٹھ پھیرتے اُلٹے پاؤں مرتد ہو گئے۔ پھر ایک گروہ میرے سامنے آیا۔ جب میں نے اُن کو پہچان لیا تو ایک شخص میرے اور اُن کے درمیان سے نکلا۔ کہنے لگا: ادھر آؤ۔ میں نے کہا: کہاں؟ اُس نے کہا: آگ کی طرف۔ میں نے کہا: بخدا اُنہوں نے کیا کیا؟ اُس نے کہا: وہ تو تمہارے بعد پیٹھ پھیرتے اُلٹے پاؤں مرتد ہو گئے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان میں سے کوئی بچے گا مگر ایسے ہی جیسے کوئی شتر بے مہار بچ نکلے۔

٦٥٨٨: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي

أطرافه: ١١٩٦، ١٨٨٨، ٧٣٣٥۔

۶۵۸۷: ابراہیم بن منذر نے مجھ سے بیان کیا کہ انس بن عیاض نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبید اللہ (عمری) سے، عبید اللہ نے خبیب (بن عبد الرحمٰن) سے، خبیب نے حفص بن عاصم سے، حفص نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

٦٥٨٩: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

۶۵۸۹: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے عبد الملک (بن عمیر) سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت جندبؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: میں حوض پر تمہارا پیش رَو ہوں گا۔

٦٥٩٠: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي

۶۵۹۰: عمرو بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یزید (بن ابی حبیب) سے، یزید نے ابوالخیر سے، ابوالخیر نے حضرت عُقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر آئے اور اُحد والوں کا جنازہ اُسی طرح پڑھا جس طرح کہ آپؐ میت کا جنازہ پڑھا کرتے تھے۔ پھر فارغ ہو کر منبر کی طرف لوٹے اور فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں اور بخدا میں اَب بھی اپنے حوض کو

الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا.

دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا فرمایا: زمین کی چابیاں دی گئی ہیں اور مجھے بخدا تمہارے متعلق یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے مگر تمہارے متعلق یہ ڈر ہے کہ کہیں ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا کی لالچ میں نہ پڑ جاؤ۔

أطرافه: ١٣٤٤، ٣٥٩٦، ٤٠٤٢، ٤٠٨٥، ٦٤٢٦۔

٦٥٩١: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَصَنْعَاءَ.

۶۵۹۱: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ حرمی بن عُمارہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے معبد بن خالد سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت حارثہ بن وہبؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے حوض کا ذکر کیا فرمایا۔ اتنا ہی ہے جتنا مدینہ اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے

٦٥٩٢: وَزَادَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ أَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْأَوَانِي قَالَ لَا قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ تُرَى فِيهِ الْآنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ.

۶۵۹۲: اور ابن ابی عدی نے شعبہ سے، شعبہ نے معبد بن خالد سے، معبد نے حضرت حارثہ (بن وہبؓ) سے روایت کرتے ہوئے اتنا بڑھایا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے آپ کی یہ بات سنی کہ آپؐ کا حوض اتنا ہے جتنا صنعاء اور مدینہ کے درمیان فاصلہ ہے۔ تو حضرت مستوردؓ نے اُن سے کہا: کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ برتنوں کا بھی ذکر کیا ہو؟ اُنہوں نے کہا: نہیں۔ حضرت مستوردؓ نے کہا: اس حدیث میں تو یہ بھی تھا کہ برتن ستاروں کی طرح ہوں گے۔

٦٥٩٣: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتَّى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُونِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي فَيُقَالُ هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ وَاللهِ مَا بَرِحُوا يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ فَكَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِينِنَا. عَلَى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ (المومنون:٦٧) تَرْجِعُونَ عَلَى الْعَقِبِ.

۶۵۹۳: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے نافع بن عمر سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ابن ابی ملیکہ نے مجھے بتایا۔ ابن ابی ملیکہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض پر ہوں گا اور جو تم میں سے میرے پاس (پانی پینے کے لئے) آئیں گے ان کو دیکھتا رہوں گا اور کچھ لوگوں کو میرے سامنے سے پکڑ کر لے جائیں گے۔ میں کہوں گا: اے میرے ربّ! یہ میرے ہیں اور میری اُمّت میں سے ہیں۔ تو کہا جائے گا: کیا تمہیں علم ہوا جو انہوں نے تمہارے بعد کیا؟ اللہ کی قسم وہ اپنی ایڑیوں کے بل پھرتے رہے۔ (یہ حدیث بیان کرکے) ابن ابی ملیکہ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ لیتے ہیں اس سے کہ ہم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائیں یا ہمیں اپنے دین سے بہکا یا جائے۔ یہ جو سورۃ مؤمنون میں ہے عَلَى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ اس کے معنی ہیں ایڑیوں کے بل اُلٹے پھرتے ہیں۔

طرفہ: ۷۰۴۸۔

تشریح: فِي الْحَوْضِ: حوض کوثر کے متعلق۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو "کوثر" دیا گیا وہ آپ کے فیض کا جاری چشمہ ہے جو اس دنیا میں بھی آپ کے سچے متبعین کی روحانی تشنگی کے لیے آبِ زُلال بنے گا اور آخرت میں بھی۔ یہ فیض آپ کی اطاعت کے حسبِ مراتب ملے گا۔ کوئی صالحین کے مقام کو پائے گا کوئی شہداء کے تو کوئی صدیقیت کے مقام تک پہنچے گا اور آپ کا بروزِ کامل اور ظلِ حقیقی آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر نبوت کا مقام پائے گا اور فنافی الرسول کے اس مقام کا آئینہ دار ہو گا۔ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا

کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری۔ آخرت میں بھی آپؐ کے حوضِ کوثر سے وہی سیراب ہو گا جس نے آپ سے محبت اور اطاعت کا رشتہ کبھی نہ توڑا اور اس تعلق کو بدعات کی آلودگی سے محفوظ رکھا۔ زیرِ باب ان بدنصیب مرتدین کا بھی ذکر ہے جنہوں نے اگرچہ آپ کو حالتِ ایمان میں دیکھا تو "صحابی" کے مقدس نام سے موسوم ہوئے مگر اس عہدِ بیعت کی وفا نہ کی آپ ان کو اپنے حوضِ کوثر سے اس طرح ہٹا دیں گے جیسے کوئی غیروں کے اونٹ اپنے حوض سے پیچھے ہٹا دیتا ہے، پس آپ کی غلامی اور اطاعت جہاں ان تمام بھلائیوں کا وارث بنائے گی تو آپ کی بیعت کا ناطہ توڑنا ازلی بدبختی کا وارث بنائے گا۔ جنت میں ملنے والا حوضِ کوثر ان انعامات میں سے ایک انعام ہے جو آپ کو اس دنیا میں بھی دیئے گئے اور آخرت میں بھی ملیں گے کیونکہ کوثر محض ایک نہر یا حوض نہیں بلکہ تمام بھلائیوں اور انعامات کا نام کوثر ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کوثر سے متعلق فرماتے ہیں:

"الکَوْثَر کے معنے ہیں (۱) اَلْکَثِیْرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ ہر چیز کا کسی کے پاس کثرت سے پایا جانا۔ (۲) اَلسَّیِّدُ الْکَثِیْرُ الْخَیْرِ قوم کا سردار جس کے اندر بڑی خیر اور برکت پائی جاتی ہو۔ (۳) اَلرَّجُلُ الْکَثِیْرُ الْعَطَاءِ وَالْخَیْرِ ایسا انسان جو بڑا سخی ہو اور دنیا میں بڑی کثرت سے نیکیاں پھیلانے والا ہو۔ (۴) نَہَرٌ فِی الْجَنَّۃِ۔ کوثر ایک نہر کا بھی نام ہے جو جنت میں پائی جاتی ہے۔ اقرب الموارد کے مؤلف نے جو کوثر کے ایک معنے نَہَرٌ فِی الْجَنَّۃِ کے کیے ہیں یہ معنے لغت کے نہیں اور نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے جو لفظِ کوثر عرب میں استعمال ہوتا تھا اس کے یہ معنے سمجھے جاتے تھے بلکہ جب کوثر کا لفظ قرآنِ کریم اور احادیث میں استعمال ہوا اور مسلمانوں نے بتایا کہ کوثر ایک نہر کا نام ہے جو جنت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہو گی تو عرب میں یہ معنے بھی رائج ہو گئے اور لغت والوں نے مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق ان معنوں کو بھی کتب لغت میں درج کر دیا۔ ورنہ اس لفظ کے اصل معنے وہی تین ہیں جو اوپر درج کیے گئے ہیں۔ کوثر کے ان معنوں کی بنیاد کہ یہ جنت کی ایک نہر کا نام ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث پر ہے جو بخاری اور مسلم دونوں میں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: أَتَیْتُ عَلَی نَہَرٍ، حَافَتَاہُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفٍ، فَقُلْتُ: مَا ھَذَا یَا جِبْرِیلُ؟ قَالَ: ھَذَا

اَلْکَوْثَرُ (بخاری، ابواب التفسیر) یعنی میں ارتقاء کرتے کرتے جنت میں ایک مقام پر پہنچا جہاں مجھے ایک نہر نظر آئی جس کے کنارے کھوکھلے موتیوں کے بنے ہوئے گنبدوں کی مانند تھے میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے؟ جبریل نے کہا کہ یہ کوثر ہے۔...

احادیث میں کوثر کے معنے جو نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ کے کیے گئے ہیں یہ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اس لیے اُن کا انکار نہیں کیا جا سکتا گو زیادہ تر روایات حضرت انس بن مالکؓ سے آتی ہیں لیکن بعض احادیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہیں۔..."

(تفسیرِ کبیر سورۃ الکوثر، زیرِ آیت اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۵)

نیز آپؓ نے فرمایا:

بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ سمجھی جاتی ہے حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت آتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں قَالَ فِي الْكَوْثَرِ: هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ (بخاری، کتاب التفسیر) یعنی کوثر سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی بھلائیاں ہیں جو اس دنیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو دی گئی تھیں۔ دیکھو حضرت ابنِ عباسؓ بھی تسلیم فرماتے ہیں کہ جو معنے میں نے اوپر کیے ہیں وہی درست ہیں جب دنیا میں آپ کو اس قسم کی کوئی چیز ملے گی تبھی وہ اگلے جہان میں نہر کی شکل میں متمثل ہو کر آپ کو عطا ہو گی۔ اسی طرح بخاری میں آتا ہے کہ ابو البشر نے ایک دفعہ حضرت سعید بن جبیرؓ سے جو اعلیٰ درجہ کے تابعی اور علمِ حدیث کے بہت بڑے ماہر تھے کہا کہ فَإِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ۔ آپ تو ہمیں سنا رہے ہیں کہ وہ تمام اعلیٰ درجہ کی بھلائیاں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں ملیں اُن کا نام کوثر ہے۔ لیکن لوگ کہتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے یہ کیا بات ہے؟ سعید بن جبیرؓ نے جواب دیا اَلنَّهْرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ (بخاری، ابواب التفسیر) وہ نہر جو جنت میں آپ کو ملے گی وہ بھی تو اسی کا ایک حصہ ہے یعنی میں یہ نہیں کہتا کہ جنت کی وہ نہر جو آپ کو ملے گی کوثر نہیں۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ

کوثر بہت سے ہیں اور یہ نہر بھی ان کا ایک حصہ ہے۔ یہ روایت بھی میری تفسیر کے مطابق ہے اور بتاتی ہے کہ کوثر کے معنے نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ کے بے شک کیے جائیں مگر ان معنوں پر حصر نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ نہر بھی سورۂ کوثر والی کوثر کا ایک حصہ ہے جو تمثیل کے طور پر آپ کو عطا ہو گی۔"

(تفسیر کبیر سورۃ الکوثر، زیر آیت اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۹ تا ۲۴۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۲- کِتَابُ الْقَدَرِ

کتاب القدر میں امام بخاری نے ۱۶ اَبواب اور ۲۹ مرفوع احادیث بیان کی ہیں ان میں سے ۲۲ مکررات ہیں۔ ۲۹ میں سے ۲۷ متفق علیہ ہیں۔ یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں بیان ہوئی ہیں۔ احادیث کے علاوہ صحابہ اور تابعین کے ۵ آثار بیان ہوئے ہیں۔ (فتح الباری، جزء ۱۱ صفحہ ۶۲۸)

قدر کیا ہے؟ قدر خدا تعالیٰ کی صفات کے ظہور کا نام ہے۔ اس لیے ایمان باللہ میں ہی قدر پر ایمان لانا آگیا۔ اللہ پر ایمان لانے کے لیے یہ ضروری ہے اوّل اللہ کی ذات پر ایمان لایا جائے (۲) صفاتِ الٰہی پر ایمان لایا جائے (۳) صفات کے ظہور پر ایمان لایا جائے۔ اس تیسری شق کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدر نام رکھا ہے۔ ایک طرف قدر کے ایمان کے بغیر کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا جیسا کہ آپؐ نے فرمایا: لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ۔[۱] مَنْ لَمْ یؤمن بالقدر خیرہ وشرہ فأنا بریء منہ[۲] دوسری طرف قدر کے متعلق ایک مشکل بات بیان فرمائی کہ اس کے متعلق فکر کرنا اور تنازع کرنا انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ قضاء و قدر کے مسئلہ کے متعلق بیٹھے جھگڑ رہے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ہماری باتوں کو سن کر آپؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور یوں معلوم ہوتا تھا گویا آپؐ کے منہ پر انار کے دانے توڑے گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے؟ کیا خدا نے مجھے اسی غرض سے بھیجا ہے؟ پہلی قومیں صرف قضاء و قدر کے مسئلہ پر جھگڑا کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئی تھیں۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ اس امر میں جھگڑا اور بحث کرنا چھوڑ دو۔[۳] اسی طرح ایک حدیث میں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا: میں نے رسول کریمؐ سے سنا ہے آپؐ کی اُمت میں سے بعض پر عذاب آئے گا اور یہ قدر پر بحث کرنے والے لوگ ہوں گے۔[۴] پس مسئلۂ تقدیر کے متعلق ہمیں نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ شریعت نے جب اس مسئلہ میں جھگڑنے سے منع کیا ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟ جس بات سے منع کیا گیا ہے وہ اس مسئلہ کی تحقیق نہیں بلکہ اس مسئلہ کو شریعت کے بغیر حل کرنا ہے اور یہ بات واقع میں ایسی ہی ہے کہ اس کا نتیجہ دہریت ہے کیونکہ عقل شریعت کی رہبری کے بغیر اس مسئلہ کو نہیں سمجھ سکتی۔ جن لوگوں نے اس مسئلہ کو عقل کے ذریعہ حل کرنا چاہا وہ بڑی بڑی خطرناک گمراہیوں کا شکار ہوئے۔ چنانچہ ہندوؤں میں تناسخ کا مسئلہ تقدیر ہی کے نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا اور عیسائیوں میں کفارہ کا مسئلہ اسی کے نہ جاننے کی وجہ سے بنایا گیا۔ اسی طرح قدر ہی کے مسئلہ کو نہ جاننے کی وجہ سے یورپ کے موجودہ سائنسدانوں میں

---

۱ (سنن الترمذی، أَبْوَابُ الْقَدَرِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِيمَانِ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)

۲ (کنز العمال، الفصل السادس فی الإیمان بالقدر، روایت نمبر ۴۸۵)

۳ (سنن الترمذی، أَبْوَابُ الْقَدَرِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْخَوْضِ فِي الْقَدَرِ)

۴ (سنن الترمذی، أَبْوَابُ الْقَدَرِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّضَا بِالْقَضَاءِ)

دہریت آئی پھر اسی کے نہ سمجھنے کی وجہ سے یہودیوں میں نجاتِ خاص کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ اور مسلمانوں میں ایک طرف اباحت اور دوسری طرف ذلت و نکبت آئی۔ چنانچہ قرآن کریم مختلف اقوام کی گمراہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ (الأنعام: ۹۲) اُن لوگوں نے اللہ (کی صفات) کا اندازہ اس طرح نہیں کیا تھا جس طرح کرنا چاہیئے تھا۔ تو تمام مذاہب کی حقیقت اور اصلیت سے پھر جانے کی یہی وجہ ہے کہ ان کے پیروؤں نے صفات الٰہیہ کے ظہور کے مسئلہ کو یعنی تقدیر کو صحیح طور پر نہ سمجھا۔ جو لوگ تقدیر کو نہ سمجھے ان میں سے بعض نے اس مسئلہ کی بنیاد ہندوستان کے فلسفیوں کے عقائد پر رکھی یعنی وحدتِ وجود پر، بعض نے یونانی فلسفہ پر اور بعض نے دہریت پر۔ ایک گروہ نے کہا جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ خدا ہی کراتا ہے بندہ کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ دوسروں نے کہا جو کچھ انسان کرتا ہے اس میں خدا کا کوئی دخل نہیں سب کچھ بندے کے اختیار میں ہے اس عقیدے کی بنیاد فلسفۂ یونان پر تھی۔ مسلمانوں کے ایک طبقہ نے ان دونوں فلسفوں پر تقدیر کے مسئلہ کی بنیاد رکھی اور اپنی دانست میں اس کی تائید بعض آیات قرآن سے لی۔ حالانکہ اُنہوں نے قرآن کے بیان کے ایک پہلو کو لیا اور دوسرا چھوڑ دیا۔ مثلاً یہ کہ جو کچھ انسان کرتا ہے وہ خدا کراتا ہے۔ انسان کا کوئی اختیار نہیں۔ اس کی تائید میں وہ یہ آیت پیش کرتے ہیں۔ فرماتا ہے: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (الصافات: ۹۷) کہ اللہ نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور تمہارے عمل کو بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ آدھی بات کو لے رہے ہیں اس سے پہلی آیت میں اس کی کنجی ہے: قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ○ (الصافات: ۹۶) (ابراہیم نے ان سے) کہا کیا تم اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے (بتوں) کی پوجا کرتے ہو۔ ان دونوں آیتوں کو ملا کر مضمون مکمل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کیا تم لوگ اس چیز کی پوجا کرتے ہو جس کو خود اپنے ہاتھ سے خراد تے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور اس چیز کو بھی جسے تم بناتے ہو یعنی بتوں کو۔ مَا عَمِلَكُمْ کے معنے ہیں مَعْمُوْلَكُمْ یعنی جو چیز تم بناتے ہو۔ دوسری آیت جس کے غلط معنے کر کے تقدیر کے مسئلہ کو نہیں سمجھے یہ ہے۔ فرماتا ہے: قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ (التوبۃ: ۵۱) کہ ہمیں نہیں پہنچے گا کچھ بھی مگر وہی جو اللہ نے لکھ چھوڑا ہے اللہ تعالیٰ ہی ہمارا مولیٰ ہے اور اسی پر توکل کرتے ہیں مؤمن۔ اس آیت سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب خدا کہتا ہے انسان کو وہی ملتا ہے جو پہلے سے اس کے لیے لکھ چھوڑا ہے تو پھر انسان کا کیا اختیار ہے حالانکہ بات بالکل اور ہے۔ اس آیت کو بھی سیاق و سباق سے ہٹا کر وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ سیاق و سباق یہ ہے کہ اس جگہ کفار کے ساتھ جنگ کا ذکر ہے اور كَتَبَ سے مراد وہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے: كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ: ۲۲) اللہ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ پس اس آیت میں كَتَبَ سے مراد انسانی اعمال نہیں بلکہ رسول اور مؤمنوں کی فتح مراد ہے۔ اس آیت سے بھی غلط نتیجہ نکالتے ہیں فرماتا ہے: وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (الأعراف: ۸۰) کہتے ہیں دیکھو خدا کہتا ہے میں نے جہنم کے لیے بہت سے جن و انس پیدا کیے ہیں پس جب خدا نے بہت سے جن و انس کو پیدا ہی جہنم کے لیے کیا ہے تو ان کو برے کاموں سے کون روک سکتا ہے۔ اس آیت کو بھی غلط سمجھا ہے یہاں حرفِ لام، لام العاقبہ ہے

اگر اسے لام سببی سمجھا جائے تو یہ معنے دوسری آیت کے خلاف ہیں۔ فرماتا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○ (الذاریات:۵۷) اور میں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے تو بندے عبادت کے لیے پیدا کیے ہیں اور عبد کا انجام تو جنت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: وَادْخُلِي جَنَّتِي (الفجر:۳۱) اور آ میری جنت میں بھی داخل ہو جا۔ پس وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ کے معنے یہ ہیں کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا جنت کے لیے مگر بجائے جنتی بننے کے وہ دوزخ کے مستحق ہو گئے۔ اس آیت سے بھی غلط نتیجہ نکالتے ہیں۔ فرماتا ہے: وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۚ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ○ (النساء:۷۹) اور اگر انہیں (یعنی مذکورہ بالا لوگوں کو) کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے تو کہہ دے (کہ) سب (کچھ) اللہ (ہی) کی طرف سے ہے پس ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی بات کے سمجھنے کے قریب (تک) نہیں جاتے۔ کہتے ہیں دیکھو اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ بھلائی برائی خدا کی طرف سے آتی ہے۔ دراصل یہاں نتیجہ بتایا گیا ہے کہ ہر فعل کی سزا یا جزا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے۔ اس آیت میں اعمال کا ذکر ہی نہیں بلکہ دُکھ اور سُکھ کا ذکر ہے۔ دُکھ اور سُکھ بلحاظ نتائج کے خدا کی طرف سے آتے ہیں۔

پھر یہ آیت قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ (آل عمران :۱۵۵) تو کہہ دے (کہ) اگر تم اپنے گھروں میں (بھی) رہتے تو بھی جن لوگوں پر لڑائی فرض کی گئی ہے وہ اپنے (قتل ہو کر) لیٹنے کی جگہوں کی طرف ضرور نکل کھڑے ہوتے۔ اس جگہ بھی جزا کا ذکر ہے اعمال کا نہیں ہے مگر دراصل اس جگہ كُتِبَ کے معنے مقدر ہونے کے نہیں بلکہ فرض کیے جانے کے ہیں اور مراد یہ ہے کہ مدینہ تو کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے اگر قلعوں کی حفاظت ہوتی اور مسلمانوں کو باہر نکل کر حملہ کرنے کا حکم ہوتا تب بھی ان کو یہ بات بری نہ لگتی وہ اور شوق سے اپنے فرض کو ادا کرتے۔

علم الٰہی اور مسئلہ تقدیر کا خلط: خدا تعالیٰ کا ایک نام علیم اور ایک قدیر ہے اگر علمِ الٰہی اور تقدیر ایک ہی بات ہے تو خدا تعالیٰ کے یہ دو نام علیحدہ علیحدہ کیوں ہیں۔ دراصل دو الگ الگ باتیں ہیں۔ چور چوری اس لیے نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ وہ چوری کرے بلکہ خدا تعالیٰ کو اس بات کا علم اس لیے ہوا کہ چور نے چوری کرنی تھی جیسے ہمارے سامنے کوئی یہ بیان کرے یا اس کی باتوں سے ہمارے علم میں یہ بات آئے کہ وہ کسی کو قتل کرنے جا رہا ہے تو اس کا فعل ہمارے علم کی وجہ سے نہیں بلکہ ہمارا علم اس کے فعل کی وجہ سے ہے۔

اس پر سوال اٹھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو جب کسی مجرم کے جرم کا علم ہوتا ہے تو وہ اسے کیوں نہیں روکتا جیسے ہم قاتل کے ارادے کو جاننے کے باوجود اسے نہ روکیں یا مقتول کو نہ بتائیں تو ہم بھی اخلاقاً اس جرم میں شامل ہوتے ہیں مگر یہاں یہ مثال غلط ہے اصل مثال کمرۂ امتحان کی ہے جب انسان اپنے اعمال میں بااختیار ہے تو اس کا امتحان ہے جس پر جزا سزا ملے گی۔ اگر ممتحن بتا دے تو طالبعلم کو کس بات کا انعام ملے گا۔

مسئلۂ قدر میں غلط نام رکھے گئے: بعض تقدیر کے مقابل انسانی فعل کا نام تدبیر بتاتے ہیں جبکہ تدبیر خدا بھی کرتا ہے یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ (السجدۃ:۶) خدا قدیر بھی ہے مدبر بھی ہے بعض دونوں کا نام جبر اور اختیار رکھتے ہیں بعض قدرتِ قدیمہ اور قدرتِ حادثہ رکھتے ہیں اصل نام قدر، تقدیر، قضاء، تدبیرِ الٰہی۔ ان کے مقابل انسان کے لیے کسب اور اکتساب کا لفظ رکھا ہے اور یہ لفظ بندہ ہی کے لیے استعمال ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ کے لیے استعمال نہیں ہو سکتا۔

تقدیر کی چار اقسام ہیں: (۱) تقدیرِ عام طبعی (۲) تقدیر خاص طبعی (۳) تقدیرِ عام شرعی (۴) تقدیرِ خاص شرعی۔ ان میں سے تقدیرِ عام طبعی کا تعلق جسمانی تعلقات سے ہے جبکہ دوسری تینوں اقسام کا تعلق روحانی تعلقات سے ہے۔

تقدیرِ عام طبعی: آگ میں جلانے کی، پانی میں بجھانے کی، غذا میں بھوک مٹانے کی صفت ہے۔ یہ وہ تقدیر ہے جو خدا کی طرف سے جاری ہے انسان کا اس میں دخل نہیں یہ عام ہے اور طبعی معاملات سے تعلق رکھتی ہے روح سے اس کا تعلق نہیں۔

تقدیرِ خاص طبعی: بعض دفعہ خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام نازل ہوتے ہیں کہ فلاں شخص کو اولاد مل جائے خواہ اس کی بیوی بانجھ ہی کیوں نہ ہو۔

تقدیرِ عام شرعی: مثلاً یہ کہ انسان اِس رنگ میں نماز پڑھے تو اس کا نتیجہ یہ ہو اور اگر اُس رنگ میں پڑھے تو یہ ہو۔ روزہ رکھے تو یہ خاص روحانی تغیر ہو۔

تقدیرِ خاص شرعی: جس کے معنے ہیں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کسی بندہ پر فضل کرے جو بطور موہبت ہو جیسے کلامِ الٰہی کا نزول، اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ (الرحمٰن:۲،۳)

(خلاصہ مضامین، تقدیرِ الٰہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”اللہ تعالیٰ کے افعال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ کسی چیز کو ایک ہی بار مکمل طور پر پیدا کر دیتا ہے۔ پھر اسکے بعد اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی جب تک کہ اسے خدا تعالیٰ فنا نہ کر دے یا بدل نہ ڈالے جیسے کہ زمین و آسمان کی پیدائش ہے اور ایک تقدیر اس کی اس طرح ہوتی ہے کہ ایک چیز کو اس طرح پیدا کرتا ہے کہ اصولی طور پر تو وہ موجود ہوتی ہے مگر اس کے تفصیلی خواص پوشیدہ ہوتے ہیں مگر ہوتے موجود ہیں۔ ان کے خلاف اس چیز سے کچھ ظاہر نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کھجور کی گٹھلی ہے اس گٹھلی میں اصولی طور پر کھجور کی خاصیتیں موجود ہیں مگر کھجور کی تفصیلات اس سے گٹھلی ہونے کی حالت میں ظاہر نہیں مگر جب بھی اسے بوؤ اس میں سے کھجور

ہی نکلے گی۔ سیب یا زیتون نہیں نکلے گا۔ پس اس کی تقدیر اجمالی ہے مگر وہ اجمال ایک تفصیل کو اپنے اندر پوشیدہ رکھتا ہے جب وہ اجمال کھلنا شروع ہو گا اس سے وہی تفصیل پیدا ہو گی جو اللہ تعالیٰ نے اس میں مخفی رکھی ہے اس کے خلاف اور کوئی تفصیل پیدا نہ ہو گی۔ غرض تقدیر الٰہی دو طرح ظاہر ہوتی ہے یا تو حکم سے کہ وہ فرما دیتا ہے کہ ایسا ہو یا ایسا نہ ہو۔ پس جسے کہتا ہے ہو جا وہ ضرور ہوتا ہے اور جس کی نسبت کہتا ہے ایسا نہ ہو اس کے لئے ہونا ممکن نہیں ہوتا۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ القدر، زیر آیت اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ جلد ۹ صفحہ ۳۰۷)

بَاب ۱

٦٥٩٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعٍ بِرِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحَ فَوَاللهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوِ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ بَاعٍ أَوْ ذِرَاعٍ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ

۶۵۹۴: ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ سلیمان اعمش نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا: میں نے زید بن وہب سے سنا۔ زید نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا اور آپؐ سچے تھے اور سچ ہی آپؐ سے کہا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے ایک کے اجزاء کو ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک اکٹھا کیا جاتا ہے۔ پھر اتنی ہی مدت میں علقہ بنتا ہے۔ پھر اتنی ہی مدت میں مضغہ بنتا ہے۔ پھر اللہ فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کے رزق اور اس کی عمر کے متعلق اور آیا وہ بدبخت ہو گا یا نیک بخت۔ پھر اُس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اللہ کی قسم تم میں سے کوئی شخص یا کہا کوئی آدمی دوزخیوں کے کام کرتا رہتا

الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ ذِرَاعَيْنِ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا. قَالَ آدَمُ إِلَّا ذِرَاعٌ.

ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک باع یا کہا ایک ہاتھ فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کا نوشتہ اس پر چل جاتا ہے اور وہ جنتیوں کے کام کرتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور کوئی آدمی جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ یا دو ہاتھ رہ جاتے ہیں کہ نوشتہ اس پر چل جاتا ہے اور وہ دوزخیوں کے کام کرتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ آدم (راوی) نے بجائے (غَيْرُ ذِرَاعٍ) کے إِلَّا ذِرَاعٌ کہا۔

أطرافه: ٣٢٠٨، ٣٣٣٢، ٧٤٥٤۔

٦٥٩٥: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَّلَ اللهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ أَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ أَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللهُ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهَا قَالَ أَيْ رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ.

۶۵۹۵: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ بن ابی بکر بن انس سے، عبید اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے اور وہ کہتا جاتا ہے۔ اے ربّ! اب یہ نطفہ ہے۔ اے ربّ! اب یہ علقہ ہے۔ اے ربّ! اب یہ مضغہ ہے اور اگر اللہ نے چاہا کہ اس کی پیدائش کو مکمل کرے تو وہ فرشتہ پوچھتا ہے۔ اے میرے ربّ! مرد ہو یا عورت، آیا بدبخت ہو یا نیک بخت اور اس کا رزق کیا ہو اور عمر کیا ہو تو اسی طرح اس کی ماں کے پیٹ میں لکھ دیا جاتا ہے۔

أطرافه: ٣١٨، ٣٣٣٣۔

تشریح: فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهٖ: تو اسی طرح اس کی ماں کے پیٹ میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اس روایت میں تین کا ذکر کیا گیا ہے چوتھی کا نہیں، دیگر احادیث میں چوتھا یہ ہے کہ وہ مذکر ہو گا یا مونث ہو گا۔ (۶۵۹۵) زیرِ باب روایات میں بچے کی پیدائش کے ساتھ جن اُمور کو فرشتے کے ذریعہ باذنِ الٰہی اس میں ڈالے جانے کا ذکر ہے۔ اس سے مراد گٹھلی کی طرح ان تمام اُمور کا اس بچے میں مقرر کرنا ہے، جیسے قرآنِ کریم میں فرمایا: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ○ (الشمس:۹) کہ اُس (اللہ) نے نفس پر اس کی بدکاری (کی راہوں کو بھی) اور اس کے تقویٰ (کے راستوں) کو بھی اچھی طرح کھول دیا ہے۔ تو جُملہ اُمور اس بچے میں فیڈ کیے گئے جو اپنے وقت کے ساتھ ظاہر ہوں گے مگر انسان کسی ایک امر مثلاً بدبختی کو اختیار کرنے پر مجبور نہیں بلکہ بااختیار ہے چاہے تو اپنے اندر کی سعادت کو پروان چڑھائے اور چاہے اپنی بدبختی کو بامِ عروج تک پہنچائے وہ اس میں بااختیار ہے اور تبھی وہ جزا یا سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اگر وہ کسی طاقت سے محروم ہے تو اُسے نہ جزا ملے گی نہ سزا جیسے فاتر العقل اور معذور افراد۔ فرماتا ہے: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرۃ: ۲۸۷) اللہ کسی نفس پر سوائے اس (ذمہ واری) کے جو اس کی طاقت میں ہو کوئی ذمہ واری نہیں ڈالتا۔ ان احادیث میں کسی قسم کے جبر کا بیان نہیں بلکہ ایک مدبر ہستی کی صفتِ خالقیت کا ایک عمدہ نمونہ دکھایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے یہ تخلیقات از خود بغیر کسی صانع کے معرضِ وجود میں نہیں آئیں بلکہ یہ تخلیقات اپنے خالق کا پتہ دیتی ہیں اور ان مصنوعات سے صانع کا وجود ثابت ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”تقدیر یعنی دُنیا کے اندر تمام اشیاء کا ایک اندازہ اور قانون کے ساتھ چلنا اور ٹھہرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا کوئی مُقدّر یعنی اندازہ باندھنے والا ضرور ہے۔ گھڑی کو اگر کسی نے بالارادہ نہیں بنایا، تو وُہ کیوں اس قدر ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ اپنی حرکت کو قائم رکھ کر ہمارے واسطے فائدہ مند ہوتی ہے۔ ایسا ہی آسمان کی گھڑی کہ اُس کی ترتیب اور باقاعدہ اور باضابطہ انتظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ وُہ بالارادہ خاص مقصد اور مطلب اور فائدہ کے واسطے بنائی گئی ہے۔ اس طرح انسان مصنُوع سے صانع کو اور تقدیر سے مقدر کو پہچان سکتا ہے۔“
>
> (ملفوظات، جلد اول صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹)

بَاب ۲: جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللّٰهِ

جو کچھ اللہ کے علم میں ہے اس پر قلم پھر کر خشک بھی ہو گئی

وَقَوْلُهٗ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (الجاثیہ: ۲۴) اور اس کا یہ فرمانا: اللہ نے اس کو علم کی بنا پر گمراہ

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَهَا سُبِقُوْنَ (المؤمنون:٦٢) سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

قرار دیا۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جو تجھے پیش آنے والا ہے اس کے متعلق قلم لکھ کر خشک بھی ہو گئی۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: لَهَا سُبِقُوْنَ کے معنی ہیں سعادت ان کے لئے پہلے سے ہو چکی۔

٦٥٩٦: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الرِّشْكُ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُعْرَفُ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ قَالَ كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَوْ لِمَا يُيَسَّرُ لَهُ.

٦٥٩٦: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ یزید رِشک نے ہم سے بیان کیا۔ یزید نے کہا: میں نے مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے سنا۔ وہ حضرت عمران بن حصینؓ سے بیان کرتے تھے کہ وہ کہتے تھے: ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! کیا جنتیوں کو جہنمیوں سے پہچان لیا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہر ایک اس کے موافق کام کر رہا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا، یا (فرمایا:) جس کے لئے اسے توفیق دی جاتی ہے۔

طرفہ: ٧٥٥١۔

تشریح: جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللهِ: جو کچھ اللہ کے علم میں ہے اس پر قلم پھر کر خشک بھی ہو گئی۔ جَفَافُ الْقَلَمِ عِبَارَةٌ عَنْ عَدَمِ تَغْيِيرِ حُكْمِهِ لِأَنَّ الْكَاتِبَ لما أَنْ جَفَّ قَلَمُهُ عَنِ الْمِدَادِ لَا تَبْقَى لَهُ الْكِتَابَةُ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۱۴۷) قلم کے خشک ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کے حکم میں کوئی تبدیلی نہ ہو گی۔ کیونکہ کاتب کے قلم کی جب سیاہی خشک ہو جائے تو کتابت نہیں ہوتی۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تو سب کچھ ہے مگر اس کا علم کسی کو پابند نہیں کرتا نہ کسی کے عمل کی وجہ بنتا ہے مثلاً ایک شخص ہمارے سامنے یہ کہے کہ وہ فلاں شخص کو قتل کرنے لگا ہے تو ہمارے علم نے اس کو اس فعل پر مجبور نہیں کیا بلکہ اس کے فعل سے ہمیں یہ علم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا علم ایک کیمرے کی طرح ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کسی کو بد اور کسی کو نیک نہیں قرار دیتا۔ بلکہ وہ اعمال کا زمانہ شروع ہونے سے پہلے ہدایت کرتا ہے...۔ اور اعمال کے نتائج پیدا کرتا ہے۔ پس دنیا میں ہر واقعہ جو تقدیر کے ماتحت نظر آتا ہے در حقیقت کسی اختیاری فعل کے نتیجہ میں ہے اور ہر واقعہ جس میں انسان کلی طور پر مختار نظر آتا ہے وہ در حقیقت قانون قدرت، انسان کے پہلے اعمال اور اس کے گرد و پیش کے حالات سے متاثر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ابتدائے دنیا سے مختلف مذاہب اور مختلف فلسفی اس امر پر بحث کرتے چلے آئے ہیں کہ آیا انسان مجبور ہے یا مختار۔ اور تقدیر کے سوال نے انسان کو حیران کئے رکھا ہے۔ لیکن اگر لوگ اسلام کی تعلیم کو مدنظر رکھتے تو یہ جھگڑے پیدا ہی نہ ہوتے۔ اور اگر ہوتے تو بہت جلد ختم ہو جاتے۔ اس میں کیا شک ہے کہ انسان اپنے اعمال پر ایک سرسری نگاہ بھی ڈالے تو اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ اس کے افعال میں تقدیر و اختیار کے قانون ایک ہی وقت میں جاری ہیں۔"

(تحفہ لارڈ ارون، انوار العلوم، جلد ۱۲ صفحہ ۵۳)

بَاب ۳: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ

اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ وہ کرنے والے تھے

٦٥٩٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ.

طرفہ: ۱۳۸۳۔

۶۵۹۷: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ابوبشر (جعفر بن ابی وحشیہ) سے، ابوبشر نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی اولاد کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔

٦٥٩٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ.

أطرافه: ١٣٨٤، ٦٦٠٠۔

۶۵۹۸: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یونس سے، یونس نے اِبن شہاب سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: اور عطاء بن یزید نے مجھے بتایا کہ اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی اولاد کے متعلق پوچھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے جو وہ عمل کرنے والے تھے۔

٦٥٩٩: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنْتِجُونَ الْبَهِيمَةَ هَلْ تَجِدُونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ حَتَّى تَكُونُوا أَنْتُمْ تَجْدَعُونَهَا.

أطرافه: ١٣٥٨، ١٣٥٩، ١٣٨٥، ٤٧٧٥۔

۶۵۹۹: اسحاق بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا کہ معمر (بن راشد) نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہمام (بن منبہ) سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بھی ایسا بچہ نہیں جو فطرت پر پیدا نہ ہوتا ہو پھر اس کے ماں باپ ہی اس کو یہودی یا نصرانی بنادیتے ہیں۔ (وہ اسی طرح پیدا کئے جاتے ہیں) جس طرح تم چوپائے سے نسل پیدا کرتے ہو۔ کیا تم ان چوپایوں میں کوئی کن کٹا بھی پاتے ہو؟ تمہی تو اُن کے کان کاٹتے ہو۔

٦٦٠٠: قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَّمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ قَالَ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ.

أطرافه: ١٣٨٤، ٦٥٩٨۔

۶۶۰۰: اُنہوں نے کہا: یارسول اللہ! بھلا بتلائیں تو سہی جو ایسی حالت میں مر جائے کہ ابھی چھوٹا ہی ہو؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔

تشریح: اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ: اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ وہ کرنے والے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کفار و مشرکین کے بچے۔ سو اُن کے متعلق تین مذاہب ہیں۔ اکثر کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں جائیں گے اور اُن کا استدلال اسی حدیث سے ہے ... کہ اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ۔ دوسرا گروہ اس کی نسبت خاموش ہے وہ کہتا ہے ہمیں کیا پتہ کہ کیا ہو گا۔ یہ قیامت سے تعلق رکھنے والی بات ہے اس لئے ہم اس میں دخل نہیں دے سکتے۔ تیسرا گروہ کہتا ہے کہ وہ جنّتی ہیں اور وہ کئی دلیلوں سے استدلال کرتے ہیں۔ اُن میں سے زیادہ تر انحصار اُن کا اس حدیث پر ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بچوں کو لے کر ایک بڑے درخت کے نیچے جنت میں بیٹھے ہیں اور ان بچوں کو کھلا رہے ہیں لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ کہ کیا مشرکوں کی اولاد بھی اس میں شامل ہے؟ قَالَ وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ آپ نے فرمایا ہاں مشرکین کی اولاد بھی اس میں شامل ہے۔[1] (بخاری بحوالہ روح المعانی) اسی طرح اس آیت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل: ع ۲) یعنی جب تک بعثتِ رسول نہ ہو جائے عذاب نازل نہیں ہو سکتا اور چونکہ بچوں کی طرف رسول کی بعثت نہیں ہوتی کیونکہ وہ مکلّف نہیں۔ بعثتِ رسول اُسی کی طرف ہوتی ہے جو مکلّف ہو اس لئے معلوم ہوا کہ اُن کو کوئی عذاب نہیں ہو گا۔

اِن تین مذاہب کے علاوہ بعض اور مذاہب بھی ہیں۔ چنانچہ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بچے جنّت اور دوزخ کے درمیان عالمِ برزخ میں رہیں گے اور ایک یہ مذہب ہے کہ اُن کا دوبارہ امتحان ہو گا اور اس کے نتیجہ کے مطابق وہ جنت و دوزخ میں جائیں گے اور وہ امتحان اس طرح ہو گا کہ انہیں کہا جائے گا کہ جاؤ دوزخ میں چلے جاؤ۔ جو دوزخ میں جانے پر راضی ہو جائیں گے وہ مطیع ہوں گے اور جنت میں بھیج دیئے جائیں گے اور جو دوزخ میں جانے سے انکار کریں گے وہ کافر قرار دیئے جا کر دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ چنانچہ وہ لوگ اس حدیث سے بھی جو اُوپر گزر

[1] (صحیح البخاری، کتاب التعبیر، بَاب تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، روایت نمبر ۷۰۴۷)

چکی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے متعلق فرمایا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا عَامِلِیْنَ یہی استدلال کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ان الفاظ میں ابہام سے کام لیا گیا ہے آخری نتیجہ بیان نہیں کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے محض یہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ اگر انہیں تبلیغ پہنچتی تو وہ کیا کرتے یعنی اُس وقت انہوں نے جو جو اعمال کرنے تھے وہ خدا تعالیٰ کے علم میں ہیں اور وہ جانتا ہے کہ اُن کا انجام کیا ہوتا۔ پس اس حدیث سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اُن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے بلکہ حدیث اپنے الفاظ کے ذریعہ اس بات کو ظاہر کر رہی ہے کہ ان کو موقع ملنے پر جو کچھ انہوں نے کرنا تھا اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے۔ امام ابن تیمیہ نے اسی جواب کو ترجیح دی ہے۔ اس خیال کی ان احادیث سے بھی تائید ہوتی ہے کہ پاگل، فاتر العقل اور وہ بُڈھے جن کے ہوش وحواس ٹھکانے نہیں رہتے اُن کی طرف اللہ تعالیٰ اگلے جہان میں دوبارہ نبی مبعوث کرے گا۔ امام سیوطی نے بھی اسی خیال کو ترجیح دی ہے مگر اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے ایک اور خیال کا بھی اظہار کیا ہے کہ بچوں کا حشر تو ہو گا لیکن بچہ چونکہ مکلّف نہیں اس لئے وہ کہتے ہیں مشرکین کے بچے زندہ تو کئے جائیں گے لیکن پھر جانوروں کی طرح مٹی کر دیئے جائیں گے۔ اس استدلال پر وہ وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ والی آیت سے ہی مجبور ہوئے ہیں کیونکہ اس میں یہ ذکر آتا ہے کہ مَوْءٗدَۃ کے بارہ میں سوال کیا جائے گا اور یہ سوال اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اُسے زندہ نہ کیا جائے پس وہ اس امر کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ بچوں کو بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اُن کے بارہ میں مجرموں سے دریافت کیا جائے گا کہ انہوں نے اُن کو کس قصور کی بناء پر زندہ درگور کیا تھا۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک بکری جس نے دوسری بکری کو دنیا میں سینگ مارا ہو گا قیامت کے دن ان کو بھی زندہ کیا جائے گا اور جسے سینگ مارا گیا ہو گا اُسے کہا جائے گا کہ وہ دوسری کو سینگ مارے۔ پس وہ اس آیت سے یہ بات ماننے پر مجبور ہوئے ہیں کہ بچوں کا بھی حشر ہو گا مگر وہ کہتے ہیں چونکہ بچے اپنی ذات میں جنّت کے مستحق نہیں ہوں گے اس

لئے ان سوالات کے بعد ان کو مٹی کر دیا جائے گا جیسے جانوروں کو اُن کا حق دلانے کے بعد فنا کر دیا جائے گا۔ حضرت امام احمد صاحب سرہندی نے امام سیوطی کی آخری رائے کی تائید کی ہے کہ بچے زندہ تو ہوں گے مگر پھر انہیں فنا کر دیا جائے گا۔ جن لوگوں نے بچوں کو جنتی قرار دیا ہے اُن میں اِسبات پر بحث ہوئی ہے کہ بچے جو جنّتی ہوں گے تو آخر کسی استحقاق کے ماتحت تو نہیں ہوں گے کیوں کہ انہوں نے کوئی عمل نہیں کیا ہو گا پھر جنت میں اُنہیں کیوں رکھا جائے گا۔ اس پر بعض کہتے ہیں کہ یہ خدا کی دین ہے وہ جس طرح چاہے کرے اس میں کسی انسان کو دخل دینے کا کیا حق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جنت میں خدّام کے طور پر ہوں گے اور ماں باپ اُن کو دیکھ دیکھ کر خُوش ہوں گے پس وہ وہاں بطور استحقاق کے نہیں جائیں گے بلکہ کام اور خدمت کے لئے جائیں گے۔... اسی طرح مسند احمد بن حنبل میں ایک روایت آتی ہے جس کی آخری راویہ ایک عورت ہیں یعنی خنساء کی چچی یا پھوپھی ان سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ فِی الْجَنَّۃِ۔ میں نے کہا یارسول اللہ جنت میں کون کون جائے گا؟ قَالَ اَلنَّبِیُّ فِی الْجَنَّۃِ آپؐ نے فرمایا نبی جنّت میں جائے گا وَالشَّھِیْدُ فِی الْجَنَّۃِ اور شہید جنّت میں جائے گا وَالْمَوْلُوْدُ فِی الْجَنَّۃِ اور چھوٹا بچہ بھی جنت میں جائے گا وَالْمَوْءٗدَۃُ فِی الْجَنَّۃِ اور مَوْءٗدَہ بھی جنت میں جائے گی۔ اس طرح ابن ابی حاتم نے حسن سے مُرسل روایت کی ہے قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ فِی الْجَنَّۃِ قَالَ الْمَوْءٗدَۃُ فِی الْجَنَّۃِ۔ آپؐ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ جنت میں کون جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا مَوْءٗدَہ جنت میں جائے گی۔ اسی طرح ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے بھی یہ روایت کی ہے کہ اَطْفَالُ الْمُشْرِکِیْنَ فِی الْجَنَّۃِ فَمَنْ زَعَمَھُمْ أَنَّھُمْ فِی النَّارِ فَقَدْ کَذَبَ لِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ ○ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ○ یہ وہ پرانے اقوال ہیں جو مومنوں اور مشرکوں کے بچوں کے متعلق ہمیں احادیث اور ائمہ سابقین کی کتب میں سے ملتے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ مومنوں کے بچوں کے جنت میں جانے کے متعلق قریباً قریباً تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ صرف دو حدیثیں ایسی ہیں کہ اگر وہ

صحیح ہوں تو اس مسئلہ کو کسی قدر مشتبہ کر دیتی ہیں۔ جن میں سے ایک وہ حدیث ہے جس میں حضرت خدیجہؓ کی طرف یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرے دو بچے جو جاہلیت میں مر گئے تھے اُن کا کیا حال ہے آپؐ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہیں۔ پس یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مومنوں کے بچے بہر صورت جنت میں جائیں گے تو حضرت خدیجہؓ کے ایک سوال کے جواب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا کہ وہ دونوں بچے دوزخ میں ہیں۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق روایت آتی ہے کہ جب آپؐ نے ایک انصاری بچے کے متعلق فرمایا کہ اس کا انجام بڑا مبارک ہوا ہے وہ جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا تھی۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَوْ غَیْرَ ذَالِكَ یا شاید وہ دوزخی ہو اور پھر یہ دلیل بھی دی کہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ لِلْجَنَّۃِ اَھْلًا خَلَقَھُمْ لَھَا وَھُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَآءِھِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَھْلًا خَلَقَھُمْ لَھَا وَھُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَآءِھِمْ جب تک اِن دونوں حوالوں کو ہم حل نہ کر لیں اُس وقت تک کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔

اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت کہ بعض لوگ جنت کے لئے پیدا کر دیئے گئے ہیں اور بعض لوگ دوزخ کے لئے، درست ہے، تو ہم ایک مومن کے بچہ کے متعلق بھی یہ یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ وہ جنّتی ہے یا دوزخی۔ اور اس طرح سارا استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں محدثین نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ یہ پہلے کی بات ہو گی۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ابھی انکشاف حقیقت نہیں ہوا تھا جب انکشاف ہو گیا تو آپ نے اپنے عقیدہ کو بدل دیا۔ مگر اس میں ایک اور مشکل یہ پیش آجاتی ہے کہ حدیثوں میں ہی ذکر آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بچوں کو لے کر ایک جگہ جنت میں بیٹھے ہیں اور آپؐ نے فرمایا کہ ان بچوں میں مشرکین کے بچے بھی تھے۔ یہ واقعہ معراج سے تعلق رکھتا ہے اور معراج کی حدیث ۵ سنہ بعد دعویٰ نبوت کی ہے گویا ہجرت سے آٹھ سال

پہلے یہ انکشاف آپ پر ہو چکا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہجرت سے ایک سال بعد ہوئی ہے اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نو سال قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر یہ انکشاف ہو چکا تھا اور جب اس کی طرف سے انکشاف ہو چکا تھا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کس طرح ایسی بات کہہ سکتے تھے جو اس انکشاف کے خلاف ہوتی۔ پس یہ جواب بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

بہر حال جہاں تک احادیث کا تعلق ہے وہ ہمیں ایک دوسری سے ٹکراتی ہوئی ملتی ہے اور جب وہ ایک دوسری سے ٹکراتی ہوئی نظر آتی ہیں تو ہمیں قرآن شریف کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور غور کرنا چاہیئے کہ اس بارہ میں وہ کیا تعلیم پیش کرتا ہے کیونکہ قرآن شریف وہ کلام ہے جو خدا تعالیٰ نے نازل کیا اور جسے بغیر کسی خطرہ کے ہم قبول کرنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ بے شک حدیثوں میں سے بعض ایسی ہیں جو صحاح میں آئی ہیں اور وہ بڑے پایہ کی ہیں مگر بہر حال حدیثوں میں یا تو خلط ہو گیا ہے اور یا پھر وضّاعین نے وضع کی ہیں اس لئے ہم اس مسئلہ کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے قرآن شریف کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (آل عمران: ۱۸۳) کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا اور جب وہ ظلم نہیں کرتا تو یہ کس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ بچوں کو بغیر قصور کے دوزخ میں داخل کر دے گا۔ وہ شخص جس نے کوئی فعل کیا ہی نہیں اور جو مکلّف ہی نہیں ہوا اس کو سزا دینا تو قطعی طور پر ظلم ہے، دوسری جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا کہ ہم بغیر بعثتِ رسول کے لوگوں کو عذاب نہیں دیا کرتے محدثین نے بھی اس آیت سے استدلال کر کے بچوں کو بری قرار دیا ہے۔ پس ایک طرف اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتے اور دوسری طرف یہ فرمانا کہ جب تک ہم رسول بھیج کر لوگوں پر اپنی حجت تمام نہ کر لیں ان کو اپنے عذاب میں مبتلا نہیں کرتے بتلا رہا ہے کہ بچے عذاب کے مورد نہیں ہو سکتے کیونکہ نہ انہوں نے کوئی جرم کیا اور نہ ان کی طرف بعثتِ رسول ہوئی۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ التکویر، زیرِ آیت وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ جلد ۸ صفحہ ۲۱۶ تا ۲۱۹)

مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ: کوئی بھی ایسا بچہ نہیں جو فطرت پر پیدا نہ ہوتا ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... کہ بچہ تو فطرۃِ صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے والدین اس کے بچپن سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنے دین پر کر لیتے ہیں اور اسے یہودی یا مجوسی یا عیسائی بنا لیتے ہیں گویا وہ ان کی فطرتی ہدایت کو قربان کر دیتے ہیں اور اس کے بدلہ میں اسے گمراہی خرید دیتے ہیں۔ یا پھر وہ بڑا ہو کر خود اپنی اچھی طاقتوں کو بُرے طریق پر استعمال کر کے خراب کر لیتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے اسے جرأت عطا کی ہے تو بجائے اس کے کہ وہ اس سے کسی کی مدد کرے وہ ظلم کرنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح اور اچھے جوہر جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کئے ہیں بُرے استعمال کی وجہ سے ضائع کر دیتا ہے۔ پس اس جگہ ہدایت سے وہ فطرتی نیک طاقتیں مراد ہیں جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہیں۔''

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیرِ آیت أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ، جلد اول صفحہ ۱۸۶)

بَاب ٤ : وَكَانَ أَمْرُ اللهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا (الأحزاب: ٣٩)

اور اللہ کا امر ایک ایسا اندازہ ہے جس کے حدود مقرر ہو چکے

٦٦٠١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

٦٦٠١: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابوزناد سے، ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ اُٹھائے تا کہ اس کی رکابی بھی اپنی رکابی میں انڈیل لے اور وہ نکاح کر لے کیونکہ اس کے لئے وہی ہے جو اس کے لئے مقدر کیا گیا۔

أطرافه: ٢١٤٠، ٢١٤٨، ٢١٥٠، ٢١٥١، ٢١٦٠، ٢١٦٢، ٢٧٢٣، ٢٧٢٧، ٥١٤٤، ٥١٥٢۔

٦٦٠٢: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ

٦٦٠٢: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَسُولُ إِحْدَى بَنَاتِهِ وَعِنْدَهُ سَعْدٌ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذٌ أَنَّ ابْنَهَا يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهَا لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلِلَّهِ مَا أَعْطَى كُلٌّ بِأَجَلٍ فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.

اسرائیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عاصم (بن سلیمان) سے، عاصم نے ابو عثمان سے، ابو عثمان نے حضرت اُسامہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ اتنے میں آپؐ کے پاس آپؐ کی ایک بیٹی کا قاصد آیا کہ اُن کا بیٹا نزع کی حالت میں ہے۔ اور اس وقت آپؐ کے پاس حضرت سعد (بن عبادہؓ)، حضرت اُبَیّ بن کعبؓ اور حضرت معاذ (بن جبلؓ) بیٹھے ہوئے تھے تو آپؐ نے ان کو کہلا بھیجا۔ اللہ ہی کے لئے ہے جو وہ لے اور اللہ ہی کے لئے ہے جو وہ دے۔ ہر چیز کی ایک مدت مقرر ہے اس لئے چاہیے کہ وہ صبر کرے اور اللہ کی رضا مندی حاصل کرے۔

أطرافه: ١٢٨٤، ٥٦٥٥، ٦٦٥٥، ٧٣٧٧، ٧٤٤٨۔

٦٦٠٣: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَيْرِيزٍ الجُمَحِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نُصِيبُ سَبْيًا وَنُحِبُّ الْمَالَ كَيْفَ تَرَى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ

۶۶۰۳: حبان بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ یونس (بن یزید) نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے زہری سے، زہری نے کہا: مجھے عبداللہ بن محیریز جمحی نے بتایا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے انہیں بتایا کہ وہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک انصاری شخص آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! ہمیں قیدی (عورتیں) ملتی ہیں اور ہم مال پسند کرتے ہیں تو آپؐ کی عزل کرنے کے متعلق کیا رائے ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَ إِنَّكُمْ تَفْعَلُونَ ذَلِكَ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ.

علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ایسا کرتے ہو؟ اگر تم ایسا نہ کرو تب بھی تمہیں کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ جو جان بھی اللہ نے مقرر کر دی ہے کہ وہ پیدا ہو تو وہ ضرور ہو کر رہے گی۔

أطرافه: ۲۲۲۹، ۲۵۴۲، ۴۱۳۸، ۵۲۱۰، ۷۴۰۹۔

٦٦٠٤: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ. عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيتُهُ فَأَعْرِفُهُ كَمَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ.

۶۶۰۴: موسیٰ بن مسعود نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخاطب کر کے ایک ایسی تقریر فرمائی کہ جس میں آپؐ نے کوئی بات بھی نہیں چھوڑی جو اس گھڑی کے قائم ہونے تک ہونے والی تھی مگر آپؐ نے اس کا ذکر کر دیا اس کو سمجھ گئے جو سمجھ گئے اور اسے نہ سمجھا جنہوں نے نہ سمجھا۔ کسی بات کو میں سمجھتا کہ میں بھول گیا ہوں تو پھر میں اسے پہچان لیتا۔ اسی طرح جس طرح پر کوئی شخص کسی کو پہچانتا ہوتا ہے جب وہ اس سے غائب ہو اور پھر اسے دیکھ کر پہچان لیتا ہے۔

٦٦٠٥: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۶۶۰۵: عبدان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابوحمزہ سے، ابوحمزہ نے اعمش سے، اعمش نے سعد بن عبیدہ سے، سعد نے ابوعبدالرحمٰن سُلمی سے، اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت

قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الْأَرْضِ فَنَكَسَ وَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَلَا نَتَّكِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَا اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَ اتَّقٰى ○ (اللیل:٦) الْآيَةَ.

کی۔ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ کے پاس ایک چھڑی تھی جس کو آپؐ زمین پر آہستہ آہستہ مار رہے تھے۔ پھر آپؐ نے سر جھکا لیا اور فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا ٹھکانہ آگ یا جنت میں مقرر نہ کر دیا گیا ہو تو لوگوں میں سے ایک شخص کہنے لگا: یارسول اللہ! کیا ہم بھروسہ نہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ عمل کئے جاؤ ہر ایک کے لئے آسانی کی گئی ہے پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی: پس جس نے (خدا کی راہ میں) دیا اور تقویٰ اختیار کیا۔

أطرافه: ١٣٦٢، ٤٩٤٥، ٤٩٤٦، ٤٩٤٧، ٤٩٤٨، ٤٩٤٩، ٦٢١٧، ٧٥٥٢۔

تشریح: وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا: اور اللہ کا امر ایک ایسا اندازہ ہے جس کے حدود مقرر ہو چکے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"آپؐ سے عزل کے متعلق پوچھا کہ اس بارہ میں آپؐ کا کیا حکم ہے فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَالِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھی ایک وأد خفی ہے۔ یہ روایت مسلم نے سعید بن ابی ایوب سے اور مالک بن انس سے بھی نقل کی ہے اور ابو داؤد اور الترمذی اور النسائی نے یہ روایت ابی الاسود سے روایت کی ہے۔ اس روایت سے بعض لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب عزل بھی وأد خفی ہے تو یہ فعل بھی کسی سزا کا مستحق ہونا چاہیئے لیکن یہ بات روایت سے درست معلوم نہیں ہوتی۔ اوّل تو اگر عزل منع ہے اس وجہ سے کہ عزل وأد خفی ہے تو پھر حاملہ سے جماع بھی منع ہونا چاہیئے مگر حمل کے ایام میں جماع کی حرمت کہیں سے ثابت نہیں حالانکہ وہ وأد قطعی اور یقینی ہے۔ دوسرے عزل کے جائز ہونے کے متعلق بھی احادیث آتی ہیں مثلاً ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ

علیہ وسلم سے عزل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا بے شک کرو جس متنفّس کو خدا نے پیدا کرنا ہے وہ تو اُسے بہر حال پیدا کر کے رہے گا (بخاری کتاب القدر باب کَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا) پس چونکہ عزل کا جواب بعض دوسری احادیث سے ثابت ہے اس لئے گو یہ حدیث بڑے بلند پایہ کی ہے مگر میرے نزدیک اس کے یہی معنے ہیں کہ بلا ضرورت ایسا کرنا ٹھیک نہیں۔ اگر کوئی شخص بلا ضرورت ایسا کرتا ہے تو وہ وأد خفی سے کام لیتا ہے یعنی وہ شخص جس کی عزل سے غرض نسل انسانی کا انقطاع ہو وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مجرم اور گنہگار ہے ورنہ اور کئی صورتیں ایسی ہوسکتی ہیں جن میں عزل ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کی بیوی بیمار ہے۔ وُہ دوسری شادی کی توفیق نہیں رکھتا لیکن خود اُس میں خدا نے قوائے شہوانیہ پیدا کئے ہیں۔ دوسری طرف ڈاکٹر کہتا ہے کہ اگر عورت کو حمل ہو گیا تو اس کی جان کا خطرہ ہو گا ایسی حالت میں نہ صرف عزل جائز ہو گا بلکہ اگر حمل ہو جائے تو اُس کا نکلوا دینا بھی جائز ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے خود سنا ہے کہ ایسی حالت میں اگر کوئی عورت حمل نہیں نکلواتی اور وہ مر جاتی ہے تو ہمارے نزدیک وہ خودکشی کرنے والی ہے۔ آپ نے فرمایا ایسی حالت میں ضروری ہے کہ بچہ کو نکلوا دیا جائے کیونکہ بچہ کے متعلق تو ہمیں کچھ علم نہیں کہ اُس نے کیسا بننا ہے مگر ایک زندہ وجود ہمارے سامنے ہوتا ہے اور اُس کی جان کی حفاظت اس بات کی متقاضی ہوتی ہے کہ اس کو بچایا جائے اور اس کے بچے کو تلف ہونے دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی خشیتہ املاق کی وجہ سے عزل کرتا یا حمل کو نکلواتا ہے تو وہ ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کرتا ہے۔ بہر حال عزل کے جواز یا عدم جواز کا فتوےٰ عورت کے حالات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اگر ضرورت کے موقع پر ایسا کیا جاتا ہے تو یہ جائز ہے۔ اگر بلا ضرورت کیا جاتا ہے تو ناپسندیدہ ہے اور اگر نسل انسانی کے انقطاع کے لئے ایسا کیا جاتا ہے تو حرام ہے۔ مثلاً یورپ والے صرف نسل انسانی کے انقطاع کے لئے ایسا کرتے ہیں اور چونکہ اس کے نتیجہ میں قوم تباہ ہوتی ہے اس لئے یہ فعل یقیناً ناجائز اور حرام ہو گا۔ اور اگر کوئی بلا ضرورت کرتا ہے تو وہ ایک مکروہ کام

کرتا ہے اور اگر ضرورت حقہ پر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو وہ ایک جائز کام کرتا ہے۔ بہر حال اس مسئلہ کے تینوں پہلو ہیں۔ جب عزل کو قومی تباہی کا موجب بنا دیا جائے تو یہ حرام ہو جاتا ہے۔ جب عزل قومی تباہی کا موجب نہ ہو لیکن اس کی کوئی ضرورت بھی نہ ہو تو یہ مکروہ ہوتا ہے۔ اور جب کسی عورت کی جان بچانے کے لئے یا کسی ایسی ہی ضرورت کے لئے جسے شریعت جائز قرار دیتی ہو ایسا کیا جائے تو یہ جائز ہوتا ہے۔ پس ہر عزل وأد الخفی کے ماتحت نہیں آسکتا۔ وہی عزل اس جرم کا مرتکب بناتا ہے جو قومی تباہی کا موجب بن جائے جیسے فرانس وغیرہ ممالک میں اس کا رواج ہو رہا ہے اور جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ وہاں کی آبادی خطرناک طور پر کم ہو گئی ہے اور وہ قوم دوسروں کے مقابلہ میں بالکل مقہور اور ذلیل ہو گئی ہے اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ (نسائی جلد دوم کتاب النکاح) کہ جو عورتیں کثرت سے بچے جننے والی ہوں اُن سے شادیاں کیا کرو کیونکہ اس طرح قوم کی ترقی ہوتی ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ التکویر، زیر آیت وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ جلد ۸ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

بَاب ۵: الْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيمِ

عمل کا اعتبار انجام پر ہی ہوتا ہے

٦٦٠٦: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا

۶۶۰۶: حبان بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زہری سے، زہری نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے متعلق جو اسلام کا دعویٰ رکھتا تھا اور اُن لوگوں میں

حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَأَثْبَتَتْهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ الَّذِي تَحَدَّثْتَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ يَرْتَابُ. فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ صَدَّقَ اللهُ حَدِيثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَإِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

سے تھا جو آپؐ کی معیت میں تھے، فرمایا: یہ شخص دوزخیوں میں سے ہے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ شخص نہایت سختی سے لڑا، اور اُسے بہت زخم لگے جنہوں نے اس کو ہلنے نہ دیا۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! آپؐ نے دیکھا اس شخص کو جس کے متعلق آپؐ نے بتایا تھا کہ وہ جہنمیوں میں سے ہے؟ اللہ کی راہ میں نہایت سختی سے لڑا اور اُسے بہت زخم لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ ہو وہ دوزخیوں میں سے ہے۔ (یہ سن کر) قریب تھا کہ بعض مسلمان شک میں پڑ جاتے۔ ابھی وہ یہی باتیں کر رہا تھا کہ اس شخص نے زخموں کی درد کو محسوس کیا تو اس نے اپنا ہاتھ اپنی ترکش کی طرف جھکا کر اس سے ایک تیر کھینچ لیا اور اس سے خودکشی کر لی۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں میں سے کچھ لوگ دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، کہنے لگے: یارسول اللہ! اللہ نے آپؐ کی بات کو سچا کیا۔ فلاں نے خودکشی کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلالؓ اُٹھو اور (لوگوں میں) منادی کرو کہ جنت میں کوئی داخل نہیں ہو گا مگر مؤمن ہی اور اللہ کبھی بدکار شخص سے بھی اِس دین کی مدد کیا کرتا ہے۔

أطرافه: ۳۰۶۲، ۴۲۰۳، ۴۲۰۴۔

٦٦٠٧: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِينَ غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِينَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا. فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَجَعَلَ ذُبَابَةَ سَيْفِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ قُلْتَ لِفُلَانٍ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيْهِ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِنَا غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِينَ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ عَلَى ذَلِكَ فَلَمَّا جُرِحَ اسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ

۶۶۰۷: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوغسان نے ہمیں بتایا ابوحازم نے مجھ سے بیان کیا، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی کہ ایک شخص جو مسلمانوں میں سے تھا اور وہ مسلمانوں کے لئے بہت ہی کار آمد تھا۔ ایک جنگ میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ (مسلمانوں کی طرف سے نہایت خوبی سے لڑ رہا تھا۔) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا اور فرمایا: جو چاہتا ہو کہ ایسے شخص کو دیکھے جو دوزخیوں میں سے ہے تو وہ اس کو دیکھ لے۔ یہ سن کر لوگوں میں سے ایک شخص اس کے پیچھے ہو لیا اور وہ ایسی حالت میں تھا یعنی تمام لوگوں سے بڑھ کر مشرکوں پر حملہ کر رہا تھا یہاں تک کہ وہ زخمی ہوا۔ اس نے مرنے کی جلدی کی اور تلوار کی نوک اپنی چھاتی کے درمیان رکھی یہاں تک کہ اس کے کندھوں کے درمیان سے پار نکل گئی۔ پھر وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑتا ہوا آیا، کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: آپؐ نے فلاں کے متعلق فرمایا تھا کہ جو چاہتا ہو کہ دوزخیوں میں سے کسی شخص کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھے اور وہ ہم میں اُن لوگوں میں سے تھا جو مسلمانوں میں بڑے کارآمد تھے تو میں نے سمجھا کہ وہ ایسی حالت

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ.

میں نہیں مرے گیا۔ جب وہ زخمی ہوا اُس نے مرنے کی جلدی کی اور اپنے تیئں مار ڈالا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بندہ دوزخیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے اور درحقیقت وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے اور (ایک) جنتیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے اور درحقیقت وہ دوزخیوں میں سے ہوتا ہے اور عملوں کا اعتبار تو انجام پر ہی ہے۔

أطرافه: ۲۸۹۸، ٤٢٠٢، ٤٢٠٧، ٦٤٩٣۔

تشریح: الْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيمِ: عمل کا اعتبار انجام پر ہی ہوتا ہے۔ کسی کے اچھے یا بُرے عمل کو دیکھ کر اس کے انجام کا حتمی طور پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا تعلق غائب سے ہے اور کسی شخص کی نیت کے متعلق اور اس کے مخفی ارادوں یا پوشیدہ اُمور کے متعلق عالم الغیب والشہادہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ انسان اپنی سطحی نظر سے ایک رائے قائم کرتا ہے مگر حقیقت الامر اس پر واضح نہیں ہوتی۔ زیرِ باب احادیث سے ایمان کی اس کیفیت کو بیان کیا ہے جو بین الرجاء والخوف کی مصداق ہے۔ ایک طرف نیک کام کرنے والے کو تنبیہ کی گئی ہے کہ تم اپنے اعمال پر انحصار کر کے اپنے لیے نجاتِ حقیقی نہ سمجھ بیٹھو کسی وقت بھی پاؤں پھسل سکتا ہے اور آخری سیڑھی سے بھی انسان نیچے گر سکتا ہے اور دوسری طرف برے اعمال کرنے والے کو اُمید کی کرن دکھائی گئی ہے اور یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ تم اپنی بداعمالیوں کی دلدل میں جس قدر بھی ڈوب چکے ہو تمہارے لیے توبہ اور واپسی کا دروازہ کھلا ہے تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے بلکہ کلامِ الٰہی کے اس مژدۂ جانفزا کو سنو لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (یوسف: ۸۸) اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الحجر: ۵۰) (اے پیغمبر) میرے بندوں کو آگاہ کر دے کہ میں بہت ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہوں۔ اس لیے امید اور خوف کے ساتھ انسان کو مسلسل اپنے آپ کو بہتر بنا کر اپنے انجام بخیر کی کوشش اور دعا کرنی چاہیئے اور اس اصل کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ (ھود: ۵۰) (اچھا) انجام یقیناً تقویٰ اختیار کرنے والوں کا ہی ہوتا ہے۔ انجام بخیر کا ایک تعلق تکمیلِ عمل سے بھی ہے اور ادھورے کام منزل کے پانے اور ہدف کے حصول کو ناممکن بنا دیتے ہیں اور انجام کار انسان خالی ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"عمل کا انحصار خاتمہ پر ہے۔ ایک کام شروع کر کے اس کو درمیان میں چھوڑ دینا

نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔ عمل کی قیمت تکمیل عمل سے ہے۔ اس نکتۂ معرفت کو سمجھانے کے لئے جو مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے وہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی دی ہے۔ (دیکھئے: متی باب ۲۰، آیت: ۱ تا ۱۶) ..... اللہ تعالیٰ کا فضل بھی تکمیل عمل پر ہوتا ہے نہ کثرت عمل پر۔"

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ العَصْرِ، جلد اول صفحہ ۶۵۶)

بَاب ٦: إِلْقَاءُ الْعَبْدِ النَّذْرُ إِلَى الْقَدَرِ

نذر بندے کو تقدیر کے ہی حوالے کرتی ہے

٦٦٠٨: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ.

٦٦٠٨: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے عبداللہ بن مُرہ سے، عبداللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منت ماننے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا: وہ کچھ بھی پلٹ نہیں سکتی ہاں اس کے ذریعہ سے بخیل سے کچھ نکال لیا جاتا ہے۔

أطرافه: ٦٦٩٢، ٦٦٩٣۔

٦٦٠٩: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَأْتِ ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ وَلَكِنْ يُلْقِيهِ الْقَدَرُ وَقَدْ

٦٦٠٩: بشر بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہمام بن منبہ سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) نذر ابن آدم کے کسی

قَدَّرْتُهُ لَهُ أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ. کام نہیں آتی جو میں نے اس کے لئے مقدر نہیں کیا ہوتا۔ (یا نذر ابن آدم کا کوئی ایسا مقصد بر نہیں لاتی جو میں نے مقدر نہیں کیا ہوتا) بلکہ نذر اُسے تقدیر کے ہی حوالے کرتی ہے۔ اور میں نے اس کے لئے اس نذر کو مقدر کیا ہوتا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے بخیل سے کچھ نکالوں۔

طرفہ: ٦٦٩٤۔

تشریح: إِلْقَاءُ الْعَبْدِ النَّذْرُ إِلَى الْقَدَرِ: نذر بندے کو تقدیر کے ہی حوالے کرتی ہے۔ زیرِ باب احادیث میں نذر کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کس قدر واضح ہے کہ نذر نہیں ماننی چاہیئے اور آپؐ نے اس مناہی کی وجہ بھی بیان فرمائی إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا کہ نذر کسی چیز کو پلٹ نہیں سکتی۔ تو ایسا کام جس کا بے فائدہ اور لاحاصل ہونا بتا دیا گیا ہو پھر وہ کرنا اسے حماقت کا نام دیا جائے یا انسان کے بخل سے تعبیر کیا جائے کہ انسان اپنی تنگ نظری میں اس قدر گر جاتا ہے کہ اپنے خالق و مالک سے شرط لگاتا ہے کہ وہ اس وقت تک اپنا مال خرچ نہیں کرے گا جب تک اللہ تعالیٰ اس کا کام نہ کرے گویا اپنا معاوضہ اپنے خالق سے وصول کرنا چاہتا ہے اور وہ بھی پیشگی جیسے کوئی مریض ڈاکٹر سے کہے تم میرا علاج کرو اور کرتے جاؤ اگر میں شفا پا گیا تو تمہارے علاج معالجہ کا وہ معاوضہ جو میں نے دل میں سوچا ہوا ہے وہ تمہیں دوں گا۔ اگر مجھے شفا نہ ہوئی تو تمہاری کسی محنت مہارت یا علاج معالجہ پر جس قدر اخراجات ہوئے ہوں گے وہ تم جانو اور تمہارے اخراجات، میں ایک ٹکا نہیں دوں گا اس کے مقابل صدقہ کرنا کس قدر بابرکت اور سعادت مندانہ اقدام ہے کہ تم اپنے خالق اور مالک اور قادر خدا پر توکل کر کے اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق جو بن پڑتا ہے دعا اور صدقہ کرو وہ خدا تمہاری بڑی سے بڑی بلا کو ٹال دے گا اور تمہارے لیے فضل اور رحمت کے سامان کرے گا۔ فرماتا ہے: وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَ اَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (البقرۃ:۱۹۶) اور اللہ کے راستے میں (مال و جان) خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں (اپنے آپ کو) ہلاکت میں مت ڈالو۔ اور احسان سے کام لو۔ اللہ احسان کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۔ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (التغابن:۱۷) پس جتنا ہو سکے اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو اور اپنے مال اس کی راہ میں خرچ کرتے رہو۔ یہ تمہاری جانوں کے لیے بہتر ہو گا اور جو لوگ اپنے دل کے بخل سے بچائے جاتے ہیں وہ کامیاب ہوتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"صدقہ میں وہ تمام اخراجات شامل ہیں جو ردِّ بلا کی غرض سے اور مصیبت کے

وقت میں یا مصیبتوں کو دُور رکھنے کے لئے اور خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں اسی کی ایک قسم کو نذر کہتے ہیں اس میں اور عام صدقہ میں یہ فرق ہے کہ عام صدقہ تو اس خرچ کو کہتے ہیں جو ردِّ بلاء کی امید میں کیا جاتا ہے اور نذر اس صدقہ کو کہتے ہیں جس کا وعدہ اس صورت میں کیا جائے کہ اگر فلاں مشکل دُور ہو جائے یا فلاں کام ہو جائے تو یہ خرچ کروں گا یا فلاں عبادت بجالاؤں گا۔ اس کا ذکر سورۂ دھر رکوع اول میں ہے جہاں فرماتا ہے وَيُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ مومن نذر کو پورا کرتے ہیں یعنی جب کسی خیرات یا نیک عمل کا عہد کرتے ہیں کہ ردِّ بلا یا حصولِ مقصود کے بعد کریں گے تو اس عہد کو پورا کرتے ہیں صلحاء اُمت میں سے جو بڑے پایہ کے صلحاء گزرے ہیں ان کا خیال ہے کہ گو نذر کا پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ ایک عہد ہے جو بندہ خدا تعالیٰ سے کرتا ہے لیکن اس طرح عہد کرنے سے کہ اگر خدا تعالیٰ فلاں مصیبت کو ٹلا دے تو اس اس قدر صدقہ کروں گا یہ بہتر ہے کہ پہلے ہی صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ پر توکل کر لے بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ سے سودا کرنے کی کوشش کرے اور یہ خیال ان کا درست اور صحیح ہے امام بخاری نے امام مالک کے واسطہ سے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے قَالَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسی نذر مانے جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہو تو اسے پورا کرے اور جو ایسی نذر مانے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو تو وہ نذر کو پورا کر کے نافرمانی نہ کرے۔" (تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ جلد اول صفحہ ۱۲۸)

بَاب ۷: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

نہ بدی سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ ہی کی مدد سے

۶۶۱۰: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا

۶۶۱۰: محمد بن مقاتل ابوالحسن نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ خالد

[1] (صحیح البخاری، کتاب الأَيْمَان وَالنُّذُور، باب النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ، روایت نمبر ۶۶۹۶)

خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَجَعَلْنَا لَا نَصْعَدُ شَرَفًا وَلَا نَعْلُو شَرَفًا وَلَا نَهْبِطُ فِي وَادٍ إِلَّا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِيرِ قَالَ فَدَنَا مِنَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّمَا تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَةً هِيَ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

حذاء نے ہمیں خبر دی۔ خالد نے ابو عثمان نہدی سے، نہدی نے حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم جس بلندی پر چڑھتے یا جس بلندی پر پہنچتے یا جس وادی میں اُترتے تو اللہ اکبر کے نعرے سے ہم اپنی آوازیں بلند کرتے۔ حضرت ابو موسیٰؓ کہتے تھے: (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب آئے اور فرمایا: لوگو! اپنے آپ کو سنبھال کر، آرام سے، کیونکہ تم کسی بہرے کو نہیں پکار رہے اور نہ ہی اسے جو غائب ہے۔ تم تو سمیع بصیر کو پکار رہے ہو۔ پھر فرمایا: عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ سکھاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے وہ ہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ یعنی نہ (بدی سے بچنے کی) طاقت ہے نہ (نیکی کرنے کی) قوت، مگر اللہ ہی کی مدد سے۔

أطرافه: ۲۹۹۲، ٤٢٠٥، ٦٣٨٤، ٦٤٠٩، ٧٣٨٦۔

تشریح. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ: نہ بدی سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ ہی کی مدد سے۔ امام بخاری نے کتاب الدعوات باب ۶۷ کا عنوان بھی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ کے الفاظ سے قائم کیا ہے۔ وہاں ان دعائیہ کلمات کو دعوات کی مناسبت سے عنوانِ باب بنایا گیا ہے اور ایک جامع دعا کے طور پر پیش کیا گیا ہے مگر یہاں ابواب کی ترتیب میں امام بخاری نذر کی مناہی سے مفہوم مخالف کے طور پر صدقہ کی تحریک اور طریق کی طرف اشارہ کرنے کے بعد بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لیے بندے کا اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنا اور اس یقین پر قائم ہونا کہ اُس میں نہ بدی سے بچنے کی کوئی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ ہی کی مدد سے۔ اس سے یہ بتایا کہ صدقہ و دعا سے اگرچہ تقدیریں بدلتی ہیں شر شریروں پر اُلٹائے جاتے ہیں اور خیر و برکت کا ابرِ کرم انسان پر برستا ہے مگر انسان صدقہ و خیرات کو اپنی ایسی طاقت اور قوت نہ سمجھ لے کہ اب تقدیر اس کے ہاتھ میں آگئی ہے

اور اب جو ہو گا اس بندے کی مرضی سے ہو گا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ آخری فیصلہ اور تقدیر کی ڈوریاں اسی قادر و قدیر کے ہاتھ میں ہیں۔ اس لیے تمہارے لیے ایک ہی راہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی طرح اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتے ہوئے اپنا سب کچھ اپنے خالق و مالک اور قادرِ مطلق کے سپرد کر دو۔ خدا کو اپنی سپر بناؤ بے شک ہر کام میں اپنی تمام ہمت و طاقت کے مطابق اسباب اختیار کرو مگر تمہارا توکل اور بھروسہ اُس ذات پر ہو جو ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ○ (البروج:۱۶) (وہ) عرش کا مالک (اور) بزرگ شان والا ہے۔ اور فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ○ (البروج: ۱۷) جس بات کا ارادہ کرے اسے کر کے رہنے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاحول کی اس دعا کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور موقع پر فرمایا جب بندہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میرا مطیع ہو گیا ہے اور اُس نے خود کو میرے حوالے کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"شیطان لاحول سے بھاگتا ہے۔ مگر وہ ایسا سادہ لوح نہیں کہ صرف زبانی طور پر لاحول کہنے سے بھاگ جائے۔ اس طرح سے تو خواہ سو دفعہ لاحول پڑھا جاوے وہ نہیں بھاگے گا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس کے ذرہ ذرہ میں لاحول سرایت کر جاتا ہے اور جو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور استعانت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس سے ہی فیض حاصل کرتے رہتے ہیں۔ وہ شیطان سے بچائے جاتے ہیں اور وہی لوگ ہوتے ہیں جو فلاح پانے والے ہوتے ہیں۔" (ملفوظات، جلد ۵ صفحہ ۳۹۹)

بَاب ۸: الْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ

معصوم وہ ہے جس کو اللہ نے گناہوں سے بچایا

عَاصِمٌ مَانِعٌ. قَالَ مُجَاهِدٌ سُدًّا عَنِ الْحَقِّ يَتَرَدَّدُونَ فِي الضَّلَالَةِ. دَسّٰىهَا (الشمس:۱۱) أَغْوَاهَا.

عاصم کے معنی ہیں روکنے والا۔ مجاہد نے کہا: (یہ جو سورۃ یٰسین میں آیا ہے) سُدًّا تو اس کے معنی ہیں ہم نے اُن کے سامنے ایک روک قائم کر دی ہے جو اُن کو حق سے روکتی ہے۔ اور وہ اپنی گمراہی میں ڈگمگاتے رہتے ہیں۔ دَسّٰىهَا جو فرمایا تو اِس کے معنی ہیں اس کو بے راہ کر دیا۔

٦٦١١: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۶۶۱۱: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے ہمیں

قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيفَةٌ إِلَّا لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللهُ.

بتایا۔ یونس نے زہری سے، زہری نے کہا: مجھے ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن) نے بتایا۔ ابوسلمہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے، حضرت ابوسعیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: کوئی بھی ایسا خلیفہ نہیں ہوا کہ جس کے دو قسم کے رازدار نہ ہوں۔ ایک رازدار تو وہ جو اسے بھلائی کا مشورہ دیتے ہیں اور اس پر اُسے آمادہ کرتے ہیں اور ایک رازدار وہ جو اُسے برائی کا مشورہ دیتے ہیں اور اس پر اُسے آمادہ کرتے ہیں اور معصوم وہی ہے جس کو اللہ بچائے۔

طرفہ: ۷۱۹۸۔

تشریح: **الْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللهُ:** معصوم وہ ہے جس کو اللہ نے گناہوں سے بچایا۔ علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: الْمَعْصُوم من عصمَة الله بِأَن حماه عَن الْوُقُوع فِي الْهَلَاك، يُقَال: عصمه الله من الْمَكْرُوه وَقَاهُ وَحفظه، وَالْفرق بَين عصمَة الْمُؤمنِينَ وعصمة الْأَنْبِيَاء عَلَيْهِم السَّلَام، أَن عصمَة الْأَنْبِيَاء بطرِيق الْوُجُوب، وَفِي حق غَيرهم بطرِيق الْجَوَاز (عمدۃ القاری، کتاب القدر، باب المَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ الله، جلد ۲۳، صفحہ ۱۵۵) معصوم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچائے رکھے اور وہ ہلاکت سے محفوظ رہے، کہا جاتا ہے کہ اللہ نے اس کو مکروہ سے بچایا اور محفوظ رکھا۔ مومنین کی عصمت اور انبیاء کی عصمت میں یہ فرق ہے کہ انبیاء کی عصمت بطور وجوب کے ہے اور ان کے علاوہ دیگر کی بطور جواز کے ہے۔ ترتیبِ ابواب میں امام بخاری نے اس باب کے عنوان سے یہ بتایا ہے کہ انسان اپنی تمام تر کوششوں اور وسائل کے باوجود محفوظ و معصوم نہیں بن سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت اس کی دستگیری نہ کرے اس لیے ہر نیک کام میں انشاء اللہ کہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ انبیاء بلکہ خاتم الانبیاء جن کو عصمتِ کبریٰ حاصل تھی وہ بھی استغفار کے ذریعہ اپنی عصمت کی حفاظت اور ہر لحہ اس معصومیت میں ترقی اور خدائے قدوس کی طرف دائمی سفر اور وصل اور لقائے باری تعالیٰ کے مدارج کی ترقی کے لیے بکثرت استغفار کرتے تھے۔

بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ: دو قسم کے رازدار۔ ایک رازدار تو وہ جو اسے بھلائی کا مشورہ دیتے ہیں۔ اور ایک رازدار وہ جو اُسے برائی کا مشورہ دیتے ہیں۔ خلفاء کو چاہے وہ خلیفۃ اللہ یعنی خدا کا نبی ہو یا خلیفہ الرسول ہو ہر دو قسم کے مشورے ملتے ہیں۔ خیر کے بھی اور شر کے بھی۔ مگر یہاں خیر اور شر سے مراد اِن

مشوروں کا اس موقع کی مناسبت سے ہوتا ہے۔ اس لیے یہ خیر و شر نسبتی امر ہے۔ جیسے بدر کے قیدیوں کے متعلق حضرت ابوبکرؓ کا مشورہ تھا کہ فدیہ لے کر یا بطورِ احسان ان کو چھوڑ دیا جائے جبکہ حضرت عمرؓ کا مشورہ تھا کہ ان کو قتل کر دیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کے مشورہ کو قبول فرمایا اور اسی پر عمل ہوا اور اسی کے مطابق بعد میں آیات بھی نازل ہوئیں۔ مگر بنو قریظہ کے مردوں یا جنگجوؤں کے متعلق حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا موقف ان کے قتل کا تھا اور اسی پر عمل ہوا واقعات نے بتایا کہ ان بد عہدوں اور آستین کے سانپوں کا قتل کیا جانا ہی امر خیر تھا۔ نبی کی معصومیت یہ ہے کہ اس کو ہر قسم کے مشورے ملتے ہیں خیر کے بھی اور شر کے بھی مگر نبی کی زبان حق بیان سے وہی فیصلہ جاری ہوتا ہے جو خیر پر مبنی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہلو کو ایک موقع پر یوں بیان فرمایا اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ[1] تم بھی سفارش کرو۔ تمہیں ثواب ملے گا اور اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جتنی چاہے گا؛ حاجت پوری کر دے گا یہ عصمت، انبیاء کے بعد اُن کے جانشینوں اور خلفاء کو بھی بروزی طور پر حاصل ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اُن سے وہی فیصلہ کراتا ہے جو خیر کا ہوتا ہے حتیٰ کہ اُن کی کوئی بشری یا اجتہادی غلطی بھی جماعت کے لیے شر کا موجب نہیں بنتی بلکہ خیر کا ذریعہ ہی بنتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"انبیاء کے متعلق قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معصوم ہوتے ہیں اور معصوم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بلوغت سے پہلے ہی وہ معصوم ہوں کیونکہ عصمتِ کاملہ جو نبی کو حاصل ہوتی ہے وہ اُس وقت تک اُسے حاصل ہی نہیں ہو سکتی جب تک کہ تقویٰ اور محبت الٰہی اُس کے بلوغ بلکہ ہوش سے پہلے ہی موجود نہ ہو۔ جو اُسے بُرائیوں سے محفوظ رکھے اور یہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلصَّبِيُّ صَبِيٌّ وَلَوْ كَانَ نَبِيًّا تو اس کے معنی صرف بچپن کے کھیل کود کے ہیں نہ کہ بغاوت و شرارت کے۔" (تعلق باللہ، انوار العلوم، جلد ۲۳ صفحہ ۱۷۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اگر یہ کہا جائے کہ اُنہیں احادیث کی کتابوں میں بعض امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجتہادی غلطی کا بھی ذکر ہے اگر کل قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وحی سے تھا تو پھر وہ غلطی کیوں ہوئی گو آنحضرت اس پر قائم نہیں رکھے گئے۔ تو اِس کا یہ جواب ہے کہ وہ اجتہادی غلطی بھی وحی کی روشنی سے دور نہیں تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے قبضہ سے ایک دم جدا نہیں ہوتے

[1] (صحیح البخاری، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيهَا، روایت نمبر ۱۴۳۲)

تھے پس اُس اجتہادی غلطی کی ایسی ہی مثل ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں چند دفعہ سہو واقع ہوا تا اُس سے دین کے مسائل پیدا ہوں سو اسی طرح بعض اوقات اجتہادی غلطی ہوئی تا اُس سے بھی تکمیل دین ہو۔ اور بعض باریک مسائل اُس کے ذریعہ سے پیدا ہوں اور وہ سہو بشریت بھی تمام لوگوں کی طرح سہو نہ تھا بلکہ دراصل ہمرنگ وحی تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص تصرّف تھا جو نبی کے وجود پر حاوی ہو کر اُس کو کبھی ایسی طرف مائل کر دیتا تھا جس میں خدا تعالیٰ کے بہت مصالح تھے۔ سو ہم اُس اجتہادی غلطی کو بھی وحی سے علیحدہ نہیں سمجھتے کیونکہ وہ ایک معمولی بات نہ تھی بلکہ خدا تعالیٰ اس وقت اپنے نبی کو اپنے قبضہ میں لے کر مصالح عام کے لئے ایک نور کو سہو کی صورت میں یا غلط اجتہاد کے پیرایہ میں ظاہر کر دیتا تھا اور پھر ساتھ ہی وحی اپنے جوش میں آجاتی تھی جیسے ایک چلنے والی نہر کا ایک مصلحت کے لئے پانی روک دیں اور پھر چھوڑ دیں پس اس جگہ کوئی عقلمند نہیں کہہ سکتا کہ نہر سے پانی خشک ہو گیا یا اُس میں سے اٹھا لیا گیا۔ یہی حال انبیاء کی اجتہادی غلطی کا ہے کہ روح القدس تو کبھی اُن سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ مگر بعض اوقات خدا تعالیٰ بعض مصالح کے لئے انبیاء کے فہم اور ادراک کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے تب کوئی قول یا فعل سہو یا غلطی کی شکل پر اُن سے صادر ہوتا ہے اور وہ حکمت جو ارادہ کی گئی ہے ظاہر ہو جاتی ہے تب پھر وحی کا دریا زور سے چلنے لگتا ہے اور غلطی کو درمیان سے اٹھا دیا جاتا ہے گویا اُس کا کبھی وجود نہیں تھا۔ حضرت مسیح ایک انجیر کی طرف دوڑے گئے تا اُس کا پھل کھائیں اور روح القدس ساتھ ہی تھا مگر روح القدس نے یہ اطلاع نہ دی کہ اس وقت انجیر پر کوئی پھل نہیں۔ باایں ہمہ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ شاذونادر معدوم کے حکم میں ہوتا ہے۔ پس جس حالت میں ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس ۱۰ لاکھ کے قریب قول و فعل میں سراسر خدائی کا ہی جلوہ نظر آتا ہے اور ہر بات میں حرکات میں سکنات میں اقوال میں افعال میں روح القدس کے چمکتے ہوئے انوار نظر آتے ہیں تو پھر اگر ایک آدھ بات میں بشریت کی بھی بُو آوے تو

اس سے کیا نقصان۔ بلکہ ضرور تھا کہ بشریت کے تحقق کے لئے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تا لوگ شرک کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جتنا کوئی استغفار کرتا ہے اتنا ہی معصوم ہوتا ہے۔ اصل معنے یہ ہیں کہ خدا نے اسے بچایا۔ معصوم کے معنے مستغفر کے ہیں۔" (ملفوظات، جلد دوم صفحہ ۵۶۰)

بَاب ۹: وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○ (الأنبياء:۹۶)

اور ہر ایک بستی جسے ہم نے ہلاک کیا ہے اس کے لیے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے بسنے والے لوٹ کر اس دنیا میں نہیں آئیں گے

اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ (هود:۳۷) وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (نوح:۲۸) وَقَالَ مَنْصُوْرُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحِرْمٌ بِالْحَبَشِيَّةِ وَجَبَ.

(اور یہ جو فرمایا) کہ تیری قوم سے ہرگز کوئی ایمان نہیں لائے گا مگر وہی جو ایمان لا چکے۔ (نیز فرمایا:) اور وہ نہیں جنیں گے مگر بدکار سے بڑھ کر کفر کرنے والے کو۔ اور منصور بن نعمان نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا اور حِرْمٌ حبشی زبان میں وَجَب کے معنوں میں ہے یعنی ضروری۔

۶۶۱۲: حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ

۶۶۱۲: محمود بن غیلان نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے (عبداللہ) بن طاؤس سے، ابن طاؤس نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایت کرتے ہوئے کہا، اس سے بڑھ کر لَمَمْ (گناہ) کے مشابہ میں نے اور کوئی بات نہیں دیکھی کہ اللہ نے

الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ وَ يُكَذِّبُهُ. وَقَالَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ابن آدم کے لئے زنا سے جو اُس کا حصہ ہے مقرر کر دیا اُسے ضرور ہی پالے گا۔ آنکھ کا زنا نظر ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور نفس آرزو کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اِن سب کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب کرتی ہے۔ اور شبابہ (بن سوار) نے کہا: ہمیں ورقاء (بن عمر) نے ابن طاؤس سے، اُنہوں نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے یہی بتایا۔

طرفہ: ٦٢٤٣۔

تشریح: وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ: اور ہر ایک بستی جسے ہم نے ہلاک کیا ہے اس کے لیے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے بسنے والے لوٹ کر اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔ قومیں اور افراد چھوٹے گناہوں سرکشیوں اور بے اعتدالیوں کی پرواہ نہیں کرتے اور یوں تنکا تنکا اکٹھے ہوتے ہوتے ان کے لیے آگ کا اتنا بڑا ایندھن تیار ہو جاتا ہے کہ بالآخر اس قوم کو بھسم کرنے کے لیے ایک تیلی کافی ہوتی ہے لوگ اسے تقدیر کا لکھا کہہ کر اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ یہ وہ تقدیر ہے جو خود انہوں نے اپنے ہاتھوں سے رقم کی ہوتی ہے فسق و فجور کی وجہ سے نظام اور تہذیبیں مٹ جاتی ہیں یہ حالت ان قوموں کی وہ تقدیر مبرم بن جاتی ہے جس کا ٹلنا ممکن نہیں ہوتا اور وہ نسلاً بعد نسلٍ ایسی ذریت چھوڑتے جاتے ہیں جن کا انگ انگ گناہ کی آلودگی میں لتھڑا ہوا ہوتا ہے وہ اپنی فطرتِ صحیحہ کو اس قدر مسخ کر چکے ہوتے ہیں کہ وقت کے نبی کی آواز کے سامنے وہ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○ (البقرۃ:۱۹)[1] کی عملی تصویر بنے دکھائی دیتے ہیں۔ روایت زیرِ باب میں گناہ کے جن مقدمات کو بیان کیا گیا ہے اُن سے ہر انسان کا واسطہ پڑتا ہے مگر مطہر وجودوں کو ان مقدمات سے بھی اس قدر گھن آتی ہے کہ وہ اس سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ امام بخاری نے ترتیبِ ابواب میں اس سے پہلے باب نمبر ۸ میں اَلْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ سے اس برگزیدہ گروہ کا استثناء کر کے دکھایا ہے کہ وہ ان مقدماتِ گناہ سے بھی محفوظ ہوتے ہیں۔

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”وہ بہرے ہیں وہ گونگے ہیں وہ اندھے ہیں پس وہ (ہدایت کی طرف) نہیں لوٹیں گے“

بَاب ۱۰ : وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (بنی اسرائیل: ٦١)

وہ رؤیا جو ہم نے تمہیں دکھائی تھی محض اس لیے دکھائی تھی کہ ہم اُسے لوگوں کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنائیں

٦٦١٣: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (بنی اسرائیل: ٦١) قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ. قَالَ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ.

۶۶۱۳: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ عمرو (بن دینار) نے ہم سے بیان کیا۔ عمرو نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ (یہ جو فرمایا:) اور جو رؤیا ہم نے تجھے دکھائی تھی اسے ...ہم نے لوگوں کے لیے صرف امتحان کا ذریعہ بنایا تھا۔ اُنہوں نے کہا: یہ آنکھ کا نظارہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات دکھایا گیا جس رات کہ آپؐ کو بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا اور وہ درخت جسے قرآن میں لعنتی قرار دیا ہے۔ اُنہوں نے کہا: وہ تھوہر کا درخت ہے۔

أطرافه: ٣٨٨٨، ٤٧١٦۔

تشریح: وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ: وہ رؤیا جو ہم نے تمہیں دکھائی تھی محض اس لیے دکھلائی تھی کہ ہم اُسے لوگوں کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنائیں۔ اس باب اور زیرِ باب حدیث کا تقدیر سے کیا تعلق ہے اور امام بخاری اسے کتاب القدر میں کیوں لائے ہیں۔ امام بخاری کی ترتیبِ ابواب کو مد نظر رکھا جائے تو یہ اشکال دور کرنا مشکل نہیں۔ امام بخاری نے باب نمبر ۹ سے قوموں کے تنزل اور ادبار کی وجوہات بیان کی ہیں۔ ان میں ایک وجہ فسق و فجور میں مبتلا ہونا ہے جو باب نمبر ۹ میں بیان کی گئی ہے۔ باب نمبر ۱۰ میں اس تقدیر الٰہی کے ظہور کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ باجود سے مقدر کی گئی تھی۔ آپؐ کے معراج میں اس روحانی انقلاب کے نشان بیان کیے گئے کہ آپؐ سے قبل جس قدر انبیاء آئے ان میں کسی کی پرواز دوسرے آسمان پر کسی کی تیسرے تک، کوئی چوتھے تک پہنچا تو کسی کی منزل پانچواں یا چھٹا آسمان بنا اور آخری پرواز حضرت موسیٰؑ کی ساتویں آسمان پر دکھائی گئی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہفت افلاک کو پار کر گئے اور آپؐ کا یہ معراج صرف ماضی

کے انبیاء اور اقوام پر سبقت تک محدود نہیں بلکہ زمانی اور مکانی ہر اعتبار سے آپؐ کا دائرۂ فتوحات اکنافِ عالم تک ممتد ہے۔ اس لیے تقدیر کے ان واضح اشاروں کو نہ سمجھ کر منکرین اس الٰہی منصوبہ کا حصہ نہ بنے اور لفظی بحثوں میں الجھ گئے کہ ایسا سفر ناممکنات میں سے ہے۔ آج بھی آپؐ کی امت کا ایک بڑا حصہ اس لفظی نزاع میں پڑا ہوا ہے کہ یہ معراج جسمانی تھا یا روحانی اور اُنہوں نے اس پیغام کو نظر انداز کر دیا ہے جو اس معراج میں دیا گیا تھا۔ قرآن کریم نے اسے رؤیا کہا ہے اور بخاری کی حدیث میں فَاسْتَیْقَظَ (پھر آپ بیدار ہو گئے) کے الفاظ صاحبِ بصیرت کے لیے چشم کشا ہونے چاہئیں مگر روحانی بینائی سے محروم لوگوں کا قرآنِ کریم نے نقشہ کھینچا ہے۔ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَ هُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (الأعراف:۱۹۹) وہ تجھے دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ (تجھے) نہیں دیکھ رہے۔ اس کا مصداق یہ کُور باطن لوگ ان روحانی اور لطیف اُمور کو کیونکر دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری ہے۔ تمام معراج کا ذکر کر کے اخیر میں فَاسْتَیْقَظَ لکھا ہے۔ اب تم خود سمجھ لو کہ وہ کیا تھا۔ قرآن مجید میں بھی اس کے لئے رؤیا کا لفظ ہے وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰكَ (بنی اسرائیل:۶۱)''

(ملفوظات ۵ صفحہ ۶۳۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج اس جسم کے ساتھ کیوں کر جائز ہو گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیئے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔ میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری

بلکہ اس کثیف بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اجلیٰ ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔" (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ حاشیہ صفحہ ۱۲۶)

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ: وہ درخت جسے قرآن میں لعنتی قرار دیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یہ شجرۂ ملعونہ کیا شے ہے؟ اس بارہ میں مفسرین میں بہت اختلاف ہوا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد شجرۃ الزّقوم ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں تین جگہ آیا ہے یعنی سورۂ واقعہ۔ سورہ صافّات اور سورۂ دخان میں۔ اور اس کی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ قرآن کریم میں جب یہ بیان ہوا کہ دوزخیوں کا کھانا زقّوم ہے تو کفار نے اس پر ہنسی اڑائی۔ کیونکہ یمن کی لغت میں زقّوم اس کھانے کو کہتے ہیں جو مکھن اور کھجور ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ کفار نے اس لفظ کو سن کر خوب شور مچایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں زقوم کی خبر دیتا ہے یہ تو اعلیٰ درجہ کا کھانا ہے۔ ہمیں اور کیا چاہیئے۔ ان معنوں کے حق میں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ شجرۃ زقوم کے متعلق بھی قرآن کریم میں آتا ہے۔ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ○ (الصافات: ۶۴) ہم نے زقوم کو ظالموں کے لئے فتنہ کا موجب بنایا ہے۔ اور یہی الفاظ فتنہ کے شجرۂ ملعونہ کی نسبت آتے ہیں۔ مگر انہیں یہ مشکل پیش آئی ہے کہ قرآن میں اس کے ملعون ہونے کا کہیں ذکر نہیں۔ اس کا جواب انہوں نے یوں دیا ہے کہ زقوم کی نسبت قرآن کریم میں آتا ہے کہ وہ جہنم میں ہوگا۔ اور جو چیز جہنم میں ہو وہ ملعون ہے۔ کیونکہ جہنم خدا کے غضب کا مقام ہے۔ پھر اس توجیہ پر خود ہی انہوں نے یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ شجرہ کیونکر ملعون ہو سکتا ہے۔ ملعون تو نافرمان وجود کہلا سکتا ہے اور شجرہ تو بے جان چیز ہے۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ چونکہ اس کے کھانے والے ملعون ہو گئے۔ اس لئے وہ شجرہ بھی ملعون کہلائے گا۔ بعض نے کہا ہے کہ شجرۂ ملعونہ سے مراد شجرۂ کشوف ہے۔ یعنی وہ بیل جو درختوں پر چڑھتی ہے تو درخت سوکھ جاتا ہے۔ (کشوث افتیمون کے بیجوں کو کہتے ہیں۔ افتیمون ایک بیل ہوتی ہے جس کی باریک زرد شاخیں ہوتی ہیں۔ جس درخت کے

گر دلپٹ جائے۔ وہ درخت خشک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی جو قسم ہندوستان میں پائی جاتی ہے اسے اکاس بیل یا امر بیل یا امر لتّہ کہتے ہیں۔ پنجاب میں غالباً اسی کا نام کوڑی ویل ہے۔ "تُو کوڑی ویل دی طرح ودھیں۔" یعنی اکاس بیل کی طرح جو بہت جلد پھیل جاتی ہے۔ تیری ترقی ہو۔ اور جس کے تُو مخالف ہو وہ تباہ ہو جائے۔ کیونکہ یہ بوٹی جس درخت سے لپٹ جاتی ہے اسے خشک کر دیتی ہے)۔ لیکن ان معنوں کا اتنا بھی ثبوت قرآن کریم سے نہیں ملتا جتنا ثبوت کہ شجرۂ زقوم کا ملتا ہے۔ بعض روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہ روایت منسوب کی گئی ہے کہ آپؓ نے مروان بن الحکم سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے تیرے باپ اور دادا سے کہا کہ اِنَّكُمُ الشَّجَرَةُ الْمَلْعُوْنَةُ فِي الْقُرْاٰنِ۔ یعنی قرآن کریم میں جو شجرۂ ملعونہ کا لفظ آتا ہے اس سے مراد تمہارا خاندان ہے۔ بعض نے اس سے مراد وہ شجرۂ خبیثہ لیا ہے جس کا ذکر سورۂ ابراہیم ع ۵ میں گذر چکا ہے۔ میں خود بھی اس وقت تک یہی معنے کرتا رہا ہوں۔ کیونکہ اس کے سوا باقی جس قدر معنے کئے گئے ہیں ان کا کوئی تعلق آیت قرآنی کے الفاظ سے نہیں معلوم ہوتا۔ میں اس کی تشریح یہ کیا کرتا ہوں کہ خبیث اس چیز کو کہتے ہیں جس میں کوئی خیر نہ ہو۔ اور جس چیز میں کوئی خیر نہ ہو اس کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے کہ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً۔ یعنی جو چیز جھاگ کی طرح بے کار ہو اسے پھینک دیا جاتا ہے۔ اور لعنت بھی دور کرنے کو کہتے ہیں۔ پس جس چیز کی نسبت يَذْهَبُ جُفَآءً کہا جائے۔ دوسرے لفظوں میں اسے ملعون بھی کہہ سکتے ہیں۔ مگر اس وقت کہ میں یہ نوٹ لکھنے بیٹھا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک اَور معنے بھی سکھائے ہیں اور میں وہ معنے بھی لکھ دیتا ہوں کیونکہ ان معنوں کا آیت کے سیاق و سباق سے زیادہ گہرا ربط معلوم ہوتا ہے۔ ان معنوں کو سمجھنے کیلئے پہلے شَجَرَة کے معنے سمجھ لینے چاہئیں۔ شجرۃ کے معنے درخت کے بھی ہوتے ہیں اور شجرہ کے معنے خاندان یا قبیلہ کے بھی ہیں۔ چنانچہ لغت میں لکھا ہے شَجَرَةُ النَّسَبِ مَا يُبْتَدَأُ فِيْهَا مِنَ الْجَدِّ الْاَعْلٰى اِلٰى اَوْلَادِهٖ ثُمَّ اِلٰى اَوْلَادِهِمْ وَهلمّ جرّا

(اقرب الموارد- شجر) یعنی شجرۂ نسب اسے کہتے ہیں کہ کسی جدّ اعلیٰ سے لیکر اس کی اولاد اور پھر ان کی اولاد اور پھر ان کی اولاد کا ذکر کیا جائے۔ ان معنوں کے رو سے شجرۂ ملعونہ کے معنے ایسے خاندان کے ہو سکتے ہیں جو کئی پشتوں تک خدائی لعنت کے ماتحت رہا ہو یا رہنے والا ہو۔ ان معنوں کی سند حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب ہونے والی اس روایت سے بھی مل جاتی ہے جو میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ یہ روایت تو میرے نزدیک غلط ہے لیکن اس سے ہم عربی کے محاورہ کی سند لے سکتے ہیں۔ کیونکہ بہر حال راوی اور جامع حدیث عرب ہیں اور عربی کے محاورہ کو سمجھتے ہیں۔

اس تشریح کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ کیا قرآن کریم میں کسی خاندان کو ایک لمبے عرصہ تک خدائی لعنت کے نیچے آنے والا بتایا گیا ہے کہ نہیں۔ اگر ایسا ہے تو وہی خاندان شجرۂ ملعونہ ہے۔

قرآن کریم کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قوم اور خاندان کے لوگ ایسے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ایک لمبے عرصہ کے لئے ملعون قرار دیا ہے۔ اور وہ حوالہ یہ ہے۔ لُعِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ (المائدۃ: ۷۹) بنی اسرائیل میں سے جنہوں نے کفر کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم نے لعنت کی ہے۔ اسی طرح سورۂ نساء میں یہود کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ اے اہل کتاب محمد رسول اللہ پر اس دن سے پہلے ایمان لے آؤ کہ تمہاری قوم پر عذاب آجائے یا ہم ان پر لعنت ڈالیں جس طرح کہ ان کے باپ دادوں پر سبت کے انکار کی وجہ سے لعنت نازل کی گئی تھی۔ اسی طرح یہود کی نسبت آتا ہے فَبِمَا نَقۡضِہِمۡ مِّیۡثَاقَہُمۡ لَعَنّٰہُمۡ (المائدۃ: ۱۴) یعنی یہود سے وعدہ لیا گیا تھا کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وہ ظاہر ہوں ایمان لائیں گے لیکن انہوں نے چونکہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اس لئے ہم نے ان پر لعنت بھیجی ہے اسی طرح سورۂ مائدہ میں یہود کی نسبت آتا ہے مَنۡ لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَ غَضِبَ عَلَیۡہِ وَ جَعَلَ مِنۡہُمُ الۡقِرَدَۃَ وَ الۡخَنَازِیۡرَ (المائدۃ: ۶۱) یعنی اے اہل کتاب تم تو وہ قوم ہو۔

جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور غضب نازل کیا اور بندر اور سؤر بنا دیا۔ اس سے کچھ آیات آگے چل کر پھر آتا ہے وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۚ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا (المائدۃ:۶۵) یعنی یہودی چندوں اور زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل پر تمسخر کر کے کہتے ہیں۔ خدا ان کو مال نہیں دیتا اس کے ہاتھ بند ہو گئے ہیں اور ان کے اس گستاخانہ کلام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس قوم میں بخل پیدا ہو جائے گا اور مال کی محبت بڑھ جائے گی اور ان پر خدا تعالیٰ کی لعنت پڑتی رہے گی۔ اس کے علاوہ اور متعدد مقامات پر یہود کے ملعون ہونے کا ذکر آتا ہے پس بنی اسرائیل جو ایک نسل کے لوگ تھے ان پر متواتر لعنت پڑی اور قرآن کریم نے بھی ان کی قوم پر لعنت ڈالی اور فرمایا کہ اس قوم کو صرف دو طرح امن ملے گا یا تو یہ دوسری زبردست قوموں کی پناہ میں چلی جائے یا پھر مسلمان ہو جائے۔ ان دونوں طریقوں کے سوا اُن کو کبھی امن نہ ملے گا۔ پس میرے نزدیک آیت زیر بحث میں شجرۂ ملعونہ سے مراد بنی اسرائیل کی قوم ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ بنی اسرائیل، زیر آیت وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ جلد ۴ صفحہ ۳۵۶ تا ۳۵۸)

بَاب ۱۱: تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسَى عِنْدَ اللّٰهِ

آدمؑ اور موسیٰؑ دونوں اللہ کے پاس جھگڑے

۶۶۱۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ لَهُ مُوسَى يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُونَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ يَا مُوسَى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ

۶۶۱۴: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ہم نے اس حدیث کو عمرو (بن دینار) سے یاد رکھا۔ اُنہوں نے طاؤس سے روایت کی (انہوں نے کہا) کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: آدمؑ اور موسیٰؑ نے آپس میں جھگڑا کیا۔ موسیٰؑ نے اُن سے کہا: اے آدمؑ! تم وہی

أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى ثَلَاثًا. قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .. مِثْلَهُ.

ہمارے باپ ہونا کہ تم نے ہمیں بدنصیب بنادیا اور ہمیں جنت سے نکلوایا۔ آدمؑ نے اُن سے کہا: موسیٰؑ! اللہ نے تمہیں اپنے کلام سے مخصوص کیا اور اپنے ہاتھ سے تمہارے لیے احکام لکھے۔ کیا تم مجھے ایسی بات پر ملامت کرتے ہو جس کو اللہ نے میرے لیے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے مقدر کر دیا تھا؟ آدمؑ نے موسیٰؑ کو تین بار لاجواب کر دیا۔ سفیان نے کہا: ہم سے ابوزناد نے بھی اسی طرح بیان کیا۔ اُنہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اِسی طرح روایت بیان کی۔

أطرافه: ٣٤٠٩، ٤٧٣٦، ٤٧٣٨، ٧٥١٥۔

تشریح: تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسَى عِنْدَ اللهِ: آدمؑ اور موسیٰؑ دونوں اللہ کے پاس جھگڑے۔ یہ بات بطور قصہ بیان کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق جابجا دکھائی دیتا ہے کہ آپؐ بسا اوقات ماضی کے قصوں سے بعض مضامین بیان فرماتے ہیں۔ اس قصہ سے ایک تو یہ بتایا کہ عقل کے پیمانوں سے تقدیر کو سمجھنے کی کوشش کی گئی تو صحیح نتائج تک نہیں پہنچا جاسکے گا بلکہ اُلٹ نتائج نکلیں گے۔ اس لیے شریعت کے تابع اور قوانینِ قدرت کو سمجھ کر تقدیر کے مسئلہ کو سمجھنا ضروری ہے۔ انبیاء کے لیے اللہ تعالیٰ بعض اوقات تقدیرِ خاص ظاہر کرتا ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ کے لیے آگ ٹھنڈی ہوگئی جو کہ تقدیرِ عام کے خلاف ہے۔ اس لیے انبیاء کے واقعات کو تقدیرِ عام سمجھا جائے تو مزید اُلجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔

بَاب ١٢: لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللهُ

جو اللہ دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں

٦٦١٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ

٦٦١٥: محمد بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح نے ہمیں بتایا۔ عبدہ بن ابی لبابہ نے ہم سے بیان

عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلَاةِ فَأَمْلَى عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلَاةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ أَنَّ وَرَّادًا أَخْبَرَهُ بِهَذَا ثُمَّ وَفَدْتُ بَعْدُ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَسَمِعْتُهُ يَأْمُرُ النَّاسَ بِذَلِكَ الْقَوْلِ.

کیا۔ اُنہوں نے وَرّاد سے روایت کی جو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام تھے۔ اُنہوں نے کہا: حضرت معاویہ (بن ابی سفیانؓ) نے حضرت مغیرہؓ کو لکھا مجھے وہ دعا لکھ کر بھیجو جو تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بعد کرتے سنا تو حضرت مغیرہؓ نے مجھے یہ لکھوایا، کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپؐ نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ کوئی روکنے والا نہیں جو تو دے اور کوئی دینے والا نہیں جو تو روک دے۔ کسی صاحب حیثیت (مال، حسب ونسب وغیرہ) کو اس کی حیثیت تیرے مقابل پر فائدہ نہیں دے گی۔ اور ابن جریج نے کہا: مجھے عبدہ نے بتایا کہ وَرّاد نے بھی اُن کو یہی بتایا۔ پھر اس کے بعد میں حضرت معاویہؓ کے پاس بطور نمائندہ گیا اور میں نے اُن سے سنا کہ وہ لوگوں کو اِسی بات کا حکم دیتے تھے۔

أطرافه: ٨٤٤، ١٤٧٧، ٢٤٠٨، ٥٩٧٥، ٦٣٣٠، ٦٤٧٣، ٧٢٩٢۔

تشریح: لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللهُ: جو اللہ دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○ (یونس:۱۰۸) اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی بھی اسے دور کرنے والا نہیں (ہو سکتا) اور اگر وہ تیرے لئے کوئی بہتری چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا (بھی قطعًا) کوئی نہیں (ہو سکتا) وہ اپنے بندوں میں سے جسے پسند کرتا ہے اسے (اپنا فضل) پہنچا دیتا ہے اور وہ بہت ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ نیز فرمایا: فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ○ (الزلزال:۸) پھر جس

نے ایک ذرہ کے برابر (بھی) نیکی کی ہو گی وہ اس (کے نتیجہ) کو دیکھ لے گا۔ درحقیقت انسان کا کوئی عملِ صالح ضائع نہیں جاتا نہ خدا کی نظر سے اوجھل ہوتا ہے وہ بالا ہستی ہر وقت ہر امر کو دیکھ رہی ہوتی ہے اور وہ ہی فیصلہ فرماتا ہے کہ کب کس کو کیا دینا ہے۔ فرماتا ہے: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ○ (الحجر:۲۲) اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے (غیر محدود) خزانے ہمارے پاس نہ ہوں۔ لیکن ہم اسے ایک معین اندازے سے ہی اتارا کرتے ہیں۔ انسان اپنی بھاگ دوڑ اور سعی لاحاصل سے مایوس ہو کر اسے اپنی قسمت سمجھ کر خاموش ہو جاتا ہے جبکہ یہ بات اس کے سمجھنے کے لیے بہت ضروری ہے کہ نظامِ قدرت میں ہر چیز انسان کی مرضی کے مطابق نہیں چلتی اور نہ ہر انسان کی ہر مراد پوری ہوتی ہے۔ انبیاء سے بڑھ کر خدا کا مقرب کون ہے مگر ان کی بھی ہر مراد پوری نہیں ہوتی۔ مثلاً ہر نبی کی یہ دلی مراد ہوتی ہے کہ اس کی قوم کے تمام افراد اس پر ایمان لا کر اپنی دنیا و آخرت بچالیں اور وہ اس کے لیے اس قدر درد سے دعائیں کرتے ہیں کہ اپنے تئیں ہلاکت کے قریب لے جاتے ہیں مگر ان کی دعا ہر ایک کے حق میں قبول نہیں ہوتی اور ایک طبقہ ضرور تقدیرِ شر کا نشانہ بنتا ہے پس مایوسی کی بجائے اس بات پر ایمان کی ضرورت ہے کہ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللهُ کہ اگر اللہ دینے کا فیصلہ کر لے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا اس لیے اپنی ناکامیوں کو دشمنوں یا دوستوں کی سازشوں یا منافقتوں کا نام دینے کی بجائے انسان کو اس منبع خیر کے آگے گریاں و بریاں رہنا چاہیئے جس کے فیصلوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا اس کی عطاء کو کوئی روک نہیں سکتا یہ دعا انسان کو بہت ساری الجھنوں سے نکالنے اور خدائے واحد سے تعلق جوڑنے کا مفید ذریعہ ہے اسی مضمون کو اگلے باب میں اس دعا میں بیان کیا گیا ہے کہ تقدیرِ شر سے بچنے کے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنی چاہئیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دکھ دئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو اِن صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں

ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا دیکھو مَیں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا اور حقیقت موجود ہے اگرچہ سب اُسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اُس شخص کو چن لیتا ہے جو اُس کو چنتا ہے وہ اُس کے پاس آجاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے جو اُس کو عزت دیتا ہے وہ اس کو بھی عزت دیتا ہے۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵)

بَاب ۱۳: مَنْ تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ

جس نے بدبختی اور بدقسمتی سے اللہ کی پناہ لی

وَقَوْلُهُ تَعَالَى قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ (الفلق: ۲، ۳)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تو کہہ میں رب الفلق کی پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔

۶۶۱۶: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ.

۶۶۱۶: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سُمی سے، سُمی نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: مصیبت کی شدت اور بدبختی اور بدقسمتی اور دشمنوں کی ہنسی سے اللہ کی پناہ مانگتے رہو۔

طرفہ: ۶۳۴۷۔

بَاب ١٤ : يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ

وہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان روک ہو جاتا ہے

٦٦١٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَثِيرًا مَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ.

أطرافه: ٦٦٢٨، ٧٣٩١۔

۶۶۱۷: محمد بن مقاتل ابوالحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ہمیں خبر دی۔ موسیٰ نے سالم سے، سالم نے حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی اللہ علیہ وسلم اکثر یوں بھی قسم کھایا کرتے تھے۔ اُس ذات کی قسم ہے جو دلوں کو پھیرنے والا ہے۔

٦٦١٨: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ وَبِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَيَّادٍ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا قَالَ الدُّخُّ. قَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ. قَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ دَعْهُ إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَا تُطِيقُهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ.

أطرافه: ١٣٥٤، ٣٠٥٥، ٦١٧٣۔

۶۶۱۸: علی بن حفص اور بشر بن محمد نے ہم سے بیان کیا۔ اُن دونوں نے کہا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زہری سے، زہری نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا: میں نے تیرے لیے ایک بات دل میں پوشیدہ رکھی ہے۔ اس نے کہا: دُخ ہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: چل دور ہو۔ تو اپنے اندازے سے ہرگز نہیں بڑھے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑادوں۔ آپؐ نے فرمایا: اسے رہنے دو اگر یہ وہی ہوا تو تم اس کو نہیں مار سکو گے اور اگر وہ نہ ہوا تو اس کے مار ڈالنے میں تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں۔

تشریح: يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ: وہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان روک ہو جاتا ہے۔ حدیث میں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔[1] اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ حضرت اُم سلمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو کثرت سے اور باقاعدگی سے پڑھنے کی وجہ پوچھی، آپؐ نے فرمایا اے اُم سلمہؓ انسان کا دل خدا تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے، جسے چاہے ثابت قدم رکھے اور جسے چاہے ٹیڑھا کر دے۔[2] دو انگلیوں سے مراد خدا کی قدرت اور تصرف ہے۔ قرآن کریم نے دلوں کی کجی سے بچنے کے لیے بہت مفید دعا سکھائی ہے: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ (آل عمران:۹) اے ہمارے ربّ! تو ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت (کے سامان) عطا کر۔ یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔

باب ۱۵: قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا (التوبة: ۵۱)

تو (ان سے) کہہ دے ہم کو تو وہی پہنچتا ہے جو اللہ نے ہمارے لئے مقرر کر چھوڑا ہے

قَضَى. قَالَ مُجَاهِدٌ بِفْتِنِيْنَ (الصافات:۱۶۳) بِمُضِلِّيْنَ إِلَّا مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ أَنَّهُ يَصْلَى الْجَحِيمَ. قَدَّرَ فَهَدَى (الأعلى:٤) قَدَّرَ الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَةَ وَهَدَى الْأَنْعَامَ لِمَرَاتِعِهَا.

(كَتَبَ کے معنی ہیں) فیصلہ کر دیا مقرر کر دیا۔ مجاہد نے کہا: بِفْتِنِيْنَ۔ وہ صرف اُنہی کو گمراہ کرنے والے ہیں جن کے لیے اللہ نے مقدر کر دیا کہ وہ جہنم میں پڑے جلیں گے۔ قَدَّرَ فَهَدَى جو فرمایا اس سے یہ مراد ہے کہ اس نے بدبختی اور سعادت مقدر کر دی اور جانوروں کو ان کی چراگاہوں کی طرف رہنمائی کی۔

۶۶۱۹: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ

۶۶۱۹: اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے مجھ سے بیان کیا کہ نضر (بن شمیل) نے ہمیں بتایا۔ داؤد بن ابی فرات نے ہم سے بیان کیا۔ داؤد نے عبداللہ بن بریدہ سے، عبداللہ نے یحییٰ بن یعمر سے روایت کی کہ

[1] (سنن الترمذی، ابواب القدر، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيِ الرَّحْمٰنِ)
[2] (سنن الترمذی، ابواب الدعوات، بَاب ۹۵ روایت نمبر ۳۵۲۲)

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَقَالَ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُونُ فِي بَلَدٍ يَكُونُ فِيهِ وَيَمْكُثُ فِيهِ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَلَدِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن کو بتایا کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ ایک عذاب تھا جو اللہ جن پر چاہتا بھیجا کرتا تھا۔ اب اللہ نے اس کو مؤمنوں کے لئے رحمت بنادیا ہے۔ جو بندہ بھی کسی ایسے شہر میں ہو کہ جس میں یہ طاعون ہو اور وہ اس میں صبر سے اللہ کی رضا مندی چاہتے ہوئے ٹھہرا رہے اس شہر سے نکلے نہیں یقین کرتا ہو کہ اسے صرف وہی مصیبت پہنچے گی جو اللہ نے اس کے لئے مقدر کر دی ہے تو اسے بھی ضرور اتنا ثواب ہو گا جتنا ثواب کہ ایک شہید کو ہوتا ہے۔

أطرافه: ٣٤٧٤، ٥٧٣٤۔

تشریح: قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا: تو (ان سے) کہہ دے ہم کو تو وہی پہنچتا ہے جو اللہ نے ہمارے لئے مقرر کر چھوڑا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ (التوبہ: ۵۱) کہ ہمیں نہیں پہنچے گا کچھ بھی مگر وہی جو اللہ نے لکھ چھوڑا ہے اللہ تعالیٰ ہی ہمارا مولیٰ ہے اور اسی پر توکل کرتے ہیں مؤمن۔ وہ کہتے ہیں کہ جب خدا کہتا ہے کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو پہلے اُس کے لیے لکھ چھوڑا گیا ہے۔ اب کھانا دانہ، کپڑا لتا، روپیہ پیسہ جس قدر خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ اتنا اتنا فلاں کو ملے اس سے زیادہ یا کم نہیں ہوسکتا۔ یا یہ کہ فلاں فلاں کو فلاں طریق سے قتل کرے۔ فلاں فلاں جگہ فلاں کے ہاتھ سے پھانسی پائے۔ تو پھر انسان کا کیا اختیار؟ حالانکہ بات بالکل اور ہے۔ اس جگہ کفار کے ساتھ جنگ کا ذکر خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ جب مسلمانوں کو جنگ سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو منافق لوگ خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا بندوبست پہلے سے کر رکھا تھا اس لیے ہم اس تکلیف

سے بچ گئے۔ مسلمان بیوقوف ہیں کہ اپنے سے طاقتور اور زبردست لوگوں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نادان تم ہو اور اندھے تم ہو۔ تم سمجھتے ہو کہ مسلمان ہار جائیں گے اور کفار اُن پر غلبہ پالیں گے لیکن یہ نہیں ہو گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ خدا نے اپنی سنتِ مقررہ کے ماتحت کہ اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے مقدر کر چھوڑا ہے کہ مسلمان جیت جائیں گے۔ پس یہاں ہر ایک عمل خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت سرزد ہونے کا ذکر نہیں بلکہ صرف اس امر کے مقدر ہونے کا ذکر ہے کہ مؤمن کفار پر غلبہ پائیں گے اور جیت جائیں گے۔ نہ یہ کہ ڈاکہ مارنا، چوری کرنا، ٹھگی کرنا، جھوٹ بولنا خدا نے لکھ دیا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ (المجادلة: ۲۲) میں نے مقدر کر دیا ہے کہ میں اور میرے رسول اپنے دشمنوں پر غالب رہیں۔ پس اس آیت میں كَتَبَ سے مراد انسانی اعمال نہیں بلکہ رسول اور مؤمنوں کی فتح مراد ہے۔"

(تقدیرِ الٰہی، انوار العلوم، جلد ۴ صفحہ ۵۴۳)

بَاب ۱۶: وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (الأعراف: ٤٤) لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (الزمر: ۵۸)

ہم تو ایسے نہیں تھے کہ راہ راست پر آتے اگر اللہ نے ہماری راہنمائی نہ کی ہوتی۔

(اور فرمایا:) اگر اللہ میری راہنمائی کرتا تو میں بھی متقیوں میں سے ہی ہوتا۔

۶۶۲۰: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ هُوَ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَهُوَ يَقُولُ:

۶۶۲۰: ابونعمان نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے جو کہ حازم کے بیٹے ہیں ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابواسحاق (سبیعی) سے، ابواسحاق نے براء بن عازب سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: جنگ خندق کے دن میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ ہمارے ساتھ مٹی ڈھو رہے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا صُمْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا.

اللہ کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم بھی راہ راست پر نہ آتے۔ اور نہ روزے رکھتے اور نہ نمازیں پڑھتے۔ اس لئے تو ہم پر سکینت نازل فرما۔ اور قدموں کو مضبوط رکھ اگر ہمارا مقابلہ ہو جائے۔ اور مشرکوں نے ہی ہم پر زیادتیاں کی ہیں۔ جب کبھی وہ فتنے کا ارادہ کرتے ہیں ہم انکار کرتے ہیں۔

أطرافه: ۲۸۳۶، ۲۸۳۷، ۳۰۳۴، ۴۱۰۴، ۴۱۰۶، ۷۲۳۶۔

تشریح: وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ: ہم تو ایسے نہیں تھے کہ راہ راست پر آتے اگر اللہ نے ہماری راہنمائی نہ کی ہوتی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"منکرین الہام کامل توحید سے بے نصیب ہیں اور ہرگز ممکن نہیں کہ ان کی روح میں سے سچے ایمانداروں کی طرح یہ آواز نکل سکے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ۔ الجزو نمبر ۸ سب تعریفیں خدا کو ہیں۔ جس نے جنت کی طرف ہم کو آپ رہبری کی اور ہم کیا چیز تھے کہ خود بخود منزل مقصود تک پہنچ جاتے اگر خدا رہبری نہ کرتا۔ اِن لوگوں نے خدا تعالیٰ کی قدر شناسی خوب کی کہ جو صفتیں اس کی طرف منسوب کرنی واجب تھیں وہ اپنی عقل کی طرف منسوب کر دیں اور جو جلال اس کا ظاہر کرنا چاہیئے تھا وہ اپنے نفس کا ظاہر کیا۔ اور جو جو طاقتیں اس کے لئے خاص تھیں اُن سب کے مالک آپ بن گئے۔ ان کے حق میں خداوند کریم نے سچ فرمایا ہے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ الجزو نمبر ۷ یعنے الہام کے منکروں نے اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کا کچھ قدر شناخت نہیں کیا۔ اور اس کی رحمت کو جو بندوں کی ہر یک حاجت کے وقت جوش مارتی ہے نہیں پہچانا۔ تب ہی انہوں نے کہا کہ خدا نے کوئی کتاب کسی بشر پر نازل نہیں کی۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد اول، حاشیہ صفحہ ۱۶۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''انسان کے دل پر آزمائش کے طور پر کئی قسم کی حالتیں وارد ہوتی رہتی ہیں۔ آخر خدا تعالیٰ سعید روح کی کمزوری کو دور کر دیتا ہے اور پاکیزگی اور نیکی کی قوت بطور موہبت عطا فرما دیتا ہے۔ پھر اس کی نظر میں وہ سب باتیں مکروہ ہو جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ کی نظر میں مکروہ ہیں۔ اور وہ سب راہیں پیاری ہو جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ کو پیاری ہیں۔ تب اس کو ایک ایسی طاقت ملتی ہے جس کے بعد ضعف نہیں اور ایک ایسا جوش عطا ہوتا ہے جس کے بعد کسل نہیں اور ایسی تقویٰ دی جاتی ہے جس کے بعد معصیت نہیں اور رب کریم ایسا راضی ہو جاتا ہے جس کے بعد سُخط نہیں۔ مگر یہ نعمت دیر کے بعد عطا ہوتی ہے۔ اول اول انسان اپنی کمزوریوں سے بہت سی ٹھوکریں کھاتا ہے اور اسفل کی طرف گرتا ہے مگر آخر اس کو صادق پا کر طاقتِ بالا کھینچ لیتی ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: ۷۰) یعنی نُثَبِّتُهُمْ عَلَى التَّقْوٰى وَ الْاِيْمَانِ وَ نَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَ الْمَحَبَّةِ وَ الْعِرْفَانِ وَ سَنُيَسِّرُهُمْ لِفِعْلِ الْخَيْرَاتِ وَ تَرْكِ الْعِصْيَانِ۔'' (مکتوباتِ احمد، مکتوب بنام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل جلد دوم صفحہ ۵۰، ۵۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۳- کِتَابُ الْأَیْمَانِ وَالنُّذُورِ

قسموں اور نذروں کے متعلق احکام

علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ لفظ اَلْأَیْمَانُ جمع ہے یَمِیْنٌ کی اور اس کے لغوی معنی قوت اور طاقت کے ہیں۔ کام کرنے والے ہاتھ کو بھی یَمِیْنٌ کہتے ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۱۶۳) علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: "یمین" لفظ حلف اُٹھانے اور قسم کھانے پر بھی اطلاق پاتا ہے کیونکہ لوگ جب ایک دوسرے کے ساتھ حلفاً کوئی اقرار کیا کرتے تھے تو ہر کوئی اپنے ساتھی کا دائیاں ہاتھ پکڑ لیتا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ دائیں ہاتھ کا کام کسی چیز کی حفاظت کرنا بھی ہے اور حلف اور قسم کے ذریعہ اُس چیز کی حفاظت کی جاتی ہے جس پر قسم کھائی گئی ہو، لہٰذا حلف اور قسم کو یَمِیْنٌ کہا گیا ہے۔ اور شرعی اصطلاح میں اس کے معروف معنی اللہ تعالیٰ کا نام یا اُس کی کسی صفت کا ذکر کر کے کسی چیز یا بات کو پختہ ٹھہرانا ہیں۔ نیز لکھتے ہیں: اَلنُّذُوْرُ لفظ نَذْرٌ کی جمع ہے اور اس کی اصل الإِنْذَارُ یعنی ڈرانا اور خوف دلانا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۶۲۹) امام راغبؒ بیان کرتے ہیں کہ نَذْرٌ کسی چیز کو جو واجب (یا فرض) نہ ہو، اُسے کسی اَمر کے واقع ہونے کے ساتھ اپنے اوپر واجب قرار دے لینا ہے۔ (المفردات فی غریب القرآن، نذر)

امام بخاریؒ نے کتاب الایمان والنذور میں ۳۳ ابواب کے تحت ۸۷ روایات کا انتخاب کیا ہے۔ ان میں سے ۱۸ نذر کے متعلق ہیں۔ حدیث میں قسم اور نذر کو پورا نہ کرنے کا کفارہ ایک ہی بیان کیا گیا ہے: کَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ۔[1] قسم کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ یمین غموس۔ یعنی جھوٹی قسم۔ کسی واقعہ کے متعلق جانتے ہوئے کہہ دینا اور قسم اٹھانا کہ ایسا نہیں ہے۔ اگر اس قسم میں کسی کا حق مارا گیا ہو یا کسی ظلم کا ارتکاب ہوا تو یہ فعل اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا موجب ہو گا۔ (بخاری، روایت نمبر ۶۶۵۹) ۲۔ یمین منعقدہ۔ کوئی قسم کھائے کہ میں مستقبل میں یہ کام کروں گا یا نہیں کروں گا۔ اگر اس قسم کو توڑے گا تو اس کا کفارہ ادا کرنا ہو گا۔ (سورۂ مائدہ آیت نمبر ۹۰) ۳۔ یمین لغو۔ عادتاً قسم کھانا۔ جیسے تاللہ، باللہ، بات بات پر کہنا۔ اس کا نہ کفارہ ہے نہ مؤاخذہ مگر مومن کو ہر قسم کی لغویات سے بچنے کا حکم ہے۔ (المؤمنون: ۴) والدین کی قسم کھانے، بتوں کی قسم کھانے، اسلام کے علاوہ کسی ملت اور غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں چاند سورج اور کائنات کی مختلف اشیاء کی قسم کھائی ہے، وہ غیر اللہ کی قسم نہیں ہے کیونکہ تخلیقات خالق کے لئے بطور گواہ ہیں۔

---

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند الشامیین، حدیث عقبة بن عامر الجهنی، جزء ۴ صفحہ ۱۴۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کی قسموں کا انسان کی قسموں کے ساتھ قیاس درست نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ کو انسان کی طرح کوئی ایسی مشکل پیش نہیں آتی کہ جو انسان کو قسم کے وقت پیش آتی ہے بلکہ اُس کا قسم کھانا ایک اور رنگ کا ہے جو اُس کی شان کے لائق اور اُس کے قانونِ قدرت کے مطابق ہے اور غرض اُس سے یہ ہے کہ تا صحیفہ قدرت کے بدیہات کو شریعت کے اسرار دقیقہ کے حل کرنے کے لئے بطور شاہد کے پیش کرے اور چونکہ اِس مدعا کو قسم سے ایک مناسبت تھی اور وہ یہ کہ جیسا ایک قسم کھانے والا جب مثلاً خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ میرے اِس واقعہ پر گواہ ہے اِسی طرح خدا تعالیٰ کے بعض کُھلے کُھلے افعال بعض چُھپے ہوئے افعال پر گواہ ہیں اِس لئے اس نے قسم کے رنگ میں اپنے افعال بدیہیہ کو اپنے افعال نظریہ کے ثبوت میں جابجا قرآن کریم میں پیش کیا اور اس کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُس نے غیر اللہ کی قسم کھائی کیونکہ وہ درحقیقت اپنے افعال کی قسم کھاتا ہے نہ کسی غیر کی اور اُس کے افعال اُس کے غیر نہیں ہیں مثلاً اُس کا آسمان یا ستارہ کی قسم کھانا اس قصد سے نہیں ہے کہ وہ کسی غیر کی قسم ہے بلکہ اِس نیت سے ہے کہ جو کچھ اُس کے ہاتھوں کی صنعت اور حکمت آسمان اور ستاروں میں موجود ہے اس کی شہادت بعض اپنے افعال مخفیہ کے سمجھانے کے لئے پیش کرے۔ سو درحقیقت خدا تعالیٰ کی اِس قسم کی قسمیں جو قرآن کریم میں موجود ہیں بہت سے اسرار معرفت سے بھری ہوئی ہیں اور جیسا کہ مَیں ابھی بیان کر چکا ہوں، قسم کی طرز پر ان اسرار کا بیان کرنا محض اِس غرض سے ہے کہ قسم درحقیقت ایک قسم کی شہادت ہے جو شاہد رؤیت کے قائم مقام ہو جاتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کے بعض افعال بھی بعض دوسرے افعال کے لئے بطور شاہد کے واقعہ ہوئے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ قسم کے لباس میں اپنے قانونِ قدرت کے بدیہات کی شہادت اپنی شریعت کے بعض دقائق حل کرنے کے لئے پیش کرتا ہے تا قانونِ قدرت جو خدا تعالیٰ کی ایک فعلی کتاب ہے اس کی قولی کتاب پر شاہد ہو جائے اور تا اس کے قول اور فعل کی باہم مطابقت ہو کر طالب صادق

کے لئے مزید معرفت اور سکینت اور یقین کا موجب ہو اور یہ ایک عام طریق اللہ جلّ شانہٗ کا قرآن کریم میں ہے کہ اپنے افعال قدرتیہ کو جو اُس کی مخلوقات میں باقاعدہ منضبط اور مترتب پائے جاتے ہیں اقوال شرعیہ کے حل کرنے کے لئے جابجا پیش کرتا ہے تا اِس بات کی طرف لوگوں کو توجہ دلاوے کہ یہ شریعت اور یہ تعلیم اُسی ذات واحد لاشریک کی طرف سے ہے جس کے ایسے افعال موجود ہیں جو اُس کے اِن اقوال سے مطابقت کلّی رکھتے ہیں کیونکہ اقوال کا افعال سے مطابق آجانا بلاشبہ اِس بات کا ایک ثبوت ہے کہ جس کے یہ افعال ہیں اُسی کے یہ اقوال ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵، حاشیہ صفحہ ۹۶ تا ۹۸)

بَاب ۱ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تمہاری قسموں میں جو لغو ہو اُس پر اللہ تم سے مؤاخذہ نہیں کرتا

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(المائدۃ: ۹۰)

بلکہ ان قسموں کی وجہ سے تم سے مؤاخذہ کرتا ہے جو تم نے پختہ نیت سے کھائی ہیں تو ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہو گا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو یا ان کو کپڑا پہنانا ہو گا یا ایک گردن کو آزاد کرنا ہو گا۔ جو طاقت نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی نگہداشت رکھو، اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم قدر کرو۔

٦٦٢١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

۶۶۲۱: محمد بن مقاتل ابوالحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ ہشام بن عروہ نے ہم سے بیان کیا۔ ہشام نے اپنے

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ يَّحْنَثُ فِي يَمِينٍ قَطُّ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ وَقَالَ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتُ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَّمِينِي.

باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی قسم کو کبھی نہ توڑتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے قسم کے کفارہ کا حکم نازل کیا تو انہوں نے کہا: میں کوئی ایسی قسم نہیں کھاؤں گا کہ اس کے سوا کسی اور کو اس سے بہتر سمجھوں تو میں ضرور وہی کروں گا جو بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔

طرفہ: ٤٦١٤۔

٦٦٢٢: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَّسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ.

۶۶۲۲: ابو نعمان محمد بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم نے ہمیں بتایا۔ حسن (بصری) نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عبد الرحمٰن بن سَمُرہؓ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبد الرحمٰن بن سَمُرہ! حکومت کی درخواست نہ کرو۔ اگر مانگنے پر تمہیں وہ دی گئی تو تمہیں اُس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا اور اگر بن مانگے تمہیں وہ دی جائے تو پھر تمہاری اس میں مدد کی جائے گی اور اگر تم کوئی قسم کھاؤ اور پھر اس کے سوا کسی دوسری (بات) کو اُس سے بہتر سمجھو تو اپنی قسم کا کفارہ دو اور وہ کرو جو بہتر ہے۔

أطرافہ: ٦٧٢٢، ٧١٤٦، ٧١٤٧۔

٦٦٢٣: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ

۶۶۲۳: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے غیلان بن جریر سے، غیلان نے ابو بُردہ سے، ابو بُردہ نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں اشعریوں کی ایک

مِّنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ قَالَ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللهُ أَنْ نَّلْبَثَ ثُمَّ أُتِيَ بِثَلَاثِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى فَحَمَلَنَا عَلَيْهَا فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا – أَوْ قَالَ بَعْضُنَا – وَاللهِ لَا يُبَارَكُ لَنَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا فَارْجِعُوا بِنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُذَكِّرُهُ فَأَتَيْنَاهُ فَقَالَ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللهُ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ – إِنْ شَاءَ اللهُ – لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ أَوْ أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَّمِينِي.

جماعت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ آپؐ سے سواری مانگوں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں تمہیں سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر تمہیں سوار کروں۔ کہتے تھے کہ ہم جب تک اللہ نے چاہا کہ ٹھہرے رہیں ہم ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد آپؐ کے پاس تین اونٹ جو عمدہ سفید کہانوں والے تھے، لائے گئے تو آپؐ نے ہمیں ان پر سوار کیا۔ جب ہم چلے ہم نے کہا یا ہم میں سے کسی نے کہا: اللہ کی قسم ہمیں کبھی برکت نہ دی جائے گی۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ سے سواری مانگنے آئے تو آپؐ نے قسم کھائی کہ آپؐ ہمیں سواری نہیں دیں گے، پھر آپؐ نے ہمیں سواری دی۔ آؤ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس جائیں اور آپؐ کو یاد دلائیں۔ چنانچہ ہم آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ فرمانے لگے: میں نے تمہیں سواری نہیں دی بلکہ اللہ نے تمہیں سواری دی اور بخدا، اللہ نے چاہا تو میں کبھی قسم کھاؤں گا پھر اس کے علاوہ دوسری کو اس سے بہتر سمجھوں گا تو ضرور ہی اپنی قسم کا کفارہ ادا کروں گا اور وہ بات کروں گا جو بہتر ہو یا (فرمایا) جو بہتر ہو وہ کروں گا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔

أطرافه: ٣١٣٣، ٤٣٨٥، ٤٤١٥، ٥٥١٧، ٥٥١٨، ٦٦٤٩، ٦٦٧٨، ٦٦٨٠، ٦٧١٨، ٦٧١٩، ٦٧٢١، ٧٥٥٥۔

٦٦٢٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ

۶۶۲۴: اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہمیں بتایا۔

هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ...

معمر نے ہمام بن منبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: یہ وہ حدیث ہے جو حضرت ابوہریرہؓ نے ہم سے بیان کی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: ہم سب سے آخر میں ہیں، قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔

أطرافه: ٢٣٨، ٨٧٦، ٨٩٦، ٢٩٥٦، ٣٤٨٦، ٦٨٨٧، ٧٠٣٦، ٧٤٩٥۔

٦٦٢٥: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ لَأَنْ يَلِجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي افْتَرَضَ اللهُ عَلَيْهِ.

۶۶۲۵: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم اگر تم میں سے کوئی اپنی قسم پر جو اُس نے گھر والوں کے متعلق کھائی ہے اَڑ جائے تو یہ اللہ کے نزدیک اسے زیادہ گنہگار کرنے والی ہو گی بنسبت اس کے کہ وہ اپنی قسم توڑ کر اس کا وہ کفارہ ادا کر دے جو اللہ نے اس پر مقرر کیا ہے۔

طرفه: ٦٦٢٦۔

٦٦٢٦: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَلَجَّ فِي أَهْلِهِ بِيَمِينٍ فَهُوَ أَعْظَمُ إِثْمًا لِيَبَرَّ يَعْنِي الْكَفَّارَةَ.

۶۶۲۶: اسحاق یعنی ابراہیم کے بیٹے نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن صالح نے ہمیں بتایا۔ معاویہ (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا۔ معاویہ نے یحییٰ (بن ابی کثیر) سے، یحییٰ نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی قسم کی وجہ سے اپنے گھر والوں کے متعلق اَڑا رہے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ وہ اپنی قسم کو پورا کرے یعنی کفارہ دے۔

طرفه: ٦٦٢٥۔

تشریح: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ: تمہاری قسموں میں جو لغو ہو اُس پر اللہ تم سے مؤاخذہ نہیں کرتا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ لغو قسموں پر تم سے کوئی مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ اس جگہ لغو قسموں سے تین

قسم کی قسمیں مراد ہیں۔ اوّل عادت کے طور پر قسمیں کھانا۔ یعنی ہر وقت وَاللہ، بِاللہ، ثُم، تَاللہ کہتے رہنا۔ دوم ایسی قسم جس کا کھانے والا یقین رکھتا ہو کہ وہ درست ہے لیکن اس کا یقین غلط ہو۔ مثلاً کسی شخص کے متعلق قسم کھانا کہ وہ وہاں ہے حالانکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے آنے کے بعد وہاں سے چلا گیا ہو۔ سوم ایسی قسم جو شدید غصہ کے وقت کھائی جائے جب ہوش و حواس ٹھکانے نہ ہوں یا حرام شے کے استعمال یا فرض و واجب عمل کے ترک کے متعلق کسی وقتی جوش کے ماتحت قسمیں کھالینا۔ یہ سب قسمیں لغو ہیں اور ان کے توڑنے پر کوئی کفارہ نہیں۔ چونکہ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قسموں سے روکا تھا، اس لئے اب بتایا کہ مؤاخذہ صرف ایسی قسموں پر ہوگا جن کو لغو قرار نہ دیا جا سکے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ چونکہ مؤاخذہ نہیں ہوگا اِس لئے اب کسی احتیاط کی بھی ضرورت نہیں، بیشک رات دن لغو قسمیں کھاتے رہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے متعلق یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون:۴) مومن لغو باتوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ پس لغو قسمیں کھانے والا یقیناً مخطی یا گنہگار ہے اور اُسے اپنے گناہ پر توبہ اور ندامت کا اظہار کرنا چاہیئے۔ ہاں اُن کے توڑنے پر کسی کفارہ کی ضرورت نہیں۔ اِسی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے لَا يُؤَاخِذُكُم کے الفاظ بیان فرمائے ہیں۔ یعنی اگر وقتی جوش کے ماتحت ایسی قسم کھالی جائے تو گناہ نہ ہوگا ہاں اگر جان بوجھ کر کوئی شخص ایسی قسم کھائے تو اُسے یقیناً گناہ ہوگا۔

بعض لوگوں نے لَا يُؤَاخِذُ کے معنے لَا بَأْسَ بِهٖ یا لَا حَرَجَ فِيْ ذٰلِكَ کے کئے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں مگر یہ صحیح نہیں۔ یہاں پر ایک تو مؤاخذہ کی نفی کی ہے اور دوسرے لغو قسموں سے پرہیز کی تاکید کی ہے۔

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ (البقرۃ:۲۲۶) میں گذشتہ تینوں قسموں کی نفی کر دی گئی ہے کیونکہ قسم عادتاً ہو یا غصّہ اور بے احتیاطی سے ہو، ان میں سے کوئی قسم بھی عمداً نہیں ہوتی بلکہ بعض وقت تو انسان کو پتہ بھی نہیں لگتا اور وہ قسم کھا جاتا ہے۔ پس کسب قلب سے مراد یہی ہے کہ عمداً قسم کھائی جائے۔ ایک واقعہ کے متعلق وہ سمجھتا ہو کہ یوں ہے مگر پھر اس کے خلاف قسم کھا جائے۔ ایسی قسم کا کفارہ اللہ تعالیٰ

نے سورۂ مائدہ میں اِن الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ (المائدۃ:۹۰) یعنی قسم توڑنے کا کفارہ دس مساکین کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے۔ ایسا کھانا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا اُن کے لئے لباس مہیا کرنا ہے یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے لیکن جسے اس بات کی توفیق نہ ہو اُس پر تین دن کے روزے واجب ہیں۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جبکہ تم قسم کھانے کے بعد انہیں توڑ دو.....

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ میں غفور کے لفظ سے بتا دیا کہ اگر تم ایسی قسموں سے اجتناب کرو گے اور توبہ کرو گے تو ہم تمہیں بخش دیں گے اور حلیم کہہ کر اس طرف توجہ دلائی کہ ہم نے لغو قسموں پر اس لئے گرفت نہیں کی کہ اگر ہم ان قسموں پر گرفت کرنا شروع کر دیں تو تمہارا بچنا مشکل ہو جائے۔"

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ، جلد ۲ صفحہ ۵۰۷ تا ۵۰۹)

بَاب ۲: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللّٰهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: اللہ کی قسم

۶۶۲۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمْرَتِهِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمْرَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمْرَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ

۶۶۲۷: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اسماعیل بن جعفر سے، اسماعیل نے عبداللہ بن دینار سے، عبداللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستۂ فوج بھیجا اور اُن پر حضرت اُسامہ بن زیدؓ کو امیر مقرر فرمایا تو بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے، فرمایا: اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کیا کرتے تھے اور

إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

اللہ کی قسم وہ بھی امارت کے یقیناً لائق تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو مجھے بہت ہی پیارے ہیں اور یہ بھی اس کے بعد انہی لوگوں میں سے ہے جو مجھے بہت ہی پیارے ہیں۔

أطرافه: ۳۷۳۰، ٤٢٥٠، ٤٤٦٨، ٤٤٦٩، ۷۱۸۷۔

بَاب۳: كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کیا ہوا کرتی تھی

وَقَالَ سَعْدٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ.

حضرت سعدؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔

وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا هَا اللهِ إِذًا. يُقَالُ وَاللهِ وَبِاللهِ وَتَاللهِ.

اور ابو قتادہ نے کہا: حضرت ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہا: لَا، هَا اللهِ إِذًا۔ یوں بھی کہا جاتا ہے: وَاللهِ اور بِاللهِ اور تَاللهِ۔

٦٦٢٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ.

۶۶۲۸: محمد بن یوسف (فریابی) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بھی قسم ہوتی: لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ۔

أطرافه: ٦٦١٧، ۷۳۹۱۔

٦٦٢٩: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۶۲۹: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالملک (بن عمیر) سے، عبدالملک نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے،

قَالَ إِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ.

حضرت جابرؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اب جو قیصر مرا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور اب جو کسریٰ مرا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ اسی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور بالضرور ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

أطرافه: ۳۱۲۱، ۳۶۱۹۔

٦٦٣٠: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ.

۶۶۳۰: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی، (کہا) سعید بن مسیب نے مجھے بتایا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر (یہ) کسریٰ مرا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہو گا اور اگر قیصر مرا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہو گا اور اسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، تم ضرور ہی ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

أطرافه: ۳۰۲۷، ۳۱۲۰، ۳۶۱۸۔

٦٦٣١: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا.

۶۶۳۱: محمد (بن سلام) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اے محمد کی اُمت! اللہ کی قسم، اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم روتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

أطرافه: ۱۰۴۴، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۵۰، ۱۰۵۶، ۱۰۵۸، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۲۱۲، ۳۲۰۳، ۴۶۲۴، ۵۲۲۱۔

٦٦٣٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ يَا عُمَرُ.

أطرافه: ٣٦٩٤، ٦٢٦٤۔

۶۶۳۲: یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا، کہا: ابن وہب نے مجھے بتایا۔ حیوہ نے مجھے خبر دی، کہا: ابوعقیل زہرہ بن معبد نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام سے سنا۔ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپؐ حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپؐ سے کہا: یارسول اللہ! آپؐ مجھے ہر ایک چیز سے زیادہ پیارے ہیں مگر میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے نفس سے بھی بڑھ کر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس وقت تک نہیں، جب تک کہ میں تمہیں تمہارے نفس سے بھی بڑھ کر پیارا نہ ہو جاؤں۔ تو حضرت عمرؓ نے آپؐ سے کہا: تو پھر اب یہ ایسا ہی ہوگا۔ اللہ کی قسم! آپؐ مجھے میرے نفس سے بھی بڑھ کر پیارے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! اب ٹھیک ہے۔

٦٦٣٣ - ٦٦٣٤: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا

۶۶۳۳-۶۶۳۴: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے، عبیداللہ نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن خالدؓ سے روایت کی۔ ان دونوں نے ان کو بتایا کہ دو شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا جھگڑا لائے۔ ان میں سے ایک نے کہا: کتاب اللہ کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ فرماویں اور دوسرے

بِكِتَابِ اللهِ وَقَالَ الْآخَرُ - وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا - أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَأْذَنْ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا - قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيفُ الْأَجِيرُ - زَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسٌ الْأَسْلَمِيُّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

نے کہا، اور وہ ان دونوں میں سے زیادہ سمجھ دار تھا، ہاں یا رسول اللہ! کتاب اللہ کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ فرماویں۔ مجھے اجازت دیں کہ میں بیان کروں۔ آپؐ نے فرمایا: بیان کرو۔ اس نے کہا: میرا بیٹا اس شخص کے پاس نوکر تھا۔ مالک نے کہا: عسیف نوکر کو کہتے ہیں۔ اُس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا اور لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا تو میں نے سو بکریاں اور اپنی ایک لونڈی (اس کو) دے کر اس کو چھڑا لیا ہے۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا: انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو جو سزا ہونی چاہیئے تو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور سنگسار تو اس کی بیوی کو کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ تمہاری بکریاں اور تمہاری لونڈی جو ہیں تو یہ تمہیں واپس ملیں گی اور آپؐ نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے لگوائے اور ایک سال کے لئے اس کو جلاوطن کر دیا اور اُنیس اسلمیؓ کو حکم دیا گیا کہ وہ دوسرے کی بیوی کے پاس جائے۔ اگر وہ اقرار کرے تو اس کو سنگسار کرے۔ چنانچہ اُس نے اعتراف کیا اور اُنیس نے اس کو سنگسار کیا۔

أطراف الحديث: ٦٦٣٣: ٢٣١٥، ٢٦٩٥، ٢٧٢٤، ٦٨٢٧، ٦٨٣٣، ٦٨٣٥، ٦٨٤٢، ٦٨٥٩، ٧١٩٣، ٧٢٥٨، ٧٢٦٠، ٧٢٧٨۔

أطراف الحديث: ٦٦٣٤: ٢٣١٤، ٢٦٤٩، ٢٦٩٦، ٢٧٢٥، ٦٨٢٨، ٦٨٣١، ٦٨٣٦، ٦٨٤٣، ٦٨٦٠، ٧١٩٤، ٧٢٥٩، ٧٢٧٩۔

٦٦٣٥: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِّنْ تَمِيمٍ وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَغَطَفَانَ وَأَسَدٍ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ قَالُوا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ خَيْرٌ مِّنْهُمْ.

أطرافه: ٣٥١٥، ٣٥١٦۔

۶۶۳۵: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ وہب (بن جریر) نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے محمد بن ابی یعقوب سے، محمد نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: بھلا بتاؤ اگر اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ بہتر ہوں تمیم اور عامر بن صعصعہ اور غطفان اور اسد سے، تو یہ نامراد رہے اور گھاٹے میں پڑے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ ان سے بہتر ہیں۔

٦٦٣٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا فَجَاءَهُ الْعَامِلُ حِينَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي فَقَالَ لَهُ أَفَلَا قَعَدْتَّ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ فَنَظَرْتَ أَيُهْدَى لَكَ أَمْ لَا؟ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلَاةِ فَتَشَهَّدَ وَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ

۶۶۳۶: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی، کہا: عروہ نے مجھے خبر دی۔ عروہ نے حضرت ابوحمید ساعدیؓ سے روایت کی۔ انہوں نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محصل مقرر کیا اور وہ محصل جب اپنے کام سے فارغ ہوا آپؐ کے پاس آیا۔ وہ کہنے لگا: یارسول اللہ! یہ آپؐ کے لئے ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ آپؐ نے اسے فرمایا: تم پھر اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے اور پھر دیکھ لیتے تمہیں تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کو نماز کے بعد کھڑے ہوئے اور تشہد پڑھا اور اللہ کی وہ کچھ تعریف کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا: امابعد، محصل کی یہ کیا

الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ فَيَأْتِينَا فَيَقُولُ هَذَا مِنْ عَمَلِكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي أَفَلَا قَعَدَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَنَظَرَ هَلْ يُهْدَى لَهُ أَمْ لَا؟ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ فَقَدْ بَلَّغْتُ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ حَتَّى إِنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى عُفْرَةِ إِبْطَيْهِ.

حالت ہے کہ ہم اس کو مقرر کرتے ہیں اور پھر وہ ہمارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یہ تو تمہارا مالیہ ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہتا اور پھر دیکھتا کیا اسے تحفے دیئے جاتے ہیں یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، تم میں سے جو کوئی بھی اس (زکوٰۃ کے) مال میں کچھ بھی خیانت کرے گا تو ضرور ہی وہ قیامت کے دن اُس کو اپنی گردن پر اُٹھائے ہوئے لائے گا۔ اگر اونٹ ہو گا تو اس کو لائے گا وہ بڑبڑا رہا ہو گا اور اگر گائے ہوئی تو اس کو لائے گا وہ بائیں بائیں کرتی ہو گی اور اگر بکری ہو گی تو اسے لائے گا کہ وہ مَیں مَیں کر رہی ہو گی۔ دیکھو میں نے پیغام حق پہنچا دیا۔ حضرت ابو حمیدؓ نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اتنا اونچا اُٹھایا کہ ہم آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ رہے تھے۔

قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ وَقَدْ سَمِعَ ذَلِكَ مَعِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلُوهُ.

حضرت ابو حمیدؓ نے کہا: اور میرے ساتھ زید بن ثابتؓ نے بھی یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی، تم ان سے پوچھ لو۔

أطرافه: ۹۲۵، ۱۵۰۰، ۲۵۹۷، ۶۹۷۹، ۷۱۷۴، ۷۱۹۷۔

٦٦٣٧: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ هُوَ ابْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا

۶۶۳۷: ابراہیم بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام جو کہ یوسف کے بیٹے ہیں، نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی

أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا.

قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اگر تم جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو تم روتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

طرفہ: ٦٤٨٥۔

٦٦٣٨: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قُلْتُ مَا شَأْنِي أَيُرَى فِيَّ شَيْءٌ مَّا شَأْنِي فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ وَتَغَشَّانِي مَا شَاءَ اللهُ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا.

٦٦٣٨: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش نے معرور سے، معرور نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں آپؐ کے پاس پہنچا اور آپؐ اس وقت کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے یہ فرمارہے تھے: وہ لوگ بڑے ہی گھاٹے میں ہیں کعبہ کے ربّ کی قسم، وہ بڑے ہی گھاٹے میں ہیں کعبہ کے ربّ کی قسم۔ میں نے پوچھا: میرا کیا حال ہے؟ کیا میرے متعلق آپؐ کو کچھ معلوم ہوا ہے؟ یہ کہہ کر میں آپؐ کے پاس بیٹھ گیا اور آپؐ یہ فرمارہے تھے: مجھ سے چپ نہ رہا گیا اور جو حالت اللہ نے چاہی مجھ پر طاری ہوگئی تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ نے فرمایا: وہی جو بہت مالدار ہیں مگر وہ نہیں جو اس طرح اور اس طرح اور اس طرح خرچ کریں۔

طرفہ: ١٤٦٠۔

٦٦٣٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

٦٦٣٩: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ ابوالزناد نے ہم سے بیان کیا۔ ابوالزناد نے عبدالرحمٰن اعرج سے، عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ رسول اللہ ﷺ

سُلَيْمَانُ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِينَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيعًا فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَايْمُ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ.

نے فرمایا: حضرت سلیمانؑ نے کہا: آج رات میں توّے بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ان میں سے ہر عورت ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ ان کا رفیق ان سے کہنے لگا: انشاء اللہ کہیں مگر انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا اور وہ ان سب عورتوں کے پاس سے ہو آئے مگر ان میں سے کوئی بھی حاملہ نہ ہوئی مگر ایک ہی عورت جو ادھورا انسان جنی۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو سبھی شہسوار بن کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔

أطرافه: ٢٨١٩، ٣٤٢٤، ٥٢٤٢، ٦٧٢٠، ٧٤٦٩۔

٦٦٤٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَةٌ مِّنْ حَرِيرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَدَاوَلُونَهَا بَيْنَهُمْ وَيَعْجَبُونَ مِنْ حُسْنِهَا وَلِينِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْجَبُونَ مِنْهَا قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا.

۶۶۴۰: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحاق (سبیعی) سے، ابواسحاق نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی کپڑا ہدیہ بھیجا گیا۔ لوگ اس کو آپس میں ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ لینے لگے اور اس کی خوبصورتی اور نرمی کو دیکھ کر تعجب کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس سے تعجب کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں یارسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، سعد کے رومال جنت میں اس سے بھی بہتر ہوں گے۔

لَمْ يَقُلْ شُعْبَةُ وَ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي

شعبہ اور اسرائیل نے ابواسحاق سے روایت کرتے

إِسْحَاقَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ.

أطرافه: ٣٢٤٩، ٣٨٠٢، ٥٨٣٦۔

ہوئے یوں نہیں کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔

٦٦٤١: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ مَا كَانَ مِمَّا عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ أَخْبَاءٍ أَوْ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَّذِلُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ خِبَائِكَ - شَكَّ يَحْيَى - ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ أَهْلُ أَخْبَاءٍ أَوْ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَّعِزُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ خِبَائِكَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ قَالَ لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ.

أطرافه: ٢٢١١، ٢٤٦٠، ٣٨٢٥، ٥٣٥٩، ٥٣٦٤، ٥٣٧٠، ٧١٦١، ٧١٨٠۔

۶۶۴۱: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) عروہ بن زبیر نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ نے کہا: یارسول اللہ! جتنے بھی ڈیروں والے یا ڈیرہ والے سطح زمین پر ہیں اُن میں سے کسی کا بھی ذلیل ہونا مجھ کو اتنا پسند نہیں تھا جتنا آپؐ کے ڈیرے والوں کا یا ڈیرہ والوں کا۔ یحییٰ (بن بکیر) نے شک کیا (کہ ڈیرے کہا یا ڈیرہ)۔ پھر آج یہ حالت ہے کہ اب کوئی ڈیروں والے یا (کہا) ڈیرہ والے مجھے ان کا معزز ہونا اتنا پسند نہیں جتنا کہ آپؐ کے ڈیرے والوں یا (کہا) ڈیرہ والوں کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی اور زیادہ تمہیں پسند ہو گا، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ وہ کہنے لگیں: یارسول اللہ! ابوسفیان ایک کنجوس آدمی ہے تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہو گا اگر میں اس مال سے جو اس کا ہے (اپنے بچوں کو) کچھ کھلاؤں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں مگر دستور کے مطابق۔

٦٦٤٢: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا

۶۶۴۲: احمد بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ شریح بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ ابراہیم بن یوسف نے ہم

إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضِيفٌ ظَهْرَهُ إِلَى قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ يَمَانِيٍّ إِذْ قَالَ لِأَصْحَابِهِ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا بَلَى قَالَ أَفَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا بَلَى قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

سے بیان کیا۔ ابراہیم نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ابواسحاق سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے عمرو بن میمون سے سنا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا: ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چمڑے کے یمنی خیمے سے پشت لگائے کھڑے تھے۔ تب آپؐ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ جنتیوں میں چوتھائی تم ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں کیوں نہیں ضرور۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ جنتیوں میں تہائی تم ہو؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں ضرور۔ آپؐ نے فرمایا: اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، میں ضرور اُمید رکھتا ہوں کہ جنتیوں میں تم آدھے ہوگے۔

طرفہ: ٦٥٢٨۔

٦٦٤٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ (الإخلاص:٢) يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ - وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا - فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي

۶۶۴۳: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا۔ وہ اسے بار بار دُہرا رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہ شخص اس سورۃ کا پڑھنا تھوڑا سمجھتا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ.

أطرافه: ٥٠١٣، ٥٠١٤، ٥٠١٥، ٧٣٧٤۔

فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ سورۃ تو تہائی قرآن کے برابر ہے۔

٦٦٤٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَتِمُّوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ.

أطرافه: ٤١٩، ٧١٨، ٧١٩، ٧٢٣، ٧٢٥، ٧٤٢۔

۶۶۴۴: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ حبان (بن ہلال) نے ہمیں خبر دی۔ ہمام (بن یحییٰ) نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے ہمیں بتایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: رکوع اور سجدہ پورا کیا کرو۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے جب تم رکوع کرتے ہو اور جب تم سجدہ کر رہے ہوتے ہو، دیکھ رہا ہوتا ہوں۔

٦٦٤٥: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا أَوْلَادٌ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ.

أطرافه: ٣٧٨٦، ٥٢٣٤۔

۶۶۴۵: اسحاق (بن راہویہ) نے ہم سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہمیں خبر دی۔ شعبہ نے ہشام بن زید سے، ہشام نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ ایک انصاری عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، اُس کے ساتھ اُس کے بچے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، لوگوں میں سے تم مجھے بہت پیارے ہو۔ آپؐ نے اُس سے تین بار یہ فرمایا۔

تشریح: كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کیا ہوا کرتی تھی۔ زیر باب ۱۸ روایات میں امام بخاریؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسموں کے ۴، الفاظ نقل کئے ہیں جو یہ ہیں: (۱) وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ۔ (اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے) نو دفعہ۔ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ۔ (اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے) پانچ دفعہ۔ وَايْمُ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ۔ (اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے) ایک دفعہ۔ (۲) وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ۔ (دلوں کو پھیرنے والے کی قسم) ایک دفعہ۔ (۳) وَاللهِ۔ (اللہ کی قسم) ایک دفعہ۔ (۴) وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ (اور کعبہ کے ربّ کی قسم) ایک دفعہ۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا اس باب کو قائم کرنے کا مقصد اُن الفاظ کا ذکر کرنا ہے جنہیں قسم کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عموماً یا اکثر استعمال فرمایا کرتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے الفاظ "لَا هَا اللهُ" آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً منقول نہیں بلکہ تقریراً ثابت ہیں، کیونکہ روایت میں ذکر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے سامنے یہ الفاظ ادا کیے تھے۔ بعض اہل لغت کے نزدیک "لَا هَا اللهُ" میں "هَا" بدل ہے "وَ" کا۔ یعنی یہ دراصل "لَا وَاللهِ" ہے۔ جبکہ بعض کے نزدیک "هَا" بھی ایک حرفِ قسم ہے جیسے وَاللهِ، بِاللهِ اور تَاللهِ میں وَ، بِ اور تَ حروفِ قسم ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۶۴۰، ۶۴۱)

بَاب ٤: لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ

اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھایا کرو

٦٦٤٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ – وَهُوَ يَسِيرُ فِي رَكْبٍ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ – فَقَالَ أَلَا إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ.

۶۶۴۶: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے نافع سے، نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر بن خطابؓ سے آملے اور وہ ایک قافلہ کے ساتھ جا رہے تھے، وہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: دیکھو! اللہ تمہیں منع فرماتا ہے کہ تم اپنے باپ دادوں کی قسمیں کھاؤ۔ جس نے قسم کھانی ہی ہو تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

أطرافه: ٢٦٧٩، ٣٨٣٦، ٦١٠٨، ٦٦٤٧، ٦٦٤٨، ٧٤٠١۔

٦٦٤٧: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ

۶۶۴۷: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ قَالَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

(عبداللہ) بن وہب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کی، کہا: سالم نے بیان کیا: حضرت ابن عمرؓ کہتے تھے: میں نے حضرت عمرؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اللہ تمہیں منع فرماتا ہے کہ تم اپنے باپ دادوں کی قسمیں کھاؤ۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے: اللہ کی قسم جب سے میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اُن (آباء) کی قسم نہیں کھائی۔ نہ خود اُن کا نام لیا اور نہ کسی دوسرے کی زبانی نقل کیا۔

قَالَ مُجَاهِدٌ: أَوْ أَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ (الأحقاف:٥) يَأْثُرُ عِلْمًا.

مجاہد نے کہا: (یہ جو سورۃ احقاف میں فرمایا ہے:) أَوْ أَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ۔ (اس کے معنی ہیں:) یا کوئی علم کی بات ہی نقل کی جائے۔

تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

یونس کی طرح اس حدیث کو عقیل اور زبیدی اور اسحاق کلبی نے بھی زُہری سے روایت کیا۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ..

اور (سفیان) ابن عیینہ اور معمر نے بھی زُہری سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ زُہری نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو سنا۔

أطرافه: ٢٦٧٩، ٣٨٣٦، ٦١٠٨، ٦٦٤٦، ٦٦٤٨، ٧٤٠١۔

٦٦٤٨: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ

۶۶۴۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن مسلم نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ بن دینار نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے باپ دادوں کی قسمیں نہ کھایا کرو۔

أطرافه: ٢٦٧٩، ٣٨٣٦، ٦١٠٨، ٦٦٤٦، ٦٦٤٧، ٧٤٠١۔

٦٦٤٩: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ بَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّينَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فِيهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي تَيْمِ اللهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاهُ إِلَى الطَّعَامِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَّا آكُلَهُ فَقَالَ قُمْ فَلَأُحَدِّثَنَّكَ عَنْ ذَاكَ إِنِّي أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّونَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

۶۶۴۹: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب (بن عبدالمجید ثقفی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے ابوقلابہ اور قاسم تمیمی سے، ان دونوں نے زہدم بن حارث سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جرم کے اس قبیلہ اور اشعریوں کے درمیان دوستی اور برادری تھی۔ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس (بیٹھے) تھے۔ اتنے میں ان کے سامنے کھانا رکھا گیا جس میں مرغ کا گوشت تھا اور اُن کے پاس بنوتیم اللہ قبیلے کا سرخ رنگ کا ایک شخص تھا جیسے کہ وہ غلاموں میں سے تھا تو حضرت ابوموسیٰؓ نے اس کو بھی کھانے کے لئے بلایا۔ وہ کہنے لگا: میں نے اس کو کچھ کھاتے ہوئے دیکھا تو مجھے اس سے گھن آئی اور میں نے قسم کھائی کہ اسے کبھی نہیں کھاؤں گا۔ انہوں نے کہا: اُٹھو آؤ بھی، میں تمہیں اس کے متعلق کچھ بتاتا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ اشعری لوگوں سمیت آیا کہ ہم آپؐ سے سواری مانگیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں تمہیں کوئی سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس ہے بھی نہیں جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس غنیمت کے کچھ اونٹ لائے گئے اور آپؐ نے ہمارے متعلق دریافت فرمایا۔ پوچھا: وہ اشعری لوگ کہاں ہیں؟

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ وَاللهِ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّا أَتَيْنَاكَ لِتَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا وَمَا عِنْدَكَ مَا تَحْمِلُنَا فَقَالَ إِنِّي لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلَكِنَّ اللهَ حَمَلَكُمْ وَاللهِ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا.

اور ہمیں پانچ اونٹ جو سفید کہانوں والے تھے دینے کا حکم فرمایا۔ جب ہم چلے ہم نے کہا: ہم نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ آپؐ ہمیں کوئی سواری نہیں دیں گے اور آپؐ کے پاس کوئی سواری نہیں کہ جس پر ہمیں سوار کریں، پھر ہمیں سواری بھی دے دی۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو آپؐ کی قسم کے متعلق لاعلمی میں رکھ کر ناجائز فائدہ اُٹھایا۔ اللہ کی قسم ہم کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ (یہ خیال کر کے) ہم آپؐ کے پاس واپس گئے اور کہا: ہم اس لئے آئے تھے کہ ہم آپؐ سے سواری مانگیں۔ آپؐ نے قسم کھائی کہ آپؐ ہمیں سواری نہیں دیں گے اور نہ ہی آپؐ کے پاس کوئی ہے جس پر آپؐ ہمیں سوار کریں۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے تو تمہیں سواری نہیں دی بلکہ اللہ نے تمہیں سواری دی۔ اللہ کی قسم میں جو ایسی قسم کھاؤں کہ پھر اس کے علاوہ کسی اور کو بہتر سمجھوں تو ضرور ہی وہی کروں جو اس سے بہتر ہے اور اس کو توڑ کر اس کا کفارہ دے دوں۔

أطرافه: ٣١٣٣، ٤٣٨٥، ٤٤١٥، ٥٥١٧، ٥٥١٨، ٦٦٢٣، ٦٦٧٨، ٦٦٨٠، ٦٧١٨، ٦٧١٩، ٦٧٢١، ٧٥٥٥۔

تشریح: لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ: اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھایا کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عمرؓ ایک دفعہ اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو پکار کر فرمایا کہ سنو اللہ تمہیں اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے۔ جسے قسم کھانے کی ضرورت پیش آئے وہ اللہ کی قسم کھائے یا پھر خاموش رہے۔ (بخاری، کتاب الادب، باب من لم یر اکفار من قال ذالك

متأولا اوجاهلا) اوّل تو بعض لوگوں کو ذرا ذرا سی بات پر اللہ کی قسم کھانے کی عادت ہوتی ہے، عام رواج پڑ گیا ہے، یہ اس طرح قسمیں کھانی بھی نہیں چاہئیں۔ بعض حالات میں بعض مجبوریوں کے تحت قسم کھانی پڑتی ہے تو اس وقت کھائی جائے اور یہ ذہن میں ہو کہ اللہ تعالیٰ کو مَیں اس میں گواہ بنا رہا ہوں۔ آپؐ کو یہ کسی بھی صورت میں برداشت نہیں تھا کہ جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس کے قریب کوئی انجانے میں بھی آسکے۔ پھر اگر کہیں سے ہلکا سا شائبہ بھی ہوتا کہ بعض عمل شرک کی طرف لے جانے والے ہیں، آپؐ اس کو سختی سے ردّ فرمایا کرتے تھے۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ فروری ۲۰۰۵، جلد ۳ صفحہ ۶۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"محاورۃً قسم کھانا یہ روزمرہ کے استعمال کی بات ہے۔ صحیح مسلم کتاب الایمان میں ایک حدیث آتی ہے کہ ایک شخص نے آکر حضرت نبی کریم ﷺ سے اسلام کے بارہ میں سوال کیا۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس نے سوال کیا کہ کیا کوئی اور بھی نماز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اور کوئی نہیں سوائے نوافل کے اگر کوئی چاہے۔ پھر فرمایا: رمضان کے روزے فرض ہیں۔ اس نے سوال کیا کہ کیا کوئی اور بھی روزے فرض ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں سوائے نفلی روزوں کے۔ پھر فرمایا: زکوٰۃ دو۔ اس نے سوال کیا کہ کیا اور کوئی بھی زکوٰۃ فرض ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اور کوئی نہیں سوائے صدقات کے اگر کوئی چاہے۔ اس کے بعد وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا اور کہتا جاتا تھا کہ خدا کی قسم نہ اِس سے زیادہ کروں گا اور نہ کم کروں گا۔ اس پر حضرت نبی پاک ﷺ نے فرمایا: یہ شخص کامیاب ہو گیا۔ اس کے باپ کی قسم اگر وہ سچا ہے اور اس پر قائم رہے تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

یہ مثال ان قسموں کی ہے جو محاورہ کی ذیل میں آتی ہیں۔ یہ لغو قسموں میں سے نہیں ہو سکتیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی یہ شان ہرگز نہیں ہو سکتی کہ آپؐ کوئی لغو کام کریں۔ اس قِسم کی جو قسمیں عادتاً کھائی جاتی ہیں اللہ ان سے درگزر فرماتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ارادۃً کوئی فائدہ اٹھانے کے لیے قسم اُٹھائے تو اُس کا مؤاخذہ ہو گا۔" (روزنامہ الفضل ربوہ، ۱۳ نومبر ۱۹۹۹ء، صفحہ ۳)

بَاب ۵: لَا يُحْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ

لات وعزیٰ کی قسم نہ کھائی جائے اور نہ ہی طاغوتوں کی

٦٦٥٠: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

أطرافه: ٤٨٦٠، ٦١٠٧، ٦٣٠١۔

۶۶۵۰: عبداللہ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زُہری سے، زہری نے حمید بن عبدالرحمٰن سے، حمید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں لات اور عزیٰ کا نام لیا تو وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کرے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ میں تم سے جوا کھیلتا ہوں تو وہ صدقہ دے۔

تشریح: لَا يُحْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ: لات وعزیٰ کی قسم نہ کھائی جائے اور نہ ہی طاغوتوں کی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے جو انسان کو غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا ہے تو اِس کا سبب یہ ہے کہ انسان جب قسم کھاتا ہے تو اِس کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی ہے اس کو ایک ایسے گواہ رؤیت کا قائم مقام ٹھہراوے کہ جو اپنے ذاتی علم سے اس کے بیان کی تصدیق یا تکذیب کرسکتا ہے کیونکہ اگر سوچ کر دیکھو تو قسم کا اصل مفہوم شہادت ہی ہے۔ جب انسان معمولی شاہدوں کے پیش کرنے سے عاجز آجاتا ہے تو پھر قسم کا محتاج ہوتا ہے تا اُس سے وہ فائدہ اُٹھاوے جو ایک شاہد رؤیت کی شہادت سے اُٹھانا چاہیئے لیکن یہ تجویز کرنا یا اعتقاد رکھنا کہ بجز خدا تعالیٰ کے اور بھی حاضر ناظر ہے اور تصدیق یا تکذیب یا سزا دہی یا کسی اور امر پر قادر ہے، صریح کلمہ کُفر ہے۔ اِس لئے خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں انسان کیلئے یہی تعلیم ہے کہ غیر اللہ کی ہرگز قسم نہ کھاوے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ حاشیہ صفحہ ۹۵، ۹۶)

بَاب ٦: مَنْ حَلَفَ عَلَى الشَّيْءِ وَإِنْ لَّمْ يُحَلَّفْ

جس نے کسی بات پر قسم کھائی گو اسے قسم نہ دی گئی ہو

٦٦٥١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَكَانَ يَلْبَسُهُ فَيَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ فَصَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هَذَا الْخَاتِمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ فَرَمَى بِهِ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

۶۶۵۱: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور آپؐ اسے پہنا کرتے تھے اور اس کے نگینہ کو ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔ لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں اس کے بعد آپؐ منبر پر بیٹھے اور اُس انگوٹھی کو اُتار ڈالا اور فرمایا: میں یہ انگوٹھی پہنا کرتا تھا اور اس کا نگینہ اندر کو رکھتا۔ یہ کہہ کر آپؐ نے اسے پھینک دیا پھر فرمایا: اللہ کی قسم میں اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

أطرافه: ٥٨٦٥، ٥٨٦٦، ٥٨٦٧، ٥٨٧٣، ٥٨٧٦، ٧٢٩٨۔

تشریح: مَنْ حَلَفَ عَلَى الشَّيْءِ وَإِنْ لَّمْ يُحَلَّفْ: جس نے کسی بات پر قسم کھائی گو اُسے قسم نہ دی گئی ہو۔ زیر باب حدیث میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ آپؐ سونے کی انگوٹھی نہیں پہنیں گے حالانکہ کسی نے آپؐ سے قسم طلب نہیں کی۔ عربوں میں یہ رواج تھا کہ اپنی بات کا یقین دلانے اور تاکید کے لئے وہ اپنے باپ دادا اور بتوں کی قسم کھاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ بھی اسی مقصد کے لئے قسم کھاتے تھے مگر غیر اللہ اور باپ دادوں کی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے تھے تاکہ ان کی غیر اللہ کی قسم کھانے کی عادت کو چھڑایا جاسکے اور یہ امر بار بار ذہن نشین کرایا جائے کہ اگر تاکید اور یقین پیدا کرنے کے لئے قسم کھانی پڑے تو اللہ کی قسم کھائی جائے۔ ابن منیر بیان کرتے ہیں کہ اس عنوان کا مقصد یہ ہے کہ اس جیسے صحیح اور حقیقی مقصد کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔ اور وہ مقصد یہ ہے کہ سونے کی انگوٹھی پہننے کی کراہت ان کے سامنے تاکید اً بیان کر دی جائے۔

(المتواری علی تراجم أبواب البخاری لابن المنیر، صفحہ ۲۲۱، ۲۲۲)

بَاب ۷: مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى مِلَّةِ الْإِسْلَامِ

جس نے اسلام کے مذہب کے سوا کسی اور مذہب کی قسم کھائی

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَلَمْ يَنْسُبْهُ إِلَى الْكُفْرِ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے لات و عزیٰ کی قسم کھائی تو وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کرے اور آپؐ نے اسے کفر کی طرف منسوب نہیں کیا۔

٦٦٥٢: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

۶۶۵۲: مُعلّی بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ وُہیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے ابوقلابہ سے، ابوقلابہ نے حضرت ثابت بن ضحاکؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی قسم کھائی تو وہ ویسا ہے جیسا اُس نے کہا اور جس نے اپنے تئیں کسی چیز سے مار ڈالا تو اُسے اس چیز سے جہنم کی آگ میں سزا دی جائے گی اور مؤمن پر لعنت کرنا ایسا ہی ہے جیسے اسے مار ڈالنا اور جس نے مؤمن پر کفر کا الزام لگایا وہ بھی ایسا ہی ہے جیسا اُسے مار ڈالنا۔

أطرافه: ١٣٦٣، ٤١٧١، ٤٨٤٣، ٦٠٤٧، ٦١٠٥۔

بَاب ۸: لَا يَقُولُ مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ

یوں نہ کہے جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں

وَهَلْ يَقُولُ أَنَا بِاللهِ ثُمَّ بِكَ.

اور کیا یوں کہے: مجھے اللہ ہی کا آسرا ہے اور پھر آپ کا۔

٦٦٥٣: وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ

۶۶۵۳: اور عمرو بن عاصم نے کہا: ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن عبداللہ نے ہمیں بتایا۔ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت

أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَرَادَ اللهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فَلَا بَلَاغَ لِي إِلَّا بِاللهِ ثُمَّ بِكَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

طرفہ: ٣٤٦٤۔

ابو ہریرہؓ نے انہیں بتایا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: بنی اسرائیل میں تین شخص تھے کہ جن کو اللہ نے آزمانا چاہا تو ایک فرشتے کو بھیجا اور وہ کوڑھی کے پاس آیا۔ وہ کہنے لگا: میرے تو سارے وسیلے کٹ گئے ہیں، اب صرف اللہ ہی کا آسرا ہے اور آپ کا۔ پھر انہوں نے ساری حدیث بیان کی۔

تشریح: لَا يَقُولُ مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ: یوں نہ کہے جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔ علامہ کرمانیؒ نے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں کو اکٹھا نہ کرو، یعنی اللہ کا چاہنا اور تمہارا چاہنا مشترک ہے۔ یہ ادب کے خلاف ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۱۸۰) مسند احمد بن حنبل کی حدیث اس بات کو مزید واضح کرتی ہے۔ "ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: جو اللہ چاہے اور آپؐ چاہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تم نے مجھ کو اور اللہ کو برابر کر دیا؟ نہیں! صرف یہ کہو: جو اللہ نے چاہا۔"[1]

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جو لوگ حکام کی طرف جھکے ہوتے ہیں اور اُن سے انعام یا خطاب پاتے ہیں، اُن کے دل میں اُن کی عظمت خدا کی سی عظمت داخل ہو جاتی ہے، وہ اُن کے پرستار ہو جاتے ہیں اور یہی ایک امر ہے جو توحید کا استیصال کرتا ہے اور انسان کو اُس کے اصل مرکز سے ہٹا کر دُور پھینک دیتا ہے۔ پس انبیاء علیہم السّلام یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اسباب اور توحید میں تناقض نہ ہونے پاوے بلکہ ہر ایک اپنے اپنے مقام پر رہے اور مآل کار توحید پر جا ٹھہرے۔ وُہ انسان کو یہ سکھانا چاہتے ہیں کہ ساری عزّتیں، سارے آرام اور حاجات براری کا متکفّل خدا ہی ہے۔ پس اگر اس کے مقابل میں کسی اور کو بھی قائم کیا جاوے تو صاف ظاہر ہے کہ دو ضدّوں کے تقابل سے ایک ہلاک ہو جاتی ہے اس لیے مقدم ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید ہو، رعایت اسباب کی جاوے، اسباب کو خدا نہ بنایا جاوے۔ اسی توحید سے ایک محبت خدا تعالیٰ سے پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ نفع و نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے، محسن حقیقی وہی ہے، ذرّہ ذرّہ اُسی سے ہے، کوئی دوسرا درمیان نہیں آتا۔ جب انسان اس

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند بنی ھاشم، مسند عبد اللہ بن العباس، جلد ۱ صفحہ ۲۱۴)

پاک حالت کو حاصل کر لے تو وُہ مُوحّد کہلاتا ہے۔ غرض ایک حالت توحید کی یہ ہے کہ انسان پتھروں یا انسانوں یا اور کسی چیز کو خدا نہ بنائے بلکہ ان کو خدا بنانے سے بیزاری اور نفرت ظاہر کرے اور دوسری حالت یہ ہے کہ رعایت اسباب سے نہ گذرے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵۸)

بَاب ۹: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (النور: ٥٤)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: انہوں نے اللہ کی بڑی پکی قسمیں کھائیں

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَوَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ فِي الرُّؤْيَا قَالَ لَا تُقْسِمْ.

اور حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے، حضرت ابو بکرؓ نے کہا: اللہ کی قسم یارسول اللہ! آپؐ مجھے ضرور بتائیں جو میں نے خواب کی تعبیر کرنے میں غلطی کی۔ آپؐ نے فرمایا: قسم نہ کھاؤ۔

٦٦٥٤: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح. وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ.

۶۶۵۴: قبیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اشعث (بن ابی شعثاء) سے، اشعث نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے، معاویہ نے حضرت براء (بن عازبؓ) سے، حضرت براءؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ نیز محمد بن بشار نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے اشعث سے، اشعث نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے، معاویہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ قسم کھانے والے قسم کو پورا کریں۔

أطرافه: ١٢٣٩، ٢٤٤٥، ٥١٧٥، ٥٦٣٥، ٥٦٥٠، ٥٨٣٨، ٥٨٤٩، ٥٨٦٣، ٦٢٢٢، ٦٢٣٥۔

٦٦٥٥: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ

۶۶۵۵: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ عاصم احول نے ہمیں خبر دی کہ میں

سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أُسَامَةَ أَنَّ ابْنَةً لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ – وَمَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَسَعْدٌ وَأَبِي أَوْ أُبَيٌّ – أَنَّ ابْنِي قَدْ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَعَدَ رُفِعَ إِلَيْهِ فَأَقْعَدَهُ فِي حِجْرِهِ وَنَفْسُ الصَّبِيِّ تَقَعْقَعَ فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللهُ فِي قُلُوبِ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ.

نے ابو عثمان سے سنا۔ ابو عثمان نے حضرت اُسامہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے آپؐ کو کہلا بھیجا کہ میرا بیٹا مرنے کے قریب ہے۔ اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت اُسامہ بن زیدؓ اور حضرت سعدؓ اور میرے والد (یعنی زیدؓ) یا حضرت اُبَیّ (بن کعبؓ) تھے۔ ہم موجود ہی تھے کہ آپؐ نے کہلا بھیجا: کہو کہ آپؐ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: اللہ ہی کے لئے ہے جو اُس نے لیا اور جو اُس نے دیا اور اس کے پاس ہر چیز کی مدت مقرر ہے۔ وہ صبر کرے اور اس میں اللہ کی رضا مندی سمجھے۔ مگر انہوں نے آپؐ کو قسم دے کر بلا بھیجا۔ آپؐ اُٹھ کر گئے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ گئے۔ جب بیٹھے تو وہ بچہ اُٹھا کر آپؐ کو دیا گیا۔ آپؐ نے اسے اپنی گود میں بیٹھایا اور بچہ دم توڑ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعدؓ نے کہا: یارسول اللہ! یہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ رحمت ہے جو اللہ اپنے بندوں میں سے جن کے دلوں میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے انہی پر رحم کرتا ہے جو رحم دل ہوتے ہیں۔

أطرافه: ١٢٨٤، ٥٦٥٥، ٦٦٠٢، ٧٣٧٧، ٧٤٤٨۔

٦٦٥٦: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

۶۶۵۶: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابن مسیب سے، انہوں نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ تَمَسُّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.

أطرافه: ۱۰۲، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سے جس کسی کے تین بچے فوت ہوں آگ اسے نہیں چھوئے گی مگر صرف قسم پورا کرنے کے لئے۔

٦٦٥٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَّعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُّتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ وَأَهْلُ النَّارِ كُلُّ جَوَّاظٍ عُتُلٍّ مُسْتَكْبِرٍ.

أطرافه: ٤٩١٨، ٦٠٧١۔

۶۶۵۷: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ غندر نے مجھے بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے معبد بن خالد سے روایت کی، (کہا:) میں نے حضرت حارثہ بن وہبؓ سے سنا، وہ کہتے تھے: میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: کیا میں تمہیں جنتیوں کا پتہ نہ دوں؟ ہر وہ غریب انکساری کرنے والا، جو اگر اللہ کو بھی قسم دے تو وہ ضرور ہی اس کی قسم کو پورا کرے اور کیا میں تمہیں دوزخیوں کا پتہ نہ دوں؟ ہر مغرور، سرکش اور متکبر شخص۔

تشریح: وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ: انہوں نے اللہ کی بڑی پکی قسمیں کھائیں۔ مکمل آیت یہ ہے: وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ (الأنعام: ۱۱۰) وہ اللہ کی پختہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر اُن کے پاس ایک بھی نشان آجائے تو وہ اس پر ضرور ایمان لے آئیں گے۔ تُو کہہ دے کہ ہر قسم کے نشانات اللہ کے پاس ہیں لیکن تمہیں کیا سمجھائے کہ جب وہ (نشانات) آتے ہیں وہ ایمان نہیں لاتے۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

امام بخاریؒ نے معنونہ آیت اور قول "لَا تُقْسِمْ" (یعنی قسم نہ کھاؤ) پیش کر کے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ قسم کھانے کے متعلق انتہائی احتیاط سے کام لو اور اگر قسم کھاؤ تو پھر اُسے پورا بھی کرو۔ جیسا کہ زیر باب حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے عیاں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قسم کو پورا کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ (روایت نمبر ۶۶۵۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ (النحل: ۹۲) اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم عہد کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد نہ توڑو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر کفیل بنا چکے ہو۔ اللہ یقیناً جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کے ساتھ تم جو عہد کرتے ہو، اس کو بھی پورا کرو اور جو تمہارے آپس میں معاہدات ہوتے ہیں ان کو بھی مت توڑو۔ یعنی جب تم خدا تعالیٰ کو ضامن کر کے کسی انسان سے معاہدہ کرو تو اُس کو ضرور پورا کرو کیونکہ تم خدا تعالیٰ کو ضامن مقرر کر چکے ہو۔ پس خدا کا نام لے کر کئے ہوئے معاہدہ کو اگر تم توڑو گے تو گویا خدا تعالیٰ کو بدنام کرنے والے بنو گے اور خدا تعالیٰ کو غیرت آئے گی اور اسے تمہیں سزا دینی پڑے گی۔"

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ النحل، آیت وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ، جلد ۴ صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸)

بَاب ۱۰ : إِذَا قَالَ أَشْهَدُ بِاللهِ أَوْ شَهِدْتُ بِاللهِ

اگر کوئی یوں کہے: أَشْهَدُ بِاللهِ أَوْ شَهِدْتُ بِاللهِ

یعنی میں اللہ کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں یا میں نے اللہ کو گواہ ٹھہرا کر قسم کھائی

٦٦٥٨: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ.

۶۶۵۸: سعد بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان (بن عبدالرحمٰن نحوی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے عبیدہ (سلمانی) سے، عبیدہ نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کونسے لوگ بہتر ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میرے زمانہ کے لوگ، پھر وہ جو اُن کے بعد ہوں گے، پھر وہ جو اُن کے معاً بعد آئیں گے، پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ ان میں سے ایک قسم سے پہلے گواہی دے گا اور گواہی سے پہلے قسم کھائے گا۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَكَانَ أَصْحَابُنَا يَنْهَوْنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ أَنْ نَحْلِفَ بِالشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ.

ابراہیم (نخعی) نے کہا: اور ہمارے لوگ جبکہ ہم بچے تھے، ہمیں منع کیا کرتے تھے کہ ہم گواہی یا عہد میں قسم کھائیں۔

أطرافه: ٢٦٥٢، ٣٦٥١، ٦٤٢٩۔

تشریح: إِذَا قَالَ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَوْ شَهِدْتُ بِاللّٰهِ: اگر کوئی یوں کہے کہ میں اللہ کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں یا میں نے اللہ کو گواہ ٹھہرا کر قسم کھائی۔ زیر باب حدیث میں ذکر ہے کہ ایک زمانہ آئے گا تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ۔ یعنی ان میں سے ایک قسم سے پہلے گواہی دے گا اور گواہی سے پہلے قسم کھائے گا۔ اس میں ان پیشہ ور گواہوں کا ذکر ہے جو جھوٹی قسمیں کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کی نہ گواہی قابل اعتبار ہوتی ہے نہ قسم۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"گواہ کا گواہی کے لئے خود پیش ہونا اُس کی شہادت کو مشتبہ کر دیتا ہے کہ وہ صاحب غرض ہے یا شہادت میں اس کو دلچسپی ہے۔ فقہاء کے نزدیک نہ صرف معصیت ہی شہادت کو مجروح کرنے والی ہے بلکہ اور باتیں بھی ہیں جو بظاہر معصیت تو نہیں لیکن شروط عدالت کے منافی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے ظاہر ہے کہ آپؐ نے بے انصافی والی بات میں گواہ بننا پسند نہیں فرمایا اور آج کل جو کچھ ہو رہا ہے اس کا ذکر مخبر صادق علیہ السلام نے قبل از وقت بطور پیشگوئی فرما دیا تھا۔ شہادت عدالتی کارروائی کے لئے ایک مضبوط بنیاد ہے۔ جب شہادت کا مذکورہ بالا حال ہو تو عدل و انصاف کہاں قائم رہ سکتا ہے۔... ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی مذکورہ بالا سند ہی سے مروی ہے۔... ان کا بیان ہے کہ ہم بچے تھے اور ہمیں بلا ضرورت شہادت سے منع کیا جاتا، تا عادات نہ بگڑیں۔"

(ترجمہ و شرح صحیح البخاری، کتاب الشہادات، باب لَا يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ، جلد ۴ صفحہ ۷۱۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کے لئے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اُس کی حکمت تلف ہوتی ہے۔ یہ طبعی امر ہے کہ جب کوئی انسان ایک متنازعہ فیہ امر میں گواہی نہ دے تب فیصلہ کے لئے خدائی گواہی کی ضرورت ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھہرانا ہے۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۹، ۳۰)

بَاب ۱۱: عَهْدُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ عزوجل کا عہد

۶۶۵۹: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ

۶۶۵۹: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ (محمد) ابن ابی عدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے،

سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ - أَوْ قَالَ أَخِيهِ - لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقَهُ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ... (آل عمران:۷۸)

شعبہ نے سلیمان (بن اعمش) اور منصور (بن معتمر) سے، ان دونوں نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے، حضرت عبداللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے جھوٹی قسم کھائی کہ اس کے ذریعہ سے وہ کسی مسلمان شخص کا مال یا کہا اپنے بھائی کا مال مارنا چاہتا ہے تو وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہو گا۔ پھر اللہ نے اس قول کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی: یعنی وہ لوگ جو اللہ کے عہد کے بدلے میں قیمت حاصل کرتے ہیں۔

أطرافه: ۲۳۵٦، ۲٤۱٦، ۲٥۱٥، ۲٦٦٦، ۲٦٦۹، ۲٦۷۳، ۲٦۷٦، ٤٥٤۹، ٦٦۷٦، ۷۱۸۳، ۷٤٤٥۔

٦٦٦٠: قَالَ سُلَيْمَانُ فِي حَدِيثِهِ فَمَرَّ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ عَبْدُ اللهِ قَالُوا لَهُ فَقَالَ الْأَشْعَثُ نَزَلَتْ فِيَّ وَفِي صَاحِبٍ لِي فِي بِئْرٍ كَانَتْ بَيْنَنَا.

۶۶۶۰: سلیمان نے اپنی حدیث میں یوں کہا کہ حضرت اشعث بن قیسؓ گزرے اور پوچھا: حضرت عبداللہؓ تم سے کیا بیان کر رہے تھے؟ تو انہوں نے ان کو بتایا تو حضرت اشعثؓ کہنے لگے: یہ آیت میرے متعلق اور میرے ایک ساتھی کے متعلق نازل ہوئی بسبب ایک کنویں کے جو ہمارے درمیان مشترک تھا۔

أطرافه: ۲۳۵۷، ۲٤۱۷، ۲٥۱٦، ۲٦٦۷، ۲٦۷۰، ۲٦۷۷، ٤٥٥٠، ٦٦۷۷، ۷۱۸٤۔

تشریح: عَهْدُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: اللہ عزوجل کا عہد۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (آل عمران:۷۸) یعنی جو لوگ اللہ کے ساتھ اپنے عہدوں اور قسموں کے بدلے میں تھوڑی قیمت لیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا اور قیامت کے دن اللہ اُن سے بات نہیں

کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک ٹھہرائے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔ (ترجمہ تفسیر صغیر) جب کسی امر میں کوئی انسان گواہی کی انتہائی حد قسم کو اختیار کرتا ہے چونکہ وہ اپنے اس عمل پر خدا کو گواہ بناتا ہے، اگر وہ عمل ظالمانہ ہو اور کسی کا حق مارا گیا ہو تو یہ جرم اپنی سنگینی میں بہت بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے اس کی سزا بھی بہت بڑی ہے اور آخرت میں اس سے بڑی سزا کوئی اور نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو دیکھنا پسند نہ کرے اور اس سے بات نہ کرے اور اس کی ناپاکیوں کو دور نہ کرے جن کے ہوتے ہوئے اس بندے میں اور خدا میں ایسی خلیج حائل رہے کہ وہ بُعد اس انسان کو قرب الٰہی سے محروم رکھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"الٰہی قانون قدرت اور انسانی صحیفہ فطرت اور انسانی کانشنس خود گواہی دے رہا ہے کہ خصومتوں کے قطع کے لئے انتہائی حد قسم ہی ہے اور ایک راستباز انسان جب کسی الزام اور شبہ کے نیچے آجاتا ہے اور کوئی انسانی گواہی قابل اطمینان پیش نہیں کر سکتا تو بالطبع وہ خدا تعالیٰ کی گواہی سے اپنی راستبازی کی بنیاد پر مدد لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی گواہی یہی ہے کہ وہ **اس ذات عالم الغیب کی قسم کھا کر اپنی صفائی پیش کرے اور جھوٹا ہونے کی حالت میں خدا تعالیٰ کی لعنت اپنے پر وارد کرے۔ یہی طریق آخری فیصلہ کا نبیوں کے نوشتوں سے ثابت ہوتا ہے۔**" (انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵)

بَاب ۱۲ : الْحَلِفُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهِ وَكَلِمَاتِهِ

اللہ کی عزت، اس کی صفات اور اس کے کلام کی قسم کھانا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ.

اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: میں تیری عزت کی پناہ لیتا ہوں۔

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا.

اور حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ایک شخص جنت اور جہنم کے درمیان رہے گا اور کہے گا: اے میرے ربّ! میرے منہ کو آگ کی طرف سے پھیر دے۔ بس تیری ہی عزت کی قسم ہے کہ میں اس کے سوا تجھ سے اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ لَكَ ذَلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ.

اور حضرت ابو سعیدؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا، اللہ فرمائے گا: یہ سب کچھ تمہارا اور اس سے دس گنا اور بھی۔

وَقَالَ أَيُّوبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنَى لِي عَنْ بَرَكَتِكَ.

اور حضرت ایوبؑ (نبی) نے کہا: تیری ہی عزت کی قسم ہے، تیری برکت سے میں بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

٦٦٦١: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ.

۶۶۶۱: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جہنم برابر یہی کہتی رہے گی: کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ ربّ العزت اس میں اپنا قدم رکھے گا اور وہ کہے گی: بس بس۔ اور تیری ہی عزت کی قسم ہے اور وہ سمٹ جائے گی۔

رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.

اس حدیث کو شعبہ نے بھی قتادہ سے روایت کیا۔

أطرافه: ٤٨٤٨، ٧٣٨٤۔

تشریح: الْحَلِفُ بِعِزَّةِ اللهِ وَصِفَاتِهِ وَكَلِمَاتِهِ: اللہ کی عزت، اس کی صفات اور اس کے کلام کی قسم کھانا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ (روایت نمبر ۶۶۴۶) یعنی جس نے قسم کھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔ علامہ ابن ملقنؒ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اُس کے اسماء ہی ہیں۔ پس اُس کی صفات کی قسم کھانا اُس کے اسماء کی قسم کھانے کی طرح ہی ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے کہ آپؐ قسم کھاتے ہوئے "وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ" (دلوں کو پھیرنے والے کی قسم) بھی کھایا کرتے تھے۔ (روایت نمبر ۶۶۲۸) دِلوں کو پھیرنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہی تو ہے۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ اسی طرح جس نے قرآن کریم کی قسم کھائی اُس نے بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہی کی قسم کھائی ہے۔

(التوضیح لشرح الجامع الصحیح، جزء ۳۰ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"آیا قرآن کریم کی قسم کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ملکی رواج کو مدنظر رکھ کر قرآن کریم کی قسم کھائی جائے تو میرے نزدیک جائز ہے کیونکہ مدّمقابل پر قرآن کریم کی قسم کھانے سے غیر معمولی اثر پڑتا ہے۔"

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ، جلد ۲ صفحہ ۵۰۸)

لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهُ: جہنم برابر یہی کہتی رہے گی: کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ ربّ العزت اس میں اپنا قدم رکھے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ ایک آریہ کے اعتراض "خدا اپنے دونوں پاؤں دوزخ میں ڈال دے گا اور جہنم کو سیر کر دے گا" کے جواب میں فرماتے ہیں:

"تمہارے یہاں پرمیشور کا نام سرب بیاپک ہے تو کیا وہ نرک میں نہیں ہے۔ قرآن کریم میں صرف اس قدر ہے کہ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (ق:۳۱) اور جو تم نے مفسروں کا قول نقل کیا ہے اس میں یہ ہے جہنم هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کہتی رہے گی حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهُ اور کہیں ہے: يَضَعُ الْجَبَّارُ قَدَمَهُ اور کہیں ہے: حَتّٰى يَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهُ۔ پس قبل اس کے کہ تم کو مفصل جواب دیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ ذیل کے معنی لغت عرب سے لکھ دیں۔ جہنم، ربّ، عزت، جبار، قدم، رجل۔

۱. جَهنّم: دوزخ، نرک، عذاب کی جگہ۔

۲. ربّ کے معنی بڑا پالن ہار۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ پر بھی بولا گیا ہے اور دنیاداروں، بڑے آدمیوں پر بھی۔ فرعون نے کہا: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات:۲۵) یوسف علیہ السلام نے ایک قیدی کو جو رہا ہونے والا تھا فرمایا کہ اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ (یوسف:۴۳) یعنی اپنے مالک و امیر کے پاس میرا ذکر کیجئیو۔ اور اسی ربّ کی جمع ارباب ہے جس کے متعلق فرمایا کہ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ (یوسف:۴۰)

۳. عزّت: بڑائی، حمایت، جاہلوں کی ہٹ۔ قرآن شریف میں شریروں کے متعلق فرمایا: اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ (البقرۃ:۲۰۷) اور فرمایا ہے کہ جب شریر کو عذاب اور دُکھ دیا گیا تو کہا جاوے گا ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ○

(الدخان:۵۰) پس ربّ العزت کے یہ معنی بھی ہوئے متکبر، ضدی، ہٹ والا۔

۴. جبّار کے معنی مصلح کے بھی ہیں اور ظالم کے بھی۔ مصلح کو تو عذاب ہو نہیں سکتا۔ اور ظالم کے حق میں آیا ہے خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ○ مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۶ میں ہے[1] ہب ہب دوزخ میں ایک وادی ہے اس میں جبار لوگ داخل ہوں گے۔

۵. قدم: جس شخص کو کہیں بھیجا جاوے اسے قدم کہتے ہیں۔ قاموس اللغہ میں ہے: قَدَمُهُ أَيِ الَّذِينَ قَدَمُهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ فَهُمْ قَدَمُ اللهِ لِلنَّارِ كَمَا أَنَّ الْخِيَارَ قَدَمُ اللهِ لِلْجَنَّةِ وَوَضْعُ الْقَدَمِ مِثْلَ الرَّوْعِ وَالْقَمْعِ۔"

"احادیث میں ہے دِمَاءُ الْجاهلية موضوعة تحت قَدَمِيْ۔... قدم اس کا وہ بد لوگ ہیں جن کو وہ حسب ان کے اعمال کے آگ میں بھیجے گا۔ جیسے کہ برگزیدہ لوگ بہشت کے لئے قدم اللہ ہیں۔ یعنی وہ جنہیں حسب ان کے اعمال کے اللہ تعالیٰ بہشت میں بھیجے گا۔ اور قدم رکھنے کے اصل معنی ہیں روک دینا اور بیخ کنی کر دینا۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاہلیت کے خون میرے قدم کے نیچے رکھے گئے ہیں۔ یعنی میں ان کے انتقاموں سے قوم کو منع کرتا ہوں اور ان کو مسلتا ہوں۔

۶. رجل کے معنی قوم، جماعت۔ عربی زبان میں آتا ہے رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ۔ یعنی ٹڈیوں کا ٹڈی دل جماعت۔

اب کس قدر صاف معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو فرمائے گا کیا تو بھر چکی؟ وہ عرض کرے گی: کیا کچھ اور بھی ہے؟ تب اللہ تعالیٰ شریروں اور ظالموں اور ان کی جماعت کو جو جہنم کے لائق ہیں سب کو جہنم میں ڈال دے گا۔ خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ نر کی اور جہنمی نرک اور جہنم میں داخل کئے جاویں گے اور یہی انصاف وعدل ہے۔ اب بتاؤ اس پر کیا اعتراض ہوا۔" (نورالدین بجواب ترک اسلام، طبع سوم صفحہ ۲۷۷ تا ۲۷۹)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۂ ق، شرح باب وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ۔

---

[1] (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ، باب صفۃ النار وأهلها، الفصل الثانی)

بَاب ۱۳: قَوْلُ الرَّجُلِ لَعَمْرُ اللهِ

آدمی کا کہنا: اللہ کی بقا کی قسم

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَعَمْرُكَ (الحجر:۷۲) لَعَيْشُكَ.

حضرت ابن عباسؓ نے کہا: (لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ میں) لَعَمْرُكَ کے معنی ہیں: تیری زندگی کی قسم۔

٦٦٦٢: حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح. وَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللهُ وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيثِ وَفِيهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ لَعَمْرُ اللهِ لَنَقْتُلَنَّهُ.

۶۶۶۲: اُویسی نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ نیز حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر نمیری نے ہمیں بتایا۔ یونس (بن یزید ایلی) نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے زُہری سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ کے اُس واقعہ کے متعلق سنا جبکہ بہتان باندھنے والوں نے ان کے متعلق وہ باتیں کیں جو انہوں نے کیں اور پھر اللہ نے ان کو بَری کر دیا اور ان میں سے ہر ایک نے اس واقعہ کا ایک ایک ٹکڑا مجھ سے بیان کیا۔ اور روایت میں یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن اُبَیّ کی شکایت کی۔ (یہ سن کر) حضرت اُسید بن حضیرؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضرت سعد بن عبادہؓ سے کہا: اللہ کی بقا کی قسم، ہم اس کو ضرور مار ڈالیں گے۔

أطرافه: ۲۵۹۳، ۲۶۳۷، ۲۶۶۱، ۲۶۸۸، ۲۸۷۹، ۴۰۲۵، ۴۱۴۱، ۴۶۹۰، ۴۷۴۹، ۴۷۵۰، ۴۷۵۷، ۵۲۱۲، ۶۶۷۹، ۷۳۶۹، ۷۳۷۰، ۷۵۰۰، ۷۵۴۵۔

تشریح. قَوْلُ الرَّجُلِ لَعَمْرُ اللّٰهِ: آدمی کا کہنا: اللہ کی بقا کی قسم۔ امام راغبؒ بیان کرتے ہیں کہ لفظ اَلْعَمْرُ حرف "ع" کی زبر کے ساتھ بھی آتا ہے اور پیش کے ساتھ بھی، دونوں کا معنی ایک ہی ہے یعنی جسم میں زندگی کی مدت، لیکن قسم کے موقع پر یہ لفظ "ع" کی زبر کے ساتھ "اَلْعَمْرُ" ہی آتا ہے۔ (المفردات فی غریب القرآن، عمر) ابوالقاسم زجاج نے کہا ہے کہ لفظ اَلْعُمْرُ کے معنی ہیں زندگی۔ اور جس نے کہا: لَعَمْرُ اللّٰهِ۔ تو گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کی بقاء کی قسم کھائی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حرف "لَ" تاکید کے لیے ہے اور یہاں خبر محذوف ہے: "مَا أُقْسِمُ بِهٖ" یعنی جس کی مَیں قسم کھاتا ہوں۔ (فتح الباری، جزء ۱۱ صفحہ ۶۶۶)

فقہاء نے یہ بحث اُٹھائی ہے کہ لَعَمْرُ اللّٰهِ، اللہ کی بقا کی قسم۔ کیا ان الفاظ میں قسم کھائی جاسکتی ہے؟ فقہاء کوفہ اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ الفاظِ قسم ہیں۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں: یہ کنایہ ہے۔ یعنی بغیر نیت یہ قسم نہیں ہوگی۔ امام اسحاقؒ کا بھی یہی قول ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۱۸۶)

زیر باب حدیث میں ذکر ہے کہ حضرت اُسید بن حضیرؓ نے لَعَمْرُ اللّٰهِ کے الفاظ سے قسم کھائی۔ چونکہ قسم کے یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں استعمال ہوئے اور آپؐ نے ان کا ردّ نہیں فرمایا اس لئے حدیث تقریری کے طور پر ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سند مل گئی۔ دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لَعَمْرُ اللّٰهِ کے الفاظ بطور قسم استعمال فرمائے۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت لقیط بن عامرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ سے قسم کھائی۔[1] پس جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس کے لئے کسی فقہی دلیل کی ضرورت نہیں۔ کیا خوب فرمایا ہے: محمدؐ ہست برہان محمدؐ۔

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۴)

بَاب ١٤ : لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○ (البقرۃ:۲۲۶)

(اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا:) اللہ تمہاری قسموں میں سے جو لغو ہیں اُن پر تم سے مؤاخذہ نہیں کرے گا بلکہ ان پر مؤاخذہ کرے گا جن پر تمہارے دلوں نے ارادہ کیا ہے اور اللہ بہت ہی پردہ پوشی کرنے والا بہت ہی بُردبار ہے

٦٦٦٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

۶۶۶۳: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ)

---

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند المدنیین، حدیث أبی رزین العقیلی لقیط بن عامر، جلد ۴ صفحہ ۱۳)

أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ (البقرة:٢٢٦) قَالَ قَالَتْ أُنْزِلَتْ فِي قَوْلِهِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلَى وَاللّٰهِ.

سے روایت کی، کہا: میرے باپ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ اس قسم کی قسمیں کھانے کے متعلق نازل کی گئی: لَا وَاللّٰهِ اور بَلَى وَاللّٰهِ۔ یعنی اللہ کی قسم نہیں، اللہ کی قسم کیوں نہیں۔

طرفہ: ٤٦١٣۔

تشریح: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ: اللہ تمہاری قسموں میں سے جو لغو ہیں اُن پر تم سے مؤاخذہ نہیں کرے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جن کو عادت ہے قسمیں کھاتے چلے جانا بے سوچے سمجھے اور دیکھتے نہیں کہ کیا بات کہہ رہے ہیں، بعض دفعہ جھوٹ بھی بیچ میں ہو جاتا ہے۔ تو فرمایا کہ اس قسم کی جو قسمیں ہیں تمہیں عادتیں گندی پڑی ہوئی ہیں تو اللہ تعالیٰ درگزر فرمادے گا لیکن اگر قسم کھا کر تم نے کوئی ناجائز بات کہی اور ارادہ یہ ہوا کہ اس قسم سے تو تم کوئی ناجائز فائدہ اُٹھالو تو پھر تمہیں خدا تعالیٰ پکڑے گا۔" (روزنامہ الفضل ربوہ، ۱۳ نومبر ۱۹۹۹ء، صفحہ ۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لغو قسم سے مراد وہ قسم ہے جو عادت کی وجہ سے کھائی جائے۔ جیسے بعض کو بلا سوچے واللہ، باللہ کہنے کی عادت ہوتی ہے یا وہ قسم جس کے کھانے والا یقین رکھتا ہو کہ وہ درست ہے لیکن اس کا یقین غلط ہو یا شدید غصہ میں قسم کھالینا کہ جب ہوش و حواس ٹھکانے نہ ہوں یا حرام شے کے استعمال یا فرض و واجب عمل کے ترک کے متعلق کسی وقتی جوش کے ماتحت قسمیں کھالینا، یہ سب قسمیں لغو ہیں اور ان کے توڑنے پر کوئی کفارہ نہیں بلکہ ان کے کھانے پر توبہ اور استغفار کا حکم ہے کیونکہ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (مومنون ع ۱) کے خلاف ایسی قسمیں ہیں۔ پس ان کے کھانے والا مخطی یا گنہگار ہے۔ اُسے اپنے گناہ پر توبہ اور ندامت کا اظہار کرنا چاہیئے نہ یہ کہ ان کے توڑنے کے لئے کسی کفارہ کی ضرورت ہے۔ اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لئے لَا

یُؤَاخِذُکُمْ کے الفاظ بیان فرمائے ہیں۔ یعنی اگر وقتی جوش کے ماتحت ایسی قسم کھائی جائے تو گناہ نہ ہوگا۔ اگر جان بوجھ کر ایسی قسم کوئی کھالے تو اُسے گناہ بھی ہوگا۔"

(تفسیر صغیر، سورۃ البقرۃ، حاشیہ آیت ۲۲۶)

بَاب ۱۵: إِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الْأَيْمَانِ

اگر قسم کھانے کے بعد بھول کر اس کو توڑ ڈالے

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ (الأحزاب:٦) وَقَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ (الكهف:٧٤)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تم پر اس امر کی وجہ سے کوئی گناہ نہیں جو تم نے غلطی سے کیا اور نیز فرمایا: جو میں بھول گیا اُس کی وجہ سے مجھ سے مؤاخذہ نہ کرو۔

٦٦٦٤: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا وَسْوَسَتْ – أَوْ حَدَّثَتْ – بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَكَلَّمْ.

أطرافه: ٢٥٢٨، ٥٢٦٩۔

۶۶۶۴: خلاد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا کہ زرارہ بن اوفیٰ نے ہمیں بتایا۔ زرارہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ حضرت ابوہریرہؓ اس حدیث کو آنحضرتؐ تک پہنچاتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے میری اُمت کے وہ خیالات معاف کر دیئے ہیں جو دلوں میں اُٹھتے یا پیدا ہوتے ہیں جب تک کہ وہ اس پر عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالے۔

٦٦٦٥: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ إِذْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ

۶۶۶۵: عثمان بن ہیثم نے ہم سے بیان کیا یا محمد (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ محمد نے ابن جریج سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے ابن شہاب سے سنا۔ وہ کہتے تھے: عیسیٰ بن طلحہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے ان کو بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن (دسویں ذی الحج) لوگوں سے مخاطب تھے کہ اتنے

أَحْسِبُ يَا رَسُولَ اللهِ كَذَا وَكَذَا {قَبْلَ كَذَا وَكَذَا[1]} ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كُنْتُ أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا لِهَؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ يَوْمَئِذٍ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلْ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

میں ایک شخص اُٹھ کر آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میں خیال کرتا تھا کہ فلاں فلاں کام فلاں فلاں کام سے پہلے کرنا چاہیئے۔ پھر ایک دوسرا شخص اُٹھا اور ان میں سے تین کاموں کا نام لے کر کہنے لگا: یارسول اللہ! میں یوں یوں خیال کرتا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن اُن سب کاموں کے متعلق فرمایا: اب کرلو کچھ حرج نہیں اور اس دن آپؐ سے کسی بات کے متعلق بھی نہیں پوچھا گیا مگر آپؐ نے یہی فرمایا کہ اب کرلو کچھ حرج نہیں۔

أطرافه: ۸۳، ۱۲٤، ۱۷۳٦، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸۔

٦٦٦٦: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ.

۶۶۶۶: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابو بکر (بن عیاش) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد العزیز بن رُفیع سے، عبد العزیز نے عطاء (بن ابی رباح) سے، عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کنکریاں پھینکنے سے پہلے میں نے طواف زیارت کرلیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کچھ حرج نہیں۔ دوسرا شخص بولا: میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوالیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کچھ حرج نہیں۔ ایک اور شخص بولا: کنکریاں پھینکنے سے پہلے میں نے ذبح کرلیا۔ آپؐ نے فرمایا: کچھ حرج نہیں۔

أطرافه: ۸٤، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۳٤، ۱۷۳۵۔

٦٦٦٧: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ

۶۶۶۷: اسحاق بن منصور نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو اسامہ نے ہمیں بتایا۔ عبید اللہ بن عمر نے ہم

[1] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۶۶۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يُصَلِّي وَرَسُولُ اللهِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ فَأَعْلِمْنِي قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ وَاقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا.

سے بیان کیا۔ عبید اللہ نے سعید بن ابی سعید سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ ایک شخص مسجد میں آکر نماز پڑھنے لگا اور (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ نماز پڑھ کر آیا اور اس نے آپؐ کو السلام علیکم کہا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گیا اور اس نے نماز پڑھی۔ پھر آکر آپؐ کو السلام علیکم کہا۔ آپؐ نے فرمایا: وعلیک۔ لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ تیسری بار اس شخص نے کہا: مجھے آپؐ بتائیں (کہ کیسے نماز پڑھوں)؟ آپؐ نے فرمایا: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو پوری طرح وضو کرو پھر قبلہ کی طرف منہ کرو اور اللہ اکبر کہو اور جتنا تم آسانی سے قرآن پڑھ سکو پڑھو اس کے بعد رکوع کرو۔ رکوع میں اتنی دیر ٹھہرو کہ تمہیں اطمینان ہو جائے، پھر اپنا سر اُٹھاؤ یہاں تک کہ تم بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو اور سجدہ میں اتنی دیر ٹھہرے رہو کہ تمہیں اطمینان حاصل ہو۔ پھر سر اُٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے ہو جاؤ اور بیٹھنے میں مطمئن ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے میں تمہیں اطمینان حاصل ہو۔ پھر سر اُٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر اپنی ساری نماز میں ایسا ہی کرو۔

أطرافه: ۷۵۷، ۷۹۳، ٦٢٥١، ٦٢٥٢۔

٦٦٦٨: حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ

٦٦٦٨: فروہ بن ابی المغراء نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ أُحُدٍ هَزِيمَةً تُعْرَفُ فِيهِمْ فَصَرَخَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ فَقَالَ أَبِي أَبِي قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا انْحَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةٌ حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ.

علی بن مسہر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: اُحد کے دن مشرکوں کو ایسی شکست ہوئی جس کے آثار ان میں نمایاں تھے، تو اس وقت ابلیس نے زور سے آواز دی: اللہ کے بندو! اپنے پچھلوں سے بچو۔ یہ سنتے ہی جو اُن کے آگے تھے وہ لوٹے اور یہ اور پچھلے دونوں آپس میں ایک دوسرے پر تلواریں چلانے لگے۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے غور سے دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کا باپ لوگوں کے نرغے میں ہے۔ انہوں نے پکارا میرا باپ ہے میرا باپ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: اللہ کی قسم وہ باز نہ آئے۔ یہاں تک کہ اس کو مار ہی ڈالا۔ حذیفہؓ نے کہا: اللہ تمہاری پردہ پوشی کرتے ہوئے تم سے درگزر کرے۔ عروہ نے کہا: اللہ کی قسم! حضرت حذیفہؓ کے دل میں (زندگی بھر) اس واقعہ کا رنج ہی رہا حتّٰی کہ وہ اللہ سے جا ملے۔

أطرافه: ۳۲۹۰، ۳۸۲٤، ٤٠٦٥، ٦٨٨٣، ٦٨٩٠۔

٦٦٦٩: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْفٌ عَنْ خِلَاسٍ وَمُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ

۶۶۶۹: یوسف بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو اسامہ نے ہمیں بتایا، کہا: عوف نے مجھ سے بیان کیا۔ عوف نے خلاس (بن عمرو) اور محمد (بن سیرین) سے، ان دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھول کر کھالے جبکہ وہ روزہ دار ہو تو وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ نے

وَسَقَاهُ.

ہی اس کو کھلایا پلایا ہے۔

طرفہ: ۱۹۳۳۔

٦٦٧٠: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ فَمَضَى فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ انْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ فَكَبَّرَ وَسَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَسَلَّمَ.

۶۶۷۰: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے اعرج سے، اعرج نے حضرت عبد اللہ بن بحینہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتوں میں بیٹھنے سے پہلے کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھتے رہے۔ جب آپؐ نماز ختم کر چکے لوگ انتظار کر رہے تھے کہ آپؐ سلام پھیریں گے مگر سلام پھیرنے سے پہلے آپؐ نے اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا۔ پھر آپؐ نے سر اُٹھایا اور اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا۔ پھر آپؐ نے سر اُٹھایا اور سلام پھیرا۔

أطرافہ: ۸۲۹، ۸۳۰، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۳۰۔

٦٦٧١: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَزَادَ أَوْ نَقَصَ مِنْهَا – قَالَ مَنْصُورٌ لَا أَدْرِي إِبْرَاهِيمُ وَهِمَ أَمْ عَلْقَمَةُ – قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ؟ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ

۶۶۷۱: اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے عبد العزیز بن عبد الصمد سے سنا۔ منصور (بن معتمر) نے ہم سے بیان کیا۔ منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ظہر کی نماز پڑھائی اور آپؐ نے زیادہ یا کم پڑھی۔ منصور نے کہا: میں نہیں جانتا کہ ابراہیم نے یہ شک کیا یا علقمہ نے۔ (حضرت ابن مسعودؓ نے) کہا: آپؐ سے کہا گیا: یا رسول اللہ! کیا نماز چھوٹی ہو گئی ہے یا آپؐ بھول گئے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا:

فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَاتَانِ السَّجْدَتَانِ لِمَنْ لَّا يَدْرِي زَادَ فِي صَلَاتِهِ أَمْ نَقَصَ فَيَتَحَرَّى الصَّوَابَ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ.

آپؐ نے اتنی اتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ کہتے تھے: آپؐ نے ان کو دو اور سجدے کرائے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: یہ دو سجدے اُس شخص کے لئے ہیں جو نہیں جانتا کہ اس نے اپنی نماز کو زیادہ پڑھا ہے یا کم پڑھا ہے تو وہ سوچ سمجھ کر صحیح بات کو معلوم کرے۔ (پھر اگر کم پڑھی ہو) تو اُن کو پورا کرے جو باقی رہ گئی ہوں، پھر دو سجدے کرے۔

أطرافه: ٤٠١، ٤٠٤، ١٢٢٦، ٧٢٤٩۔

٦٦٧٢: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا (الكهف:٧٤) قَالَ كَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا.

۶۶۷۲: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ عمرو بن دینار نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن جبیر نے مجھے خبر دی، کہا: میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا: حضرت اُبی بن کعبؓ نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ... (موسیٰؑ) نے کہا (کہ اس دفعہ) آپ مجھ پر گرفت نہ کریں کیونکہ میں (آپ کی ہدایت کو) بھول گیا تھا اور آپ میری (اس) بات کی وجہ سے مجھ پر سختی نہ کریں۔ (جو قرآن مجید میں آیا ہے) فرمایا: موسیٰؑ سے پہلی بات بھول کر ہوئی۔

أطرافه: ٧٤، ٧٨، ١٢٢، ٢٢٦٧، ٢٧٢٨، ٣٢٧٨، ٣٤٠٠، ٣٤٠١، ٤٧٢٥، ٤٧٢٦، ٤٧٢٧، ٧٤٧٨۔

٦٦٧٣: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ كَتَبَ إِلَيَّ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَكَانَ عِنْدَهُمْ ضَيْفٌ

۶۶۷۳: ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: محمد بن بشار نے مجھے لکھا کہ معاذ بن معاذ نے ہم سے بیان کیا۔ ابن عون نے ہمیں بتایا۔ ابن عون نے شعبی سے روایت کی، کہا: حضرت براء بن عازبؓ نے کہا:

لَهُمْ فَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يَّذْبَحُوا قَبْلَ أَنْ يَّرْجِعَ لِيَأْكُلَ ضَيْفُهُمْ فَذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُّعِيدَ الذَّبْحَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِنْدِي عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ.

اور اُس وقت اُن کے پاس ان کا ایک مہمان تھا۔ انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا: ان کے واپس آنے سے پہلے قربانی ذبح کر لیں تا کہ اُن کے مہمان کھانا کھالیں اور انہوں نے نماز سے پہلے ذبح کیا۔ پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ دوبارہ ذبح کریں۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میرے پاس ایک سال کا پٹھا ہے۔ ایسا پٹھا کہ جو ابھی دودھ پیتا ہے۔ وہ گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے۔

فَكَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَقِفُ فِي هَذَا الْمَكَانِ عَنْ حَدِيثِ الشَّعْبِيِّ وَيُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ وَيَقِفُ فِي هَذَا الْمَكَانِ وَيَقُولُ لَا أَدْرِي أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ غَيْرَهُ أَمْ لَا.

شعبی کی یہ حدیث بیان کرتے ہوئے ابن عون اس جگہ ٹھہر جایا کرتے تھے اور محمد بن سیرین سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کرتے تھے اور اس جگہ پر ٹھہر جاتے اور کہتے تھے: میں نہیں جانتا کہ یہ اجازت اُن کے سوا کسی اور کو بھی پہنچی یا نہیں۔

رَوَاهُ أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ایوب نے ابن سیرین سے، ابن سیرین نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے اس حدیث کو روایت کیا۔

أطرافه: ۹۵۱، ۹۵۵، ۹۶۵، ۹۶۸، ۹۷۶، ۹۸۳، ۵۵۴۵، ۵۵۵۶، ۵۵۵۷، ۵۵۶۰، ۵۵۶۳۔

٦٦٧٤: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ شَهِدْتُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ عِيدٍ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ فَلْيُبَدِّلْ

۶۶۷۴: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اَسود بن قیس سے روایت کی، کہا: میں نے حضرت جندبؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپؐ نے عید کے دن نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ لوگوں

مَكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ.

سے مخاطب ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: جس نے ذبح کر لیا ہو تو چاہیئے کہ وہ اس قربانی کے بدلے اور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہ کیا ہو تو وہ اللہ کا نام لے کر اب ذبح کرے۔

أطرافه: ۹۸۵، ۵۵۰۰، ۵۵۶۲، ۷۴۰۰۔

تشریح: إِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الْأَيْمَانِ: اگر قسم کھانے کے بعد بھول کر اس کو توڑ ڈالے۔ امام بخاریؒ لفظ "اذا" سے عنوان باب شروع کر کے اس کے جواب کو کبھی مقدر کر دیتے ہیں۔ اور اس کا جواب روایتوں کی ترتیب سے واضح ہوتا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: امام بخاریؒ نے عنوان باب إِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الْأَيْمَانِ سے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ کیا ایسے شخص پر کفارہ واجب ہے جو قسم کھانے کے بعد بھول کر قسم توڑ دے۔ وہ لکھتے ہیں: اس بارہ میں معنونہ آیت وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ (الأحزاب:۶)[1] واضح ہے۔ نیز مہلب کے حوالہ سے وہ لکھتے ہیں کہ اس باب اور اس کی ذیل میں بیان کردہ احادیث سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ قسم توڑنے میں عدمِ علم اور نسیان کے عذر کا اثبات کفارہ کو ساقط کر دیتا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے اس باب میں مذکور تمام احادیث کی عنوانِ باب کے ساتھ تطبیق کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ امام بخاریؒ بلا ارادہ اور نسیان کی صورت میں قسم توڑنے کا کفارہ واجب نہیں سمجھتے۔ (فتح الباری، جزء ۱۱ صفحہ ۶۷۰، ۶۷۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (البقرۃ:۲۸۶)... اكْتَسَبَتْ میں واضح نیت اور ارادے کا معنی پایا جاتا ہے۔ تو دیکھئے یہ بھی کتنا احسان اور مغفرت کا سلوک ہے۔ دراصل غُفْرَانَكَ کا جواب ہے فرمایا، ہاں غفران کا سلوک کروں گا اس طرح کہ نیکی تم سے راہ چلتے اتفاقاً بھی ہو جائے تو میں کہوں گا کہ تمہارے حساب میں لکھ لی جائے اور فرشتے تمہارے حساب میں لکھ لیا کریں گے لیکن بدی کے متعلق احتیاط کا حکم دوں گا کہ دیکھنا اس کی نیت تھی کہ نہیں، ارادہ تھا کہ نہیں۔ چنانچہ حضرت آدمؑ کے ذکر میں فرمایا: وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا (طٰہٰ:۱۱۶) ہم نے جو اس سے مغفرت کا سلوک فرمایا تو وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا۔ ہم نے خوب ٹٹول کر دیکھا، اس کی نیت میں عزم نہیں پایا جاتا تھا۔ ٹھوکر کھائی تھی، غفلت ہو گئی تھی۔" (خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲/ اپریل ۱۹۹۱ء، جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۶)

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور اس معاملہ میں جو تم غلطی کر چکے ہو اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں۔"

بَاب ١٦ : الْيَمِينُ الْغَمُوسِ

عمداً جھوٹی قسم کھانا

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ (النحل:۹۵) دَخَلًا مَكْرًا وَخِيَانَةً.

(اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا:) تم اپنی قسموں کو آپس میں دھوکے اور خیانت کا موجب نہ بناؤ ورنہ قدم مضبوط ہونے کے بعد اُکھڑ جائے گا اور تم بُرائی کا مزہ چکھو گے، اس لئے کہ تم نے اللہ کی راہ سے روکا اور تمہیں بہت ہی بڑا عذاب ہوگا۔ دَخَلًا کے معنی فریب اور خیانت۔

٦٦٧٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ.

أطرافه: ٦٨٧٠، ٦٩٢٠۔

۶۶۷۵: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ نضر (بن شمیل) نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہمیں خبر دی کہ فراس (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے شعبی سے سنا۔ شعبی نے حضرت عبداللہ بن عمرو (بن عاصؓ) سے، حضرت عبداللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جان کو مار ڈالنا اور عمداً جھوٹی قسم کھانا۔

تشریح: الْيَمِينُ الْغَمُوسِ: عمداً جھوٹی قسم کھانا۔ امام بخاریؒ نے اس تعلق میں سورۃ النحل آیت ۹۵ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس آیت میں لَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ کے الفاظ کو دُہرایا ہے۔ اس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ گو معاہدات کی بنیاد بدنیتی پر رکھنا اور معاہدہ توڑنے کی نیت سے کرنا اصولاً بھی بُرا ہے لیکن مسلمانوں کے لئے خصوصاً بُرا ہے کیونکہ مسلمان دین حق کے حامل ہیں۔ ان کے خراب رویہ کو دیکھ کر خواہ وہ سیاسی معاملات میں ہی کیوں نہ ہو، لوگ دین سے بھی

متنفر ہو جائیں گے اور خود مسلمانوں کے حق میں بھی یہ اچھا نہ ہو گا کیونکہ اس قسم کی باتوں سے وہ کمزور ہو جائیں گے اور ان میں اضمحلال پیدا ہو جائے گا۔ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر تم معاہدات توڑو گے تو تم دنیا کے فائدہ کی خاطر دین کو بھی نقصان پہنچاؤ گے۔ یہ جو فرمایا کہ ایک قدم قائم ہونے کے بعد پھسل جائے گا، اس میں قدم سے مراد مسلمانوں کی حکومت کا استحکام ہے اور قدم کی تنکیر عظمت کے اظہار کے لئے ہے اور اس میں مسلمانوں کی حکومت کے قیام کی بشارت ہے۔

ان آیات میں جو معاہدات پر اس قدر زور دیا گیا ہے، اس میں اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ مسلمان ساری دنیا پر چھا جائیں گے۔ کیونکہ جس قوم کے معاہدات توڑنے سے دنیا میں فساد برپا ہو جاتا ہے وہ وہی قوم ہوتی ہے جو اپنے زمانہ میں سب اقوام پر غالب ہو ورنہ کمزور اقوام کو معاہدہ توڑنے کی جرأت ہی نہیں ہو سکتی اور نہ ان کے معاہدہ توڑنے سے دنیا پر کوئی زلزلہ آتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس عظمت کی خبر دیتے ہوئے نصیحت فرماتا ہے کہ تم اپنے معاہدات کو اچھی طرح نباہنا اور سمجھ سوچ کر معاہدات کرنا۔"

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ النحل، آیت وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ، جلد ۴ صفحہ ۲۳۲)

الْكَبَائِرُ ... وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ: هِيَ اليمين الكاذبة الْفَاجِرَةُ كَالَّتِي يَقْتَطِع بِهَا الحالفُ مالَ غَيْرِهِ. سُمِّيت غَمُوساً، لِأَنَّهَا تَغْمِسُ صاحِبَها فِي الإِثْمِ، ثُمَّ فِي النَّارِ، وفَعُول للمبالَغة... كَانَتْ عادَتُهم أَنْ يُحْضِروا فِي جَفْنةٍ طِيباً أَوْ دَماً أَوْ رَماداً، فيُدْخلون فِيهِ أَيْدِيَهُم عِنْدَ التَّحالُف لِيَتِمَّ عَقْدهم عَلَيْهِ بِاشْتِراكِهم فِي شَيْءٍ واحِدٍ۔[1] یہ وہ جھوٹی اور گناہ پر مبنی قسم ہے جس سے قسم کھانے والا کسی دوسرے کا مال مارتا ہے۔ اسے غموس کا نام دیا گیا ہے کیونکہ یہ قسم اُسے گناہ اور پھر جہنم میں ڈبو دیتی ہے۔ یہ مفعول کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ عربوں کا طریق تھا کہ وہ ایک لگن میں خوشبو یا خون یا راکھ ڈال دیتے اور قسم کھاتے ہوئے اس (ٹب) میں اپنے ہاتھ ڈبوتے تا کہ ایک امر میں سب کی شراکت کا معاہدہ مکمل ہو۔

اکثر اہل علم کے نزدیک یمین غموس کا کفارہ نہیں۔ ابن بطال مالکی نے اسے جمہور سے نقل کیا ہے۔ ابراہیم نخعی، حسن بصری، امام مالک اور اہل مدینہ اور اہل شام میں سے امام اوزاعی، ثوری اور تمام فقہائے احناف، امام احمد بن حنبل، اسحاق، ابو عبید اور محدثین کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعیؒ نے کہا ہے: اس میں کفارہ ہے اور تابعین کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۱۹۳)

---

[1] (النهاية فی غريب الحديث والأثر، بَابُ الْغَيْنِ مَعَ الْمِيمِ، غمس)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قسم اپنی ذات میں وقعت رکھتی ہے یا نہیں؟ اگر رکھتی ہے تو بیشک بعض لوگ اُسے وقعت نہ دیں۔ ان کی وجہ سے ایک سچائی کو چھوڑا نہیں جاسکتا۔ اگر کوئی خدا ہے تو اُس کی جھوٹی قسم کھانا یقیناً سخت عذاب کا موجب ہونا چاہیئے بشرطیکہ دنیا کو اُس سے کوئی بڑا نقصان پہنچتا ہو، لغو قسم نہ ہو۔" (تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ النازعات، جلد ۸ صفحہ ۸۲)

بَاب ۱۷ : قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (آل عمران:۷۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ سے تھوڑا سا مول لیتے ہیں آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہو گا اور قیامت کے دن اللہ ان سے بات نہیں کرے گا اور نہ اُن کو دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہو گا

وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ (البقرۃ:۲۲۵)

اور اللہ جل ذکرہ کا یہ فرمانا: اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ کہ تم نیکی اور تقویٰ اور لوگوں کے درمیان اصلاح نہیں کرو گے۔ اور اللہ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے۔

وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (النحل:۹۶) وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا (النحل:۹۲)

اور اللہ جل ذکرہ کا یہ فرمانا: تم اللہ کے عہد کے ذریعہ سے تھوڑا مول نہ لو کیونکہ اللہ کے پاس جو ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ اور اللہ کے عہد کو جب تم عہد کرو پورا کرو اور قسموں کو ان کے مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو خصوصاً جبکہ تم نے اللہ کو اپنا ضامن قرار دیا ہے۔

۶۶۷۶: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي

۶۶۷۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش

وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (آل عمران:۷۸) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس لئے جھوٹی قسم کھائے کہ وہ کسی مسلمان آدمی کا مال مار رہا ہو تو وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔ پھر اللہ نے آپؐ کے اس قول کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی: جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ سے تھوڑا سا مول لیتے ہیں۔.....

أطرافه: ۲۳۵۶، ۲۴۱۶، ۲۵۱۵، ۲۶۶۶، ۲۶۶۹، ۲۶۷۳، ۲۶۷۶، ۴۵۴۹، ۶۶۵۹، ۷۱۸۳، ۷۴۴۵۔

٦٦٧٧: فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالُوا كَذَا وَكَذَا قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِينُهُ قُلْتُ إِذًا يَّحْلِفُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

۶۶۷۷: (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ حدیث بیان کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں) حضرت اشعث بن قیسؓ اندر آئے اور انہوں نے پوچھا: ابو عبدالرحمٰن نے تم سے کیا بیان کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ایسا ایسا بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا: یہ آیت میرے متعلق نازل کی گئی تھی۔ میرے ایک چچازاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارا ثبوت ہونا چاہیئے ورنہ اس سے قسم لی جائے گی۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! تب تو وہ اس کے متعلق قسم کھا لے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مضبوط قسم کھائی جبکہ وہ اس قسم میں جھوٹا ہے، اس قسم کے ذریعہ سے مسلمان آدمی کا مال مار رہا ہے تو وہ قیامت کے دن اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔

أطرافه: ۲۳۵۷، ۲۴۱۷، ۲۵۱۶، ۲۶۶۷، ۲۶۷۰، ۲۶۷۷، ۴۵۵۰، ۶۶۶۰، ۷۱۸۴۔

تشریح: اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَ اَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ لَا خَلَاقَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ: جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ سے تھوڑا سا مول لیتے ہیں آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ اس آیت کے شان نزول کے متعلق بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ حضرت اشعث بن قیسؓ کے متعلق نازل ہوئی جن کا بعض یہودیوں سے زمین کا جھگڑا تھا۔ زیر باب حدیث میں حضرت اشعثؓ کہتے ہیں: میرا ایک کنواں میرے چچازاد کی زمین میں تھا جس میں ہمارا جھگڑا ہوا، اور معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ معروف مفسر علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: یہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے کہ وہ جھوٹی قسم کھا کر کسی کے مال پر ناجائز قبضہ نہ کریں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۱۹۴) ابن کثیر کی یہ تاویل زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ نزول کے متعلق یہ بات متحقق ہے کہ نزول کا لفظ کسی واقعہ پر کسی آیت کے اطلاق کرنے کے لئے بھی مستعمل ہے۔ اس لئے کسی واقعہ پر کوئی آیت نازل ہوئی بھی ہو تو یہ موقعہ نزول ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم کے شان نزول کا دائرہ تو بہت وسیع اور جامع ہے۔ لاریب آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَ اَیْمَانِھِمْ کا اطلاق قیامت تک ان تمام افراد پر ہو گا جو اس جرم کے مرتکب ہوں گے۔ ان کا یہ جرم صرف دوسرے کا حق مارنے تک نہیں ہے بلکہ اس ظلم میں وہ قسم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو ضامن بناتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں سے لاتعلقی اور ایسی نفرت کا اظہار ہے جسے عذاب الیم سے تعبیر کیا گیا ہے۔

زیر باب آیات سے اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ ان میں سے ایک آیت وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”اس کے معنے یہ ہیں کہ تمہارا نیکی اور تقویٰ اختیار کرنا اور اصلاح بین الناس کرنا زیادہ اچھا ہے۔ صرف قسمیں کھاتے رہنا کہ ہم ایسا کر دیں گے کوئی درست طریق نہیں۔ تمہیں چاہیئے کہ قسمیں کھانے کی بجائے کام کر کے دکھاؤ..... دوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو روک نہ بناؤ اُن چیزوں کے لئے جن پر تم قسم کھاتے ہو۔ یعنی بِرّ کرنا، تقویٰ کرنا اور اصلاح بین الناس کرنا..... مطلب یہ کہ اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے نیک کام کی قسم نہ کھالیا کرو تا کہ یہ کہہ سکو کہ کیا کروں چونکہ مَیں قسم کھا چکا ہوں اس لئے نہیں کر سکتا۔ مثلاً کسی ضرورت مند نے روپیہ مانگا تو کہہ دیا کہ مَیں نے تو قسم کھالی ہے کہ آئندہ مَیں کسی کو قرض نہیں دوں گا..... معنے یہ ہیں کہ اگر کوئی نیکی اور تقویٰ اور اصلاح بین الناس کے کام کے لئے تمہیں کہے تو تم یہ نہ کہو کہ مَیں نے تو قسم کھائی ہوئی ہے، مَیں یہ کام نہیں کر سکتا۔

تیسرے معنے یہ ہیں کہ اس ڈر سے کہ تمہیں نیکی کرنی پڑے گی خدا تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔... مراد یہ ہے کہ اگر اچھی باتیں نہ کرنے کی قسمیں کھاؤ گے تو ان خوبیوں سے محروم ہو جاؤ گے، اس لئے نیکی تقویٰ اور اصلاح بین الناس کی خاطر اس لغو طریق سے بچتے رہو۔

درحقیقت یہ سب معنے آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ صرف عربی عبارت کی شکل کو مختلف طریق سے حل کیا گیا ہے۔ جس بات پر سب مفسرین متفق ہیں، وہ یہ ہے کہ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ بنالو، یعنی اُٹھے اور قسم کھالی یہ ادب کے خلاف ہے اور جو شخص اس عادت میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ بسا اوقات نیک کاموں کے بارہ میں بھی قسمیں کھالیتا ہے کہ میں ایسا نہیں کروں گا اور اس طرح یا تو بے ادبی کا اور یا نیکی سے محرومی کا شکار ہو جاتا ہے یا یہ کہ بعض اچھے کاموں کے متعلق قسمیں کھا کر خدا تعالیٰ کو ان کے لئے روک نہ بنالو۔ اِن معنوں کی صورت میں داؤ پیچ والے معنے خوب چسپاں ہوتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ صدقہ وخیرات سے بچنے کے لئے چالیں چلتے ہیں اور داؤ کھیلتے ہیں اور بعض خدا تعالیٰ کی قسم کو جان بچانے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ گویا دوسرے سے بچنے اور اُسے پچھاڑنے میں جو داؤ استعمال کئے جاتے ہیں اُن میں سے ایک خدا تعالیٰ کی قسم بھی ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ کے نام کو ایسے ذلیل حیلوں کے طور پر استعمال نہ کیا کرو۔ میرے نزدیک سب سے اچھی تشریح علامہ ابو حیان کی ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنے احسان اور نیکی وغیرہ کے آگے روک بنا کر کھڑا نہ کر دیا کرو۔"

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ، جلد ۲ صفحہ ۵۰۶، ۵۰۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآنِ شریف میں یہ آیت ہے: وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ (المائدۃ:۹۰) یعنی جب تم قسم کھاؤ تو جھوٹ اور بدعہدی اور بدنیتی سے اپنی قسم کو بچاؤ۔... ہاں قرآن شریف کی رُو سے لغو یا جھوٹی قسمیں کھانا منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا ہے اور گستاخی ہے اور ایسی قسمیں کھانا بھی منع ہے جو نیک کاموں سے محروم کرتی ہوں جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ مَیں آئندہ مسطح صحابیؓ کو صدقہ خیرات نہیں دوں گا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا

وَ تَتَّقُوْا۔ یعنی ایسی قسمیں مت کھاؤ جو نیک کاموں سے باز رکھیں ..... تفسیر مفتی ابو مسعود مفتی روم میں زیر آیت وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ لکھا ہے کہ عُرْضَہ اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز ایک بات کے کرنے سے عاجز اور مانع ہو جائے اور لکھا ہے کہ یہ آیت ابو بکر صدیقؓ کے حق میں ہے جبکہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کو جو صحابی ہے بباعث شراکت اس کی حدیث اِفک میں کچھ خیرات نہیں دوں گا۔ پس خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ ایسی قسمیں مت کھاؤ جو تمہیں نیک کاموں اور اعمال صالحہ سے روک دیں، نہ یہ کہ معاملہ متنازعہ جس سے طے ہو۔"

(الحکم، جلد ۸، نمبر ۲۲، بتاریخ ۱۰ر جولائی ۱۹۰۴، صفحہ ۷)

بَاب ۱۸: الْيَمِينُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ

اس چیز کے متعلق قسم کھانا جس کا وہ مالک نہیں ہے

وَفِي الْمَعْصِيَةِ وَفِي الْغَضَبِ. اور گناہ کے لئے اور غضب کی حالت میں قسم کھانا۔

٦٦٧٨: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ انْطَلِقْ إِلَى أَصْحَابِكَ فَقُلْ: إِنَّ اللّٰهَ – أَوْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – يَحْمِلُكُمْ.

أطرافه: ٣١٣٣، ٤٣٨٥، ٤٤١٥، ٥٥١٧، ٥٥١٨، ٦٦٢٣، ٦٦٤٩، ٦٦٨٠، ٦٧١٨، ٦٧١٩، ٦٧٢١، ٧٥٥٥۔

۶۶۷۸: محمد بن علاء نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو اسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُرید سے، بُرید نے ابو بردہ سے، ابو بردہ نے حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میرے ساتھیوں نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپؐ سے سواریاں مانگوں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہیں کسی پر سوار نہیں کروں گا اور اتفاق سے میں آپؐ کو ایسے وقت میں ملا کہ آپؐ ناراض تھے۔ پھر جب میں آپؐ کے پاس آیا آپؐ نے فرمایا: اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ اُنہیں کہو کہ اللہ یا (فرمایا کہ) اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں سواریاں دیتا ہے۔

٦٦٧٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ حَدَّثَنَا

۶۶۷۹: عبد العزیز نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم

إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح. و حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللهُ مِمَّا قَالُوا كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيثِ فَأَنْزَلَ اللهُ إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ (النور:۱۲ - ۲۱) الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا فِي بَرَاءَتِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَاللهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللهُ: وَ لَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِى الْقُرْبٰى (النور:۲۳) الْآيَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَى وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَّغْفِرَ اللهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ

(بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ نیز حجاج (بن منہال) نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر نمیری نے ہمیں بتایا۔ یونس بن یزید ایلی نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے زُہری سے سنا۔ زہری نے کہا: میں نے عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نبی ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہؓ کا وہ واقعہ سنا جبکہ ان کے متعلق بہتان باندھنے والوں نے وہ باتیں کیں جو انہوں نے کیں اور جو انہوں نے کہا، اللہ نے ان کو اس افترا سے بری قرار دیا۔ ان میں سے ہر ایک نے اس حدیث کا ایک ایک ٹکڑا مجھ سے بیان کیا۔ اللہ نے یہ آیت نازل کی: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ۔[1] دس آیات تک، یہ ساری آیتیں میری بریت کے متعلق تھیں۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا اور وہ مسطح کو بوجہ اپنے قریبی رشتہ دار ہونے کے خرچ دیا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم میں مسطح کو اب اس کے بعد کہ اس نے عائشہؓ کے متعلق افترا کیا ہے کبھی بھی کچھ خرچ نہیں دوں گا۔ تو اللہ نے یہ حکم نازل کیا: تم میں سے جو اہل فضیلت اور کشائش والے ہیں وہ قریبیوں کے ساتھ سلوک کرنے میں کمی نہ کریں۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: کیوں نہیں اللہ کی قسم میں ضرور پسند کرتا ہوں کہ اللہ میری پردہ پوشی

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”یقیناً وہ لوگ جو جھوٹ گھڑ لائے۔“

يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللهِ لَا أَنْزِعُهَا عَنْهُ أَبَدًا.

فرماتے ہوئے مجھ سے درگزر کرے اور وہ مسطح کو وہ خرچ دوبارہ دینے لگے جو اُس کو دیا کرتے تھے اور کہا: اللہ کی قسم میں اب اس خرچ کو اس سے کبھی نہیں چھینوں گا۔

أطرافه: ۲۵۹۳، ۲۶۳۷، ۲۶۶۱، ۲۶۸۸، ۲۸۷۹، ۴۰۲۵، ۴۱۴۱، ۴۶۹۰، ۴۷۴۹، ۴۷۵۰، ۴۷۵۷، ۵۲۱۲، ۶۶۶۲، ۷۳۶۹، ۷۳۷۰، ۷۵۰۰، ۷۵۴۵۔

٦٦٨٠: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ قَالَ وَاللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا.

۶۶۸۰: ابومعمر (عبداللہ بن عمرو مقعد) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے قاسم سے، قاسم نے زہدم (بن مضرب جرمی) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس تھے تو انہوں نے کہا: میں کچھ اشعری لوگوں سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں آپؐ سے ایسے وقت میں ملا کہ آپؐ ناراض تھے۔ ہم نے آپؐ سے سواریاں مانگیں تو آپؐ نے قسم کھائی کہ آپؐ ہمیں سواریاں نہیں دیں گے۔ پھر اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں جو بھی ایسی قسم کھا بیٹھوں گا کہ پھر اس کے سوا کسی اور بات کو بہتر سمجھوں گا تو ان شاء اللہ ضرور ہی وہی کروں گا جو بہتر ہو اور اس قسم کا کفارہ ادا کر دوں گا۔

أطرافه: ۳۱۳۳، ۴۳۸۵، ۴۴۱۵، ۵۵۱۷، ۵۵۱۸، ۶۶۲۳، ۶۶۴۹، ۶۶۷۸، ۶۷۱۸، ۶۷۱۹، ۶۷۲۱، ۷۵۵۵۔

تشریح: الْيَمِينُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي الْمَعْصِيَةِ وَفِي الْغَضَبِ: اس چیز کے متعلق قسم کھانا جس کا وہ مالک نہیں ہے اور گناہ کے لئے اور غضب کی حالت میں قسم کھانا۔ عنوان باب تین امور پر مشتمل ہے۔ (۱) اس چیز کے متعلق قسم کھانا جس کا وہ مالک نہیں۔ (۲) معصیت کی قسم کھانا۔ (۳) غصہ کی حالت میں قسم کھانا۔ زیر باب روایات میں امام بخاری نے تینوں امور کے متعلق اسی ترتیب سے روایات درج کی ہیں۔ روایت اول

(۶۶۷۸) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چیز کے لئے آپؐ کی قسم کا ذکر ہے جس کے آپؐ مالک نہ تھے۔ روایت دوم (۶۶۷۹) میں حضرت ابو بکرؓ کا ایک نیکی سے ہاتھ کھینچ لینے کے متعلق قسم کا ذکر ہے اور تیسری روایت (۶۶۸۰) میں حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں: فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپؐ ناراض تھے۔ امام بخاریؒ زیر باب روایات سے اس امر کو نمایاں کرنا چاہتے ہیں کہ بعض مجبوریوں کی صورت میں کھائی گئی قسم حالات کی تبدیلی سے ختم ہو سکتی ہے اور کفارہ ادا کر کے اس قسم کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ ترتیب ابواب میں امام بخاریؒ نے ماقبل باب میں مذکورہ آیت وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ کا ایک نیا رُخ دکھایا ہے کہ بعض قسمیں جو کسی نیکی سے روکنے کا باعث بن رہی ہوں ایسی قسمیں ختم کر کے ان کا کفارہ دے دینا اور نیک کام کر لینا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے عملی نمونہ سے اس کا نہ صرف جواز ثابت کیا ہے بلکہ اس پاک طریق سے نفس انسانی کے اس بہانے کو توڑا گیا ہے کہ میں اب وہ نیک کام کیسے کروں جس کے متعلق میں قسم کھا چکا ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو قسمیں تم نے ضدّ پر کھائی ہیں وہ ناجائز ہیں۔ ناجائز قسم پر قائم رہنا گناہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسلامی شریعت میں یہی حکم دیا ہے کہ ناجائز قسموں اور ناجائز اقراروں کو توڑ دیا جاوے۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۲)

وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ: حضرت ابو موسیٰؓ اور ان کے ساتھیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: اللہ کی قسم! میں تمہیں کسی پر سوار نہیں کروں گا اور اتفاق سے میں آپؐ کو ایسے وقت میں ملا کہ آپؐ ناراض تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قیصر کے مدینہ پر حملہ کی خبر سن کر کمزور مسلمان تو ڈر رہے تھے لیکن مؤمن اپنے دلوں میں یہ کہہ رہے تھے کہ اِس خطرے کے وقت جو قربانیاں کرنے کا مزہ آئے گا وہ اور کہاں آ سکتا ہے۔ اسی موقع پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بھی ہجرت کر کے پاپیادہ جوشِ ایمان کی وجہ سے آ گئے تھے۔ ان کے پاس نہ سواری تھی اور نہ دولت۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: یَارَسُوْلَ اللہ! ہمیں بھی ثواب کا موقع مل جائے، ہم بھی جنگ میں شامل ہونا چاہتے ہیں لیکن ہمارے پاس تو سواریاں نہیں۔ اس لئے ہمیں کوئی چیز دی جائے جس کے ذریعہ آسانی کے ساتھ ہم سفر کر سکیں۔ ان کے الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سواری ہی مانگی تھی لیکن بعد میں

جب کسی شخص نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سواری نہیں بلکہ چپلیاں مانگی تھیں تا کہ ہم سنگلاخ راستوں پر سفر کر سکیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے مانگی تو چپلیاں ہوں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا ہو کہ یہ سواری مانگ رہے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے انہوں نے سواری ہی مانگی ہو مگر اُن کے ذہن میں جو اَقل ترین مطالبہ ہو وہ چپلوں ہی کا ہو۔ غرض اُنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمیں سفر کی سہولت کے لئے کوئی چیز دی جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سواری نہ تھی۔ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس سواری کا کوئی انتظام نہیں۔ انہوں نے پھر اصرار کیا مگر آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں۔ اُنہوں نے پھر عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللہ! ہمیں کیوں ثواب سے محروم کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس سواری ہے ہی نہیں تو دوں کہاں سے، مگر انہوں نے پھر بھی اصرار کیا اور کہا: یَارَسُوْلَ اللہ! آپؐ تو بادشاہ ہیں۔ بھلا آپؐ کے پاس سواری کیوں نہ ہو گی۔ آپؐ نے جب دیکھا کہ یہ ٹلنے والے نہیں ہیں تو فرمایا: خدا کی قسم! میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ اِس پر ابو موسیٰ اشعریؓ مایوس ہو کر واپس آ گئے مگر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کسی مخلص نے لڑائی کے لئے دو اونٹ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے اور عرض کیا کہ کئی ایسے مسلمان ہیں جن کے پاس سواریاں نہیں ہیں۔ ایسے آدمیوں کو یہ اونٹ دے دیں۔ آپؐ نے پھر ابو موسیٰ اشعریؓ اور ان کے ساتھیوں کو بُلایا اور وہ دونوں اونٹ انہیں دے کر فرمایا: باری باری سے ان پر سوار ہوتے جانا۔ وہ اونٹ لے کر چلے گئے مگر تھوڑی دیر کے بعد انہیں خیال آیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قسم کھائی تھی کہ میں تمہیں سواری نہیں دوں گا اور اب دے دی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ بُھول گئے ہیں اور آپؐ کی قسم ٹوٹ گئی ہے اور اگر آپؐ کی بھول سے ہم نے فائدہ اُٹھایا تو ہمارا انجام خراب ہو گا اس لئے ہمیں سواریاں واپس کرنی چاہئیں۔ چنانچہ وہ واپس آپؐ کے پاس آئے اور عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللہ! آپؐ نے قسم کھائی تھی کہ مَیں تمہیں سواری نہیں دوں گا مگر اب آپؐ نے دے دی ہے اِس لئے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ بھول گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے قسم

تو یاد ہے مگر بات یہ ہے کہ میں قسم کھاؤں یا قسم کے بغیر کوئی ارادہ کروں، جب زیادہ ثواب کا موقع آجائے تو مَیں اپنے ارادہ میں تبدیلی کر لیتا ہوں۔ میں اپنی قسم کی وجہ سے کسی کو ثواب سے محروم نہیں کرنا چاہتا۔ میں جب کوئی ارادہ کرتا ہوں تو جب اس سے زیادہ بہتر ارادہ میرے دل میں آجائے تو اُسی پر عمل کرتا ہوں کیونکہ اصل غرض تو نیکی ہے۔ جب زائد نیکی کا موقع مل جائے تو اُس کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپؐ کے پاس سواری تھی ہی نہیں تو آپؐ نے یہ قسم کیوں کھائی کہ خدا کی قسم! میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ قرآن کریم، احادیث اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت آپؐ کے پاس سواری تھی ہی نہیں اور قسم کے معنی یہ ہیں کہ کوئی چیز موجود ہو اور دینے سے انکار کر دیا جائے۔ اب کیا کوئی یہ قسم کھا سکتا ہے کہ میں چاند کے پاس نہیں جاؤں گا یا میں سورج کے پاس نہیں جاؤں گا یا کوئی یہ قسم کھاتا ہے کہ مَیں ایک ہی دفعہ ہاتھی نہیں نگلوں گا۔ اسی طرح سوال یہ ہے کہ جب آپؐ کے پاس سواری ہی نہ تھی تو آپؐ نے قسم کیوں کھائی؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ غیر متمدن اور غیر مہذب لوگ دوسرے کی بات کا اعتبار نہیں کرتے جب تک قسم نہ کھائی جائے۔ ہمارے پاس بعض اوقات ایسے لوگ آتے رہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارا فلاں کام کرا دیں۔ ہم کہتے ہیں: یہ کام ہم نہیں کر سکتے۔ وہ کہتے ہیں: آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ گویا ہم کام تو کر سکتے ہیں مگر جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم نہیں کر سکتے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی غیر متمدن اور غیر مہذب تھے، وہ نئے نئے آئے تھے اور اُن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، وقار، عظمت اور اعلیٰ اخلاق کا پتہ نہ تھا۔ جب آپؐ نے اُن سے فرمایا کہ میرے پاس سواری نہیں ہے تو انہوں نے سمجھا کہ سواری تو ہے مگر آپؐ انکار کر رہے ہیں اس لئے اصرار کیا کہ آپؐ تو بادشاہ ہیں، آپؐ کے پاس سواریاں کیوں نہ ہوں گی۔ مزید یہ کہ عرب لوگوں کی عادت ہے کہ ان کی کسی بات پر تسلی نہیں ہو سکتی جب تک قسم نہ کھائی جائے۔ معمولی معمولی باتوں پر وہ وَاللّٰہِ، بِاللّٰہِ، ثُمَّ تَاللّٰہِ کہتے رہتے ہیں اس لئے ان کے سواری مانگنے کے اصرار کا ایک ہی جواب تھا کہ آپؐ قسم کھاتے۔ چونکہ ان لوگوں نے آپؐ کے جواب کو عُذر اور بہانہ سمجھا تھا اس

لئے آپؐ نے اُن کی تسلی کے لئے اور پیچھا چھڑانے کے لئے قسم کھائی۔ وہ چلے گئے تو سواری بھی آگئی اور آپؐ نے دوبارہ ان کو بُلا کر سواری دے دی۔ پس وہ قسم اس لئے تھی کہ میرا وقت ضائع نہ کرو اور اصرار نہ کرو اور سواری آپؐ نے اس لئے دی کہ یہ نیکی کا موقع تھا اور آپؐ اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔"

(نیکی کی تحریک پر فوراً عمل کرو، انوار العلوم جلد ۱۸ صفحہ ۵۷۰ تا ۵۷۲)

بَاب ۱۹ : إِذَا قَالَ وَاللهِ لَا أَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ فَصَلَّى أَوْ قَرَأَ أَوْ سَبَّحَ أَوْ كَبَّرَ أَوْ حَمِدَ أَوْ هَلَّلَ فَهُوَ عَلَى نِيَّتِهِ

اگر کوئی کہے اللہ کی قسم آج میں بات نہیں کروں گا پھر وہ نماز پڑھے یا قرآن پڑھے یا تسبیح کرے یا اللهُ أَكْبَرُ کہے یا الْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے یا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہے تو یہ اس کی نیت پر ہی ہو گا

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْكَلَامِ أَرْبَعٌ. سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب باتوں سے افضل چار باتیں ہیں۔ سُبْحَانَ اللهِ اور الْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ اور اللهُ أَكْبَرُ۔

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (آل عمران:٦٥)

ابوسفیانؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو لکھا: ایک ایسی بات کی طرف تو آجاؤ جو ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ كَلِمَةُ التَّقْوَى لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ.

اور مجاہد نے کہا: تقویٰ کی بات لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ہی ہے۔

٦٦٨١: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُلْ لَا إِلٰهَ

۶۶۸۱: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی، کہا: سعید بن مسیب نے مجھے خبر دی۔ سعید نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب ابوطالب فوت ہونے لگے تو ان کے پاس رسول اللہ

إِلَّا اللهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ.

أطرافه: ١٣٦٠، ٣٨٨٤، ٤٦٧٥، ٤٧٧٢۔

صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور فرمایا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہیں۔ یہ ایسی بات ہو گی کہ میں اس کی بنا پر آپ کے لئے اللہ کے حضور دلیل دوں گا۔

٦٦٨٢: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ.

أطرافه: ٦٤٠٦، ٧٥٦٣۔

۶۶۸۲: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے ہمیں بتایا۔ عمارہ بن قعقاع نے ہم سے بیان کیا۔ عمارہ نے ابوزرعہ سے، ابوزرعہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں، رحمٰن کو پیارے ہیں۔ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ۔

٦٦٨٣: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَقُلْتُ أُخْرَى. قَالَ مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ لِلَّهِ نِدًّا أُدْخِلَ النَّارَ وَقُلْتُ أُخْرَى مَنْ مَاتَ لَا يَجْعَلُ لِلَّهِ نِدًّا أُدْخِلَ الْجَنَّةَ.

أطرافه: ١٢٣٨، ٤٤٩٧۔

۶۶۸۳: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش نے شقیق سے، شقیق نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات بیان فرمائی تھی اور ایک بات میں کہتا ہوں۔ آپؐ نے بیان فرمایا تھا: جو ایسی حالت میں مرے گا کہ وہ اللہ کا شریک ٹھہرا رہا تھا، آگ میں داخل کیا جائے گا اور میں ایک اور بات کہتا ہوں کہ جو ایسی حالت میں مرے گا کہ وہ اللہ کا شریک نہیں ٹھہرا رہا ہو گا، وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔

تشریح: إِذَا قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ: اگر کوئی کہے اللہ کی قسم آج میں بات نہیں کروں گا۔ فقہاء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا ایسی قسم کھانے کے بعد نماز پڑھنے، تلاوت کرنے یا ذکر الٰہی کرنے سے قسم ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔ احناف کہتے ہیں کہ اگر نماز میں قرآن پڑھے یا ذکر الٰہی کرے تو سزاوار نہیں ہے لیکن اگر نماز کے علاوہ قرآن پڑھے تو (قسم توڑنے کا) گناہ ہے۔ بعض شوافع کا یہ کہنا ہے کہ قرآن پڑھنے سے تو (قسم توڑنے کا) گناہ نہیں ہوتا لیکن ذکر الٰہی کرنے سے ہو جاتا ہے جبکہ جمہور کا مؤقف یہ ہے کہ ان امور سے (قسم توڑنے کا) گناہ نہیں ہے، کیونکہ کلام کرنے سے مراد عرفِ عام میں آدمیوں کا بات چیت کرنا ہوتا ہے لہذا قراءت یا ذکر الٰہی خواہ نماز میں ہو یا نماز کے علاوہ ہو، اس سے (قسم توڑنے کا) گناہ نہیں ہوگا۔ امام بخاریؒ نے زیر باب آیات واحادیث پیش کر کے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ نماز پڑھنا، تلاوت کرنا اور ذکر الٰہی میں مشغول ہونا بلاشبہ کلام کرنا ہی ہے اور قسم کے ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا تعلق قسم کھانے والے کی نیت پر ہی موقوف ہے۔ یعنی اگر تو قسم کھانے میں اُس نے قراءت اور ذکر الٰہی کو شامل رکھا تب تو وہ قراءت کرنے اور ذکر الٰہی کرنے سے (قسم توڑنے کا) سزاوار ہوگا لیکن اگر اُس کا ارادہ انہیں اپنی قسم میں داخل کرنے کا نہ ہو تو وہ ان کو کرنے سے گناہ گار نہیں ٹھہرے گا۔

(فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۶۹۱) (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۱۹۸)

بَاب ۲۰: مَنْ حَلَفَ أَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلَى أَهْلِهِ شَهْرًا وَكَانَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِينَ

جس نے قسم کھائی کہ وہ اپنی بیوی کے پاس ایک مہینہ نہیں جائے گا اور مہینہ اُنتیس دن کا ہو

٦٦٨٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ آلَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَائِهِ وَ كَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهُ فَأَقَامَ فِي مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَّعِشْرِينَ.

۶۶۸۴: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن بلال نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حمید سے، حمید نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے قسم کھائی کہ اپنی ازواج کے پاس نہیں جائیں گے اور آپؐ کے پاؤں میں موچ آگئی تھی تو آپؐ نے ایک بالا خانہ میں انتیس رات قیام فرمایا پھر نیچے آئے۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے تو ایک مہینے کی قسم کھائی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: مہینہ اُنتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

أطرافہ: ۳۷۸، ۶۸۹، ۷۳۲، ۷۳۳، ۸۰۵، ۱۱۱۴، ۱۹۱۱، ۲۴۶۹، ۵۲۰۱، ۵۲۸۹۔

تشریح: مَنْ حَلَفَ أَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلَى أَهْلِهِ شَهْرًا: جس نے قسم کھائی کہ وہ اپنی بیوی کے پاس ایک مہینہ نہیں جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مختلف ادوار آئے۔ ایسے وقت بھی تھے کہ مہینہ مہینہ گھر میں چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی۔ جو صحابہ پر گزرتی تھی وہی آپؐ کے گھر پر بھی گزرتی تھی۔ اگر باہر فاقے پڑ رہے ہوتے تھے تو آپؐ کے گھر میں بھی فاقے پڑ رہے ہوتے تھے۔ جب باہر سہولت ہو جاتی تھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی نسبت سے گھر میں بھی سہولت دے دیا کرتے تھے اور ایک روایت کے مطابق جب خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو آپؐ کا یہ دستور تھا کہ... سالانہ وظیفہ اپنے ہر گھر میں دیا کرتے تھے۔ ... لیکن اس شفقت اور اس گزارے کے باوجود ایک وقت ایسا آیا کہ بعض خواتین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطالبے شروع کئے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری ضرورت پوری نہیں ہو رہی ہمیں کچھ زیادہ دیجئے۔ اس موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو جو صدمہ پہنچا اس پر نظر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ○ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ (الاحزاب:۲۹، ۳۰) اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دنیاوی سامان دے کر رخصت کرتا ہوں اور احسن اور نیک طریق سے تمہیں رخصت کروں گا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اخروی زندگی کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے پوری طرح اسلام پر قائم رہنے والیوں کے لئے بہت بڑا اجر تجویز فرمایا ہے۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات رو رہی تھیں اور ہر بیوی کے پاس اس کے گھر والے اکٹھے ہو رہے تھے۔ عجیب دردناک منظر تھا۔ مَیں مسجد گیا تو وہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ آئے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم چوبارے

پر تھے۔ حضرت عمرؓ کو کسی نے جواب نہ دیا پھر انہوں نے سلام کیا پھر جواب نہ دیا پھر تیسری دفعہ سلام کیا تو اجازت ملی۔ حضرت عمرؓ اندر چلے گئے اور پوچھا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ میں نے ایلاء کیا ہے۔ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد میں ایک ماہ تک اپنی بیویوں سے علیحدہ رہوں گا اور ان کو یہ موقع دوں گا کہ وہ خوب غور کر لیں کہ ان دونوں چیزوں میں سے انہیں کیا اختیار کرنی ہے۔ شدید محبت اور شفقت کے باوجود اصول کے معاملوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیر متزلزل تھے۔ جذبات نے کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل پہ حکومت نہیں کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار پر حکومت نہیں کی بلکہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار جذبات کے حاکم رہے۔ چنانچہ جب یہ اختیار دیا گیا تو سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو تم اپنے ماں باپ سے پوچھ لو اور مشورہ کر لو اور پھر مجھے بتاؤ کہ کیا فیصلہ ہے؟ حضرت عائشہؓ جواب میں کہتی ہیں کہ مجھے ماں باپ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ میرے دل کا فیصلہ تو ہو چکا ہے۔ وہی فیصلہ ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کروں گی۔ چنانچہ اس کے بعد جتنی ازواج مطہرات تھیں سب نے یہی جواب دیا اور ایک مہینے کے بعد ایک نئی شان کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بسنے لگے۔"

(خطاب لجنہ اماء اللہ فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۳، بر موقع جلسہ سالانہ ربوہ، الازھار لذوات الخمار جلد ۲ صفحہ ۲۳ تا ۲۵)

بَاب ۲۱

إِذَا حَلَفَ أَنْ لَّا يَشْرَبَ نَبِيذًا فَشَرِبَ طِلَاءً أَوْ سَكَرًا أَوْ عَصِيرًا لَمْ يَحْنَثْ فِي قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ وَلَيْسَتْ هَذِهِ بِأَنْبِذَةٍ عِنْدَهُ

اگر کوئی قسم کھائے کہ وہ نبیذ نہیں پیئے گا اور اس نے شیرہ یا نشہ آور چیز یا انگور کا رس پی لیا تو وہ بعض لوگوں کے قول کے مطابق قسم توڑنے والا نہیں ہو گا اور یہ ان کے نزدیک نبیذ نہیں

۶۶۸۵: حَدَّثَنِي عَلِيٌّ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيزِ ۶۶۸۵: علی (بن عبد اللہ) نے مجھ سے بیان کیا۔

بْنَ أَبِي حَازِمٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَسَ فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهِ فَكَانَتِ الْعَرُوسُ خَادِمَهُمْ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ هَلْ تَدْرُونَ مَا سَقَتْهُ قَالَ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمْرًا فِي تَوْرٍ مِّنَ اللَّيْلِ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَيْهِ فَسَقَتْهُ إِيَّاهُ.

انہوں نے عبدالعزیز بن ابی حازم سے سنا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی کہ حضرت ابواُسیدؓ نے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے شادی کی اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی پر بلایا اور دلہن ہی ان مہمانوں کی خدمت کرنے والی تھی۔ حضرت سہلؓ نے لوگوں سے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ اس نے آپؐ کو کیا پلایا تھا؟ کہا: اس نے رات کو ایک لگن میں کچھ کھجوریں بگھو دی تھیں۔ جب آپؐ ان کے پاس صبح کو آئے تو اس نے آپؐ کو وہی شربت پلایا۔

أطرافه: ٥١٧٦، ٥١٨٢، ٥١٨٣، ٥٥٩١، ٥٥٩٧۔

٦٦٨٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيهِ حَتَّى صَارَتْ شَنًّا.

٦٦٨٦: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ اسماعیل بن ابی خالد نے ہمیں خبر دی۔ اسماعیل نے شعبی سے، شعبی نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت سودہؓ سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: ہماری ایک بکری مرگئی۔ ہم نے اس کی کھال کو رنگ لیا۔ پھر اس میں نبیذ تیار کیا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ پرانی ہوگئی۔

تشریح: إِذَا حَلَفَ أَنْ لَّا يَشْرَبَ نَبِيذًا فَشَرِبَ طِلَاءً: اگر کوئی قسم کھائے کہ وہ نبیذ نہیں پیئے گا، پھر اُس نے شیرہ پی لیا۔ شارحین بیان کرتے ہیں کہ کھجور، انگور، شہد، گندم یا جَو وغیرہ میں سے کوئی چیز پانی میں ڈال کر رکھنے سے جو شربت تیار ہوتا ہے اُسے نبیذ کہتے ہیں۔ ''اَلطِّلَاءُ'' اس شیرہ کو کہتے ہیں جو انگور کے رَس کو پکا کر تیار کیا جاتا ہے۔ عرفِ عام میں اسے نبیذ بھی کہہ لیتے ہیں لیکن بعض اہلِ لغت نے اس لفظ کو نشہ آور شراب

کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اسی طرح لفظ "اَلسَّکَرُ" شراب کے علاوہ ایسے رَس کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جو ابھی نشہ آور نہ ہوا ہو۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے فقہاء کے اس اختلاف کو رفع کرنا ہے کہ اگر نبیذ نہ پینے کی قَسم کھانے والا کوئی ایسی چیز پی لے جو لفظ نبیذ کی ذیل میں آتی ہو یا ہیئت میں اس کے مشابہہ ہو تو کیا وہ اپنی قسم توڑنے والا ٹھہرے گا یا نہیں؟ اس بارے میں جمہور کا مؤقف یہی ہے کہ جو شخص نبیذ کو معین کر کے قَسم کھائے کہ وہ اِسے نہیں پیئے گا تو اس کے علاوہ کوئی اور چیز پینے سے وہ اپنی قَسم کو نہیں توڑے گا۔ طلاء، سکر اور عصیر مخصوص مشروبات کے نام ہیں۔ ان پر نبیذ کے لفظ کا اطلاق بالعموم نہیں ہوتا۔ اس لئے نبیذ نہ پینے کی قسم کھانے والا ان مشروبات میں سے کوئی مشروب پی لے تو وہ حانث یعنی قسم توڑنے والا نہیں کہلائے گا۔

(عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۲۰۰)(فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۶۹۳)

بَاب ۲۲

إِذَا حَلَفَ أَنْ لَّا يَأْتَدِمَ فَأَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ وَمَا يَكُونُ مِنْهُ الْأُدْمِ

اگر کوئی قسم کھائے کہ سالن نہیں کھائے گا پھر اس نے کھجور کو روٹی کے ساتھ کھالیا اور وہ چیز جو سالن کے طور پر استعمال ہو سکے (اُس سے کھالینا)

٦٦٨٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُومٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللّٰهِ.

۶۶۸۷: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن عابس سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں کہ آل محمد ﷺ نے اس وقت تک کہ آپؐ اللہ سے جاملے، تین دن بھی گیہوں کی روٹی سالن کے ساتھ سیر ہو کر نہیں کھائی۔

وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ بِهَذَا.

اور ابن کثیر نے کہا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا۔ پھر یہی حدیث بیان کی۔

أطرافه: ٥٤٢٣، ٥٤٣٨۔

٦٦٨٨: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَ أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهُ قُومُوا فَانْطَلَقُوا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى

۶۶۸۸: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت ابوطلحہؓ نے حضرت اُم سلیمؓ سے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کمزور سنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ کو بھوک ہے۔ کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت اُم سلیمؓ نے کہا: ہاں۔ اور یہ کہہ کر انہوں نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں۔ پھر انہوں نے اپنی اوڑھنی لی اور اس کے ایک طرف اُن روٹیوں کو لپیٹا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ میں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا اور آپؐ کے ساتھ لوگ تھے۔ میں آپؐ کے پاس کھڑا ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہؓ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو آپؐ کے ساتھ تھے فرمایا: اُٹھو، اور وہ چل پڑے اور میں بھی ان کے آگے آگے چلا اور حضرت ابوطلحہؓ کے پاس آیا اور ان کو خبر دی۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا: اُم سلیم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگ بھی آگئے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں جو ہم ان کو کھلائیں۔ حضرت اُمّ سلیمؓ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضرت ابوطلحہؓ چلے گئے اور جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ رسول اللہ

لَقِيَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ قَالَ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَّهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَّقُولَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا.

صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو طلحہؓ آئے اور دونوں گھر کے اندر آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُم سلیم! جو تمہارے پاس ہے وہ لے آؤ۔ وہ وہی روٹیاں لے آئیں۔ حضرت انس بن مالکؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان روٹیوں کے متعلق حکم دیا اور وہ توڑی گئیں اور حضرت اُم سلیمؓ نے اپنی ایک کپی کو نچوڑ دیا اور روٹیوں کے ساتھ یہی سالن دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ نے چاہا کہ آپؐ اس کھانے پر دعا کریں، آپؐ نے اس کھانے پر دعا کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا: دس آدمیوں کو (اندر آنے کی) اجازت دو۔ انہوں نے ان کو اجازت دی۔ انہوں نے اتنا کھایا کہ وہ سیر ہو گئے اور باہر چلے گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: دس آدمیوں کو اجازت دو اور انہوں نے ان کو اجازت دی۔ غرض سب کے سب لوگوں نے کھایا اور سیر ہو کر کھایا اور وہ لوگ ستر یا اسی آدمی تھے۔

أطرافه: ٤٢٢، ٣٥٧٨، ٥٣٨١، ٥٤٥٠۔

تشریح: إِذَا حَلَفَ أَنْ لَّا يَأْتَدِمَ فَأَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ: اگر کوئی قسم کھائے کہ سالن نہیں کھائے گا، پھر اس نے کھجور کو روٹی کے ساتھ کھا لیا۔ لفظ أَدَمَ کے معنی ہیں جمع کرنا۔ أَدَمَ الْخُبْزَ - خَلَطَهُ بِالْإِدَامِ یعنی اُس نے روٹی کو سالن کے ساتھ ملایا۔ (اقرب الموارد، أدم) فقہاء نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے کہ کونسی چیز سالن ہے اور کونسی نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ إِدَامٌ دو چیزوں کو جمع کرنا ہے لہذا سالن وہ ہے کہ اُس چیز کے اجزاء روٹی کے اجزاء میں داخل ہو جائیں اور روٹی پر اس چیز کا رنگ آ جائے۔ ان معانی کو مدنظر رکھ کر بعض علماء کھجور وغیرہ چیزوں کو سالن شمار نہیں کرتے۔ صحابیٔ رسولؐ حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلامؓ کی ایک روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے جَو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا پھر آپؐ نے اس پر ایک کھجور رکھی اور

فرمایا یہ اس کا سالن ہے۔[1] زیر باب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ نے آپؐ کی زندگی میں کبھی تین دن مسلسل روٹی سالن کے ساتھ سیر ہو کر نہیں کھائی۔ (روایت نمبر ۶۶۸۷) علامہ کرمانیؒ بیان کرتے ہیں کہ کھجور تو اُن کے پاس موجود ہی ہوتی تھی اور اُن کی اکثر غذا بھی یہی تھی اور وہ اسی سے پیٹ بھرا کرتے تھے۔ لہٰذا اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں کھجور کے ساتھ روٹی کھانا سالن کے ساتھ روٹی کھانا تصور نہیں کیا گیا۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۶۹۶)

علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ روٹی کے علاوہ گھر میں موجود کھانے کی ہر چیز سالن ہو سکتی ہے خواہ وہ تر ہو یا خشک۔ لہٰذا جس نے سالن نہ کھانے کی قسم کھائی، پھر اُس نے کھجور کے ساتھ روٹی کھالی تو وہ قسم توڑنے کا گناہ کرتا ہے۔ اس بارے میں مالکی مؤقف زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم کی عادت (الگ الگ) ہوتی ہے اس لیے قسم کھانے والے کے نزدیک جو چیز بھی سالن ہے اُسے کھانا قسم توڑنا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۲۰۲)

بَاب ۲۳: النِّيَّةُ فِي الْأَيْمَانِ

قسموں میں نیت کرنا

۶۶۸۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ

۶۶۸۹: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب (ثقفی) نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا۔ وہ کہتے تھے: محمد بن ابراہیم نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے علقمہ بن وقاص لیثی کو کہتے سنا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: عمل نیتوں کے ساتھ ہی ہوتے ہیں اور آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے نیت کی۔ جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوگی اُس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہوگی کہ اسے وہ حاصل کرنا

[1] (سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب فی التمر)

يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ. چاہتا ہے یا کسی عورت کے لئے کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اُس کی ہجرت اُس کے لئے ہے جس کی خاطر اس نے ہجرت کی۔

أطرافه: ١، ٥٤، ٢٥٢٩، ٣٨٩٨، ٥٠٧٠، ٦٩٥٣۔

تشریح: اَلنِّيَّةُ فِي الْأَيْمَانِ: قسموں میں نیت کرنا۔ معنونہ روایت "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوَى" جوامع الکلم میں سے ہے اور انسانی اعمال کا نیک یا بد ہونا اسی اصل پر قائم ہے۔ قسم کے معاملہ میں بھی یہی اصل الاصول کارفرما ہے۔

علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ زیر باب حدیث کی عنوانِ باب سے یہ مناسبت ہے کہ قَسم بھی اعمال میں سے ہی ہے اور اس سے یہ بھی استدلال کیا جاسکتا ہے کہ قَسم میں زمانی یا مکانی تخصیص خواہ لفظاً موجود نہ بھی ہو (صرف نیتاً ہی ہو) تو جائز ہے، جیسا کہ کوئی یہ قَسم کھائے کہ وہ زید کے گھر میں داخل نہیں ہوگا اور (قَسم کھاتے وقت) ارادہ یہ کرے کہ ایک ماہ یا ایک سال تک نہیں جائے گا۔ پھر جب وہ ایک ماہ یا ایک سال کے بعد داخل ہو تو قَسم توڑنے کا گناہ نہیں کرے گا۔ یا اگر قَسم کھائے کہ زید سے بات نہیں کرے گا اور ارادہ یہ کرے کہ اپنے گھر میں بات نہیں کرے گا۔ پھر کسی دوسرے گھر میں بات کرلے تو اُس نے قَسم نہیں توڑی۔ اور یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ قَسم کا تعلق اگر لوگوں کے حقوق سے نہ ہو تو وہ قَسم کھانے والے کی نیت پر منحصر ہے لیکن اگر اس سے کسی دوسرے کی حق تلفی ہو رہی ہو تو اس کا مدار قَسم طلب کرنے والے کی نیت پر ہوگا اور اس میں توریہ (یعنی کسی بات کو مخفی رکھنا) فائدہ نہیں دے گا۔ علامہ نووی کہتے ہیں کہ جس نے کسی شخص پر حق کا دعویٰ کیا ہو اور حاکم اُس سے قَسم لے تو اس کی قَسم حاکم کے ارادے کے مطابق منعقد ہوگی اور توریہ اُسے فائدہ نہیں دے گا۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۶۹۷)

بَاب ٢٤: إِذَا أَهْدَى مَالَهُ عَلَى وَجْهِ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ

اگر کوئی نذر یا توبہ کے طور پر اپنا مال تحفۃً پیش کرے

٦٦٩٠: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ

٦٦٩٠: احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا۔ (عبداللہ) ابن وہب نے ہمیں بتایا کہ یونس نے مجھے خبر دی۔ یونس نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے مجھے بتایا۔ عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت کی۔ اور جب حضرت کعبؓ نابینا ہوگئے تھے تو ان کے بیٹوں میں سے یہ

يَقُوْلُ فِي حَدِيثِهِ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (التوبة:۱۱۸) فَقَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ.

حضرت کعبؓ کو لے جایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت کعب بن مالکؓ سے اُن کے واقعہ کے متعلق سنا جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی: وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا۔[1] تو انہوں نے اپنے واقعہ کو بتاتے ہوئے آخر میں کہا کہ میری توبہ قبول ہونے کی وجہ سے میں اپنے مال سے دست بردار ہوتا ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کے لئے صدقہ ہو گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے مال میں سے کچھ اپنے لئے بھی رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

أطرافه: ۲۷۵۷، ۲۹۴۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۳۰۸۸، ۳۵۵۶، ۳۸۸۹، ۳۹۵۱، ۴۴۱۸، ۴۶۷۳، ۴۶۷۶، ۴۶۷۷، ۴۶۷۸، ۶۲۵۵، ۷۲۲۵۔

تشریح: إِذَا أَهْدَى مَالَهُ عَلَى وَجْهِ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ: اگر کوئی نذر یا توبہ کے طور پر اپنا مال تحفۃً پیش کرے۔ علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے قسموں کے ابواب سے فراغت کے بعد نذروں کے متعلق ابواب شروع کیے ہیں اور ان میں سے یہ پہلا باب ہے اور نذر یہ ہے کہ ثواب کی خاطر عبادت یا صدقہ وغیرہ میں سے کسی چیز کو اپنے نفس پر خود ہی لازم ٹھہرالیا جائے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ نذر کے لغوی معنی کسی اچھے یا بُرے کام کو اپنے اوپر لازم قرار دینے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں مکلف کا کسی ایسے کام کو واجب ٹھہرالینا ہے جو اس پر لازم نہ ہو، یہ جلد پورا کر لینے کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے اور کسی دوسرے کام کے ساتھ معلق بھی ہو سکتی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۶۹۷)

أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ: سارے مال کو صدقہ کرنے کی نذر ماننے والے معاملہ کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ اس پر ایک تہائی صدقہ کرنا لازم ہے۔ لیث اور ابن وہب کے نزدیک اگر نذر ماننے والا شخص مالدار ہے تو اُسے ایک تہائی مال صدقہ میں دینا ہو گا لیکن اگر وہ فقیر ہے تو قسم کا کفارہ ادا کرے گا۔ امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ اگر تو اُس نے نذر کو کسی بات سے مشروط کیا ہو جیسے کہ اگر میرے مریض کو شفاء ہو جائے یا یہ کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو (اپنا سارا مال صدقہ میں دے دوں گا۔) ایسی صورت میں اُس پر سارا مال (صدقہ

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور ان تینوں پر بھی (اللہ توبہ قبول کرتے ہوئے جھکا) جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے۔“

میں) نکالنا ہی لازم ہوگا۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۲۰۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جن کی ایمانی حالت ادنیٰ ہے ان کے لئے یہ معنے ہیں کہ اس قدر صدقہ کرو کہ بعد میں تمہارے ایمان میں تزلزل نہ آئے اور تم دُکھ میں نہ پڑ جاؤ۔ دکھ میں پڑنے کے اس جگہ یہ بھی معنے ہیں کہ بعد میں لوگوں سے مانگتا نہ پھرے یا یہ کہ دین اور ایمان کو صدمہ نہ پہنچے۔ بعض لوگ کمزور ایمان کے ہوتے ہیں اور جوش میں آکر بہت سا صدقہ کر دیتے ہیں لیکن چونکہ توکل کا اعلیٰ مقام حاصل نہیں ہوتا، جب تکلیف ہوتی ہے دوستوں سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں اور اگر ضرورت پوری نہ ہو تو شکوہ شروع کر دیتے ہیں کہ ہمیں ضرورت ہے تو ہماری امداد نہیں کی جاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے کل کو اس طرح کرنا ہو اُسے چاہیئے کہ آج اتنی امداد کرے جو کل کو اس کے لئے ٹھوکر اور تکلیف کا موجب نہ بنے۔

دوسرا گروہ متوکلین کا ہے ان کے لئے یہ حکم ہے کہ اپنے مال کا بہترین حصہ خدا کی راہ میں دو۔ ان لوگوں کا چونکہ ایمان مضبوط ہوتا ہے ان کا حکم دوسرے مومنوں سے الگ ہے لیکن یہ قرآن کریم کا کمال ہے کہ دونوں قسم کے لوگوں کا حکم ایک ہی لفظ میں بیان کر دیا۔" (تفسیر صغیر، سورۃ البقرۃ، حاشیہ آیت یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ، نمبر ۲۲۰)

بَاب ۲۵ : إِذَا حَرَّمَ طَعَامًا

اگر کوئی شخص (اپنے) کھانے کی چیز کو حرام کرے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ (التحریم: ۲، ۳)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اے نبی! تم ان چیزوں کو کیوں حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں۔ تم اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہو اور اللہ غفور رحیم ہے۔ اللہ نے تمہارے لئے فرض کر دیا ہے کہ تم اپنی قسموں کا کفارہ دے کر آزاد ہو جایا کرو۔

وَقَوْلُهُ لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ان پاکیزہ چیزوں کو مت حرام

(المائدۃ:۸۸).

کرو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں۔

٦٦٩١: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ[1] أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ فَنَزَلَتْ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم:۲) اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ (التحریم:۵) لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ

۶۶۹۱: حسن بن محمد (بن صباح) نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج (بن محمد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریج سے روایت کی، کہا: عطاء (بن ابی رباح) نے گمان کیا کہ انہوں نے عبید بن عمیر سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا۔ حضرت عائشہؓ خیال کرتی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس ٹھہرا کرتے اور ان کے ہاں شہد پیا کرتے تھے اس لئے میں نے اور حفصہؓ نے آپس میں یہ ایکا کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئیں تو وہ یوں کہے: میں آپؐ سے ہینگ[2] کی بو محسوس کرتی ہوں، آپؐ نے ہینگ کھائی ہے۔ آپؐ ان میں سے ایک کے پاس آئے اور اس نے آپؐ سے یہ کہا۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں بلکہ میں نے تو زینب بنت جحشؓ کے ہاں شہد پیا ہے اور اب میں اسے کبھی نہیں پیوں گا۔ اس لئے یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔[3] اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ[4] میں خطاب حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ سے ہے۔ وَاِذْ اَسَرَّ

---

[1] مغافیر: یہ لفظ مغفور کی جمع ہے۔ مغفور گوند کی ایک قسم ہے۔ یہ گوند شہد کی طرح میٹھا ہوتا ہے اور پانی میں گھول کر پیا جاتا ہے۔ اس کی بُو ناگوار ہوتی ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۲۰۵)

[2] ہینگ: ایک درخت کا بودار گوند جو بطور دوا استعمال ہوتا ہے۔ (اعجاز اللغات۔ زیر لفظ ہینگ)

[3] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اے نبی! تُو کیوں حرام کر رہا ہے جسے اللہ نے تیرے لئے حلال قرار دیا ہے۔“

[4] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اگر تم دونوں اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو۔“

اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا (التحريم: ٤) لِقَوْلِهٖ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا.

النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا[1] سے آپؐ کی یہی بات مراد ہے کہ نہیں بلکہ میں نے شہد پیا ہے۔

وَ قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى عَنْ هِشَامٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ فَلَا تُخْبِرِي بِذَلِكِ أَحَدًا.

اور ابراہیم بن موسیٰ نے مجھ سے نقل کیا۔ انہوں نے ہشام (بن یوسف) سے روایت کی کہ میں اب اسے پھر کبھی نہیں پیوں گا اور میں نے قسم کھالی ہے اس لئے یہ بات تم کسی کو نہ بتانا۔

أطرافه: ٤٩١٢، ٥٢١٦، ٥٢٦٧، ٥٢٦٨، ٥٤٣١، ٥٥٩٩، ٥٦١٤، ٥٦٨٢، ٦٩٧٢۔

تشریح: إِذَا حَرَّمَ طَعَامًا: اگر کوئی شخص (اپنے) کھانے کی چیز کو حرام کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بی زینبؓ کے گھر میں شہد پیا۔ عائشہؓ اور حفصہؓ نے زینبؓ پر غیرت کی اور رسولِ خدا سے عرض کیا کہ آپؐ کے مُنہ سے مغافیر کی بُو آتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مَیں نے زینب کے گھر میں شہد پیا ہے، اب پھر شہد نہ پیوں گا۔ یہ بات اس لئے کہی کہ جب عورتوں کو شہد کی بُو سے نفرت ہے تو اس کا پینا کیا ضرور؟ معاشرت میں نقص آتا ہے۔ باری تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: حلال اشیاء کا ترک کرنا اور اس پر حلف کرنا کیوں۔ ایسے امور میں عورتوں کی رضامندی ضرور نہیں۔ قسم سے بچ رہنے کے لئے سورہ مائدہ میں کفارے کا حکم ہے، اس پر عمل کرو۔

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ میں فَرَضَ ماضی کا صیغہ ہے حال یا استقبال نہیں۔ یہ زینبؓ کا قصّہ اور اس پر آیت کا نازل ہونا بخاری و مسلم وغیرہ حدیث کی اعلیٰ کتابوں میں موجود ہے اور قرآن کی تفسیر یا خود قرآن سے یا لغتِ عرب سے یا قرآن کی تفسیر صحیح احادیث سے تفسیر کا اعلیٰ درجہ ہے۔ .....

فَرَضَ اللّٰهُ عام حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب پر فرض کر دیا ہے کہ ایسی قسموں پر قائم نہ رہا کریں۔" (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۱۴۸)

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور جب نبی نے اپنی بیویوں میں سے کسی سے بصیغۂ راز ایک بات کہی۔"

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ناجائزہ وعدہ کو توڑنا اور اصلاح کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ شہد نہ کھائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایسی قسم کو توڑ دیا جاوے۔"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۳۱)

بَاب ٢٦ : الْوَفَاءُ بِالنَّذْرِ

نذر پوری کرنا

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: يُوفُونَ بِالنَّذْرِ. (الدهر:٨)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: وہ نذر پوری کرتے ہیں۔

٦٦٩٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَوَلَمْ يُنْهَوْا عَنِ النَّذْرِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِالنَّذْرِ مِنَ الْبَخِيلِ.

أطرافه: ٦٦٠٨، ٦٦٩٣۔

۶۶۹۲: یحییٰ بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ سعید بن حارث نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: کیا تمہیں نذر سے منع نہیں کیا گیا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نذر نہ کسی بات کو آگے کرتی ہے اور نہ پیچھے کرتی ہے بلکہ صرف یہ ہوتا ہے کہ نذر کے ذریعہ بخیل سے کچھ نکال لیا جاتا ہے۔

٦٦٩٣: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَلَكِنَّهُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ.

أطرافه: ٦٦٠٨، ٦٦٩٢۔

۶۶۹۳: خلاد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے روایت کی کہ عبداللہ بن مرہ نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع کیا اور فرمایا کہ وہ کسی بات کو نہیں ٹالتی بلکہ اس کے ذریعہ بخیل سے کچھ نکالا جاتا ہے۔

٦٦٩٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قُدِّرَ لَهُ وَلَكِنْ يُلْقِيهِ النَّذْرُ إِلَى الْقَدَرِ قَدْ قُدِّرَ لَهُ فَيَسْتَخْرِجُ اللهُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ فَيُؤْتِي عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُؤْتِي عَلَيْهِ مِنْ قَبْلُ.

طرفہ: ٦٦٠٩۔

۶۶۹۴: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ ابوالزناد نے ہمیں بتایا۔ ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نذر ابن آدم کا کچھ بھی نہیں کرتی جو اس کے لئے مقدر نہ ہو بلکہ نذر اس کو اُس تقدیر کے حوالے کر دیتی ہے جو اس کے لئے مقدر کی گئی ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ اللہ بخیل سے کچھ نکالتا ہے اور وہ اللہ کی خاطر وہ کچھ دیتا ہے جو پہلے اس کی خاطر دینے کا نہیں تھا۔

تشریح: الْوَفَاءُ بِالنَّذْرِ: نذر پوری کرنا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"يُوفُونَ بِالنَّذْرِ۔[1] مومن نذر کو پورا کرتے ہیں یعنی جب کسی خیرات یا نیک عمل کا عہد کرتے ہیں کہ ردِّ بلا یا حصولِ مقصود کے بعد کریں گے تو اس عہد کو پورا کرتے ہیں۔ صلحاءِ امت میں سے جو بڑے پایہ کے صلحاء گزرے ہیں ان کا خیال ہے کہ گو نذر کا پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ ایک عہد ہے جو بندہ خدا تعالیٰ سے کرتا ہے لیکن اس طرح عہد کرنے سے کہ اگر خدا تعالیٰ فلاں مصیبت کو ٹلا دے تو اس اس قدر صدقہ کروں گا، یہ بہتر ہے کہ پہلے ہی صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ پر توکل کر لے بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ سے سودا کرنے کی کوشش کرے اور یہ خیال ان کا درست اور صحیح ہے۔"

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ البقرۃ، جلد اوّل صفحہ ۱۲۸)

نیز فرمایا:

"نذر کے متعلق حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ ہاں اگر کوئی نذر مانی جائے تو پھر اُس کو پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

---

[1] (الدھر:۸)

نذر کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے ناپسند فرمایا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ سے ایک قسم کا ٹھیکہ ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے ٹھیکہ کرنا کوئی پسندیدہ امر نہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ اس کی بجائے صدقہ و خیرات اور دعاؤں سے کام لے۔ ہاں اگر کوئی شخص صدقہ و خیرات اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ کوئی نذر بھی شکرانہ کے طور پر مان لے تو اِس میں کوئی حرج نہیں۔ مَیں یہ استنباط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک عمل سے کرتا ہوں۔ آپ بعض دفعہ اُن لوگوں کو جو آپ سے دعا کے لئے عرض کرتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ مَیں دعا کروں گا۔ آپ اپنے دل میں خدمت دین کے لئے کوئی رقم مقرر کر لیں جسے اس کام کے پورا ہونے پر آپ خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیں۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ شکرانہ کے طور پر اگر کوئی نذر مان لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اُس نذر کے ساتھ ساتھ دعاؤں اور گریہ وزاری اور صدقات و خیرات سے بھی کام لیا جائے۔"

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ، جلد ۲ صفحہ ۶۲۰)

بَاب ۲۷: إِثْمُ مَنْ لَّا يَفِي بِالنَّذْرِ

اس شخص کا گناہ جو نذر کو پورا نہیں کرتا

٦٦٩٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ حَدَّثَنَا زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ – قَالَ عِمْرَانُ لَا أَدْرِي ذَكَرَ ثِنْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا بَعْدَ قَرْنِهِ – ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ يَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا

۶۶۹۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید (قطان) سے، یحییٰ نے شعبہ (بن حجاج) سے روایت کی، کہا: ابو جمرہ نے مجھ سے بیان کیا کہ زہدم بن مضرب نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے حضرت عمران بن حصینؓ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانے میں ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے معاً بعد آئیں گے، پھر وہ جو اُن کے معاً بعد آئیں گے۔ حضرت عمرانؓ کہتے تھے: میں نہیں جانتا آپؐ نے اپنے زمانہ کے بعد دو

يُؤْتَمَنُونَ وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ.

بار یا تین بار ذکر کیا، پھر اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو نذریں مانیں گے اور پوری نہیں کریں گے اور خیانت کریں گے اور انہیں امین نہ سمجھا جائے گا اور گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی نہیں طلب کی جائے گی اور ان میں موٹاپا نمایاں ہو گا۔

أطرافه: ٢٦٥١، ٣٦٥٠، ٦٤٢٨۔

تشریح: إِثْمُ مَنْ لَّا يَفِي بِالنَّذْرِ: اس شخص کا گناہ جو نذر کو پورا نہیں کرتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کچھ فرض وہ ہوتے ہیں جو انسان اپنے پر خود مقرر کر لیتا ہے اور پھر وہ بھی ایسے ہی ضروری ہو جاتے ہیں جیسے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرائض۔ فقہاء نے اس پر بحث کی ہے کہ نفل ضروری نہیں لیکن اگر کوئی شخص ارادہ کر لے تو وہ بھی اس کے لئے فرض ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص نذر مان لے تو پھر اس کا ادا کرنا اس کے لئے فرض ہی ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہر وہ چیز جو نفل ہے جب اپنے اوپر واجب کر لی جائے تو وہ بھی فرائض و واجبات میں شامل ہو جاتی ہے اور اس کا پورا کرنا ایسا ہی ضروری ہو جاتا ہے جیسے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرائض کا۔"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶/ اپریل ۱۹۲۹، جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۴)

بَاب ٢٨: النَّذْرُ فِي الطَّاعَةِ

فرمانبرداری کی نذر ماننا

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ (البقرة: ٢٧١).

(اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا:) جو خرچ تم کرو یا جو نذر تم مانو تو اللہ تو اُسے جانتا ہی ہے اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔

٦٦٩٦: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ

٦٦٩٦: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے طلحہ بن عبدالملک سے، طلحہ

الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَّذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ.

طرفه: ٦٧٠٠۔

نے قاسم سے، قاسم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے یہ منت مانی ہو کہ وہ اللہ کی فرمانبرداری کرے گا تو وہ اُس کی فرمانبرداری کرے اور جو یہ منت مانے کہ وہ اُس کی نافرمانی کرے گا تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔

بَاب ٢٩

إِذَا نَذَرَ أَوْ حَلَفَ أَنْ لَّا يُكَلِّمَ إِنْسَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَسْلَمَ

اگر کسی نے زمانہ جاہلیت میں یہ نذر مانی ہو یا قسم کھائی ہو کہ وہ کسی انسان سے بات نہیں کرے گا اور پھر وہ مسلمان ہو گیا ہو

٦٦٩٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ.

أطرافه: ٢٠٣٢، ٢٠٤٢، ٢٠٤٣، ٣١٤٤، ٤٣٢٠۔

۶۶۹۷: محمد بن مقاتل ابوالحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ عبید اللہ بن عمر نے ہمیں خبر دی۔ عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے کہا: یارسول اللہ! میں نے زمانہ جاہلیت میں یہ منت مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف بیٹھوں گا۔ آپؐ نے فرمایا: اپنی نذر کو پورا کرو۔

تشریح: إِذَا نَذَرَ أَوْ حَلَفَ أَنْ لَّا يُكَلِّمَ إِنْسَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَسْلَمَ: اگر کسی نے زمانہ جاہلیت میں یہ نذر مانی ہو یا قسم کھائی ہو کہ وہ کسی انسان سے بات نہیں کرے گا اور پھر وہ مسلمان ہو گیا ہو۔ آیا ایسی نذر یا قسم کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ فقہاء کا اس بارہ میں اختلاف ہے۔ بعض نے معنونہ حدیث اور اس مضمون کی دیگر روایات سے استدلال کرتے ہوئے جاہلیت میں مانی گئی عبادت اور صدقات وغیرہ کی نذر مسلمان ہونے کے بعد بھی پوری کرنا واجب قرار دیا ہے۔ جبکہ ایک دوسری جماعت سابقہ باب کی روایت سے دلیل لیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری والی نذر یا قسم کو تو پورا کیا جائے گا لیکن معصیت

اور نافرمانی سے متعلقہ نذر یا قسم کو پورا نہیں کیا جائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ کافر کے افعال چونکہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے نہیں ہوتے اور غیر اللہ کی عبادت ہی اس کا مقصود ہوتی ہے اس لیے اس کی ایسی نذر بھی معصیت میں ہی داخل ہوتی ہے لہٰذا اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ اور معنونہ حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو أَوْفِ بِنَذْرِكِ فرمایا ہے تو آپؐ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نذر کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہونے کی وجہ سے پورا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۲۰۹)

بَاب ۳۰: مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

اگر کوئی مر جائے اور اس کے ذمے کوئی نذر ہو

وَأَمَرَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً جَعَلَتْ أُمُّهَا عَلَى نَفْسِهَا صَلَاةً بِقُبَاءٍ فَقَالَ صَلِّي عَنْهَا.

اور حضرت (عبداللہ) ابن عمرؓ نے ایک عورت کو تاکید کی جس کی ماں نے اپنے ذمے مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی منت مانی تھی، (تاکید کرتے ہوئے) کہا: تم اس کی طرف سے نماز پڑھو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ.

اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی ایسا ہی کہا۔

٦٦٩٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَأَفْتَاهُ أَنْ يَّقْضِيَهُ عَنْهَا فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدُ.

أطرافه: ٢٧٥٦، ٢٧٦١، ٢٧٦٢، ٦٩٥٩۔

۶۶۹۸: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی، کہا: عبیداللہ بن عبداللہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے انہیں بتایا کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نذر کے متعلق مسئلہ پوچھا جو اُن کی ماں کے ذمہ تھی اور وہ پیشتر اس کے کہ اس نذر کو پورا کرتی فوت ہوگئی تو آپؐ نے اُن کو حکم دیا کہ وہ اس کی طرف سے نذر پوری کریں۔ تو اس کے بعد یہی طریقہ جاری ہوگیا۔

٦٦٩٩: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

۶۶۹۹: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں

عَنْ أَبِي بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ.

بتایا۔ شعبہ نے ابو بشر سے روایت کی، کہا: میں نے سعید بن جبیر سے سنا۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے کہنے لگا کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی وہ فوت ہوگئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس پر کوئی قرضہ ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا حق ادا کرو۔ وہ زیادہ لائق ہے کہ اس کے حق کو پورا کیا جائے۔

أطرافه: ۱۸۵۲، ۷۳۱۵۔

تشریح: مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ: اگر کوئی مر جائے اور اس کے ذمے کوئی نذر ہو تو کیا اُس کی طرف سے اس نذر کو پورا کیا جائے گا یا نہیں؟ نذر تو قرض کی طرح ہے جو انسان خود اپنے اوپر مقرر کر لیتا ہے۔ اگر اس کی وفات ہو جائے اور وہ کوئی قرض یا نذر پوری نہ کر سکے تو اس کے ورثاء اس قرض یا نذر کے پورا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ فوت شدہ کے لئے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا ورثاء کے ذمہ نہیں ہے۔ ان فرائض کا تعلق اس کی ذات تک تھا جس کا وہ اپنے ربّ سے عہد کر لیتا ہے جیسا کہ سید الاستغفار کی دعا کے یہ الفاظ ہیں: وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ۔[1] یعنی میں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جہاں تک میں طاقت رکھتا ہوں۔ اور انسان اس عہد اور وعدے کو تادم واپسیں پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر قرض یا نذر یہ عہد نہیں بلکہ معاہدہ ہے جس میں وہ دوسرے فریق کے ساتھ معاملہ طے کرتا ہے۔ اس لئے قرض یا نذر کا معاہدہ اس کے ورثاء کے لئے پورا کرنا ضروری ہے۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ باب کا نفسِ مضمون تو یہی تقاضا کرتا ہے کہ ایسی نذر کو پورا کیا جائے گا۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۷۱۱)

لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ: علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے وفات یافتہ کی طرف سے نذر کو پورا کرنے کے متعلق قرض کی ادائیگی کی مثال دے کر اُمت کے سامنے نذر کو قرض پر قیاس کیا ہے اور اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرض کی ادائیگی یعنی نذر کو پورا کرنا زیادہ ضروری ہے۔

(عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۲۱۱)

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، بَابُ أَفْضَلِ الِاسْتِغْفَارِ، روایت نمبر ۶۳۰۶)

بَاب ۳۱: النَّذْرُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي مَعْصِيَةٍ

ایسی بات میں نذر ماننا جس کا وہ مالک نہیں ہے نیز اللہ کی نافرمانی کی نذر ماننا

٦٧٠٠: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَّذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ.

طرفہ: ٦٦٩٦۔

۶۷۰۰: ابوعاصم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے طلحہ بن عبدالملک سے، طلحہ نے قاسم (بن محمد) سے، قاسم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کی فرمانبرداری کرنے کی نذر مانے تو چاہیئے کہ اُس کی فرمانبرداری کرے اور جو اس کی نافرمانی کرنے کی نذر مانے تو اُس کی نافرمانی نہ کرے۔

٦٧٠١: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ وَرَآهُ يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ.

۶۷۰۱: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ نے ہمیں بتایا۔ یحییٰ نے حمید سے، حمید نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تو اس سے بے نیاز ہے جو یہ شخص اپنے تئیں تکلیف دے رہا ہے۔ اور آپؐ نے اس کو اپنے دو بیٹوں کے درمیان سہارا لئے جاتے ہوئے دیکھا۔

وَقَالَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ.

طرفہ: ١٨٦٥۔

اور فزاری نے بھی اس حدیث کو حمید سے نقل کیا، کہا: ثابت نے مجھ سے بیان کیا۔ ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔

٦٧٠٢: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۶۷۰۲: ابوعاصم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابن جریج سے، ابن جریج نے سلیمان اَحوَل سے، سلیمان نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابن

وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ.

أطرافه: ١٦٢٠، ١٦٢١، ٦٧٠٣۔

عباسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو ڈور یا کسی اور چیز سے بندھا ہوا کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ آپؐ نے اس کو کاٹ دیا۔

٦٧٠٣: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُودُ إِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ.

أطرافه: ١٦٢٠، ١٦٢١، ٦٧٠٢۔

۶۷۰۳: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ ابن جریج نے انہیں خبر دی، کہا: سلیمان اَحوَل نے مجھے بتایا کہ طاؤس نے ان سے بیان کیا۔ طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آپؐ کعبہ کا طواف کر رہے تھے ایک انسان کے پاس سے گزرے جو دوسرے انسان کو ایک ڈور سے کھینچے لئے جا رہا تھا جو اُس کے ناک میں ڈالی ہوئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈور کو اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا۔ پھر آپؐ نے اس سے فرمایا: اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اس کو لے جاؤ۔

٦٧٠٤: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا أَبُو إِسْرَائِيلَ نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُومَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ

۶۷۰۴: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وُہَیب (بن خالد) نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک بار نبی ﷺ لوگوں سے مخاطب تھے۔ آپؐ نے کیا دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے۔ آپؐ نے اس کے متعلق پوچھا۔ لوگوں نے کہا: یہ ابو اسرائیل ہے۔ اس نے یہ منت مانی ہے کہ کھڑا رہے گا اور بیٹھے گا نہیں اور نہ ہی سائے میں آئے گا اور نہ کوئی

وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ.

بات کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس سے کہو کہ وہ بات کرے اور سایہ میں بھی جائے اور بیٹھے بھی اور اپنا روزہ پورا کرے۔

قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عبدالوہاب (ثقفی) نے یوں سند بیان کی کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا۔ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

تشریح: النَّذْرُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي مَعْصِيَةٍ: ایسی بات میں نذر ماننا جس کا وہ مالک نہیں ہے نیز اللہ کی نافرمانی کی نذر ماننا۔ زیر باب روایات میں ایسی تمام نذروں کو ناپسند کیا گیا ہے جو ایسی چیزوں کی ہوں جن کا انسان مالک نہیں یا معصیت کی یا نیکی کے نام پر اپنے آپ کو اذیت دینے والی ہوں۔ اسلام مذہب کے اس تصور کو ردّ کرتا ہے جو متشددانہ رویوں سے پروان چڑھے اور ان تمام افعال (Activities) کو منع کرتا ہے جو محض تکلیف اور مشقت پر مبنی ہوں اور ان کا مذہب یا عبادت کی روح سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسے بعض مذاہب میں یہ عبادت اور نیکی سمجھی جاتی ہے کہ گھنٹوں پانی میں کھڑے رہنا یا ایک بازو کھڑا کر دینا وغیرہ۔ اسلام ان متشددانہ کارروائیوں کو سختی سے منع کرتا ہے اور فطرت انسانی کے مطابق افعال اور اعمال بجالانے کی تعلیم دیتا ہے۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَهُمْ، أَمَرَهُمْ مِنَ الأَعْمَالِ بِمَا يُطِيقُونَ، قَالُوا: إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، فَيَغْضَبُ حَتَّى يُعْرَفَ الغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللهِ أَنَا۔[1] حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی صحابہؓ کو کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے تو آپؐ صرف اُنہیں ایسے کاموں کا حکم دیتے جن کو وہ کر سکتے۔ صحابہؓ کہتے: یارسول اللہ! ہم تو آپؐ جیسے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اگلی اور پچھلی کوتاہیاں معاف کر دی ہیں۔ اس بات پر آپؐ کو اتنا رنج ہوتا کہ آپؐ کے چہرہ سے ظاہر ہوتا۔ پھر آپؐ فرماتے کہ تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے والا اور سب سے زیادہ عارف باللہ میں ہوں۔ نیز فرمایا: إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ۔[2] دین تو آسان ہے اور جو کوئی بھی دین میں حد سے بڑھے گا تو دین اس کو مغلوب کر دے گا۔ اس لئے ٹھیک راہ چلو اور حدود کے قریب قریب رہو اور خوش رہو اور صبح وشام دعا وذکر سے اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرتے رہو اور ایسا ہی کچھ پچھلی رات کو بھی۔

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللهِ، روایت نمبر ۲۰)

[2] (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الدِّينُ يُسْرٌ، روایت نمبر ۳۹)

بَاب ۳۲: مَنْ نَّذَرَ أَنْ يَّصُومَ أَيَّامًا فَوَافَقَ النَّحْرَ أَوِ الْفِطْرَ

جس نے یہ منت مانی ہو کہ وہ کچھ دن روزہ رکھے گا
اور اتفاق سے اس کا روزہ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن آجائے

٦٧٠٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ أَبِي حُرَّةَ الْأَسْلَمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ أَنْ لَّا يَأْتِيَ عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا صَامَ فَوَافَقَ يَوْمَ أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لَمْ يَكُنْ يَصُومُ يَوْمَ الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ وَلَا يَرَى صِيَامَهُمَا.

أطرافه: ١٩٩٤، ٦٧٠٦۔

۶۷۰۵: محمد بن ابی بکر مقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا۔ حکیم بن ابی حرہ اسلمی نے ہمیں بتایا کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ ان سے کسی نے ایسے شخص کے متعلق پوچھا جو یہ منت مانے کہ اس پر فلاں دن جب بھی آئے گا تو وہ ضرور ہی روزہ رکھے گا اور پھر اتفاق سے اس دن عید الاضحیٰ یا عید الفطر ہو۔ تو حضرت عبداللہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے۔ آپؐ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن روزہ نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی ان دنوں روزہ رکھنا مناسب سمجھتے تھے۔

٦٧٠٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُّونُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَاءَ أَوْ أَرْبِعَاءَ مَا عِشْتُ فَوَافَقْتُ هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ أَمَرَ اللهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنُهِينَا أَنْ نَّصُومَ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ مِثْلَهُ لَا

۶۷۰۶: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زُرَیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے زیاد بن جبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ تھا تو ایک شخص نے ان سے مسئلہ پوچھا۔ کہا کہ میں نے یہ نذر مانی تھی کہ ہر منگل یا بدھ کو جب تک کہ زندہ رہوں روزہ رکھوں گا۔ اتفاق سے میں نے اس دن عید الاضحیٰ کو پایا۔ انہوں نے کہا: اللہ نے نذر کے پورا کرنے کا

يَزِيدُ عَلَيْهِ.

حکم دیا ہے اور ہمیں عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے روکا گیا ہے۔ اُس نے ان سے پوچھا تو حضرت عبداللہؓ نے وہی جواب دیا، اس سے زیادہ اس کو نہیں بتاتے تھے۔

أطرافه: ١٩٩٤، ٦٧٠٥۔

تشریح: مَنْ نَّذَرَ أَنْ يَّصُومَ أَيَّامًا فَوَافَقَ النَّحْرَ أَوِ الْفِطْرَ: جس نے یہ منت مانی ہو کہ وہ کچھ دن روزہ رکھے گا اور اتفاق سے اس کا روزہ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن آجائے۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب کو قائم کرنے سے یہ ہے کہ کیا اس کا روزہ رکھنا جائز ہوگا یا وہ اس کے بدل کے طور پر کسی اور دن روزہ رکھے گا یا اُسے (اس کا) کفارہ ادا کرنا ہوگا؟ عیدین کے دنوں میں روزہ رکھنے کی ممانعت کی احادیث واضح ہیں۔ لہٰذا فقہاء کا اس بارے میں اجماع ہے کہ عیدوں کے دن میں کسی قسم کا بھی روزہ خواہ وہ نفلی ہو یا نذر کا ہو، رکھنا جائز نہیں۔ اور جہاں تک نذر کا تعلق ہے تو جمہور کے نزدیک تو یہ نذر واقع ہی نہیں ہوتی جبکہ حنابلہ کے نزدیک نذر واقع ہو جاتی ہے لہٰذا اس کی قضاء ادا کرنا واجب ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۱ صفحہ ۷۱۹، ۷۲۰)

بَاب ٣٣

هَلْ يَدْخُلُ فِي الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ الْأَرْضُ وَالْغَنَمُ وَالزَّرْعُ وَالْأَمْتِعَةُ

کیا قسموں اور نذروں میں زمین اور بکریاں اور کھیتیاں اور اسباب بھی داخل ہوتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا. وَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ لِحَائِطٍ لَهُ مُسْتَقْبِلَةِ الْمَسْجِدِ.

اور حضرت ابن عمرؓ کہتے تھے: حضرت عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: مجھے ایک ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے عمدہ جائیداد میں نے کبھی نہیں پائی۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اس کے اصل کو روک رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ میں دے دو اور حضرت ابو طلحہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میری جائیدادوں میں سے مجھے سب سے پیاری جائیداد بیر حاء ہے۔ ان کا ایک باغ تھا جو مسجد کے سامنے واقع تھا۔

٦٧٠٧: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي

٦٧٠٧: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے

مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَّلَا فِضَّةً إِلَّا الْأَمْوَالَ وَالثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ فَأَهْدَى رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الضُّبَيْبِ يُقَالُ لَهُ رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرَى حَتَّى إِذَا كَانَ بِوَادِي الْقُرَى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ النَّاسُ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شِرَاكٌ مِّنْ نَّارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ.

طرفہ: ٤٢٣٤۔

مجھے بتایا۔ انہوں نے ثور بن زید دیلی سے، ثور نے ابوالغیث سے، جو ابن مطیع کے غلام تھے۔ ابوالغیث نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم خیبر کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم نے نہ سونا غنیمت میں لیا اور نہ چاندی، صرف جائیدادیں اور کپڑے اور اسباب ہی لئے۔ بنو ضُبَیب میں سے ایک شخص نے جسے رفاعہ بن زید کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غلام ہدیہ میں دیا جسے مدعم کہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وادی القریٰ کی طرف بھیجا۔ جب آپؐ وادی القریٰ میں پہنچے تو اسی اثنا میں کہ مدعم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ نیچے رکھ رہا تھا، ایک تیر آیا جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا اور اس نے مدعم کو مار ڈالا۔ لوگوں نے کہا: اس کو جنت مبارک ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ چادر جو اس نے خیبر کی جنگ میں غنیمت کے ان مالوں سے لی تھی جو ابھی تقسیم نہیں ہوئے تھے، وہ اس پر آگ ہو کر بھڑک رہی ہے۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو ایک شخص جوتی کا ایک تسمہ یا دو تسمے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ آگ کا ایک تسمہ تھا یا فرمایا: یہ آگ کے دو تسمے تھے۔

تشریح: هَلْ يَدْخُلُ فِي الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ الْأَرْضُ وَالْغَنَمُ وَالزَّرْعُ وَالْأَمْتِعَةُ: کیا قسموں اور نذروں میں زمین اور بکریاں اور کھیتیاں اور اسباب بھی داخل ہوتے ہیں؟ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ "اموال" کی تعریف میں فقہاء کے درمیان شدید اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک صرف سونا چاندی ہی اموال کہلاتے ہیں جبکہ بعض نے ساز وسامان اور کپڑے بھی اموال میں داخل قرار دیئے ہیں۔ بعض کے نزدیک تو یہ لفظ صرف اونٹوں یا مویشیوں کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے اور بعض نے مال سے مراد صرف زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچی ہوئی اشیاء لی ہیں اور جو نصاب کو نہ پہنچی ہوں انہیں وہ اموال نہیں کہتے۔ جبکہ بعض فقہاء ہر چیز کو جو قبضہ اور ملکیت میں ہو، مال قرار دیتے ہیں۔ اس اختلاف کے تابع قسم اور نذر کے معاملہ میں بھی فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔ یعنی اگر کوئی یہ قسم کھائے یا نذر مانے کہ وہ اپنا سارا مال صدقہ کر دے گا تو اس کی قسم یا نذر کا اطلاق صرف ان اموال پر ہو گا جن پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو یا ہر اُس چیز پر ہو گا جو مال کی تعریف کے نیچے آتی ہو۔ امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کر کے اس مسئلہ کا حل پیش کیا ہے۔ امام بخاریؒ جب کسی باب کا عنوان هَلْ (حرفِ استفہام) سے شروع کرتے ہیں تو اس میں زیادہ تر صورت استفتائی مدنظر ہوتی ہے اور اس استفتاء کا جواب امام بخاریؒ زیر باب روایات سے دیتے ہیں۔ زیر باب روایات سے امام بخاریؒ نے اموال کی بعض قسموں کا ذکر کر کے اس سوال کا جواب دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ایک ایسی زمین پائی ہے کہ اس سے بہتر مال مجھے (اس سے پہلے) کبھی نہیں ملا۔ اور حضرت ابو طلحہؓ کا قول کہ میرے اموال میں سے بیر حاء کا باغ مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اور روایت نمبر ۶۷۰۷ میں اموال (جانور) جائیدادیں، کپڑے اور متاع بیان کیا گیا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۷۲۱، ۷۲۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۴ - كِتَابُ كَفَّارَاتِ الْأَيْمَانِ

قسموں کے کفارے کے متعلق احکام

کفارات کفارۃ کی جمع ہے، اس کی اصل ك ف ر ہے، اس کے لغوی معنے ڈھانکنے اور چھپانے کے ہیں۔ قرآن کریم نے کاشتکاروں کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ فرماتا ہے: كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ (الحدید:۲۱) یعنی اس کی حالت بادل سے پیدا ہونے والی کھیتی کی سی ہے جس کا اُگنا زمیندار کو بہت پسند آتا ہے۔ عرب کہتے ہیں: کفرت الشمس النجوم۔ سورج نے ستاروں کو چھپا دیا۔ بادل کو بھی کافر کہا جاتا ہے۔ وہ سورج کو چھپا لیتا ہے۔ اہل عرب رات پر بھی کافر کے لفظ کا اطلاق کرتے ہیں کہ اس کی تاریکی ہر چیز کو چھپا لیتی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۷۲۳) کفر کا لفظ گناہوں کو چھپا دینے اور ان کے بد نتائج کو مٹا دینے کے معنوں میں بھی قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ فرماتا ہے: وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ (المائدۃ:۶۶) اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی بُرائیاں اُن سے دور کر دیتے۔ شرعی اصطلاح میں کفارہ اُس مال، قربانی یا صدقہ وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے جو قسم توڑنے والا دیتا ہے۔ قتل اور ظہار کے تاوان کو بھی کفارہ کہا جاتا ہے۔ اس میں لغت کے دونوں معنے پائے جاتے ہیں یعنی کفارہ قسم توڑنے کے گناہ کو مٹا دیتا ہے یا اس کے اس عمل کو چھپا دیتا ہے۔ گویا اس نے وہ کام کیا ہی نہیں۔ امام بخاریؒ نے کتاب کفارات الایمان کو دس ابواب میں تقسیم کیا ہے اور اس کی ذیل میں ۱۴، مرفوع احادیث نیز تعلیقات، آثار و اقوال درج کئے ہیں۔

بَاب ۱ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ (المائدۃ:۹۰)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے

وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ نَزَلَتْ: فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ (البقرۃ:۱۹۷).

اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس وقت کہ جب یہ آیت اُتری: اس پر روزوں یا صدقہ یا قربانی کی قسم سے کچھ فدیہ (واجب) ہو گا۔

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَطَاءٍ وَعِكْرِمَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ أَوْ أَوْ، فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ وَقَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

اور حضرت ابن عباسؓ اور عطاء اور عکرمہ سے منقول ہے کہ جہاں بھی قرآن کریم میں أَوْ أَوْ کا لفظ آیا ہے تو وہاں جس کا ذکر ہوتا ہے اس کو اختیار دیا جاتا

وَسَلَّمَ كَعْبًا فِي الْفِدْيَةِ.

ہے۔(چاہے یہ کرے یا وہ کرے) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت کعب (بن عجرہؓ) کو فدیہ کے متعلق اختیار دیا تھا۔

٦٧٠٨: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ أَتَيْتُهُ - يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ أَدْنُ فَدَنَوْتُ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ.

۶۷۰۸: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابو شہاب (عبد ربہ بن نافع) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (عبداللہ) ابن عون سے، ابن عون نے مجاہد سے، مجاہد نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، عبدالرحمٰن نے حضرت کعب بن عجرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں آپؐ کے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نے فرمایا: نزدیک آؤ تو میں نزدیک ہوا۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تمہیں تمہاری جوئیں تکلیف دیتی ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: فدیہ دینا ہو گا روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے۔

وَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ الصِّيَامُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَالنُّسُكُ شَاةٌ وَالْمَسَاكِينُ سِتَّةٌ.

اور ابن عون نے مجھے ایوب سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے کہا: روزے تین دن کے ہیں اور قربانی ایک بکری کی اور جن مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے وہ چھ ہوں۔

أطرافه: ١٨١٤، ١٨١٥، ١٨١٦، ١٨١٧، ١٨١٨، ٤١٥٩، ٤١٩٠، ٤١٩١، ٤٥١٧، ٥٦٦٥، ٥٧٠٣۔

تشریح: فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ: قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔ امام بخاریؒ کفارات الایمان میں پہلا باب اور اس کے ذیل میں جو حدیث لائے ہیں اس میں قسم کا ذکر نہیں بلکہ احرام میں مجبوری یا بیماری کی صورت میں سر منڈوانے کا ذکر ہے۔ شارحین اس کا جواب دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ قسم کے کفارہ کے متعلق امام بخاریؒ کو اپنی شرائط کے مطابق حدیث نہ ملی تو انہوں نے کفارہ الاذی کو بیان کیا کیونکہ دونوں افعال کا کفارہ ایک ہی ہے اس لئے انہوں نے نتیجہ سے عمل کا استدلال کیا ہے۔ مذکورہ روایت میں روزے رکھنے، قربانی دینے اور صدقہ کا ذکر ہے۔ اس میں غلاموں کی آزادی کا ذکر نہیں ہے۔ کفارہ کی ان مختلف

شکلوں میں جو جرمانہ رکھا گیا ہے اس کے دو ہی بنیادی مقاصد ہیں۔ اول اصلاح نفس اور دوم معاشرہ کے غریب اور پسے ہوئے طبقات کو مالی فائدہ پہنچانا۔ معاشرہ انہی دو امور کی سرانجام دہی سے ترقی کرتا ہے۔ نفوس کی اصلاح اور گرے ہوئے مفلوک الحال طبقہ کو اوپر اُٹھانا۔ اسلامی تعلیم کا مقصد اعلیٰ بھی یہی ہے۔ امت مسلمہ کو خیر امت اسی لئے کہا گیا ہے کہ اُخْرِجَتْ لِلنَّاس۔ وہ لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ فقہاء نے کفارہ میں کھانے کی مقدار اور کپڑوں کی تعداد وغیرہ کے متعلق بہت طویل بحثیں کی ہیں۔ قرآن کریم نے اپنے انداز میں اس طرف لطیف اشارہ فرما دیا ہے۔ فرمایا: مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ (المائدۃ:۹۰) یعنی جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔ یہی اصول اور یہی معیار ہے۔ ہر ایک اپنے گھر والوں کے لئے جس معیار کے کھانے اور لباس کا انتظام کرتا ہے وہی اُسے کفارہ میں مساکین کے لئے انتظام کرنا چاہیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ - اکثر نے اس کے معنے میانہ درجہ کے کیے ہیں۔ مگر بعض مفسرین نے اَوْسَطِ کے معنی اعلیٰ درجہ کے کیے ہیں۔ كِسْوَتُهُمْ - جس میں کم از کم دو چادریں ہوں۔" (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

بَاب ۲ : قَوْلُهُ تَعَالَى قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ (التحریم:۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اللہ نے تمہارے لئے یہ مقرر کیا ہے کہ تم اپنی قسموں کا کفارہ دے کر ان سے آزاد ہو جایا کرو اور اللہ تمہارا نگران ہے اور وہ خوب جانتا ہے اور نکتہ رس ہے

مَتَى تَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلَى الْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ.

مالدار اور محتاج پر کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟

٦٧٠٩: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ فِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ تَسْتَطِيعُ

۶۷۰۹: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے یہ حدیث زُہری کے منہ سے سنی۔ وہ حُمید بن عبدالرحمٰن سے، حُمید حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں ہلاک ہو گیا۔ آپؐ

تُعْتِقُ رَقَبَةً؟ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ فَجَلَسَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنَّا؟ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ [1] قَالَ أَطْعِمْهُ عِيَالَكَ.

نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ کہنے لگا: میں رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم ایک گردن آزاد کر سکتے ہو؟ اُس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم دو مہینے لگاتار روزے رکھ سکتے ہو؟ اُس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تو کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اُس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور وہ بیٹھ گیا۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بڑی زنبیل (ٹوکری) لائی گئی جس میں کھجوریں تھیں۔ اور عَرَق ایک بڑی ماپنے کی زنبیل ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اسے لو اور اس کو صدقہ میں دے دو۔ وہ کہنے لگا: کیا میں اُس کو دوں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو؟ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپؐ کے دانت دکھائی دیئے۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے بال بچوں کو یہ کھلاؤ۔

أطرافه: ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۲۶۰۰، ۵۳۶۸، ۶۰۸۷، ۶۱۶۴، ۶۷۱۰، ۶۷۱۱، ۶۸۲۱۔

تشریح: قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ: اللہ نے تمہارے لئے یہ مقرر کیا ہے کہ تم اپنی قسموں کا کفارہ دے کر ان سے آزاد ہو جایا کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یہاں قسموں کو توڑنے سے یہ مراد نہیں کہ جو سنجیدگی سے کسی سے وعدہ کی خاطر جائز قسم کھائی جائے اس کو بھی تم بے شک توڑ دیا کرو۔ صرف یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ حلال و حرام میں سے اگر تم کسی کو تبدیل کرنے کی قسم کھا بیٹھو تو اسے توڑ دیا کرو مگر اس کا بھی فدیہ دینا ہوگا۔" (ترجمہ قرآن کریم حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، سورۃ التحریم حاشیہ آیت ۳)

[1] حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ: آپؐ کے دانت دکھائی دیئے۔ نواجذ آخری دانتوں (داڑھوں) کو کہتے ہیں۔ سامنے والے دانتوں کو ثنایا، اس کے ساتھ والے رباعیات اور ان کے بعد الانیاب اور آخری نواجذ کہلاتے ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۲۱۷)

بَاب ۳: مَنْ أَعَانَ الْمُعْسِرَ فِي الْكَفَّارَةِ

جس نے کفارہ ادا کرنے میں تنگ دست کی مدد کی

٦٧١٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِأَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ أَعَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

۶۷۱۰: محمد بن محبوب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہم سے بیان کیا۔ معمر نے زُہری سے، زُہری نے حُمید بن عبدالرحمٰن سے، حُمید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: میں ہلاک ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگا: میں رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم ایک گردن آزاد کر سکتے ہو؟ اُس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا دو مہینے لگاتار روزے رکھ سکتے ہو؟ کہنے لگا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اُس نے کہا: نہیں۔ (حضرت ابوہریرہؓ) کہتے تھے: اتنے میں ایک انصاری شخص ایک زنبیل لے کر آیا۔ اور زنبیل ایک پیمانہ ہے، اُس میں کھجوریں تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ لے جاؤ اور اسے صدقہ میں دے دو۔ وہ بولا: یارسول اللہ! کیا اُس کو جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو؟ اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا۔ مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان کوئی بھی گھر والے ایسے نہیں جو ہم سے زیادہ محتاج ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: جاؤ اپنے گھر والوں کو یہ کھلاؤ۔

أطرافه: ١٩٣٦، ١٩٣٧، ٢٦٠٠، ٥٣٦٨، ٦٠٨٧، ٦١٦٤، ٦٧٠٩، ٦٧١١، ٦٨٢١۔

تشریح: مَنْ أَعَانَ الْمُعْسِرَ فِي الْكَفَّارَةِ: جس نے کفارہ ادا کرنے میں تنگ دست کی مدد کی۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ باب قائم کرکے امام بخاریؒ نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا روزہ توڑنے والے ایک مفلس اور غریب شخص کی کفارہ ادا کرنے میں مدد فرمائی تھی اسی طرح قسم کے کفارہ میں بھی تنگ دست کی مدد واعانت کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۷۲۷)

یہ واقعہ بخاری میں متعدد بار آیا ہے اور ہر جگہ امام بخاریؒ نے اس سے نیا استدلال کیا ہے۔ یہاں بھی قسم کا ذکر تو نہیں مگر باب نمبر ۲ کے عنوان میں مَتَى تَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلَى الْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ کی تعلیق سے اور باب نمبر ۲ اور باب نمبر ۳ کی ذیلی حدیث سے ایک غریب آدمی پر روزہ کی حالت میں جماع پر اسے کفارہ ادا کرنے کا کہا گیا ہے۔ روزہ میں بھی انسان ایک قسم کی پابندی میں ہے کہ وہ اس دوران کھانے پینے اور شہوات سے مجتنب رہے گا۔ اس پابندی کو توڑنے پر اسے کفارہ دینے کا حکم دیا اور اس کفارہ میں بھی اختیار کا بیان ہے کہ اگر تم غلام آزاد نہیں کر سکتے تو دو ماہ کے روزے رکھو۔ اگر وہ بھی نہیں کر سکتے تو مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ یہی صورت قسم کے کفارہ میں ہے کہ کفارہ کی مختلف صورتوں میں اختیار دیا گیا ہے۔ زیر باب یہ حدیث اسلام کے فلسفہ سزا پر بہت عمدہ روشنی ڈالتی ہے کہ اسلامی سزاؤں کا مقصد کسی کو اذیت دینا نہیں بلکہ اصلاح ہے۔ جب اصلاح کا یہ معیار ہو کہ مجرم اقبال جرم کرنے خود حاضر ہو جائے اور اس کی طبیعت پر اس جرم کا اتنا بوجھ ہو کہ وہ اس بے چینی کی آگ میں سلگ رہا ہو اور اس آگ کو بجھا کر سکون حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو قانون کے حوالہ کرتا ہو تو اُسے مزید کوئی سزا دینا ضروری نہیں بلکہ اس کی یہ حالت ایسی قابل رحم تھی کہ اس کی اور اس کے اہل وعیال کی مالی مدد کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یہ ہے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم کردہ معاشرہ۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد

بَاب ٤ : يُعْطِي فِي الْكَفَّارَةِ عَشَرَةَ مَسَاكِينَ قَرِيبًا كَانَ أَوْ بَعِيدًا

کفارہ میں دس مسکینوں کو دے خواہ قریبی ہوں یا دُور کے

٦٧١١ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ

۶۷۱۱: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے حمید سے، حمید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں ہلاک ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ بولا۔ رمضان میں مَیں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا۔ آپؐ نے فرمایا:

أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنَّا مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَفْقَرُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

کیا تم اتنی طاقت رکھتے ہو کہ ایک گردن کو آزاد کرو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تو کیا دو مہینے لگاتار روزے رکھ سکتے ہو؟ اُس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تو کیا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ کہنے لگا: میں اتنی طاقت نہیں رکھتا۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک زنبیل لائی گئی جس میں کھجوریں تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: اسے لے لو اور اسے صدقہ میں دے دو۔ اس نے پوچھا: کیا اُس کو جو ہم سے زیادہ محتاج ہو؟ مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج کوئی نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اسے لے لو اور اپنے گھر والوں کو یہ کھلاؤ۔

أطرافہ: ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۲۶۰۰، ۵۳۶۸، ۶۰۸۷، ۶۱۶۴، ۶۷۰۹، ۶۷۱۰، ۶۸۲۱۔

بَاب ۵: صَاعُ الْمَدِينَةِ وَمُدُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَرَكَتُهُ

مدینہ والوں کا صاع اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مُدّ اور اس کی برکت

وَمَا تَوَارَثَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذَلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ.

اور مدینہ والے جو صاع اور مُد صدی بصدی وراثتاً استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔

۶۷۱۲: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ فَزِيدَ فِيهِ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ.

۶۷۱۲: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ قاسم بن مالک مزنی نے ہمیں بتایا۔ جُعَید بن عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا۔ جعید نے حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں صاع ایک مُدّ اور تہائی مد ہوا کرتا تھا، وہی تمہارا مُد جو آج کل ہے۔ پھر عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں اس صاع کو بڑھا دیا گیا۔

أطرافہ: ۱۸۵۹، ۷۳۳۰۔

٦٧١٣: حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيدِ الْجَارُودِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ وَهُوَ سَلْمٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي زَكَاةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدِّ الْأَوَّلِ وَفِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۷۱۳: منذر بن ولید جارودی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو قتیبہ نے ہمیں بتایا اور یہ سَلم (شعیری) ہی ہیں۔ مالک نے ہم سے بیان کیا۔ مالک نے نافع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابن عمرؓ رمضان کی زکوٰۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد سے ماپ کر دیا کرتے تھے، وہی مد جو پہلے ہوا کرتا تھا اور نیز قسم کے کفارہ میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے ماپ کر دیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ لَنَا مَالِكٌ مُدُّنَا أَعْظَمُ مِنْ مُدِّكُمْ وَلَا نَرَى الْفَضْلَ إِلَّا فِي مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِي مَالِكٌ لَوْ جَاءَكُمْ أَمِيرٌ فَضَرَبَ مُدًّا أَصْغَرَ مِنْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُعْطُونَ قُلْتُ كُنَّا نُعْطِي بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفَلَا تَرَى أَنَّ الْأَمْرَ إِنَّمَا يَعُودُ إِلَى مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ابو قتیبہ نے (اسی سند سے) کہا: مالک نے ہمیں بتایا کہ ہمارا مُدّ تمہارے مد سے بڑا ہے اور ہم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی مد میں برکت سمجھتے ہیں اور مالک نے مجھ سے کہا: اگر تمہارے پاس کوئی امیر آئے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے چھوٹا مد مقرر کرے تو تم کس مد سے ماپ کرتے؟ میں نے کہا: ہم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے ماپ کر دیتے۔ تو انہوں نے کہا: تو پھر کیا ہم نہ سمجھیں کہ اصل معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مد پر ہی دارومدار رکھتا ہے۔

٦٧١٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ

۶۷۱۴: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، اسحاق نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ان کے ماپ اور صاع اور مد میں

وَصَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ. برکت دیجیو۔

أطرافُه: ۲۱۳۰، ۷۳۳۱۔

تشریح: صَاعُ الْمَدِينَةِ وَمُدُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مدینہ والوں کا صاع اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مُدّ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مُد کی مقدار ۱.۳۳، رطل تھی اور صاع نبویؐ کی مقدار ۵.۳۳، رطل تھی۔ بنو امیہ کے دور میں ہشام نے ایک مُد کا پیمانہ جاری کیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد سے دو تہائی رطل بڑا تھا۔ حضرت ابن عمرؓ بنو امیہ کے اس مُد کو اہمیت نہیں دیتے تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد کو ہی اختیار کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع کو صاع حجازی اور بنو امیہ کے صاع کو صاع بغدادی یا عراقی کہا جاتا ہے۔ صاع عراقی صاع حجازی سے ایک تہائی بڑا ہے۔ احناف نے بنو اُمیہ کے ایجاد کردہ مُد اور صاع کو معیاری قرار دیا ہے جبکہ محدثین صاع حجازی کو سٹینڈرڈ پیمانہ قرار دیتے تھے۔ اس کے متعلق ایک دلچسپ واقعہ سنن الکبریٰ میں درج ہے۔ حسین بن ولید قرشی نے بیان کیا: حج سے فارغ ہونے کے بعد ہمارے پاس امام ابو یوسفؒ آئے اور کہا: میں تمہیں ایک نہایت اہم علمی بات بتاتا ہوں۔ اس کے متعلق میں نے خوب تحقیق کی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ میں نے مدینہ جا کر لوگوں سے صاع کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے کہا: ہمارا صاع وہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ میں نے اس کی دلیل مانگی۔ کہنے لگے: ہم کل اس کا ثبوت دیں گے۔ اگلے روز انصار اور مہاجرین کی اولاد میں سے پچاس کے قریب بزرگ میرے پاس آئے۔ ہر ایک کی چادر کے نیچے صاع تھا۔ ہر ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اس صاع کی سند بیان کی۔ میں نے دیکھا تو وہ سب صاع برابر تھے۔ میں نے ان کا وزن کیا تو ہر ایک صاع ۵.۳۳، رطل تھا۔ اس کے بعد میں نے اہل مدینہ کے قول کو صحیح اور قویٰ سمجھا اور حنفی مسلک چھوڑ کر اس کو اختیار کر لیا۔[1] علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں: اس باب سے امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے کہ کفارہ کی ذیل میں جو مساکین کو کھانا کھلانے کا ذکر ہے، اس کی ادائیگی اہل مدینہ کے صاع کے مطابق ہوگی کیونکہ آغاز میں شرعی احکام کا وقوع اسی کے مطابق ہوا تھا۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۷۲۸) اس بارہ میں فقہاء کے دو اَقوال ہیں۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مد کے مطابق ہر مسکین کو ایک ایک مُدّ (اناج) دیا جائے گا، جبکہ اہل عراق کا مؤقف یہ ہے کہ ہر مسکین کو دو دو مُدّ (یعنی نصف صاع) دیا جائے گا۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال، جزء ۶ صفحہ ۱۷۴)

صاع اور مُدّ عرب میں استعمال ہونے والے دو پیمانے تھے۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی معنونہ روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں ایک صاع ایک مُدّ اور تہائی مُدّ (یعنی 1.33 مُدّ) کے برابر تھا۔ (روایت نمبر ۶۷۱۲) جبکہ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع چار مُدّ کے برابر تھا۔ فقہاء نے موجودہ

---

[1] (السنن الکبریٰ للبیہقی، جُمَّاعُ أَبْوَابِ زَكَاةِ الْفِطْرِ، بَابُ مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ صَاعَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ عِيَارُهُ خَمْسَةَ أَرْطَالٍ وَثُلُثٍ، جلد ۴ صفحہ ۲۸۶)

زمانہ کے لحاظ سے ان کے اوزان میں فرق بیان کیا ہے۔ بعض نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور کے ایک مُدّ کا وزن ۶۲۵ گرام اور بعض نے ۵۱۰ گرام بیان کیا ہے۔ اسی طرح ایک صاع کا وزن دو کلو چالیس گرام سے تین کلو گرام تک بیان کیا گیا ہے۔ (توضیح الأحکام من بلوغ المرام، کتاب الصیام، جزء ۳ صفحہ ۵۱۴)

(فتح ذی الجلال والإکرام بشرح بلوغ المرام، کتاب الزکاۃ، صدقۃ الفطر من تجب، جزء ۳ صفحہ ۸۸)

بَاب ٦: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ (المائدۃ: ۹۰)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یا ایک (غلام کی) گردن کا آزاد کرنا

وَأَيُّ الرِّقَابِ أَزْكَى؟

اور کونسی گردنوں کا آزاد کرنا زیادہ مناسب ہے؟

٦٧١٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنَ النَّارِ حَتَّى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ.

طرفہ: ۲۵۱۷۔

۶۷۱۵: محمد بن عبد الرحیم نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد بن رشید نے ہمیں بتایا۔ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا۔ ولید نے ابو غسان محمد بن مطرف سے، ابو غسان نے زید بن اسلم سے، زید نے علی بن حسین سے، علی نے سعید بن مرجانہ سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے مسلمان گردن کو آزاد کیا اللہ اُس کے ہر ایک عضو کے بدلے میں اُس کا ایک ایک عضو آگ سے آزاد کر دے گا یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کو بھی اس کی شرمگاہ کے بدلہ میں (آگ سے رہائی دے گا۔)

تشریح: أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ: یا ایک (غلام کی) گردن کا آزاد کرنا۔ کفارہ کے لئے غلام کو آزاد کرنے کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) کفارہ قسم۔ اس میں غلام کو آزاد کرنا مطلق ہے یعنی اس میں کوئی تخصیص نہیں کہ کون سا غلام آزاد کیا جائے۔ (۲) کفارہ قتل خطا۔ اس کفارہ میں یہ پابندی ہے کہ جس غلام کو آزاد کیا جائے وہ مؤمن ہو۔ کفارۂ قسم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (المائدۃ:۹۰)[1] اس کے متعلق فقہاء کے درمیان ایک بحث یہ ہے کہ کونسی گردن (غلام) آزاد کرنا زیادہ بہتر ہے؟ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ نے کفارۂ قتل کی آیت کے الفاظ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ (النساء:۹۳) پر محمول کرتے ہوئے کفارۂ قسم میں بھی مومن گردن کو آزاد کرنا زیادہ بہتر قرار دیا ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب نے معنونہ آیت سے استدلال کیا ہے کہ چونکہ اس آیت میں ایسی کوئی تخصیص نہیں کی گئی، لہٰذا قسم کے کفارہ میں کافر غلام کو آزاد کرنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۷۳۰) (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۲۲۰)

امام بخاریؒ نے اپنے مخصوص انداز میں فقہاء کی اس بحث کے حل کے لئے عنوان باب میں وَأَيُّ الرِّقَابِ أَزْكَى۔ اور کون سے غلام کو آزاد کرنا افضل ہے، سے راہنمائی کی ہے کہ موقع و محل کے مطابق غلام کی حیثیت اور قیمت کا پتہ چلتا ہے۔ بعض اوقات ایک غلام اپنی خوبیوں و دیگر کوائف اور موقع کی مناسبت سے زیادہ اہم اور قیمتی ہوتا اور غلام کی قیمت یا اہمیت کی ایک صورت اس کا مسلمان ہونا ہے اس لئے عنوان باب کے الفاظ وَأَيُّ الرِّقَابِ أَزْكَى جہاں مطلق ہیں اور کوئی بھی غلام اس کی ذیل میں آسکتا ہے۔ اس کی ایک صورت غلام کا مسلمان ہونا بھی ہے جس کی طرف زیر باب روایت سے اشارہ کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنَ النَّارِ حَتَّى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ۔ جس نے مسلمان گردن کو آزاد کیا اللہ اُس کے ہر ایک عضو کے بدلے میں اس کا ایک ایک عضو آگ سے آزاد کر دے گا یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کو بھی اس کی شرمگاہ کے بدلہ میں (آگ سے رہائی دے گا۔)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اسلامی تعلیم میں بعض غلطیوں اور گناہوں کے کفارہ میں غلام کے آزاد کرنے کا قاعدہ مقرر کیا گیا ہے جسے گویا سفارشی اور جبری طریق کے بین بین سمجھنا چاہیئے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَّصَّدَّقُوْا... فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ (النساء:۹۳) یعنی کوئی شخص کسی مومن کو یونہی غلطی سے قتل کر دے تو اُس کی سزا یہ ہے کہ وہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا بھی ادا کرے سوائے اس کے کہ اُس کے ورثاء اسے یہ خون بہا خود بخود معاف کر دیں... اور اگر ایسے شخص کو کوئی غلام آزاد کرنے کے لئے نہ ملے تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے، پھر فرماتا ہے: فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا لیکن وہ تمہیں ان پر پکڑے گا جو تم نے قسمیں کھا کر وعدے کئے ہیں پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جو اوسطاً تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک گردن آزاد کرنا ہے اور جو اس کی توفیق نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھنے ہوں گے) یہ تمہارے عہد کا کفارہ ہے جب تم حلف اٹھالو اور (جہاں تک بس چلے) اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم شکر کرو۔"

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ... فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ (النساء:۹۳) اگر مقتول ایسی قوم میں سے ہے جو مسلمانوں کی دشمن اور اُن سے برسرپیکار ہے، لیکن مقتول خود مومن ہو تو پھر قاتل کی صرف یہ سزا ہے کہ وہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے... اور اگر وہ کوئی غلام نہ پاوے تو دوماہ کے لگاتار روزے رکھے۔ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ (النساء:۹۳) اور اگر مقتول کسی ایسی قوم میں سے ہو جن کے اور تمہارے درمیان عہد وپیمان ہے تو خواہ مقتول کافر ہی ہو، اس کے قاتل کی سزا یہ ہے کہ وہ مقتول کے وارثوں کو خون بہا ادا کرے اور ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور اگر کوئی غلام نہ پائے تو دوماہ کے لگاتار روزے رکھے۔ پھر فرماتا ہے: فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ (المائدۃ:۹۰) یعنی اگر کوئی شخص خدا کی قسم کھا کر پھر اسے توڑے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو لباس عطا کرے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر کوئی غلام نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے۔ پھر فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا... فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ... فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا (المجادلۃ:۴،۵) یعنی جو لوگ اپنی بیویوں سے علیحدہ رہنے کا عہد کر لیتے ہیں لیکن پھر کسی وجہ سے انہی کی طرف لوٹنا پڑتا ہے تو ان کا کفارہ یہ ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کریں... اور اگر کوئی غلام نہ پائے تو ایسا شخص دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے... اور اگر روزوں کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

یہ وہ مختلف صورتیں ہیں جو اسلام نے کفارہ میں غلاموں کے آزاد کئے جانے کی بیان کی ہیں اور اسلام نے حسبِ عادت ان کے حالات کے اختلاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے دو دو تین تین مقابلہ کی صورتیں تجویز کر کے ان میں مسلمانوں کو اختیار دے دیا ہے کہ جو صورت آسانی کے ساتھ اور بہتر طور پر اختیار کی جا سکے اسے اختیار کر لیا جاوے اور کمال حکمت کے ساتھ ان آیات میں خدا تعالیٰ نے جہاں جہاں بھی غلام کے آزاد کرنے کا ذکر ہے وہاں لازماً ساتھ ہی یہ الفاظ بھی زیادہ کر دیئے ہیں کہ اگر کوئی غلام نہ پائے تو پھر یہ یہ صورت اختیار کی جاوے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا اصل منشاء یہ تھا کہ بالآخر غلامی کا سلسلہ بالکل مفقود ہو جانا

چاہیئے۔ اس کے مقابلہ میں جب سورۃ مجادلہ کی آیت میں دو ماہ کے روزوں کے مقابلہ کی صورت تجویز کی گئی ہے تو وہاں یہ الفاظ رکھے گئے ہیں کہ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر یوں کیا جاوے۔ پس غلام کے آزاد کئے جانے کی صورت کے مقابلہ میں لازماً ان الفاظ کا آنا کہ "اگر کوئی غلام نہ پاوے" اس بات میں کوئی شبہ نہیں چھوڑتا کہ اسلام کی انتہائی غرض موجود الوقت غلاموں کی کلی آزادی تھی۔" (سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۴۴۰ تا ۴۴۲)

بَاب ۷

عِتْقُ الْمُدَبَّرِ وَأُمِّ الْوَلَدِ وَالْمُكَاتَبِ فِي الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا

کفارہ میں مدبر اور اُم الولد اور مکاتب کا آزاد کرنا نیز ولد الزنا کا آزاد کرنا

وَقَالَ طَاوُسٌ يُجْزِئُ الْمُدَبَّرُ وَأُمُّ الْوَلَدِ.

اور طاؤس نے کہا: مدبر اور اُم الولد کا آزاد کرنا کافی ہو جاتا ہے۔

٦٧١٦: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا لَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ.

۶۷۱۶: ابونعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ انصار میں سے ایک شخص نے (کہا) میری موت کے بعد میرا غلام آزاد ہو گا اور اس کے پاس اُس کے سوا اور کوئی جائیداد نہ تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی۔ آپؐ نے فرمایا: مجھ سے یہ غلام کون خریدے گا؟ تو نعیم بن نحام نے اُسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ (عمرو بن دینار کہتے تھے) میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: یہ ایک قبطی غلام تھا جو پہلے ہی سال مر گیا۔

أطرافه: ٢١٤١، ٢٢٣٠، ٢٣٢١، ٢٤٠٣، ٢٤١٥، ٢٥٣٤، ٦٩٤٧، ٧١٨٦۔

تشریح: عِتْقُ الْمُدَبَّرِ وَأُمِّ الْوَلَدِ وَالْمُكَاتَبِ فِي الْكَفَّارَةِ: کفارہ میں مدبّر اور اُم الولد اور مکاتب کا آزاد کرنا۔ زیر باب روایت میں جس انصاری صحابی کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے ایک

غلام کو مدبر کیا۔ اس غلام کا نام یعقوب بیان کیا گیا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۲۲۲) مدبّر ایسے غلام کو کہتے ہیں جو اپنے مالک کے فیصلہ کے مطابق اُس کے مرنے کے بعد آزاد قرار پاتا ہے اور اُمّ الولد اُس لونڈی کو کہتے ہیں جو اپنے مالک کے بچے کی ماں بن جائے۔ ایسی لونڈی کے بارے میں احادیث میں یہ ذکر ہے کہ وہ اپنے مالک کے مرنے پر آزاد ہو جاتی ہیں۔[1] اور مکاتب اُس غلام کو کہتے ہیں جو اپنی قیمت مقرر کروا کر اپنے مالک سے آزادی حاصل کرنے کا معاہدہ کر لیتا ہے۔ علامہ عینیؒ نے ایسے غلاموں کو کفارہ کے طور پر آزاد کرنے کے متعلق فقہاء کے اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ جن امور میں گردن آزاد کرنا واجب ہو جاتی ہے اُن میں مکاتب، مدبر، اُمّ ولد اور ایسی گردن جس کی آزادی (کسی معاملہ سے) معلق ہو، آزاد کرنا جائز نہیں۔ اُمّ ولد کے متعلق امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کی بھی یہی رائے ہے البتہ مکاتب (کو بطور کفارہ آزاد کرنے) کے متعلق امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ اگر وہ اپنی مکاتبت میں سے کچھ ادا کر چکا ہو تو جائز نہیں، بصورتِ دیگر جائز ہے۔ مدبّر کے معاملہ میں امام شافعیؒ کا مؤقف یہ ہے کہ (کفارہ کی ادائیگی میں) اس کا آزاد کرنا جائز ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۲۲۱)

عنوانِ باب میں امام بخاریؒ نے ولد الزنا کو بھی بطور کفارہ آزاد کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اس بارہ میں علامہ ابن حجرؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایات کے حوالے سے اس کے آزاد کرنے کے جواز کو بیان کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ کی بھی ایک روایت ہے کہ ماں باپ کے گناہ کا اس پر بوجھ نہیں ہوگا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (الانعام: ۱۶۵) (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۲۲۱) نیز حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بھی نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ وہ ایک جان ہی تو ہے۔ یعنی آزادی اُس کا بھی حق ہے۔
(فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۷۳۲)

امام بخاریؒ نے زیر باب طاؤس بن کیسان کی تعلیق درج کی ہے جس میں مدبر اور اُمّ ولد کو کفارہ کی ادائیگی میں آزاد کرنا کافی قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ زیر باب حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدبر غلام کو اُس کے مالک کے محتاج ہو جانے کے باعث فروخت کیا تا کہ اس کا مالک اپنی ضروریات پوری کر سکے۔ علامہ کرمانیؒ معنونہ حدیث کا عنوانِ باب سے تعلق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ جب مدبر کو فروخت کرنا جائز ہے تو اُس کو (کفارہ کے طور پر) آزاد کرنا بھی جائز ہے اور دیگر امور جن کا ذکر کیا گیا ہے اُن کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ (الکواکب الدراری للکرمانی، جزء ۲۳ صفحہ ۱۴۶) اُم الولد کی آزادی کے متعلق روایات میں صراحت ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمُّ الْوَلَدِ حُرَّةٌ وَإِنْ كَانَ سَقْطًا۔[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُمّ وَلَد (بیوی) بہر حال آزاد سمجھی جائے گی خواہ بچہ کی پیدائش اسقاط کی صورت میں ہی ہو۔

---

[1] (المستدرك على الصحيحين، كتاب البيوع، جزء ۲ صفحہ ۲۳)
[2] (المعجم الكبير للطبرانی، باب العين، عكرمة عن ابن عباس، جزء ۱۱ صفحہ ۲۳۹)

باب: إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ

اگر کوئی ایسا غلام آزاد کرے جو اُس کے اور کسی دوسرے کے درمیان مشترک ہو

تشریح: إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ: اگر کوئی ایسا غلام آزاد کرے جو اُس کے اور کسی دوسرے کے درمیان مشترک ہو۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ عنوانِ باب صرف مستملی کے نسخۂ بخاری میں ہے۔ نیز امام بخاریؒ نے اس عنوان کے تحت کوئی حدیث درج نہیں کی۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۳۲۷) حالانکہ صحیح بخاری میں ہی اس مضمون کی احادیث موجود ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مشترکہ غلام سے اپنا حصہ آزاد کرے تو اُس کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے مال سے اسے پورے طور پر آزاد کرائے۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس غلام کی منصفانہ قیمت لگائی جائے۔ پھر اس سے محنت مزدوری کروائی جائے لیکن ایسی نہ ہو جس کا وہ متحمل نہ ہو سکے۔ پھر وہ اس مزدوری سے اپنی باقی قیمت ادا کر دے اور آزاد ہو جائے۔[1] حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔ ان کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر اُس کی بقیہ قیمت ادا نہ ہو سکے تو جو حصہ آزاد ہو چکا وہ تو آزاد ہو ہی چکا۔[2]

نیکی اور ثواب کی خاطر غلاموں کو آزاد کرنے میں بلاشبہ یہ ایک اہم قدم ہے کہ مشترکہ غلام کی آزادی بھی جس قدر ہو سکے ممکن بنائی جائے اور باقی حصہ غلامی کو بھی قائم رہنے نہ دیا جائے بلکہ کوشش کر کے اُس کو مکمل آزاد کروانے کی تلقین ہے۔ لیکن کفارات الایمان کے تعلق میں تو یہ اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کہ غلام کو مکمل طور پر آزاد کیا جائے۔ کفارہ کی ادائیگی ایک حصہ کی آزادی سے مکمل نہیں ہوتی۔ لازمی ہے کہ آزاد کرنے والا باقی شرکاء کا بھی حصہ ادا کر کے غلام کی آزادی کو حتمی بنائے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے تو یہ کہا ہے کہ مشترک غلام کو کفارہ میں آزاد کرنا کفایت نہیں کرے گا جبکہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ یہ اسی صورت میں کفایت کرے گا کہ کشائش رکھنے والا مالک اپنے شریک کے حصہ کی ادائیگی کا بار اُٹھالے۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال، جزء ۶ صفحہ ۱۷۹)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

> ”لفظ اَلْعَبْد غلام اور لونڈی دونوں پر بولا جاتا ہے۔... جہاں غلام لونڈی مشترکہ ہوں۔ اگر ایک شریک انہیں آزاد کرنا چاہے تو وہ اپنے حصہ سے متعلقہ اعلان کر سکتا ہے۔ پھر باقی ماندہ حصہ کی بابت قیمت کا اندازہ کر کے شریکوں کو ادا کرنے کی ہدایت ہے۔ آزاد کرنے والا شریک اگر خود ساری رقم ادا نہ کر سکتا ہو تو بذریعہ مکاتبت یا بذریعہ بیت المال اس کی باقی ماندہ قیمت شرکاء کو ادا کر کے پورے طور پر آزادی کا موقع بہم پہنچایا جائے۔

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب الشرکة، باب تقویم الاشیاء بین الشرکاء بقیمة عدل، روایت نمبر ۲۴۹۲)

[2] (صحیح البخاری، کتاب العتق، باب إذا أعتق عبدا بین اثنین أو أمة بین الشرکاء، روایت نمبر ۲۵۲۳)

ارشاد فَكُّ رَقَبَةٍ کی تعمیل کا شوق صحابہؓ میں پیدا ہوا اور وہ غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرنے لگے مگر مشترکہ ملکیت کی صورت میں جب دقّت پیدا ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دقّت دور کرنے کے لیے عتق کو قانونی شکل دی مگر اس قانون میں بھی جبر واکراہ سے کام نہیں لیا جیسا کہ روایت نمبر ۲۵۲۳ کے آخری الفاظ سے ظاہر ہے۔ جبر سے ملکیت کا مفہوم باطل ہو جاتا ہے۔ اس قانونِ عتق سے باقی شرکاء کو بھی کارِ خیر میں برضا و رغبت شریک ہونے کا موقع دیا گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے جب دیکھا کہ ان میں سے ایک مالک اپنا حصہ آزاد کر رہا ہے تو اس کا ساتھی بھی باقی حصہ کی قیمت لے کر انہیں آزاد کرنے میں شریک ہو گیا۔ اس حسن تدبیر سے بہت سے غلام اور لونڈیاں آزاد ہو گئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔"

(صحیح البخاری ترجمہ و شرح، کتاب العتق، شرح باب إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا...، جلد ۴ صفحہ ۵۵۶، ۵۵۷)

بَاب ۸: إِذَا أَعْتَقَ فِي الْكَفَّارَةِ لِمَنْ يَّكُونُ وَلَاؤُهُ؟

اگر کفارے میں غلام آزاد کر دے تو اُس کی وراثت کا حق کس کا ہو گا

٦٧١٧: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهَا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۶۷۱۷: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حکم (بن عتیبہ) سے، حکم نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اَسود (بن یزید) سے، اَسود نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے بریرہؓ کو خریدنا چاہا تو اُس کے مالکوں نے ان کے سامنے حق وراثت کی شرط پیش کی۔ حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اسے خرید لو کیونکہ حق وراثت تو اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

أطرافه: ٤٥٦، ١٤٩٣، ٢١٥٥، ٢١٦٨، ٢٥٣٦، ٢٥٦٠، ٢٥٦١، ٢٥٦٣، ٢٥٦٤، ٢٥٦٥، ٢٥٧٨، ٢٧١٧، ٢٧٢٦، ٢٧٢٩، ٢٧٣٥، ٥٠٩٧، ٥٢٧٩، ٥٢٨٤، ٥٤٣٠، ٦٧٥١، ٦٧٥٤، ٦٧٥٨، ٦٧٦٠۔

تشریح: إِذَا أُعْتِقَ فِي الْكَفَّارَةِ لِمَنْ يَكُونُ وَلَاؤُهُ: اگر کفارے میں غلام آزاد کر دے تو اُس کی وراثت کا حق کس کا ہو گا؟

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ فرماتے ہیں:

"آزادی کے تعلق میں یہاں ایک..... قانون بیان ہوا ہے کہ لونڈی غلام بغیر شرطِ ولاء (حق وراثت) آزاد ہوں گے اور آزاد کرنے والے شخص کے ساتھ آزاد شدہ لونڈی غلام کا تعلق مددگاروں اور اعزہ اقارب سا ہو گا۔ ان کی اسی حیثیت کی وجہ سے ان کا لقب مولیٰ یا مولاۃ رکھا گیا ہے۔ مولیٰ کے معنی ہیں دوست و معاون، اسی سے لفظ موالاۃ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لفظ مولیٰ انہی معنوں میں استعمال ہوتا تھا جن معنوں میں آج کل لفظ Ally استعمال ہوتا ہے جو دراصل عربی لفظ وِلَايَةٌ اور وِلَاءٌ کی تبدیل شدہ شکل ہے۔ اسلامی قانون میں آزادی کے بعد غلام اور لونڈی کو لاوارث اور کسمپرسی کی حالت میں نہیں رہنے دیا گیا بلکہ آزاد کرنے والے خاندان کے ساتھ ان کے تعلقات مضبوطی سے قائم رکھے گئے ہیں یہاں تک کہ آزاد کرنے والا اگر لاوارث رہے تو آزاد شدہ لونڈی اور غلام اس کے وارث ہوں گے اور اگر لونڈی غلام لاوارث ہونے کی حالت میں مریں تو آزاد کرنے والا ان کا وارث ہو گا۔ یہ قانون بھی غلاموں کی بہبود اور معاشرہ کی مضبوطی کے لئے ہے۔"

(صحیح البخاری ترجمہ و شرح، کتاب العتق، شرح باب بَيْعُ الْوَلَاءِ وَهِبَتُهُ، جلد ۴ صفحہ ۵۶۹)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"غلاموں کی آزادی کے اس انتظام میں اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا تھا کہ آزاد ہونے کے بعد بھی آزاد شدہ غلام بالکل بے سہارا اور بے یار و مددگار نہ رہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا انتظام فرمایا تھا کہ مالک اور آزاد شدہ غلام کے درمیان ایک قسم کا رشتۂ اخوت مستقل طور پر قائم رہے۔ چنانچہ آپؐ کے حکم کے ماتحت مالک اور آزاد شدہ غلام ایک دوسرے کے "مولیٰ" یعنی دوست اور مددگار کہلاتے تھے تاکہ آقا اور غلام دونوں کے دلوں میں یہ احساس رہے کہ ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور بوقت ضرورت ہم نے ایک دوسرے کے کام آنا ہے۔ اسی مصلحت کے ماتحت آزاد شدہ غلام اور مالک کو ایک دوسرے کے متعلق

حق موروثیت بھی عطا کیا گیا تھا۔ یعنی اگر غلام بے وارث مرتا تھا تو اس کا ترکہ اس کے سابقہ آقا کو جاتا تھا اور اگر مالک بے وارث رہ جاتا تھا تو اس کا ورثہ اس کے آزاد کردہ غلام کو ملتا تھا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنِ اعْتَقَ[1] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا مَاتَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا اِلَّا عَبْدًا هُوَ اِعْتَقَهٗ فَاَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيْرَاثَهٗ۔[2] یعنی عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی آزاد شدہ غلام لاوارث مرجاوے تو اس کا ترکہ اس کے سابق مالک کو ملے گا اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص ایسی حالت میں مرگیا کہ اس کا کوئی وارث نہیں تھا البتہ اس کا ایک آزاد شدہ غلام تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ترکہ اس کے آزاد شدہ غلام کو عطا فرمادیا۔

چونکہ اس حق موروثیت کی بنیاد مالی اور اقتصادی خیالات پر مبنی نہیں تھی بلکہ اصل منشا مالک اور آزاد شدہ غلام کے تعلق کو قائم رکھنا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم جاری فرمایا کہ یہ حق موروثیت کسی صورت میں بھی بیع یا ہبہ وغیرہ نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ ابن عمرؓ سے روایت آتی ہے کہ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهٖ۔[3] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد شدہ غلام اور آقا کے حق موروث کی خرید و فروخت اور اس کے ہبہ وغیرہ سے منع فرمایا ہے۔" (سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۴۴۷، ۴۴۸)

بَاب ۹: الِاسْتِثْنَاءُ فِي الْأَيْمَانِ

قسموں میں (انشاء اللہ کہہ کر) استثناء کرنا

۶۷۱۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ۶۷۱۸: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب الولاء لمن اعتق)

[2] (سنن الترمذی، ابواب الفرائض، باب فی میراث المولی الأسفل)

[3] (صحیح البخاری، کتاب العتق، باب بیع الولاء وھبتہ)

حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللهُ فَأُتِيَ بِإِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ لَا يُبَارِكُ اللهُ لَنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا فَحَمَلَنَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللهُ حَمَلَكُمْ إِنِّي وَاللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَ كَفَّرْتُ.

ہمیں بتایا۔ انہوں نے غیلان بن جریر سے، غیلان نے ابو بردہ (بن ابی موسیٰ) سے، ابو بردہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں کچھ اشعریوں کی جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کہ میں آپؐ سے سواری مانگوں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں تمہیں سواری نہیں دوں گا، میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ پھر ہم جتنا عرصہ اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے۔ اتنے میں کچھ اُونٹ لائے گئے تو آپؐ نے ہمیں تین اُونٹ دینے کے لئے حکم دیا۔ جب ہم چل پڑے تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ اللہ ہمیں کبھی برکت نہیں دے گا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سواری مانگنے کے لئے آئے تھے تو آپؐ نے قسم کھائی تھی کہ آپؐ ہمیں سواری نہیں دیں گے اور اب آپؐ نے ہمیں سواری دے دی ہے۔ حضرت ابو موسیٰؓ کہتے تھے: (یہ خیال کر کے) ہم نبی ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے نہیں تمہیں سواری دی بلکہ اللہ ہی نے تمہیں سواری دی ہے اور بخدا میں جو بھی ایسی قسم کھاؤں پھر اس کے سوا کسی اور بات کو بہتر سمجھوں تو انشاء اللہ ضرور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دوں اور وہی کروں جو بہتر ہو۔

أطرافه: ٣١٣٣، ٤٣٨٥، ٤٤١٥، ٥٥١٧، ٥٥١٨، ٦٦٢٣، ٦٦٤٩، ٦٦٧٨، ٦٦٨٠، ٦٧١٩، ٦٧٢١، ٧٥٥٥۔

٦٧١٩: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا

۶۷۱۹: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے

حَمَّادٌ وَقَالَ إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ أَوْ أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ.

ہمیں (یہی) بتایا اور یوں کہا: تو ضرور ہی اپنی قسم کا کفارہ دے دوں اور وہی کروں جو بہتر ہو یا (کہا:) وہی کروں جو بہتر ہو اور کفارہ دوں۔

أطرافه: ٣١٣٣، ٤٣٨٥، ٤٤١٥، ٥٥١٧، ٥٥١٨، ٦٦٢٣، ٦٦٤٩، ٦٦٧٨، ٦٦٨٠، ٦٧١٨، ٦٧٢١، ٧٥٥٥۔

٦٧٢٠: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِينَ امْرَأَةً كُلُّ تَلِدُ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ – قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي الْمَلَكَ – قُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَنَسِيَ فَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَأْتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ بِوَلَدٍ إِلَّا وَاحِدَةٌ بِشِقِّ غُلَامٍ.

۶۷۲۰: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن حُجیر سے، ہشام نے طاؤس سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت سلیمانؑ نے کہا: آج رات میں نوے بیویوں کے پاس سے ہو آؤں گا۔ ہر بیوی ایک لڑکا جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ تو حضرت سلیمانؑ کے ساتھی نے اُن سے کہا، سفیان کہتے تھے: یعنی فرشتہ نے (کہا) انشاء اللہ کہو مگر وہ بھول گئے اور ان بیویوں کے پاس گئے۔ ان میں سے کسی بیوی نے بھی بچہ نہ جنا مگر ایک بیوی نے اور وہ بھی ادھورا بچہ۔

فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَرْوِيهِ قَالَ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا فِي حَاجَتِهِ. وَقَالَ مَرَّةً قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَثْنَى قَالَ.

حضرت ابو ہریرہؓ اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: اگر انشاء اللہ کہتے تو ان کی قسم نہ ٹوٹتی اور وہ قسم ان کی حاجت براری کر دیتی۔ اور کبھی (حضرت ابو ہریرہؓ نے) یوں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر حضرت سلیمانؑ استثناء کرتے ہوئے کہتے۔

وَحَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اور ابو الزناد نے اعرج سے روایت کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کی طرح ہی ہمیں بتایا۔

أطرافه: ٢٨١٩، ٣٤٢٤، ٥٢٤٢، ٦٦٣٩، ٧٤٦٩۔

تشریح: اَلِاسْتِثْنَاءُ فِي الْأَيْمَانِ: قسموں میں (انشاء اللہ کہہ کر) استثناء کرنا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قسم کھائی اور انشاء اللہ کہہ لیا تو اُس نے (اپنی قسم میں) استثناء کر لیا۔ پس اُس پر (قسم کے پورا نہ کرنے پر) کوئی گناہ نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ امام ترمذیؒ ان احادیث کو درج کر کے لکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ میں سے اکثر اہل علم کا عمل اسی کے مطابق تھا۔[1] امام بخاریؒ نے یہ احادیث صحیح بخاری کی شرائط کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے درج نہیں کیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"انشاء اللہ کہنا نہایت ضروری ہے کیونکہ انسان کے تمام معاملات اس کے اپنے اختیار میں نہیں۔ وہ طرح طرح کے مصائب اور مکارِہ و موانع میں گھِرا ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ جو کچھ ارادہ اس نے کیا ہے وہ پورا نہ ہو۔ پس انشاء اللہ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے مدد طلب کی جاتی ہے۔ آج کل کے ناعاقبت اندیش و نادان لوگ اس پر ہنسی اُڑاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۳۱)

بَاب ۱۰: الْكَفَّارَةُ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَهُ

قسم توڑنے سے پہلے اور اس کے بعد کفارہ دینا

۶۷۲۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ وَمَعْرُوفٌ قَالَ فَقُدِّمَ طَعَامُهُ قَالَ وَقُدِّمَ فِي طَعَامِهِ لَحْمُ دَجَاجٍ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مَوْلًى قَالَ فَلَمْ يَدْنُ فَقَالَ

۶۷۲۱: علی بن حجر نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے قاسم تمیمی سے، قاسم نے زہدم جرمی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس تھے اور ہمارے اور جَرم کے اس قبیلہ کے درمیان برادری اور راہ و رسم تھی۔ (زہدم نے) کہا: اتنے میں کھانا سامنے رکھا گیا۔ کہا: اور اس کھانے میں مرغی کا گوشت بھی رکھا گیا۔ کہا: اور ان لوگوں میں بنو تیم اللہ سے ایک شخص تھا جو سرخ رنگ کا تھا

[1] (سنن الترمذی، أبواب النذور والأیمان، باب ما جاء فی الاستثناء فی الیمین)

لَهُ أَبُو مُوسَى ائْذَنْ فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا قَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَّا أَطْعَمَهُ أَبَدًا فَقَالَ ادْنُ أُخْبِرْكَ عَنْ ذَلِكَ. أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَسْتَحْمِلُهُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِّنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ قَالَ أَيُّوبُ أَحْسِبُهُ قَالَ وَهُوَ غَضْبَانُ قَالَ وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَقِيلَ أَيْنَ هَؤُلَاءِ الْأَشْعَرِيُّونَ أَيْنَ هَؤُلَاءِ الْأَشْعَرِيُّونَ؟ فَأَتَيْنَا فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى قَالَ فَانْدَفَعْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا فَحَمَلَنَا نَسِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ وَاللهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا ارْجِعُوا بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

جیسے کہ وہ کوئی غلام ہے۔ کہا: وہ کھانے کے قریب نہ آیا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے اس سے کہا: آگے آؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ بھی اس کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ وہ بولا: میں نے اس کو کچھ کھاتے دیکھا، مجھے اس سے کراہت ہوئی اور میں نے قسم کھائی کہ میں اس کو کبھی نہیں کھاؤں گا۔ (حضرت ابو موسیٰؓ نے) کہا: آگے آؤ میں تمہیں اس (قسم) کے متعلق بتاتا ہوں۔ ہم اشعریوں کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے کہ آپؐ سے سواری مانگیں اور اس وقت آپؐ صدقہ کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹ تقسیم کر رہے تھے۔ ایوب نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ (حضرت ابو موسیٰؓ نے) یہ بھی کہا: اور آپؐ اس وقت ناراض تھے، آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری ہے بھی نہیں کہ جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ (حضرت ابو موسیٰؓ) کہتے تھے: ہم (یہ سن کر) چلے گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس غنیمت کے کچھ اونٹ آئے۔ کہا گیا: یہ اشعری لوگ کہاں ہیں؟ یہ اشعری لوگ کہاں ہیں؟ ہم آئے اور آپؐ نے ہمیں پانچ اونٹ جو سفید کہان والے تھے دینے کا حکم دیا۔ (حضرت ابو موسیٰؓ) کہتے تھے: ہم یہ لے کر جلدی سے چل پڑے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے کہ آپؐ سے سواری مانگیں اور آپؐ نے قسم کھائی تھی کہ آپؐ ہمیں سواری نہیں دیں گے، پھر

وَسَلَّمَ فَلْنُذَكِّرْهُ يَمِينَهُ فَرَجَعْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا فَظَنَنَّا أَوْ فَعَرَفْنَا أَنَّكَ نَسِيتَ يَمِينَكَ قَالَ انْطَلِقُوا فَإِنَّمَا حَمَلَكُمْ اللهُ إِنِّي وَاللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا.

آپؐ نے ہمیں بلا بھیجا اور سواریاں دیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی قسم بھول گئے۔ اللہ کی قسم اگر ہم نے رسول اللہ ﷺ کو آپؐ کی قسم کے متعلق غفلت میں ہی رہنے دیا تو ہم کبھی بھی بامراد نہیں ہوں گے۔ چلو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس جائیں اور آپؐ کو آپؐ کی قسم یاد دلائیں۔ چنانچہ ہم لوٹے اور ہم نے کہا: یارسول اللہ! ہم آپؐ کے پاس آپؐ سے سواری مانگنے کے لئے آئے تھے، آپؐ نے قسم کھائی تھی کہ آپؐ ہمیں سواری نہیں دیں گے پھر آپؐ نے ہمیں یہ سواریاں دے دی ہیں۔ ہم نے خیال کیا یا ہم سمجھے کہ آپؐ اپنی قسم بھول گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تم روانہ ہو جاؤ کیونکہ اللہ ہی نے تمہیں سواریاں دی ہیں۔ اللہ کی قسم میں جو بھی ایسی قسم کھا بیٹھوں کہ پھر میں اس کے سوا کسی اور بات کو بہتر سمجھوں تو انشاء اللہ ضرور ہی وہ کروں جو بہتر ہو اور کفارہ دے کر اس قسم سے آزاد ہو جاؤں۔

تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ الْكُلَيْبِيِّ.

(اسماعیل کی طرح) اس حدیث کو حماد بن زید نے بھی ایوب سے روایت کیا۔ ایوب نے ابو قلابہ اور قاسم بن عاصم کلیبی سے روایت کی۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ بِهَذَا.

قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے ابو قلابہ اور قاسم تمیمی سے، ان دونوں نے زہدم سے یہی حدیث روایت کی۔

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ بِهَذَا.

ابو معمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے قاسم سے، قاسم نے زہدم سے روایت کرتے ہوئے یہی حدیث بیان کی۔

أطرافه: ٣١٣٣، ٤٣٨٥، ٤٤١٥، ٥٥١٧، ٥٥١٨، ٦٦٢٣، ٦٦٤٩، ٦٦٧٨، ٦٦٨٠، ٦٧١٨، ٦٧١٩، ٧٥٥٥۔

٦٧٢٢: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَّسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِكَ.

۶۷۲۲: محمد بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ عثمان بن عمر بن فارس نے ہمیں بتایا۔ ابن عون نے ہمیں خبر دی۔ ابن عون نے حسن (بصری) سے، حسن نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم حکومت نہ مانگنا کیونکہ اگر تم بغیر مانگنے کے دیئے گئے تو اس کے انتظام کرنے میں تمہاری مدد کی جائے گی اور اگر مانگنے پر تمہیں دی گئی تو تجھے اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا اور اگر تم کوئی ایسی قسم کھا بیٹھو کہ پھر اس کے سوا کسی اور بات کو بہتر سمجھو تو اسی کو کرو جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔

تَابَعَهُ أَشْهَلُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ.

(عثمان بن عمر کی طرح) اشہل (بن حاتم) نے بھی ابن عون سے روایت کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کی۔

وَتَابَعَهُ يُونُسُ وَسِمَاكُ بْنُ عَطِيَّةَ وَسِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ وَحُمَيْدٌ وَقَتَادَةُ وَمَنْصُورٌ وَهِشَامٌ وَالرَّبِيعُ.

اور ان کی طرح یونس اور سماک بن عطیہ اور سماک بن حرب اور حمید اور قتادہ اور منصور اور ہشام اور ربیع نے بھی اسے روایت کیا۔

أطرافه: ٦٦٢٢، ٧١٤٦، ٧١٤٧۔

تشریح: اَلْکَفَّارَۃُ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَہٗ: قسم توڑنے سے پہلے اور اس کے بعد کفارہ دینا۔ علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ باب قسم توڑنے سے پہلے اور توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرنے کے جواز میں ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس باب کے تحت جو روایات لائے ہیں، اُن میں صرف قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرنے کا ذکر ہے، پہلے کا نہیں۔ جبکہ گزشتہ باب میں حماد بن زید کی روایت کے الفاظ اس باب کے مضمون سے واضح مطابقت رکھتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے گزشتہ باب کی حدیث سے قسم توڑنے سے پہلے کفارہ کا جواز اور زیر باب روایت سے قسم توڑنے کے بعد کفارہ کا ذکر کر کے دونوں باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کر لینے کے متعلق فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام مالکؒ، ثوری، لیث اور اَوزاعی کے نزدیک قسم توڑنے سے پہلے بھی اس کا کفارہ دیا جا سکتا ہے۔ امام احمدؒ، اسحاق اور ابو ثور کا بھی یہی مؤقف ہے۔ نیز حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ جبکہ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ (بطور کفارہ) گردن آزاد کرنا، کپڑے پہنانا اور کھانا کھلانا تو قسم توڑنے سے پہلے جائز ہے لیکن (کفارہ کے) روزے پہلے رکھ لینا درست نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ کفارہ قسم توڑنے سے پہلے ادا نہیں ہوتا۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۳ صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۸۵ - کِتَابُ الْفَرَائِضِ

وراثت کے احکام

وَهُوَ جمع فَرِيضَة، وَهِيَ فِي اللُّغَة اسْم مَا يفْرض على الْمُكَلف، وَمِنْه فَرَائِض الصَّلَوَات والزكوات، وَسميت أَيْضا الْمَوَارِيث فَرَائِض وفروضًا لما أَنَّهَا مقدرات لأصحابها ومبينات فِي كتاب الله تَعَالَى ومقطوعات لَا تجوز الزِّيَادَة عَلَيْهَا وَلَا النُّقْصَان مِنْهَا۔ فرائض فریضہ کی جمع ہے، اس کے لغوی معنی ہیں وہ احکام جو مکلف پر فرض کیے جاتے ہیں۔ ان میں نماز کے فرائض اور زکوٰۃ کے فرائض ہیں، اسی طرح میراث کے احکام کو بھی فرائض کہتے ہیں اور فروض بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بھی وراثت والوں کیلئے مقرر کیے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ان کا بیان کیا گیا ہے اور یہ احکام قطعی ہیں، ان میں کمی بیشی کرنا جائز نہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۲۲۹)

وراثت سے مراد کسی مرنے والے کا ترکہ یعنی وہ مال اور جائیداد ہے (منقولہ ہو یا غیر منقولہ) جو متوفیٰ کے ورثاء میں تقسیم ہوتا ہے۔ ورثاء میں اول اور اصل کُل چھ ورثاء ہیں۔ ماں، باپ، اولاد (بیٹے، بیٹیاں) خاوند اور بیوی۔ قرآنِ کریم نے وراثت میں ان سب کے حصے تقسیم کر دیئے ہیں۔ نیز بعض صورتوں میں بہن بھائی بھی وارث بنتے ہیں، ان کا بھی ذکر کیا ہے نیز یتامیٰ اور مساکین کا ذکر کر کے یتیم پوتوں وغیرہ کی طرف اشارہ کیا ہے جو براہِ راست وارث نہیں بنتے مگر اُن کا حق اور حالت متقاضی ہوتی ہے کہ انہیں بھی بصورتِ وصیت حصہ دلایا جائے۔ نیز ہر قسم کے امکان بھی بیان کر دیئے ہیں۔ بعض امکانات کو قرآنِ کریم نے اجمالاً بیان کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تفصیل و تفسیر بیان فرمادی ہے۔ کتاب الفرائض میں امام بخاریؒ نے قرآنِ کریم اور احادیث میں بیان کردہ فرائض کو حسنِ ترتیب اور عناوینِ ابواب کے ماتحت درج کیا ہے۔ نیز بعض جگہ صحابہ، تابعین اور فقہاء کے اقوال و فتاویٰ سے راہنمائی فرمائی ہے۔ امام بخاریؒ کتاب الفرائض میں ۴۳ مرفوع، ۳۷ مکرر اور ۶ منفرد احادیث لائے ہیں نیز ۲۴ آثار بیان کیے ہیں اور ان کو ۳۱، ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۲ صفحہ ۷۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”ورثہ کا حکم شریعت میں اسی غرض کے ماتحت رکھا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنی جائیداد کسی ایک شخص کو نہ دے جائے بلکہ وہ اُس کے ورثاء میں تقسیم ہو جائے۔ شریعت نے اس تقسیم میں اولاد کا بھی حق رکھا ہے، ماں باپ کا بھی حق رکھا ہے، بیوی کا بھی حق رکھا ہے، خاوند کا بھی حق رکھا ہے اور بعض حالتوں میں بھائیوں اور بہنوں کا بھی حق

رکھا ہے۔ قرآن کریم نے صاف طور پر حکم دیا ہے کہ کسی شخص کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اِس تقسیم کو بدل سکے یا کسی ایک رشتہ دار کو اپنی تمام جائیداد سپرد کر جائے۔ اُس کی جس قدر جائیداد ہو گی شریعت جبراً اس کے تمام رشتہ داروں میں تقسیم کرا دے گی اور ہر ایک کو وہ حصہ دے گی جو قرآن کریم میں اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔"

(اسلام کا اقتصادی نظام، انوار العلوم جلد ۱۸ صفحہ ۵۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"تعجب ہے کہ جہاں دنیا سُود کی تائید میں ہے حالانکہ وہ دنیا کی بے جوڑ مالی تقسیم کا بڑا موجب ہے وہاں اکثر لوگ جبری ورثہ کے بھی مخالف ہیں اور اس امر کی اجازت دیتے ہیں کہ ایک ہی لڑکے کو مرنے والا اپنا مال دے جائے حالانکہ اِس سسٹم سے دولت ایک خاندان میں غیر محدود وقت تک جمع ہوتی جاتی ہے لیکن اسلامی اصولِ وراثت کے مطابق جائیداد خواہ کتنی بڑی ہو تھوڑے ہی عرصہ میں اولاد در اولاد میں تقسیم ہو کر مالدار سے مالدار خاندان عام لوگوں کی سطح پر آجاتا ہے اور اِس حکم کے نتیجہ میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہو سکتا جس کی بڑی سے بڑی جائیداد یا بڑی سے بڑی دولت تین چار نسلوں سے آگے بڑھ سکے۔ وہ بمشکل تین چار نسلوں تک پہنچے گی اور پھر سب کی سب ختم ہو جائے گی اور آئندہ نسل کو اس بات کی ضرورت محسوس ہو گی کہ وہ اپنے لئے اور جائیداد پیدا کرے۔"

(اسلام کا اقتصادی نظام، انوار العلوم جلد ۱۸ صفحہ ۵۶، ۵۷)

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ... کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے متعلق مرنے والے کو جو وصیت کرنے کا حکم دیا ہے اس کے متعلق سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسی وصیت ہے جس کی تعلیم دی گئی ہے۔ جبکہ شریعت نے خود احکام وراثت کو سورۃ نساء میں تفصیلاً بیان کر دیا ہے اور ان کے نزول کے بعد رشتہ داروں کے نام وصیت کرنا بے معنی بن جاتا ہے۔ سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ وصیت کے احکام چونکہ دوسری آیات میں نازل ہو چکے ہیں اس لئے یہ آیت منسوخ

ہے اب اِس پر کسی عمل کی ضرورت نہیں مگر ہمارے نزدیک قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ قرآنی آیات کی منسوخی کا عقیدہ محض قلتِ تدبر کی بنا پر ظہور میں آیا ہے۔ جب مسلمانوں کو کسی آیت کا مفہوم پوری طرح سمجھ میں نہ آیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ وہ منسوخ ہے اور اس طرح کئی کئی سو آیات تک انہوں نے منسوخ قرار دے دیں۔ اگر وہ سمجھتے کہ قرآن کریم کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف قابل عمل ہے تو وہ ہر آیت پر غور کرتے اور اگر اسے حل کرنے سے قاصر رہتے تو خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے اور اس سے دعائیں کرتے کہ وہ اُن کی مدد کرے اور اپنے کلام کی حقیقت سمجھنے کی انہیں توفیق عطا فرمائے اور اگر وہ ایسا کرتے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کی رہنمائی کے سامان پیدا فرما دیتا اور انہیں مشکل آیات کا حل نظر آجاتا مگر انہوں نے بدقسمتی سے یہ آسان رستہ اختیار کر لیا کہ جس آیت کا مطلب سمجھ میں نہ آیا اُسے منسوخ قرار دے دیا۔ یہی طریق انہوں نے یہاں بھی اختیار کر لیا ہے مگر اس آیت کے جو معنے ہم کرتے ہیں اگر اس کو مدنظر رکھا جائے تو یہ حکم بڑا ہی پرحکمت نظر آتا ہے اور اسے منسوخ قرار دینے کی کوئی ضرورت پیش نہیں آتی۔ درحقیقت یہاں وصیت کا لفظ صرف عام تاکید کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے والدین اور اقربین کے متعلق تو وصیت کرنیکا حکم دیا ہے مگر اولاد کو ترک کر دیا ہے حالانکہ قلبی تعلق کے لحاظ سے اولاد کا ذکر بھی ضرور ہونا چاہیئے تھا۔ یہ بات بتاتی ہے کہ یہاں مال کی تقسیم کا مسئلہ بیان نہیں کیا جارہا بلکہ ایک عام تاکید کی جارہی ہے اور اولاد کی بجائے والدین اور اقربین کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ اس آیت کا سیاق وسباق بتارہا ہے کہ یہ حکم جنگ اور اس کے مشابہ دوسرے حالات کے متعلق ہے۔ چنانچہ اس سے چند آیات پہلے الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ میں لڑائی کا ذکر آچکا ہے اسی طرح آگے چل کر وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ میں پھر جنگ کا حکم دیا گیا ہے اور چونکہ جنگ میں بالعموم نوجوان شامل ہوتے ہیں جن کے ہاں یا تو اولاد ہوتی ہی نہیں یا چھوٹی عمر کی ہوتی ہے۔ اس لئے والدین اور اقربین کے حق میں وصیت کرنے کا حکم دیا اور اولاد کا ذکر چھوڑ دیا اور یہ

ہدایت فرمائی کہ جب کسی شخص کی موت کا وقت قریب آجائے یا وہ کسی ایسے خطرناک مقام کی طرف جانے لگے جہاں جانے کا نتیجہ عام حالات میں موت ہوا کرتا ہے اور پھر اُس کے پاس مال کثیر بھی ہو تو اُسے چاہیئے کہ وہ وصیت کر دے کہ اُس کی جائیداد احکام الٰہیہ کے مطابق تقسیم کی جائے تا کہ بعد میں کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو اور یہ تاکید بجائے اس کے کہ کسی اور کو کی جائے اپنے رشتہ داروں کو کرے اور اگر مال کا کوئی حصہ صدقہ کرنا ہو تو اس کا بھی اظہار کر دے۔ میں سمجھتا ہوں اگر مسلمان اِس تعلیم پر عمل کرتے تو وہ رواج جو شرعی تقسیم وراثت کے خلاف اُن میں جاری رہا کبھی جاری نہ ہوتا۔ جس ملک میں اسلامی شریعت کا نفاذ ہو وہاں تو کسی رواج کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن ایسے ممالک جہاں رواج کا سوال پیدا ہو وہاں اس امر کی شدید ضرورت ہوتی ہے کہ مرنے والا اپنے والدین اور رشتہ داروں کے حق میں یہ وصیت کر جائے کہ اُن میں معروف کے مطابق جائیداد تقسیم کی جائے ورنہ اُس کا مال رواجی مستحقوں کو مل جائے گا اور اصل مستحقین محروم رہ جائیں گے۔ رہا یہ سوال کہ معروف کیا ہے؟ سو ایک تو احکام وراثت معروف ہیں اُن پر عمل کرنے کی تاکید ہونی چاہیئے، دوسرے بعض حقوق ایسے ہیں جو احکام وراثت سے باہر ہیں اور جن کو قاعدہ میں تو بیان نہیں کیا گیا مگر مذہبی اور اخلاقی طور پر انہیں پسند کیا گیا ہے اور اُن کے لیے شریعت نے ۱/۳ تک وصیت کر دینے کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ مثلاً اگر وہ چاہے تو کچھ روپیہ غرباء کی بہبودی کیلئے وقف کر دے اور اس کی اپنے رشتہ داروں کو تاکید کر جائے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیرِ آیت كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ، جلد ۲ صفحہ ۳۶۵، ۳۶۶)

بَاب ۱

قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى: يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اللہ تم کو تمہاری اولاد کے متعلق یہ تاکیدی حکم کرتا ہے کہ مرد کو دو عورتوں کے حصے کے برابر دیا جائے

فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا اگر دو سے بڑھ کر عورتیں ہی ہوں تو انہیں اس کا دو

مَا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَ أَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۗ فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ ۗ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَ إِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّ لَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللهِ ۗ وَاللهُ

تہائی دیا جائے جو وہ چھوڑ جائے اور اگر ایک ہی ہو تو اس کو آدھا دیا جائے گا اور اس کے والدین میں سے ہر ایک کو اس کا چھٹا حصہ ملے گا جو وہ چھوڑ گیا ہے بشرطیکہ اس کی اولاد ہو اور اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوئے ہوں تو اس کی ماں کو ایک تہائی دیا جائے اور اگر اس کے بھائی ہوں تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ دیا جائے۔ یہ اس وصیت کے ادا کرنے کے بعد جو وہ کر گیا ہے یا قرضہ کے ادا کرنے کے بعد۔ تمہارے ماں باپ اور تمہارے بیٹے جو ہیں، تم نہیں جانتے کہ اُن میں سے کون تمہارے لئے زیادہ نفع رساں ہے۔ یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے، باریک بین ہے۔ اور تمہارے لئے اس جائیداد کا آدھا ہوگا جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد نہ ہو۔ اگر اُن کی اولاد ہو تو تمہیں اس جائیداد سے جو وہ چھوڑ گئی ہیں چوتھائی ملے گا، یہ اس وصیت کے ادا کرنے کے بعد جو وہ کرتی ہیں یا قرض کے ادا کرنے کے بعد۔ اور جو تم چھوڑ جاؤ اس سے ان کو بھی چوتھائی ملے گا بشرطیکہ تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر ان کو اس سے آٹھواں حصہ ملے گا جو تم چھوڑ جاؤ۔ یہ اس وصیت کے ادا کرنے بعد جو تم کرتے ہو یا قرضہ کے ادا کرنے کے بعد۔ اور اگر کوئی مرد یا عورت ایسے ہوں کہ نہ اس کا وارث باپ ہو اور نہ بیٹا اور اس کا بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک

عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ○ (النساء: ۱۲، ۱۳).

کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو پھر وہ ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔ یہ اس وصیت کے ادا کرنے کے بعد جو کی جائے یا قرضہ ادا کرنے کے بعد۔ کسی وارث کو نقصان نہ پہنچایا جائے، یہ اللہ کی طرف سے تاکیدی حکم ہے اور اللہ خوب جانتا ہے، نہایت ہی بُردبار ہے۔

٦٧٢٣: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ مَرِضْتُ فَعَادَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَيَانِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوءَهُ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمَوَارِيثِ.

۶۷۲۳: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن منکدر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں بیمار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ میری عیادت کے لیے آئے اور وہ دونوں پیدل ہی چل کر آئے۔ جب وہ میرے پاس پہنچے تو میں بے ہوش تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو میں ہوش میں آیا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں اپنی جائیداد کا کیا کروں؟ میں اپنی جائیداد میں کیسے فیصلہ کروں؟ تو آپؐ نے مجھے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔

أطرافه: ١٩٤، ٤٥٧٧، ٥٦٥١، ٥٦٦٤، ٥٦٧٦، ٦٧٤٣، ٧٣٠٩۔

تشریح: يُوْصِيْكُمُ اللهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۠ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ: اللہ تم کو تمہاری اولاد کے متعلق یہ تاکیدی حکم کرتا ہے کہ مرد کو دو عورتوں کے حصے کے برابر دیا جائے۔ اس آیت کے موقعۂ نزول کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ مثلاً بخاری کتاب الفرائض روایت ۶۷۴۳ میں ہے کہ حضرت جابرؓ نے کہا: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّمَا لِي أَخَوَاتٌ فَنَزَلَتْ آيَةُ الفَرَائِضِ اور بخاری کتاب التفسیر روایت ۴۵۷۷ میں ہے کہ حضرت جابرؓ نے کہا: قُلْتُ مَا تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي مَالِي يَارَسُولَ اللهِ؟ فَنَزَلَتْ يُوْصِيْكُمُ اللهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ اور بخاری

کتاب الوضوء روایت ۱۹۴ میں فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَنِ الْمِيرَاثُ؟ إِنَّمَا يَرِثُنِي كَلَالَةٌ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ۔ کتاب الفرائض روایت ۶۷۲۳ میں ہے: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي؟ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمَوَارِيثِ اور حضرت جابرؓ کی روایت جو مسند احمد بن حنبل میں بیان ہوئی ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت جابرؓ اس آیت کا موقعۂ نزول یہ بیان کرتے تھے کہ حضرت سعد بن ربیعؓ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! سعدؓ تو آپؐ کے ساتھ اُحد میں شریک تھے اور شہید ہو گئے۔ اُن کی یہ دو بیٹیاں ہیں۔ سعدؓ کے بھائی نے سارا مال قبضے میں لے لیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس کے متعلق اللہ فیصلہ فرمائے گا۔ اس کے بعد آیتِ میراث نازل ہوئی۔ آپؐ نے سعدؓ کے بھائی کو بلا کر فرمایا: سعدؓ کے ترکہ کا دو تہائی اس کی دونوں بیٹیوں کو آٹھواں حصہ اس کی بیوی کو اور جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، جزء ۳ صفحہ ۳۵۲)

حافظ ابنِ حجرؒ بیان کرتے ہیں ممکن ہے ابتدائی حصہ حضرت سعدؓ کی بیٹیوں کے متعلق نازل ہوا ہو اور جس آیت میں کلالہ کا ذکر ہے وہ حضرت جابرؓ کے متعلق نازل ہوا ہو۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۶) یہ دونوں واقعات غزوۂ اُحد کے بعد کے ہیں۔ حضرت جابرؓ کے والد غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے مگر حضرت جابرؓ کی جس بیماری کا ذکر ہے وہ غزوۂ اُحد کے قریب زمانہ کی معلوم نہیں ہوتی۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت جابرؓ نے اپنے والد کی غزوۂ اُحد میں شہادت کے بعد شادی کی۔ اس وقت ان کی سات یا نو بہنیں تھیں۔ ان کی بیماری کا یہ واقعہ شادی کے اتنا بعد کا ہے جب وہ اولاد سے مایوس ہو چکے تھے اور اپنے آپ کو کلالہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ بعض روایات (نمبر ۱۹۴) میں ذکر ہے۔ اس لیے امام ابنِ حجرؒ کا یہ استدلال قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے کہ کلالہ والی آیت حضرت جابرؓ کے استفسار کے بعد نازل ہوئی جبکہ حضرت سعد بن ربیعؓ کی شہادت تو غزوہ اُحد کی ہے اس لیے ان کی بیوی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہنا کہ میرا خاوند آپؐ کے ساتھ اُحد میں شریک تھا، وہ شہید ہو گیا اور اس کے مال پر اس کے بھائی نے قبضہ کر لیا، غزوۂ اُحد کے معاً بعد کا معلوم ہوتا ہے اور حضرت سعدؓ کی بیوی کے پوچھنے پر سورۂ نساء کی آیت ۱۳ نازل ہوئی جس کے یہ الفاظ ہیں: يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۚ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ..... فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء: ۱۲، ۱۳)[1] جبکہ حضرت جابرؓ کے استفسار پر سورۂ نساء آیت ۱۷۷ نازل ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں: يَسْتَفْتُونَكَ ۖ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ (النساء: ۱۷۷) وہ تجھ سے (ایک قسم کے کلالہ کے متعلق) فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تو کہہ دے اللہ تمہیں (ایسے) کلالہ کے متعلق حکم سناتا ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ کی بیوی کا واقعہ پہلے ہوا اور اس پر النساء آیت ۱۳ نازل ہوئی اور حضرت جابرؓ کا بعد میں۔ ان کے استفسار پر سورۃ النساء آیت ۱۷۷ نازل ہوئی۔

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے مرد کے لئے دو عورتوں کے حصّہ کے برابر (حصہ) ہے اور اگر وہ دو سے زیادہ عورتیں ہوں تو ان کے لئے دو تہائی ہے اُس میں سے جو اُس (مرنے والے) نے چھوڑا..... اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو اُن (بیویوں) کا آٹھواں حصہ ہو گا۔“

ان آیات کا تفسیری ترجمہ کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''تمہاری اولاد کے حصوں کے بارے میں خدا کی یہ وصیت ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دیا کرو۔ پھر اگر لڑکیاں دو یا دو سے بڑھ کر ہوں تو جو کچھ مرنے والے نے چھوڑا ہے اُس مال میں سے اُن کا حصہ تہائی ہے اور اگر لڑکی اکیلی ہو تو وہ مال متروکہ میں سے نصف کی مستحق ہے اور میّت کے ماں باپ کو یعنی دونوں میں سے ہر ایک کو اس مال میں سے جو میّت نے چھوڑا ہے چھٹا حصہ ہے اور یہ اس حالت میں کہ مرنے والا کچھ اولاد چھوڑ گیا ہو اور اگر مرنے والا لاولد مرا ہو اور اُس کے وارث صرف ماں باپ ہوں تو ماں کا حصہ صرف ایک تہائی ہے، باقی سب باپ کا، اگر ماں باپ کے علاوہ میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہنیں ہوں تو اس صورت میں ماں کا چھٹا حصہ ہوگا لیکن یہ حصہ وصیت یا قرض کے ادا کرنے کے بعد دینا ہوگا۔ تمہارے باپ ہوں یا بیٹے تمہیں معلوم نہیں کہ اُن میں سے باعتبار نفع رسانی کے کونسا تم سے زیادہ قریب ہے پس جو حصے خدا نے قرار دے دیئے ہیں اُن پر کاربند ہو جاؤ کیونکہ وہ صرف خدا ہی ہے جس کا علم غلطی اور خطا سے پاک ہے اور جو حکمت سے کام کرتا اور ہر ایک مصلحت سے واقف ہے اور جو ترکہ تمہاری بیبیاں چھوڑ مریں، پس اگر وہ لاولد مر جاویں تو اُن کے ترکے میں سے تمہارا آدھا حصہ ہے اور اگر تمہاری بیبیوں کی اولاد ہے تو اس حالت میں اُن کے ترکہ میں سے تمہارا حصہ چوتھائی ہے مگر وصیت یا قرض کے ادا کرنے کے بعد اور اگر تم مر جاؤ اور تمہاری کچھ اولاد نہ ہو تو تمہاری بیبیوں کا حصہ تمہارے مال میں سے چوتھائی ہے اور اگر تمہاری اولاد ہو تو اُن کا حصہ تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں ہے مگر اس امر کے بعد کہ پہلے اُن کی وصیت کی تعمیل کی جائے یا جو کچھ اُن کے سر پر قرضہ ہے وہ ادا کیا جائے۔

اور اگر کسی مرد یا عورت کی میراث ہو اور وہ ایسا ہو کہ اُس کا نہ باپ ہو نہ بیٹا اور اُس کے بھائی یا بہن ہو تو اُن بھائی یا بہنوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں تو اس صورت میں ایک تہائی میں سب شریک ہوں گے مگر ضروری ہوگا کہ پہلے وصیت کی تعمیل کی جائے یا اگر مرنے والے کے ذمہ قرض ہو تو وہ ادا کیا جائے لیکن اس وصیت اور اس قرض میں ایک شرط ہے اور وہ

یہ ہے کہ اس وصیت یا اس قرضہ کے ذریعہ سے مرنے والے نے کسی کو نقصان پہنچانا نہ چاہا ہو۔ اس طرح پر کہ ایک ثلث سے زیادہ کی وصیت کر دی ہو یا ایک فرضی قرضہ ظاہر کیا ہو۔ یہ خدا کا حکم ہے وہ خدا جس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں اور وہ حلیم ہے اس لئے وہ باوجود علم کے نافرمان کو جلدی سزا نہیں دیتا یعنی وہ سزا دینے میں دھیما ہے۔ پس اگر کسی ظلم اور خیانت کے وقت کوئی شخص اپنے کیفر کردار کو نہ پہنچے تو اُس کو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ خدا کو اس کی اس مجرمانہ حرکت کی خبر نہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ بباعث خدا کے حکم کے یہ تاخیر واقع ہوئی ہے اور آخر شریر آدمی کو وہ سزا دیتا ہے جس کے وہ لائق ہوتا ہے۔

ہاں مشو مغرور بر حلمِ خدا
دیر گیر د سخت گیر د مر تُرا

اب ان تمام آیات سے صاف ظاہر ہے کہ کیسے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدین کے حق کو تاکید کے ساتھ ظاہر فرمایا ہے اور ایسا ہی اولاد کے حقوق بلکہ تمام اقارب کے حقوق ذکر فرمائے ہیں اور مساکین اور یتیموں کو بھی فراموش نہیں کیا بلکہ ان حیوانات کا حق بھی انسانی مال میں ٹھہرایا ہے جو کسی انسان کے قبضہ میں ہوں۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ ۲۱۲ تا ۲۱۴)

بَاب ۲ : تَعْلِيمُ الْفَرَائِضِ

فرائض کا سکھانا

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ تَعَلَّمُوا قَبْلَ الظَّانِّينَ يَعْنِي الَّذِينَ يَتَكَلَّمُونَ بِالظَّنِّ.

اور حضرت عقبہ بن عامرؓ نے کہا: سیکھو پیشتر اس کے کہ اندازے لگانے والے (پیدا) ہوں یعنی وہ لوگ جو خیالات کی بنا پر باتیں کرتے ہیں۔

٦٧٢٤: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ

۶۷۲۴: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہمیں بتایا۔ ابن طاؤس نے ہم سے بیان کیا۔ ابن طاؤس نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے

فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا.

کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو گمان سے اپنے آپ کو بچاتے رہنا کیونکہ گمان نہایت ہی جھوٹی بات ہے اور ٹوہ نہ لگاتے رہو اور نہ جاسوسی کرو اور نہ آپس میں بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے پیٹھ موڑو اور بھائی بھائی ہو کر اللہ کے بندے بنو۔

أطرافه: ٥١٤٣، ٦٠٦٤، ٦٠٦٦۔

تشریح: تَعْلِيمُ الْفَرَائِضِ: فرائض کا سکھانا۔ امام بخاریؒ اپنے انداز اور ترتیبِ ابواب واحادیث سے مضامین بیان کرتے ہیں۔ باب نمبر ۱ میں احکام وراثت کا قرآنِ کریم کی آیات کی روشنی میں بیان کیا اور باب نمبر ۲ میں اس بنیادی بات کو اُجاگر کیا کہ احکام وراثت کو سیکھنا، سمجھنا اور سکھانا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ وہ علم ہے جس کا اثر افراد تک ہی نہیں، خاندانوں اور آئندہ آنے والی نسلوں تک چلتا ہے اور تقسیم ورثہ کے معاملات اتنے باریک، پیچیدہ اور اہم ہیں کہ ان کو ظن اور قیاس سے حل نہیں کیا جاسکتا بلکہ علمِ ریاضی کا یہ وہ حصہ ہے جو بڑی باریک بینی سے دیکھنے کے لائق ہے اور اس میں تقویٰ کا وہ معیار ضروری ہے جس کے متعلق قرآنِ کریم فرماتا ہے: وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ (البقرۃ:۲۸۳) اور چاہیئے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو (اور اگر تم ایسا کروگے تو) اللہ تمہیں علم دے گا۔ تقویٰ کے نتیجہ میں حاصل ہونے والا علم بدظنی، تجسس، بغض وعناد، بے وفائی جیسے مذموم عوامل سے بچاتا ہے۔ درحقیقت جائیداد کی تقسیم اور حصص کے مطابق حق دار تک حق پہنچانا بہت بڑے اخلاص، ایمان، بے نفسی، اور للہی جذبہ سے سرشار ایک متقی انسان ہی کر سکتا ہے۔ یہ تقویٰ جہاں نہیں ہوتا وہاں سگے اور بہت پیارے رشتوں کے خون سفید ہوتے اور باہمی محبت واخوت، دشمنی اور بغض وعناد میں بدلتی دیکھی گئی ہے۔

علمِ فرائض کے سیکھنے کے حوالے سے امام بخاریؒ نے اپنی شرائط کے مطابق احادیث نہ ہونے کی وجہ سے وہ روایات قبول نہیں کیں جو دیگر کتب احادیث میں ملتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ترمذی کی حدیث نمبر ۲۰۹۱ ہے: تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَالْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَإِنِّي مَقْبُوضٌ[1] یعنی قرآن اور فرائض کو سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں تو فوت ہو جانے والا ہوں۔ ابنِ ماجہ کی روایت نمبر ۲۷۱۹ کے الفاظ ہیں: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهَا فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ[2] ابوہریرہؓ! فرائض (خود بھی) سیکھو اور (دوسروں کو بھی) سکھاؤ۔ یقیناً یہ آدھا علم ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآن کریم کی محکمات اور بینات علم ہے اور مخالف قرآن کے جو کچھ ہے وہ ظن ہے اور جو شخص علم ہوتے ہوئے ظن کا اتباع کرے وہ اس آیت کے نیچے داخل ہے:

---

[1] (سنن الترمذی، ابواب الفرائض، باب مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ)

[2] (سنن ابن ماجه، كتاب الفرائض، باب الْحَثِّ عَلَى تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ)

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ (الزخرف:۲۱) اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (یونس:۶۷)۔" (الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۹۴)

نیز فرمایا:

"ظاہر ہے کہ ظنّ کوئی چیز نہیں ہے اور جو شخص محض ظنّ کو پنجہ مارتا ہے وہ مقام بلند حق سے بہت نیچے گرا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔ یعنی محض ظنّ حق الیقین کے مقابلہ پر کچھ چیز نہیں۔"

(ریویو مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۸)

بَاب۳: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے

٦٧٢٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ عَلَيْهِمَا السَّلَام أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَيْهِمَا مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهُمَا مِنْ خَيْبَرَ.

أطرافه: ٣٠٩٢، ٣٧١١، ٤٠٣٥، ٤٢٤٠۔

۶۷۲۵: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف یمانی) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زُہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عباس علیہما السلام حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے کہ اپنی وہ میراث مانگیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو پہنچتی تھی اور وہ اس وقت فَدک کی اپنی زمینیں اور خیبر سے اپنا حصہ مانگتے تھے۔

٦٧٢٦: فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ

۶۷۲۶: حضرت ابو بکرؓ نے اُن کو جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: ہمارا کوئی ورثہ نہیں پائے گا۔ جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوگا۔ آل محمدؐ اس مال سے صرف کھاتے پیتے رہے ہیں، حضرت ابو بکرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! میں

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ. قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى مَاتَتْ.

أطرافه: ٣٠٩٣، ٣٧١٢، ٤٠٣٦، ٤٢٤١۔

تو اس امر کو نہیں چھوڑوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا۔ میں وہی کروں گا جو آپؐ نے کیا۔ (عروہ) کہتے تھے: اس پر حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو چھوڑ دیا اور اپنے مرنے تک ان سے (اس بارے میں) بات نہیں کی۔

٦٧٢٧: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

أطرافه: ٤٠٣٤، ٦٧٣٠۔

۶۷۲۷: اسماعیل بن ابان نے ہم سے بیان کیا کہ ابن مبارک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے زہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہو گا۔ جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

٦٧٢٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ – وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْراً مِّنْ حَدِيثِهِ ذَلِكَ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ – فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ فَأَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَّكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ؟ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ ثُمَّ قَالَ هَلْ لَّكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ عَبَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ

۶۷۲۸: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ لیث نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے مالک بن اوس بن حدثان نے بتایا اور محمد بن جبیر بن مطعم نے بھی مجھ سے ان کی اس حدیث سے کچھ حصہ ذکر کیا تھا۔ (یہ سن کر) میں چل پڑا اور اُن کے پاس پہنچا اور میں نے اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا: میں چل پڑا کہ حضرت عمرؓ کے پاس جاؤں۔ جب وہاں پہنچا تو اُن کا دربان یرفا اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا: کیا آپؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ کو ملنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، اور اس نے ان کو اجازت دی، پھر یرفا نے کہا: کیا آپؓ حضرت علیؓ اور حضرت

بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ فَقَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَانَ خَصَّ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ إِلَى قَوْلِهِ قَدِيْرٌ (الحشر:۷) فَكَانَتْ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ

عباسؓ کو ملنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ حضرت عباسؓ نے کہا: امیر المؤمنین! میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں تم کو اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے یہ آسمان اور زمین قائم ہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ہمارا کوئی ورثہ نہیں پائے گا، جو ہم چھوڑ جائیں صدقہ ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے مراد اپنی ذات تھی۔ اس جماعت نے کہا: بے شک آپؐ نے ایسا فرمایا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا: بے شک آپؐ نے ایسا فرمایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: پھر میں تمہیں اس معاملہ کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے فے میں سے کچھ حصہ مخصوص فرمایا جو اس نے آپؐ کے سوا کسی اور کو نہیں دی۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ...[1] تو یہ جائیدادیں رسول اللہ ﷺ کے لئے ہی خاص تھیں۔ اللہ کی قسم آپؐ نے ان کو تمہارے سوا کسی کے لیے محفوظ نہیں کیا اور نہ ہی ان کے خرچ کرنے میں تم پر کسی کو ترجیح دی، تمہیں ہی دیں اور تم پر ہی تقسیم کیں یہاں تک

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور اللہ نے اُن (کے اموال میں) سے اپنے رسول کو جو بطور غنیمت عطا کیا تو اُس پر تم نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے مسلّط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔“

عَلَى أَهْلِهِ مِنْ هَذَا الْمَالِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللهِ فَعَمِلَ بِذَاكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ قَالَا نَعَمْ فَتَوَفَّى اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَفَّى اللهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا مَا عَمِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَأَتَانِي يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَوَاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ

کہ ان میں سے یہ جائیداد باقی رہ گئی اور نبی ﷺ اس جائیداد سے اپنے گھر والوں کو ایک سال کا خرچ دیا کرتے تھے پھر جو باقی بچ جاتا وہ آپ لیتے اور اس کو ان کاموں میں خرچ کرتے جہاں اللہ کا مال خرچ کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی ساری عمر اسی پر عمل کرتے رہے۔ میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم یہ جانتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہاں ایسا ہی تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے کہا: میں تم دونوں سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی اور حضرت ابوبکرؓ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا جانشین ہوں اور انہوں نے ان جائیدادوں کو اپنے قبضہ میں لیا اور ان میں وہی تصرف کرتے رہے جو رسول اللہ ﷺ نے ان جائیدادوں میں کیا تھا۔ پھر اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو وفات دی اور میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا جانشین ہوں اور میں نے دو سال تک ان جائیدادوں کو اپنے قبضہ میں رکھا اس میں وہی تصرف کرتا رہا جو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے کیا۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تمہاری بات ایک ہی تھی اور تمہاری رائے متفقہ تھی، تم میرے پاس آئے، مجھ سے اپنے بھتیجے کے مال سے اپنا حصہ مانگنے لگے اور یہ بھی میرے پاس آئے اپنی بیوی کا حصہ مجھ سے مانگنے لگے جو انھیں ان کے باپ کی طرف سے پہنچتا تھا۔ میں نے

عَجَزْتُمَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا.

کہا: اگر تم دونوں چاہو تو میں یہ جائیدادیں تمہارے سپرد اسی شرط پر کئے دیتا ہوں۔ پھر کیا تم مجھ سے اس کے سوا کوئی اور فیصلہ چاہتے ہو؟ اس ذات کی قسم ہے جس کے حکم سے یہ آسمان اور زمین قائم ہیں میں ان جائیدادوں کے متعلق اس کے سوا اور کوئی فیصلہ نہیں کروں گا خواہ قیامت بھی برپا ہو جائے۔ اگر تم دونوں عاجز آ گئے ہو تو پھر ان کو میرے سپرد کر دو، میں تمہاری جگہ ان کا انتظام کروں گا۔

أطرافه: ٢٩٠٤، ٣٠٩٤، ٤٠٣٣، ٤٨٨٥، ٥٣٥٧، ٥٣٥٨، ٧٣٠٥۔

٦٧٢٩: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ.

۶۷۲۹: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے وارث ایک دینار بھی تقسیم نہ کریں گے۔ اپنی بیویوں کے خرچ اور اپنے کارندوں کے خرچ کے بعد جو میں چھوڑ جاؤں تو وہ صدقہ ہو گا۔

أطرافه: ٢٧٧٦، ٣٠٩٦۔

٦٧٣٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَلَيْسَ قَالَ

۶۷۳۰: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے چاہا کہ حضرت عثمانؓ کو حضرت ابو بکرؓ کے پاس بھیجیں تا کہ ان سے اپنی میراث مانگیں۔

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

حضرت عائشہؓ نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا تھا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہو گا، جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہو گا۔

أطرافه: ٤٠٣٤، ٦٧٢٧۔

تشریح: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ لَا نُوْرَثُ مجہول کا صیغہ ہو تو معنے ہیں ہم وارث نہیں بنائے جاتے، اور لَا نُوْرِثُ معروف کا صیغہ ہو تو معنے ہیں ہم کسی کو وارث نہیں بناتے۔ مفہوم ایک ہی ہے کہ انبیاء کا اصل ورثہ مادی نہیں بلکہ روحانی ہوتا ہے اور ہر وہ شخص ان کا وارث بن سکتا ہے جو ان پر ایمان لا کر محبت، اخلاص، تقویٰ اور اطاعت میں ترقی کرتا ہے اور یہ میدان ہر ایک کے لیے کھلا ہے۔ ازواج، اولاد، آل و دیگر تمام اقرباء اور تمام مؤمنین اس میں شامل ہیں اور اس رشتے میں اپنے اور غیر کا فرق مٹ جاتا ہے۔ اور یہ عدل کی وہ بڑی مثال ہے جس سے اوپر ممکن نہیں اور مسابقت کی اس دوڑ میں اگر کوئی اپنا اور حقیقی بیٹا بھی پیچھے رہ جائے تو اس رشتے کی قرابت اُسے نہیں بچا سکتی جیسے حضرت نوحؑ کا بیٹا اپنی نافرمانی کی وجہ سے اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ[1] کا مصداق ٹھہرا اور محبت، اخلاص، وفا اور اطاعت میں ترقی کرنے والے حضرت سلمانؓ جو فارسی النسل تھے وہ سَلْمَانُ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ[2] کا مقامِ قرب پا گئے۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُلُّ تَقِيٍّ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ کہ ہر متقی آلِ محمد ہے۔[3] پس انبیاء جب یہ اعلان کرتے ہیں: قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا۝ (الفرقان:۵۸) تو ان سے کہہ دے کہ میں تم سے اس (یعنی خدا کا پیغام پہنچانے) کا کوئی اجر نہیں مانگتا، ہاں اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے چاہے تو اپنے ربّ کی طرف جانے والی راہ کو اختیار کر لے (وہی میرا بدلہ ہو گا)۔

پس نبی تو خدا کی راہ دکھانے اور اس پر چلانے کے لیے آتا ہے۔ جو بھی ان کی پیروی کرے گا وہ مقصدِ حیات کو پالے گا اور سلوک کی منزلیں طے کرتا کرتا وصلِ الٰہی اور لقائے باری تعالیٰ کے مقامِ معراج تک جا پہنچے گا اور یہی حقیقی ورثہ ہے جو انبیاء دینے آتے ہیں اور یہ اعلان ان کی زندگی تک محدود نہیں ہوتا بلکہ ان کی حیاتِ جسمانی کے بعد بھی ان تمام افراد کو نصیب ہوتا ہے جو اطاعت کی نالی سے شربتِ حیات پیتے ہیں۔ جہاں تک اُن اموال و جائیدادوں کا تعلق ہے جو بطور سربراہِ مملکت یا قومی لیڈر کے ان کو حاصل ہوتی ہیں، وہ قومی جائیدادیں اور اموال ان کی ازواج یا اولاد اور اقرباء میں تقسیم نہیں ہوتے کیونکہ وہ ان کی ذاتی جائیدادیں نہیں ہوتیں بلکہ قومی جائیدادیں اور قومی املاک ہوتی ہیں۔ اور

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”یقیناً وہ تیرے اہل میں سے نہیں۔“ (ھود:۴۷)

[2] (المستدرك للحاكم، كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ ﷺ، ذِكْرُ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ﷺ، روایت نمبر ۶۵۳۹)

[3] (المعجم الصغير للطبراني، باب الجيم من اسمه جعفر، روایت نمبر ۳۱۸)

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ، جزء ۲ صفحہ ۷۴۰)

انبیاء چونکہ حقیقی معنوں میں واقفِ زندگی ہوتے ہیں اور دنیا کو تیاگ کر خالق و مالک اور محبوبِ حقیقی کے لیے دنیا و مافیہا کو چھوڑتے ہیں اس لیے دنیا کے اموال اور جائیدادیں اس للّٰہی وقف کے انعام کے طور پر دنیا میں بھی ان کو ملتی ہیں اور بے تحاشا ملتی ہیں اور اموال اور نعماء دنیا ان کی طرف اس طرح کھنچے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف مگر وہ ان سے کلیۃً بے نیاز ہوتے ہیں، ہاں بشری ضروریات کے لیے قوت ما لا یموت کے طور پر وہ اپنی ذات اور ازواج اور اولاد پر خرچ کرتے ہیں کیونکہ یہ بھی انہیں خدا کا حکم ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ نے ان کے لیے اور ان کی آل کے لیے وہ حصہ مقرر کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ (الحشر:۸) بستیوں کے لوگوں کا جو مال اللہ نے اپنے رسول کو عطا فرمایا وہ اللہ کا (ہے) اور رسول کا (ہے) اور قرابت داروں کا (ہے) اور یتیموں کا (ہے) اور مسکینوں کا (ہے) اور مسافروں کا (ہے)۔ نیز فرمایا: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ (الأنفال:۴۲) اور جان لو کہ جو کچھ بھی تم کو غنیمت میں ملے اس میں سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے اور (رسول سے) قرب رکھنے والوں کے لئے اور یتیموں اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے پانچواں حصہ ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ یہ خاص حصہ وہ اپنے اور اپنے عیال پر خرچ کرتے ہیں جیسا کہ زیر باب روایت ۶۷۲۶ میں بیان کیا گیا ہے۔

زیرِ باب روایت کی شرح میں جانے سے پہلے اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ انبیاء اپنی ذاتی ملکیت یا خاندانی ملکیت کے وارث بھی بنتے اور ان کی ازواج و اولاد اور دیگر اقرباء بھی وارث بنتے ہیں۔ قرآن کریم نے احکام ورثہ میں اس بات کی کہیں نفی نہیں کی کہ یہ احکام انبیاء کے علاوہ دیگر لوگوں کے لیے ہیں اور نبی پر ان کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ اس کے برعکس قرآن کریم نے حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ کے ذکر میں یہ صراحت کی ہے: وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ (النمل:۱۷) اور سلیمان داؤد کا وارث بنا۔ اور حضرت زکریاؑ کی اپنے بیٹے کے لیے دعا کے یہ الفاظ ہیں: يَّرِثُنِيْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ (مریم:۷) جو میرا بھی وارث ہو اور آل یعقوب کا بھی وارث ہو۔ اِن آیات میں جس ورثہ کا ذکر ہے علماء نے اس سے مراد اُن کی نبوت اور روحانیت کو قرار دیا ہے اور مادی ورثہ کی نفی کی ہے مگر قرآنِ کریم اور احادیث میں کہیں اس کی صراحت نہیں کہ یہاں مادی ورثہ مراد نہیں بلکہ روحانی ورثہ مراد ہے۔ اس لیے یہ معنے نبوت کے انعام کو محدود کرنے والے ہیں۔ نبی کا وجود مجسم برکت اور خیر ہوتا ہے اور یہ برکت مادی ہو یا روحانی، نبی کی آل و اقرباء بھی اس سے حصہ پاتے ہیں اور وہ تمام لوگ بھی جو حقیقی معنوں میں نبی کی آل کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں یعنی نبی کے حقیقی متبعین اور کامل اطاعت گذار کیونکہ نبی کی نبوت تو ایک قومی انعام ہوتا ہے اور قوم کا ہر فرد اس کا حق دار ہوتا ہے چاہے وہ حسب و نسب کے لحاظ سے نبی کا مقرب ہو یا نہ ہو، اس میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ جس طرح یہ انعام یونیورسل ہے اسی طرح اس کا انکار اور ناقدری اور تکذیب بھی یونیورسل ہے۔ جو بھی اس کی زد میں آئے گا وہ سزا پائے گا اور محض رشتہ داری اسے بچا نہیں سکے گی۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؓ اور پھوپھی اور دیگر رشتہ داروں کو واضح فرمایا کہ میرے ساتھ تمہارا رشتہ تمہیں خدا کے مقابل نہیں بچائے گا۔ يَافَاطِمَةُ،

أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا[1] اے فاطمہ! اپنی جان کو آگ سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ کے مقابلہ پر تمہارے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ تمہارے ساتھ رحمی تعلق ہے جس کے حقوق میں ادا کرتا رہوں گا۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ جس ورثہ اور ترکہ کا لَا نُوْرَثُ کی حدیث میں ذکر ہے اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی جائیداد اور اموال نہیں ہیں بلکہ وہ اموال اور جائیدادیں مراد ہیں جو بطور رسول آپؐ کو ملیں۔ وہ چونکہ قومی اور ملکی اموال و جائیدادیں تھیں اس لیے ان سے روزمرہ کے اخراجات کا ایک مخصوص حصہ تو آپؐ کی ازواج و خاندان کو ملتا رہا مگر چونکہ وہ ذاتی اموال و جائیدادیں نہ تھیں اس لیے ان کا بطور ورثہ و ترکہ آپؐ کی ازواج یا اولاد و آل کا حق نہ تھا اس لیے وہ آپؐ کی ازواج یا آل میں تقسیم نہ ہوا جیسا کہ آپؐ نے فرمایا: مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ۔ وہ قومی مد میں ڈالے جانے والے اموال و جائیدادیں تھیں۔ جہاں تک آپؐ کی ذاتی جائیدادوں کا تعلق ہے، وہ ہجرت کے بعد آپؐ کے چچازاد بھائی عقیل بن ابی طالب نے سب بیچ دی تھیں اور ان میں سے کچھ باقی نہ بچا تھا۔

اس وضاحت سے اس غلط فہمی کا ازالہ بھی ہو جانا چاہیئے جو بعض لوگ امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ورثہ کے متعلق سوال اٹھاتے ہیں، آپؑ کی خاندانی جائیداد کے آپؑ بھی وارث بنے جیسے حضرت سلیمانؑ اپنے والد حضرت داؤدؑ کے وارث بنے اور آپؑ کی اولاد بھی آپؑ کی وارث بنی۔ زیر باب روایات میں ذکر ہے کہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ حضرت ابوبکرؓ سے اپنا حقِ وراثت مانگنے گئے نیز حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کا حضرت عمرؓ سے اپنا حقِ وراثت مانگنے کا ذکر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا ایک ہی جواب تھا جو سنتِ رسول اور فیصلۂ رسول کے مطابق تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جائیدادوں اور اموال کو کبھی بھی اپنی ذاتی ملکیت قرار نہیں دیا بلکہ پانچویں حصہ میں سے بھی صرف اتنا ہی تصرف فرماتے جو آپؐ کی ازواج اور آل اور عاملین کے اخراجات کو پورا کرتا۔ باقی مال آپؐ قومی ضرورتوں میں صرف فرماتے جیسا کہ حدیث نمبر ۶۷۲۸ کے الفاظ ہیں: فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللهِ، فَعَمِلَ بِذَاكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ اور اس کو ان کاموں میں خرچ کرتے جہاں اللہ کا مال خرچ کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری عمر اسی پر عمل کرتے رہے۔ اور آپؐ کا واضح ارشاد جو زیرِ باب روایت ۶۷۲۹ میں امام بخاریؒ نے درج کیا ہے: لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَئُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ۔ میرے وارث ایک دینار بھی تقسیم نہ کریں گے۔ اپنی بیویوں کے خرچ اور اپنے کارندوں کے خرچ کے بعد جو میں چھوڑ جاؤں تو وہ صدقہ ہوگا۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ کو رسول اللہؐ کا قول اور عمل بتایا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر وقت تک قائم رہے۔ اس سے بہتر اور صحیح جواب اور کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کہا نہ کوئی ذاتی رائے دی نہ اپنی طرف سے کوئی نیا فیصلہ جاری فرمایا اور بطور خلیفۃ الرسولؐ آپؓ کے مقام اور منصب کا بھی یہی تقاضا تھا۔ اعتراض تو تب ہوتا اگر حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ

[1] (صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَاب فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ)

اور عمل کے خلاف کوئی قدم اُٹھاتے، رسول اللہؐ کے فیصلہ کو جاری کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر مضبوطی سے قائم ہونا اور لَوْمَةَ لَائِمٍ کے خوف سے بالاتر ہو کر اور قرابتِ رسول کے رشتے کے تقدس عظمتِ شان اور غیر معمولی جذباتی محبت جو حضرت ابو بکرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں سے تھی، کے باوجود حضرت ابو بکرؓ کا محبت اور جذبات کی قربانی دے کر اصول پر قائم رہنا اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْکِرَامَة کا مقام ثابت کرتا ہے۔

آلِ رسول سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي[1] اسی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار یقیناً مجھے میرے اپنے رشتہ داروں سے زیادہ پیارے ہیں۔ پس منصبِ خلافت کا یہی تقاضا تھا جسے حضرت ابو بکرؓ نے بڑی شان سے پورا کیا۔ وہ جانتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور عمل اور مقام نبوت کے شایانِ شان یہی فیصلہ ہے جو انہوں نے کیا اور اس فیصلہ کی توثیق ان کے بعد آنے والے تینوں خلفاء حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے کی اور اسی پر سب کا عمل رہا اور تمام صحابہ کا خلفائے راشدین کے اس تعامل میں ان کا ساتھ دینا اُمت کا وہ اجماع ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دوسرا بڑا اجماع ہے۔ اہلِ تشیع کے لیے تو حضرت علیؓ کا حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے اس فیصلہ کو قائم رکھنا اور اپنا اور اپنی اولاد کا اسے ورثہ نہ بنانا بہت بڑی اور مضبوط دلیل ہے اگر کوئی صاف دل ہو کر اس پر غور کرے۔

ورثہ کی تقسیم میں ایک بحث صدیوں سے چلی آرہی ہے اور اگرچہ اس کے متعلق قرآنِ کریم کی نصِ صریح اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فیصلہ اور اُمت کا (سوائے شیعہ کے) اس پر اجماع ہے مگر پھر بھی یہ معاملہ ایسا حساس اور جذباتی ہے کہ لوگ ہر دور میں اس پر بحث کرتے آئے ہیں کہ اگر کسی کی اولاد صرف ایک بیٹی یا دو یا دو سے زائد بیٹیاں ہی ہوں یعنی نرینہ اولاد نہ ہو تو قرآنِ کریم میں بیان فرمودہ ورثہ کی تقسیم فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (النساء: ۱۲) اگر (اولاد) عورتیں (ہی عورتیں) ہوں جو دو سے اوپر ہوں تو ان کے لئے (بھی) جو کچھ اس (مرنے والے) نے چھوڑا ہو (اس کا) دو تہائی مقرر ہے اور اگر ایک (ہی عورت) ہو تو اس کے لئے (ترکہ کا) آدھا ہے۔ اس تقسیم کے بعد ردّ کے اصول کے طور پر اسی بیٹی یا ایک سے زائد بیٹیوں کی صورت میں ان کو دو تہائی دینے کے بعد بقیہ حصہ ردّ کے اصول کے مطابق انہی بیٹیوں کو دے دیا جائے گا۔ گو ان بیٹیوں کا کوئی چچا زندہ موجود ہو تو اسے بقیہ حصہ نہیں ملے گا بلکہ بقیہ حصہ بھی بیٹی یا بیٹیوں کی طرف ہی لوٹ جائے گا۔ زیرِ باب حدیث میں اس مسئلہ کا بھی حل کیا گیا ہے جیسا کہ روایت میں ذکر ہے۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ حضرت ابو بکرؓ سے اپنا حصۂ وراثت مانگنے آئے۔ اُصول ردّ کے حامیوں کو اس روایت کو غور سے پڑھنا چاہیئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عباسؓ کو یہ نہیں کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ تقسیم ہو گا تو حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ کو نصف ملے گا اور بقیہ نصف بھی ردّ کے طور پر انہی کو ملے گا اور نہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے اور حضرت عباسؓ

[1] (صحیح البخاری، کتاب اصحاب النبی ﷺ، بَابُ مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

کے مطالبے پر حضرت عباسؓ کو یہ دلیل دی کہ بنتِ رسول کو نصف ملنے کے بعد بقیہ نصف بھی اُصولِ رد کے طور پر حضرت فاطمہؓ کا حصہ ہے جس کا مطالبہ ان کا خاوند علیؓ کر رہا ہے۔ پس یہ رد کا اصول رد کے لائق ہے جو خلافِ قرآن اور خلافِ سنتِ رسول ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ربیعؓ کی بیوہ اور بیٹیوں کو ان کا حق دینے کے بعد بقیہ حصہ بیٹیوں کے چچا کو دیا تھا۔ جَاءَتْ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، قُتِلَ أَبُوهُمَا مَعَكَ فِي أُحُدٍ شَهِيدًا، وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَلَا يُنْكَحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ، قَالَ: فَقَالَ: يَقْضِي اللهُ فِي ذَلِكَ، قَالَ: فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَمِّهِمَا، فَقَالَ: أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ، وَأُمَّهُمَا الثُّمُنَ، وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ۔ حضرت سعد بن ربیعؓ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! سعدؓ تو آپؐ کے ساتھ اُحد میں شریک تھے اور شہید ہو گئے، اُن کی یہ دو بیٹیاں ہیں۔ سعدؓ کے بھائی نے سارا مال قبضے میں لے لیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس کے متعلق اللہ فیصلہ فرمائے گا۔ اس کے بعد آیتِ میراث نازل ہوئی۔ آپؐ نے سعدؓ کے بھائی کو بلا کر فرمایا: سعدؓ کے ترکہ کا دو تہائی اس کی دونوں بیٹیوں کو، آٹھواں حصہ اس کی بیوی کو اور جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔[1] پس بیٹی یا بیٹیوں کے ساتھ چچا بھی ہو تو بیٹیوں کو ان کا حق دینے کے بعد بقیہ چچا کو ملے گا نہ کہ ردّ کے طور پر انہی بیٹیوں کو۔

فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى مَاتَتْ: اس پر حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو چھوڑ دیا اور اپنے مرنے تک ان سے (اس بارے میں) بات نہیں کی۔ اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے اس امر پر غور و فکر کی ضرورت ہے کہ یہ بات حضرت فاطمہؓ کی شایانِ شان ہے یا ان کے مقام و مرتبہ کے منافی ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پلنے والی جہاں فرشتوں کا نزول ہوتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت، دعاؤں، تاثیراتِ قدسی اور صحبتِ صادقہ کا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ بنتِ رسولِ جگر گوشۂ رسول، حب الرسول، جونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اس بیٹی کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور عمل بتایا گیا تو وہ سخت ناراض ہو گئیں اور بتانے والے پر اس قدر خفا ہوئیں کہ تادمِ واپسیں ان سے کلام نہ کیا۔ یہ حضرت فاطمہؓ کے مقام، شان اور محبتِ رسول کے خلاف ہے۔ یہ سیرتِ فاطمہؓ نہیں ہو سکتی۔ پس اس امر کو جذبات کی بجائے حقائق کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے۔ حقائق یہ ہیں کہ وراثت کا مطالبہ ازواجِ مطہرات کی طرف سے بھی ہوا مگر جب حضرت عائشہؓ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد دلایا تو سب ازواج خاموش ہو گئیں۔ کیا فاطمہؓ بنتِ رسول کی محبت رسولِ ازواج سے کم تھی؟ ہرگز نہیں۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد دلانے پر خفا کیوں ہوں گی۔ الفاظ فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى مَاتَتْ۔ اگر یہ الفاظ درست بھی ہیں تو ان کا یہ مطلب ہرگز درست نہیں ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور عمل جب یاد دلایا تو وہ سخت خفا ہو گئیں۔ بلکہ اس کے صاف اور سیدھے معنے جو حضرت فاطمہؓ کے شایانِ شان

[1] (مسند احمد بن حنبل، جزء ۳ صفحہ ۳۵۲)

ہیں وہ یہ ہیں کہ حضرت فاطمہؓ حضرت ابو بکرؓ کی بات سمجھ گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل پر راضی ہو گئیں اور اس مسئلہ پر عمر بھر حضرت ابو بکرؓ سے بات نہیں کی۔ اس موضوع کو مکمل کرنے سے پہلے یہ امر بھی ذہن نشین کرانا ضروری ہے کہ حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند ماہ بعد وفات پا گئیں اور روایات سے یہ ثابت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حضرت فاطمہؓ کی عیادت کے لیے گئے اور دیگر باتوں کے علاوہ حضرت فاطمہؓ سے رضا جوئی کی بھی بات کی جس پر حضرت فاطمہؓ نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔[1] پس فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ سے مراد یہ ہے کہ اس کے بعد حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے اس موضوع پر بات نہیں کی کیونکہ وہ حضرت ابو بکرؓ کی بات سمجھ گئی تھیں، کیونکہ وہ جان گئیں کہ یہ فیصلہ حضرت ابو بکرؓ کا نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہ طرزِ عمل جو حضرت ابو بکرؓ نے اختیار کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل ہے۔ وہ اس جواب سے مطمئن ہو گئیں۔

بَاب ٤ : قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: جو کوئی جائیداد چھوڑ جائے تو وہ اس کے رشتہ داروں کی ہو گی

٦٧٣١: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلَيْنَا قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ.

۶۷۳۱: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے ابن شہاب سے روایت کی کہ ابو سلمہ نے مجھے بتایا۔ ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں مؤمنوں سے ان کی اپنی جانوں سے بڑھ کر تعلق رکھتا ہوں۔ اس لئے جو (مؤمن) مر جائے اور اس کے ذمہ قرض ہو اور وہ اس کے ادا کرنے کے لئے کوئی مال نہ چھوڑے تو ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اس قرض کو چکائیں اور جو کوئی جائیداد چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کی ہو گی۔

أطرافه: ٢٢٩٨، ٢٣٩٨، ٢٣٩٩، ٤٧٨١، ٥٣٧١، ٦٧٤٥، ٦٧٦٣۔

---

[1] (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب قسم الفئ والغنيمة، باب بيان مصرف اربعة اخماس الفئ بعد رسول الله، جزء ٦ صفحہ ٤٩١، روایت نمبر ١٢٧٣٥)

بَاب ۵: مِيرَاثُ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ

اولاد کا ان کے ماں باپ کی طرف سے وراثت کا حق

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا تَرَكَ رَجُلٌ أَوِ امْرَأَةٌ بِنْتًا فَلَهَا النِّصْفُ وَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ فَلَهُنَّ الثُّلُثَانِ وَإِنْ كَانَ مَعَهُنَّ ذَكَرٌ بُدِئَ بِمَنْ شَرِكَهُمْ فَيُؤْتَى فَرِيضَتَهُ فَمَا بَقِيَ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ.

اور حضرت زید بن ثابتؓ نے کہا: اگر کوئی مرد یا عورت بیٹی چھوڑ جائے تو اس کو آدھا ملے گا اور اگر دو بیٹیاں یا ان سے زیادہ ہوں تو انہیں دو تہائی ملے گا اور اگر ان بیٹیوں کے ساتھ کوئی مرد بھی ہو تو پہلے اس کو دیا جائے گا جو اُن کے ساتھ شریک ہے اور اُس کو وہ حصہ دیا جائے گا جو اس کا مقرر ہے، پھر جو بچ رہے اس میں سے مرد کو دو عورتوں کے حصے کے برابر دیا جائے۔

۶۷۳۲: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

أطرافه: ۶۷۳۵، ۶۷۳۷، ۶۷۴۶۔

۶۷۳۲: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہمیں بتایا۔ ابن طاؤس نے ہم سے بیان کیا۔ ابن طاؤس نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: حصہ داروں کو ان کا مقررہ حصہ دے دو۔ پھر جو بچ رہے تو وہ سب سے زیادہ قریبی مرد رشتہ دار کو دیا جائے۔

تشریح: مِيرَاثُ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ: اولاد کا اپنے ماں باپ کی طرف سے وراثت کا حق۔ اگر کسی شخص کے ماں باپ وفات پا چکے ہوں اور اولاد صرف بیٹیاں ہی ہوں تو انہیں دو تہائی ملے گا اور اگر ایک بیٹی ہو تو اسے نصف ملے گا اور اگر ایک بیٹا یا ایک سے زائد بیٹے ہوں تو وہ کُل جائیداد کے وارث ہوں گے اور اگر بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہوں تو لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء: ۱۲) (ایک) مرد کا (حصہ) دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے، کے مطابق ملے گا۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک بیٹی کو نصف دینے کے بعد باقی نصف اور دو یا دو سے زیادہ بیٹیوں کو دو تہائی دینے کے بعد بقیہ ایک تہائی ترکہ کس کو ملے گا۔ اس کے لیے بعض فقہاء نے ایک خود ساختہ اصول وضع کیا ہے۔ یہ ردّ کا اصول کہلاتا ہے۔ اس کے مطابق بقیہ نصف یا بقیہ ایک تہائی رد کے اس اصول کے

مطابق اسی بیٹی کو یا ان بیٹیوں کو ملے گا۔ یہ اصولِ ردّ فی الحقیقت ردّ کرنے کے لائق ہے کیونکہ اس کی کوئی اصل نہ قرآنِ کریم میں ہے نہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ احادیثِ نبویہ میں اور نہ ہی خلفائے راشدین کے کسی قول و فعل سے ثابت ہے۔ اس کے برعکس نصِ صریح موجود ہے اور وہ نصِ صریح زیرِ باب حدیثِ رسولؐ کے یہ مبارک الفاظ ہیں: أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ حصہ داروں کو ان کا مقررہ حصہ دے دو، پھر جو بچ رہے تو وہ سب سے زیادہ قریبی مرد رشتہ دار کو دیا جائے۔ پس ایسی صورت میں اس ارشادِ نبوی کے مطابق جو قریب ترین مرد رشتہ دار ہوگا، بقیہ نصف یا بقیہ ایک تہائی کا وہ وارث ہوگا۔ یہ مرد اس مرنے والے کا بھائی یا چچا ہو سکتا ہے۔ اس سے نہ تو خدا تعالیٰ کی تقسیم میں کوئی کمی بیشی ہوگی نہ کوئی اصول ٹوٹے گا اور نہ کوئی حقیقی حق دار اپنے حق سے محروم ہوگا اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سُنّت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اُس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اُس کو ترجیح دیں۔" (ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۲)

مکرم و محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب سابق مفتی سلسلہ احمدیہ لکھتے ہیں:

"اگر کسی شخص کی بیٹیاں بھی موجود ہوں اور اصول اور دوسرے رشتہ دار بھی تو اگر ایک بیٹی ہو تو اسے نصف اور اگر زیادہ ہوں تو ان کو دو ثلث دے کر باقی ترکہ اصول یا دوسرے جدی رشتہ داروں کو دیا جائے گا۔ داؤد ظاہری اور بعض دیگر علمائے اسلام کہتے ہیں کہ بیٹی کی موجودگی میں بہن وارث نہیں ہوتی۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ اگر کوئی آدمی مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو پھر اس کی بہن کو نصف ملے گا..... یہودی شریعت میں اصول اور حواشی بیٹیوں کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں لیکن یہ زیادتی ہے اصول اور حواشی کو ایسی صورت میں بالکل محروم نہیں کرنا چاہیئے خصوصاً جبکہ بیٹیاں دوسرے خاندانوں میں بیاہی جائیں گی اور اس طرح ساری جائیداد اصل کنبہ سے نکل کر دوسرے کنبہ یا قبیلہ میں چلی جائے گی۔ پس وہی قانون قرین انصاف ہے جس کو شریعت اسلامیہ نے اختیار کیا ہے کیونکہ اس کے مطابق کچھ نہ کچھ حصہ اصول اور حواشیوں کے لیے رہنے دیا گیا ہے تاکہ متوفی کے رشتہ داروں کا کوئی حصہ محرومی کی تلخی سے دوچار نہ ہو۔ بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہے کہ بیٹیاں تو سب کچھ لے جائیں لیکن جنہوں نے مرنے والے بیٹے کی پرورش کی ہے یعنی ماں باپ وہ محرومی وراثت کا شکار ہو جائیں، اسی طرح بیٹیوں کی موجودگی میں مرنے

والے کی بیوی یا مرنے والی کا میاں کس طرح محروم ہو سکتے ہیں۔ یہ عجیب ناخلف اولاد ہے جو اپنے والدین کو ہی محروم کر رہی ہے۔ یہی حال بیٹیوں کی اولاد کا ہے۔ وہ بالعموم دوسرے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرا قبیلہ تو جائیداد لے جائے لیکن میت کا اپنا خاندان یا قبیلہ محروم رہ جائے، یہ طبعی انصاف کے خلاف ہے۔ پس بیٹیوں کی اولاد کو اسلامی شریعت نے ذوی الارحام میں شامل کیا ہے اور ان کا درجہ جدی وارثوں کے بعد رکھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جدی وارثوں کے ہوتے ہوئے بعض اوقات ماں جائے بھائی وارث ہوتے ہیں لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ مرنے والے کی نہ اصل ہو اور نہ نسل یعنی وہ کلالہ ہو۔ پس ایسی صورت میں ماں جائے بھائیوں کو ترکہ میں سے قلیل سا حصہ دے دینا جدی وارثوں پر کسی قسم کی زیادتی کے مترادف نہیں۔" (روزنامہ الفضل مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۶۱ء، صفحہ ۵)

بَاب ٦: مِيرَاثُ الْبَنَاتِ

بیٹیوں کا حق وراثت

٦٧٣٣: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرِضْتُ بِمَكَّةَ مَرَضًا فَأَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قَالَ قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَبِيرٌ إِنَّكَ إِنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً

۶۷۳۳: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ زُہری نے ہم سے بیان کیا، کہا: عامر بن سعد بن ابی وقاص نے مجھے خبر دی۔ عامر نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں مکہ میں ایسا بیمار ہوا کہ اس بیماری سے مرنے کے قریب ہو گیا اور نبی ﷺ میری عیادت کے لئے میرے پاس آئے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میرے پاس بہت جائیداد ہے اور میری بیٹی کے سوا اور میرا کوئی وارث نہیں ہے، تو کیا میں اپنی جائیداد کی دو تہائی صدقہ میں دے دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ کہتے تھے، میں نے کہا: تو کیا پھر آدھا؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: ایک تہائی؟ آپؐ نے فرمایا: ایک تہائی بھی بڑی ہے۔ دیکھو! اگر تم اپنی

إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِي فَقَالَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ رِفْعَةً وَّدَرَجَةً وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ وَلَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَّاتَ بِمَكَّةَ قَالَ سُفْيَانُ وَسَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ.

اولاد کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ بہتر ہے اِس سے کہ ان کو محتاج چھوڑ جاؤ کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور جو خرچ بھی تم کرو گے تو ضرور تمہیں بدلہ دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اُٹھا کر اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا اپنی ہجرت کے باوجود مجھے پیچھے چھوڑ دیا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: تم میرے بعد پیچھے نہیں رہنے دیئے جاؤ گے۔ (اگر تمہیں پیچھے بھی چھوڑ دیا جائے) تو جو کام بھی تم ایسا کرو گے جس سے تم اللہ کی رضامندی چاہ رہے ہو گے تو ضرور تم بلندی اور درجہ میں بڑھتے چلے جاؤ گے۔ شاید تمہیں میرے بعد رہنے دیا جائے تاکہ کچھ لوگ تم سے نفع اُٹھائیں اور کچھ اور لوگوں کو تمہارے ذریعہ سے نقصان پہنچایا جائے مگر سعد بن خولہؓ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ترس کھایا کرتے تھے کہ وہ مکہ میں فوت ہو گیا۔ سفیان (بن عیینہ) کہتے تھے کہ حضرت سعد بن خولہؓ بنو عامر بن لوئی میں سے ایک شخص تھے۔

أطرافه: ٥٦، ١٢٩٥، ٢٧٤٢، ٢٧٤٤، ٣٩٣٦، ٤٤٠٩، ٥٣٥٤، ٥٦٥٩، ٥٦٦٨، ٦٣٧٣۔

٦٧٣٤: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ أَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ مُعَلِّمًا وَأَمِيرًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ وَأُخْتَهُ فَأَعْطَى الِابْنَةَ

۶۷۳۴: محمود بن غیلان نے ہم سے بیان کیا کہ ابونضر نے ہمیں بتایا۔ ابو معاویہ شیبان نے ہم سے بیان کیا۔ ابو معاویہ نے اشعث سے، اشعث نے اسود بن یزید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت معاذ بن جبلؓ یمن میں ہمارے پاس معلم اور امیر ہو کر آئے تو ہم نے اُن سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا

النِّصْفَ وَالْأُخْتَ النِّصْفَ. جو فوت ہو گیا اور اپنی بیٹی اور بہن چھوڑ گیا۔ تو انہوں (حضرت معاذ بن جبلؓ) نے بیٹی کو آدھا اور بہن کو بھی آدھا دیا۔

طرفہ: ٦٧٤١۔

تشریح: مِيرَاثُ الْبَنَاتِ: بیٹیوں کا حق وراثت۔ اگر میت کی اولاد صرف ایک بیٹی ہو تو وہ ترکہ کا نصف (۱/۲) حاصل کرتی ہے اور اگر میت کا اس کے سوا اور کسی قسم کا کوئی وارث نہ ہو تو یہ سارا ترکہ حاصل کر لیتی ہے اور اگر اس بیٹی کے ساتھ متوفیٰ کی بہن بھی ہو تو بقیہ نصف اس بہن کو ملے گا جیسا کہ زیرِ باب روایت میں حضرت معاذ بن جبلؓ کے فیصلہ کا ذکر ہے۔

اگر میت کی بیٹیاں ہی بیٹیاں ہوں جو دو یا دو سے زائد ہوں تو پھر یہ ترکہ کا ۲/۳ حصہ (دو ثلث) حاصل کرتی ہیں اور اگر ان بیٹیوں کے ساتھ متوفیٰ کا کسی قسم کا کوئی وارث نہ ہو تو یہ کل ترکہ کی وارث ہوں گی جو ان میں باہم برابر تقسیم ہو گا اور اگر ان بیٹیوں کے ساتھ متوفیٰ کی بہن بھی ہو تو بقیہ ایک تہائی اس بہن کو ملے گا جیسا کہ زیرِ باب روایت میں ایک بیٹی کے ساتھ بہن بھی شریکِ ترکہ بنائی گئی ہے۔

اگر میت کا بیٹا بھی ان کے ساتھ موجود ہو تو اگر والدین نہ ہوں تو کل ترکہ ان بھائی بہنوں میں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء: ۱۲) (ایک) مرد کا (حصہ) دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے، کے مطابق تقسیم ہو گا۔ ترکہ کی ہر تقسیم میں قرض اور وصیت کی ادائیگی پہلے ہو گی اس کے بعد ورثاء میں ترکہ تقسیم ہو گا۔ جیسا کہ قرآنِ کریم نے تقسیمِ ورثہ میں اس اصول کو ایک سے زائد دفعہ بیان فرمایا: مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ (النساء: ۱۲) (یہ سب حصے) اس کی وصیت اور (اس کے) قرض (کی ادائیگی) کے بعد (ادا ہوں گے۔)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”عورت کا حصہ مرد سے اکثر حالتوں میں نصف رکھا ہے۔ جن میں برابر رکھا ہے وہاں خاص حکمتوں کے ماتحت کیا گیا ہے۔ بعض لوگ اس فرق میں بے انصافی دیکھتے ہیں حالانکہ عورتوں کے حقوق اب تک بھی محفوظ نہیں ہیں۔ صرف اسلام ہی ہے جس نے عورتوں کو پورے حق دلائے ہیں۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے ماں پر خرچ کی کوئی ذمہ داری نہیں رکھی، تمام اخراجات مرد پر رکھے ہیں۔ اس وجہ سے مرد کی مالی ذمہ داری بہ نسبت عورت کے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ پس وہ زیادہ حصہ کا مستحق تھا۔ بچوں کی پرورش بیوی کی پرورش مرد کے ذمہ ہے۔ عورت اگر نکاح کرے گی تو اس کا اور اس کی اولاد کا خرچ اس کے خاوند کے ذمہ ہو گا۔ اگر نہ

کرے گی جسے اسلام پسند نہیں کرتا تو وہ اکیلی جان ہو گی مگر مرد اگر نکاح کرے گا اور اسی کا اسلام اسے حکم دیتا ہے تو اسے اپنی بیوی اور بچوں کا خرچ برداشت کرنا ہو گا۔ پس مرد کا عورت سے دُگنا حصہ مرد کی رعایت کے طور پر یا عورتوں کی ہتک کے طور پر نہیں ہے بلکہ واقعات کو مدنظر رکھ کر یہ حکم دیا گیا ہے اور عورتوں کو اس میں ہرگز نقصان نہیں بلکہ وہ شاید پھر بھی فائدہ میں رہتی ہیں۔"

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام، انوار العلوم جلد ۸، صفحہ ۲۷۷، ۲۷۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے لڑکیوں کو ورثہ دینے کے بارہ میں سوال کیا گیا کہ کیا ان کو جائیداد کی بجائے زیور کی صورت میں حصہ دیا جا سکتا ہے؟ فرمایا:

"چونکہ قانون انگریزی لڑکیوں کو حصہ نہیں دلاتا اس لئے جب تک یا تو لڑکیوں کو حصہ دینے کا قانون نہ بن جائے یا احمدیت کی حکومت نہ قائم ہو جائے جہاں یہ خطرہ ہو کہ باپ کے مرنے کے بعد لڑکے جائیداد میں سے بہنوں کو حصہ نہ دیں گے وہاں باقاعدہ حساب کر کے جتنا حصہ بنے اتنے کا زیور دے دیا جائے تو کوئی بُری بات نہیں بلکہ اچھی بات ہے۔" (مجلس عرفان ۷ مئی ۱۹۴۵، مطبوعہ روزنامہ الفضل ۹ مئی ۱۹۴۵ء، صفحہ ۲)

بَاب ۷: مِيرَاثُ ابْنِ الِابْنِ إِذَا لَمْ يَكُنْ ابْنٌ

پوتے کا حق وراثت جب بیٹا نہ ہو

وَقَالَ زَيْدٌ وَلَدُ الْأَبْنَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُونَهُمْ وَلَدٌ ذَكَرٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ وَأُنْثَاهُمْ كَأُنْثَاهُمْ يَرِثُونَ كَمَا يَرِثُونَ وَيَحْجُبُونَ كَمَا يَحْجُبُونَ وَلَا يَرِثُ وَلَدُ الِابْنِ مَعَ الِابْنِ.

اور حضرت زیدؓ نے کہا: بیٹوں کی اولاد بمنزلہ اپنی اولاد کے ہے جب اُن کے سوا اولاد نہ ہو۔ بیٹوں کے بیٹے اپنے بیٹوں کی طرح ہیں اور بیٹوں کی بیٹیاں اپنی بیٹیوں کی طرح ہیں، وہ اسی طرح وارث ہوتے ہیں جیسے اپنی اولاد وارث ہوتی ہے اور اُسی طرح دوسرے وارثوں کو محروم کرتے ہیں جیسے اپنے بیٹے محروم کرتے ہیں اور بیٹے کی اولاد بیٹے کے ساتھ وارث نہیں ہوتی۔

۶۷۳۵: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۶۷۳۵: مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

وہیب نے ہمیں بتایا۔ ابن طاؤس نے ہم سے بیان کیا۔ ابن طاؤس نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حصے داروں کو مقررہ حصے دے دو، جو بچ رہے تو وہ اس مرد کو دیا جائے جو بہت قریبی رشتہ دار ہو۔

أطرافه: ٦٧٣٢، ٦٧٣٧، ٦٧٤٦۔

تشریح: مِيرَاثُ ابْنِ الِابْنِ إِذَا لَمْ يَكُنْ ابْنٌ: پوتے کا حق وراثت جب بیٹا نہ ہو۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (البقرۃ:۱۸۱) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اِس آیت کا تیسرا مطلب یہ ہے کہ مرنے والا اپنے پوتوں اور اپنے بھائیوں کے بیٹوں کیلئے بھی کچھ وصیت کر جائے تا کہ اُن کی مدد ہو جائے اور شریعت کے کسی حکم کی بھی خلاف ورزی نہ ہو۔ کیونکہ اسلامی قانون کی رو سے اگر دادا کی زندگی میں اس کا بیٹا فوت ہو جائے تو پوتوں اور پوتیوں کو وراثت سے حصہ نہیں ملتا۔ پس ایسی صورت میں اگر وہ اپنی جائیداد کے ۳/۱ حصہ میں سے اپنے پوتوں، پوتیوں یا بھائیوں کے بیٹوں کو کچھ روپیہ دینا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ، جلد ۲ صفحہ ۳۶۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک عرب صاحب نے سوال کیا کہ ایک شخص نے مجھ پر اعتراض کیا تھا کہ شریعت اسلام میں پوتے کے واسطے کوئی حصہ وصیت میں نہیں ہے۔ ایک شخص کا پوتا اگر یتیم ہے تو جب یہ شخص مرتا ہے تو اس کے دوسرے بیٹے حصہ لیتے ہیں اور اگرچہ وہ یتیم بھی اس کے بیٹے کی اولاد ہے مگر وہ محروم رہتا ہے۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:

"دادے کو اختیار ہے کہ وصیت کے وقت اپنے پوتے کو کچھ دیدے بلکہ جو چاہے دیدے اور باپ کے بعد وارث بیٹے قرار دیئے گئے ہیں کہ تا ترتیب بھی قائم رہے اور اگر اس طرح نہ رکھا جاتا تو پھر ترتیب ہرگز قائم نہ رہتی کیونکہ پھر لازم آتا ہے کہ پوتے کا بیٹا بھی وارث ہو جاوے اور پھر آگے اس کے اولاد ہو تو وہ وارث ہو۔ اس صورت میں دادے کا کیا گناہ ہے۔ یہ خدا کا قانون ہے اور اس سے حرج نہیں ہوا کرتا ورنہ اس طرح تو ہم سب آدم کی اولاد ہیں اور جس قدر سلاطین ہیں وہ بھی

آدم کی اولاد ہیں تو ہم کو چاہیئے کہ سب کی سلطنتوں سے حصہ بٹانے کی درخواست کریں۔ چونکہ بیٹے کی نسبت سے آگے پوتے میں جا کر کمزوری ہو جاتی ہے اور آخر ایک حد پر آ کر تو برائے نام رہ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ اس طرح کمزوری نسل میں اور ناطہ میں ہو جاتی ہے اس لئے یہ قانون رکھا ہے۔ ہاں ایسے سلوک اور رحم کی خاطر خدا تعالیٰ نے ایک اور قانون رکھا ہے جیسے قرآن شریف میں ہے: وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○ (النساء:۹) (یعنی جب ایسی تقسیم کے وقت بعض خویش و اقارب موجود ہوں اور یتیم اور مساکین تو انکو کچھ دیا کرو) تو وہ پوتا جس کا باپ مر گیا ہے وہ یتیم ہونے کے لحاظ سے زیادہ مستحق اس رحم کا ہے، اور یتیم میں اَور لوگ بھی شامل ہیں (جن کا کوئی حصہ مقرر نہیں کیا گیا) خدا تعالیٰ نے کسی کا حق ضائع نہیں کیا مگر جیسے جیسے رشتہ میں کمزوری بڑھتی جاتی ہے حق کم ہوتا جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۲، صفحہ ۵۹۵، ۵۹۶)

بَاب ۸: مِيرَاثُ ابْنَةُ الِابْنِ مَعَ ابْنَة

بیٹی کے ساتھ پوتی کا حق وراثت

٦٧٣٦: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو قَيْسٍ سَمِعْتُ هُزَيْلَ بْنَ شُرَحْبِيلَ قَالَ سُئِلَ أَبُو مُوسَى عَنِ ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ فَقَالَ لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَلِلْأُخْتِ النِّصْفُ وَأْتِ ابْنَ مَسْعُودٍ فَسَيُتَابِعُنِي فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِي مُوسَى فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ أَقْضِي فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ

۶۷۳۶: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ ابوقیس (عبدالرحمٰن بن ثروان) نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ہزیل بن شرحبیل سے سنا۔ انہوں نے کہا: حضرت ابو موسیٰؓ سے ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن کے متعلق (وراثت کا مسئلہ) پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: بیٹی کو آدھا اور بہن کو آدھا ملے گا اور حضرت ابن مسعودؓ کے پاس جاؤ، وہ بھی میری طرح ہی بتائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ سے پوچھا گیا اور انہیں حضرت ابو موسیٰؓ کا فتویٰ بتایا گیا تو انہوں نے کہا:

الابْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ فَأَتَيْنَا أَبَا مُوسَى فَأَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي مَا دَامَ هَذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ.

اگر میں ایسا فتویٰ دوں تو یقیناً میں گمراہ ہو جاؤں اور اُن لوگوں سے کبھی نہ ہوں جو راہ راست پر چلے۔ میں تو اس کے متعلق وہی حکم دوں گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ بیٹی کو آدھا اور پوتی کو چھٹا دیا جائے تاکہ دو تہائیاں پوری ہو جائیں اور باقی بہن کو دیا جائے۔ ہم یہ سن کر حضرت ابو موسیٰ (اشعریؓ) کے پاس آئے۔ ہم نے ان کو حضرت ابن مسعودؓ کا قول بتایا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو جب تک کہ تم میں یہ علامہ موجود ہے۔

طرفہ: ٦٧٤٢۔

تشریح: مِيرَاثُ ابْنَةُ الِابْنِ مَعَ ابْنَةٍ: بیٹی کے ساتھ پوتی کا حق وراثت۔ زیر باب روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اس فیصلہ کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر ہے۔ جیسا کہ روایت نمبر ۶۷۴۲ میں ذکر ہے: لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ۔ بیٹی کو آدھا ملے اور پوتی کو چھٹا حصہ اور جو بچ رہے تو وہ بہن کو دیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ جو فرمایا کہ دو تہائیاں پوری کی جائیں۔ اِس سے اُن کا اشارہ قرآنِ کریم کی آیت يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۚ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (النساء: ۱۲) اللہ تمہاری اولاد کے متعلق تمہیں حکم دیتا ہے (کہ ایک) مرد کا (حصہ) دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے اور اگر (اولاد) عورتیں (ہی عورتیں) ہوں جو دو سے اوپر ہوں تو ان کے لئے (بھی) جو کچھ اس (مرنے والے) نے چھوڑا ہو (اس کا) دو تہائی مقرر ہے اور اگر ایک (ہی عورت) ہو تو اس کے لئے (ترکہ کا) آدھا ہے۔ دو یا دو سے زائد بیٹیوں کی صورت میں ان کا حق دو تہائی بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے بیٹی اور پوتی کو ایک گروپ (Category) قرار دیا ہے اور یوں دو تہائی بیٹی اور پوتی کو دینے کے بعد بقیہ ایک تہائی بہن کو دی ہے۔ اس روایت سے بھی فقہاء کا وضع کردہ "اصولِ ردّ" ردّ ہوتا ہے۔

بَاب ۹: مِيرَاثُ الْجَدِّ مَعَ الْأَبِ وَالْإِخْوَةِ

باپ اور بھائیوں کے ساتھ دادے کا حق وراثت

وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ الْجَدُّ أَبٌ وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ

اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن زبیرؓ نے کہا: دادا بھی باپ ہوتا ہے اور حضرت

(الاعراف:۲۸) وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ (یوسف:۳۹) وَلَمْ یُذْکَرْ أَنَّ أَحَدًا خَالَفَ أَبَا بَکْرٍ فِي زَمَانِهِ وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُونَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرِثُنِي ابْنُ ابْنِي دُونَ إِخْوَتِي وَلَا أَرِثُ أَنَا ابْنَ ابْنِي وَيُذْکَرُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدٍ أَقَاوِيلُ مُخْتَلِفَةٌ.

ابن عباسؓ نے یہ آیتیں پڑھیں: یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ۔[1] وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ۔[2] اور یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ کسی نے حضرت ابوبکرؓ کی ان کے زمانہ میں مخالفت کی حالانکہ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے صحابہ موجود تھے اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: میرا پوتا تو میرا وارث ہو میرے بھائی نہ ہوں اور میں اپنے پوتے کا وارث نہ ہوں اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت زیدؓ سے مختلف اقوال بیان کئے جاتے ہیں۔

٦٧٣٧: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَکَرٍ.

أطرافه: ٦٧٣٢، ٦٧٣٥، ٦٧٤٦۔

۶۷۳۷: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب (بن خالد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن طاؤس سے، ابن طاؤس نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: حصہ داروں کو ان کے حصے پہنچا دو اور جو باقی رہ جائے تو وہ اُس مرد کو دو جو سب سے زیادہ قریبی ہو۔

٦٧٣٨: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَّا الَّذِي قَالَ

۶۷۳۸: ابومعمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اے بنی آدم!۔“

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور میں نے اپنے آباء و اجداد ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے دین کی پیروی کی۔“

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ وَلَكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ - أَوْ قَالَ - خَيْرٌ فَإِنَّهُ أَنْزَلَهُ أَبًا - أَوْ قَالَ - قَضَاهُ أَبًا.

روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اگر میں اِس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو میں اُن کو بناتا لیکن اسلام کی دوستی سب سے افضل ہے یا فرمایا: بہتر ہے۔ انہوں نے تو دادا کو بمنزلہ باپ قرار دیا ہے یا کہا: یا فیصلہ کیا ہے کہ دادا باپ کی جگہ ہے۔

أطرافه: ٤٦٧، ٣٦٥٦، ٣٦٥٧۔

تشریح: مِيرَاثُ الْجَدِّ مَعَ الْأَبِ وَالْإِخْوَةِ: باپ اور بھائیوں کے ساتھ دادے کا حق وراثت۔

مکرم و محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب سابق مفتی سلسلہ احمدیہ لکھتے ہیں کہ

"فرانسیسی قانون میں دادے بھائیوں کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں اسی طرح بہنوں کی موجودگی میں دادیاں محروم ہوتی ہیں لیکن اسلامی شریعت کی رو سے یہ محروم نہیں ہیں، بعض علماء کے نزدیک دادا کو حصہ ملے گا اور بھائی محروم ہوں گے اور بعض کے نزدیک بھائی اور دادا دونوں وراثت میں شریک ہوں گے۔ حضرت ابو بکرؓ حضرت ابن عباسؓ اور امام ابو حنیفہؒ پہلی رائے کے حق میں ہیں جبکہ حضرت علیؓ، زید بن ثابتؓ اور امام شافعیؒ دوسری رائے کو درست سمجھتے ہیں۔ اول الذکر گروہ دادے کو باپ کے قائمقام مانتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ زید بن ثابتؓ کچھ تو خدا کا خوف کریں کہ وہ پوتے کو تو بمنزلہ بیٹے کے مانتے ہیں، بمنزلہ باپ کیوں تسلیم نہیں کرتے۔ موخر الذکر اصحاب کہتے ہیں کہ بھائی دادے سے زیادہ قریب ہے کیونکہ دادا باپ کا باپ ہوتا ہے اور بھائی باپ کا بیٹا اور بیٹا باپ سے زیادہ قریبی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھتیجا چچے سے مقدم ہے لیکن صحیح مذہب یہی ہے کہ باپ اور دادا برابر ہیں۔ جب بیٹے کی موجودگی میں وہ محروم نہیں ہوتا تو بھائیوں کی موجودگی میں اس کا حصہ کیسے کم ہوگا۔ اصل زیادہ حق رکھتا ہے اور بھائی تو نہ اصل ہے اور نہ فرع بلکہ وہ ایک اصل میں شریک ہے نیز دادا سبب ہے اور سبب لاحق سے مقدم ہوتا ہے۔ غرض یہ قانون انصاف سے بالکل بعید ہے کہ بھائیوں کی وجہ سے دادا محروم ہو جائے۔" (روزنامہ الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۶۱ صفحہ ۵)

بَاب ١٠ : مِيرَاثُ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ

اولاد وغیرہ کے ساتھ خاوند کا حق وراثت

٦٧٣٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللهُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.

أطرافه: ٢٧٤٧، ٤٥٧٨۔

۶۷۳۹: محمد بن یوسف (فریابی) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ورقاء (یشکری) سے، ورقاء نے ابن ابی نجیح سے، ابن ابی نجیح نے عطاء سے، عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مال اولاد کا ہی ہوا کرتا تھا اور ماں باپ کو وصیت کے مطابق ملتا۔ اس لئے اللہ نے اس رواج سے جو پسند کیا منسوخ کیا اور مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر رکھا اور ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ مقرر کیا اور عورت کے لئے آٹھواں یا چوتھا حصہ اور خاوند کے لئے آدھا یا چوتھا حصہ قرار دیا۔

تشریح: مِيرَاثُ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ: اولاد وغیرہ کے ساتھ خاوند کا حق وراثت۔ قرآن کریم میاں بیوی کے حق وراثت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ (النساء:۱۳) اور تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ جائیں اگر ان کے اولاد نہ ہو تو ان (کے ترکہ) کا آدھا (حصہ) تمہارا ہے اور اگر ان کی اولاد (موجود) ہو تو جو کچھ انہوں نے چھوڑا ہو اس کا چوتھا (حصہ) تمہارا ہے۔ وہ عورت اور مرد جن کی اولاد ہو چاہے وہ اولاد کسی خاوند یا کسی بیوی سے ہو، اولاد کی موجودگی میں ان کے حق وراثت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ (النساء:۱۳) اور اگر تمہارے ہاں اولاد نہ ہو تو جو کچھ تم چھوڑ جاؤ اس میں سے چوتھا (حصہ) ان (بیویوں) کا ہے اور اگر تمہارے ہاں اولاد ہو تو جو کچھ تم چھوڑ جاؤ اس میں سے آٹھواں (حصہ) ان کا ہے۔

شوہر بھی اپنی بیوی کے ترکہ سے کبھی محروم نہیں ہوتا۔ اس کے حصہ کی صرف دو صورتیں ہیں۔ الف: اگر بیوی کی اولاد نہیں تو شوہر کو بیوی کے ترکہ کا ۲/۱ حصہ ملے گا۔ ب: اگر بیوی کے بطن سے اولاد ہو تو شوہر کو ترکہ کا ۴/۱ حصہ ملے گا۔ اولاد موجود ہونے کی صورت میں موجودہ خاوند کو ۴/۱ حصہ ملے گا۔ یہ اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی وغیرہ)

خواہ کسی بھی خاوند سے ہو، موجودہ خاوند کو ۴/۱ حصہ ہی ملے گا۔ اسی طرح کسی خاتون کے وہی بچے میراث سے حصہ لے سکیں گے جو کہ اس کے اپنے بطن سے ہوں۔ سوتیلے بچے اور بچیاں اس کے ترکہ سے حصہ نہ پا سکیں گے۔

بَاب ١١ : مِيرَاثُ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ

اولاد وغیرہ کے ساتھ عورت اور خاوند کا حق وراثت

٦٧٤٠: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى لَهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا.

۶۷۴۰: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابن مسیب سے، ابن مسیب نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو لحیان کی ایک عورت کے جنین کے متعلق جو مرا ہوا گرا تھا بُردہ آزاد کرنے کا فیصلہ کیا، غلام ہو یا لونڈی۔ پھر وہ عورت جس کو بردہ آزاد کرنے کا حکم دیا تھا فوت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کی وراثت اس کے بیٹوں اور اس کے خاوند کو دی جائے اور دیت کا ادا کرنا اس کے خاندان کے لوگوں کے ذمہ ہو گا۔

أطرافه: ٥٧٥٨، ٥٧٥٩، ٥٧٦٠، ٦٩٠٤، ٦٩٠٩، ٦٩١٠۔

تشریح: مِيرَاثُ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ: اولاد وغیرہ کے ساتھ عورت اور خاوند کا حق وراثت۔ خاوند کی طرح بیوی بھی اپنے خاوند کے ترکہ سے کبھی محروم نہیں ہوتی البتہ اس کا حصہ حالات کے مطابق کم یا زیادہ ہو جاتا ہے اور اس کی بھی صرف دو صورتیں ہیں۔ الف: اگر خاوند کی اولاد ہو (خواہ کسی بھی بیوی کے بطن سے ہو) تو موجودہ بیوی کو یا موجودہ تمام بیویوں کو ترکہ کا ۸/۱ حصہ ملے گا۔ ب: اگر اولاد (کسی بیوی سے بھی) نہ ہو تو پھر انہیں ترکہ کا ۴/۱ حصہ ملے گا۔

بیوی کو حصہ دیتے وقت صرف یہ دیکھنا ہو گا کہ خاوند کی اولاد ہے یا نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اولاد موجودہ بیوی سے ہی ہو، وہ کسی بھی بیوی کے بطن سے ہو سکتی ہے خواہ وہ بیوی زندہ ہو یا نہ ہو۔ اس لیے جب بھی کوئی اولاد ہو تو زوجہ کو ۸/۱ حصہ ملے گا اور اگر کوئی اولاد نہیں تو اس صورت میں بیوی یا بیویوں کو ۴/۱ حصہ ملے گا جس میں یہ سب برابر کی شریک ہوں گی۔ مثلاً اگر ایک میت تین لڑکے اور دو لڑکیاں جو اس کی پہلی فوت شدہ بیوی کے بطن سے ہیں چھوڑے اور موجودہ بیوی سے کوئی اولاد نہ ہو تو اس صورت میں موجود بیوی کو خاوند سے جائیداد کا ۸/۱ حصہ ہی ملے گا۔

بَاب ١٢: مِيرَاثُ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةٌ

خاندانی تعلق کی وجہ سے بہنوں کا حقِ وراثت بیٹیوں کے ساتھ

٦٧٤١: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَضَى فِينَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّصْفُ لِلْابْنَةِ وَالنِّصْفُ لِلْأُخْتِ ثُمَّ قَالَ سُلَيْمَانُ قَضَى فِينَا وَلَمْ يَذْكُرْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طرفہ: ٦٧٣٤۔

۶۷۴۱: بشر بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے سلیمان (اعمش) سے، سلیمان نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسود (بن یزید) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت معاذ بن جبلؓ نے ہمارے درمیان ترکے کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ آدھا بیٹی کو اور آدھا بہن کو دیا جائے۔ پھر سلیمان نے کہا کہ حضرت معاذؓ نے ہمارے ترکہ کے متعلق یہ فیصلہ کیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ذکر نہیں کیا۔

٦٧٤٢: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ لَأَقْضِيَنَّ فِيهَا بِقَضَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ.

طرفہ: ٦٧٣٦۔

۶۷۴۲: عمرو بن عباس نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن (بن مہدی) نے ہمیں بتایا۔ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے ابو قیس (عبدالرحمٰن بن ثروان) سے، ابو قیس نے ہزیل (بن شرحبیل) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) نے کہا: میں اس ترکہ کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔ یا انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی کو آدھا ملے اور پوتی کو چھٹا حصہ اور جو بچ رہے تو وہ بہن کو دیا جائے۔

تشریح: مِيرَاثُ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةٌ: خاندانی تعلق کی وجہ سے بہنوں کا حقِ وراثت بیٹیوں کے ساتھ۔ قرآنِ کریم بہنوں کے حق وراثت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ (النساء:۱۷۷) اگر کوئی ایسا شخص مر جائے کہ اس کے اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو جو کچھ اس نے چھوڑا ہو اُس کا نصف اس (بہن) کا ہو گا۔ اس آیت میں فرمایا: لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ یعنی اولاد نہ ہو تو بہن کو نصف ملے گا۔ اس آیت سے اشارۃ النص کے طور پر یہ مراد لیا جا سکتا ہے کہ بہن کے ساتھ اگر متوفیٰ کی ایک بیٹی ہو تو نصف بیٹی کو ملے گا جیسا کہ فرمایا: اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (النساء:۱۲) اور اگر ایک (ہی عورت) ہو تو اس کے لیے (ترکہ کا) آدھا ہے۔ اس کے ساتھ دو امکان ہو سکتے ہیں۔ (۱) فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ سے مراد ہے بیٹا نہ ہو۔ جیسا کہ امام بخاریؒ نے النساء آیت ۱۷۷ میں کلالہ کی تعریف یہ کی ہے: الْكَلَالَةُ: مَنْ لَمْ يَرِثْهُ أَبٌ أَوِ ابْنٌ۔ (کتاب التفسیر، سورۃ النساء، باب ۲۷) یعنی جس کا نہ باپ وارث ہو، نہ بیٹا۔ کیونکہ اگر بیٹا ہو تو وہ تمام ترکہ کا وارث ہو گا پھر بہن کو کچھ نہیں ملے گا۔ (۲) اگر ساتھ بیٹی ہو تو نصف بیٹی کو اور نصف بہن کو ملے گا جیسا کہ زیر باب روایت ۶۷۴۱ میں حضرت معاذ بن جبلؓ کے فیصلہ کا ذکر ہے۔

بَاب ۱۳: مِيرَاثُ الْأَخَوَاتِ وَالْإِخْوَةِ

بہن بھائیوں کا حق وراثت

۶۷۴۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيضٌ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ نَضَحَ عَلَيَّ مِنْ وَّضُوئِهِ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا لِي أَخَوَاتٌ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ.

۶۷۴۳: عبداللہ بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہمیں خبر دی۔ شعبہ نے محمد بن منکدر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں بیمار تھا۔ آپؐ نے وضو کا پانی منگایا۔ آپؐ نے وضو کیا۔ پھر آپؐ نے اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا اور میں ہوش میں آ گیا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میری بہنیں ہی ہیں۔ تو وراثت کے حصوں کی آیت نازل ہوئی۔

أطرافه: ۱۹۴، ۴۵۷۷، ۵۶۵۱، ۵۶۶۴، ۵۶۷۶، ۶۷۲۳، ۷۳۰۹۔

تشریح: مِيرَاثُ الْأَخَوَاتِ وَالْإِخْوَةِ: بہن بھائیوں کا حق وراثت۔ اگر میت کے بیٹے، بیٹی، پوتے، پوتی وغیرہ میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو اور نہ باپ دادا ہوں، صرف ایک ہمشیرہ حقیقی ہو تو وہ ترکہ کا نصف ۲/۱ حصہ لیتی ہے۔ اگر میت کے بیٹے، بیٹی، پوتے، پوتی وغیرہ میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو نہ باپ دادا ہوں البتہ دو یا دو سے زائد حقیقی ہمشیرہ ہوں تو پھر وہ ترکہ کا ۳/۲ حصہ لیتی ہیں جسے باہم برابر برابر تقسیم کر لیتی ہیں۔ اگر میت کے کوئی حقیقی بھائی بھی حقیقی بہن کے ساتھ موجود ہوں تو پھر یہ بہن بھائیوں کے ساتھ عصبہ بن جائے گی اور ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے اسے یہ بہن بھائی لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ کے تحت آپس میں تقسیم کر لیں گے۔

بَاب ١٤ : يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

(النساء:۱۷۷)

(اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا:) وہ تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تو کہہ اللہ تمہیں کلالہ کے متعلق یہ حکم دیتا ہے اگر کوئی شخص مر جائے اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو جو وہ چھوڑ گیا ہے اس کا آدھا اس کو ملے گا اور وہ بھی بہن کا وارث ہو گا اگر بہن کی کوئی اولاد نہیں۔ اگر دو بہنیں ہوں تو ان دونوں کو دو تہائی دی جائے گی اس سے جو وہ چھوڑ گیا ہے اور اگر بہن بھائی ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کو دو عورتوں کے حصے کے برابر ملے گا۔ اللہ تمہارے لئے اس لئے کھول کر بیان کرتا ہے کہ کہیں تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر بات کو خوب جانتا ہے۔

٦٧٤٤: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُورَةِ النِّسَاءِ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ (النساء:۱۷۷)

أطرافه: ٤٣٦٤، ٤٦٠٥، ٤٦٥٤۔

۶۷۴۴: عبید اللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اسرائیل سے، اسرائیل نے ابو اسحاق سے، ابو اسحاق نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: (وراثت کے متعلق) آخری آیت جو نازل ہوئی وہ سورۃ النساء کی آخری آیت ہے: یعنی وہ تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تو کہہ اللہ تمہیں کلالہ کے متعلق (یہ) حکم دیتا ہے۔

بَاب ۱۵ : ابْنَيْ عَمٍّ أَحَدُهُمَا أَخٌ لِلْأُمِّ وَالْآخَرُ زَوْجٌ

چچا کے دو بیٹے، ان میں سے ایک ماں کی طرف سے بھائی ہو اور دوسرا خاوند ہو

وَقَالَ عَلِيٌّ لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْأَخِ مِنَ الْأُمِّ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ بَيْنَهُمَا نِصْفَانِ.

اور حضرت علیؓ نے کہا: خاوند کو آدھا حصہ ملے گا اور ماں کی طرف سے جو بھائی ہے اس کو چھٹا حصہ ملے گا اور جو بچ رہے تو ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہو گا۔

٦٧٤٥: حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَالُهُ لِمَوَالِي الْعَصَبَةِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَأَنَا وَلِيُّهُ فَلْأُدْعَى لَهُ. الْكَلُّ الْعِيَالُ.

۶۷۴۵: محمود (بن غیلان) نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ (بن موسیٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسرائیل سے، اسرائیل نے ابوحصین سے، ابوحصین نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مؤمنوں سے ان کی اپنی جانوں سے زیادہ تعلق رکھتا ہوں۔ اس لئے جو (مؤمن) وفات پا جائے اور اس نے کوئی جائیداد چھوڑی ہو تو اس کی جائیداد اس کے خاندانی رشتہ داروں کی ہو گی اور جو کوئی بوجھ یا بے کس بال بچے چھوڑ گیا ہو تو میں اس کا ولی ہوں اس لئے مجھے بلایا جائے۔ الْكَلُّ کے معنی ہیں عیال۔

أطرافه: ٢٢٩٨، ٢٣٩٨، ٢٣٩٩، ٤٧٨١، ٥٣٧١، ٦٧٣١، ٦٧٦٣۔

٦٧٤٦: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا

۶۷۴۶: اُمیہ بن بسطام نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زریع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے روح (بن قاسم) سے، روح نے عبد اللہ بن طاؤس سے، عبد اللہ نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی ﷺ سے روایت

تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

کی۔ آپؐ نے فرمایا: حصہ داروں کو ان کے مقررہ حصے پہنچادو۔ پھر یہ مقررہ حصہ جو چھوڑ دیں تو اُس مرد کو دیا جائے جو سب سے زیادہ قریبی ہو۔

أطرافه: ٦٧٣٢، ٦٧٣٥، ٦٧٣٧۔

بَاب ١٦: ذَوِي الْأَرْحَامِ

رحمی رشتہ دار

٦٧٤٧: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ إِدْرِيسُ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ... وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ (النساء: ٣٤) قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْأَنْصَارِيُّ الْمُهَاجِرِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ قَالَ نَسَخَتْهَا وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ.

٦٧٤٧: اسحاق بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے ابواُسامہ سے کہا: ادریس (بن یزید) نے تم سے بیان کیا کہ طلحہ (بن مصرف) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی (کہ یہ جو آیت ہے) وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ... اور ہر ایک (شخص) کے لئے ہم نے اس کے ترکہ کے متعلق وارث مقرر کر دیئے ہیں (وہ وارث) ماں باپ اور قریبی رشتہ دار (ہیں) اور وہ (بھی) جن کے ساتھ تم نے پکے عہد و پیمان کیے ہیں (یعنی بیویاں یا خاوند) سو اُن کو بھی ان کا مقررہ حصہ دو اور اللہ ہر ایک امر پر یقیناً نگران ہے۔ اُنہوں نے کہا: مہاجر جب مدینہ میں آئے تو انصاری بھی مہاجر کا وارث ہوتا، اس کے اپنے رشتہ داروں کے علاوہ اس اخوت کی وجہ سے جو نبی ﷺ نے ان کے درمیان قائم کی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ تو انہوں نے کہا: اس نے اس کو منسوخ کر دیا یعنی وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ۔

أطرافه: ٢٢٩٢، ٤٥٨٠۔

تشریح: ذَوِی الْأَرْحَامِ: رحمی رشتہ دار۔ ارحام رحم کی جمع ہے۔ وراثتی اصطلاح میں ذوی الارحام اُن لوگوں کو کہا جاتا ہے جن سے رشتہ داری بذریعہ رحم ہو مگر ان کا شمار ذوی الفروض اور عصبات میں نہ ہو۔ مثلاً نواسہ، نواسی، بھانجا، بھانجی، نانا، پھوپھی اور پھر ان کی اولادیں وغیرہ۔

ذوی الارحام کے میراث پانے کے بارے میں صحابہؓ اور ائمہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر صحابہؓ، تابعین اور ائمہ احناف اس بات کے قائل ہیں کہ ذوی الارحام حالات کے مطابق ترکہ کے مطلقاً وارث ہو سکتے ہیں خواہ بیت المال کا انتظام موجود ہو یا نہ ہو۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابو الدرداءؓ، حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ اس امر کے حق میں ہیں کہ جب ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو پھر ترکہ ذوی الارحام میں تقسیم ہوتا ہے اور یہی لوگ مطلقاً ترکہ کے وارث ہوتے ہیں۔ یہی رائے عمر بن عبد العزیزؒ، حسن بصریؒ، امام ابو حنیفہؒ اور ان کے دو لائق اور قابل شاگردانِ رشید امام محمد اور امام ابو یوسف کی ہے۔

بعض صحابہؓ کی رائے یہ ہے کہ اگر ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو میت کا ترکہ تمام کا تمام بیت المال میں داخل کر دیا جائے کیونکہ ذوی الارحام کسی طور پر بھی میراث کے حقدار نہیں۔ اس رائے کے حق میں حضرت زید بن ثابتؓ اور فقہاء میں سے امام شافعیؒ اور امام مالکؒ ہیں۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ اگر ذوی الارحام میراث میں حصہ پانے کے حقدار ہوتے تو ان کا ذکر بھی سورۂ نساء کی آیت میراث میں کہیں نہ کہیں ضرور ہوتا۔

ذوی الارحام کو میراث دلوانے والوں کی دلیل یہ ہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں جہاں وراثت کا ذکر ہے وہاں ذوی الارحام کا ذکر نہیں لیکن دوسری جگہ ان کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ (الأحزاب:۷) بعض رحمی رشتہ دار بعض کی نسبت اللہ کی کتاب کی رو سے زیادہ قریبی ہوتے ہیں۔ (المبسوط للسرخسی، کتاب الفرائض، باب میراث ذوی الارحام، جزء ۳۰ صفحہ ۲ تا ۵) اس جگہ اولو الارحام سے ذوی الارحام ہی مراد ہیں کیونکہ ذوی الفروض اور عصبات کا ذکر آیات میراث (سورۂ نساء) میں آچکا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس طرف راہنمائی فرمائی ہے کہ ذوی الارحام بھی درجہ اور قوت قرابت مختلف ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے پر فوقیت رکھتے ہیں۔ پھر اس امر کی تائید سنت رسولؐ اور احادیث نبویؐ سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت سعید بن منصورؒ سے مروی ہے کہ حضرت ثابت بن دحداحؓ جب فوت ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس بن عاصمؓ سے دریافت فرمایا کہ اس کی نسبت تم جانتے ہو؟ حضرت قیس بن عاصمؓ نے کہا کہ یہ ہم میں غیر تھا، ہم صرف اس کے بھانجے کو پہچانتے ہیں۔ وہ ابولبابہ بن عبد منذر ہے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی میراث اس کے بھانجے کو دے دی۔ (موطا امام مالك، برواية محمد بن حسن الشيباني، كتاب الفرائض، باب ميراث العمة) (المبسوط للسرخسی، کتاب الفرائض، باب میراث ذوی الارحام، جزء ۳۰ صفحہ ۳)

نیز یہ حدیث ہے کہ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ[1] یعنی جس کا اور کوئی بھی وارث نہ ہو تو اس کا وارث اس

[1] (سنن الترمذی، ابواب الفرائض، باب ماجاء فی میراث الخال)

کاماموں ہوتا ہے، ثابت کرتی ہے کہ اگر ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو پھر میت کے ذوی الارحام اس کے ترکہ کے حقدار ہوتے ہیں۔ نیز یہ حدیث: عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ابْنُ أُخْتِ القَوْمِ مِنْهُمْ أَوْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ[1] حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوم کا بھانجا انہی میں سے ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ جب ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو ذوی الارحام کو میراث پہنچتی ہے اور امام ابو حنیفہؒ اسی مسلک کے قائل تھے۔

فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ قَالَ نَسَخَتْهَا وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ: جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ تو انہوں نے کہا: اس نے اس کو منسوخ کر دیا یعنی وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”اس آیت کے متعلق مفسرین لکھتے ہیں کہ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ میں اشارہ ایسے دوستوں کی طرف ہے جن کو حلیف بنالیا گیا تھا یعنی قسموں سے اپنا بھائی قرار دیا گیا تھا۔ وہ پہلے وارث ہوتے تھے، بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ورثہ سے محروم کر دیا، لیکن یہ معنے درست نہیں کیونکہ اس آیت میں تو عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ والوں کو وارث قرار دیا ہے۔ پس منسوخی کا سوال ہی نہیں۔ اگر مفسرین کی بات مانی جائے تو پھر یہ معنے کرنے ہوں گے کہ اس آیت سے ان کو وارث قرار دیا گیا تھا مگر حدیث نے ان کو غیر وارث قرار دے دیا یعنی حدیث قرآن کی ناسخ ہے اور یہ بات اکثر فقہاء کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ پس معنے وہی درست ہیں جو میں نے کیے ہیں یعنی عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ سے مراد بیویاں یا خاوند ہیں اور ان کا وارث ہونا قرآن سے ثابت ہے اور اب تک وارث چلے آتے ہیں۔ ان معنوں کی رو سے نہ کوئی ناسخ رہتا ہے نہ منسوخ۔“ (تفسیر صغیر، سورۃ النساء، زیر آیت وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ حاشیہ صفحہ ۱۱۳)

بَاب ۱۷ : مِيرَاثُ الْمُلَاعَنَةِ

لعان کرنے والی عورت کا حق وراثت

۶۷۴۸: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

۶۷۴۸: یحییٰ بن قزعہ نے مجھ سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت

[1] (صحیح البخاری، کتاب الفرائض، بَابُ مَوْلَى القَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، روایت نمبر ۶۷۶۲)

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَفَى مِنْ وَّلَدِهَا فَفَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی عورت سے لعان کیا اور اس کے بچے سے انکار کر دیا کہ یہ اس کا نہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو الگ کر دیا اور بچے کو عورت کے حوالے کر دیا۔

أطرافه: ٤٧٤٨، ٥٣٠٦، ٥٣١٣، ٥٣١٤، ٥٣١٥۔

تشریح: مِيرَاثُ الْمُلَاعَنَةِ: لعان کرنے والی عورت کا حق وراثت۔ میاں بیوی کے رشتہ میں خاوند بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے اور اپنا دعویٰ ثابت نہ کر سکے تو میاں بیوی دونوں پانچ پانچ قسمیں کھائیں گے۔ اس کا ذکر سورۃ النور آیت ۷ تا ۱۰ میں ہے۔ لعان کی صورت میں ان میں علیحدگی کرا دی جائے گی اور اس عورت کا بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگا اور وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ سے یہ بھی مراد ہے وہ دونوں ماں بیٹا ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ مگر لعان کرنے والے مرد کا ناطہ ان سے منقطع ہو جائے گا۔ نہ وہ ان کا وارث بنے گا نہ وہ اس کے وارث بنیں گے۔

بَاب ۱۸: الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً

بچہ اسی کا ہوگا جس کے بستر پر جنا گیا خواہ وہ آزاد عورت ہو یا لونڈی

٦٧٤٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِي عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

۶۷۴۹: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ بیان کرتی تھیں: عتبہ نے اپنے بھائی سعد کو یہ وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا مجھ سے ہے اس لئے تم اس کو اپنے پاس لے لینا۔ جس سال مکہ فتح ہوا سعد نے اس کو لے لیا اور کہا: یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اس نے اس کے متعلق مجھے وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے، اسی کے بستر پر جنا

سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللهَ.

گیا۔ آپس میں کھینچ تان کرتے ہوئے دونوں نبی ﷺ کے پاس پہنچے، سعد نے کہا: یا رسول اللہ! میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اس نے مجھے اس کے متعلق وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہ نے کہا: میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور اس کے بستر پر جنا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبد بن زمعہ یہ تمہارا ہی ہے۔ بچہ اسی کا ہوتا ہے جس کے بستر پر جنا جاتا ہے اور زانی کو پتھر پڑتے ہیں۔ پھر آپؐ نے حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے فرمایا: اس سے پردہ کرنا اس لئے کہ آپؐ نے عتبہ سے اس کی شکل ملتی جلتی دیکھی اور اس لڑکے نے حضرت سودہؓ کو نہیں دیکھا اور اسی حالت میں اللہ سے جاملا۔

أطرافه: ۲۰۵۳، ۲۲۱۸، ۲٤۲۱، ۲۵۳۳، ۲۷٤۵، ٤۳۰۳، ٦۷٦۵، ٦۸۱۷، ۷۱۸۲۔

٦۷۵۰: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ.

۶۷۵۰: مسدد نے ہم سے بیان کیا۔ مسدد نے یحییٰ سے، یحییٰ نے شعبہ سے، شعبہ نے محمد بن زیاد سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: بچہ اسی کا ہوگا جس کے بستر پر جنا گیا۔

طرفه: ٦۸۱۸۔

تشریح: الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً: بچہ اسی کا ہوگا جس کے بستر پر جنا گیا خواہ وہ آزاد عورت ہو یا لونڈی۔ ایسے معاملات جن میں یہ اشتباہ ہو کہ بچہ کس کا ہے؟ یہ اصول سب سے زیادہ محفوظ اور معقول ہے کہ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ۔ اس سے ماں اور بچہ دونوں ہر قسم کی تہمت اور انگشت نمائی سے بچ جائیں گے۔ ان مبارک الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی عصمت کی حفاظت بھی کی ہے اور بچے کے نسب کی بھی حفاظت فرمائی ہے۔ ورنہ ایسی عورتوں اور بچوں کا معاشرے میں جینا دوبھر ہو جائے خاص طور پر وہ بچہ جس کا اپنا کوئی قصور نہیں ہے۔ کسی مرد یا عورت کے عمل کا بوجھ اس معصوم پر کیوں ڈالا جائے، بلکہ اس معصوم کے طفیل اس

کی ماں کو بھی تحفظ مل گیا۔ اس نوعیت کا واقعہ بخاری میں متعدد بار آیا ہے۔ اس کی شرح میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ بیان کرتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت سودہؓ زمعہ کی بیٹی تھیں اور اس وجہ سے زمعہ کی لونڈی کا بیٹا ان کا بھائی سمجھا جاتا تھا مگر جب ثابت ہو گیا کہ وہ زمعہ کا بیٹا نہیں بلکہ عتبہ بن ابی وقاص کا ہے تو نامحرم ہونے کی وجہ سے آپ نے حضرت سودہؓ کو اس سے پردہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ زمعہ مسلمان نہیں تھے اور ان کی لونڈی آیت اِلَّا مَا مَلَكَتْ کے تحت ملک یمین نہیں تھی۔" ۴

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب العتق، باب اُمّ الولدِ، جلد ۴ صفحہ ۵۶۶)

بَاب ۱۹ : الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَمِيرَاثُ اللَّقِيطِ

حقِ وراثت اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے اور رستے میں پڑے ہوئے بچے کا حقِ وراثت

وَقَالَ عُمَرُ اللَّقِيطُ حُرٌّ.

اور حضرت عمرؓ نے فرمایا: جو راستے میں پڑا ہوا بچہ ملے وہ آزاد ہوتا ہے۔

۶۷۵۱: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُهْدِيَ لَهَا شَاةٌ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ.

۶۷۵۱: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حکم (بن عتیبہ) سے، حکم نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسود (بن یزید) سے، اسود نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپؓ بیان فرماتی تھیں: میں نے بریرہؓ کو خریدا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے خرید لو کیونکہ حق وراثت اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے اور بریرہؓ کو ایک بکری دی گئی تو آپؐ نے فرمایا: یہ گوشت اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ۔

قَالَ الْحَكَمُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا وَقَوْلُ الْحَكَمِ مُرْسَلٌ.

حکم نے کہا: اور اس کا خاوند آزاد تھا اور حکم کا یہ قول مرسل ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَأَيْتُهُ عَبْدًا. اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: میں نے اس کو دیکھا جبکہ وہ غلام تھا۔

أطرافه: ٤٥٦، ١٤٩٣، ٢١٥٥، ٢١٦٨، ٢٥٣٦، ٢٥٦٠، ٢٥٦١، ٢٥٦٣، ٢٥٦٤، ٢٥٦٥، ٢٥٧٨، ٢٧١٧، ٢٧٢٦، ٢٧٢٩، ٢٧٣٥، ٥٠٩٧، ٥٢٧٩، ٥٢٨٤، ٥٤٣٠، ٦٧١٧، ٦٧٥٤، ٦٧٥٨، ٦٧٦٠۔

٦٧٥٢: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۶۷۵۲: اسماعیل بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: حق وراثت تو اُسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

أطرافه: ٢١٥٦، ٢١٦٩، ٢٥٦٢، ٦٧٥٧، ٦٧٥٩۔

تشریح: الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَمِيرَاثُ اللَّقِيطِ: حق وراثت اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے اور رستے میں پڑے ہوئے بچے کا حق وراثت۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"کتابت اس کو کہتے ہیں کہ غلام یا لونڈی اپنی قیمت ٹھہرا کر آزادی حاصل کرلے۔ وہ قیمت یک مشت ادا کرے یا کما کر بعد میں باقساط دے۔ ایسے شخص کو مکاتب کہتے ہیں۔ حضرت بریرہؓ بھی مکاتب تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے ان کی قیمت دے کر ان کو آزاد کرالیا تھا۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب العتق باب ۲۲ - ۲۵)۔"

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب الصلوٰۃ، بَابُ ذِكْرِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ...، جلد اول صفحہ ۵۵۶)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ مزید لکھتے ہیں:

"اِرشادِ باری تعالیٰ بنیادی امر ہے جس سے غلاموں کی آزادی کا دروازہ کھولا گیا ہے کہ وہ بذریعہ مکاتبت اپنی آزادی کا مطالبہ کرسکتے ہیں اور مالک کا انکار قابل قبول نہیں۔ دوسرا اَمر جو اس غرض کے لئے آسانی پیدا کرتا ہے وہ بالاقساط رقم کی ادائیگی ہے۔ سہولت سے متعلق تیسرا اَمر غلام کی مالی امداد ہے۔ اگر مالک نقد لینے پر ہی مصر ہو تو نقد ادا کی جائے، جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے بریرہؓ کی مالی مدد فرمائی اور یہ مالی امداد صیغۂ زکوٰۃ سے بھی دی جاسکتی ہے۔ مکاتبت سے متعلق عدم وجوب کے بارے میں جمہور کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اس امر پر فقہاء کا اجماع ہے کہ کوئی مالک اپنی ملکیت

کے بارے میں مجبور نہیں کیا جاسکتا اور قرآن مجید کا اِرشاد اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا جملہ شرطیہ ہے جس میں مالک کو حق دیا گیا ہے کہ اگر وہ مکاتبت کا مطالبہ کرنے والے لونڈی یا غلام میں بھلائی دیکھے تو مکاتبت کی درخواست قبول کرے۔ لیکن خَيْرٌ کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ اگر غلام کمانے کے قابل ہو اور وہ مالک کو مطلوبہ رقم دے سکے تو مالک کو اس کی درخواست قبول کر لینی چاہیئے۔ ان معنوں کی رُو سے غلام اگر یقین دلاتا ہو کہ وہ مطلوبہ رقم ادا کر سکتا ہے تو پھر مالک کو انکار کی گنجائش نہیں ہونی چاہیئے۔" (صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب المکاتب، بَابُ الْمُكَاتَبِ وَنُجُومِهِ...، جلد ۴ صفحہ ۵۹۸)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ لکھتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: اِشْتَرِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا اسے مالکوں سے خرید لو اور آزاد کر دو۔ اس سے جہاں تک مکاتب غلام کی بیع کا جواز ثابت ہوتا ہے وہاں یہ امر بھی ظاہر ہے کہ از رُوئے معاہدہ مکاتبت کی حیثیت بین بین ہے، وہ ایک آزاد انسان کی طرح اپنی مرضی کا مالک ہے۔... کیونکہ اگر بریرہؓ مکاتبت کے بعد لونڈی کی حیثیت میں ہی ہوتیں تو وہ اپنے ارادے سے اپنے متعلق فیصلہ کرنے کا حق نہیں رکھتی تھیں۔ انہوں نے اپنی رضامندی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز پر عمل کیا۔ یہ ایک تدبیر تھی کہ ورثہ کا جھگڑا جو مالکوں نے اُٹھایا ہے وہ ختم ہو جائے۔ بریرہؓ کی بیع کے بعد مالک حضرت عائشہؓ تھیں اور اسے آزاد کئے جانے کے بعد اس کے ورثے کا حق بھی حضرت عائشہؓ کا تھا نہ اُن کا جو اس کی مکاتبت کے بارے میں مُصرّ تھے کہ اس کے ورثہ کا حق انہیں حاصل ہو گا، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے باطل قرار دیا کہ یہ شرط کتاب اللہ میں نہیں، نہ اس آیت میں جہاں مکاتبت کا ارشاد ہے نہ اس آیت میں جہاں ورثہ کی تقسیم کے بارے میں احکام ہیں۔"

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب المکاتب، بَابُ بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ...، جلد ۴ صفحہ ۶۰۶)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ مکاتبت کا طریق چونکہ غلاموں کی آزادی کے انتظام کا بنیادی پتھر تھا اس لئے

اسلام میں اسے نہایت پسندیدہ سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ عَوْنُهُمْ اَلْمُكَاتِبُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْاَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْعِفَافَ وَالْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ یعنی ”ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت کو اپنے اوپر ایک حق کے طور پر قرار دے لیا ہے۔ اول مکاتب غلام جو اپنی مکاتبت کی رقم کی ادائیگی کی فکر میں ہے۔ دوسرے وہ شادی کرنے والا شخص جو اپنی عفت کے بچانے کی نیت رکھتا ہے اور تیسرے مجاہد فی سبیل اللہ۔“

غلاموں کی آزادی کی تحریک صرف افراد تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ اسلامی سلطنت کا بھی یہ فرض قرار دیا گیا تھا کہ وہ قومی بیت المال میں سے ایک معتد بہ حصہ غلاموں کے آزاد کرانے میں صرف کرے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ (التوبۃ:۶۰) یعنی ”زکوٰۃ کے اموال فقراء اور مساکین پر خرچ ہونے چاہئیں اور محکمہ زکوٰۃ کے عاملین پر اور کمزور نومسلموں پر اور غلاموں کے آزاد کرنے میں اور مقروضوں کے قرض کی ادائیگی میں اور اشاعت دین کے لئے اور مسافروں کو آرام پہنچانے کے لئے۔ یہ ایک فرض ہے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا۔“ اس آیت کی رو سے اسلامی سلطنت کا فرض مقرر کیا گیا ہے کہ وہ زکوٰۃ کے محاصل میں سے غلاموں کی آزادی پر روپیہ خرچ کرے۔

آزاد شدہ غلاموں کے متعلق تعلیم

غلاموں کی آزادی کے اس انتظام میں اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا تھا کہ آزاد ہونے کے بعد بھی آزاد شدہ غلام بالکل بے سہارا اور بے یار و مددگار نہ رہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا انتظام فرمایا تھا کہ مالک اور آزاد شدہ غلام کے درمیان ایک قسم کا رشتۂ اخوت مستقل طور پر قائم رہے۔ چنانچہ آپؐ کے حکم کے ماتحت مالک اور

آزاد شدہ غلام ایک دوسرے کے "مولیٰ" یعنی دوست اور مددگار کہلاتے تھے تاکہ آقا اور غلام دونوں کے دلوں میں یہ احساس رہے کہ ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور بوقت ضرورت ہم نے ایک دوسرے کے کام آنا ہے، اسی مصلحت کے ماتحت آزاد شدہ غلام اور مالک کو ایک دوسرے کے متعلق حق موروثیت بھی عطا کیا گیا تھا یعنی اگر غلام بے وارث مرتا تھا تو اس کا ترکہ اس کے سابقہ آقا کو جاتا تھا اور اگر مالک بے وارث رہ جاتا تھا تو اس کا ورثہ اس کے آزاد کردہ غلام کو ملتا تھا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْوِلَاءَ لِمَنِ اعْتَقَ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا مَاتَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا اِلَّا عَبْدًا هُوَ اِعْتَقَهٗ فَاَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيْرَاثَهٗ۔ یعنی "عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی آزاد شدہ غلام لاوارث مرجاوے تو اس کا ترکہ اس کے سابق مالک کو ملے گا۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص ایسی حالت میں مرگیا کہ اس کا کوئی وارث نہیں تھا۔ البتہ اس کا ایک آزاد شدہ غلام تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ترکہ اس کے آزاد شدہ غلام کو عطا فرمادیا۔" چونکہ اس حق موروثیت کی بنیاد مالی اور اقتصادی خیالات پر مبنی نہیں تھی بلکہ اصل منشاء مالک اور آزاد شدہ غلام کے تعلق کو قائم رکھنا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم جاری فرمایا کہ یہ حق موروثیت کسی صورت میں بھی بیع یا ہبہ وغیرہ نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ ابن عمرؓ سے روایت آتی ہے کہ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهٖ۔ یعنی "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد شدہ غلام اور آقا کے حق موروث کی خرید و فروخت اور اس کے ہبہ وغیرہ سے منع فرمایا ہے۔"

(سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۴۴۶ تا ۴۴۸)

بَاب ۲۰: مِيرَاثُ السَّائِبَةِ

سائبہ کا حق وراثت

۶۷۵۳: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ ۶۷۵۳: قبیصہ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْإِسْلَامِ لَا يُسَيِّبُونَ وَإِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يُسَيِّبُونَ.

سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو قیس (عبدالرحمٰن بن ثروان) سے، ابو قیس نے ہزیل سے، ہزیل نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: اہل اسلام تو سائبہ نہیں چھوڑتے اور زمانہ جاہلیت کے لوگ سائبہ چھوڑا کرتے تھے۔

٦٧٥٤: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اشْتَرَتْ بَرِيرَةَ لِتُعْتِقَهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ لِأُعْتِقَهَا وَإِنَّ أَهْلَهَا يَشْتَرِطُونَ وَلَاءَهَا فَقَالَ أَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ أَوْ قَالَ أَعْطَى الثَّمَنَ قَالَ فَاشْتَرَتْهَا فَأَعْتَقَتْهَا قَالَ وَخُيِّرَتْ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَقَالَتْ لَوْ أُعْطِيتُ كَذَا وَكَذَا مَا كُنْتُ مَعَهُ.

۶۷۵۴: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسود (بن یزید) سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہؓ کو خریدا کہ تا اسے آزاد کریں اور اس کے مالکوں نے اس کے وراثت کے حق کو مشروط رکھا تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے بریرہؓ کو خریدا ہے تا کہ اسے آزاد کر دوں لیکن اس کے مالک اس کے حق وراثت کو (اپنے لئے) مشروط رکھ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو کیونکہ وراثت کا حق تو اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کر دے یا فرمایا: جو قیمت دے۔ اسود کہتے تھے: چنانچہ حضرت عائشہؓ نے اس کو خرید لیا اور پھر اس کو آزاد کر دیا۔ کہتے تھے: اور بریرہؓ کو اختیار دیا گیا تو اس نے اپنے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے کہا: اگر مجھے اتنا اتنا بھی دیا جائے میں اس کے ساتھ کبھی نہ رہوں۔

قَالَ الْأَسْوَدُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَوْلُ

اسود کہتے تھے: اس کا خاوند آزاد تھا۔ اسود کا یہ قول

الْأَسْوَدِ مُنْقَطِعٌ وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَأَيْتُهُ عَبْدًا أَصَحُّ.

منقطع ہے اور حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول کہ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ غلام تھا، زیادہ صحیح ہے۔

أطرافه: ٤٥٦، ١٤٩٣، ٢١٥٥، ٢١٦٨، ٢٥٣٦، ٢٥٦٠، ٢٥٦١، ٢٥٦٣، ٢٥٦٤، ٢٥٦٥، ٢٥٧٨، ٢٧١٧، ٢٧٢٦، ٢٧٢٩، ٢٧٣٥، ٥٠٩٧، ٥٢٧٩، ٥٢٨٤، ٥٤٣٠، ٦٧١٧، ٦٧٥١، ٦٧٥٨، ٦٧٦٠۔

تشریح: مِيرَاثُ السَّائِبَةِ: سائبہ کا حق وراثت۔ یہاں سائبہ سے مراد وہ جانور نہیں جو زمانۂ جاہلیت میں سائبہ بنائے جاتے تھے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں سورۃ المائدۃ آیت ۱۰۳ میں کیا ہے بلکہ یہاں سائبہ سے مراد وہ غلام ہے جس کو اس شرط پہ آزاد کیا جائے کہ اس کی وَلَاء (ورثہ) کسی کے لیے نہیں ہو گا۔ وَلَاء کا لفظ جو غلام کے ورثہ کے لیے استعمال ہوتا ہے اس کے لغوی معنے نصرت و محبت کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں اس سے مراد وہ تعلق ہے جو غلام اور اس کے آزاد کرنے والے کے درمیان قائم ہوتا ہے۔ اگر آزاد کردہ غلام مر جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو اس کا ترکہ آزاد کرنے والے کو ملتا ہے اور اگر آزاد کرنے والا مر جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو اس کا ترکہ اس آزاد کردہ غلام کو ملتا ہے۔ سائبہ اس کے برعکس ہے یعنی اس کا ترکہ کسی کو بھی نہیں ملے گا بلکہ بیت المال میں جائے گا۔ اسلام غلاموں کے ساتھ تعلق کو یہ عزت و توقیر دیتا ہے کہ اگر اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا اس کا وارث بنے گا۔ اس سے غلاموں کی آزادی کی اہمیت اور اسلام نے اس عمل سے غلاموں کو جو عزت دی ہے اس کا پتہ چلتا ہے۔

بَاب ٢١: إِثْمُ مَنْ تَبَرَّأَ مِنْ مَوَالِيهِ

اس شخص کا گناہ جو اپنے مالکوں سے بیزار ہو کر الگ ہو جائے

٦٧٥٥: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابُ اللهِ غَيْرَ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ فَأَخْرَجَهَا فَإِذَا فِيهَا أَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَأَسْنَانِ الْإِبِلِ قَالَ وَفِيهَا الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا

۶۷۵۵: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبد الحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم نے اپنے باپ (یزید بن شریک بن طارق تیمی) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اللہ کی کتاب کے سوا ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب نہیں جس کو ہم پڑھتے ہوں مگر یہ ایک ورق ہے۔ وہ کہتے تھے: یہ کہہ کر انہوں نے اس ورقہ کو نکالا تو کیا دیکھا کہ اس میں زخموں کے متعلق اور

حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَمَنْ وَّالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ.

اونٹوں کے نصاب کے متعلق کچھ احکام ہیں۔ کہتے تھے: اور اس میں یہ بھی تھا کہ مدینہ عیر سے لے کر ثور تک حرم ہے۔ جس نے مدینہ میں کوئی بدعت کا کام کیا یا بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی۔ قیامت کے دن اس سے نہ توبہ قبول ہو گی اور نہ ہی اس کا فدیہ اور جس نے اپنے مالکوں کے حکم کے سوا کسی قوم سے راہ و رسم رکھی تو اس پر بھی اللہ اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی۔ قیامت کے دن اس کی نہ توبہ قبول ہو گی اور نہ فدیہ اور تمام مسلمانوں کا ذمہ ایک ہی ہے۔ ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ بھی امان دے سکتا ہے۔ اس لئے جس نے کسی مسلمان کے ذمہ کو توڑا تو اُس پر بھی اللہ اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی۔ قیامت کے دن نہ اس سے توبہ قبول ہو گی اور نہ فدیہ۔

أطرافه: ۱۱۱، ۱۸۷۰، ۳۰۴۷، ۳۱۷۲، ۳۱۷۹، ۶۹۰۳، ۶۹۱۵، ۷۳۰۰۔

٦٧٥٦: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

طرفه: ۲۵۳۵۔

۶۷۵۶: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے، عبداللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کردہ غلام کے حقِ وراثت کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

تشریح: إِثْمُ مَنْ تَبَرَّأَ مِنْ مَّوَالِيهِ: اس شخص کا گناہ جو اپنے مالکوں سے بیزار ہو کر الگ ہو جائے۔ اس باب میں اس تعلق کے ایفاء کا ذکر ہے جو آقا اور غلام کے مابین ہوتا ہے نیز ایک آقا احسان کے

طور پر اپنے غلام کو آزاد کر دے تو اس غلام کا بھی فرض ہے کہ اس احسان مندی کو احسان فراموشی میں نہ بدلے بلکہ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ○ (الرحمٰن: ۶۱) کیا احسان کی جزا احسان کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتی ہے؟ احسان کا بدلہ احسان شناسی اور احسان مندی سے دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: اَلدِّیْنُ النَّصِیحَۃُ، قَالُوا لِمَنْ یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِأَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِینَ وَعَامَّتِہِمْ[1] کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ نے پوچھا: کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے ائمہ اور سب مسلمانوں کے لیے۔

آقا اور غلام کے تعلق کو اسلام حقیقی رشتوں کی طرح قرار دے کر باہمی محبت واخوت کے رشتہ کو مضبوط کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس لیے ایسے محسنوں سے رشتہ توڑ کر اپنے آپ کو کسی اور سے منسوب کرنا ایسا ہی قرار دیا گیا ہے جیسا کوئی اپنے باپ کو چھوڑ کر اپنے آپ کو کسی اور کی طرف منسوب کرے۔ اسی تعلق کو قائم رکھنے کے لیے آزاد کردہ غلام کا ورثہ اس کے نسبی وارثوں کے نہ ہونے کی صورت میں آزاد کرنے والے کو دینے کا حکم ہے اور اس وَلَاء (ورثہ) کو بیچنے یا ہبہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (روایت نمبر ۶۷۵۶)

بَاب ۲۲: إِذَا أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ

اگر کوئی کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو (تو کیا وہ اس کا وارث ہو سکتا ہے یا نہیں؟)

وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَرَى لَهُ وِلَايَةً. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ. وَيُذْكَرُ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَفَعَهُ قَالَ هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ وَاخْتَلَفُوا فِي صِحَّةِ هَذَا الْخَبَرِ.

حسن (بصری) اس کے لئے کوئی حق وراثت نہیں سمجھتے تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حق وراثت اسی کا ہوتا ہے جس نے آزاد کیا اور حضرت تمیم داریؓ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو آنحضرت ﷺ تک پہنچایا، آپؐ نے فرمایا کہ وہ اس کی زندگی اور موت دونوں حالتوں میں سب لوگوں سے زیادہ اس پر حق رکھتا ہے اور لوگوں نے اس خبر کی صحت کے متعلق اختلاف کیا۔

۶۷۵۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيعُكِهَا

۶۷۵۷: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ حضرت عائشہ اُم المؤمنینؓ چاہتی تھیں کہ ایک لونڈی خرید کر اس

[1] (سنن الترمذی، أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّصِيحَةِ)

عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعَنَّكَ ذَلِكَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

کو آزاد کریں۔ اس کے مالکوں نے کہا: ہم یہ اس شرط پر بیچ دیتے ہیں کہ اس کا حق وراثت ہمارا ہوگا تو حضرت عائشہؓ نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: ان کی یہ بات تمہیں نہ روکے کیونکہ حق وراثت اسی کا ہوتا ہے جس نے آزاد کیا۔

أطرافه: ٢١٥٦، ٢١٦٩، ٢٥٦٢، ٦٧٥٢، ٦٧٥٩۔

٦٧٥٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ قَالَتْ فَأَعْتَقْتُهَا قَالَتْ فَدَعَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ لَوْ أَعْطَانِي كَذَا وَكَذَا مَا بِتُّ عِنْدَهُ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا. {قَالَ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا[1]}

۶۷۵۸: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسود (بن یزید) سے، اسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ بیان کرتی تھیں: میں نے بریرہؓ کو خریدا تو اُس کے مالکوں نے اس کے حق وراثت کو مشروط رکھا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو آزاد کر دو کیونکہ حق وراثت اس کا ہوتا ہے جو چاندی دے۔ (آزاد کرنے کی قیمت۔) فرماتی تھیں: تو میں نے اس کو آزاد کیا۔ فرماتی تھیں: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو بلایا اور اسے اس کے خاوند کے متعلق اختیار دیا۔ وہ کہنے لگی: اگر وہ مجھے اتنا اتنا مال بھی دے میں اس کے پاس رات بھی نہ رہوں گی۔ اس لئے اس نے اپنے تئیں اختیار کیا۔ راوی نے کہا: اور اس کا خاوند آزاد تھا۔

أطرافه: ٤٥٦، ١٤٩٣، ٢١٥٥، ٢١٦٨، ٢٥٣٦، ٢٥٦٠، ٢٥٦١، ٢٥٦٣، ٢٥٦٤، ٢٥٦٥، ٢٥٧٨، ٢٧١٧، ٢٧٢٦، ٢٧٢٩، ٢٧٣٥، ٥٠٩٧، ٥٢٧٩، ٥٢٨٤، ٥٤٣٠، ٦٧١٧، ٦٧٥١، ٦٧٥٤، ٦٧٦٠۔

[1] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ انصاریہ کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۵۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

تشریح: إِذَا أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ: اگر کوئی کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو (تو کیا وہ اس کا وارث ہو سکتا ہے یا نہیں؟) امام بخاریؒ اپنے مخصوص انداز میں عنوانِ باب میں ایسے الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں جن سے اس مسئلہ کے حل کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثلاً إِذَا کا لفظ جس سے اس باب کا آغاز کیا ہے۔ إِذَا سے جملہ شرطیہ بنا کر اس کا جواب چھوڑ دیا ہے مگر زیرِ باب روایات سے اس سوال کا جواب دیا ہے۔ اول حضرت تمیم داریؓ کی روایت میں اگرچہ اس کی سند کے ضعف کا اشارہ کیا ہے مگر چونکہ یہ حدیث دیگر محدثین نے قبول کی ہے اس لیے عنوانِ باب میں تعلیق کے طور پر بیان کر کے اس کے مضمون کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگرچہ جسم کی آزادی کے احسان کا بدلہ احسان کسی صورت میں آزاد کرنے والے کو حقِ ورثہ دلانا ہے تو روح کی آزادی کا احسان کیوں ورثہ کا حق دار نہیں بناتا اور ترتیبِ ابواب سے بھی یہی مضمون بیان کیا ہے کہ اگر حقیقی ورثاء جو نسبی رشتہ کی وجہ سے وارث بنتے ہیں، نہ ہوں تو دیگر محسنوں سے احسان مندی کا سلوک ہونا چاہیئے۔

بَاب ۲۳: مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ

عورتیں آزاد کردہ غلام یا لونڈی کے حق وراثت کی جو وارث ہوتی ہیں

۶۷۵۹: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَقَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ يَشْتَرِطُونَ الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۶۷۵۹: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عائشہؓ نے چاہا کہ بریرہؓ کو خرید لیں اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ وہ حق وراثت کی شرط کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے خرید لو کیونکہ حق وراثت اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

أطرافه: ۲۱۵۶، ۲۱۶۹، ۲۵۶۲، ۶۷۵۲، ۶۷۵۷۔

۶۷۶۰: حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَّنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷۶۰: (محمد) ابن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسود سے، اسود

الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ وَوَلِيَ النِّعْمَةَ.

نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپؓ بیان کرتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حق وراثت اسی کا ہوتا ہے جس نے (آزاد کرنے کے لئے) چاندی دی اور احسان کیا۔

أطرافه: ٤٥٦، ١٤٩٣، ٢١٥٥، ٢١٦٨، ٢٥٣٦، ٢٥٦٠، ٢٥٦١، ٢٥٦٣، ٢٥٦٤، ٢٥٦٥، ٢٥٧٨، ٢٧١٧، ٢٧٢٦، ٢٧٢٩، ٢٧٣٥، ٥٠٩٧، ٥٢٧٩، ٥٢٨٤، ٥٤٣٠، ٦٧١٧، ٦٧٥١، ٦٧٥٤، ٦٧٥٨۔

بَاب ٢٤: مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الْأُخْتِ مِنْهُمْ

کسی قوم کا آزاد کردہ غلام انہی میں سے ہوتا ہے اور بہن کا بیٹا بھی انہی سے ہوتا ہے

٦٧٦١: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ أَوْ كَمَا قَالَ.

۶۷۶۱: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ معاویہ بن قرہ اور قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ ان دونوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: کسی قوم کا آزاد کردہ غلام بھی انہی میں سے ہوتا ہے۔ یا آپؐ نے کچھ ایسے ہی الفاظ فرمائے۔

٦٧٦٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ أَوْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ.

۶۷۶۲: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: کسی قوم کا بھانجا بھی انہی میں سے ہوتا ہے۔ (آپؐ نے) مِنْهُمْ (کا لفظ فرمایا) یا مِنْ أَنْفُسِهِمْ (کا)۔

أطرافه: ٣١٤٦، ٣١٤٧، ٣٥٢٨، ٣٧٧٨، ٣٧٩٣، ٤٣٣١، ٤٣٣٢، ٤٣٣٣، ٤٣٣٤، ٤٣٣٧، ٥٨٦٠، ٧٤٤١۔

بَاب ۲۵ : مِيرَاثُ الْأَسِيرِ

قیدی کی وراثت

قَالَ وَكَانَ شُرَيْحٌ يُوَرِّثُ الْأَسِيرَ فِي أَيْدِي الْعَدُوِّ وَيَقُولُ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَجِزْ وَصِيَّةَ الْأَسِيرِ وَعَتَاقَتَهُ وَمَا صَنَعَ فِي مَالِهِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ عَنْ دِينِهِ فَإِنَّمَا هُوَ مَالُهُ يَصْنَعُ فِيهِ مَا يَشَاءُ.

(ابوعبداللہ امام بخاریؒ نے) کہا: اور شریح اس قیدی کو ورثہ دلایا کرتے تھے جو دشمن کے ہاتھوں میں ہو اور کہتے تھے کہ وہ اس کا زیادہ محتاج ہے اور عمر بن عبدالعزیز نے کہا: قیدی کی وصیت اور اس کی آزادی کو اور نیز جو بھی اس نے معاہدہ کیا ہو اُس کو اس کے مال سے ہی نافذ کرو بشرطیکہ وہ اپنے دین سے بدل نہ گیا ہو کیونکہ وہ اس کا مال ہے، اس میں جو چاہے تصرف کرے۔

٦٧٦٣: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا.

۶۷۶۳: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عدی (بن ثابت انصاری) سے، عدی نے ابوحازم سے، ابوحازم نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جو مال چھوڑ جائے تو وہ اُس کے وارثوں کا ہوگا اور جو کوئی بوجھ چھوڑ جائے تو وہ ہمارے ذمہ ہوگا۔

أطرافه: ٢٢٩٨، ٢٣٩٨، ٢٣٩٩، ٤٧٨١، ٥٣٧١، ٦٧٣١، ٦٧٤٥۔

تشریح: مِيرَاثُ الْأَسِيرِ: قیدی کی وراثت۔ جو شخص کسی حکومت کی حراست میں ہو یا کسی جرم کی سزا میں قید ہو، وہ جب تک زندہ ہے اور اس کے متعلق علم ہو کہ وہ کہاں ہے تو وہ اپنے تمام رشتوں میں اپنا حق ورثہ پائے گا۔ صرف قید ہونے کی وجہ سے اسے وراثت سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح جب تک وہ زندہ ہے اُس کی بیوی (سوائے اس کے کہ وہ خلع لے لے) کسی دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی اور اس کا مال بھی تقسیم نہیں کیا جاسکتا اور اس کی وصیت نافذ العمل ہوگی۔ اگر اس کی زندگی کا علم نہ ہو یا یہ نہ پتہ ہو کہ وہ کہاں ہے تو وہ مفقود الخبر کے زمرہ میں آئے گا۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۶۰)

بَاب ٢٦ : لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ

مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ کافر مسلمان کا

وَإِذَا أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ الْمِيرَاثُ فَلَا مِيرَاثَ لَهُ.

اور اگر وہ میراث تقسیم ہونے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو اُس کو کوئی ورثہ نہیں ملے گا۔

٦٧٦٤: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ.

أطرافه: ١٥٨٨، ٣٠٥٨، ٤٢٨٣۔

۶۷۶۴: ابو عاصم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابن جریج سے، ابن جریج نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے علی بن حسین سے، علی نے عمرو بن عثمان سے، عمرو نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ کافر مسلمان کا۔

تشریح: لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ کافر مسلمان کا۔ یہ روایت جنگ کے مخصوص حالات اور دارالحرب میں ہونے والے مسلمانوں اور کفار کے متعلق ہے اور اس میں امر واقعہ کا بیان ہے نہ کہ اصولِ ورثہ کا۔ دارالحرب میں عموماً ایسا ممکن نہیں ہوتا اور مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ یعنی جب جنگ ہو رہی ہے اور دونوں طرف قتل ہو رہے ہیں اور ایسی جنگوں میں بعض حقیقی رشتہ دار بھی ایک دوسرے کے مدِ مقابل ہوتے ہیں جیسے جنگِ بدر میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کا باپ عبد اللہ کفار کی طرف سے برسرِ پیکار تھا۔ جب ان کا آمنا سامنا ہوا تو حضرت ابو عبیدہؓ نے اس کا قلع قمع کر دیا۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة، ذکر عامر بن عبد الله، جزء ۳ صفحہ ۴۷۶) اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بیٹے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ جو غزوۂ اُحد میں مسلمان نہیں تھے اور کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ قبول اسلام کے بعد ایک دفعہ انہوں نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بتایا کہ اُحد کے موقع پر آپؓ کئی دفعہ میرے حملہ کے نیچے آئے مگر میں نے آپؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا: اگر میں تمہیں دیکھ لیتا تو کبھی نہ چھوڑتا۔ (المستدرك علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، ذکر مناقب عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدیق، جزء ۳ صفحہ ۵۳۹) پس ایسے حالات میں نہ باپ بیٹے کا وارث بن سکتا ہے نہ بیٹا باپ کا۔ اور اپنی محاربت، باہمی دشمنی اور کشمکش کے دور میں کسی ایک کا مال دوسرے کو ملنا دشمن کو مضبوط کرنے اور اپنے آپ کو کمزور کرنے اور اپنی قوم سے خیانت کے مترادف

ہے۔ مگر ان حالات میں بھی ایک استثناء ہے کہ اگر کوئی بیٹا جنگ پر جاتے ہوئے اپنے والدین کے لیے جو باوجود کافر ہونے کے دشمن نہ ہوں اور نہ مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی امدادی سرگرمیوں میں ملوث ہوں تو وہ بیٹا ان ضرورت مند والدین کے حق میں وصیت کر سکتا ہے جس سے باوجود قومی دشمنی کے ان مستحق والدین کی مدد کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ○ (البقرۃ:۱۸۱) جب تم میں سے کسی پر موت (کا وقت) آجائے تو تم پر بشرطیکہ وہ (مرنے والا) بہت سا مال چھوڑے۔ والدین اور قریبی رشتہ داروں کو (امر) معروف کی وصیت کر جانا فرض کیا گیا ہے۔ یہ بات متقیوں پر واجب ہے۔ اس تناظر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ''اَلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کے ورثاء کافر ہوں تو اُن کیلئے حسن سلوک کی وصیت کر جائے... اگر وہ دیکھے کہ انہیں کچھ مال دے دینے سے فائدہ ہوگا تو اُن کے متعلق تاکید کر دے کہ فلاں فلاں شخص کو میرے مال میں سے اس قدر حصہ ضرور دیدیا جائے اور اگر دیکھے کہ وہ اس روپیہ کو اسلام کے خلاف خرچ کرینگے تو نہ دے... تاکہ اگر وہ اسلام کے خلاف اپنے مال کو استعمال کرنے والے ہوں تو انہیں مال نہ پہنچ سکے اور اگر جائز طور پر مدد کے مستحق ہوں تو اُن کی مدد کی جا سکے۔''

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ، جلد ۲ صفحہ ۳۶۶، ۳۶۷)

اس روایت کو حربی کافر اور حربی مسلمان کے لیے مخصوص رکھا جائے تو یہ عین امرِ واقعہ کے مطابق اور وَضْعُ الشَّیْءِ فِی مَحَلِّہٖ ہے لیکن اگر اسے دارالحرب سے باہر عام معاشرتی ماحول میں دیکھا جائے تو یہ روایت قرآن کریم میں بیان فرمودہ احکام ورثہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابلِ قبول نہیں ہے کیونکہ قرآنِ کریم وہ محک اور کسوٹی ہے جس پر روایات کو پرکھا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے احکام ورثہ میں کہیں بھی مذہب کا ذکر نہیں کیا بلکہ رشتوں کی نسبت سے احکام ورثہ ہیں جن کی تفصیل سورۃ النساء آیت نمبر ۸ تا ۱۳ اور پھر سورۃ النساء آیت ۱۷۷ میں بیان ہوئی ہے۔ ان احکام میں کسی جگہ تقسیم ورثہ میں مذہب کو بنیاد نہیں بنایا گیا بلکہ اس کے برعکس قرآنِ کریم نے ان کفار سے حسن سلوک کی تعلیم دی ہے جو مسلمانوں کے دشمن نہیں۔ جیسا کہ فرمایا: لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ○ (الممتحنۃ:۹) اللہ تم کو ان لوگوں سے نیکی کرنے اور عدل کا معاملہ کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دینی اختلاف کی وجہ سے نہیں لڑے اور جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ نیز فرمایا: لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (المائدۃ:۹) کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ

تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو، وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ان کفار سے حسن سلوک اور عدل کا حکم دیتا ہے جو مسلمانوں سے دینی دشمنی نہیں رکھتے اور انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاتے۔ حسن سلوک اور عدل میں سب سے بڑا انصاف تو یہی ہے کہ ان کا حق ان کو دیا جائے اور ورثہ سے محروم کرنا تو بہت بڑی حق تلفی اور دشمنی ہے۔ اسلام تو ان کفار سے عدل سے بھی آگے احسان کی تعلیم دیتا ہے نہ کہ ان کے حقوق غصب کرنے کی۔ پس اس روایت کو ان آیات کی روشنی میں پڑھا جائے تو یہ واضح ہو گا کہ یہاں جس مسلمان کو کافر رشتہ دار کے ورثہ سے محروم قرار دیا گیا اور جس کافر کو مسلمان رشتہ دار کے ورثہ سے محروم قرار دیا گیا ہے وہ دونوں حربی ہیں۔

بَاب ۲۷: مِيرَاثُ الْعَبْدِ النَّصْرَانِيِّ وَالْمُكَاتَبِ النَّصْرَانِيِّ وَإِثْمِ مَنِ انْتَفَى مِنْ وَّلَدِهِ

نصرانی غلام اور نصرانی مکاتب کی میراث
اور اس شخص کا گناہ جس نے اپنے بچے سے انکار کر دیا (کہ میرا نہیں ہے)

تشریح: باب نمبر ۲۷ میں امام بخاریؒ کوئی روایت نہیں لائے جو اُن کی شرائط کے مطابق ہو۔ بلکہ اسے گذشتہ باب کا ضمیمہ ہی بنایا ہے کہ کسی غلام کا عیسائی ہونا کوئی جرم نہیں اور نہ عیسائی ہونا ورثہ سے محروم کرتا ہے بلکہ آقا اور غلام کے ورثہ کے متعلق جو اسلامی تعلیم ہے وہ نصرانی غلام پر بھی لاگو ہو گی اور مکاتب غلام اگر اپنی مکاتبت مکمل کر کے آزاد ہو چکا ہو تو اس کا سابقہ مالک سے تعلق نہیں رہا، اب وہ ایک آزاد حیثیت میں ہے اور ایک آزاد انسان کا ورثہ نسبی رشتہ داروں میں تقسیم ہوتا ہے، اُس کا بھی اسی طرح ہو گا۔ اگر کوئی نسبی رشتہ دار نہ ہو تو اس کا ورثہ بیت المال یا قومی خزانہ میں جائے گا۔ جو اپنے بیٹے کو بیٹا ماننے سے انکار کرے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے جیسا کہ ابنِ ماجہ کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: أَيُّمَا رَجُلٍ أَنْكَرَ وَلَدَهُ وَقَدْ عَرَفَهُ، احْتَجَبَ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَفَضَحَهُ عَلَى رُءُوسِ الْأَشْهَادِ۔ (سنن ابن ماجه، كِتَابُ الْفَرَائِضِ، بَابُ مَنْ أَنْكَرَ وَلَدَهُ، روایت نمبر ۲۷۴۳) جو شخص بھی اپنے بچے کو پہچاننے کے باوجود اُس سے انکار کر دے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے پردہ کر لے گا اور اسے گواہوں کے روبرو ذلیل و رسوا کرے گا لیکن اگر بیٹے کی ابنیت طبی تحقیقات سے ثابت ہو جائے تو وہ وارث بن سکتا ہے۔

بَاب ۲۸: مَنِ ادَّعَى أَخًا أَوِ ابْنَ أَخٍ

جس نے بھائی یا بھتیجے کے متعلق دعویٰ کیا (کہ یہ میرا ہے)

۶۷۶۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ۶۷۶۵: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هَذَا يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ، انْظُرْ إِلَى شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هَذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللهِ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَبَهِهِ فَرَأَى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ قَالَتْ فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ بَعْدُ.[1]

(بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور عبد بن زمعہ نے ایک لڑکے کے متعلق جھگڑا کیا۔ سعد نے کہا: یارسول اللہ! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے، وہ مجھے وصیت کر گیا تھا کہ یہ اس کا بیٹا ہے، آپؐ اس کی مشابہت کو دیکھیں اور عبد بن زمعہ نے کہا: یارسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کے بچھونے پر ان کی لونڈی سے پیدا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مشابہت کو دیکھا تو عتبہ سے واضح طور پر ملتے جلتے دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: عبد بن زمعہ یہ تمہارا ہی ہے۔ بچہ اسی کا ہوتا ہے جس کے بستر پر جنا گیا ہو اور زانی کو پتھر پڑتے ہیں۔ سودہ بنت زمعہؓ تم اس سے پردہ کیا کرو۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: اس کے بعد اس نے حضرت سودہؓ کو کبھی نہیں دیکھا۔

أطرافه: ۲۰۵۳، ۲۲۱۸، ۲٤۲۱، ۲٥۳۳، ۲۷٤٥، ٤۳۰۳، ٦۷٤۹، ٦۸۱۷، ۷۱۸۲۔

بَاب ۲۹: مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ

جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب ہو

٦۷٦٦: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ – هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ – حَدَّثَنَا خَالِدٌ

۶۷۶۶: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ خالد نے جو عبداللہ (طحان) کے بیٹے ہیں، ہمیں بتایا۔ (انہوں

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں اس جگہ لفظ قُطُّ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۶۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ.

طرفہ: ٤٣٢٦۔

نے کہا:) خالد (بن مہران حذاء) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابو عثمان (نہدی) سے، ابو عثمان نے حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب ہوا اور وہ جانتا ہے کہ وہ اُس کا باپ نہیں تو جنت اس پر حرام ہو گی۔

٦٧٦٧: فَذَكَرْتُهُ لِأَبِي بَكْرَةَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طرفہ: ٤٣٢٧۔

٦٧٦٧: میں نے یہ حدیث حضرت ابو بکرہؓ سے ذکر کی۔ انہوں نے کہا: اور میں بھی یہی کہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ سے میرے دونوں کانوں نے اس کو سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا۔

٦٧٦٨: حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ.

٦٧٦٨: اصبغ بن فرج نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) ابن وہب نے ہمیں بتایا۔ عمرو (بن حارث مصری) نے مجھے خبر دی۔ عمرو نے جعفر بن ربیعہ سے، جعفر نے عراک (بن مالک) سے، عراق نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: تم اپنے باپ دادوں سے نفرت نہ کرو۔ جس نے اپنے باپ سے نفرت کر کے اعراض کیا تو یہ کفر ہو گا۔

تشریح: مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ: جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب ہو۔ انسان اپنے اصل باپ کے سوا کسی دوسرے آدمی کو اپنا باپ قرار دے لے، اس کے متعلق حدیث میں بہت بڑی وعید آئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے والد کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو

پانچ صد سال کے فاصلے سے محسوس ہوگی۔"[1] جنت کی خوشبو نہ پانے کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا بلکہ جنت کے قریب بھی نہیں پہنچ سکے گا، یعنی وہ جہنم میں جائے گا۔ زیر باب حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو باپ بنانے کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ دوسرا اُس کا باپ نہیں، اُس پر جنت حرام ہے۔ ایک روایت میں اسے (اللہ کے ساتھ) کفر قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، روایت نمبر ۳۵۰۸) دوسری روایت میں اسے بہت بڑا بہتان کہا گیا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، روایت نمبر ۳۵۰۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف نسبت کرے اُس پر اللہ کی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔" (سنن ابن ماجه، کتاب الحدود، بَابُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، روایت نمبر ۲۶۰۹)

بَاب ۳۰: إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ ابْنًا

اگر عورت بیٹے کا دعویٰ کرے

٦٧٦٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَام فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ

۶۷۶۹: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا، کہا: ابوالزناد نے ہم سے بیان کیا۔ ابوالزناد نے عبدالرحمٰن سے، عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو عورتیں تھیں۔ ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے بھی تھے۔ بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کا بیٹا لے گیا، اس نے اپنی ساتھن سے کہا: وہ تمہارا بیٹا لے گیا ہے۔ دوسری نے کہا: وہ تو تمہارا بیٹا لے گیا ہے۔ چنانچہ وہ دونوں اپنا جھگڑا فیصلہ کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لائیں تو انہوں نے بڑی عورت کو بچہ دئے جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ وہاں سے نکل کر حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے پاس آئیں اور ان سے اپنا حال

[1] (سنن ابن ماجه، کتاب الحدود، بَابُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، روایت نمبر ۲۶۱۱)

بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّينِ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُولُ إِلَّا الْمُدْيَةَ.

بیان کیا۔ تو حضرت سلیمانؑ نے کہا: میرے پاس چھری لاؤ، میں اس بچے کو چیر کر ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دیتا ہوں۔ چھوٹی عورت بولی: اللہ آپؑ پر رحم کرے، ایسا نہ کرنا، یہ اسی کا لڑکا ہے۔ اس پر حضرت سلیمانؑ نے چھوٹی کو وہ بچہ دینے کا فیصلہ کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے: اللہ کی قسم! میں نے سکین کا لفظ کبھی نہیں سنا تھا۔ صرف اسی دن سنا اور ہم چھری کو مُدیہ ہی کہا کرتے تھے۔

طرفہ: ۳٤۲۷۔

بَاب ۳۱: الْقَائِفُ

قیافہ شناس

۶۷۷۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ.

۶۷۷۰: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ آپؐ خوش تھے۔ آپؐ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مجزز (ابن اعور بن جعدہ مدلجی) نے ابھی زید بن حارثہؓ اور اُسامہ بن زیدؓ کو دیکھا اور کہا کہ یہ قدم تو ایک دوسرے سے ہیں۔

أطرافہ: ۳۵۵۵، ۳۷۳۱، ۶۷۷۱۔

۶۷۷۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

۶۷۷۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُورٌ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُءُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ.

سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپؓ بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس آئے اور آپؐ خوش تھے۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہ! کیا تم نے دیکھا نہیں کہ مجزز مدلجی یہاں آیا اور اُس نے اُسامہؓ اور زیدؓ کو دیکھا۔ اُن دونوں پر ایک چادر تھی جس سے انہوں نے اپنے سروں کو ڈھانپا ہوا تھا اور اُن کے قدم کھلے تھے۔ تو اُس نے کہا: یہ قدم تو ایک دوسرے سے ہیں۔

أطرافه: ۳۵۵۵، ۳۷۳۱، ۶۷۷۰۔

تشریح: الْقَائِفُ: قیافہ شناس۔ قائف فاعل کے وزن پر ہے، قیافہ سے لیا گیا ہے۔ قیافہ کہتے ہیں آثار معلوم کرنا۔ یعنی بعض نشانات کے ذریعہ اس کی اصل تک پہنچ جانا۔ قائف اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو بعض امور کا تتبع کر کے اس کے نتیجہ تک پہنچ جائے۔ علامہ اصمعی کہتے ہیں: قائف وہ شخص ہے جو کسی چیز کے نشان کی پیروی کرتا ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۲۶۳) یہ علم کی وہ قسم ہے جو دورِ قدیم سے چلی آتی ہے۔ بعض لوگ اس میں بہت مہارت رکھتے ہیں۔ انسان کی آنکھیں، اُس کے چہرہ کے خدوخال اور پاؤں سے اس کے خاندان کا علم ہو جاتا ہے۔

حضرت اُسامہ بن زیدؓ کے متعلق اُس زمانہ میں یہ چہ مگوئیاں ہوتی تھیں کہ وہ حضرت زیدؓ کے بیٹے نہیں ہیں۔ اس کی ایک ظاہری وجہ یہ تھی کہ ان دونوں کی رنگت میں بہت فرق تھا۔ حضرت زیدؓ گورے اور سفید رنگ کے تھے جبکہ حضرت اُسامہؓ سیاہ فام لوگوں سے مشابہہ تھے۔ اس کی اصل اور حقیقی وجہ یہ تھی کہ حضرت اسامہؓ کی والدہ حضرت اُمِ ایمن سیاہ فام تھیں۔ اس قیافہ شناس نے دونوں کے پاؤں دیکھ کر کہا کہ یہ باپ اور بیٹے کے پاؤں ہیں۔ اُس معاشرے میں قیافہ شناس کی بات کی بہت اہمیت تھی۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوشی اور مسرت ہوئی کہ ایک نیوٹرل شخص کی Judgement (فیصلہ) سے اُن کا باپ بیٹا ہونا ثابت ہو گیا اور جو لوگ حضرت اسامہؓ کے نسب میں طعن کرتے تھے اُن کو اُن کے فہم کے مطابق جواب مل گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۶- کِتَابُ الْحُدُودِ

سزاؤں کے متعلق احکامِ شریعت

امام بخاری نے کتاب الحدود میں ۱۰۳ مرفوع اَحادیث درج کی ہیں۔ ان میں سے ۷۹ موصول ہیں اور باقی متابعات اور تعلیقات ہیں۔ مرفوع احادیث کے علاوہ صحابہ اور تابعین کے ۲۰ آثار پیش کیے ہیں۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۲۳۰) ان احادیث کو ۴۶ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

حدود حد کی جمع ہے اور اس کے لغوی معنی ہیں روکنا اور منع کرنا، دربان کو حداد کہا جاتا ہے کیونکہ وہ لوگوں کو داخل ہونے سے روکتا اور منع کرتا ہے۔ اور شرعی معنی ایسی سزا کے ہیں جو خدا کی طرف سے مقرر کی گئی ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۲۶۴) امام ابنِ حجر کہتے ہیں لغت میں حد اس چیز کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو اور ان کو ملنے سے روکتی ہو۔ شرعی سزاؤں کو حدود اس لیے بھی کہتے ہیں کہ یہ سزائیں مجرم کو اس جرم کے اعادہ سے روکتی ہیں۔ امام راغب نے کہا ہے کہ کبھی حدود کا اطلاق نفس کے گناہوں پر بھی کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (البقرۃ:۱۸۸) [1] نیز فرمایا: وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (الطلاق:۲) [2] گویا کہ یہ سزائیں حلال اور حرام میں فرق کرتی ہیں اسی وجہ سے ان کو حدود کہا گیا۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۷۱) انسان تین طریق سے گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ (۱) روحانی تربیت اور اصلاحِ نفس سے جو انبیاء کی صحبت، تعلیم اور نمونہ سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ قدسی تاثیرات انسان کی معرفت کو اس قدر ترقی دیتی ہیں کہ گناہ اُسے ایک نجس اور ناپاک چیز دکھائی دیتا ہے جس سے وہ سخت نفرت و کراہت کرتا ہے۔ نیز گناہ ایک ایسا سمِ قاتل نظر آتا ہے جس سے ہلاکت اور تباہی یقینی معلوم ہوتی ہے اس لیے ان کا پاک نفس گناہ کے کبھی قریب نہیں جاتا۔ (۲) وہ لوگ جن پر حیوانی جذبہ غالب ہوتا ہے اُنہیں سخت قسم کی سزا ہی ارتکابِ معاصی سے روکتی ہے۔ (۳) وہ طبقہ جنہیں اپنی جاہ وحشمت اور عزت وناموس ہر چیز پر غالب اور اہم لگتی ہے وہ اپنی ذلت اور رسوائی برداشت نہیں کر سکتے ایسے لوگوں کی اصلاح کے لیے مؤخر الذکر دو سرا طریق شریعت نے اختیار کیا ہے۔ یعنی حدود و تعزیرات۔ بادی النظر میں یہ سزائیں ظالمانہ سمجھی جاتی ہیں اور مغربی دنیا بالخصوص اور دیگر دنیا میں نئی روشنی کے دلدادہ بالعموم ان سزاؤں کے خلاف سخت ردِّعمل دکھاتے ہیں اور اسلام کو متہم کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے نہ ان سزاؤں کے فلسفہ کو سمجھا ہے اور نہ اصلاحِ معاشرہ کی باریکیوں تک ان کی نظر گئی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ سزائیں اپنی تمام تر سنگینی کے باوجود اپنے دامن میں رحمت اور

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔"

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور جو بھی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے تو یقیناً اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔"

شفقت لیے ہوئے ہیں۔ اس فلسفے کو سمجھنے کے لیے بہت سادہ اور عام فہم نکتہ یہ ہے کہ جس طرح جسمِ انسانی کا کوئی عضو خرابی کے اس درجہ تک پہنچ جائے کہ اُسے کاٹا نہ جائے تو سارا جسم تباہ ہو جائے اس لیے پورے وجود کو بچانے کے لیے ایک عضو کی قربانی ظلم نہیں بلکہ باقی جسم پر رحم ہے یہی امر ان سزاؤں اور تعزیرات وحدود میں مضمر ہے۔

تعزیرات وحدود کا نفاذ صرف حکومت کا اختیار ہے کسی فردِ بشر، جماعت یا تنظیم کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ قانون کو ہاتھ میں لے۔ اس لیے ایسا قدم اٹھانے سے پہلے اپنے دائرہ کار کو دیکھنا ضروری ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"عملی قدم اٹھانے سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ شریعت کے اِحیاء کے دو بڑے حصے ہیں۔ ایک وہ جس کا تعلق حکومت سے ہے اور ایک وہ جس کا تعلق نظام سے ہے۔ جو اُمور حکومت سے تعلق رکھتے ہیں وہ ایسے ہی ہیں جیسے اسلام کا یہ حکم ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹو یا اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ قاتل کو ضروری نہیں کہ قتل ہی کیا جائے بلکہ وارثوں کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ چاہیں تو اسے قتل کی سزا دلائیں اور چاہیں تو معاف کر دیں مگر یہ اسلامی حکم چونکہ حکومت سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے ہم انہیں ابھی جاری نہیں کر سکتے۔" (انقلابِ حقیقی، انوار العلوم جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۵)

بَاب مَا يُحْذَرُ مِنَ الْحُدُودِ

جن سزاؤں سے اجتناب کی وعید کی گئی ہے

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں یہ علیحدہ باب نہیں ہے بلکہ کتاب الحدود کے ساتھ متصل ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۳ صفحہ ۲۶۵)

بَاب ١ : الزِّنَا وَ شُرْبُ الْخَمْرِ

زنا (نہ کرنا) اور شراب (نہ) پینا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُنْزَعُ مِنْهُ نُورُ الْإِيمَانِ فِي الزِّنَا.

اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: زنا کی وجہ سے آدمی سے نورِ ایمان چھین لیا جاتا ہے۔

٦٧٧٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

۶۷۷۲: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے

أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ. وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَّا النُّهْبَةَ.

ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابو بکر بن عبدالرحمٰن (بن حارث) سے، ابو بکر نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مؤمن ہوتے ہوئے زنا نہیں کرتا اور جب کوئی شراب پیتا ہے تو وہ مؤمن ہوتے ہوئے شراب نہیں پیتا اور جب کوئی چوری کرتا ہے تو وہ مؤمن ہوتے ہوئے چوری نہیں کرتا اور وہ مؤمن ہوتے ہوئے کوئی ایسی لوٹ نہیں کرتا کہ جس کی وجہ سے لوگ اس کی طرف اپنی آنکھیں اٹھائیں۔ اور ابن شہاب سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اُنہوں نے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ سے ان دونوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اس کے الفاظ بھی یہی ہیں إِلَّا النُّهْبَةَ یعنی سوائے لوٹ کے۔

أطرافه: ۲۴۷۵، ۵۵۷۸، ۶۸۱۰۔

تشریح: الزِّنَا وَ شُرْبُ الْخَمْرِ: زنا (نہ کرنا) اور شراب (نہ) پینا۔ امام بخاریؒ نے عنوانِ باب کے بعد حضرت ابنِ عباسؓ کا قول درج کیا ہے کہ زنا کی وجہ سے نورِ ایمان نکل جاتا ہے۔ یہ حضرت ابنِ عباسؓ کا ہی قول نہیں بلکہ طبری نے میں یہ مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے نورِ ایمان نکال دیتا ہے۔[1] زیرِ باب حدیث کے الفاظ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ (زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مؤمن ہوتے ہوئے زنا نہیں کرتا اور جب کوئی شراب پیتا ہے تو وہ مؤمن ہوتے ہوئے شراب نہیں پیتا) میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایمان ہوتے ہوئے گناہ نہیں ہو سکتا۔ گناہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب انسان نفسانیت سے مغلوب ہو جاتا ہے اور اس کے ایمان پر ایک پردہ آجاتا ہے۔ قرآنِ کریم کی یہ آیت اس مضمون پر خوب روشنی ڈالتی ہے۔ فرماتا ہے: كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ (المطففین: ۱۵) خبردار حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا اُن کسبوں نے جو

[1] (تہذیب الآثار، من مسند ابن عباس، جزء ۲، صفحہ ۶۲۱)

وہ کیا کرتے تھے۔ یہ پردہ جو اُن کے نورِ ایمان کو ڈھانپ لیتا ہے یہ اچانک نہیں آجاتا۔ اس کا آغاز اُن شروعات سے ہوتا ہے جن سے اسلام نے روکا ہے۔ جیسے بد نظری، بے پردگی، اور نامحرم عورتوں اور مردوں کا اختلاط۔ یہ گناہ کی وہ شروعات ہیں جن سے دل پر دھبے پڑتے جاتے ہیں جو بالآخر سارے دل کو سیاہ کر دیتے ہیں اور انسان گناہ کی اُس تاریکی میں ڈوبتا جاتا ہے جہاں ایمان کی کوئی کرن باقی نہیں رہ جاتی۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (البقرۃ: ۱۸۸) یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں۔ اس لئے تم ان کے قریب (بھی) مت جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدود کے قریب جانے اور اس کے نقصانات کی بہت سادہ اور عام فہم تفسیر فرمائی ہے۔ فرمایا: اللہ کی حدود کے قریب جانے والا اس چرواہے کی طرح ہے جو کسی کے کھیت کے قریب اپنے جانور چراتا ہے۔ جب جانور قریب لے آیا تو یہ امکان اور احتمال بہت زیادہ ہے کہ اس کا کوئی نہ کوئی جانور حد پار کر جائے گا۔[1] اس لیے حدود سے دور رہنا ضروری ہے اسی کا نام تقویٰ ہے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جب انسان اس ایمان پر قائم ہو کہ ایک بینا ذات ہر لمحہ اسے دیکھ رہی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پاکیزہ منظوم کلام میں ردیف کے طور پر اپنی نظم میں بار بار یہ مصرع دہرایا۔ فرمایا "سبحان من یرانی"۔ ایک اور جگہ فرمایا:

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو یہی دارالجزاء ہے

(درثمین اردو)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہم نے بہت سے ایسے انسان دیکھے ہیں کہ ایک ہی نگاہ میں ہلاک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں سے کہہ دو۔ نگاہیں نیچی رکھیں۔... مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی حسین پر پہلی نظر پڑ جائے۔ تو تم دوبارہ اس پر ہرگز نظر نہ ڈالو۔ اس سے تمہارے قلب میں ایک نور پیدا ہوگا۔"

(حقائق الفرقان، جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

بَاب ۲: مَا جَاءَ فِي ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ

شراب پینے والے کو مارنے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں

۶۷۷۳: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ ۶۷۷۳: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (دستوائی) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے قتادہ سے،

[1] (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ، روایت نمبر ۵۲)

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح.
وَ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ.

قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔
نیز آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کی وجہ سے چھڑی اور جوتوں سے مروایا اور حضرت ابو بکرؓ نے چالیس کوڑے لگوائے۔

طرفه: ٦٧٧٦۔

بَاب ٣: مَنْ أَمَرَ بِضَرْبِ الْحَدِّ فِي الْبَيْتِ

جس نے گھر میں سزا دینے کا حکم دیا

٦٧٧٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِيءَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوْ بِابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ بِالْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ قَالَ فَضَرَبُوهُ فَكُنْتُ أَنَا فِيمَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ.

۶۷۷۴: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب (ثقفی) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ایوب سے، ایوب نے ابن ابی ملیکہ سے، ابن ابی ملیکہ نے حضرت عقبہ بن حارثؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نعیمان یا نعیمان کے بیٹے کو شراب کی حالت میں لایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو جو گھر میں تھے، حکم دیا کہ اس کو ماریں۔ حضرت عقبہؓ کہتے تھے: اُنہوں نے اس کو مارا اور میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس کو جوتوں سے مارا۔

أطرافه: ٢٣١٦، ٦٧٧٥۔

بَاب ٤: الضَّرْبُ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ

چھڑی اور جوتوں سے سزا دینا

٦٧٧٥: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ

۶۷۷۵: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِنُعَيْمَانَ أَوْ بِابْنِ نُعَيْمَانَ وَهُوَ سَكْرَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِ وَأَمَرَ مَنْ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ فَضَرَبُوهُ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ وَكُنْتُ فِيمَنْ ضَرَبَهُ.

وہیب بن خالد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ایوب سے، ایوب نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے، عبداللہ نے حضرت عقبہ بن حارثؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نعیمان کو یا نعیمان کے بیٹے کو لایا گیا اور وہ نشہ میں تھا۔ آپؐ کو یہ سخت ناگوار گزرا اور آپؐ نے ان لوگوں کو جو گھر میں تھے حکم دیا کہ اس کو ماریں اور انہوں نے اس کو چھڑیوں اور جوتوں سے مارا اور میں بھی اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو مارا۔

أطرافه: ٢٣١٦، ٦٧٧٤۔

٦٧٧٦: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ.

۶۷۷۶: مسلم (بن ابراہیم) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (دستوائی) نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی وجہ سے چھڑی اور جوتوں سے پٹوایا اور حضرت ابو بکرؓ نے چالیس کوڑے لگوائے۔

أطرافه: ٦٧٧٣۔

٦٧٧٧: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ أَنَسٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ اضْرِبُوهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَمِنَّا

۶۷۷۷: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ ابو ضمرہ انس (بن عیاض) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یزید بن ہاد سے، یزید نے محمد بن ابراہیم سے، اُنہوں نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو مارو۔

الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللهُ قَالَ لَا تَقُولُوا هَكَذَا لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: ہم میں سے وہ بھی تھا جو اپنے ہاتھ سے مار رہا تھا اور وہ بھی تھا جو اپنے جوتے سے مار رہا تھا اور وہ بھی تھا جو اپنے کپڑے سے مار رہا تھا۔ جب وہ واپس لوٹا تو لوگوں میں سے کسی نے کہا: اللہ تمہیں رسوا کرے۔ آپؐ نے فرمایا: ایسا مت کہو۔ شیطان کو اس پر قابو پانے میں مت مدد دو۔

طرفہ: ٦٧٨١۔

٦٧٧٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيدٍ النَّخَعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا كُنْتُ لِأُقِيمَ حَدًّا عَلَى أَحَدٍ فَيَمُوتَ فَأَجِدَ فِي نَفْسِي إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهُ وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهُ.

۶۷۷۸: عبداللہ بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن حارث نے ہمیں بتایا۔ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا۔ ابوحصین (عثمان بن عاصم اسدی) نے ہمیں بتایا کہ میں نے عمیر بن سعید نخعی سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ اُنہوں نے کہا: میں جو کسی کو شرعی سزا دوں اور وہ مر جائے تو میں اپنے نفس میں کوئی رنج محسوس نہ کروں سوائے شرابی کے کیونکہ اگر وہ مر جائے تو میں اس کی دیت دوں اور یہ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے (ایسی) کوئی سزا مقرر نہیں کی۔

٦٧٧٩: حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُعَيْدِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنَّا نُؤْتَى بِالشَّارِبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ

۶۷۷۹: مکی بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے جعید (بن عبدالرحمٰن) سے، جعید نے یزید بن خصیفہ سے، یزید نے سائب بن یزید سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمْرَةِ أَبِي بَكْرٍ فَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَنَقُومُ إِلَيْهِ بِأَيْدِينَا وَنِعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا حَتَّى كَانَ آخِرُ إِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ أَرْبَعِينَ حَتَّى إِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوا جَلَدَ ثَمَانِينَ.

کے زمانہ میں اور حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کی ابتدا میں ہمارے پاس شرابی لایا جاتا تو ہم اس کی سزا دہی کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے۔ اپنے ہاتھوں اور اپنی جوتیوں اور اپنی چادروں سے اس کو مارتے۔ جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا آخری زمانہ ہوا تو اُنہوں نے چالیس کوڑے لگوائے۔ جب لوگ سرکش ہو گئے اور احکام الٰہی سے نکل گئے تو وہ اَسّی کوڑے لگوانے لگے۔

بَاب ۵: مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ وَإِنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنَ الْمِلَّةِ

شراب پینے والے پر لعنت کرنا ناپسندیدہ اَمر ہے اور وہ دین سے باہر نہیں نکل جاتا

٦٧٨٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ فَقَالَ

۶۷۸۰: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے کہا: خالد بن یزید نے مجھے بتایا۔ خالد نے سعید بن ابی ہلال سے، سعید نے زید بن اسلم سے، زید نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص ہوا کرتا تھا۔ اُس کا نام عبداللہ تھا اور حمار کے لقب سے بلایا جاتا تھا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو شراب کی وجہ سے کوڑے بھی لگائے تھے۔ ایک دن اس کو لایا گیا۔ آپؐ نے اس کو سزا دینے کا حکم دیا تو اُس کو کوڑے لگائے گئے۔ لوگوں میں

رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اللَّهُمَّ الْعَنْهُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ إِنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ.

ایک شخص بولا۔ اے اللہ! اس کو اپنی رحمت سے دور رکھنا۔ کتنی ہی بار اسے پکڑ کر لایا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو۔ اللہ کی قسم! میں تو یہی جانتا ہوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔

٦٧٨١: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَكْرَانَ فَأَمَرَ بِضَرْبِهِ فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِيَدِهِ وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِنَعْلِهِ وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَجُلٌ مَا لَهُ أَخْزَاهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُونُوا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلَى أَخِيكُمْ.

۶۷۸۱: علی بن عبداللہ بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ انس بن عیاض نے ہمیں بتایا۔ (عبداللہ) بن ہاد نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے محمد بن ابراہیم سے، محمد بن ابراہیم نے ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن) سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شرابی لایا گیا۔ آپؐ نے اس کو مارنے کا حکم دیا۔ تو ہم میں سے وہ بھی تھا جو اُس کو اپنے ہاتھ سے مار رہا تھا اور ہم میں سے وہ بھی تھا جو اُس کو اپنے جوتے سے مار رہا تھا اور ہم میں سے کوئی ایسا بھی تھا جو اُس کو اپنے کپڑے سے مار رہا تھا۔ جب وہ واپس لوٹا تو ایک شخص بولا: اس کو کیا ہو گیا۔ اللہ اس کو رسوا کرے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو۔

طرفه: ٦٧٧٧۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ: شراب پینے والے پر لعنت کرنا ناپسندیدہ اَمر ہے۔

مَا جَاءَ فِي ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ: شراب پینے والے کو مارنے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں۔

شراب پینے والے کو مارنے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں باب نمبر ۲ تا ۵ میں شراب پینے والے کو سزا دینے اور مارنے

کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان ابواب کے تحت احادیث میں مختلف سزاؤں کا ذکر ہے۔ روایت نمبر ۶۷۷۳ میں یہ ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی وجہ سے چھڑی اور جوتوں سے مروایا اور حضرت ابو بکرؓ نے شراب نوشی پر چالیس کوڑوں کی سزا دی۔ اور روایت نمبر ۶۷۷۴ میں نعیمان یا ابنِ نعیمان کے متعلق ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مارو۔ حضرت عقبہ بن حارثؓ کہتے ہیں میں بھی اُن میں سے تھا جنہوں نے اُسے مارا۔ روایت نمبر ۶۷۷۵ میں یہی واقعہ بیان ہوا ہے۔ روایت نمبر ۶۷۷۶ میں اس مار کا ذکر ہے جو مذکورہ بالا روایات میں بیان ہوئی ہے۔ ایک مزید یہ ذکر ہے کہ کسی نے اس شرابی کو کہا أَخْزَاكَ اللهُ اللہ تجھے رسوا کرے۔ رسول اللہؐ نے اس سے منع کیا۔ فرمایا اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو۔ روایت نمبر ۶۷۷۸ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا میں کسی پر حد قائم کروں (شرعی سزادوں) اور وہ مر جائے تو مجھے ملال نہیں ہو گا مگر شراب پینے والا اگر اس سزا سے مر جائے تو اس کی دیت دوں گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ایسی سزا ثابت نہیں جس سے وہ مر جائے۔ باب ۴ کی آخری روایت نمبر ۶۷۷۹ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ بھی چالیس کوڑوں کی سزا دیتے تھے جب لوگ اس گناہ میں بڑھ گئے تو حضرت عمرؓ نے اسی (۸۰) کوڑے مروائے۔ ان روایات میں جہاں کوڑوں کا ذکر ہے اس سے مراد بھی صرف اس قدر ہے کہ ایسی سزا ہو جس کا اثر صرف جِلد پر پڑے جَلَدَ کا لفظ جِلد سے ہی ماخوذ ہے۔ اس میں ایسی سزا نہیں دی جا سکتی جس سے جِلد پھٹ جائے اور اندر تک زخم ہو جائیں۔ علامہ ابنِ حجر لکھتے ہیں شرابی کو حد لگانے کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی۔ بلکہ شرابی کے حسبِ حال اسے سزا دی۔ (۲) حضرت عمرؓ نے صحابہ کے مشورہ سے چالیس کوڑے لگائے۔ مشورہ دینے والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول یا عمل پیش نہیں کیا اپنی رائے سے مشورہ دیا۔ امام بخاری کا بھی یہی رجحان معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُنہوں نے کوڑوں کی تعداد کے متعلق کوئی باب قائم نہیں کیا اور نہ تعداد کی تعیین کے لیے کوئی مرفوع حدیث نقل کی ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۹۱)

باب نمبر ۲ سے نمبر ۵ تک شراب پینے والے غالباً ایک ہی شخص کا واقعہ مختلف اسناد و طرق سے دہرایا گیا ہے۔ امام بخاری نے نعیمان یا ابنِ نعیمان کے الفاظ سے اس اشتباہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس سے اس کی تعیین مشکوک لگتی ہے۔ کیونکہ صحابہ کا طرزِ عمل جو مختلف روایات میں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ صحابہ ایسے افراد کا نام بیان نہیں کرتے تھے جس کا ذکر محلِ ذم میں ہو۔ واللہ اعلم۔ نیز حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بھی جن لوگوں کو شراب نوشی کی وجہ سے سزا دی گئی وہ بھی کوئی بڑی تعداد نہیں تھی بلکہ معدودے چند لوگ تھے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ان اکّا دکّا واقعات کے علاوہ عرب کا وہ معاشرہ جو سر تا پا شراب نوشی میں غرق تھا اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی ربّانی تعلیم اور آپؐ کے اُسوۂ حسنہ کی پاک تاثیرات نے یکسر بدل دیا اور ایک ایسا انقلابِ عظیم برپا کیا کہ شراب کے نشے میں مخمور رہنے والے خدائے واحد کی عبادت و محبت کے آبِ زُلال کے دن رات جام پیتے۔ یہ ایسا معجزہ تھا جس کی نظیر دنیا کی کسی قوم میں نہیں ملتی اس محیر العقول انقلاب کی ایک مختصر مگر نہایت ایمان افروز

جھلک حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''انسائیکلو پیڈیا برٹنیکا میں لکھا ہے:''معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ کے لوگوں کو شراب کے کشید کرنے کا طریق معلوم تھا اور تاریکی کے زمانوں میں عرب لوگ شراب کے کشید کرنے کا کام کیا کرتے تھے۔'' اس تاریخی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب قدیم زمانہ میں شراب بنانے اور اس کے استعمال کرنے میں سب سے آگے تھے۔ بلکہ وہ دنیا کے لئے کشید کردہ شراب کی جو خمیر سے تیار کردہ شراب سے زیادہ سخت اور زیادہ عادی بنا دینے والی ہے اکیلی منڈی بنا ہوا تھا یہ ملک تھا جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور یہ قوم تھی جس سے شراب چھڑانے کا انہوں نے ارادہ کیا۔ اس ارادہ کے پورا کرنے کیلئے انہوں نے کیا تدابیر اختیار کیں۔ اور ان کا کیا نتیجہ نکلا یہ ایک حیرت انگیز تاریخی واقعہ ہے جس پر تمام عقلیں دنگ ہیں اور کل دانا انگشت بدنداں۔ اس شراب کے نشہ میں مخمور رہنے والی قوم اور شراب کو اپنا ایک ہی دل لگی کا ذریعہ سمجھنے والی جماعت میں ایک دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلتے ہیں۔ اور مختصر اور صاف لفظوں میں خدا تعالیٰ کا یہ حکم سنا دیتے ہیں کہ شراب کے نقصانات چونکہ اس کے نفع سے زیادہ ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لئے اس کو حرام کر دیا ہے پس ہر ایک مسلمان کو چاہیئے کہ اس سے پرہیز کرے اور اس کا بنانا، بیچنا، پینا اور پلانا ترک کر دے۔ اور اس حکم کو سن کر وہ شراب کے شیدائی اپنا سر نیچا کر لیتے ہیں۔ اور ایک شخص کے منہ سے بھی اس کے خلاف آواز نہیں نکلتی۔ ہر ایک ان میں سے شرح صدر سے اس حکم کو قبول کر لیتا ہے اور اس وقت کے بعد شراب کا گلاس کسی ایک فرد کے منہ کے قریب بھی نہیں جاتا۔ وہ لوگ مہلت نہیں مانگتے قلت و کثرت کا سوال نہیں اٹھاتے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جس چیز کی زیادتی حرام ہے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ ان میں لیکچروں کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ شراب کی بُرائیاں ذہن نشین کرنے کی حاجت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسلام نے ان کے ذہنوں کو ایسی جلا دے دی تھی کہ حق بات کی طرف توجہ دلانا

ان کے لئے کافی ہوتا تھا۔ اور تعصب اور خود بینی سے ان کو اس قدر دور کر دیا تھا کہ اپنی غلطیاں خود بخود ان کی آنکھوں کے سامنے آجاتی تھیں۔ پس کسی لیکچرار کے لیکچر یا میجک لنٹرن کی تصاویر کی ان کو ضرورت نہ تھی۔ ان کے لئے صرف ایک اشارہ کافی تھا۔ ایک لفظ بس تھا۔ اور سب معاملہ آپ ہی آپ انکے لئے واضح ہو گیا۔ ان کا اپنا نفس ان کے لئے لیکچرار تھا اور گوشہ ہائے دماغ میجک لنٹرن کے پردے۔ جن پر وہ عقل کی آنکھوں کے ساتھ خوب اچھی طرح ان بدمستیوں کے نظاروں کو دیکھ سکتے تھے جو شراب نوشی کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ جھوٹی تصویروں کے محتاج نہ تھے سچا نقشہ ان کی رہنمائی کے لئے کافی تھا۔ اسلام کے اس دو حرفہ حکم کا جو اثر شراب نوشی پر ہوا اس کی بہترین مثال ذیل کا واقعہ ہے جو مسلم، مسند احمد بن حنبل اور ابن جریر کی روایات سے ماخوذ ہے۔ حضرت انسؓ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں سے تھے اور مدینہ کے رہنے والے تھے۔ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن ابو طلحہ کے مکان پر مجلس شراب لگی ہوئی تھی اور بہت سے دوست جمع تھے۔ میں شراب پلا رہا تھا۔ دور پر دور چل رہا تھا۔ اور نشہ کی..... وجہ سے ان کے سر جھکنے لگے تھے کہ اتنے میں گلی میں کسی نے آواز دی کہ شراب حرام کی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اُٹھ کر دریافت کرو کہ یہ بات درست بھی ہے یا نہیں۔ مگر بعض دوسروں نے کہا کہ نہیں پہلے شراب بہادو پھر دیکھا جائے گا۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں شراب کا برتن توڑ کر شراب بہادوں چنانچہ میں نے ایک سونٹا مار کر وہ گھڑا جس میں شراب تھی توڑ دیا اور اس کے بعد وہ لوگ کبھی شراب کے نزدیک نہیں گئے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا اثر لوگوں کے دلوں پر کیا تھا۔ مجلس شراب میں جبکہ لوگ نشہ میں ہیں۔ ایک شخص کے خبر دینے پر بلا تحقیق شراب کا بہا دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس کی اہمیت کو وہ اقوام زیادہ سمجھ سکتی ہیں جو شراب کی عادی ہیں۔ کیونکہ جب دور سے دیکھنے والے ان کی اس حالت کو عجیب حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو خود ان کے دل ضرور اس حالت کی خصوصیت کو اچھی طرح محسوس کرتے ہونگے۔ اس واقعہ کو دوسرے

مذاہب اور دوسرے تمدنوں اور قوانین کے اثرات کے ساتھ ملا کر دیکھو کہ کیا دونوں میں زمین وآسمان کا فرق نہیں؟ آج جبکہ سائنس اور علوم طبعیہ شراب کی مضرت کو ثابت کر رہے ہیں اور شراب کے ترک کرنے میں ملکی بہبودی اور مالی فراخی کی بھی امید ہے پھر بھی لوگ شراب چھوڑنے کے لئے تیار نہیں لیکن عرب کا مخمور مسلم ایک راستہ پر چلنے والے کی اکیلی آواز سن کر کہ شراب حرام کی گئی ہے شراب کے مٹکوں کو توڑ کر مدینہ کی گلیوں میں شراب ہی کا دریا بہا دیتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"۔

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ جلد ۲ صفحہ ۴۹۱، ۴۹۲)

بَاب ٦: السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ

چور جب چوری کرتا ہے

٦٧٨٢: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

طرفه: ٦٨٠٩۔

۶۷۸۲: عمرو بن علی (فلاس) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن داؤد نے ہمیں بتایا۔ فضیل بن غزوان نے ہم سے بیان کیا۔ فضیل نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: زانی جب زنا کرتا ہے تو ایسی حالت میں زنا نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو اور آدمی جب چوری کرتا ہے تو ایسی حالت میں چوری نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو۔

بَاب ٧: لَعْنُ السَّارِقِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ

چور پر لعنت کرنا بشرطیکہ اُس کا نام نہ لیا جائے

٦٧٨٣: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ

۶۷۸۳: عمر بن حفص بن غیاث نے ہم سے بیان

غِيَاثٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ. قَالَ الْأَعْمَشُ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ بَيْضُ الْحَدِيدِ وَالْحَبْلُ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْهَا مَا يُسَاوِي دَرَاهِمَ.

کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش نے کہا: میں نے ابو صالح سے سنا۔ اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: اللہ چور کو اپنی رحمت سے دور رکھے کہ وہ انڈا چراتا ہے اور اُس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور وہ رسّی چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ اعمش نے کہا: لوگ سمجھتے تھے کہ بیضہ سے مراد لوہے کا خود ہے اور حبل سے مراد وہ سمجھتے تھے کہ وہ رسّی ہے جو کئی درہموں کی قیمت کی ہو۔

طرفہ: ۶۷۹۹۔

تشریح: لَعْنُ السَّارِقِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ: چور پر لعنت کرنا بشرطیکہ اُس کا نام نہ لیا جائے۔ باب ۴ کی روایت ۶۷۷۷ میں اور باب ۵ کی روایت ۶۷۸۰، ۶۷۸۱ میں شراب پینے والے پر لعنت سے منع کیا گیا ہے۔ اور باب ۵ میں ان جرائم کے مرتکب پر لعنت ڈالنے کو مکروہ کہا گیا ہے۔ شارحین نے اس پر بہت طویل بحثیں کی ہیں اور ان تمام احادیث کو بیان کیا ہے جن میں لعنت کرنے یا نہ کرنے کے جواز اور عدم جواز کا ذکر ہے اس کی ذیل میں یہ بحث بھی کی گئی ہے کہ کسی معین شخص یا مجرم پر لعنت نہ کی جائے بلکہ جرم پر لعنت کی جائے تاکہ اس جرم سے لوگ باز رہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے جس مجرم کو اس کے جرم کی سزا مل جائے اور اگر اس کا جرم حدود میں آتا ہے اور اُس پر حد لگا دی جائے تو یہ سزا یا حد چونکہ اس جرم کا کفارہ ہو جاتی ہے اس لیے اب اس پر لعنت ڈالنا مناسب نہیں۔ علامہ مجد الدین ابو سعادات محمد ابن الاثیر لکھتے ہیں: لعنت کا فاعل اللہ ہو تو اس کا مطلب ہے دھتکارنا اور دور کرنا۔ اور جب مخلوق لعنت کرے تو اس کا معنی ہے کسی کو برا کہنا اور بد دعا دینا۔ (النھایۃ فی غریب الحدیث، زیر لفظ لعن) انبیاء جب کسی شخص پر لعنت ڈالتے ہیں تو وہ دراصل اعلان ہوتا ہے کہ یہ شخص راندۂ درگاہ ہے اور خدا تعالیٰ کے قرب سے دور ہے یعنی اس کے گناہوں نے اس کے اور خدا کے درمیان دوری ڈال دی ہے۔ پس انبیاء تو اللہ تعالیٰ سے یہ علم پا کر اس شخص کی حالت بیان کرتے ہیں لیکن عام آدمی کسی کے متعلق یہ حتمی علم نہیں رکھتا کہ وہ راندۂ درگاہ ہے۔ اس لیے اگر وہ کسی پر لعنت ڈالے اور وہ عند اللہ ملعون نہ ہو تو یہ لعنت اس لعنت ڈالنے والے پر پڑے گی۔ اس لیے لوگوں کو اس سے منع کیا گیا ہے۔

بَاب ۸: الْحُدُودُ كَفَّارَةٌ

سزائیں گناہ کا کفارہ ہوتی ہیں

٦٧٨٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ كُلَّهَا فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ.

۶۷۸۴: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے، زہری نے ابوادریس خولانی سے، اُنہوں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ہم ایک مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تم مجھ سے بیعت کرو کہ تم اللہ کا کسی چیز کو بھی شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور نہ تم چوری کرو گے اور نہ زنا کرو گے اور آپؐ نے یہ آیت (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ...) ساری پڑھی۔ سو جس نے تم میں سے اس عہد کو پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو گا اور جس نے ان میں سے کوئی گناہ کیا اور اس کی وجہ سے اس کو سزا دی گئی تو وہ سزا اس کے گناہ کا کفارہ ہو گی اور جس نے ان میں سے کوئی گناہ کیا اور اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی تو اگر وہ چاہے اس پر پردہ پوشی کرتے ہوئے اس سے درگزر کر دے اور اگر چاہے اس کو سزا دے۔

أطرافه: ١٨، ٣٨٩٢، ٣٨٩٣، ٣٩٩٩، ٤٨٩٤، ٦٨٠١، ٦٨٧٣، ٧٠٥٥، ٧١٩٩، ٧٢١٣، ٧٤٦٨۔

بَاب ۹: ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ حِمًى إِلَّا فِي حَدٍّ أَوْ حَقٍّ

مسلمان کی پیٹھ محفوظ ہے مگر سزا یا حق میں نہیں

٦٧٨٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

۶۷۸۵: محمد بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَلَا أَيُّ شَهْرٍ تَعْلَمُونَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟ قَالُوا أَلَا شَهْرُنَا هَذَا؟ قَالَ أَلَا أَيُّ بَلَدٍ تَعْلَمُونَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟ قَالُوا أَلَا بَلَدُنَا هَذَا؟ قَالَ أَلَا أَيُّ يَوْمٍ تَعْلَمُونَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟ قَالُوا أَلَا يَوْمُنَا هَذَا؟ قَالَ فَإِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا؟ كُلُّ ذَلِكَ يُجِيبُونَهُ أَلَا نَعَمْ قَالَ وَيْحَكُمْ أَوْ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

عاصم بن علی نے ہمیں بتایا۔ عاصم بن محمد نے ہم سے بیان کیا۔ عاصم نے واقد بن محمد سے روایت کی۔ (اُنہوں نے کہا:) میں نے اپنے باپ (محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر) سے سنا کہ حضرت عبداللہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا: سنو! کون سا مہینہ ہے جسے تم عزت میں سب سے بڑا جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا: کیا یہی ہمارا مہینہ نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: بتلاؤ، کون سا شہر ہے جسے تم عزت میں سب سے بڑا جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا: کیا ہمارا یہی شہر نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: بتلاؤ، کون سا دن ہے جسے تم عزت میں سب سے بڑا جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا: کیا ہمارا یہی دن نہیں؟ آپؐ نے فرمایا تو پھر دیکھو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہارے خونوں کو اور تمہارے مالوں کو اور تمہاری عزتوں کو تم پر اسی طرح معزز کر دیا ہے جیسے تمہارا یہ دن تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینہ میں معزز ہیں، سوائے اس کے کہ جائز طور پر۔ سنو! کیا میں نے پہنچا دیا؟ تین بار آپؐ نے یہی فرمایا اور ہر بار لوگ آپؐ کو یہی جواب دیتے تھے۔ کیوں نہیں ہاں، (آپؐ نے پہنچا دیا۔) آپؐ نے فرمایا: تم پر افسوس یا فرمایا: تم پر وائے، کہیں میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن اڑاتے پھرو۔

أطرافه: ١٧٤٢، ٤٤٠٣، ٦٠٤٣، ٦١٦٦، ٦٨٦٨، ٧٠٧٧۔

بَاب ۱۰ : إِقَامَةُ الْحُدُودِ وَالِانْتِقَامُ لِحُرُمَاتِ اللهِ

سزاؤں کا نافذ کرنا اور اللہ تعالیٰ کے محرمات کی وجہ سے بدلہ لینا

٦٧٨٦: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ فَإِذَا كَانَ الْإِثْمُ كَانَ أَبْعَدَهُمَا مِنْهُ وَاللهِ مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ قَطُّ حَتَّى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللهِ فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ.

۶۷۸۶: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو باتوں کے متعلق اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ان میں سے آسان کو ہی اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا۔ اگر گناہ ہوتا تو آپؐ اس سے سب سے زیادہ دور ہوتے۔ اللہ کی قسم! آپؐ نے اپنی ذات کے لئے کبھی بھی کسی معاملہ میں بدلہ نہیں لیا جو آپؐ سے کیا جاتا۔ مگر جب اللہ کی حرمتوں کی ہتک کی جاتی تو پھر آپؐ اللہ کے لئے بدلہ لیتے۔

أطرافه: ٣٥٦٠، ٦١٢٦، ٦٨٥٣۔

تشریح: إِقَامَةُ الْحُدُودِ وَالِانْتِقَامُ لِحُرُمَاتِ اللهِ: سزاؤں کا نافذ کرنا اور اللہ تعالیٰ کے محرمات کی وجہ سے بدلہ لینا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فنافی اللہ کے اس مقامِ محمود پر تھے جو انسانی معراج کا نقطۂ عروج ہے۔ آپؐ سے جو اقوال و افعال صادر ہوتے وہ خالصۃً للہ ہوتے اس لیے آپؐ کا اپنی ذات کے لیے انتقام لینے کا کیا سوال؟ اللہ تعالیٰ کی عزت کو قائم کرنا اور اس کی حرمت اور عزت والی چیز کی حفاظت کرنا اور اس کے لیے بڑے سے بڑا قدم اٹھانا اور بڑا سے بڑا خطرہ مول لینا اور بڑی سے بڑی قربانی دینا یہی تو آپؐ کا مطمح نظر تھا۔ اور اس راہ میں آپؐ ایک نہیں ہزار جانیں پیش کرنے کے لیے ہمہ وقت مستعد تھے تبھی تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی ان کیفیات کو دیکھ کر آپؐ سے اعلان کرایا قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (الأنعام: ۱۶۳) تو (ان سے) کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

بَاب ۱۱: إِقَامَةُ الْحُدُودِ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ

اعلیٰ اور ادنیٰ پر سزاؤں کا نافذ کرنا

٦٧٨٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُسَامَةَ كَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَةٍ. فَقَالَ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُقِيمُونَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيعِ وَيَتْرُكُونَ عَلَى الشَّرِيفِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ فَاطِمَةُ فَعَلَتْ ذَلِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

۶۷۸۷: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ حضرت اُسامہ (بن زیدؓ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کے متعلق سفارش کی۔ آپؐ نے فرمایا: تم سے پہلے جو تھے وہ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ وہ ادنیٰ پر تو سزا کو جاری کیا کرتے تھے اور اعلیٰ کو چھوڑ دیتے تھے اور اسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہؓ یہ کرتی تو میں ضرور اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

أطرافه: ٢٦٤٨، ٣٤٧٥، ٣٧٣٢، ٣٧٣٣، ٤٣٠٤، ٦٧٨٨، ٦٨٠٠۔

تشریح: إِقَامَةُ الْحُدُودِ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ: اعلیٰ اور ادنیٰ پر سزاؤں کا نافذ کرنا۔ اسلام کا نظامِ عدل جامع اور بہت اعلیٰ ہے اس کا پہلا قدم یہ ہے کہ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں مجرم مجرم ہی ہے چاہے اس کی حیثیت کوئی بھی ہو۔ قریبی رشتہ دار ہو، بڑے خاندان سے تعلق رکھتا ہو، اس کے ساتھ مفادات وابستہ ہوں اور اسے سزا دینے سے خاندانی، معاشی، سیاسی یا بین الاقوامی تعلقات کو نقصان پہنچتا ہو۔ بادی النظر میں اتنے بڑے بڑے نقصانات سے بچنے کے لیے بہتر ہے اس کو سزا نہ دی جائے مگر یہ سوچ محدود اور ناعاقبت اندیشی پر مبنی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بلا امتیاز سزا سارے معاشرے کو زندگی دینے والی ہے۔ جیسے فرمایا وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ (البقرۃ: ۱۸۰) تمہارے لئے (اس) بدلہ لینے میں زندگی (کا سامان) ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ایک انگلی یا بازو یا ٹانگ جو زہر آلود ہو گیا ہو اس کو نہ کاٹنا باقی جسم پر شفقت اور رحم نہیں بلکہ ظلم ہے۔ اگر اس عضوِ بیمار کو نہ کاٹا جائے اور وہ زہر سارے جسم میں پھیل جائے اور پورا انسانی وجود موت اور تباہی کا شکار ہو جائے تو ایک عضو کی قربانی ظلم نہیں بلکہ احسان ہے اس لیے اسلام ایسے ننگِ انسانیت ایک شخص کی سزا کو باقی تمام انسانوں کی اصلاح کے لیے ضروری قرار دیتا ہے مگر اسلامی عدل ایک قدم آگے بڑھاتا ہے فرماتا ہے: جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ: ۴۱) بدی کا بدلہ اتنی ہی بدی ہوتی ہے اور جو معاف کرے اور

اصلاح کو مدنظر رکھے تو اس کو بدلہ دینا اللہ کے ذمے ہوتا ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى (النحل: ۹۱) اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا اور (غیر رشتہ داروں کو بھی) قرابت والے (شخص) کی طرح (جاننے اور اسی طرح مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔ پس پہلا قدم اگر اٹھالیا جائے تو پھر دیگر اعضاء کو کاٹنے کی نوبت نہیں آتی بلکہ معاشرہ حسن و احسان کے ماحول میں اپنے اعمال کی تحسین کرتا جاتا ہے اور عدل سے بڑھ کر احسان اور پھر ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ آتا ہے جہاں ایک دوسرے کے لیے ایثار اور قربانی کی روح وہ منظر پیش کرتی ہے جو غزوۂ یرموک میں حضرت حارث بن ہشامؓ نے اپنے مسلمان بھائی حضرت عکرمہؓ اور حضرت عیاشؓ کو پیاسا دیکھ کر خود پانی پینے کی بجائے اُنہیں پانی پلانے کا اشارہ کیا اور یوں ایثار کرتے ہوئے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، باب الحاء، الحارث بن ھشام، جزء ۳ صفحہ ۲۵۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

أَنَّ أُسَامَةَ كَلَّمَ ... فِي امْرَأَةٍ: اس عورت کا نام فاطمہ بنت اسود بن عبد الاسد بیان کیا جاتا ہے۔ فاطمہ کا باپ اسد جنگِ بدر میں قتل ہوا۔ یہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت اُم سلمہؓ کے پہلے شوہر جلیل القدر صحابی حضرت ابوسلمہؓ بن عبد الاسد کی بھتیجی تھی۔ جب اس کی چوری ثابت ہوئی تو پہلے اس کے خاندان نے چالیس اوقیہ چاندی بطور فدیہ دینے کی پیشکش کی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسترد فرما دیا اور فرمایا اس پر حد قائم کرنا ہی مناسب ہے۔ پھر اس نے حضرت عمر بن اُم سلمہؓ کی پناہ لی اور ان سے سفارش کی اپیل کی۔ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یہ میری پھوپھی ہے اسے معاف فرما دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سفارش بھی مسترد فرما دی۔ آخر اُنہوں نے حضرت اُسامہؓ کا انتخاب کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی سفارش قبول نہ فرمائی بلکہ حضرت بلالؓ سے فرمایا اُٹھو اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اُنہوں نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے توبہ کا دروازہ بند تو نہیں ہو گیا؟ فرمایا آج تم یوں پاک ہو چکی ہو گویا آج ہی تمہاری ماں نے تمہیں جنا ہے۔ اُس نے توبہ کی اور بنو سلیم کے ایک آدمی سے نکاح کر لیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس کے بعد وہ میرے پاس آتی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی حاجت پیش کرتی۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۱۰۸، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

> ”اللہ تعالیٰ یہ بات بالکل پسند نہیں کرتا کہ جو خائن ہے، چور ہے، غلط کام کرنے والا ہے، اس کی حمایت کی جائے چاہے جتنے مرضی اونچے خاندان سے ہو، جتنے مرضی اونچے مقام کا ہو۔ اور قطع نظر اس کے کہ کس کی اولاد ہے اگر وہ خیانت کا مرتکب ہوا ہے تو اس کو سزا ملنی چاہئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہمیشہ

پیش نظر رکھنا چاہیئے کیونکہ اگر تم نے ایسے لوگوں سے رعایت کی تو نہ صرف تم اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والے ہوگے بلکہ اپنے بھائیوں کو بھی نقصان پہنچا رہے ہوگے کیونکہ ایسے شخص کو جب ایک دفعہ معاف کر دیا جائے تو اس کو جرأت پیدا ہوتی ہے اور یہی عموماً سامنے آتا ہے کہ پھر ایسے لوگ دھوکے دیتے رہتے ہیں۔ اگر تمہارا بھائی، بیٹا یا اور عزیز رشتہ دار ہے تو اس کی خیانتوں کی وجہ سے لوگوں کے نقصان پورے کرتے رہو گے کیونکہ قریبی عزیز کو سزا سے بچانے کے لئے اور اپنی عزت کو بچانے کے لئے بعض دفعہ جن کو احساس ہو وہ نقصان پورے کرتے ہیں۔ بے چاروں کو قربانی دینی پڑتی ہے۔ تو جب اس طرح جرمانے بھرتے رہیں گے تو پھر اپنا بھی ساتھ نقصان کر رہے ہوں گے۔ تو فرمایا کہ ایسے سخت خیانت کرنے والے گنہگار کو اللہ پسند نہیں کرتا اس لئے تم بھی اس کو چھوڑ دو، اس کو سزا لینے دو۔ ہو سکتا ہے کہ اس دفعہ یہ سزا اس کی اصلاح کا باعث ہو جائے۔ لیکن اگر ایسے لوگوں کی حمایت کی تو ایسا شخص تمہارے ساتھ جماعت کی بدنامی کا باعث بھی بنتا رہے گا۔" (خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ر فروری ۲۰۰۴ء جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

بَاب ۱۲ : كَرَاهِيَةُ الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ إِذَا رُفِعَ إِلَى السُّلْطَانِ

مقدمہ جب حاکم کے سامنے پیش کیا جائے تو سزا کے متعلق سفارش کرنے کو ناپسند کرنا

٦٧٨٨: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُومِيَّةُ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ حِبُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

۶۷۸۸: سعید بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُس مخزومی عورت نے قریش کو فکر میں ڈال دیا تھا، جس نے چوری کی تھی تو اُنہوں نے کہا: اُسامہؓ کے سوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کون بات کرے گا اور

فَكَلَّمَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ؟ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا.

کون آپؐ کے سامنے جرأت کرے گا؟ تو اُسامہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم اللہ کی حدوں میں سے کسی حد کے متعلق سفارش کرتے ہو؟ اس کے بعد آپؐ کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوئے، فرمایا: اے لوگو! تم سے جو پہلے تھے وہ اسی لئے گمراہ ہوئے کہ اُن کی عادت تھی کہ جب کوئی بڑا چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے غریب چوری کرتا تو وہ اس پر سزا کو نافذ کرتے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرے تو محمدؐ اس کے ہاتھ کو بھی کاٹ ڈالے۔

أطرافه: ٢٦٤٨، ٣٤٧٥، ٣٧٣٢، ٣٧٣٣، ٤٣٠٤، ٦٧٨٧، ٦٨٠٠۔

بَاب ١٣

قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا (المائدة: ٣٩)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: چوری کرنے والا اور چوری کرنے والی اُن دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو

وَفِي كَمْ يُقْطَعُ. وَقَطَعَ عَلِيٌّ مِنَ الْكَفِّ. وَقَالَ قَتَادَةُ فِي امْرَأَةٍ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ شِمَالُهَا لَيْسَ إِلَّا ذَلِكَ.

اور کتنی مالیت کے چرانے کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جائے اور حضرت علیؓ نے پہنچے سے ہاتھ کٹوائے اور قتادہ نے ایک عورت کے متعلق جس نے چوری کی تھی فتویٰ دیا تو اس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا (قتادہ نے کہا اس کی سزا) فقط اسی قدر ہے۔

٦٧٨٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

۶۷۸۹: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے

عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا. تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

أطرافه: ٦٧٩٠، ٦٧٩١۔

ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عمرہ سے، عمرہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ چرانے کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جائے۔ (ابراہیم بن سعد کی طرح) عبدالرحمٰن بن خالد اور زہری کے بھتیجے اور معمر نے بھی زہری سے اِسے روایت کیا۔

٦٧٩٠: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبُعِ دِينَارٍ.

أطرافه: ٦٧٨٩، ٦٧٩١۔

۶۷۹۰: اسماعیل بن ابی اویس نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے ابن وہب سے، اِبن وہب نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر اور عمرہ سے، ان دونوں نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: چوتھائی دینار کی وجہ سے بھی چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔

٦٧٩١: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ.

أطرافه: ٦٧٨٩، ٦٧٩٠۔

۶۷۹۱: عمران بن میسرہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ حسین (معلم) نے ہم سے بیان کیا۔ حسین نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، یحییٰ نے محمد بن عبدالرحمٰن انصاری سے، اُنہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ عمرہ نے اُن سے یہ بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُنہیں بتایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا: چوتھائی دینار کی وجہ سے بھی ہاتھ کاٹا جائے۔

٦٧٩٢: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا فِي ثَمَنِ مِجَنٍّ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ. حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ... مِثْلَهُ.

۶۷۹۲: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدہ (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے مجھے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چور کا ہاتھ صرف ڈھال کی قیمت کے بدلے میں ہی کاٹا گیا تھا۔ چمڑے کی ڈھال ہو یا لوہے کی ڈھال۔ عثمان (بن ابی شیبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ حمید بن عبدالرحمٰن نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ ہشام نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے اسی طرح روایت کیا۔

أطرافه: ٦٧٩٣، ٦٧٩٤۔

٦٧٩٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي أَدْنَى مِنْ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذُو ثَمَنٍ. رَوَاهُ وَكِيعٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ مُرْسَلًا.

۶۷۹۳: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ ہشام بن عروہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ وہ فرماتی تھیں: چمڑے کی ڈھال یا لوہے کی ڈھال سے کم قیمت کی چیز میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔ اِن میں سے ہر ایک ڈھال قیمتی ہوتی۔ اس حدیث کو وکیع اور ابن ادریس نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے مُرسل روایت کیا۔

أطرافه: ٦٧٩٢، ٦٧٩٤۔

٦٧٩٤: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ

۶۷۹۴: یوسف بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہشام

أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَدْنَى مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ تُرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذَا ثَمَنٍ.

بن عروہ نے ہمیں خبر دی۔ اُنہوں نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ڈھال کی قیمت سے کم میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا خواہ وہ لوہے کی ڈھال ہو یا چمڑے کی ڈھال اور ان میں سے ہر ایک قیمتی تھی۔

أطرافه: ٦٧٩٢، ٦٧٩٣۔

٦٧٩٥: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قِيمَتُهُ.

۶۷۹۵: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن انس نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے غلام نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔ (مالک کی طرح) محمد بن اسحاق نے بھی اس کو روایت کیا اور لیث نے کہا: مجھ سے نافع نے (بجائے ثَمَنُهُ کے) قِيمَتُهُ بیان کیا۔

أطرافه: ٦٧٩٦، ٦٧٩٧، ٦٧٩٨۔

٦٧٩٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۶۷۹۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

أطرافه: ٦٧٩٥، ٦٧٩٧، ٦٧٩٨۔

٦٧٩٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى

۶۷۹۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان)

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

أطرافه: ٦٧٩٥، ٦٧٩٦، ٦٧٩٨۔

نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبید اللہ سے، عبید اللہ نے کہا: نافع نے مجھ سے بیان کیا۔ نافع نے حضرت عبد اللہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٦٧٩٨: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ سَارِقٍ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قِيمَتُهُ.

أطرافه: ٦٧٩٥، ٦٧٩٦، ٦٧٩٧۔

۶۷۹۸: ابراہیم بن منذر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوضمرہ نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا۔ موسیٰ نے نافع سے، نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی وجہ سے کہ جس کی قیمت تین درہم تھی ایک چور کا ہاتھ کاٹا۔ محمد بن اسحاق نے بھی اس کو روایت کیا اور لیث نے کہا: مجھ سے نافع نے (بجائے ثَمَنُهُ کے) قِيمَتُهُ بیان کیا۔

٦٧٩٩: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ.

طرفه: ٦٧٨٣۔

۶۷۹۹: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الواحد نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش نے کہا: میں نے ابو صالح سے سنا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ چور کو اپنی رحمت سے دور کرے۔ وہ انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسّی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

تشریح: وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: چوری کرنے والا اور چوری کرنے والی اُن دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ زیرِ باب روایات میں ذکر ہے کہ چور کا ہاتھ تو ربع دینار کی چوری پر کاٹا جاتا یا ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا جاتا جس کی قیمت تین درہم ہوتی اور روایت نمبر ۶۷۹۹ میں ذکر ہے کہ اللہ کی چور پر لعنت ہو وہ انڈا چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ وہ رسی چراتا ہے اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ چور دوسرے کا مال چوری کر کے جہاں حقوق العباد میں حق غصب کرنے کا مرتکب ہوتا ہے وہاں اس جرم سے وہ خدا تعالیٰ سے دوری کا سفر شروع کر دیتا ہے اور جرم کی یہ عادت بڑھتے بڑھتے اسے راندۂ درگاہ بنا دیتی ہے گویا بااعتبار مایکون (کل جو ہو گا۔) اس کا انجام بتایا گیا ہے۔ جہاں تک مالِ مسروقہ کی مقدار کا تعلق ہے وہ چاہے انڈا ہو یا رسی، چوری چوری ہی ہے۔ پنجابی میں کہتے ہیں چوری لکھ دی ہو یا کُکھ دی چوری ہی ہے۔ اصل بات یہ ہے جرم کی ابتدا میں ہی اگر گرفت ہو جائے تو جرم کا سدِباب آسان ہوتا ہے۔ فارسی محاورہ ہے۔ گر بہ کُشتن روزِ اول۔ کہ بلی پہلے دن ہی مار دینی چاہیئے۔ اس سے بھی یہی مراد ہے کہ جرم کو آغاز میں ہی ختم کر دینا چاہیئے ورنہ جرم کینسر کی طرح جب جڑیں پھیلائے گا تو پورا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

"چند دن ہوئے میرا ایک نوٹ الفضل میں اسلامی سزاؤں کے فلسفہ کے متعلق شائع ہوا تھا۔ اس میں اسلامی تعزیرات کے ماتحت چور کی سزا (قطع ید) کا بھی ذکر تھا اور میں نے بتایا تھا کہ اوّل تو اسلام نے ہر چوری کی سزا ہاتھ کاٹنے کی صورت میں مقرر نہیں کی بلکہ اس کے لئے بھی بعض خاص شرطیں اور حد بندیاں لگائی گئی ہیں اور دوسرے میں نے اس بات کو واضح کیا تھا کہ اسلام جھوٹے جذبات کا مذہب نہیں ہے کہ ایک چھوٹی چیز کو بچانے کے لئے بڑی چیز کو قربان کر دے بلکہ وہ بڑی چیز کو بچانے کے لئے چھوٹی چیز کو قربان کرتا ہے اور اگر ایک فرد کے عضو کو کاٹنے سے قوم کی روح اور سوسائٹی کے اخلاق کو تباہ ہونے سے بچایا جا سکے تو اسلام اس میں ہرگز تامل نہیں کرتا اور یہی اصلاح کا صحیح اور سچا فلسفہ ہے۔

اس تعلق میں مجھے انجیل کا ایک حوالہ ملا ہے۔ جو دوستوں کے فائدہ کے لئے درج ذیل کرتا ہوں۔ اس میں بعینہٖ اس نظریہ کو پیش کیا گیا ہے۔ جسے اسلام پیش کرتا ہے۔ حضرت مسیح ناصری فرماتے ہیں: "اگر تیرا داہنا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو تو اس کو کاٹ کر اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے

اعضاء میں سے ایک جاتا رہے اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ جائے۔"[1]

کیا اسلامی تعلیم پر اعتراض کرنے والے مسیحی صاحبان اپنے "خداوند" مسیح کے اس سنہری ارشاد پر غور فرمائیں گے؟ حق یہی ہے کہ اگر قوم اور سوسائٹی کی روح اور اس کے اخلاق کو بچانے کے لئے کسی ایک فرد کا ہاتھ کاٹنا پڑے تو یہ ہرگز مہنگا سودا نہیں ہے۔ پس اسلامی سزاؤں پر اعتراض کرنا محض جھوٹے جذبات کا ابال ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ دراصل یہ وہی ہندوؤں والی ذہنیت ہے۔ جو ایک گائے کے بدلے میں بیس انسانوں کی جان لینے میں دریغ نہیں کرتے۔ فافھم و تدبر۔"

(مضامینِ بشیر، اسلام میں چور کی سزا، جلد ۲ صفحہ ۸۴۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"چوری کی سزا قطع ید۔... یہ سزا سخت بتائی جاتی ہے۔ جواب: یہ سزا ہر چوری کی نہیں بلکہ اس کے لئے شرطیں ہیں۔ اوّل: چوری اہم ہو۔ دوم: بِلاضرورت ہو یعنی عادۃً۔ طعام کی چوری پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا نہ دی۔ اسی طرح بھاگے ہوئے غلام کے متعلق ہے کہ ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے جس کی یہ وجہ ہے کہ وہ کما نہیں سکتا اور بھوک سے مجبور ہے۔ سوم: توبہ سے پہلے گرفتار ہو تب سزا ملے گی۔ چہارم: مال چوری کر چکا ہو صرف کوشش سرقہ نہ ہو۔ پنجم: اس کی چوری مشتبہ نہ ہو یعنی اشتراکِ مال کا مدعی نہ ہو، جن کے گھر سے چوری کرے وہ اس کے عزیز یا متعلق نہ ہوں جن پر اُس کا حق ہو (بیت المال کی چوری پر حضرت عمرؓ نے سزا نہ دی) مثلاً کسی مذہبی جنون کے ماتحت ہو۔ جیسے بُت چرا لینا۔ یہ مذہبی دیوانگی کہلائے گی اور حکومت تعزیری کارروائی کرے گی ہاتھ کاٹنے کی سزا نہ دی جائے گی یا جوشِ انتقام میں چوری کرے جیسے جانوروں کی چوری کرتے ہیں یا جبراً چوری کرائی جائے۔ ششم: وہ شخص نابالغ نہ ہو۔ ہفتم: عقلمند ہو بیوقوف یا فاتر العقل نہ ہو۔ ہشتم: اُس پر اصطلاحِ چور کا اطلاق ہو سکتا ہو۔ چور سے مال واپس دِلوایا جائے گا۔"

(دستورِ اسلامی یا اسلامی آئینِ اساسی، انوار العلوم جلد ۱۹ صفحہ ۴۲۸)

---

[1] (متی، باب ۵ آیت ۳۰)

بَاب ١٤ : تَوْبَةُ السَّارِقِ

چور کا توبہ کرنا

٦٨٠٠ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ امْرَأَةٍ. قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَابَتْ وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا.

أطرافه: ٢٦٤٨، ٣٤٧٥، ٣٧٣٢، ٣٧٣٣، ٤٣٠٤، ٦٧٨٧، ٦٧٨٨۔

۶۸۰۰: اسماعیل بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: ابن وہب نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا ہاتھ کاٹا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: اور اِس کے بعد وہ آیا کرتی تو میں اس کی ضرورت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرتی اس نے توبہ کی تھی اور اس کی توبہ اچھی طرح ہوئی۔

٦٨٠١ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ فَقَالَ أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي

۶۸۰۱: عبداللہ بن محمد (جعفی) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زہری سے، زہری نے ابوادریس (خولانی) سے، ابوادریس نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ایک جماعت کے ساتھ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں تم سے اس بات کی بیعت لیتا ہوں کہ تم کسی چیز کو بھی اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ اور نہ تم چوری کرو اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو اور نہ تم بہتان باندھو جسے تم اپنے سامنے دیکھتے بھالتے گھڑو اور بھلی بات میں میری نافرمانی

فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَطَهُورٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللهُ فَذَلِكَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ. قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ إِذَا تَابَ السَّارِقُ بَعْدَ مَا قُطِعَ يَدُهُ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ وَكُلُّ مَحْدُودٍ كَذَلِكَ إِذَا تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ.

نہ کرو۔ سو جس نے تم میں سے اس عہد کو پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہوگا اور جس نے ان میں سے کوئی گناہ کیا اور دنیا میں اس کی وجہ سے اس کو پکڑا گیا تو یہ اس کے لئے کفارہ ہوگا اور اس کو گناہ سے پاک کرنے کا موجب ہوگا اور جس کی اللہ نے پردہ پوشی کی تو اُس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو اُس کو سزا دے اگر چاہے تو اس کی پردہ داری کرتے ہوئے اس سے درگزر کر دے۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: اگر چور اپنے ہاتھ کاٹے جانے کے بعد توبہ کرلے تو اس کی شہادت قبول کی جائے گی اور اسی طرح ہر سزا یافتہ جب توبہ کرلے تو اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔

أطرافه: ۱۸، ۳۸۹۲، ۳۸۹۳، ۳۹۹۹، ٤٨٩٤، ٦٧٨٤، ٦٨٧٣، ٧٠٥٥، ٧١٩٩، ٧٢١٣، ٧٤٦٨۔

بَاب ۱۵ : الْمُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ

کافروں اور مرتدوں میں سے جنگ کرنے والوں کے متعلق (احکام شریعت)

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ. (المائدة:۳۵)

(اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا:) اُن لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں، یہی ہے کہ اُنہیں قتل کیا جائے یا سولی پہ چڑھایا جائے یا اُن کے ہاتھ پاؤں مقابل طرف سے کاٹے جائیں اور یا اُنہیں ملک سے نکال دیا جائے۔

۶۸۰۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا

۶۸۰۲: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہمیں بتایا۔ اوزاعی نے ہم سے

الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ فَأَسْلَمُوا فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْتُوا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوا فَصَحُّوا فَارْتَدُّوا فَقَتَلُوا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتَّى مَاتُوا.

بیان کیا کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے کہا ابو قلابہ جرمی نے مجھ سے بیان کیا۔ ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: عکل کے کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے۔ پھر اُنہوں نے مدینہ کی آب و ہوا کو ناموافق پایا تو آپؐ نے اُن سے فرمایا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں میں چلے جائیں اور اُن کے پیشاب اور دودھ پئیں۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ تندرست ہو گئے۔ پھر وہ مرتد ہو گئے اور چرواہوں کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ آپؐ نے اُن کے پیچھے سوار بھیجے اور اُن کو پکڑ کر لایا گیا تو آپؐ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور اُن کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروائیں۔ پھر اُن کے زخموں کو (خون بند کرنے کے لیے) نہیں داغا اور وہ اِسی طرح مر گئے۔

أطرافه: ۲۳۳، ۱۵۰۱، ۳۰۱۸، ٤۱۹۲، ٤۱۹۳، ٤٦۱۰، ٥٦۸٥، ٥٦۸٦، ٥۷۲۷، ٦۸۰۳، ٦۸۰٤، ٦۸۰٥، ٦۸۹۹۔

تشریح: الْمُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ: کافروں اور مرتدوں میں سے جنگ کرنے والوں کے متعلق (احکام شریعت)۔

زیر باب روایت میں بیان کردہ عکل قبیلہ کے متحارب گروہ کے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا شیر علیؒ تحریر فرماتے ہیں:

> ”اب میں ناظرین کے آگے اس حدیث کے الفاظ رکھتا ہوں اور انہی سے انصاف چاہتا ہوں۔ وہ اس حدیث کے الفاظ کو پڑھیں اور بتائیں کہ یہاں جن لوگوں کا ذکر ہے کیا ان سے صرف ارتداد کا جرم سرزد ہوا تھا یا انہوں نے کچھ اور بھی کیا تھا؟ وہ بار بار اس حدیث کو پڑھیں اور مجھے بتائیں کہ ان کو کیوں سزا دی گئی؟

حدیث ہمیں کیا بتلاتی ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے اس لیے آدمی دوڑائے تھے کہ وہ اسلام سے منحرف ہو گئے تھے اور اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ان کو پکڑ کر ارتداد کی عبرتناک سزا دی جائے تا آئندہ کوئی شخص اسلام قبول کرنے کے بعد ارتداد کا خیال نہ کرے؟ یا اس لیے ان کے پیچھے آدمی بھیجے تھے کہ انہوں نے ایسی شرارت کی کہ اس کو سن کر بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ بیمار تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر احسان کیا۔ شیر دار اونٹنیاں دیں کہ وہ ان کا دودھ پیئں مگر وہ ایسے خبیث باطن اور بدمعاش تھے کہ انہوں نے اس احسان کا یہ بدلہ دیا کہ جب تندرست ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ میں نہیں سمجھ سکتا اس سے بدتر کیا شرارت ہو سکتی ہے حیوانوں پر بھی احسان کا اثر ہوتا ہے۔ بھیڑیوں اور درندوں پر بھی احسان کرو وہ بھی احسان کا احساس رکھتے ہیں، کتے بھی اپنے محسن کیلئے جان قربان کر دیتے ہیں۔... وہ لوگ جن کا حدیث مذکورہ بالا میں ذکر ہے انسانیت کے تمام احساسات سے ہی خالی نہ تھے بلکہ درندوں سے بھی بدتر ثابت ہوئے۔ انہوں نے نہ صرف ایک انسان کو قتل کیا اور ڈاکہ مارا بلکہ اپنے محسن کا کھلم کھلا مقابلہ کیا اور حَارَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کا اپنے تئیں مصداق ثابت کیا۔ اس لیے وہ اس قابل تھے کہ ان کو حسبِ فحوائے آیت کریمہ .....یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور فساد کی غرض سے ملک میں جنگ کی آگ بھڑکانے کیلئے دوڑتے پھرتے ہیں ان کی مناسب سزا یہی ہے کہ ان میں سے ایک ایک کو قتل کیا جائے یا صلیب پر لٹکا کر مارا جائے یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں ملک سے نکال دیا جائے۔ اگر یہ سزا ملتی تو ان کے لیے دنیا میں رسوائی کا موجب ہوتی اور آخرت میں بھی ان کے لیے بہت بڑا عذاب مقدر ہے۔ قتل کی سزا ایک عبرتناک رنگ میں دی جاتی مگر حامیان قتل مرتد کی رائے ہے کہ ان کا فعل اس قابل نہ تھا کہ ان کو ایسی سخت سزا دی جاتی۔ ان کو ایسی عبرتناک سزا

دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اسلام لا کر پھر مرتد ہو گئے تھے اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر سخت غصہ آیا۔

واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ عکل کے لوگوں کو یہ سخت سزا اس لیے نہیں دی گئی تھی کہ انہوں نے ارتداد اختیار کیا تھا بلکہ اس سختی کی اصل وجہ ان کے جرائم کی وحشیانہ کیفیت تھی۔ مگر حامیان قتل مرتد اس سختی کو ان کے ارتداد کی طرف منسوب کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تنگ ظرف اور تنگ خیال ملا کی شکل میں پیش کرتے ہیں کہ آپ (نعوذ باللہ) اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی شخص آپ کے مذہب کو ایک دفعہ قبول کر کے پھر اس کو ترک کر دے۔ اس وجہ سے آپ کا غضب عکل کے لوگوں کے خلاف بھڑکا اور آپ نے سادہ قتل پر اکتفانہ کیا بلکہ سخت عذاب دے کر ان کو مارا اور سخت عذاب دینے کی اصل وجہ ان کا ارتداد ہی تھا۔ افسوس ہے ان لوگوں پر کہ کس طرح یہ لوگ اپنے نفسانی جذبات کی پیروی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قابل اعتراض پیرایہ میں پیش کرنے سے باز نہیں آتے۔ جس وحشیانہ رنگ میں عکل کے لوگوں نے ان جرائم کا ارتکاب کیا وہ ہر ایک انصاف پسند انسان کے نزدیک ان کو اس عبرتناک سزا کا مستحق بنانے کیلئے کافی سے بھی زیادہ ہے اور اس امر کی ہرگز ضرورت نہیں کہ ان کی سختی کو ان کے ارتداد کی طرف منسوب کیا جائے لیکن اگر حامیان قتل مرتد کو اس سے تسلی نہیں ہوتی تو میں عکل کے لوگوں کے متعلق کچھ مزید جواب ذیل میں درج کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان حوالجات کے بعد لوگوں کو تشفی ہو جائے گی۔

۱۔ ابوداؤد میں آیا ہے کہ انہوں نے صرف ایک چرواہے کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ وہ چرواہے کئی تھے جنہیں قتل کیا گیا۔ ۲۔ مسلم، ترمذی، نسائی اور دارقطنی میں حضرت انسؓ کی روایت ہے۔ إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيُنَ أُولَئِكَ لِأَنَّهُمْ سَمَلُوا أَعْيُنَ الرُّعَاةِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی آنکھوں میں اس لیے گرم لوہے کی سلائی پھروائی تھی کہ انہوں نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں سے یہی سلوک کیا تھا اور ان کی آنکھوں میں گرم لوہے کی سلائیاں پھیری تھیں۔ ۳۔ ابوداؤد کے حاشیہ پر بحوالہ لمعات لکھا ہے۔ انما فعل صلعم قصاصا لانهم كذلك فعلوا بالرعاة فانه قد روى انهم سملوا اعين الرعاة وقطعوا ايديهم وارجلهم وغرزوا الشوك فِي أَلْسِنَتِهِمْ وَأَعْيُنِهِمْ حَتَّى مَاتُوْا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ان سے سلوک کیا وہ قصاص کے طور پر کیا کیونکہ یہ روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری تھیں، ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو کاٹا تھا اور ان کی زبانوں اور آنکھوں میں کانٹے گاڑے تھے یہاں تک کہ وہ اس عذاب کو سہتے سہتے مر گئے۔ ۴۔ روح المعانی جلد ۲ صفحہ ۱۴۸ پر لکھا ہے۔ وقيل: هم العرنيون الذين أغاروا على السرح وأخذوا يسارا راعي رسول الله ومثلوا به فقطعوا يديه ورجليه وغرزوا الشوك فى لسانه وعينيه حتى مات۔ کہا گیا ہے کہ وہ عرنی لوگ تھے جنہوں نے چرنے والے اونٹوں پر ڈاکہ مارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے یسار کو پکڑا اور قتل کرنے سے پہلے اس کا مثلہ کیا۔ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے اور اس کی زبان میں اور اس کی دونوں آنکھوں میں کانٹے گاڑے یہاں تک کہ وہ اس تکلیف کی وجہ سے مر گیا۔ ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں سے چار فعل سرزد ہوئے۔ (۱) قطع ايدى (۲) قطع رجل (۳) سمل اعين (۴) غرز الشوك۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا دیتے وقت تین سزائیں دیں یعنی ہاتھوں کا کاٹنا، پاؤں کا کاٹنا، آنکھوں میں سلائی پھیرنا۔ ان کے چوتھے فعل کی سزا نہیں دی گئی یعنی ان کی زبانوں میں کانٹے نہیں گاڑے گئے۔ تعجب ہے کہ حامیان قتل مرتد کھڑے تو اس لیے ہوئے تھے کہ ثابت کریں کہ اسلام میں محض ارتداد کی سزا قتل ہے لیکن ثبوت میں ایسے لوگوں کی مثال پیش کی جنہوں نے ایک جرم کا نہیں بلکہ کئی جرموں کا ارتکاب کیا اور ارتکاب بھی نہایت ہی وحشیانہ طور پر۔ کسی روایت میں یہ درج نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ ان کو

ارتداد کی وجہ سے سزا دی جاتی ہے۔ نہ حضرت انسؓ جو اس واقعہ کے راوی ہیں بیان کرتے ہیں کہ ان کو ارتداد کی وجہ سے سزا دی گئی یا اس سزا میں ان کے ارتداد کا کچھ دخل تھا۔ بلکہ روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو ان کے وحشیانہ جرائم کی سزا دی گئی۔ تاریخ واقعہ سے تو ہمارا دعویٰ ثابت ہوتا ہے نہ کہ حامیان قتل مرتد کا۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فرد کو بھی محض ارتداد کی وجہ سے کوئی سزا نہیں دی اگر دی ہے تو ارتداد کی وجہ سے نہیں بلکہ دیگر وجوہات سے۔ اور جو واقعہ ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے اس سے ہمارے ہی دعویٰ کی تائید ہوتی ہے نہ کہ حامیان قتل مرتد کی۔ کیونکہ یہاں جن لوگوں کو قتل کیا گیا ان کے وہ جرائم صراحت کے ساتھ مذکور ہیں جن کی وجہ سے ان کو سزا دی گئی۔ پس یہ واقعہ ہماری تائید میں ہے نہ حامیان قتل مرتد کی تائید میں۔"

(قتل مرتد اور اسلام صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۴)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

"شوال ۶ ہجری میں قبیلہ عکل اور عُرینہ کے چند آدمی جو تعداد میں آٹھ تھے۔ مدینہ میں آئے اور اسلام کے ساتھ محبت اور موانست کا اظہار کر کے مسلمان ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے قیام کے بعد انہیں مدینہ کی آب وہوا میں معدہ اور تلی وغیرہ کی جو کچھ شکایت پیدا ہوئی تو وہ اسے بہانہ بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف بیان کر کے کہا کہ یارسول اللہ! ہم جنگلی لوگ ہیں اور جانوروں کے ساتھ رہنے میں عمر گزاری ہے اور شہری زندگی کے عادی نہیں اس لئے بیمار ہو گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہاں مدینہ میں تکلیف ہے تو مدینہ سے باہر جہاں ہمارے مویشی رہتے ہیں وہاں چلے جاؤ اور اونٹوں کا دودھ وغیرہ پیتے رہو۔ اچھے ہو جاؤ گے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے خود کہا کہ یارسول اللہ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم مدینہ سے باہر جہاں آپ کے مویشی رہتے ہیں وہاں چلے جاتے ہیں جس کی آپؐ نے اجازت دے دی۔ بہر حال وہ آنحضرتؐ سے اجازت لے کر مدینہ سے

باہر اس چراگاہ میں چلے گئے جہاں مسلمانوں کے اونٹ رہتے تھے۔
جب ان بدبختوں نے یہاں اپنا ڈیرا جمالیا اور آگے پیچھے نظر ڈال کر سارے حالات معلوم کر لئے اور کھلی ہوا میں رہ کر اور اونٹوں کا دودھ پی کر خوب موٹے تازے ہو گئے تو ایک دن اچانک اونٹوں کے رکھوالوں پر حملہ کر کے انہیں مار دیا اور مارا بھی اس بے دردی سے کہ پہلے تو جانوروں کی طرح ذبح کیا اور پھر جب ابھی کچھ جان باقی تھی تو ان کی زبانوں میں صحرا کے تیز کانٹے چبھوئے تا کہ جب وہ منہ سے کوئی آواز نکالیں یا پیاس کی وجہ سے تڑپیں تو یہ کانٹے ان کی تکلیف کو اور بھی بڑھاویں۔ اور پھر ان ظالموں نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ گرم سلائیاں لے کر ان نیم مردہ مسلمانوں کی آنکھوں میں پھیریں۔ اور اس طرح یہ بے گناہ مسلمان کھلے میدان میں تڑپ تڑپ کر جان بحق ہو گئے۔ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذاتی خادم بھی تھا جس کا نام یسار تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے چرانے پر مقرر تھا۔
جب یہ درندے اس وحشیانہ رنگ میں مسلمانوں کا کام تمام کر چکے تو پھر سارے اونٹوں کو اکٹھا کر کے انہیں ہنکالے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ حالات ایک رکھوالے نے پہنچائے جو اتفاق سے بچ کر نکل آیا تھا جس پر آپؐ نے فوراً بیس صحابہ کی ایک پارٹی تیار کر کے ان کے پیچھے بھجوادی اور گو یہ لوگ کچھ فاصلہ طے کر چکے تھے مگر خدا کا یہ فضل ہوا کہ مسلمانوں نے پھرتی کے ساتھ پیچھا کر کے انہیں جا پکڑا اور رسیوں سے باندھ کر واپس لے آئے۔ اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ احکام نازل نہیں ہوئے تھے کہ اگر کوئی شخص اس قسم کی حرکت کرے تو اس کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے چنانچہ آپ نے اپنے قدیم اصول کے ماتحت کہ جب تک اسلام میں کوئی نیا حکم نازل نہ ہو اہل کتاب کے طریق پر چلنا چاہئے۔ موسوی شریعت کے مطابق حکم دیا کہ جس طرح ان ظالموں نے مسلمان رکھوالوں کے ساتھ سلوک کیا ہے اسی طرح قصاصی اور جوابی صورت میں ان کے ساتھ کیا جائے۔ تا کہ یہ سزا دوسروں کے لئے عبرت

ہو۔ چنانچہ خفیف تغیر کے ساتھ اسی رنگ میں مدینہ سے باہر کھلے میدان میں ان لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ مگر اسلام کے لئے خدا نے دوسری تعلیم مقدر کر رکھی تھی چنانچہ آئندہ جوابی اور قصاصی صورت میں بھی مثلہ کی سزا منع کر دی گئی یعنی اس بات کو ناجائز قرار دیا گیا کہ کسی رنگ میں مقتول کے جسم کو بگاڑا جائے یا انتقامی رنگ میں اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے وغیر ذالک۔ اس واقعہ کے متعلق ہمیں کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بہر حال اس معاملہ میں ظلم کی ابتداء کفار کی طرف سے تھی جنہوں نے بغیر کسی جائز وجہ کے محض اسلام کی عداوت میں بے گناہ مسلمانوں کے ساتھ اس قسم کا ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک کیا اور جو کچھ ان کی سزا میں کیا گیا وہ محض قصاصی اور جوابی تھا اور تھا بھی ایسے حالات میں جب کہ اسلام کے خلاف سارا ملک دشمنی اور عداوت کی آگ سے بھڑک رہا تھا۔ اور پھر یہ فیصلہ بھی موسوی شریعت کے مطابق کیا گیا تھا، لیکن پھر بھی اسلام نے اسے برقرار نہیں رکھا اور آئندہ کے لئے ایسے طریق سے منع کر دیا۔ ان حالات میں کوئی عقل مند اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ اس موقع پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ لوگ شروع سے ہی بری نیت کے ساتھ مدینہ میں آئے تھے اور غالباً اپنے قبیلہ کے سکھائے ہوئے تھے کہ تا مسلمانوں میں رہ کر انہیں نقصان پہنچائیں اور ممکن ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی ان کا کوئی برا ارادہ ہو مگر جب مدینہ میں رہ کر انہیں کوئی موقع نہیں ملا تو انہوں نے یہ تجویز کی کہ مدینہ سے باہر نکل کر کارروائی کی جاوے۔ ان کی اس نیت کا اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے چرواہوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ خالی چوروں اور لیٹروں والا سلوک نہیں تھا بلکہ سراسر منتقمانہ رنگ رکھتا تھا۔ اگر وہ ابتداء میں سچے دل سے مسلمان ہوئے تھے اور بعد میں اونٹ دیکھ کر ان کی نیت بدل گئی تو اس صورت میں ہونا یہ چاہئے تھا کہ وہ اونٹ لے کر بھاگ جاتے اور اگر کوئی رکھوالا روک بنتا تو زیادہ سے زیادہ اسے مار کر نکل جاتے مگر جس رنگ میں انہوں نے مسلمان چرواہوں کو قتل کیا اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر قتل

کے سفاکانہ فعل کو لمبا کیا اور عذاب دے کر مارا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا یہ فعل اتفاقی لالچ کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ سراسر معاندانہ رنگ رکھتا تھا اور دلی کینہ اور لمبے بغض کا نتیجہ تھا۔ اوران کے اس ظالمانہ فعل کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا وہ محض قصاصی اور جوابی تھا جو اسلامی احکام کے نزول سے پہلے موسوی شریعت کے مطابق کیا گیا، لیکن اس کے بعد جلد ہی اسلامی احکام نازل ہوگئے اوراس قسم کی تعذیب انتقامی رنگ میں بھی ناجائز قرار دے دی گئی چنانچہ بخاری کے الفاظ یہ ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ [1] یعنی ”اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احسان اور حسنِ سلوک کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور ہر حال میں دشمنوں کے جسموں کے مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ بعض مغربی محققین نے جن میں میور صاحب بھی شامل ہیں۔ اس واقعہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے حسب عادت اعتراض کیا ہے کہ جس رنگ میں ان قاتل ڈاکوؤں کو قتل کیا گیا وہ ظالمانہ اور وحشیانہ تھا، لیکن اگر سارے حالات کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے تو اس معاملہ میں اسلام کا دامن بالکل پاک نظر آتا ہے کیونکہ دراصل یہ فیصلہ اسلام کا نہیں تھا بلکہ حضرت موسیٰ کا تھا جن کی شریعت کو حضرت مسیح ناصری نے منسوخ نہیں کیا بلکہ برقرار رکھا۔“ (سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ ۸۳۶ تا ۸۳۹)

بَاب ١٦ : لَمْ يَحْسِمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ حَتَّى هَلَكُوا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے والے مرتدوں کے زخموں کو خون بند کرنے کے لئے نہیں داغا یہاں تک کہ وہ مر گئے

٦٨٠٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُو يَعْلَى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنِي

۶۸۰۳: محمد بن صلت ابو یعلیٰ (توزی) نے ہم سے بیان کیا کہ ولید (بن مسلم) نے ہمیں بتایا۔ اوزاعی

[1] (صحیح بخاری، کتاب المغازی، بَابُ قِصَّةِ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ، روایت نمبر ۴۱۹۲)

الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ الْعُرَنِيِّينَ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتَّى مَاتُوا.

نے مجھ سے بیان کیا۔ اوزاعی نے یحییٰ (بن ابی کثیر) سے، یحییٰ نے ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرینہ کے لوگوں کے ہاتھ کٹوائے اور (خون بند کرنے کے لئے) اُن کو نہیں داغا یہاں تک کہ وہ اسی طرح مر گئے۔

أطرافه: ۲۳۳، ۱۵۰۱، ۳۰۱۸، ٤١٩٢، ٤١٩٣، ٤٦١٠، ٥٦٨٥، ٥٦٨٦، ٥٧٢٧، ٦٨٠٢، ٦٨٠٤، ٦٨٠٥، ٦٨٩٩-

تشریح: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں سزا کے متعلق فرماتا ہے: جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (الشوریٰ: ۴۱) کہ اصول سزا کا یہ ہے کہ جیسا جرم ہو اس کے مطابق سزا ہو۔ ...جسمانی ایذا کے متعلق عام طور سزا میں ظاہری شکل قائم رکھی جاتی ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ... شریعتِ اسلامی نے ایذا اور اس کے نتیجے کو الگ الگ جرم قرار دیا ہے۔ اس بارہ میں شریعتِ اسلامی انگریزی قانون سے مختلف ہے۔ انگریزی قانون کے ماتحت اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرتا ہے تو اسے قتل کی ہی سزا دی جائے گی وہ یہ نہیں دیکھیں گے کہ کس طرح قتل کیا گیا۔ فرض کرو ایک شخص گولی مار کر دوسرے کو مار دیتا یا تلوار چلا کر اس کی گردن اُڑا دیتا ہے یا اپنی طرف سے تو اسے مار دیتا ہے لیکن وہ چند دن بیمار رہ کر مرتا ہے۔ اب مارنے والے کی نیت فوری طور پر اسے مارنا تھی یہ نہیں تھی کہ ایذا دیدے کر مارے۔ گو یہ الگ بات ہے کہ وہ ایذا سہہ سہہ کر مرا لیکن ایک اور شخص ہے وہ اپنے دشمن کو پکڑتا ہے اور پہلے اس کی ایک انگلی کاٹتا ہے پھر دوسری پھر تیسری پھر چوتھی۔ اس طرح وہ ایک ایک کر کے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں کاٹتا ہے پھر پاؤں کی انگلیاں کاٹتا ہے پھر ناک کاٹ دیتا ہے پھر آنکھیں نکال دیتا ہے اور اس طرح ایذا دیدے کر مارتا ہے۔ ہماری شریعت ایسے موقعوں پر ایذا کی الگ سزا دے گی اور قتل کی الگ دے گی۔ اگر قاتل نے فوری طور پر قتل کیا ہے تو اسے بھی قتل کر

دیا جائے گا اور اگر اس نے ایذا دے دے کر مارا ہے تو اسے بھی ایذا دے دے کر مارا جائے گا۔ جیسے احادیث میں آتا ہے کہ کچھ لوگ بعض صحابہ کو پکڑ کر لے گئے اور لوہے کی گرم گرم سلاخیں انہوں نے ان کی آنکھوں میں پھیریں اور پھر قتل کر دیا۔ جب وہ پکڑے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں بھی اسی طرح مارو۔ پہلے لوہے کی سلاخیں گرم کر کے ان کی آنکھوں میں ڈالو اور پھر قتل کر دو۔" (فرمودات مصلح موعودؓ صفحہ ۲۹۱، ۲۹۲)

بَاب ۱۷ : لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّونَ الْمُحَارِبُونَ حَتَّى مَاتُوا

لڑنے والے مرتدوں کو پانی نہیں پلایا یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں مر گئے

٦٨٠٤ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا فِي الصُّفَّةِ فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَبْغِنَا رِسْلًا فَقَالَ مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوا بِإِبِلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَوْهَا فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَحُّوا وَسَمِنُوا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّرِيخُ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أُتِيَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِمَسَامِيرَ

۶۸۰۴: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے وہیب (بن خالد) سے، وہیب نے ایوب سے، ایوب نے ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: عکل کے کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ صفہ میں ٹھہرے اور اُنہوں نے مدینہ کی آب و ہوا کو ناموافق پایا۔ اُنہوں نے کہا: یا رسول اللہ ہمیں دودھ منگوا دیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہارے لیے یہی مناسب پاتا ہوں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں میں چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ اونٹوں میں آئے اور اُنہوں نے اُن کے دودھ اور پیشاب پیے یہاں تک کہ وہ تندرست ہو گئے اور موٹے ہو گئے اور اُنہوں نے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ اس پر فریادی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ ثُمَّ أُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَمَا سُقُوا حَتَّى مَاتُوا. قَالَ أَبُو قِلَابَةَ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

پہنچا۔ آپؐ نے تعاقب کرنے والوں کو اُن کے پیچھے بھیج دیا۔ تو ابھی دن اچھی طرح نہیں چڑھا تھا کہ اُن کو لے آئے۔ آپؐ نے سلائیاں گرم کرنے کا حکم دیا جو گرم کی گئیں اور پھر آپؐ نے اُن کی آنکھوں میں پھرائیں اور اُن کے ہاتھ اور پاؤں کٹواڈالے اور (خون بند کرنے کے لئے) اُن کو داغا نہیں۔ پھر وہ پتھریلی زمین میں ڈال دیئے گئے، پانی مانگتے تھے اور اُنہیں پانی نہیں دیا گیا یہاں تک کہ اسی طرح مر گئے۔ ابو قلابہ کہتے تھے: اُنہوں نے چوری کی، قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔

أطرافه: ٢٣٣، ١٥٠١، ٣٠١٨، ٤١٩٢، ٤١٩٣، ٤٦١٠، ٥٦٨٥، ٥٦٨٦، ٥٧٢٧، ٦٨٠٢، ٦٨٠٣، ٦٨٠٥، ٦٨٩٩۔

بَاب ١٨: سَمْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيُنَ الْمُحَارِبِينَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ کرنے والوں کی آنکھوں میں سلائی پھروانا

٦٨٠٥: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ – أَوْ قَالَ مِنْ عُرَيْنَةَ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ مِنْ عُكْلٍ – قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَشَرِبُوا حَتَّى إِذَا

۶۸۰۵: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے ابو قلابہ سے، اُنہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ کچھ لوگ عکل کے یا کہا عرینہ کے اور میں یہی جانتا ہوں انہوں نے یہی کہا عکل کے لوگ مدینہ آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں چند دودھیل اونٹنیوں کے متعلق حکم دیا اور اُن کو فرمایا کہ وہ جائیں اور ان کا پیشاب

بَرِئُوا قَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدْوَةً، فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي إِثْرِهِمْ فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتَّى جِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَأُلْقُوا بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ. قَالَ أَبُو قِلَابَةَ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللهَ وَرَسُولَهُ.

اور دودھ پئیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کا دودھ اور پیشاب پیا۔ جب وہ اچھے ہو گئے تو انہوں نے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ تو صبح سویرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی اور آپؐ نے تعاقب کرنے والوں کو اُن کے پیچھے بھیج دیا۔ دن ابھی نہیں چڑھا تھا کہ انہیں لایا گیا۔ آپؐ نے اُن کے متعلق حکم دیا اور اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور ان کی آنکھ میں سلائیاں پھروا دیں، پتھریلی زمین میں وہ ڈال دیئے گئے، پانی مانگتے تھے اور انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ ابو قلابہ نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے چوری کی، قتل کیا اور اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔

أطرافه: ۲۳۳، ۱۵۰۱، ۳۰۱۸، ٤۱۹۲، ٤۱۹۳، ٤٦۱۰، ٥٦۸٥، ٥٦۸٦، ٥۷۲۷، ٦۸۰۲، ٦۸۰۳، ٦۸۰٤، ٦۸۹۹۔

بَاب ۱۹: فَضْلُ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ

جس نے فحش کلام چھوڑ دیا اس کی فضیلت

٦۸۰٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّهِ

۶۸۰۶: محمد بن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبیداللہ بن عمر سے، عبیداللہ نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے، خبیب نے حفص بن عاصم سے، حفص نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا سات آدمی ہیں جنہیں اللہ قیامت کے دن

يَـوْمَ لَا ظِـلَّ إِلَّا ظِلُّـهُ، إِمَـامٌ عَـادِلٌ وَشَـابٌّ نَشَـأَ فِـي عِبَـادَةِ اللهِ وَرَجُـلٌ ذَكَرَ اللهَ فِي خَـلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَـاهُ وَرَجُـلٌ قَلْبُـهُ مُعَلَّـقٌ فِـي الْمَسْـجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ وَرَجُـلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ إِلَى نَفْسِهَا قَـالَ إِنِّـي أَخَـافُ اللهَ وَرَجُـلٌ تَصَـدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِينُهُ.

اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن کہ اس کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہو گا۔ ایک عادل امام اور ایک نوجوان جو اللہ کی عبادت میں جوان ہوا ہو اور ایک وہ شخص جس نے خلوت میں اللہ کا ذکر کیا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ پڑیں اور ایک وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے اور دو وہ شخص جنہوں نے اللہ ہی کے لئے آپس میں محبت رکھی اور ایک وہ شخص جس کو عالی خاندان اور خوبصورت عورت نے اپنے ساتھ بدی کرنے کے لئے بلایا اور اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور ایک وہ شخص جس نے صدقہ کیا اور اس نے اس کو چھپایا یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ نہیں جانتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا کیا۔

أطرافه: ٦٦٠، ١٤٢٣، ٦٤٧٩۔

٦٨٠٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ ح. و حَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَكَّـلَ لِـي مَـا بَـيْنَ رِجْلَيْـهِ وَمَـا بَـيْنَ لَحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ.

۶۸۰۷: محمد بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن علی نے ہمیں بتایا۔ نیز خلیفہ (بن خیاط) نے مجھ سے بیان کیا کہ عمر بن علی نے ہمیں بتایا۔ ابو حازم نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میرے لئے اس چیز کا ضامن ہو جو اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے اور نیز اس کا جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوتا ہوں۔

طرفه: ٦٤٧٤۔

بَاب ۲۰ : إِثْمُ الزُّنَاةِ

زنا کرنے والوں کا گناہ

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَلَا يَزْنُوْنَ (الفرقان: ۶۹) وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ○ (الاسراء: ۳۲)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور وہ زنا نہیں کرتے۔ (اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا:) اور زنا کے قریب مت جاؤ کیونکہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بہت ہی بری راہ ہے

۶۸۰۸: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَخْبَرَنَا أَنَسٌ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمُوهُ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ – وَإِمَّا قَالَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ – أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِلْخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.

۶۸۰۸ داؤد بن شبیب نے ہمیں بتایا کہ ہمام نے ہم سے بیان کیا۔ ہمام نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انسؓ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا جو میرے بعد تم سے کوئی بھی (یہ کہہ کر) بیان نہیں کرے گا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو سنا۔ (حضرت انسؓ نے کہا:) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپؐ فرمارہے تھے وہ گھڑی نہیں برپا ہوگی یا فرمایا اس گھڑی کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اُٹھا لیا جائے گا اور جہالت کا غلبہ ہوگا اور شراب پی جائے گی اور زنا کثرت سے ہوگا اور مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک ہی سرپرست ہوگا۔

أطرافه: ۸۰، ۸۱، ۵۲۳۱، ۵۵۷۷۔

۶۸۰۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ

۶۸۰۹: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ فضیل بن غزوان نے ہمیں خبر دی۔ فضیل نے عکرمہ سے، عکرمہ نے

ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ. قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ يُنْزَعُ الْإِيمَانُ مِنْهُ قَالَ هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ جب زنا کرتا ہے تو اس حالت میں زنا نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو، اور جب وہ چوری کرتا ہے تو ایسی حالت میں چوری نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو، اور جب وہ شراب پیتا ہے تو ایسی حالت میں شراب نہیں پیتا کہ وہ مؤمن ہو اور نہ ایسی حالت میں قتل کرتا ہے کہ وہ مؤمن ہو۔ عکرمہ نے کہا: میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا: اس سے ایمان کیسے چھین لیا جاتا ہے؟ اُنہوں نے کہا: اس طرح، اور انہوں نے اپنی انگلیوں کو قینچی کیا پھر نکال لیں اور اگر وہ توبہ کرے تو ایمان اس کی طرف اس طرح لوٹ آتا ہے اور اُنہوں نے اپنی انگلیوں کو قینچی کیا۔

طرفه: ٦٧٨٢۔

٦٨١٠: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ.

۶۸۱۰: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اعمش سے، اعمش نے ذکوان سے، ذکوان نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زانی جب زنا کرتا ہے تو ایسی حالت میں زنا نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو، اور آدمی جب چوری کرتا ہے تو ایسی حالت میں نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو، اور جب شراب پیتا ہے تو ایسی حالت میں نہیں پیتا کہ وہ مؤمن ہو اور اس کے بعد بھی توبہ میسر ہوتی ہے۔

أطرافه: ٢٤٧٥، ٥٥٧٨، ٦٧٧٢۔

٦٨١١: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ. قَالَ يَحْيَى وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ.. مِثْلَهُ. قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ وَوَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ قَالَ دَعْهُ دَعْهُ.

۶۸۱۱: عمرو بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا کہ منصور اور سلیمان نے مجھے بتایا۔ ان دونوں نے ابووائل سے، ابووائل نے ابومیسرہ سے، ابومیسرہ نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: میں نے کہا: یارسول اللہ! کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ کا شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تم کو پیدا کیا۔ میں نے کہا: پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس لئے مار ڈالو کہ کہیں وہ تمہارے ساتھ کھائے۔ میں نے کہا: پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ یحییٰ نے کہا: اور ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ واصل (بن حیان) نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی کہ میں نے پوچھا: یارسول اللہ!... پھر اسی طرح نقل کیا۔ عمرو (بن علی فلاس) نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن (بن مہدی) سے اس حدیث کا ذکر کیا اور عبدالرحمٰن نے یہ حدیث یوں بیان کی تھی کہ سفیان سے مروی ہے۔ انہوں نے اعمش اور منصور اور واصل سے، انہوں نے ابووائل سے، ابووائل نے ابومیسرہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: اس سند کو بھی رہنے دو۔

أطرافه: ٤٤٧٧، ٤٧٦١، ٦٠٠١، ٦٨٦١، ٧٥٢٠، ٧٥٣٢۔

بَاب ۲۱: رَجْمُ الْمُحْصَنِ

شادی شدہ (زناکار) کو سنگسار کرنا

وَقَالَ الْحَسَنُ مَنْ زَنَى بِأُخْتِهِ فَحَدُّهُ حَدُّ الزَّانِي

اور حسن نے کہا: جس نے اپنی بہن سے زنا کیا تو اس کی سزا زانی کی سزا ہے

٦٨١٢: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ رَجَمَ الْمَرْأَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ قَدْ رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۸۱۲: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ سلمہ بن کہیل نے ہم سے بیان کیا۔ سلمہ نے کہا: میں نے شعبی سے سنا، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے۔ جب اُنہوں نے جمعہ کے دن ایک عورت کو سنگسار کیا تو کہا: میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق سنگسار کیا۔

٦٨١٣: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى هَلْ رَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ نَعَمْ. قُلْتُ قَبْلَ سُورَةِ النُّورِ أَمْ بَعْدُ قَالَ لَا أَدْرِي.

۶۸۱۳: اسحاق (بن شاہین واسطی) نے مجھ سے بیان کیا کہ خالد (بن عبداللہ طحان) نے ہمیں بتایا۔ خالد نے شیبانی سے روایت کی۔ (اُنہوں نے کہا:) کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار بھی کیا؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے پوچھا: کیا سورۃ النور سے پہلے یا اس کے بعد؟ اُنہوں نے کہا: میں نہیں جانتا۔

طرفه: ٦٨٤٠۔

٦٨١٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ

۶۸۱۴: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے ابن شہاب سے روایت

بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ قَدْ زَنَى فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ.

کی۔ اُنہوں نے کہا: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے مجھے بتایا۔ ابوسلمہ نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کی کہ اسلم قبیلہ کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپؐ سے بیان کیا کہ اُس نے زنا کیا ہے اور چار بار اپنے متعلق یہ اقرار کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم دیا اور اُسے سنگسار کیا گیا اور وہ شادی شدہ تھا۔

أطرافه: ۵۲۷۰، ۵۲۷۲، ۶۸۱۶، ۶۸۲۰، ۶۸۲۶، ۷۱۶۸۔

تشریح: رَجْمُ الْمُحْصَنِ: شادی شدہ (زناکار) کو سنگسار کرنا۔ اسلام نے جن جرائم کی سزا مقرر کی ہے ان میں زناکاری بھی ہے۔ سزا کے لیے مجرم کا اقبالِ جرم یا شہادتوں سے جرم ثابت ہونا ضروری ہے۔ زنا کے جرم کے لیے اسلام نے چار گواہوں کی شرط رکھی ہے۔ اگر یہ شرط پوری نہ ہو تو ملزم کو سزا نہیں دی جا سکتی بلکہ الزام لگانے والے سزا پائیں گے زنا کا جرم ثابت ہونے پر اس کی سزا سو کوڑے مقرر کی گئی ہے۔ مگر بعض لوگ رجم کی سزا کے قائل ہیں اور وہ اپنی تائید میں بعض روایات پیش کرتے ہیں یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے بعض اقوال کو جو بخاری میں ہیں اُن کو پیش کر کے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اسلام میں زنا کی سزا رجم ہے۔ عنوانِ باب کے الفاظ رَجْمُ الْمُحْصَنِ اور زیرِ باب روایت ۶۸۱۲ میں حضرت علیؓ کے متعلق ذکر ہے کہ اُنہوں نے ایک عورت کو رجم کیا اور کہا میں نے اسے سنتِ رسول کے مطابق سنگسار کیا ہے نیز ابواب ۲۲ تا ۲۵ میں بھی رجم کا ذکر ہے اِن ابواب اور ان کے ذیل کی احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں زناکاری کی سزا رجم ہے۔ اور اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بعد حضرت علیؓ کے زمانۂ خلافت تک عمل ہوتا رہا۔ ان روایات کے پیشِ نظر جو بخاری مسلم اور دیگر کتب احادیث میں بیان ہوئی ہیں محدثین اور شارحین نے دو طرح کی بحث کی ہے۔ اول رجم کی سزا کے واقعات سورہ نور آیت ۲ سے پہلے کے ہیں جس میں سو کوڑوں کی سزا بیان کی گئی ہے مگر تاریخِ اسلام میں ان واقعات کی جو تفصیل ملتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض واقعات سورۂ نور کی آیت کے نزول کے بعد کے بھی ہیں جیسا کہ زیرِ باب روایت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت علیؓ نے زنا کرنے والی عورت کو رجم کی سزا دی۔ پس سورۂ نور کی اس آیت سے پہلے کا یہ واقعہ نہیں ہوسکتا۔ ان روایات اور قرآنِ کریم کی سورۂ نور آیت ۲ میں تطبیق کے لیے شارحین نے ایک یہ راہ نکالی ہے کہ سورۂ نور میں بیان فرمودہ زنا کی سزا سو کوڑے غیر شادی شدہ مرد عورت کے لیے ہے جبکہ رجم کی سزا شادی شدہ زناکار کی ہے مگر یہ جواز بھی ان روایات کو قرآنِ کریم کے موافق بنانے میں ناکام رہا۔ قرآن کریم

نے یہ فرق نہیں کیا کہ یہ کنوارے مرد عورت کی زناکاری کی سزا ہے کیونکہ قرآنِ کریم سورۂ نساء آیت ۲۶ سے اس کی تطبیق ممکن نہیں۔ اس آیت میں شادی شدہ بے حیائی کی مرتکب لونڈی ہو تو اس کی سزا نصف بیان کی گئی ہے۔ یعنی پچاس کوڑے۔ یہ نصف سزا ان کی غلامی کی وجہ سے ہے اس کا مطلب ہے کہ آزاد عورتوں کی سزا پوری یعنی سو کوڑے ہے۔ اور ظاہر ہے رجم کا نصف ممکن نہیں پس قرآنِ کریم کی سورۂ نور آیت ۳ اور سورۂ نساء آیت ۲۶ سے یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچتی ہے کہ اسلام نے زناکاری کی سزا سو کوڑے رکھی ہے نہ کہ رجم۔ رجم کی سزا بائیبل کی تعلیم اور یہود میں جاری دستور کا نتیجہ تھی جسے اسلام نے سو کوڑوں میں بدل دیا جو روایات اس کے برعکس ہیں وہ قطعًا قابلِ قبول نہیں چاہے وہ بخاری میں ہوں یا مسلم میں یا دیگر کتبِ احادیث میں، سوائے اس کے کہ ان کے معنے قرآنِ کریم کی آیات کے مطابق کیے جائیں یا اُن کو تاریخی واقعات سے حل کیا جائے۔ اور یہ ثابت کیا جائے کہ جن لوگوں کو رجم کیا گیا تھا ان کا تعلق اہل کتاب سے تھا اور اگر یہ سزا کسی مسلمان کو دی گئی ہے تو وہ سورۂ نور کے نزول سے پہلے کی ہے۔ اس پر ایک تفصیلی نوٹ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

> ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زانیہ عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ اور اس حکمِ الٰہی کو سرانجام دینے کے سلسلہ میں تمہارے دل میں کوئی نرمی پیدا نہ ہو بلکہ سزا دیتے وقت کچھ اور مؤمنوں کو بھی بلا لیا کرو۔ قرآن کریم کی اس آیت سے بالبداہت ثابت ہے کہ زانی مرد اور زانیہ عورت کی سزا ایک سو ۱۰۰ کوڑے ہیں۔ اور سورۃ نساء رکوع ۴ میں آتا ہے کہ یہ سزا ان عورتوں اور مردوں کے لئے ہے جو آزاد ہوں۔ جو عورتیں آزاد نہ ہوں ان کی سزا بدکاری کی صورت میں نصف ہے یعنی پچاس کوڑے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ (النساء:۲۶) یعنی جب وہ عورتیں جو آزاد نہ ہوں دوسروں کے نکاح میں آجائیں تو اگر وہ کسی قسم کی بے حیائی کی مرتکب ہوں تو ان کی سزا آزاد عورتوں کی نسبت نصف ہو گی۔ اس آیت سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مقررہ سزا ایسی ہے جو نصف ہو سکتی ہے۔ اور سو کوڑوں کی نصف سزا پچاس کوڑے بن جاتی ہے۔ لیکن بعض لوگ اس آیت کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سزا بعد میں رسول کریم ﷺ نے رجم کی شکل میں بدل دی تھی۔ یعنی آپ نے یہ حکم دیا تھا کہ بجائے اس کے کہ کوڑے مارے جائیں رجم کرنا چاہئے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اگر یہ معنی کیے جائیں تو نہ صرف محولہ بالا

آیت نور ہی منسوخ ہو جاتی ہے بلکہ سورۂ نساء کی آیت بھی بالکل بے معنی ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں صاف بتایا گیا ہے کہ لونڈی کی سزا آدھی ہے اور رجم کا آدھا قیاس میں بھی نہیں آسکتا۔ پس اس آیت کے صریح اور واضح مفہوم کے ہوتے ہوئے اور سورۃ نساء کی آیت کی تصدیق کی موجودگی میں یہ بات بغیر کسی شک اور شبہ کے کہی جاسکتی ہے کہ قرآن کریم میں زنا کی سزا آزاد عورت اور مرد کے لئے سو کوڑے ہیں اور لونڈی یا قیدی کے لئے پچاس کوڑے ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ رجم کا دستور مسلمانوں میں کس طرح پڑا؟ سو اس بارہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے بد کار عورت اور مرد کے متعلق رجم کا حکم دیا۔ پس اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مسلمانوں میں کبھی نہ کبھی اور کسی نہ کسی صورت میں رجم کا حکم یقیناً تھا۔ سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ آیا رجم نے کوڑے مارنے کے حکم کو منسوخ کیا یا کوڑے مارنے کے حکم نے رجم کے حکم کو منسوخ کیا۔ یا یہ دونوں حکم ایک وقت میں موجود تھے۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ اس حکم کے متعلق ناسخ اور منسوخ کا قاعدہ استعمال ہوا ہے تو ہمارے اپنے عقیدہ کے رو سے تو معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی منسوخ حکم قرآن کریم میں موجود نہیں۔ قرآن کریم میں جتنے احکام موجود ہیں وہ سب غیر منسوخ ہیں۔ اس عقیدہ کے رو سے ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اگر رجم کا کوئی حکم تھا تو اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے تھا اور اس آیت نے اسے منسوخ کر دیا لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی اور حکم بعد میں نازل ہوا اور اس نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور اگر کوئی حدیث اس کے خلاف ہے تو وہ مردود ہے کیونکہ وہ قرآن شریف کو رد کرتی ہے۔ نیز اگر یہ آیت منسوخ ہو گئی ہوتی تو پھر یہ قرآن سے نکال دی جاتی۔ یہ جو بعض فقہاء نے مسئلہ بنایا ہوا ہے کہ بعض آیتیں ایسی ہیں کہ تلاوتاً قائم ہیں اور حکماً منسوخ ہیں یہ نہایت ہی خلاف عقل خلاف دلیل اور خلاف آداب قرآنی ہے۔ ہم اس مسئلہ کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ ہمارے نزدیک اگر منسوخ آیتیں قرآن کریم میں موجود ہیں تو پھر سارے قرآن

کا اعتبار اٹھ جاتا ہے... پس صرف یہ صورت رہ جاتی ہے کہ ہم کہیں کہ رجم کا کوئی حکم پہلے موجود تھا۔ جسے قرآن کریم کی اس آیت نے منسوخ کر دیا۔ اگر یہ بات مانی جائے تو سارا مسئلہ ہی صاف ہو جاتا ہے اور شکل یہ بنتی ہے کہ یہود میں رجم کا حکم موجود تھا (دیکھو یوحنا باب ۸ آیت ۵ و حزقی ایل باب ۱۶ آیت ۴۰ و احبار باب ۲۰ آیت ۱۰ و استثناء باب ۲۲ آیت ۲۲) رسول کریم ﷺ نے اس حکم کے ماتحت مسلمانوں میں بھی یہی طریق جاری کیا کیونکہ اُس وقت تک قرآن کریم نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا۔ جب قرآن کریم نے فیصلہ کر دیا تو پہلا طریق منسوخ ہو گیا جو قرآنی حکم نہیں تھا بلکہ اتباع یہود میں ایک اسلامی دستور قائم ہوا تھا۔ مگر اس عقیدہ کے ماننے کیلئے ضروری ہے کہ تاریخی طور پر یہ ثابت کیا جائے کہ رجم پر مسلمانوں کا عمل سو کوڑے مارنے کے عمل سے پہلے تھا لیکن تاریخ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ رجم کرنے کا طریق مسلمانوں میں بعد میں بھی جاری رہا اور حضرت عمرؓ کے متعلق تو یہاں تک بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ قرآن کریم میں رجم کی ایک آیت تھی جو کہ بعد میں غائب ہو گئی۔ اور وہ اس کے الفاظ یہ بتاتے ہیں کہ اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا اَلْبَتَّۃَ (کشف الغمۃ جلد ۲ ص ۱۱۱) ایک بڑی عمر والا مرد یا ایک بڑی عمر والی عورت جب زنا کریں تو اُنکو پتھر مار کر کلّی طور پر قتل کر دو۔... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ایسا نہ ہو تم لوگوں کے مرنے کے بعد کوئی شخص یہ کہنے لگ جائے کہ ہم کو تو خدا کی کتاب میں رجم کا مسئلہ نہیں ملتا کیونکہ رسول کریم ﷺ نے بھی رجم کیا ہے اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا ہے۔ اور مجھے خدا کی قسم اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ کوئی شخص یہ اعتراض کر دیگا کہ عمرؓ نے خدا کی کتاب میں اپنے پاس سے زیادتی کر دی ہے تو میں یہ حکم بھی لکھ دیتا۔ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ میں یہ حکم قرآن کریم کے حاشیہ پر لکھ دیتا۔ (کشف الغمہ، جلد ۲ صفحہ ۱۱۱، فتح القدیر شرح ھدایۃ جلد ۴ صفحہ ۱۲۱) چونکہ یہ ایک عقلی اور نقلی مسلمہ اصول ہے کہ کسی روایت کی زیادتی اس کے معنوں کی اصل تشریح ہوتی ہے اس لئے

ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ درحقیقت یہی زیادہ معتبر قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ میں قرآن کے حاشیے پر یہ عبارت لکھ دیتا۔ اور قرآن کے حاشیہ پر اگر کوئی چیز لکھی ہوئی ہو تو وہ قرآن نہیں بن جاتی پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو اس روایت کے مطابق اس کو حکم الٰہی سمجھتے تھے وہ بھی یہ جرأت نہیں کر سکے کہ اس کو قرآن کریم میں داخل کر دیں۔ حالانکہ اُس وقت قرآنی وحی کے بہت سے کاتب موجود تھے اور وہ اُن سے پوچھ سکتے تھے لیکن اُن سے نہ پوچھنا بھی بتاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کو یقین تھا کہ میرا یہ خیال صرف ایک وہم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کی جو آیتیں اُترتی تھیں رسول کریم ﷺ کاتب وحی کو بلوا کر وہ آیت اس جگہ پر لکھوا دیتے تھے جہاں اس آیت کا لکھوایا جانا ضروری ہوتا تھا۔ اگر یہ قرآن کی آیت ہوتی اور واقعہ میں یہ خدائی حکم ہوتا تو رسول کریم ﷺ اسے کیوں نہ لکھواتے۔ رسول کریم ﷺ کے کاتب وحی حضرت زید بن ثابتؓ سے یہی روایت تفصیل کے ساتھ مذکور ہے اور اس سے صاف ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس حکم کو جس شکل میں بھی تھا قرآن کریم کا حکم قرار نہیں دیا۔ اُن کی روایت یہ ہے کہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا زَنَی الشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ فَارْجُمُوْھُمَا الْبَتَّۃَ (محلّٰی ابن حزم جلد ۱۱ ص ۲۳۵) یعنی میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سُنا کہ جب کوئی بڑی عمر کا مرد یا بڑی عمر کی عورت زنا کریں تو ان کو رجم کر کے مار دو۔ ان الفاظ سے ثابت ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے اسکو کبھی وحیٔ قرآنی قرار نہیں دیا۔ بلکہ رسول کریم ﷺ کا قول قرار دیا ہے۔ ممکن ہے حضرت عمر نے بھی یہی سُنا ہو لیکن انہوں نے بجائے قول کے اس کو وحی سمجھ لیا ہو اور حضرت عمرؓ ایسی غلطیاں جلد بازی میں کر لیا کرتے تھے چنانچہ وہ خود روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ نماز میں ہشام بن حکیمؓ کو سورۂ فرقان پڑھتے سُنا مگر وہ اس سورۃ کو اُس طرح نہیں پڑھ رہے تھے جس طرح میں نے رسول کریم ﷺ کو پڑھتے سُنا تھا۔ اس پر مجھے سخت غصہ آیا اور قریب تھا کہ میں نماز میں ہی اُن پر حملہ کر دیتا۔ مگر میں نے صبر کیا۔ جب

انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے اُن کی چادر پکڑ لی اور اُن سے کہا کہ اس سورۃ کو اس طرح پڑھنا آپ کو کس نے سکھایا ہے۔ انہوں نے کہا رسول کریم ﷺ نے۔ میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ چلو میں رسول کریم ﷺ کے سامنے تمہارا معاملہ پیش کرتا ہوں۔ اصل سورۃ اور طرح ہے اور تم اور طرح پڑھ رہے ہو۔ چنانچہ وہ انہیں کھینچ کر رسول کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہشام تم کس طرح پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے پڑھ کر سنایا تو فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم پڑھو۔ انہوں نے یہ سورۃ اس طرح پڑھی جس طرح رسول کریم ﷺ نے انہیں سکھائی تھی آپؐ نے فرمایا یہ بھی ٹھیک ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ قرآن کریم سات قرأتوں میں نازل کیا گیا ہے۔ اس لئے تم ان معمولی معمولی باتوں پر آپس میں لڑا نہ کرو۔ جس طرح کسی کی زبان پر کوئی لفظ چڑھے اُسی طرح پڑھ لیا کرے۔ معلوم ہوتا ہے جس طرح حضرت عمرؓ سے اس جگہ غلطی ہوئی۔ اسی طرح زنا کی سزا کے معاملہ میں بھی حضرت عمرؓ سے غلطی ہو گئی اور انہوں نے رسول کریم ﷺ کے ایک قول کو وحی سمجھ لیا۔ ورنہ فی الواقعہ اگر یہ قرآنی آیت ہوتی تو رسول کریم ﷺ حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم دیتے جیسا کہ آپ اور آیتوں کے متعلق حکم دیا کرتے تھے کہ یہ قرآن کی وحی ہے اسے قرآن کریم میں فلاں مقام پر درج کرو۔ لیکن حضرت زید بن ثابتؓ نے اس کو قرآن کریم میں درج نہیں کیا جس کا نسخہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں تیار ہو گیا تھا یعنی حضرت عمرؓ کے خلیفہ ہونے سے پہلے۔ پس صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کو غلطی لگی تھی۔ اور انہوں نے ایک قول کو وحی سمجھ لیا تھا۔... ممکن ہے کہ آپ نے اس قسم کی خواہش کا اظہار کیا ہو کہ اگر ایسے حالات میں یہ فعل ہو تو میرا دل چاہتا ہے کہ ایسے آدمی کو بائیبل کے احکام کے مطابق رجم کر دیا جائے۔...

بہر حال رسول کریم ﷺ کا بعض لوگوں کو رجم کرنا محض یہودی تعلیم کی اتباع میں تھا لیکن اس کے بعد جب قرآن کریم میں واضح حکم آ گیا تو پہلا حکم بھی بدل گیا اور وہی حکم آج بھی موجود ہے جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے یعنی اگر کسی کی نسبت زنا

کا جرم ان شرائط کے ساتھ ثابت ہو جائے جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں تو اسے سو کوڑے لگائے جائیں۔ کوڑوں کی تشریح قرآن کریم نے بیان نہیں فرمائی لیکن قرآنی الفاظ سے یہ بات ثابت ہے کہ کوڑا ایسی طرز پر مارا جانا چاہئے کہ جسم کو اس کی ضرب محسوس ہو۔ کیونکہ "جَلَدَهٗ بِالسِّيَاطِ" کے معنی ہوتے ہیں: ضَرَبَهٗ بِهَا وَ اَصَابَ جِلْدَهٗ (اقرب) یعنی کوڑے سے اس طرز پر مارا کہ جلد تک اس کا اثر پہنچا۔ پس کسی چیز سے جس کی ضرب اتنی ہو کہ جسم محسوس کرے سزا دینا اور لوگوں کے سامنے سزا دینا اس حکم سے ثابت ہوتا ہے۔ خواہ وہ کوڑا چمڑے کا نہ ہو بلکہ کپڑے کا ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ کوڑا وہی ہو جیسا کہ آج کل عدالتیں استعمال کرتی ہیں اور جس کی ضرب اگر سو (۱۰۰) کی حد تک پہنچے تو انسان غالباً مر جائے۔ سورۂ نساء کی آیت نے ثابت کر دیا ہے کہ ایسے کوڑے مارنے ناجائز ہیں جن کے نتیجہ میں موت وارد ہو جائے۔ ایسے ہی کوڑے مارے جا سکتے ہیں اور اتنی ہی شدت سے مارے جا سکتے ہیں جس سے انسان پر موت وارد ہونے کا کوئی امکان نہ ہو۔ یعنی نہ تو کوڑا ایسا ہونا چاہئے جس سے ہڈی ٹوٹ جائے کیونکہ حل لغات میں بتایا جا چکا ہے کہ جَلَدَهٗ بِالسِّيَاط کے معنوں میں یہ بات داخل ہے کہ صرف جلد کو تکلیف پہنچے ہڈی کے ٹوٹنے یا اس کو نقصان پہنچنے کا کوئی ڈر نہ ہو اور نہ ایسا ہونا چاہئے کہ اس کی ضرب سے انسان پر موت وارد ہونے کا کوئی امکان ہو۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صرف زانی یا زانیہ کا لفظ نہیں رکھا۔ بلکہ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ کے الفاظ رکھے ہیں یعنی الف لام کی زیادتی کی گئی ہے اور الف لام کی زیادتی ہمیشہ معنوں میں تخصیص پیدا کر دیا کرتی ہے۔ پس اس جگہ اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ سے صرف ایسا ہی شخص مراد ہو سکتا ہے جو یا تو زنا کا عادی ہو یا علی الاعلان ایسا فعل کرتا ہو۔ اور اتنا نڈر اور بے باک ہو گیا ہو کہ وہ اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتا ہو کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے یا نہیں یا اس میں شہوت کا مادہ تو نہ ہو اور پھر بھی وہ زنا کرتا ہو جیسے بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت۔ ان معنوں کے لحاظ سے اس حدیث کی بھی ایک رنگ میں تصدیق ہو جاتی ہے جس میں یہ ذکر آتا ہے کہ "الشیخ

والشیخة اذا زنیا فارجموھما البتۃ" ایک بڑی عمر والا مرد یا ایک بڑی عمر والی عورت اگر زنا کریں تو ان کو پتھر مار مار کر مار دو۔ گویا اَلزَّانِیَۃُ وَ الزَّانِیْ کے معنی الشیخ والشیخة کے ہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے رسول کریم ﷺ نے انہی خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔ مگر حضرت عمرؓ نے اس کو غلطی سے قرآنی آیت سمجھ لیا۔ لیکن بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کیلئے بھی قرآن کریم نے فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ کا ہی حکم دیا ہے رجم کا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ یہ بات مجھے لکھ دیجئے تو رسول کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ کی اس بات کو ناپسند فرمایا۔ کیونکہ یہ قرآنی حکم کے خلاف تھی۔ پس اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ سے کامل زانی مراد ہے جو یا تو زنا کا عادی ہو یا اتنا نڈر ہو گیا ہو کہ وہ کھلے بندوں اس فعل کا ارتکاب کرتا ہو۔ یا محصن یعنی شادی شدہ ہو یا بڈھا ہو اور پھر بھی وہ زنا کرتا ہو۔ ایسے تمام لوگوں کے متعلق قرآن کریم یہی کہتا ہے کہ اُن کا جرم ثابت ہونے پر انہیں سو سو کوڑے لگاؤ۔"

(تفسیر کبیر سورۃ نور، زیر آیت اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ جلد ۶ صفحہ ۲۴۸ تا ۲۵۷)

بَاب ۲۲: لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُونُ وَالْمَجْنُونَةُ

دیوانے مرد یا دیوانی عورت کو سنگسار نہ کیا جائے

وَقَالَ عَلِيٌّ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ.

اور حضرت علیؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپؓ کو علم نہیں کہ مجنون اس وقت تک مرفوع القلم ہے جب تک اس کو ہوش نہ آئے اور بچہ بھی جب تک بالغ نہ ہو جائے اور سویا ہوا بھی جب تک کہ وہ بیدار نہ ہو؟

۶۸۱۵: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

۶۸۱۵: یحیٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتَّى رَدَّدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبِكَ جُنُونٌ؟ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ أَحْصَنْتَ؟ قَالَ نَعَمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ.

اور سعید بن مسیب سے، اُن دونوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس وقت آپؐ مسجد میں تھے اس نے آپؐ کو بلند آواز سے پکارا، اور کہا: یارسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپؐ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ یہاں تک کہ اس نے آپؐ کے سامنے چار بار یہی دہرایا۔ جب اس نے چار بار اپنے متعلق یہ اقرار کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور پوچھا: کیا تمہیں جنون ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تو کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو لے جاؤ اور اس کو سنگسار کرو۔

أطرافه: ٥٢٧١، ٦٨٢٥، ٧١٦٧۔

٦٨١٦:...قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ فَكُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَأَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ.

۶۸۱۶: ابن شہاب نے کہا: مجھے اس شخص نے بتایا جس نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں بھی اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو رجم کیا۔ ہم نے اس کو عیدگاہ میں سنگسار کیا۔ جب پتھروں نے اس کو بے قرار کیا تو وہ بھاگ گیا۔ ہم نے اس کو حَرّہ میں جا پکڑا اور پھر اس کو سنگسار کیا۔

أطرافه: ٥٢٧٠، ٥٢٧٢، ٦٨١٤، ٦٨٢٠، ٦٨٢٦، ٧١٦٨۔

بَاب ٢٣: لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

زناکار کو پتھر پڑتے ہیں

٦٨١٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا

۶۸۱۷: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدٌ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ. زَادَ لَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: سعد (بن ابی وقاصؓ) اور عبد بن زمعہؓ نے آپس میں جھگڑا کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبد بن زمعہؓ یہ تمہارا ہے۔ بچہ اُسی کا ہوتا ہے جس کے بستر پر پیدا ہو۔ اور اے سودہؓ! تم اس سے پردہ کیجیو۔ قتیبہ نے لیث سے روایت کرتے ہوئے ہم سے اتنا اور بیان کیا اور زناکار کو پتھر پڑتے ہیں۔

أطرافه: ۲۰۵۳، ۲۲۱۸، ۲٤۲۱، ۲۵۳۳، ۲۷٤۵، ٤۳۰۳، ٦۷٤۹، ٦۷٦۵، ۷۱۸۲۔

٦۸۱۸: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

۶۸۱۸: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ محمد بن زیاد نے ہم سے بیان کیا۔ محمد نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچہ (اُس کا ہے جس کی وہ) بیوی یا لونڈی ہو۔ اور بدکار کو پتھر پڑتے ہیں۔

طرفه: ٦۷۵۰۔

بَاب ٢٤: الرَّجْمُ فِي الْبَلَاطِ[1]

بلاط میں سنگسار کرنا

٦۸۱۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ

۶۸۱۹: محمد بن عثمان بن کرامہ نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن مخلد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سلیمان (بن بلال) سے روایت کی کہ مجھے عبد اللہ

---

[1] بلاط ایسے پتھروں کو کہتے ہیں جن سے گھروں کے فرش بنائے جاتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد وہ معروف جگہ ہے جو مسجدِ نبوی کے دروازے کے قریب پتھروں سے بنے فرش والی تھی۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۱۵۶)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيٍّ وَيَهُودِيَّةٍ قَدْ أَحْدَثَا جَمِيعًا فَقَالَ لَهُمْ مَا تَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمْ قَالُوا إِنَّ أَحْبَارَنَا أَحْدَثُوا تَحْمِيمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْبِيهَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ادْعُهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِالتَّوْرَاةِ فَأُتِيَ بِهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا، فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا. قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ فَرَأَيْتُ الْيَهُودِيَّ أَجْنَأَ عَلَيْهَا.

بن دینار نے بتایا۔ عبداللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو لایا گیا جنہوں نے بدکاری کی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا: تم اپنی کتاب میں کیا حکم پاتے ہو؟ اُنہوں نے کہا: ہمارے علماء نے تو یہ بیان کیا ہے کہ منہ کالا کیا جائے اور اُلٹے رُخ (سواری پر) سوار کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا: یا رسول اللہ! ان سے کہیں کہ تورات لائیں۔ تورات لائی گئی۔ تو اُن میں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ دیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد پڑھا۔ تو حضرت (عبداللہ) بن سلامؓ نے اس سے کہا: اپنا ہاتھ اٹھاؤ تو کیا دیکھا کہ رجم کی آیت اس کے ہاتھ کے نیچے ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق حکم دیا اور وہ سنگسار کئے گئے۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے تھے: اُن کو بلاط کے قریب سنگسار کیا گیا۔ میں نے یہودی کو دیکھا کہ وہ اس یہودی عورت پر جھک گیا تھا۔

أطرافه: ١٣٢٩، ٣٦٣٥، ٤٥٥٦، ٦٨٤١، ٧٣٣٢، ٧٥٤٣۔

بَاب ٢٥: الرَّجْمُ بِالْمُصَلَّى

عید گاہ میں سنگسار کرنا

٦٨٢٠: حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا

٦٨٢٠: محمود (بن غیلان) نے ہم سے بیان کیا کہ

عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِكَ جُنُونٌ؟ قَالَ لَا. قَالَ آحْصَنْتَ؟ قَالَ نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ بِالْمُصَلَّى، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلَّى عَلَيْهِ. وَلَمْ يَقُلْ يُونُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلَّى عَلَيْهِ.

عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زہری سے، زہری نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ اسلم (قبیلہ) کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے زنا کا اقرار کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا، یہاں تک کہ جب اس نے اپنے متعلق چار بار اقرار کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا تمہیں جنون ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے پوچھا: کیا شادی شدہ ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ تب آپؐ نے اس کے متعلق حکم دیا اور اُسے عید گاہ میں سنگسار کیا گیا۔ جب اس کو پتھر پڑنے لگے تو وہ بھاگ گیا۔ پھر اُسے پکڑ لیا گیا اور اس کو سنگسار کیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا اور اُس کا جنازہ پڑھا۔ یونس اور ابن جریج نے زہری سے روایت کرتے ہوئے یہ نہیں کہا کہ آپؐ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللهِ هَلْ قَوْلُهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ يَصِحُّ أَمْ لَا؟ قَالَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ، قِيلَ لَهُ هَلْ رَوَاهُ غَيْرُ مَعْمَرٍ قَالَ لَا.

ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) سے پوچھا گیا کہ حضرت جابرؓ کا یہ کہنا کہ اس کا جنازہ پڑھایا، صحیح ہے یا نہیں۔ (امام بخاریؒ نے) کہا: معمر نے اسے روایت کیا ہے۔ اُن (امام بخاریؒ) سے پوچھا گیا، کیا معمر کے سوا بھی کسی نے اِسے روایت کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا: نہیں۔

أطرافه: ٥٢٧٠، ٥٢٧٢، ٦٨١٤، ٦٨١٦، ٦٨٢٦، ٧١٦٨-

بَاب ٢٦: مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُونَ الْحَدِّ فَأَخْبَرَ الْإِمَامَ فَلَا عُقُوبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ إِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِيًا

جس نے حد سے کم گناہ کیا ہو اور امام کو بتا دیا ہو تو توبہ کرنے کے بعد اس کو کوئی سزا نہ دی جائے جبکہ وہ مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا ہو

قَالَ عَطَاءٌ لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِي جَامَعَ فِي رَمَضَانَ، وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الظَّبْيِ. وَفِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عطاء نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سزا نہیں دی۔ اور ابن جریج نے کہا: جس شخص نے رمضان میں جماع کیا تھا اس کو بھی سزا نہیں دی اور حضرت عمرؓ نے اس شخص کو بھی سزا نہیں دی جس نے احرام میں ہرن کا شکار کیا تھا۔ اور اس کے متعلق ابو عثمان (نہدی) سے مروی ہے کہ اُنہوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے، حضرت ابن مسعودؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

٦٨٢١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ فَاسْتَفْتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً؟ قَالَ لَا. قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ؟ قَالَ لَا. قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا.

۶۸۲۱: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے حمید بن عبدالرحمٰن سے، حمید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا۔ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم ایک گردن آزاد کرنے کی طاقت رکھتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم دو مہینے روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

أطرافه: ١٩٣٦، ١٩٣٧، ٢٦٠٠، ٥٣٦٨، ٦٠٨٧، ٦١٦٤، ٦٧٠٩، ٦٧١٠، ٦٧١١۔

٦٨٢٢: وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ احْتَرَقْتُ، قَالَ مِمَّ ذَاكَ. قَالَ وَقَعْتُ بِامْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ. قَالَ لَهُ تَصَدَّقْ. قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ فَجَلَسَ، وَأَتَاهُ إِنْسَانٌ يَسُوقُ حِمَارًا وَمَعَهُ طَعَامٌ – قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ مَا أَدْرِي مَا هُوَ – إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ فَقَالَ هَا أَنَا ذَا قَالَ خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ عَلَى أَحْوَجَ مِنِّي؟ مَا لِأَهْلِي طَعَامٌ قَالَ فَكُلُوهُ .قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ الْحَدِيثُ الْأَوَّلُ أَبْيَنُ قَوْلُهُ أَطْعِمْ أَهْلَكَ.

۶۸۲۲: اور لیث نے عمرو بن حارث سے یوں نقل کیا۔ اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے، عبدالرحمٰن نے محمد بن جعفر بن زبیر سے، اُنہوں نے عباد بن عبداللہ بن زبیر سے، عباد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ ایک شخص مسجد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا: میں جل گیا۔ آپؐ نے فرمایا: کس سے جل گیا؟ وہ بولا۔ رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: صدقہ دو۔ وہ کہنے لگا: میرے پاس تو کچھ نہیں اور یہ کہہ کر بیٹھ گیا اور آپؐ کے پاس ایک شخص گدھا ہانکتے ہوئے آیا۔ اس کے ساتھ کھانے کی کوئی چیز تھی۔ عبدالرحمٰن نے کہا: میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو آپؐ نے پوچھا: وہ جلنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں یہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اسے لو اور اس کو صدقہ میں دے دو۔ اس نے کہا: کیا اس کو جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو؟ میرے گھر والوں کے پاس تو کھانے کو کوئی چیز نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر تم ہی اسے کھاؤ۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: پہلی حدیث زیادہ واضح ہے یعنی اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔

طرفہ: ۱۹۳۵۔

بَاب ۲۷ : إِذَا أَقَرَّ بِالْحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَسْتُرَ عَلَيْهِ؟

اگر کوئی اس جرم کا اقرار کرے جس کی شرعی سزا مقرر ہے اور وہ کھول کر بیان نہ کرے تو کیا امام کا اختیار ہے کہ وہ اس کی پردہ پوشی کرے

۶۸۲۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ. قَالَ وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ قَالَ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللهِ قَالَ أَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ أَوْ قَالَ حَدَّكَ.

۶۸۲۳: عبد القدوس بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن عاصم کلابی نے مجھے بتایا۔ ہمام بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے ہمیں بتایا۔ اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ اتنے میں ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میں نے ایسا گناہ کیا ہے کہ جس پر شرعی سزا لازم آتی ہے۔ اس لئے آپ مجھے سزا دیں۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: آپؐ نے اس سے اس گناہ کے متعلق نہیں پوچھا۔ کہتے تھے اور نماز کا وقت آ گیا تھا تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو وہ شخص اُٹھ کر آپؐ کے پاس گیا اور کہا: یارسول اللہ! میں نے ایسا گناہ کیا ہے کہ جس پر شرعی سزا لازم آتی ہے اس لئے آپؐ میرے متعلق اللہ کا حکم نافذ کریں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ اس نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر اللہ نے تم پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے تمہارے گناہ کو معاف کر دیا ہے۔ ذَنْبَكَ کا لفظ فرمایا یا حَدَّكَ کا۔

بَاب ۲۸: هَلْ يَقُولُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ

کیا امام اقرار کرنے والے سے یوں کہے شاید تم نے چھوا ہو گا یا آنکھ سے اشارہ کیا ہو گا

٦٨٢٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا أَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ؟ قَالَ لَا يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ أَنِكْتَهَا؟ لَا يَكْنِي قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهِ.

۶۸۲۴: عبداللہ بن محمد جعفی نے ہم سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہمیں بتایا۔ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے یعلیٰ بن حکیم سے سنا۔ اُنہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: جب ماعز بن مالکؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ نے اُس سے فرمایا: شاید تم نے بوسہ لیا ہو گا یا اشارہ کیا ہو گا یا دیکھا ہو گا۔ اُس نے کہا: نہیں یارسول اللہ۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تم نے اس سے جماع کیا؟ آپؐ نے کنایہ سے نہیں پوچھا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: تب آپؐ نے اُس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

تشریح: هَلْ يَقُولُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ: کیا امام اقرار کرنے والے سے یوں کہے شاید تم نے چھوا ہو گا یا آنکھ سے اشارہ کیا ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور تاثیراتِ روحانی نے صحابہ کے اندر جو پاک انقلاب پیدا کیا اس کی ایک مثال زیرِ باب حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ شیخ رحمت اللہ خان شاکر صاحب نے اس واقعہ کو نہایت دلنشین پیرایہ میں تحریر کیا ہے۔ اُنہی کے الفاظ میں یہ تحریر پیش ہے: ”صحابہ کرام راستی اور صدق بیانی کے پیکر اور سچائی و راستبازی کی جیتی جاگتی تصویریں تھے۔ عام حالات واقعات میں ان کی راست بیانی کا تذکرہ گویا ان کے مقام صدق کی توہین ہے۔ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا نقصان اور خوفناک سے خوفناک سزا کا خوف بھی ان کو جادہ صداقت سے منحرف نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اپنی جان پر کھیل جاتے لیکن کیا مجال کہ کوئی خلاف واقعہ حرف زبان پر لائیں۔ اور روحانی لحاظ سے کوئی نمایاں مقام رکھنے والے تو درکنار ان کے کمزور بھی غلط بیانی کی جرات نہ کر سکتے تھے۔ حتی کہ اگر کسی سے بتقاضائے بشریت کوئی غلطی بھی سرزد ہو جاتی تو وہ سزا کے خوف یا عقوبت کے خیال سے اسے چھپانے کا وہم بھی دل میں نہ لا سکتے تھے۔ بلکہ عواقب سے بالکل بے نیاز ہو کر صاف صاف اقرار کر لیتے تھے۔..... حضرت ماعز بن مالک ایک نوجوان صحابی تھے۔ انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے۔ اور شیطان اسے جادہ صراط

سے منحرف کرنے کے لیے اس طرح اس کی تاک میں لگا رہتا ہے کہ ہر وقت اس سے خطا کے صدور کا امکان ہے۔ چنانچہ وہ بھی اس بہکانے میں آ گئے۔ ایک دفعہ ان سے زناء کی لغزش سرزد ہوئی۔ یہ کوئی معمولی لغزش نہ تھی اور شریعت اسلامی میں اس کی سزا سے وہ ناواقف بھی نہ تھے۔ لیکن صحابہ کرام اپنی خطا کی سزا اس دنیا میں برداشت کر لینا خدا تعالیٰ کے حضور گنہگار ہونے کی حیثیت میں جانا بہت زیادہ آسان سمجھتے تھے۔ چنانچہ بعد میں انہیں جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو دامن صبر قرار ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ غفلت کا پردہ اٹھتے ہی اللہ تعالیٰ کا رعب ایسا طاری ہوا کہ بے چین ہو گئے اور بے تاب ہو کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ اور عرض کیا یارسول اللہ مجھے پاک کیجئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے چشم پوشی سے کام لیا اور فرمایا جاؤ خدا تعالیٰ سے مغفرت چاہو اور اس کے حضور توبہ کرو۔ ماعز یہ جواب سن کر لوٹے مگر جو لغزش ہو چکی تھی اس نے اطمینان قلب ختم کر دیا تھا۔ طبیعت پر اس کا اس قدر بوجھ تھا کہ جلد از جلد اس کو دور کرنا چاہتے تھے۔ دل کو سکون نہ تھا۔ ارشاد کی تعمیل میں واپس تو ہو گئے لیکن تھوڑی دور جا کر پھر واپس آئے۔ اور پھر دل کی بیتابی سے مجبور ہو کر عرض کیا یارسول اللہ مجھے پاک کیجئے۔ آپ نے پھر چشم پوشی فرمائی اور پھر یہی جواب دیا کہ جاؤ خدا تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔ اور اسی کے حضور توبہ کرو۔..... یہ ارشاد سن کر آپ لوٹنے کو تو پھر لوٹ گئے مگر قلبی کیفیت نے بالکل بے بس کر رکھا تھا۔ قدم اٹھاتے آگے کو اور پڑتا پیچھے کی طرف تھا۔ بس ایک ہی خیال دل میں جاگزیں تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس گند اور فسق و فجور کی آلائش سے اپنا دامن پاک کریں۔ اس لیے چند قدم جانے کے بعد پھر ایک وارفتگی کے عالم میں واپس ہوئے اور پھر یہی درخواست کی یارسول اللہ مجھے پاک کیجئے۔ اس پر آپ نے فرمایا تم کس چیز سے پاک ہونا چاہتے ہو۔ ماعز نے نہایت ندامت اور شرمساری کے لہجہ میں عرض کیا زنا کی گندگی سے۔ ان کی یہ صاف بیانی اور رضاکارانہ اقبال جرم کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کو بھی حیرت ہوئی۔ اور آپ نے لوگوں سے پوچھا یہ شخص مجنون تو نہیں۔ اور اس کی یہ باتیں کسی دماغی عارضہ کا نتیجہ تو نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ نہیں۔ اس کی دماغی حالت بالکل درست ہے۔ لیکن آپ شرعی حدود قائم کرنے سے قبل چونکہ تمام پہلوؤں کو اچھی طرح معلوم کرنا ضروری سمجھتے تھے اس لیے پھر فرمایا کہ اس نے شراب تو نہیں پی ہوئی۔ ایک شخص نے قریب جا کر منہ سونگھا۔ تو معلوم ہوا کہ ایسا نہیں اور منہ سے شراب کی بو نہیں آتی تھی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا۔ ماعز کیا تم نے واقعی زنا کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یارسول اللہ واقعی مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی۔ اس پر آپ نے سنگساری کا حکم دیا۔ حضرت عمرؓ نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ انہوں نے خدا کی ستاری کی پرواہ نہیں کی۔ اس لیے انہیں شریعت کی ظاہری سزا بھگتنی پڑی۔ اگر وہ توبہ اور استغفار کرتے تو اللہ تعالیٰ ستار ہے۔ ان کی سچی توبہ پر ویسے بھی بخش دیتا اور انہیں اس سزا سے بھی بچا لیتا۔" (مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے، راست گفتاری اور صاف گوئی، صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۸)

بَاب ۲۹: سُؤَالُ الْإِمَامِ الْمُقِرَّ هَلْ أَحْصَنْتَ؟

امام کا اقرار کرنے والے سے پوچھنا کیا تم شادی شدہ ہو؟

۶۸۲۵: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ ۶۸۲۵: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں

حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي زَنَيْتُ - يُرِيدُ نَفْسَهُ - فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَجَاءَ لِشِقِّ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي أَعْرَضَ عَنْهُ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبِكَ جُنُونٌ؟ قَالَ لَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ أَحْصَنْتَ؟ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ اذْهَبُوا فَارْجُمُوهُ.

نے کہا: لیث نے مجھے بتایا کہ عبدالرحمٰن بن خالد نے مجھ سے بیان کیا۔ عبدالرحمٰن نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابن مسیب اور ابوسلمہ سے روایت کی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: لوگوں میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت آپؐ مسجد میں تھے۔ اس نے آپؐ سے پکار کر کہا: یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ اس سے اس کی مراد اپنے تئیں تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منہ پھیر لیا تو وہ ہٹ کر اُسی طرف گیا جس طرف کہ آپؐ نے اپنا منہ پھیرا تھا۔ اور کہا: یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپؐ نے پھر اس سے منہ پھیر لیا۔ تو وہ پھر اسی طرف آیا جس طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیرا تھا۔ جب اس نے چار دفعہ اقرار کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور پوچھا: کیا تمہیں جنون ہے؟ اس نے کہا: نہیں یارسول اللہ۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے کہا: ہاں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ اس کو سنگسار کرو۔

أطرافه: ٥٢٧١، ٦٨١٥، ٧١٦٧-

٦٨٢٦: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ فَكُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتَّى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ

۶۸۲۶: ابن شہاب نے کہا: مجھے اس نے بتایا جس نے حضرت جابرؓ سے سنا، وہ کہتے تھے: میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس پر پتھر پھینکے۔ ہم نے عیدگاہ میں اس کو سنگسار کیا۔ جب پتھروں

فَرَجَمْنَاهُ. نے اس کو بے قرار کیا تو دوڑ پڑا۔ ہم نے حَرّہ میں جا کر اس کو پکڑ لیا اور پھر اس کو سنگسار کر دیا۔

أطرافه: ٥٢٧٠، ٥٢٧٢، ٦٨١٤، ٦٨١٦، ٦٨٢٠، ٧١٦٨۔

بَاب ۳۰: اَلِاعْتِرَافُ بِالزِّنَا

زنا کا اقرار

٦٨٢٧، ٦٨٢٨: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللهَ إِلَّا مَا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ. فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَأْذَنْ لِي، قَالَ قُلْ، قَالَ إِنَّ ابْنِي هَذَا كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ، الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ

۶۸۲۷، ۶۸۲۸: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: ہم نے یہ حدیث زہری کے منہ سے سن کر یاد رکھی۔ زہری نے کہا عبید اللہ (بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود) نے مجھے خبر دی کہ اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن خالدؓ سے سنا۔ وہ دونوں کہتے تھے۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا، اور کہنے لگا: میں آپؐ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپؐ کو ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق ہی فیصلہ کرنا ہوگا۔ (یہ سن کر) وہ شخص کھڑا ہوا جس سے اس کا جھگڑا تھا اور یہ اُس درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ فرماویں اور مجھے اجازت دیں (کہ میں بیان کروں) آپؐ نے فرمایا: کہو۔ اس نے کہا: میرا بیٹا اس کے پاس ملازم سے زیادہ سمجھ دار تھا اس نے کہا: آپؐ ہمارے تھا اور اُس نے اِس کی بیوی سے زنا کیا۔ میں نے ایک سو بکریاں اور ایک نوکر دے کر اِس سے اُس کو چھڑا لیا۔ پھر میں نے اہل علم میں سے کئی افراد سے مسئلہ پوچھا اُنہوں نے مجھے بتایا کہ میرے

مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ. وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا، فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا. قُلْتُ لِسُفْيَانَ لَمْ يَقُلْ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَقَالَ الشَّكُّ فِيهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُّ.

بیٹے کو سو کوڑے پڑنے چاہیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے اور اس کی بیوی کو سنگسار کیا جائے۔ (یہ سن کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان اللہ جل ذکرہ کی کتاب کے موافق ہی فیصلہ کروں گا۔ ایک سو بکری اور وہ نوکر واپس لئے جائیں اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے، اور اے اُنیسؓ! اس عورت کے پاس صبح جاؤ اگر اس نے اقرار کیا تو پھر اس کو سنگسار کرو۔ چنانچہ حضرت اُنیسؓ اس کے پاس گئے اور اس نے اقرار کیا اور حضرت اُنیسؓ نے اس کو سنگسار کیا۔ میں نے سفیان سے کہا: اس شخص نے یوں نہیں کہا تھا کہ علماء نے مجھے بتایا ہے کہ میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے تو سفیان نے کہا: میں بھی اس کے متعلق شک رکھتا ہوں کہ میں نے یہ زہری سے سنا اس لئے کبھی تو میں نے اسے بیان کیا اور کبھی میں خاموش رہا۔

أطراف الحديث ٦٨٢٧: ٢٣١٥، ٢٦٩٥، ٢٧٢٤، ٦٦٣٣، ٦٨٣٣، ٦٨٣٥، ٦٨٤٢، ٦٨٥٩، ٧١٩٣، ٧٢٥٨، ٧٢٦٠، ٧٢٧٨۔

أطراف الحديث ٦٨٢٨: ٢٣١٤، ٢٦٤٩، ٢٦٩٦، ٢٧٢٥، ٦٦٣٤، ٦٨٣١، ٦٨٣٦، ٦٨٤٣، ٦٨٦٠، ٧١٩٤، ٧٢٥٩، ٧٢٧٩۔

٦٨٢٩: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

۶۸۲۹: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے عبیداللہ سے، عبیداللہ نے

قَالَ قَالَ عُمَرُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتَّى يَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللهُ أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى وَقَدْ أَحْصَنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَمْلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ. قَالَ سُفْيَانُ كَذَا حَفِظْتُ أَلَا وَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: حضرت عمرؓ کہتے تھے: مجھے تو یہ ڈر پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں لوگوں پر اتنا زیادہ زمانہ نہ گزر جائے کہ کوئی کہنے والا یہ کہے کہ کتاب اللہ میں رجم کا حکم ہم نہیں پاتے اور اس سے وہ اس فرض کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں جس کو اللہ نے نازل کیا۔ سنو! جس شخص نے زنا کیا اور وہ شادی شدہ ہو اسے سنگسار کرنا ضروری ہے بشرطیکہ ثبوت بہم پہنچ گیا ہو یا حمل ہو یا اقرار ہو۔ سفیان نے کہا: مجھے یوں یاد ہے۔ سنو! اور رسول اللہ ﷺ نے بھی زناکار کو سنگسار کیا اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد سنگسار کیا۔

أطرافه: ٢٤٦٢، ٣٤٤٥، ٣٩٢٨، ٤٠٢١، ٦٨٣٠، ٧٣٢٣۔

تشریح: اَلِاعْتِرَافُ بِالزِّنَا: زنا کا اقرار۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اقرار کے متعلق بھی یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ اقرار وہ ہے جو بغیر جبر اور تشدد کے ہو ورنہ پولیس کئی دفعہ مار پیٹ کر بھی اقرار کروا لیتی ہے حالانکہ وہ اقرار صرف جبر کا نتیجہ ہوتا ہے۔ پھر یہ اقرار ایک دفعہ کافی نہیں بلکہ چار دفعہ بغیر پولیس کے قاضی کے سامنے اقرار ہونا چاہئے۔ اور اقرار بھی قسمیہ ہونا چاہئے۔ تب اس کو حد لگے گی۔ لیکن اگر ایسا شخص چار دفعہ اقرار کرنے کے باوجود بعد میں انکار کر دے تو اس کو حد زنا نہیں لگے گی۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ نور، زیر آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ جلد ۶ صفحہ ۲۶۱)

بَاب ۳۱: رَجْمُ الْحُبْلَى مِنَ الزِّنَا إِذَا أَحْصَنَتْ

زنا کی وجہ سے حاملہ عورت کو سنگسار کرنا بشرطیکہ وہ شادی شدہ ہو

٦٨٣٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ

۶۸۳۰: عبد العزیز بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے صالح

عَنْ صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِي مَنْزِلِهِ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا أَتَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ الْيَوْمَ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلْ لَكَ فِي فُلَانٍ يَّقُولُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا فَوَاللّٰهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ، فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ إِنِّي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَقَائِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَّغْصِبُوهُمْ أُمُورَهُمْ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَهُمْ فَإِنَّهُمْ هُمُ الَّذِينَ يَغْلِبُونَ عَلَى قُرْبِكَ حِينَ تَقُومُ فِي النَّاسِ وَأَنَا أَخْشَى أَنْ تَقُومَ فَتَقُولَ مَقَالَةً يُّطَيِّرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطَيِّرٍ

(بن کیسان) سے، صالح نے زُہری سے، انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے، عبید اللہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں مہاجرین میں سے کئی افراد کو قرآن پڑھایا کرتا تھا۔ اُن میں سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ بھی تھے۔ ایک بار میں اُن کے اس گھر میں تھا جو مِنیٰ میں ہے اور وہ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ یہ واقعہ اس آخری حج کا ہے جو حضرت عمرؓ نے کیا۔ حضرت عبد الرحمٰنؓ میرے پاس واپس آئے تو انہوں نے کہا: کاش تم بھی اس شخص کو دیکھتے جو آج امیر المؤمنین کے پاس آیا اور کہنے لگا: امیر المؤمنین! کیا آپ کو فلاں شخص کے متعلق علم ہوا جو کہتا ہے اگر حضرت عمرؓ فوت ہو گئے تو میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ اللہ کی قسم! حضرت ابو بکرؓ کی بیعت تو یونہی افراتفری میں غلطی سے ہو گئی تھی اور وہ سر انجام پا گئی۔ (یہ سن کر) حضرت عمرؓ رنجیدہ ہوئے۔ پھر اُنہوں نے کہا: اگر اللہ نے چاہا تو میں آج شام لوگوں میں کھڑا ہوں گا اور اُنہیں ان لوگوں سے چوکس کروں گا جو ان کے معاملات کو زبردستی اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں۔ حضرت عبد الرحمٰنؓ کہتے تھے۔ میں نے کہا: امیر المؤمنین! ایسا نہ کریں کیونکہ حج میں برے بھلے ہر قسم کے عوام اکٹھے ہوتے ہیں تو جب آپ لوگوں میں کھڑے ہوں گے تو یہی لوگ آپ کے

وَأَنْ لَا يَعُوهَا وَأَنْ لَا يَضَعُوهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا فَأَمْهِلْ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ فَتَقُولَ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا فَيَعِي أَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ وَيَضَعُونَهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا. فَقَالَ عُمَرُ أَمَا وَاللهِ – إِنْ شَاءَ اللهُ – لَأَقُومَنَّ بِذَلِكَ أَوَّلَ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فِي عُقْبِ ذِي الْحَجَّةِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ حَتَّى أَجِدَ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا إِلَى رُكْنِ الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِي رُكْبَتَهُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلًا قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ لَيَقُولَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقُلْهَا مُنْذُ اسْتُخْلِفَ فَأَنْكَرَ عَلَيَّ وَقَالَ مَا عَسَيْتَ أَنْ يَّقُولَ مَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَهُ، فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ

قریب اکٹھے ہو جائیں گے اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ کھڑے ہو کر جو بات کریں گے اُسے اڑانے والا آپ کے متعلق کچھ اور کا اور نہ اڑا دے اور لوگ اسے نہ سمجھیں اور مناسب محل پر اسے چسپاں نہ کریں۔ آپ اس وقت تک انتظار کریں کہ مدینہ میں پہنچیں کیونکہ وہ ہجرت اور سنت کا مقام ہے۔ آپ سمجھدار اور شریف لوگوں کو الگ کر کے جو آپ نے کہنا ہو اطمینان سے کہیں۔ اہل علم آپ کی بات سمجھیں گے اور مناسب محل پر اسے چسپاں کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اچھا بخدا مدینہ میں مَیں پہلی بار جو خطبے کے لئے کھڑا ہوں گا تو انشاء اللہ یہ بات بیان کروں گا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: ہم مدینہ ذی الحج کے اخیر میں پہنچے۔ جب جمعہ کا دن ہوا جونہی کہ سورج ڈھلا میں جلدی (مسجد میں) آ گیا۔ وہاں (پہنچ کر) میں سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ کو منبر کے پاس بیٹھے ہوئے پاتا ہوں۔ میں بھی اُن کے پاس بیٹھ گیا۔ میرا گھٹنا اُن کے گھٹنے سے لگ رہا تھا۔ میں تھوڑی ہی دیر ٹھہرا تھا کہ حضرت عمر بن خطابؓ باہر تشریف لائے۔ جب میں نے اُنہیں سامنے سے آتے دیکھا میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ سے کہا: آج حضرت عمرؓ ایسی بات کہیں گے جو اُنہوں نے جب سے کہ وہ خلیفہ ہوئے ہیں نہیں کہی۔ اُنہوں نے میری بات

بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ:

قبول نہیں کی۔ اور کہنے لگے: اُمید نہیں کہ وہ ایسی بات کہیں جو انہوں نے اس سے پہلے نہیں کہی۔ حضرت عمرؓ منبر پر بیٹھ گئے۔ جب اذان دینے والے خاموش ہو گئے وہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی وہ تعریف کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر کہا:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِي أَنْ أَقُولَهَا لَا أَدْرِي لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيْ أَجَلِي فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ وَمَنْ خَشِيَ أَنْ لَا يَعْقِلَهَا فَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ. إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا. رَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ، فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ وَاللهِ مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللهُ وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ

امابعد! میں تم سے ایک ایسی بات کہنے لگا ہوں کہ میرے لئے مقدر تھا کہ میں وہ کہوں۔ میں نہیں جانتا کہ شاید یہ بات میری موت کے قریب کی ہو۔ اس لئے جس نے اس بات کو سمجھا اور اچھی طرح یاد رکھا تو جہاں بھی اس کی اونٹنی اس کو پہنچا دے وہ اس بات کو بیان کرے اور جس کو یہ خدشہ ہو کہ اس نے اس کو نہیں سمجھا تو میں کسی کے لئے جائز نہیں رکھتا کہ وہ میرے متعلق جھوٹ کہے۔ اللہ نے محمد ﷺ کو سچائی کے ساتھ بھیجا اور آپؐ پر کتاب نازل کی تو اُن احکام میں سے جو اللہ نے نازل کئے رجم کا حکم بھی ہے۔ ہم نے اس حکم کو پڑھا، اور ہم نے اس کو سمجھا اور ہم نے اس کو اچھی طرح یاد رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی سنگسار کیا اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد سنگسار کیا اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں لوگوں پر اتنا لمبا زمانہ نہ گزر جائے کہ کوئی کہنے والا کہے، اللہ کی قسم ہم تو کتاب اللہ میں رجم کا حکم نہیں پاتے اور پھر وہ ایک فرض کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں۔ اللہ نے اس حکم کو نازل کیا اور اللہ کی کتاب کے مطابق رجم کی سزا اس شخص کے لئے

كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللهِ أَنْ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ أَوْ إِنَّ كُفْرًا بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ أَلَا ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُونِي كَمَا أُطْرِيَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَقُولُوا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُولُ وَاللهِ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَقُولَ إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ. أَلَا وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذَلِكَ وَلَكِنَّ اللهَ وَقَى شَرَّهَا وَلَيْسَ فِيكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ. مَنْ بَايَعَ رَجُلًا مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُبَايِعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِينَ تَوَفَّى اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعَ

نہایت ہی ضروری ہے جس نے زنا کیا بشرطیکہ وہ شادی شدہ ہو، مرد ہوں یا عورتیں۔ بشرطیکہ ثبوت بہم پہنچ جائے یا حمل ہو یا اقرار ہو۔ پھر کتاب اللہ میں جو ہم پڑھا کرتے تھے اس میں یہ بھی پڑھا کرتے تھے کہ اپنے باپ دادوں سے روگردانی نہ کرو کیونکہ یہ تمہاری ناشکری ہو گی کہ اپنے باپ دادوں سے روگردانی کرو۔ یا کہا کہ یقیناً یہ تمہاری ناشکری ہو گی کہ تم اپنے باپ دادوں سے روگردانی کرو۔ سنو! پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسا کہ عیسیٰ بن مریمؑ کی تعریف میں مبالغہ کیا گیا اور تم یہ کہو کہ وہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ پھر مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے کوئی کہنے والا یہ کہتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر عمرؓ کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ اس لئے کوئی شخص دھوکا میں رہ کر یہ نہ کہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت یونہی افراتفری میں ہو گئی تھی اور وہ سرانجام پا گئی۔ سنو! بے شک وہ بیعت اسی طرح جلدی میں ہوئی تھی لیکن اللہ نے اس افراتفری کے شر سے بچائے رکھا اور تم میں حضرت ابوبکرؓ جیسا کوئی نہیں ہے کہ جس کے پاس اونٹوں پر سوار ہو کر لوگ آئیں۔ جس نے مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی شخص کی بیعت کی تو اس کی بیعت نہ کی جائے اور نہ اس شخص کی جس نے اس کی بیعت کی۔ نتیجۃً وہ دونوں اپنی جان سے

الْمُهَاجِرُونَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هَؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا نُرِيدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا أَيْنَ تُرِيدُونَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ؟ فَقُلْنَا نُرِيدُ إِخْوَانَنَا هَؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَقْرَبُوهُمْ اقْضُوا أَمْرَكُمْ، فَقُلْتُ وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ مُزَمَّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا هَذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ. فَقُلْتُ مَا لَهُ؟ قَالُوا يُوعَكُ. فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيلًا تَشَهَّدَ خَطِيبُهُمْ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ:

فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللهِ وَكَتِيبَةُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ فَإِذَا هُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْتَزِلُونَا مِنْ أَصْلِنَا وَأَنْ

ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ اور (اصل میں) ہمارا واقعہ یوں ہوا تھا کہ جب اللہ نے نبی ﷺ کو وفات دی تو انصار نے ہماری رائے سے اختلاف کیا اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہو گئے اور علیؓ اور زبیرؓ اور جو اُن دونوں کے ساتھ تھے اُنہوں نے بھی ہم سے اختلاف کیا۔ اور مہاجرین اکٹھے ہو کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: ابوبکرؓ! آئیں ہم اپنے ان انصار بھائیوں کے پاس چلیں۔ ہم اُنہی کا قصد کرتے ہوئے چلے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ان میں سے دو نیک آدمی ہمیں ملے اور جس مشورے پر وہ لوگ بالاتفاق آمادہ تھے ان دونوں نے اس کا ذکر کیا اور اُنہوں نے کہا: اے مہاجرین کی جماعت! آپ لوگ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا: ہم ان انصار بھائیوں کو ملنا چاہتے ہیں۔ ان دونوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ آپ کے لیے یہی مناسب ہے کہ اُن کے پاس نہ جائیں۔ جو آپ نے فیصلہ کرنا ہے وہ خود ہی کر لیں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے اور ہم یہ کہہ کر چل پڑے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں اُن کے پاس پہنچے۔ تو کیا دیکھا کہ ایک شخص ان کے درمیان چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے

يَّحْضُنُونَا مِنَ الْأَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ قَدْ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِي أُرِيدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ وَكُنْتُ أُدَارِي مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رِسْلِكَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِنِّي وَأَوْقَرَ، وَاللهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِي فِي تَزْوِيرِي إِلَّا قَالَ فِي بَدِيهَتِهِ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتَّى سَكَتَ، فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ وَلَنْ يُعْرَفَ هَذَا الْأَمْرُ إِلَّا لِهَذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَّدَارًا وَقَدْ رَضِيتُ لَكُمْ أَحَدَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوا أَيَّهُمَا شِئْتُمْ فَأَخَذَ بِيَدِي وَيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا، كَانَ وَاللهِ أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِي لَا يُقَرِّبُنِي ذَلِكَ مِنْ إِثْمٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ

کہا: یہ سعد بن عبادہؓ ہیں۔ میں نے پوچھا: ان کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ انہیں بخار ہو رہا ہے۔ جب ہم تھوڑی دیر بیٹھے تو ان کے خطیب نے کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ کی وہ تعریف کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر اُس نے کہا:

اما بعد ہم اللہ کے انصار ہیں اور اسلام کی فوج ہیں اور تم اے مہاجرین کی جماعت! تھوڑے سے لوگ ہو اور تمہاری قوم سے ایک قلیل سی جماعت نکل کر آئی تھی تو کیا ہے کہ وہ لوگ اب چاہتے ہیں کہ وہ ہماری بیخ کنی کریں اور ہمیں تھپکی دے کر اس خلافت سے الگ کریں۔ جب وہ خاموش ہو گیا تو میں نے چاہا کہ بات کروں اور میں نے بھی ایک تقریر تیار کر رکھی تھی جو مجھے عمدہ معلوم ہوتی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ سے پہلے اس کو بیان کروں اور کسی حد تک حضرت ابوبکرؓ کے رنج کو دور کروں۔ جب میں نے بولنا چاہا تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا: ذرا ٹھہرو، اور میں نے ناپسند کیا کہ میں انہیں ناراض کروں اور حضرت ابوبکرؓ نے تقریر کی اور وہ مجھ سے زیادہ زیرک اور باوقار تھے۔ اللہ کی قسم جو بات بھی مجھے اپنے خیال میں عمدہ معلوم ہوئی تھی انہوں نے فی البدیہہ وہی کہی یا اس سے بہتر کہی اور کہہ کر خاموش ہو گئے۔ انہوں نے یہ کہا

عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ تُسَوِّلَ إِلَيَّ نَفْسِي عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ الْآنَ، فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ، مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكَثُرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ حَتَّى فَرِقْتُ مِنَ الِاخْتِلَافِ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُونَ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْأَنْصَارُ. وَنَزَوْنَا عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقُلْتُ قَتَلَ اللَّهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ. قَالَ عُمَرُ وَإِنَّا وَاللَّهِ مَا وَجَدْنَا فِيمَا حَضَرْنَا مِنْ أَمْرٍ أَقْوَى مِنْ مُبَايَعَةِ أَبِي بَكْرٍ خَشِينَا إِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةٌ أَنْ يُبَايِعُوا رَجُلًا مِنْهُمْ بَعْدَنَا فَإِمَّا بَايَعْنَاهُمْ عَلَى مَا لَا نَرْضَى وَإِمَّا نُخَالِفُهُمْ فَيَكُونُ فَسَادٌ فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلَى غَيْرِ مَشُورَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُتَابَعُ هُوَ

تھا جو تم نے اپنی فضیلت کے متعلق بیان کیا ہے تو تم اس کے اہل ہو اور یہ خلافت سوائے قریش کے اس خاندان کے اور کسی کے لئے ہرگز تسلیم نہیں کی جائے گی۔ نسب اور خاندان کے لحاظ سے وہ تمام عربوں میں سب سے اعلیٰ ہیں اور میں نے تمہارے لئے ان دو شخصوں میں سے ایک کو پسند کیا ہے ان دونوں میں سے جس کی تم چاہو بیعت کر لو۔ یہ کہہ کر انہوں نے میرا ہاتھ اور ابو عبیدہ بن جراحؓ کا ہاتھ پکڑا اور وہ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ اس بات کے سوا میں نے اور کوئی بات ناپسند نہیں کی جو انہوں نے کہی۔ اللہ کی قسم! یہ حال تھا کہ اگر مجھے آگے بڑھا کر میری گردن اڑا دی جاتی تا کہ یہ موت مجھے کسی گناہ کے قریب نہ پھٹکنے دے تو مجھے یہ بات زیادہ پسند تھی اس سے کہ میں ایسی قوم کا امیر بنوں کہ جس میں حضرت ابو بکرؓ ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ میرا نفس موت کے وقت میرے سامنے کوئی اور بات خوبصورت کر کے پیش کرتا جس کو اب میں اپنے اندر نہیں پا رہا۔ اس پر انصار میں سے ایک کہنے والا بول پڑا۔ میں اس معاملہ میں وہ لکڑی ہوں جس سے کھجلی کی جاتی ہے اور وہ پھلدار کھجور ہوں جس کے اردگرد باڑ لگی ہو۔ اے قریش کی جماعت! ہم میں سے بھی ایک امیر ہو اور تم میں سے بھی ایک امیر ہو۔ اس پر بہت شور مچا اور

وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا.

آوازیں اتنی بلند ہوئیں کہ میں ڈر گیا کہیں اختلاف نہ ہو جائے۔ میں نے کہا: ابو بکرؓ اپنا ہاتھ بڑھائیں تو اُنہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ میں نے اُن کی بیعت کی اور مہاجرین نے اُن کی بیعت کی اس کے بعد انصار نے ان کی بیعت کر لی اور ہم سعد بن عبادہؓ کے پاس گئے تو انصار میں سے ایک کہنے والے نے کہا: تم نے سعد بن عبادہؓ کو مار ڈالا۔ میں نے کہا: اللہ نے سعد بن عبادہؓ کو مارا۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے: اور بخدا ہم جس مشورے کے لئے آئے تھے اس میں حضرت ابو بکرؓ کی بیعت سے زیادہ ضروری کسی اور بات کو نہ پایا۔ ہم ڈر گئے کہ اگر ہم لوگوں سے ایسی حالت میں الگ ہو گئے کہ کوئی بھی بیعت نہ ہو تو وہ ہمارے بعد اپنے میں سے کسی ایسے شخص کی بیعت نہ کر لیں کہ جس کی یا تو ہم ایسی حالت میں بیعت کر لیتے کہ ہم پسند نہ کر رہے ہوتے اور یا ہم اس کی مخالفت کرتے اور اس سے فساد ہوتا۔ اس لئے جس نے مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی شخص کی بیعت کی تو پھر اس کی پیروی نہ کی جائے اور نہ ہی اس شخص کی پیروی کی جائے جس نے اس کی بیعت کی ہو ایسا نہ ہو کہ کہیں وہ دونوں اپنی جان گنوا بیٹھیں۔

أطرافُه: ٢٤٦٢، ٣٤٤٥، ٣٩٢٨، ٤٠٢١، ٦٨٢٩، ٧٣٢٣۔

بَاب ۳۲: الْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ

(زنا کرنے والے) کنوارے مرد اور کنواری عورت دونوں کو کوڑے مارے جائیں اور وطن سے نکالا جائے

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّ الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (النور:۳، ٤)

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَأْفَةٌ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ.

(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) زناکار مرد اور زناکار عورت اُن دونوں میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو اور اللہ کی جزا سزا کے جاری کرنے میں تمہیں اُن کے متعلق ترس نہ آئے، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ اور چاہیئے کہ مؤمنوں میں سے ایک گروہ اُن کی سزا کو دیکھے۔ زانی بدکار عورت یا مشرک عورت سے ہی نکاح کرتا ہے اور زانیہ سے بھی زانی یا مشرک ہی نکاح کرتا ہے اور یہ مؤمنوں پر حرام کیا گیا ہے۔ ابن عیینہ نے کہا: رَأْفَةٌ سے مراد ہے کہ سزاؤں کے جاری کرنے میں رحم نہ کھاؤ۔

۶۸۳۱: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ.

۶۸۳۱: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز (بن ابی سلمہ) نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب نے ہمیں خبر دی۔ ابن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، عبیداللہ نے حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ اس شخص کے متعلق جس نے زنا کیا اور وہ شادی شدہ نہ ہو ایک سو کوڑے لگائے جانے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کرنے کا حکم دیتے تھے۔

أطرافه: ۲۳۱٤، ۲٦٤۹، ۲٦۹٦، ۲۷۲٥، ٦٦۳٤، ٦۸۲۸، ٦۸۳٦، ٦۸٤۳، ٦۸٦۰، ۷۱۹٤، ۷۲٥۹، ۷۲۷۹۔

٦٨٣٢: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ السُّنَّةَ.

۶۸۳۲: ابن شہاب نے کہا: اور عروہ بن زبیر نے مجھے بتایا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے جلاوطن کیا اور پھر اس کے بعد یہی دستور رہا۔

٦٨٣٣: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ بِنَفْيِ عَامٍ وَبِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ.

۶۸۳۳: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے متعلق جس نے زنا کیا اور وہ شادی شدہ نہ ہو یہ فیصلہ کیا کہ اس کو شرعی سزا دے کر ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا جائے۔

أطرافه: ٢٣١٥، ٢٦٩٥، ٢٧٢٤، ٦٦٣٣، ٦٨٢٧، ٦٨٣٥، ٦٨٤٢، ٦٨٥٩، ٧١٩٣، ٧٢٥٨، ٧٢٦٠، ٧٢٧٨-

بَاب٣٣: نَفْيُ أَهْلِ الْمَعَاصِي وَالْمُخَنَّثِينَ

بدکاروں اور ہیجڑوں کو شہر سے نکال دینا

٦٨٣٤: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ وَأَخْرَجَ فُلَانًا وَأَخْرَجَ

۶۸۳۴: مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ یحییٰ (بن ابی کثیر) نے ہم سے بیان کیا۔ یحییٰ نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں میں سے ہیجڑے بننے والوں اور عورتوں میں سے اُن کو جو مردوں کی وضع قطع اختیار کریں ملعون قرار دیا اور

عُمَرُ فُلَانًا. فرمایا: اُن کو تم گھروں سے نکال دو اور آپؐ نے فلاں کو نکالا اور حضرت عمرؓ نے فلاں کو نکالا۔

أطرافه: ٥٨٨٥، ٥٨٨٦۔

بَاب ٣٤: مَنْ أَمَرَ غَيْرَ الْإِمَامِ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ

جس نے امام کے سوا کسی اور کو حکم دیا کہ وہ اس شخص کو شرعی سزا دے جو امام کے پاس موجود نہیں

٦٨٣٥، ٦٨٣٦: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اقْضِ بِكِتَابِ اللهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ، اقْضِ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ بِكِتَابِ اللهِ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَزَعَمُوا أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ. فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ أَمَّا الْغَنَمُ وَالْوَلِيدَةُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا

۶۸۳۵-۶۸۳۶: عاصم بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے عبید اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن خالدؓ سے روایت کی کہ بدوی لوگوں میں سے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ اس وقت (مسجد میں) بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے کہا: یا رسول اللہ ! اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرماویں۔ (یہ سن کر) اس کا مخالف کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اس نے سچ کہا ہے یارسول اللہ ! آپؐ اس کے لئے کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرماویں۔ میرا بیٹا اس کے پاس ملازم تھا اور اُس نے اِس کی بیوی سے زنا کیا۔ مجھے لوگوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا تو میں نے ایک سو بکری اور ایک لونڈی فدیہ میں دی۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ میرے بیٹے کو ایک سو کوڑے پڑیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا۔ آپؐ نے یہ سن کر فرمایا: اس

أَنْتَ يَا أُنَيْسُ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں کتاب اللہ کے مطابق تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور لونڈی جو ہیں تو وہ تمہیں واپس ملیں گی اور تمہارے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگوائے جائیں اور ایک سال کے لئے جلا وطن کر دیا جائے اور اے اُنیسؓ! تم یوں کرو کہ اس شخص کی عورت کے پاس صبح جاؤ اور اس کو سنگسار کرو۔ چنانچہ حضرت اُنیسؓ دوسرے دن صبح گئے اور اُنہوں نے اس کو سنگسار کیا۔

اطراف الحدیث ۶۸۳۵: ۲۳۱۵، ۲۶۹۵، ۲۷۲۴، ۶۶۳۳، ۶۸۲۷، ۶۸۳۳، ۶۸۴۲، ۶۸۵۹، ۷۱۹۳، ۷۲۵۸، ۷۲۶۰، ۷۲۷۸۔

اطراف الحدیث ۶۸۳۶: ۲۳۱۴، ۲۶۴۹، ۲۶۹۶، ۲۷۲۵، ۶۶۳۴، ۶۸۲۸، ۶۸۳۱، ۶۸۴۳، ۶۸۶۰، ۷۱۹۴، ۷۲۵۹، ۷۲۷۹۔

بَاب ۳۵: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ (النساء: ۲۶)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور جو تم میں سے آزاد مؤمن عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھے

فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّ لَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَاۤ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ

تو پھر وہ اپنی مؤمن لونڈیوں میں سے اُن سے نکاح کر لے جن کے تم اپنے معاہدات کے ذریعہ سے جائز طور پر مالک ہو اور اللہ تمہارے معاہدات کو خوب جانتا ہے۔ تم آپس میں ایک ہی ہو اس لئے تم ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کرو اور ان عورتوں کو دستور کے مطابق ان کے مہر دو اور اپنے آپ کو بدیوں سے بچانے والیاں ہوں بدکاری کرنے والیاں نہ ہوں اور نہ ہی مخفی دوست

الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (النساء: ۲۶)

بنانے والیاں ہوں اور جب اُن سے نکاح کر لیا جائے تو پھر اگر وہ بدکاری کریں تو انہیں اس سزا سے آدھی دی جائے جو آزاد عورتوں کو دی جاتی ہے یہ حکم تم میں سے اُن لوگوں کے لئے ہے جو بدکاری سے ڈرتے ہوں اور اگر تم صبر کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ غفور رحیم ہے۔

بَاب إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ

اگر لونڈی زنا کرے

۶۸۳۷، ۶۸۳۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ، قَالَ إِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ بِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِي بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ.

۶۸۳۷، ۶۸۳۸: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لونڈی کے متعلق پوچھا گیا کہ اگر وہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو تو؟ آپؐ نے فرمایا: اگر زنا کرے تو اس کو کوڑے لگواؤ۔ پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے لگاؤ۔ پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے لگواؤ۔ پھر اس کے بعد اس کو بیچ ڈالو، گو ایک رسی کے بدلے۔ ابن شہاب نے کہا: میں نہیں جانتا کہ یہ آپؐ نے تیسری یا چوتھی بار کے بعد فرمایا۔

أطراف الحديث ۶۸۳۷: ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۵۵۵، ۶۸۳۹۔
أطراف الحديث ۶۸۳۸: ۲۱۵۴، ۲۲۳۲، ۲۵۵۶۔

بَاب ٣٦: لَا يُثَرَّبُ عَلَى الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَا تُنْفَى

لونڈی کو اگر وہ زنا کرے (سزا دینے کے بعد) ملامت نہ کی جائے
اور نہ ہی اس کو (شہر سے) نکالا جائے

٦٨٣٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ. تَابَعَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۸۳۹: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سعید مقبری سے، سعید نے اپنے باپ (کیسان) سے، اُن کے باپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لونڈی زنا کرے اور اس کا زنا ثابت ہو جائے تو چاہیئے کہ وہ اس کو کوڑے لگائے اور ملامت نہ کرے۔ پھر اگر وہ زنا کرے پھر اس کو کوڑے لگائے اور ملامت نہ کرے۔ پھر اگر وہ تیسری بار زنا کرے تو پھر اس کو بیچ ڈالے گو بالوں کی ایک رسی کے بدلے۔ (لیث کی طرح) اسماعیل بن اُمیّہ نے بھی اس حدیث کو سعید سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

أطرافه: ٢١٥٢، ٢١٥٣، ٢٢٣٣، ٢٢٣٤، ٢٥٥٥، ٦٨٣٧۔

بَاب ٣٧: أَحْكَامُ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانُهُمْ إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوا إِلَى الْإِمَامِ

ذمیوں کے متعلق احکام اگر وہ زنا کریں اور امام کے سامنے پیش کئے جائیں
اور ان کو بدکاری سے بچانا

٦٨٤٠: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ

۶۸۴۰: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا۔ (سلیمان)

سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنِ الرَّجْمِ فَقَالَ رَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَقَبْلَ النُّورِ أَمْ بَعْدَهُ؟ قَالَ لَا أَدْرِي. تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَالْمُحَارِبِيُّ وَعَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ. وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمَائِدَةِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

شیبانی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ سے رجم کے متعلق پوچھا تو اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا۔ میں نے پوچھا: سورۃ النور سے پہلے یا اس کے بعد؟ اُنہوں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ (عبدالواحد کی طرح) اس حدیث کو علی بن مسہر اور خالد بن عبداللہ اور (عبدالرحمٰن) محاربی اور عبیدہ بن حمید نے بھی شیبانی سے روایت کیا اور بعض راویوں نے (سورہ) نور کی بجائے (سورہ) مائدہ کہا اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

طرفہ: ۶۸۱۳۔

۶۸۴۱: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ؟ فَقَالُوا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ. قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ. فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ

۶۸۴۱: اسماعیل بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا: یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُنہوں نے آپؐ سے بیان کیا کہ اُن میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا: تم رجم کے متعلق تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ تو اُنہوں نے کہا: ہم منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کرتے ہیں۔ پھر اُنہیں کوڑے لگاتے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا: تم نے جھوٹ کہا ہے تورات میں تو رجم کا حکم موجود ہے۔ چنانچہ وہ تورات لائے اور اس کو کھولا

فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ، قَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِي عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ.

تو اُن میں سے ایک نے رجم کے حکم پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور اس کے ما قبل اور ما بعد پڑھا۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے اُس سے کہا: اپنا ہاتھ اُٹھاؤ۔ اُس نے اپنا ہاتھ اُٹھایا تو کیا دیکھا کہ اُس میں رجم کا حکم ہے۔ یہودیوں نے کہا: اے محمدؐ! (عبداللہ بن سلامؓ) سچے ہیں۔ تورات میں رجم کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کے متعلق حکم دیا اور انہیں سنگسار کیا گیا۔ (حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں:) میں نے اُس مرد کو دیکھا کہ وہ اس عورت پر جھک جاتا تھا اور اُسے پتھروں سے بچاتا تھا۔

أطرافه: ۱۳۲۹، ۳۶۳۵، ٤٥٥٦، ٦٨١٩، ٧٣٣٢، ٧٥٤٣۔

تشریح: أَحْكَامُ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانِهِمْ إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوا إِلَى الْإِمَامِ: ذمیوں کے متعلق احکام اگر وہ زنا کریں اور امام کے سامنے پیش کئے جائیں اور ان کو بدکاری سے بچانا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ زنا کی سزا رجم کا ذکر قرآن مجید میں نہیں۔ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سزا کو دیا۔ آیا اس حدیث کو خلاف قرآن سمجھ کر ترک کر دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی کیا تشریح کریں؟ اس پر آپ نے فرمایا:

"احادیث ہر زمانہ کے متعلق ہیں۔ سزائے رجم کے متعلق احادیث قرآنی احکام نازل ہونے سے پہلے کی ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا طریق تھا کہ جب تک قرآن کریم میں معین احکام نازل نہ ہوئے آپ تورات کے احکام کی تعمیل کرواتے تھے اور تورات میں رجم موجود ہے۔ پس اب رجم کی سزا اسلام میں نہیں کوڑوں کی سزا ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہے۔... ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ stoning اسلام میں جائز نہیں۔ پرانے علماء کا عقیدہ تھا کہ سٹونگ جائز ہے۔ حدیثوں میں مذکور ہے لیکن قرآن اس کے خلاف ہے۔ ہمارے نزدیک شادی شدہ کی سزا کوڑے

ہی ہوں گے سوائے اس کے کہ adultery کا عادی ہو اور لڑکیوں کو خراب کرے اس کو بے شک stoning کا مستحق سمجھیں گے۔ مگر شرائط وہی ہیں کہ چار عینی گواہ ہوں جو ملنے قریباً ناممکن ہوتے ہیں۔" (فرمودات مصلح موعودؓ، صفحہ ۲۸۳، ۲۸۴)

بَاب ۳۸: إِذَا رَمَى امْرَأَتَهُ أَوِ امْرَأَةَ غَيْرِهِ بِالزِّنَا عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ

اگر حاکم اور لوگوں کے پاس کسی نے اپنی بیوی کو یا دوسرے کی بیوی کو زنا سے متہم کیا

هَلْ عَلَى الْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهَا فَيَسْأَلَهَا عَمَّا رُمِيَتْ بِهِ؟

تو کیا حاکم کا فرض ہے کہ اس عورت کو بلا بھیجے اور اُس سے اس تہمت کے متعلق پوچھے جس سے اس کو متہم کیا گیا؟

٦٨٤٢، ٦٨٤٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَأْذَنْ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ، قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيفُ الْأَجِيرُ فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي

۶۸۴۲، ۶۸۴۳: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے، عبیداللہ نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن خالدؓ سے روایت کی کہ اُن دونوں نے اُن کو بتایا کہ دو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا جھگڑا لائے اور اُن میں سے ایک نے کہا کہ کتاب اللہ کے موافق آپؐ ہمارے درمیان فیصلہ فرماویں اور دوسرے نے کہا: اور وہ ان دونوں میں زیادہ سمجھدار تھا۔ ہاں یارسول اللہ! کتاب اللہ کے موافق ہمارے درمیان فیصلہ فرماویں اور مجھے اجازت دیں کہ بیان کروں آپؐ نے فرمایا: بیان کرو۔ اس نے کہا: میرا بیٹا اس شخص کے پاس ملازم تھا۔ مالک نے کہا: عَسِیفٌ کے معنی ہیں مزدور۔ اور اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ لوگوں

ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَّأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ تو میں نے ایک سو بکری اور اپنی ایک لونڈی دے کر اُس سے اس کو چھڑا لیا۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا، تو اُنہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے ہی پڑنے تھے اور ایک سال کے لئے شہر سے نکالا جانا تھا اور سنگسار تو اس کی عورت کو کیا جانا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں کتاب اللہ کے موافق ہی تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔ تمہاری بکریاں اور لونڈی جو ہیں تو وہ تمہیں واپس دی جائیں اور آپؐ نے اس کے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگوائے اور ایک سال کے لئے اس کو جلاوطن کر دیا اور آپؐ نے اُنیس اسلمیؓ کو حکم دیا کہ وہ دوسرے شخص کی عورت کے پاس آئے اگر وہ اقرار کر لے تو پھر اس کو سنگسار کرو۔ چنانچہ اس نے اقرار کیا اور اُنیسؓ نے اس کو سنگسار کیا۔

أطراف الحديث ٦٨٤٢: ٢٣١٥، ٢٦٩٥، ٢٧٢٤، ٦٦٣٣، ٦٨٢٧، ٦٨٣٣، ٦٨٣٥، ٦٨٥٩، ٧١٩٣، ٧٢٥٨، ٧٢٦٠، ٧٢٧٨-

أطراف الحديث ٦٨٤٣: ٢٣١٤، ٢٦٤٩، ٢٦٩٦، ٢٧٢٥، ٦٦٣٤، ٦٨٢٨، ٦٨٣١، ٦٨٣٦، ٦٨٦٠، ٧١٩٤، ٧٢٥٩، ٧٢٧٩-

بَاب ٣٩: مَنْ أَدَّبَ أَهْلَهُ أَوْ غَيْرَهُ دُونَ السُّلْطَانِ

جس نے اپنی بیوی وغیرہ کو حاکم کے بغیر خود ہی ادب سکھانے کے لئے سزا دی

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ

اور حضرت ابوسعیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا اگر وہ نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی اس کے سامنے

يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ وَفَعَلَهُ أَبُو سَعِيدٍ.

سے گزرنا چاہے تو اس کو ہٹائے اور اگر وہ نہ مانے تو اُس کا مقابلہ کرے اور حضرت ابو سعیدؓ نے ایسا ہی کیا۔

٦٨٤٤: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ فَعَاتَبَنِي وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ.

۶۸۴۴: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر میری ران پر رکھا ہوا تھا اور کہنے لگے: تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو روکے رکھا ہے حالانکہ وہ کسی پانی کے پاس نہیں اور اُنہوں نے مجھے ملامت کی۔ اور میرے پہلو میں اپنے ہاتھ سے کونچ مارنے لگے اور مجھے ہلنے سے صرف یہی بات روکتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے تو اس وقت اللہ نے تیمم کی آیت نازل کی۔

أطرافه: ٣٣٤، ٣٣٦، ٣٦٧٢، ٣٧٧٣، ٤٥٨٣، ٤٦٠٧، ٤٦٠٨، ٥١٦٤، ٥٢٥٠، ٥٨٨٢، ٦٨٤٥-

٦٨٤٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكْزَةً شَدِيدَةً وَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ؟ فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ

۶۸۴۵: یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن وہب نے مجھے بتایا۔ عمرو نے مجھے خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے اُنہیں بتایا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: حضرت ابوبکرؓ سامنے سے آئے اور مجھے زور سے

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِي.. نَحْوَهُ لَكَزَ وَوَكَزَ وَاحِدٌ.

ایک گھونسہ لگایا اور کہا: تم نے ایک ہار کے لئے لوگوں کو روک دیا؟ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کی وجہ سے ایسی بے حس و حرکت تھی گویا مجھ پر موت وارد تھی حالانکہ اس سے مجھے درد ہوئی۔ لَكَزَ اور وَكَزَ ایک ہی ہے۔

أطرافه: ٣٣٤، ٣٣٦، ٣٦٧٢، ٣٧٧٣، ٤٥٨٣، ٤٦٠٧، ٤٦٠٨، ٥١٦٤، ٥٢٥٠، ٥٨٨٢، ٦٨٤٤۔

بَاب ٤٠: مَنْ رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ

جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اور وہ اس کو مار ڈالے

٦٨٤٦: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّي.

۶۸۴۶: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ عبد الملک (بن عمیر) نے ہم سے بیان کیا۔ عبد الملک نے حضرت مغیرہؓ کے منشی ورّاد سے، ورّاد نے حضرت مغیرہؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا: اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو میں تلوار کی دھار سے اس کا کام تمام کر دوں۔ تو اُن کی یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: کیا تم سعدؓ کی غیرت سے تعجب کرتے ہو؟ میں اُن سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی بڑھ کر غیرت مند ہے۔

طرفه: ٧٤١٦۔

تشریح: مَنْ رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ: جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اور وہ اس کو مار ڈالے۔ غیرت کے نام پر قتل معاشرے کا بہت پریشان کن اور سنگین مسئلہ ہے۔ غیرت کے جوش سے جذبات کا تلاطم بے حد اور بے انت ہوتا ہے جبکہ قانون کی بنیاد جذبات پر نہیں بلکہ حقائق پر ہوتی ہے۔ اسلام کا قانون جزا سزا اِس قدر مضبوط کامل اور جامع ہے کہ جذبات کے بڑے سے بڑے طوفان کے آگے سدِ سکندری بن

جاتا ہے اور اگر یہ قانون جزا سزا ہر شخص اپنے ہاتھ میں لے کر جو چاہے فیصلہ کرے اور جس طرح چاہے اس پر عمل کرے تو جس کی لاٹھی اس کی بھینس ضرب المثل کے مطابق طاقتور ظلم و تعدی میں تمام حدّیں پار کر جائے گا اور کمزور بے سہارا اور مظلوم ہمیشہ کے لیے جبر و استبداد کا نشانہ بنتے رہیں گے۔ زیرِ باب حدیث میں اس امر کو نہایت لطیف اور پُرحکمت انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ تم اس مرد کی غیرت پر حیران اور متعجب ہو جو اپنی بیوی کے پاس محض کسی غیر مرد کی موجودگی کو ہی غیرت کے نام پر قتل کرنے کے لیے سب سے بڑا جواز سمجھتا ہے اور اس قدر پُرجوش ہے کہ کسی گواہی اور شہادت کو درخور اعتناء نہیں سمجھتا اور اپنے اس جرم کو جرم نہیں بلکہ اپنی غیرت کا طبعی تقاضا سمجھتا ہے مگر خدا اور اس کا رسول اس سے بہت زیادہ غیرت رکھنے کے باوجود اس مردِ غیور کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیتے۔ تاہم اس روایت کو پڑھنے والے کا ذہن اس سوال کو تلاش کرتا دکھائی دیتا ہے کہ وہ مرد جو اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو پائے کیا وہ گواہوں کی تلاش میں سرگرداں پھرتا رہے اور قانون کا احترام کرتے ہوئے اپنی غیرت کو قانون کی بھینٹ چڑھا دے جبکہ قانون شہادتوں کے نہ ہونے یا نامکمل شہادتوں کی وجہ سے اس کے خلاف ڈگری دے دے تو وہ تو جیتے جی مر گیا اور اس کی غیرت قانون کی بھینٹ چڑھ گئی۔ کیا اسے دینِ فطرت کہتے ہیں؟ کیا یہی اسلام کی تعلیم ہے؟ تو اس بارہ میں قرآنِ کریم ایک اور راہ دکھاتا ہے اور اس مردِ غیور کے جذبات کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس مقدمہ میں میاں بیوی میں لعان کا طریق جاری کرتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ نور میں فرمایا: وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ (النور: ۷، ۸) اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس سوائے اپنے وجود کے اور کوئی گواہ نہیں ہوتا تو ان میں سے ہر شخص کو ایسی گواہی دینی چاہیے جو اللہ کی قسم کھا کر چار گواہیوں پر مشتمل ہو اور (ہر گواہی میں) وہ یہ کہے کہ وہ راست بازوں میں سے ہے۔ اور پانچویں (گواہی) میں (کہے) کہ اس پر خدا کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”ایک شخص رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ!... اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو اس حالت میں دیکھے تو کیا جائز ہے کہ وہ اس مرد کو مار دے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو وہ قاتل ہو گا۔ یہ قاضی کا حق ہے.... اگر کوئی شخص خود ہی فیصلہ کر کے کسی کو قتل کرے گا تو خواہ مقتول واقعی مجرم ہو پھر بھی ہم قتل کرنے والے کو قاتل سمجھ کر اسے قتل کریں گے۔ تو جہاں سزا معیّن ہے ایسی معیّن کہ اس میں تبدیلی کا امکان ہی نہیں۔ اس میں بھی شریعت نے خود بخود فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ رسول کریم ﷺ نے

یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی ایسی سزا بھی خود دے گا اور ایسے جرم کے نتیجہ میں بھی جس کی سزا واقعی قتل ہے خود کسی کو قتل کر دے گا تو اسے قاتل قرار دیا جائے گا کیونکہ سزا دینا اس کا حق نہ تھا۔ تو ہر بات کے لئے اسلام نے قانون مقرر کئے ہیں مگر افسوس کہ ہم میں سے بعض لوگ ابھی ایسے ہیں جو جوشِ نفس یا غصہ کے ماتحت قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے جو کیا ہے انصاف کیا ہے۔ لیکن دراصل وہ خود جرم کرتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے مثال دی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے شادی شدہ زنا کرنے والے مرد یا عورت کو خود قتل کر دینے کو ناجائز قرار دیا اور ایسا کرنے والے کو قاتل ٹھہرایا۔ فرض کرو ایک شخص کسی مجرم کو سزا دیتا ہے اور واقعی انصاف بھی وہی ہے جو اس نے کیا پھر بھی اس کا ایسا کرنا اسے مجرم بناتا ہے مثلاً اس نے کسی شخص کو دو تھپڑ مارے اور واقعی اس شخص کی سزا دو تھپڑ ہی تھی۔ مگر پھر بھی اس کا خود بخود اسے دو تھپڑ مارنا اسے مجرم بنا دیتا ہے کیونکہ یہ قاضی کا حق تھا کہ اس کے لئے تھپڑ تجویز کرے یا چاہے تو اسے چھوڑ دے۔ پس جو شخص خود بخود دو تھپڑ مار دیتا ہے وہ جرم کرتا ہے۔

مَیں نے دوستوں کو متواتر اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا کسی طرح بھی جائز نہیں مگر پھر بھی لوگ جوش میں اس بات کو بھول جاتے ہیں اور ذرا سی بات پر غصہ میں آکر قانون کو ہاتھ میں لینے پر اتر آتے ہیں"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ جون ۱۹۴۲ء، جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

نیز فرمایا:

"اصل امن والی تعلیم قرآن کریم ہے۔ یہ کتنی پاکیزہ تعلیم ہے کہ حکومت کے سوا کسی کو شرعی تعزیر دینے کا اختیار نہیں اور حکومت بھی اُسی تعزیر کا اختیار رکھتی ہے جس کا اختیار اُسے قرآنِ کریم نے دیا ہے۔ گویا پہلے عوام کے ہاتھ بند کیے، پھر حکومت کے ہاتھ یہ کہہ کر بند کر دیئے کہ تم بھی قضاء کے ذریعہ ہی تعزیر کا اختیار رکھتے ہو۔ ایک دفعہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں اپنی عورت کے پاس غیر مرد کو دیکھوں تو آیا مجھے اُس کو قتل کرنے کی اجازت ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اُسے قتل کرو گے تو اس

کے بدلہ میں تمہیں قتل کیا جائے گا۔ تم گواہ پیش کرو۔ اُس شخص نے کہا یارسول اللہ! اتنا دیّوث کون ہو گا کہ وہ اپنی عورت کے پاس غیر مرد کو دیکھے تو وہ گواہ ڈھونڈتا پھرے۔ اسلام نے ایسے شخص کی سزا قتل رکھی ہے تو کیوں نہ میں اُسے مار دوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے ایسا کیا تو پکڑے جاؤ گے۔ اُس وقت تک زانی کو رجم کیا جاتا تھا اور وہ صحابی بھی اسے قتل کرنے کے لیے ہی اجازت چاہتے تھے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ باوجود اِس کے کہ تم نے اپنی عورت کے پاس غیر مرد کو دیکھا لیکن تم قاضی کے پاس جاؤ۔ وہ فیصلہ کرے گا کہ تم ٹھیک کہتے ہو یا غلط۔ اب یہ کتنی واضح دلیل ہے کہ اسلام نے کسی صورت میں بھی شرعی تعزیر کی جس میں قتل کرنا، ہاتھ پاؤں کاٹنا اور قید کرنا شامل ہیں کسی فرد کو اجازت نہیں دی۔" (خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۱، جلد ۳۲ صفحہ ۱۸۳)

بَاب ٤١ : مَا جَاءَ فِي التَّعْرِيضِ

اشارہ کنایہ کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں

٦٨٤٧: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ. فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ مَا أَلْوَانُهَا؟ قَالَ حُمْرٌ. قَالَ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَأَنَّى كَانَ ذَلِكَ؟ قَالَ أُرَاهُ عِرْقٌ نَزَعَهُ. قَالَ

۶۸۴۷: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میری بیوی نے ایک سیاہ رنگ کا لڑکا جنا ہے۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تمہارے اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اُن کا رنگ کیسا ہے؟ اُس نے کہا: سرخ۔ آپؐ نے فرمایا: کیا اُن میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کہاں سے آیا؟ اس نے

فَلَعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ. جواب دیا میں سمجھتا ہوں، اصل (آباء و اجداد) نے اس کو اپنے مشابہ کر لیا ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا تو شاید تمہارا بیٹا بھی ایسا ہی ہو کہ جس کو اصل (آباء واجداد) نے اپنے مشابہ کر لیا ہو۔

أطرافُه: ۵۳۰۵، ۷۳۱۴۔

تشریح: مَا جَاءَ فِي التَّعْرِيضِ: اشارہ کنایہ کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی اپنی بیوی پر واضح الزام لگانے کی بجائے اشارہ کنایہ سے بیوی کے کردار پر انگلی اُٹھائے۔ جیسا کہ زیرِ باب روایت میں ذکر ہے۔ اس آدمی نے بچے کے حلیہ سے بیوی پر ناجائز تعلق کا اشارہ کیا۔ ایسے شخص کو قاذف نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ اس نے واضح الزام نہیں لگایا۔ امام بخاری ترتیبِ ابواب سے بھی مضامین کے عُقدے کھولتے ہیں۔ باب ۴۰ میں جس صورتحال کا ذکر کیا ہے کہ کوئی شخص غیر مرد کو اپنی بیوی کے پاس پائے تو وہ اُسے قتل کر دے۔ محض غیر مرد کو اپنی بیوی کے پاس پانے سے اپنی بیوی کو قتل کرنا، قانون اس کی اجازت نہیں دیتا بلکہ شک کا فائدہ ملزم کو دیتا ہے مدعی کے لیے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے۔ زیرِ باب روایت میں مدعی کا شک زیادہ قوی لگتا ہے۔ جب بچے کی ولادت ہو اور اس کی وضع قطع اور حلیہ اپنے باپ سے مختلف ہو تو مدعی (خاوند) کا دعویٰ صحت کے زیادہ قریب لگتا ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدمہ میں بھی ایک امکان کو پیش فرمایا کہ محض بچے کے حلیہ اور رنگ ڈھنگ سے بھی اسے غیر کا بچہ نہیں کہہ سکتے۔ ممکن ہے اس نے اپنے آباء واجداد میں سے کسی کا حلیہ لے لیا ہو اور یہ بات مشاہدات سے ثابت ہے کہ بسا اوقات ایسا ہو جاتا ہے انسان تو انسان جانوروں میں بھی اس کی مثالیں مل جاتی ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے اونٹوں کے متعلق یہ دریافت فرمایا کہ کیا سرخ رنگ کے اونٹوں کی نسل میں کوئی خاکی نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا ہو سکتا ہے بلکہ ہوتا ہے فرمایا تمہارے بچے نے بھی اپنے اجداد میں سے کسی کا رنگ روپ لیا ہو گا۔ پس محض شک کی بنا پر کسی کو سزا نہیں دی جا سکتی اور قانونِ عدل اسی بات کا نام ہے کہ اصل حقائق (Ground Reality) کو دیکھ کر فیصلہ کیا جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”قذف کے متعلق فقہاء میں یہ بحث ہے کہ وہ کس طرح ہوتا ہے۔ اگر صریح ہو تو اس پر حد ہے اور اگر کنایۃً ہو جیسے یہ کہہ دے کہ اے فاسقہ یا اے موٴاجرہ یا اے ابنۃ الحرام تو اسے قذف نہیں سمجھا جائے گا جب تک اس کے ساتھ نیت نہ ہو۔ بلکہ عام طور پر یہ گالی سمجھی جائے گی اور اگر تعریضاً ہو جیسے کوئی کہے کہ میں تو زانی نہیں اور وہ اشارتاً یہ کہنا چاہتا ہو کہ تو زانی ہے یا کسی کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ دے کہ

اے ابن حلال اور اس کا مقصد یہ ہو کہ مخاطب ابن حلال نہیں۔ تو امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تو تعریض قذف نہیں لیکن امام مالکؒ کے نزدیک قذف ہے اور امام احمدؒ کے نزدیک غصہ کی حالت میں ایسا کہا گیا ہو تو قذف ہے ورنہ نہیں۔ لیکن میرے نزدیک جو کلام بھی کسی ایسے رنگ میں ثابت ہو جائے کہ اس کے سننے والوں پر کسی الزام کا اثر ڈالنا مقصود ہو تو وہ قذف ہے اور اسی طرح قابل سزا ہے جس طرح آزاد آدمی اگر قذف کرے تو اس کے لئے اسی کوڑے سزا مقرر ہے۔ اگر غلام قذف کرے تو اس کے لئے چالیس کوڑوں کی سزا مقرر ہے۔ لیکن اس کا فیصلہ قاضی کرے گا پبلک کا کام نہیں کہ اس کا فیصلہ کرے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ نور، زیر آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ جلد ۶ صفحہ ۲۶۱)

بَاب ٤٢ : كَمِ التَّعْزِيرُ وَالْأَدَبُ

سزا اور سرزنش کتنی ہو؟

٦٨٤٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ.

٦٨٤٨: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ یزید بن ابی حبیب نے مجھ سے بیان کیا۔ یزید نے بکیر بن عبداللہ سے، بکیر نے سلیمان بن یسار سے، سلیمان نے عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ سے، عبدالرحمٰن نے حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں میں سے کسی سزا کے علاوہ دس کوڑوں سے زیادہ کوڑے نہ لگائے جائیں۔

أطرافه: ٦٨٤٩، ٦٨٥٠۔

٦٨٤٩: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا

٦٨٤٩: عمرو بن علی (فلاس) نے ہم سے بیان کیا کہ

فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ لَا عُقُوبَةَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرَبَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِّنْ حُدُودِ اللّٰهِ.

فضیل بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ مسلم بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن جابر نے مجھے بتایا۔ عبدالرحمٰن نے اس شخص سے روایت کی کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں میں سے کسی سزا کے علاوہ دس کوڑوں سے زیادہ سزا نہ دی جائے۔

أطرافه: ٦٨٤٨، ٦٨٥٠۔

٦٨٥٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ إِذْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَجْلِدُوا فَوْقَ عَشْرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ.

۶۸۵۰: یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے مجھے بتایا۔ عمرو (بن حارث) نے مجھے خبر دی کہ بکیر نے اُنہیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: ایک دفعہ جبکہ میں سلیمان بن یسار کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں عبدالرحمٰن بن جابر آئے اور سلیمان بن یسار سے حدیث بیان کی۔ پھر سلیمان بن یسار ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: عبدالرحمٰن بن جابر نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ اُن کے باپ نے اُنہیں بتایا کہ انہوں نے حضرت ابوبردہ انصاریؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں میں سے کسی سزا کے سوا دس کوڑوں سے زیادہ کوڑے نہ لگاؤ۔

أطرافه: ٦٨٤٨، ٦٨٤٩۔

٦٨٥١: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

۶۸۵۱: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ ابوسلمہ نے ہم سے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ لَهُ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُمْ مِثْلِي؟ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ، فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ، يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ بِهِمْ حِينَ أَبَوْا. تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لگاتار روزے رکھنے سے منع فرمایا تو مسلمانوں میں سے کئی آدمیوں نے آپؐ سے کہا: یارسول اللہ! آپؐ تو لگاتار روزے رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون میری طرح ہے؟ میں تو رات ایسی حالت میں گزارتا ہوں کہ میرا ربّ مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔ جب وہ لگاتار روزے رکھنے کی بات نہ مان کر روزے رکھنے سے نہ رکے تو آپؐ بھی اُن کے ساتھ لگاتار روزے رکھنے لگے۔ ایک دن رکھا، پھر ایک دن اور رکھا۔ پھر لوگوں نے ہلال دیکھا تو آپؐ نے فرمایا: اگر کچھ دنوں کے بعد نکلتا تو میں تمہارے ساتھ اور رکھتا جیسے کہ آپؐ اُن کو نصیحت دینے لگے تھے کہ جب اُنہوں نے نہ مانا۔ (عقیل کی طرح) شعیب (بن ابی حمزہ) اور یحییٰ بن سعید اور یونس نے بھی زہری سے یہی روایت کیا اور عبدالرحمٰن بن خالد نے بھی اس کو ابن شہاب سے نقل کیا۔ اُنہوں نے سعید سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

أطرافه: ١٩٦٥، ١٩٦٦، ٧٢٤٢، ٧٢٩٩-

٦٨٥٢: حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

۶۸۵۲: عیاش بن ولید نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ (بن عبدالاعلیٰ) نے ہمیں بتایا۔ معمر (بن راشد) نے ہم سے بیان کیا۔ معمر نے زہری

أَنَّهُمْ كَانُوا يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جِزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِمْ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ.

سے، زہری نے سالم سے، سالم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو غلہ بغیر ماپ تول کے خریدنے اور اپنے ٹھکانوں میں پہنچنے سے پہلے بیچنے پر سزا دی جاتی تھی۔

أطرافه: ۲۱۲۳، ۲۱۳۱، ۲۱۳۷، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷۔

۶۸۵۳: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ حَتَّى يُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ.

۶۸۵۳: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے زہری سے روایت کی کہ عروہ نے مجھے بتایا۔ عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی معاملہ میں جو آپؐ کی ذات سے متعلق ہوتا انتقام نہیں لیا۔ جب اللہ کی حرمتوں کی ہتک کی جاتی تو آپؐ اللہ کے لئے انتقام لیتے۔

أطرافه: ۳۵۶۰، ۶۱۲۶، ۶۷۸۶۔

تشریح: گم التَّعْزِيرُ وَالْأَدَبُ: سزا اور سرزنش کتنی ہو؟ حد اور تعزیر میں فرق ہے۔ جو سزا شریعت نے معین فرمادی ہے وہ "حد" کہلاتی ہے اور جو شریعت نے معین نہیں کی بلکہ حاکم اور قاضی کی صوابدید پر اسے رکھا ہے وہ تعزیر کہلاتی ہے۔ اس میں مختلف حالات میں سزا میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ شریعت کا منشاء سزا بڑھانے کا نہیں بلکہ کم کرنے کا ہے۔ جیسا کہ زیر باب روایات میں دس کوڑوں سے زیادہ کی سزا سے منع کیا گیا ہے۔ اسلام کے نزدیک سزا بطور اصلاح ہے نہ کہ بطور انتقام۔ تہدید سے مراد ڈانٹ ڈپٹ وغیرہ ہے۔

بَاب ۴۳: مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَاللَّطْخَ وَالتُّهَمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

جس نے بغیر ثبوت کے بے حیائی اور بدکاری اور تہمت کو بیان کیا

۶۸۵۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ

۶۸۵۴: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ زہری

بْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ، فُرِّقَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ زَوْجُهَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا إِنْ أَمْسَكْتُهَا. قَالَ فَحَفِظْتُ ذَاكَ مِنَ الزُّهْرِيِّ إِنْ جَاءَتْ بِهِ كَذَا وَكَذَا فَهُوَ.. وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ كَذَا وَكَذَا كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَهُوَ.. وَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ جَاءَتْ بِهِ لِلَّذِي يُكْرَهُ.

نے حضرت سہل بن سعدؓ سے نقل کیا کہ اُنہوں نے کہا: میں نے دو لعان کرنے والوں (عورت اور مرد) کو دیکھا اور میں اس وقت پندرہ برس کا تھا۔ اُن دونوں میں علیحدگی کرا دی گئی۔ اس عورت کے خاوند نے کہا: اگر میں نے اس کو رکھا تو میں نے اس کے متعلق جھوٹ کہا: سفیان نے کہا: میں نے یہ حدیث زہری سے یاد رکھی کہ (آپؐ نے فرمایا:) اگر یہ ایسا ایسا بچہ جنی تو وہ سچا ہے اور اگر یہ ایسا ایسا بچہ جنی گویا کہ وہ رنگ میں گرگٹ ہے تو وہ جھوٹا ہے اور میں نے زہری سے سنا وہ کہتے تھے: وہ اسی کے مشابہ بچہ جنی جس کی شکل مکروہ تھی۔

أطرافه: ٤٢٣، ٤٧٤٥، ٤٧٤٦، ٥٢٥٩، ٥٣٠٨، ٥٣٠٩، ٧١٦٥، ٧١٦٦، ٧٣٠٤۔

٦٨٥٥: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ هِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً مِّنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ...؟ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

۶۸۵۵: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ ابوزناد نے ہم سے بیان کیا۔ ابوزناد نے قاسم بن محمد سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ نے لعان کرنے والے مرد اور عورت کا ذکر کیا تو عبداللہ بن شداد نے پوچھا: کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی عورت کو بغیر ثبوت کے سنگسار کرنے والا ہوتا تو اس کو کرتا؟ اُنہوں نے کہا: نہیں وہ ایک اور عورت تھی جو کھلے عام بدکاری کی مرتکب ہوئی تھی۔

أطرافه: ٥٣١٠، ٥٣١٦، ٦٨٥٦، ٧٢٣٨۔

٦٨٥٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا، فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيتُ بِهَذَا إِلَّا لِقَوْلِي فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ خَدِلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَيِّنْ. فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا. فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ

۶۸۵۶: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا۔ یحییٰ نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے، عبدالرحمٰن نے قاسم بن محمد سے، قاسم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو لعان کرنے والوں کا ذکر کیا گیا تو عاصم بن عدی نے اس کے متعلق ایک بات کہی اور کہہ کر لوٹ گئے اور اُن کی قوم میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا شکایت کرنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک شخص کو پایا ہے۔ حضرت عاصمؓ نے کہا: میں اپنی اس بات کی وجہ سے ہی اس میں مبتلا ہوا ہوں اور وہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تو اس شخص نے آپؐ سے اس آدمی کے متعلق بیان کیا جسے اس نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا اور یہ شخص زرد رنگ کا دبلا سیدھے بالوں والا تھا اور جس آدمی کے متعلق اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے اس نے اپنی بیوی کے پاس پایا ہے گندمی رنگ، سڈول، پُر گوشت جسم تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ اصل حقیقت کھول دے۔ تو وہ اُس مرد کے ہمشکل جنی جس کے متعلق اس کے خاوند نے ذکر کیا تھا کہ اس نے اس کو اس کے پاس دیکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان

رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هَذِهِ. فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوءَ.

لعان کرایا۔ یہ سن کر ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے اسی مجلس میں پوچھا کہ کیا یہ وہی عورت تھی جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر بغیر ثبوت کے میں کسی کو سنگسار کرتا تو اس عورت کو کرتا؟ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: نہیں وہ ایک اور عورت تھی جو اسلام میں ہو کر کھلے طور پر بدکاری کرتی تھی۔

أطرافه: ۵۳۱۰، ۵۳۱۶، ۶۸۵۵، ۷۲۳۸۔

تشریح: مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَاللَّطْخَ وَالتُّهَمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ: جس نے بغیر ثبوت کے بدکاری، بے حیائی اور تہمت کو بیان کیا۔ قانون شک کا فائدہ ملزم کو دیتا ہے۔ اور جب تک مدعی واضح ثبوت اور شہادتوں سے ملزم کا جرم ثابت نہ کرے۔ ملزم کو مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا اور نہ اسے اس جرم کی سزا دی جا سکتی ہے۔ زیرِ باب روایات میں جن واقعات کا ذکر ہے اُن میں خاوند نے بیوی پر الزام لگایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الزام لگانے والے پر قذف کی حد نہیں لگائی نہ اس عورت پر زنا کی سزا لاگو کی۔ بلکہ میاں بیوی کے اس مقدمہ میں اُن کے لیے لعان کا فیصلہ فرمایا اگر وہ عورت یا مرد جن پر الزام لگا ہو خود اعترافِ جرم کر لیں تو ان کو سزا دی جائے گی جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے اسی طرح کے ایک مقدمہ میں حضرت اُنیسؓ سے فرمایا: وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا[1] اُنیس اس عورت کے پاس صبح جاؤ اگر اس نے اقرار کیا تو پھر اس کو سنگسار کرو۔ شہادتوں کے ذریعہ جرم ثابت ہو جانے اور اقبالِ جرم پر قانون سزا نافذ ہو گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے ایک صاحب نے الزام زنا کے متعلق شہادت اور اس کے اثرات وغیرہ کے متعلق استفسار کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا:

> ”دنیا کی سزا اصل میں فتنہ کو روکنے کے لئے ہے وگرنہ اصل سزا مالک یوم الدین کا کام ہے۔ اسلام نے دنیا میں سزا صرف اس لئے رکھی ہے کہ فتنہ کا سدباب ہو جائے اور جس جگہ فتنہ مکمل نہ ہو وہاں سزا دینے کا کوئی حق نہیں۔ اگر الزام زنا میں چار گواہ شہادت دے دیں تو خواہ ملزم بے گناہ ہی ہو اسے سزا دے دی جائے گی۔ کئی مقدمات ایسے ہوتے ہیں کہ مجسٹریٹ مجرم سمجھ کر سزا دے دیتا ہے اور سزا دہی کے لئے شہادت بھی کافی ہوتی ہے مگر حقیقت میں سزا پانے والا بے گناہ ہوتا ہے۔ بعض

[1] (صحیح البخاری، کِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ الِاعْتِرَافِ بِالزِّنَا، روایت نمبر ۶۸۲۷)

جرائم ایسے ہی ہوتے ہیں جن میں ایک شاہد کافی ہوتا ہے مثلاً میں جارہا ہوں اور میں نے دیکھا کہ زید بکر کو مار رہا ہے پس اسکے لئے چار شاہدوں کی ضرورت نہیں۔ میں بحیثیت مجسٹریٹ خود اپنی شہادت پر ہی اسے سزا دے سکتا ہوں۔ دراصل وہ جرائم جن میں چار گواہوں کی شہادت اسلام میں قرار دی گئی ہے وہ سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے جرائم ہیں اور ایسے جرائم میں گواہوں کو مجسٹریٹ خود نہیں بلا سکتا جب تک وہ خود بطور مدعی پیش نہ ہوں اور یہ نہ کہیں کہ ہم فلاں بات کے گواہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ فلاں شخص پر مقدمہ چلایا جائے۔ لیکن مقدمہ شروع ہونے کے بعد اگر ان میں سے ایک بھی الزام لگانے سے انکار کر جائے تو باقی تین کو سزا ملے گی۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہوا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر پہلا ہی گواہ مکر جائے تو باقی اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی شہادت بند کر دیں اور کہہ دیں کہ ہم اب شہادت دینا نہیں چاہتے۔ لیکن اگر پہلے وہ الزام زنا میں شہادت دے چکے ہوں اور چوتھا مکر جائے تو شہادت دینے والوں کو سزا دی جائے گی۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسی طرح ہوا تھا کہ تین گواہوں کے بعد جب چوتھے کی باری آئی تو اس کی شہادت مشتبہ پائی گئی۔ اس پر شہادت دینے والوں کو سزا دی گئی۔ دراصل شریعت کا منشاء یہ ہے کہ ایسی باتوں کی اشاعت نہ کی جائے۔"

(فرمودات مصلح موعودؓ، صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵)

بَاب ٤٤ : رَمْيُ الْمُحْصَنَاتِ

پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا

وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) اور جو لوگ پاکدامن عورتوں کو متہم کرتے ہیں پھر اگر وہ چار گواہ نہ لائیں تو اُن کو اَسّی کوڑے لگاؤ اور اُن کی شہادت کبھی بھی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے اِس کے بعد توبہ کی اور اچھے کام کیے تو یقیناً اللہ

رَّحِيْمٌ ○ (النور:۵، ۶) إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ (النور:۲۴)

غفور رحیم ہے۔ جو لوگ انجان پاکدامن مؤمن عورتوں کو متہم کرتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور اُن کے لیے بہت ہی بڑی سزا ہے۔

۶۸۵۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ. قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ الشِّرْكُ بِاللهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

۶۸۵۷: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان (بن بلال) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ثور بن زید سے، ثور نے ابوالغیث (سالم) سے، ابوالغیث نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچتے رہو۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! وہ کیا گناہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا اور جادو کرنا اور اُس نفس کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے سوائے اِس کے کہ جائز طور پر اُسے قتل کیا جائے اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور انجان پاکدامن مؤمن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

أطرافه: ۲۷۶۶، ۵۷۶۴۔

تشریح: رَمْيُ الْمُحْصَنَاتِ: پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ...الآیۃ (النور:۵) اس آیت میں الزام زنا کی شہادت کا طریق بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ دوسرے پر زنا کا الزام لگانے والا چار گواہ لائے جو اس الزام زنا کی تصدیق کرتے ہوں۔ مگر رسول کریم ﷺ اور صحابہؓ کے اقوال سے ثابت ہے کہ اگر گواہ مختلف جگہوں کے متعلق شہادت دے رہے ہوں تو وہ شہادت ہرگز تسلیم نہیں

کی جائے گی۔ اور چاہے وہ چار گواہ ہوں پھر بھی وہ ایک ہی گواہی سمجھی جائے گی۔ یہ ضروری ہے کہ ایک ہی واقعہ اور ایک ہی جگہ کے متعلق الزام لگانے والے کے علاوہ چار عینی شاہد ہوں اور دوسرے ان کی گواہی اتنی مکمل ہو کہ وہ اس فعل کی تکمیل کی شہادت دیں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ وہ چاروں گواہ یہ گواہی دیں کہ انہوں نے مرد و عورت کو اس طرح اکٹھے دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سلائی پڑی ہوئی ہوتی ہے۔

فقہاء کے نزدیک مجرم پر حد زنا تین طرح لگتی ہے۔ اوّل قاضی کے علم سے۔ دوم اقرار سے۔ سوم چار گواہوں کی شہادت سے۔ مگر قاضی کے علم سے حد لگانا میرے نزدیک قرآن کریم کی رو سے غلط ہے کیونکہ قاضی بہر حال ایک شاہد بنتا ہے لیکن قرآن کریم کی رو سے پانچ شاہد ہونے چاہئیں۔ ایک الزام لگانے والا اور چار مزید گواہ۔ بلکہ میرے نزدیک اگر قاضی کو کوئی ایسا علم ہو تو اسے وہ مقدمہ سننا ہی نہیں چاہئے بلکہ اس مقدمہ کو کسی دوسرے قاضی کے پاس بھیج دینا چاہئے اور خود بطور گواہ پیش ہونا چاہئے۔ قاضی صرف امور سیاسیہ میں اپنے علم کو کام میں لا سکتا ہے حدود شرعیہ میں نہیں۔ کیونکہ حدود شرعیہ کی سزا خود خدا تعالیٰ نے مقرر کی ہوئی ہے۔ اسی طرح گواہی کا طریق بھی اس کا مقرر کردہ ہے۔... اگر غیر شادی شدہ عورت یا غیر شادی شدہ مرد پر کوئی قذف کرے تو قرآن کی رو سے اس پر کوئی حد نہیں ہاں قانون یا قاضی مناسب حال سزا اس کے لئے تجویز کرے گا۔ گویا ایسے مقدمہ کا فیصلہ صرف اس بناء پر ہو گا کہ قاضی اس کو مجرم قرار دے دے۔ اس کے بعد حکومت اس سے مجرموں والا سلوک کرے گی ورنہ نہیں۔ گویا اسلام نے دونوں کو پابند کر دیا۔ قاضی کو طریق شہادت سے پابند کر دیا اور حکومت کو قاضی کے فیصلہ سے پابند کر دیا۔

اور اگر کوئی شخص کسی غیر محصنہ پر جس کو پہلے کبھی سزا مل چکی ہو الزام لگائے تو اس کو تعزیر کی سزا ملے گی۔ کیونکہ پھر عزت کا سوال نہیں بلکہ فتنہ ڈالنے کا سوال ہو گا۔ لیکن اگر الزام کسی ایسے شخص پر لگایا جائے جو مشہور بدنام اور آوارہ ہو اور قاضی

بھی اسے بدنام اور آوارہ قرار دے دے تو پھر الزام لگانے والے کو صرف فتنہ پیدا کرنے کی سزا دی جائیگی۔

یہ بھی فقہاء نے بحث کی ہے کہ گو یہاں محصنات کا لفظ استعمال کیا گیا ہے محصنین کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا مگر اس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جبکہ مردوں کے ذکر میں عورتیں شامل سمجھی جاتی ہیں تو عورتوں کے ذکر میں مرد کیوں نہ شامل سمجھے جائیں گے۔ پس وہ اس آیت کو مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے سمجھتے ہیں۔ پھر فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ اس جگہ محصنات کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے اور محصنین کا نہیں کیا گیا تو اس سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ گو مرد بھی اس حکم میں شامل ہیں مگر عورتوں کی عزت کو بچانا سوسائٹی کا پہلا فرض ہے۔ کیونکہ جھوٹے الزاموں سے عورت کی عزت کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے اور مرد کی عزت کو کم۔ اگر چار گواہ نہ ہوں تو خواہ وہ تین ہوں ان پر حد لگے گی اور اگر چار گواہ تو ہوں لیکن فاسق ہوں تب بھی بعض فقہاء کے نزدیک گواہوں پر حد لگے گی۔ لیکن میرے نزدیک حد نہیں لگے گی۔ کیونکہ فاسق قرار دینے کا فیصلہ قاضی کے اختیار میں تھا اور گواہ کو اس کا کوئی علم نہیں ہو سکتا تھا کہ مجھے فاسق قرار دیا جائے گا یا نہیں۔ ہاں قاضی کو تعزیر کا اختیار ہو گا یعنی حالات کے مطابق سزا دینے کا تا کہ آئندہ احتیاط رہے اور جس پر الزام لگایا گیا ہو اس کی برأت کی جائے گی۔ قرآن کریم کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ قاذف کے علاوہ چار گواہ ہوں گے یعنی کل پانچ نہ کہ قاذف سمیت چار۔ بعض لوگوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے کہ شہادت ایک مقام پر ہو گی یا مختلف مقامات پر لیکن میرے نزدیک یہ بحث فضول ہے۔ قاضی جس طرح چاہے گواہی لے لے لیکن یہ ضروری ہے کہ گو مقام شہادت مختلف ہوں مگر جس واقعہ کی شہادت ہو وہ ایک ہی ہو تا کہ وہ احتیاط جو غلطی سے بچنے کے لئے کی گئی تھی ضائع نہ ہو جائے اور منصوبہ بازی کا ازالہ ہو جائے۔ یہ حکم اس زمانے میں خوب یاد رکھنے کے قابل ہے کیونکہ جس قدر بے حرمتی اور ہتک اس زمانہ میں اس کی ہو رہی ہے اور کسی حکم کی نہیں ہو رہی۔

بلا دلیل اور بلا وجہ اور بلا کسی ثبوت کے محض کھیل اور تماشہ کے طور پر دوسروں پر الزام لگائے جاتے ہیں اور قطعاً اس بات کی پرواہ نہیں کی جاتی کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کی کس قدر سزا مقرر کی ہوئی ہے۔ ایسا الزام لگانے والے کے لئے خدا تعالیٰ نے اسّی کوڑے سزا رکھی ہے جو زنا کی سزا کے قریب قریب ہے۔ یعنی اس کے لئے سو کوڑے کی سزا ہے لیکن الزام لگانے والے کے لئے اسّی کوڑے کھالینے کے بعد بھی یہ سزا ہے کہ کبھی اس کی گواہی قبول نہ کرو۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ سزا اور زیادہ آگے بڑھتی ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسا انسان خدا تعالیٰ کے حضور فاسق ہے اور جسے خدا تعالیٰ فاسق قرار دے دے اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ مومن اور متقی ہے یونہی خدا نے اس کا نام فاسق رکھ دیا ہے بلکہ اس میں یہ اشارہ مخفی ہے کہ الزام لگانے والا خود اسی بدی میں مبتلا ہو جائے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ بلا وجہ کسی کا نام نہیں رکھتا بلکہ جب بھی کسی کا کوئی نام رکھتا ہے اس کے مطابق اس میں صفات بھی پیدا کر دیتا ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ نور، زیرِ آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ جلد ۶ صفحہ ۲۶۰ تا ۲۶۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"چونکہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ کیوں قرآن کریم نے چار گواہیوں کی شرط لگائی ہے اور کیوں دوسرے الزامات کی طرح صرف دو گواہوں پر کفایت نہیں کی۔ اس لئے یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دو کی بجائے چار گواہوں کی شرط لگانا بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قسم کے واقعات میں کثرت سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ پس اس وجہ سے زیادہ گواہوں کی شرط لگا دی گئی ہے اور پھر ایک ہی واقعہ کے متعلق چار کی شرط اس لئے لگائی کہ ایک وقت میں پانچ آدمیوں کا اکٹھا ہونا یعنی الزام لگانے والے اور چار گواہوں کا، یہ ایک ایسا امر ہے کہ اس کا جھوٹ آسانی سے کھولا جاسکتا ہے اور جرح میں ایسے لوگ اپنے قدم پر نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ پانچ آدمیوں کا ایک جگہ پر موجود ہونا ایک ایسا واقعہ ہے جس کا اخفاء مشکل ہوتا ہے اور پانچ آدمی مل کر یہ جھوٹ بہت کم بنا سکتے ہیں کیونکہ

ان میں سے بعض کی نسبت یہ ثابت کرنا آسان ہوتا ہے کہ یہ تو اس وقت فلاں جگہ پر بیٹھا تھا۔ پس چونکہ زنا ایک ایسا فعل ہے جس کے لئے بیرونی دلائل نہیں ہوتے... اس لئے اس پر الزام لگانا آسان ہوتا ہے۔ اس وجہ سے شریعت نے چوری اور قتل کے لئے تو دو گواہوں کی گواہی کو تسلیم کیا لیکن بدکاری کے الزام کے متعلق چار گواہوں کی شرط لگائی اور الزام لگانے والوں سے ہمدردی کو بھی سخت جرم قرار دیا اور الزام سنتے ہی اس کو جھوٹا قرار دینے کی نصیحت کی۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ نور، زیر آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ جلد ۶ صفحہ ۲۶۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر۔ پھر نہیں پیش کرتے چار گواہ۔ ان کو اسی ۸۰ کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ یہ لوگ فاسق ہیں۔ اس آیت شریفہ میں دو حکم ہیں۔ اوّل تو یہ کہ جب تک چار گواہ نہ ہوں۔ کسی کا ایک عورت پر تہمت لگانا قبول نہیں کیا جا سکتا۔ جب کبھی کوئی شخص کسی عورت کے متعلق زنا کار کا لفظ بولے تو ضرور ہے کہ اس سے چار گواہ طلب کئے جاویں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو شخص چار گواہ نہیں لا سکتا اور یونہی کسی کو بدنام کرتا ہے۔ اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو اسی ۸۰ کوڑے مارے جائیں اور پھر کسی معاملہ میں اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ یہ ہر دو حکم نہایت ہی غور اور توجہ کے لائق ہیں۔ عموماً لوگوں کی عادت ہے کہ صرف خیالی طور پر بدظنی کر کے چہ جائیکہ رؤیت ہو اور چار گواہ بھی ہوں۔ عوام میں کہنے لگ جاتے ہیں کہ فلاں مرد یا عورت نے زنا کیا۔ پھر ایسی باتوں کو لوگ اپنی مجلسوں کا شغل بناتے ہیں۔ خدا کے غضب سے ڈرنا چاہیئے اور ایسی بات منہ پر نہیں لانی چاہیئے۔ کیونکہ خدا نے ایسے آدمی کا نام فاسق رکھا ہے۔ جو بغیر چار گواہوں کے کسی پر اتہام لگاتا ہے۔" (حقائق الفرقان، جلد ۳ صفحہ ۲۰۲)

بَاب ٤٥ : قَذْفُ الْعَبِيدِ

غلام لونڈی پر زنا کی تہمت لگانا

٦٨٥٨ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا ۶۸۵۸: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ، جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ.

نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے فضیل بن غزوان سے، فضیل نے (عبدالرحمٰن) بن ابی نُعم سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: جس نے اپنے غلام لونڈی کو زنا سے متہم کیا جبکہ وہ اس بہتان سے بری ہے جو اُس نے باندھا تو قیامت کے دن اُسے کوڑے لگائے جائیں گے سوائے اس کے کہ وہ ایسا ہو جیسا اُس نے کہا۔

بَاب ٤٦: هَلْ يَأْمُرُ الْإِمَامُ رَجُلًا فَيَضْرِبُ الْحَدَّ غَائِبًا عَنْهُ

کیا امام کسی کو اُس شخص پر حد لگانے کا حکم دے سکتا ہے جو موجود نہ ہو

وَقَدْ فَعَلَهُ عُمَرُ.

اور حضرت عمرؓ نے ایسا کیا۔

٦٨٥٩، ٦٨٦٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ – وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ – فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ. فَقَالَ

۶۸۵۹-۶۸۶۰: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زُہری سے، زُہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت کی۔ اُن دونوں نے کہا: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: میں آپؐ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپؐ نے ضرور ہی ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔ اس کا مخالف کھڑا ہوا اور وہ اُس سے زیادہ سمجھدار تھا وہ بولا: اس نے سچ کہا، اللہ کی کتاب کے موافق ہمارے درمیان فیصلہ فرماویں

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ، فَقَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا فِي أَهْلِ هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ وَإِنِّي سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا الرَّجْمَ. فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ، الْمِائَةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ. وَيَا أُنَيْسُ اغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَسَلْهَا فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا، فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

اور مجھے اجازت دیں یا رسول اللہ کہ میں بیان کروں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو۔ اُس نے کہا: میرا بیٹا اِس شخص کے گھر والوں کے پاس ملازم تھا تو اُس نے اِس کی بیوی سے زنا کیا۔ تو میں نے ایک سو بکری اور ایک نوکر دے کر اِس سے اُس کو چھڑا لیا اور میں نے اہل علم میں سے کئی لوگوں سے مسئلہ پوچھا تو اُنہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے پڑنے چاہیں اور اُسے ایک سال کے لئے جلاوطن کرنا چاہیئے اور اس شخص کی بیوی کو سنگسار کرنا چاہیئے۔ آپؐ نے سن کر فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں کتاب اللہ کے مطابق ہی تم دونوں کے درمیان فیصلہ کروں گا۔ ایک سو بکری اور وہ نوکر تمہیں واپس ملے گا اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے اُسے جلاوطن کر دیا جائے اور اے اُنیسؓ! کل صبح تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو اگر وہ اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر دو۔ چنانچہ اس نے اقرار کیا اور حضرت اُنیسؓ نے اس کو سنگسار کیا۔

أطراف الحديث ٦٨٥٩: ٢٣١٥، ٢٦٩٥، ٢٧٢٤، ٦٦٣٣، ٦٨٢٧، ٦٨٣٣، ٦٨٣٥، ٦٨٤٢، ٧١٩٣، ٧٢٥٨، ٧٢٦٠، ٧٢٧٨-

أطراف الحديث ٦٨٦٠: ٢٣١٤، ٢٦٤٩، ٢٦٩٦، ٢٧٢٥، ٦٦٣٤، ٦٨٢٨، ٦٨٣١، ٦٨٣٦، ٦٨٤٣، ٧١٩٤، ٧٢٥٩، ٧٢٧٩

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸۷- کِتَابُ الدِّیَاتِ

دیتوں کے متعلق احکام شریعت

امام بخاری کے علاوہ دیگر ائمہ حدیث نے اس کتاب کا نام قصاص رکھا ہے جبکہ امام بخاری نے دیات۔ علامہ بدر الدین العینی لکھتے ہیں: جس چیز پر قصاص واجب ہے اس میں مال لے کر معاف کرنا بھی جائز ہے۔ سو اس میں دیت شامل ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۳۰) امام بخاری کا عنوان عام اور وسیع ہے۔ علامہ ابنِ حجر بیان کرتے ہیں: امام بخاری نے کتاب الدیات میں ہی قصاص کے احکام بیان کر دیئے ہیں کیونکہ قصاص میں بھی مال پر صلح کر کے قصاص کو معاف کیا جاتا ہے۔ دوسرے ائمہ نے اس کا عنوان کتاب القصاص رکھا ہے کیونکہ قتلِ عمد کا بدلہ قصاص ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۲۳۲)

الدِّیَات، دِیَۃٌ کی جمع ہے اور اس کا اصل مادہ ودی ہے اور یہ وَدَیْتُ الْقَتِیْلَ سے ماخوذ ہے، یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب مقتول کے وارثوں کو خون بہا دیا جائے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۳۰)

لغوی اعتبار سے یہ مصدر ہے اس کے معنے بہہ پڑنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں ایسا مال جو کسی کا خون بہانے کی وجہ سے انسان پر واجب ہو دیت کہلاتا ہے۔ علامہ ابنِ ملقن لکھتے ہیں: وَدَی کا اصل معنی بہنا اور نکلنا ہے اس سے لفظ وادی ماخوذ ہے کیونکہ پانی وادی کے اندر بہتا ہے۔ (التوضیح لشرح الجامع الصحیح، جلد ۳۱ صفحہ ۲۹۳) علامہ ابنِ حجر لکھتے ہیں: اصطلاحِ شریعت میں دیۃ اس مال کو کہتے ہیں جو جان کے مقابلہ میں دیا جاتا ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۲۳۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُفْدَى وَإِمَّا أَنْ يُقِيدَ جس کا کوئی عزیز مارا جائے تو اُسے دو باتوں کا اختیار ہے۔ یا تو دیت لے یا قصاص۔[1] حضرت ابنِ عباس بیان کرتے ہیں: كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ. فَقَالَ اللهُ تَعَالَى لِهَذِهِ الأُمَّةِ: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ (البقرۃ: ۱۷۹)[2] بنی اسرائیل میں قصاص تھا اور ان میں دیت نہ تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے فرمایا: مقتولوں کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا ہے۔ اگر (قاتل) آزاد (مرد) ہو تو اسی آزاد (قاتل) سے اور اگر (قاتل) غلام ہو تو اسی غلام (قاتل) سے اور اگر (قاتل) عورت ہو تو اسی عورت (قاتل) سے، مگر جس (قاتل) کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ (تاوان) معاف کر دیا جائے۔

۱۔ (صحیح البخاری، کِتَاب فِي اللُّقَطَةِ، بَابُ كَيْفَ تُعَرَّفُ لُقَطَةُ، روایت نمبر ۲۴۳۴)

۲۔ (صحیح البخاری، کِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ، بَابُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ، روایت نمبر ۴۴۹۸)

امام بخاری کتاب الدیات میں ۵۴ مرفوع احادیث لائے ہیں جن میں سے ۴۰ مکرر اور ۱۴ ایک دفعہ آئی ہیں نیز صحابہ و تابعین کے ۲۸ آثار نقل کیے ہیں اور ان پر ۳۲ اَبواب قائم کیے ہیں۔ (فتح الباری، جزء ۱۲، صفحہ ۳۲۹)

بَاب ۱

قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ (النساء: ٩٤)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جو کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا اس کی سزا جہنم ہو گی

٦٨٦١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ؟ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ. قَالَ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ. قَالَ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَهَا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ○ (الفرقان: ٦٩).

۶۸۶۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے عمرو بن شرحبیل سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) کہتے تھے: ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تم (کسی اور کو) اللہ کا ہم پلہ پکارو حالانکہ اُس (اللہ) نے تم کو پیدا کیا۔ اُس نے پوچھا: پھر کونسا گناہ؟ آپؐ نے فرمایا: پھر یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس لئے مار ڈالو کہ کہیں وہ تمہارے ساتھ کھائیں۔ اُس نے پوچھا: پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ پھر اللہ عزوجل نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی۔ وہ لوگ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس نفس کو قتل کرتے ہیں جس کو اللہ نے معزز کیا مگر جائز طور پر ہی اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے گناہ کی سزا کو دیکھ لے گا۔

أطرافه: ٤٤٧٧، ٤٧٦١، ٦٠٠١، ٦٨١١، ٧٥٢٠، ٧٥٣٢۔

٦٨٦٢: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا.

طرفه: ٦٨٦٣۔

۶۸۶۲: علی (بن جعد) نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن اپنے دین کی رو سے ہمیشہ آزادی میں رہتا ہے جب تک کہ وہ ناحق خون نہ کرے۔

٦٨٦٣: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ مِنْ وَّرْطَاتِ الْأُمُورِ الَّتِي لَا مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهُ فِيهَا سَفْكَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهِ.

طرفه: ٦٨٦٢۔

۶۸۶۳: احمد بن یعقوب نے مجھ سے بیان کیا کہ اسحاق بن سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے تھے۔ اُنہوں نے کہا وہ پیچیدہ اُمور جن میں ایک شخص اپنے آپ کو گرالیتا ہے اور نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتا اُن میں ناجائز طور پر ممنوع شدہ خون بہانا بھی ہے۔

٦٨٦٤: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ.

طرفه: ٦٥٣٣۔

۶۸۶۴: عبید اللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا اُنہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے درمیان جن امور کا پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ خون ہے۔

٦٨٦٥: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ

۶۸۶۵: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ

حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيٍّ حَدَّثَهُ أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ حَلِيفَ بَنِي زُهْرَةَ حَدَّثَهُ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ لَقِيتُ كَافِرًا فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ يَدِي بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ بِشَجَرَةٍ وَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ، آقْتُلُهُ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ. قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّهُ طَرَحَ إِحْدَى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا آقْتُلُهُ؟ قَالَ لَا فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَأَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ.

(بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہم سے بیان کیا۔ یونس نے زہری سے روایت کی۔ عطاء بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ بن عدی نے اُنہیں بتایا کہ حضرت مقداد بن عمرو کندیؓ نے جو بنو زہرہ کے حلیف تھے اُنہیں بتایا اور حضرت مقدادؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں شریک تھے۔ اُنہوں نے کہا: یارسول اللہ! اگر کسی کافر سے میری مڈ بھیڑ ہو اور ہم آپس میں لڑیں اور وہ تلوار میرے ہاتھ پر مار کر اس کو کاٹ ڈالے اور پھر کسی درخت کی آڑ لے لے اور کہے میں اللہ کے لئے مسلمان ہو گیا تو کیا میں اس کو یہ بات کہنے کے بعد مار ڈالوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو نہ مارو۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! اس نے تو میرا ایک ہاتھ گرا دیا اور پھر ہاتھ کو کاٹنے کے بعد یہ کہا، تو کیا میں اسے قتل کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: اسے نہ قتل کرو اگر تم نے اسے قتل کیا تو وہ تمہارے اس مقام پر ہو گا جس پر تم اس کو قتل کرنے سے پہلے تھے اور تم اس کے مقام پر ہو گے جس پر کہ وہ اس کلمہ کے کہنے سے پہلے تھا جو اس نے کہا۔

طرفہ: ۴۰۱۹۔

٦٨٦٦: وَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمِقْدَادِ

۶۸۶۶: اور حبیب بن ابی عمرہ نے کہا سعید سے مروی ہے۔ سعید نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم

إِذَا كَانَ رَجُلٌ {مُؤْمِنٌ[1]} يُخْفِي إِيمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَأَظْهَرَ إِيمَانَهُ فَقَتَلْتَهُ فَكَذَلِكَ كُنْتَ أَنْتَ تُخْفِي إِيمَانَكَ بِمَكَّةَ مِنْ قَبْلُ.

نے حضرت مقدادؓ سے فرمایا: اگر کوئی مؤمن شخص کافر لوگوں کے ساتھ رہ کر اپنے ایمان کو چھپاتا ہو اور پھر وہ اپنے ایمان کو ظاہر کر دے اور تم اُس کو مار ڈالو، تم بھی تو اِسی طرح اس سے پہلے مکہ میں اپنے ایمان کو چھپایا کرتے تھے۔

تشریح: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جو کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا اس کی سزا جہنم ہو گی۔ امام بخاری کتاب الدیات کے باب نمبر ۱ میں قتلِ عمد کے متعلق جو آیت لائے ہیں۔ اس آیت میں قتلِ عمد کی دنیا میں کسی سزا کا ذکر نہیں بلکہ آخرت میں جہنم اور خدا تعالیٰ کی طرف سے لعنت یعنی دوری اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا ذکر ہے۔ آخرت میں اس سے بڑی اور کوئی سزا نہیں ہے۔ مگر کیا اسلام نے قتلِ عمد کی دنیا میں کوئی سزا مقرر نہیں کی؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۹ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

> ”درحقیقت یہی وہ آیت ہے جس میں قتل کی سزا کے متعلق اسلامی تعلیم بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ قتل کی سزا قتل ہے۔ اور یہ عام حکم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فِي الْقَتْلٰى فرمایا ہے کہ مقتولوں کے متعلق یہ حکم ہے یہ کوئی سوال نہیں کہ وہ مقتول کون ہو۔ اور کس قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ اس آیت کے سوا قتلِ عمد کی دنیوی سزا کا ذکر قرآن کریم کی کسی اور آیت میں نہیں ہے پس یہی آیت ہے جس پر اسلامی فقہ کی بنیاد ہے اور اس میں مسلمان اور غیر مسلمان میں کوئی امتیاز نہیں کیا گیا۔“

(تفسیرِ کبیر، سورۃ البقرۃ، زیرِ آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ، جلد ۲ صفحہ ۳۵۸)

امام بخاری باب نمبر ۱ میں دو آیات اور چھ روایات لائے ہیں جن میں قتلِ عمد کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ زیرِ باب روایات میں سے روایت ۶۸۶۱ میں مومنوں کی یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ وہ کسی ایسے نفس کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اور روایت نمبر ۶۸۶۲ میں ناحق خون یا قتلِ عمد کو ایسا گناہ قرار دیا گیا ہے جس کے ارتکاب سے مؤمن کی اپنے دین کی رو سے آزادی ختم ہو جاتی ہے۔ اسلام انسانی جان کی حرمت اور تحفظ کو اس قدر اہمیت دیتا ہے کہ حالتِ جنگ میں بھی ایک مسلمان پر حملہ آور اپنے حملے کے بعد کلمۂ شہادت پڑھ لے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسلمان کو جوابًا حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ جیسا کہ زیرِ باب روایت

---

[1] لفظ ”مُؤْمِنٌ“ عمدۃ القاری کے مطابق ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۳۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

۶۸۶۵ اور ۶۸۶۶ میں بیان کیا گیا ہے۔ کلمۂ شہادت ایسا مبارک کلمہ ہے جو منہ پر آتے ہی انسان کو تحفظ فراہم کر دیتا ہے اور کسی کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ اس بحث میں پڑے کہ یہ کلمہ کہنے والا صرف زبان سے اقرار کرتا ہے یا دل کی عزیمت اور پختہ یقین اس کے ساتھ شامل ہے۔ یہ کلمہ وہ شجرۂ طیبہ ہے کہ جو بھی اس کے سایہ میں آگیا وہ عافیت میں آگیا۔ جیسا کہ فرمایا: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ ...[1] مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے جنگ کروں، یہاں تک کہ وہ یہ اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے اور یہ کہ وہ نماز ادا کریں اور زکوۃ دیں۔ پس اگر وہ یہ کرلیں تو انہوں نے اپنے خونوں اور اپنے مالوں کو مجھ سے بچالیا، سوائے اس کے کہ جہاں اسلام ضروری قرار دیتا ہے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یہ علامت بھی اپنی پوری شان کے ساتھ ہمیں صحابہؓ کے مقدس وجود میں جلوہ گر دکھائی دیتی ہے۔ وہ اس حکم پر اتنی سختی سے عمل کرتے تھے کہ باوجود اس کے کہ وہ ایسی اقوام سے برسرِ پیکار رہے جو بزورِ شمشیر اُن سے اپنا مذہب بدلوانا چاہتی تھیں۔ پھر بھی اُن کی تلوار صرف اُن افراد پر اُٹھتی تھی جو عملاً جنگ میں شامل ہوں کسی عورت کسی بچے کسی بوڑھے کسی راہب اور کسی پنڈت یا پادری پر نہیں اٹھتی تھی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اسلام صرف لڑنے والے افراد سے جنگ کرنا جائز قرار دیتا ہے دوسرے افراد کو قتل کرنا خواہ وہ دشمن قوم سے ہی کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں جائز قرار نہیں دیتا۔ آج دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں جو اپنے آپ کو عدل و انصاف کا علمبردار قرار دیتی ہیں اور جن کا وجود امنِ عالم کے قیام کی ضمانت سمجھا جاتا ہے اُن کی یہ کیفیت ہے کہ وہ دشمن اقوام کو ہمیشہ ایٹمی ہتھیاروں سے ہلاک کرنے کی دھمکی دیتی رہتی ہیں بلکہ عملاً گذشتہ جنگِ عظیم میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر لاکھوں بے گناہ جاپانی مردوں اور عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اسے امنِ عالم کے قیام کیلئے ایک بڑا بھاری کارنامہ قرار دے کر اسے سراہا گیا۔ لیکن رسول کریم ﷺ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں کہیں ایسا ظلم دکھائی نہیں دیتا کہ برسرِ پیکار ہونے کی حالت میں بھی انہوں نے بے گناہ مردوں اور عورتوں اور بچوں کو تہ تیغ کیا ہو۔ مگر یہ لاکھوں افراد کے ناجائز خون سے اپنے ہاتھ رنگنے

[1] (صحیح البخاری، کتاب الایمان، بَاب فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ، روایت نمبر ۲۵)

والے تو عدل و انصاف کے مجسمہ کہلاتے ہیں اور وہ مسلمان جنہوں نے اپنے پاؤں تلے کبھی ایک چیونٹی کو بھی نہیں مسلا تھا انہیں یہ لوگ ڈاکو اور لٹیرا قرار دیتے ہیں۔ بہ بیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بہ کُجا [1]"

(تفسیر کبیر، سورۃ الفرقان، زیرِ آیت وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ جلد ۶ صفحہ ۵۷۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا تین گناہ کئے ہیں۔ ۱: جنابِ الٰہی کا حکم توڑا۔ ۲: اس کے منافع سے محروم کیا ۳: اس کی زندگی برباد کی۔... فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ: غضب خود ایک جہنم ہے۔ غضب کرنیوالوں کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔ اختلاجِ قلب میں گرفتار رہتے ہیں۔ خُدا نے جھگڑوں کی ایک جڑ بتائی ہے۔ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ (المائدۃ:۱۵) جب لوگ نصائح کو بھول گئے تو ان میں عداوت اور بغضاء شروع ہوا۔" (حقائق الفرقان، جلد ۲ صفحہ ۵۱)

بَاب ۲: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى وَمَنْ اَحْيَاهَا (المائدۃ:۳۳)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور جو اُسے زندہ کرے

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا.

حضرت ابن عباسؓ نے کہا: مَنْ اَحْيَاهَا سے مراد ہے جس نے جان کے مار ڈالنے کو حرام قرار دیا سوائے اس کے کہ جائز طور پر اُسے مارا جائے تو گویا اُس نے تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔

٦٨٦٧: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ

۶۸۶۷: قبیصہ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اعمش سے، اعمش نے عبداللہ بن مرہ سے، عبداللہ نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے، حضرت عبداللہؓ نے

[1] "راستے کے فرق کو تو دیکھو کہاں سے کہاں تک ہے۔"

الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جو نفس بھی مارا جاتا ہے تو اُس کے گناہ کا ایک حصہ آدم کے پہلے بیٹے کے ذمہ ہوتا ہے۔

أطرافُه: ٣٣٣٥، ٧٣٢١۔

٦٨٦٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۶۸۶۸: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: واقد بن عبداللہ نے مجھے بتایا۔ واقد نے اپنے باپ سے روایت کی۔ اُن کے باپ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: میرے بعد پھر کہیں کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن اڑاتے پھرو۔

أطرافُه: ١٧٤٢، ٤٤٠٣، ٦٠٤٣، ٦١٦٦، ٦٧٨٥، ٧٠٧٧۔

٦٨٦٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۸۶۹: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے علی بن مدرک سے روایت کی۔ علی نے کہا: میں نے ابوزُرعہ بن عمرو بن جریر سے سنا وہ جریر سے روایت کرتے تھے۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مجھ سے فرمایا: لوگوں کو چپ کراؤ۔ (پھر فرمایا) کہیں میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن زنی کرتے رہو۔ اس حدیث کو حضرت ابو بکرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

أطرافُه: ١٢١، ٤٤٠٥، ٧٠٨٠۔

٦٨٧٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ الْيَمِينُ الْغَمُوسُ شَكَّ شُعْبَةُ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ وَقَتْلُ النَّفْسِ.

۶۸۷۰: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے فراس (بن یحییٰ) سے، فراس نے شعبی سے، شعبی نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے، حضرت عبداللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا یا فرمایا: عمداً جھوٹی قسم کھانا۔ شعبہ نے بیان میں یہ شک کیا۔ اور معاذ (عنبری) نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا۔ کہا: بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ کا شریک ٹھہرانا اور عمداً جھوٹی قسم کھانا اور والدین کی نافرمانی کرنا یا کہا اور ناحق جان کو مار ڈالنا۔

أطرافه: ٦٦٧٥، ٦٩٢٠۔

٦٨٧١: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ. وَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ

۶۸۷۱: اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالصمد (بن عبدالوارث) نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن ابی بکر نے ہمیں بتایا۔ عبیداللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: بڑے گناہ۔ نیز ہم سے عمرو (بن مرزوق) نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے بتایا۔ اُنہوں نے (عبیداللہ) ابن ابی بکر سے، اُنہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ

وَقَوْلُ الزُّورِ أَوْ قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّورِ.

نے فرمایا: بڑے سے بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ کا شریک ٹھہرانا، جان کو مار ڈالنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا یا فرمایا اور جھوٹی شہادت دینا۔

أطرافه: ۲۶۵۳، ۵۹۷۷۔

٦٨٧٢: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ حَدَّثَنَا أَبُو ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ، قَالَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ، قَالَ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ قَالَ فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ، قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ لِي يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا. قَالَ {أَ[1]}قَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ

۶۸۷۲: عمرو بن زُرارہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا۔ حصین (بن عبدالرحمٰن) نے ہم سے بیان کیا۔ حصین نے ابوظبیان سے، ابوظبیان نے کہا: میں نے حضرت اُسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ اُنہوں نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حُرقہ قبیلے کی طرف بھیجا جو جہینہ کی ایک شاخ ہیں۔ کہتے تھے: ہم نے اس قوم پر صبح کو چھاپا مارا اور اُن کو شکست دے کر بھگا دیا۔ بیان کرتے تھے کہ میں اور ایک انصاری شخص اُن میں سے ایک آدمی کے پیچھے لگے۔ کہتے تھے: جب ہم نے اس کو گھیر لیا اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہا۔ حضرت اُسامہؓ نے کہا: یہ سن کر انصاری اس سے رک گیا اور میں نے اپنا برچھا مار کر اُسے مار ڈالا۔ کہتے ہیں: جب ہم مدینہ میں آئے تو یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ کہتے تھے: آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اُسامہؓ کیا تم نے اُس کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہنے کے بعد مار ڈالا۔ کہتے تھے: میں نے کہا: یارسول اللہ! وہ تو صرف جان بچا رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں لفظ "أ" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۲۳۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

اس کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہنے کے بعد مار ڈالا؟ حضرت اُسامہؓ کہتے تھے: آپؐ میرے سامنے یہی الفاظ دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش میں اس دن سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

طرفه: ٤٢٦٩۔

٦٨٧٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّي مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ، بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذَلِكَ، فَإِنْ غَشِينَا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذَلِكَ إِلَى اللهِ.

۶۸۷۳: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ یزید (بن ابی حبیب) نے ہم سے بیان کیا۔ یزید نے ابوالخیر سے، ابوالخیر نے (عبدالرحمٰن بن عسیلہ) صنابحی سے، صنابحی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں بھی اُن نقیبوں میں سے ہوں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ ہم نے آپؐ کی یہ بیعت کی تھی کہ کسی چیز کو بھی اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں گے اور نہ چوری کریں گے اور نہ زنا کریں گے اور نہ اُس نفس کو قتل کریں گے جس کو اللہ نے معزز قرار دیا اور نہ ہم لُوٹ مار کریں گے اور نہ ہم احکام الٰہی کی نافرمانی کریں گے۔ ہمیں جنت ملے گی اگر ہم نے یہ کیا اور اگر ہم اِن میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔

أطرافه: ١٨، ٣٨٩٢، ٣٨٩٣، ٣٩٩٩، ٤٨٩٤، ٦٧٨٤، ٦٨٠١، ٧٠٥٥، ٧١٩٩، ٧٢١٣، ٧٤٦٨۔

٦٨٧٤: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ

۶۸۷۴: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا. رَوَاهُ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طرفه: ۷۰۷۰۔

عبداللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھائے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس حدیث کو حضرت ابو موسیٰؓ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

٦٨٧٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَيُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هَذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ؟ قُلْتُ أَنْصُرُ هَذَا الرَّجُلَ. قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ.

أطرافه: ۳۱، ۷۰۸۳۔

۶۸۷۵: عبدالرحمٰن بن مبارک نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ ایوب اور یونس نے ہم سے بیان کیا۔ ان دونوں نے حسن (بصری) سے، حسن نے احنف بن قیس سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں گیا کہ اس شخص کی مدد کروں تو حضرت ابو بکرہؓ مجھ سے ملے اور پوچھنے لگے: تم کہاں کا قصد کر رہے ہو؟ میں نے کہا: میں اس شخص کی مدد کروں گا۔ اُنہوں نے کہا: لوٹ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے آپس میں مقابلہ کریں تو قاتل و مقتول دونوں آگ میں ہوں گے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! یہ تو قاتل ہوا تو مقتول کا کیا گناہ؟ آپؐ نے فرمایا: وہ بھی تو اپنے ساتھی کے مارنے پر حریص تھا۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَ مَنْ اَحْيَاهَا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور جو اُسے زندہ کرے۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: مَنْ اَحْيَاهَا سے مراد ہے جس نے جان کے مار ڈالنے کو حرام قرار دیا سوائے اس کے کہ جائز طور پر اُسے مارا جائے تو گویا اُس نے تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔

زیرِ باب روایت ۶۸۷۲ میں ذکر ہے بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِلَی الْحُرَقَۃِ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حُرقہ قبیلے کی طرف بھیجا۔ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں: یہ لشکر رمضان کے مہینہ میں سات یا آٹھ ہجری میں بھیجا گیا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ جہینہ کا ایک قبیلہ ہے اس کا نام حرقہ اس لیے رکھا گیا کہ ان کے درمیان اور بنو مرہ بن عوف بن سعد کے درمیان جو جنگ ہوئی تھی اس جنگ میں بنو مرہ نے ان کو وہ تیر مارے جن پر آگ لگی ہوئی تھی جس سے یہ لوگ جل گئے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۳۶)

قَالَ أَقَتَلْتَہُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ: آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اُسامہؓ کیا تم نے اُس کو لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ کہنے کے بعد مار ڈالا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"آپؐ کی زندگی کا گہرا مطالعہ اس حقیقت کو روشن کرتا ہے کہ آپ نے کبھی کسی ایسے شخص پر تیر نہیں چلایا جو مُجرم نہ ہو۔ حکومتیں کئی بے قصوروں کو مار ڈالتی ہیں، کئی ایسے لوگوں کو بھی ان کے ہاتھوں نقصان پہنچ جاتا ہے جو بے گناہ ہوتے ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی جو ایک کھلی کتاب کے طور پر تھی اس میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نظر نہیں آتی کہ آپ کا تیر ایسے طور پر چلا ہو کہ کوئی بے گناہ اس کا شکار ہوا ہو۔ صحابہ کرامؓ سے بعض دفعہ ایسی غلطیاں ہوئی ہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی اس کا علم ہوا آپ نے ان پر شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔... حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کو نہایت عزیز تھے ان کے باپ کو آپ نے اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا ایک غزوہ میں حضرت اسامہؓ شریک تھے کہ ایک مخالف کے تعاقب میں انہوں نے اپنا گھوڑا ڈال دیا جب اُس نے دیکھا کہ اب میں قابو آ گیا ہوں تو اس نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں مگر حضرت اسامہؓ نے اُس کی کوئی پرواہ نہ کی اور اُسے قتل کر دیا۔ بعد میں کسی شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی، آپ حضرت اُسامہؓ پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تُو نے کیوں مارا جب کہ وہ اسلام کا اقرار کر چکا تھا۔ حضرت اسامہؓ نے کہا وہ جھوٹا اور دھوکے باز تھا وہ دل سے ایمان نہیں لایا صرف ڈر کے مارے اُس نے اسلام کا اقرار کیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کے لہجہ میں فرمایا کیا تُو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا کہ وہ سچے دل سے اسلام کا اظہار نہیں کر رہا تھا؟ یعنی جب وہ کہہ رہا تھا کہ

میں اسلام قبول کرتا ہوں تو تمہارا کوئی حق نہیں تھا کہ تم یہ کہتے کہ تم مسلمان نہیں۔ اسامہ بن زیدؓ نے اپنی بات پر پھر اصرار کیا اور کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہ! وہ تو یونہی باتیں بنا رہا تھا ورنہ اسلام اس کے دل میں کہاں داخل ہؤا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسامہ! تم قیامت کے دن کیا جواب دو گے جب اس کا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تمہارے سامنے پیش کیا جائے گا اور تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہو گا۔ اُسامہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ناراضگی کو دیکھ کر اُس دن میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! میں اس سے پہلے کافر ہی ہوتا اور آج مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق ملتی تا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے فعل کی وجہ سے اتنا دُکھ نہ پہنچتا۔" (سیر روحانی نمبر۴، انوار العلوم، جلد ۱۹ صفحہ ۵۲۳، ۵۲۴)

فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ: قاتل و مقتول دونوں آگ میں ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بخاری کی پہلی حدیث یہ ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال نیت ہی پر منحصر ہیں صحت نیت کے ساتھ کوئی جرم بھی جرم نہیں رہتا۔ قانون کو دیکھو اس میں بھی نیت کو ضروری سمجھا ہے۔ مثلاً ایک باپ اگر اپنے بچے کو تنبیہہ کرتا ہو کہ تو مدرسہ جا کر پڑھ اور اتفاق سے کسی ایسی جگہ چوٹ لگ جاوے کہ بچہ مر جاوے تو دیکھا جاوے گا کہ یہ قتل عمد مستلزم سزا نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ اس کی نیت بچے کو قتل کرنے کی نہ تھی تو ہر ایک کام میں نیت پر بہت بڑا انحصار ہے اسلام میں یہ مسئلہ بہت سے امور کو حل کر دیتا ہے۔" (ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۳۸۶)

بَاب ۳: قَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو مقتولوں کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا ہے

اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَہٗ مِنْ اَخِیْہِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیْہِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ

آزاد ہو تو آزاد اور غلام ہو تو غلام اور عورت ہو تو عورت کو، جس کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا جائے تو پھر بھلائی سے مطالبہ کرنا ہو گا اور اچھی طرح اس کو ادا کرنا ہو گا یہ تمہارے

رَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (البقرة:۱۷۹)

ربّ کی طرف سے ایک آسانی اور رحمت ہے پھر جو بھی اس کے بعد حد سے گزرا تو اس کو دردناک سزا ہوگی۔

تشریح: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو مقتولوں کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ لفظ قصاص کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اَلْقِصَاصُ اَنْ يُّفْعَلَ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَهٗ مِنْ قَتْلٍ اَوْقَطْعٍ اَوْضَرْبٍ اَوْ جَرْحٍ (لسان) عربی زبان میں قصاص کے معنے یہ ہیں کہ کسی شخص سے وہی سلوک کیا جائے جو اس نے قتل یا قطع یا ضرب یا زخم کرنے کی صورت میں دوسرے سے کیا ہے۔ تاج العروس میں لکھا ہے: اَلْقِصَاصُ اَلْقَتْلُ بِالْقَتْلِ وَالْجُرْحُ بِالْجُرْحِ کہ قصاص اس چیز کا نام ہے کہ قتل کے مقابلہ میں قتل اور زخم کے مقابلہ میں زخم کیا جائے۔'' (تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، جلد ۲، صفحہ ۳۵۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ... میں ... کہا گیا ہے کہ تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے اس جگہ ''تم'' سے صرف حکام مراد ہیں جو لاء اینڈ آرڈر یعنی نظم و ضبط کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ عام لوگ مراد نہیں۔ اور كُتِبَ کہہ کر بتایا ہے کہ حکام کا فرض ہے کہ وہ قصاص لیں۔ حکام کو یہ اختیار نہیں کہ وہ معاف کر دیں۔... كُتِبَ عَلَيْكُمُ میں صرف حکام سے خطاب کیا گیا ہے کہ وہ قصاص لیں۔... اور فِي الْقَتْلٰى کہہ کر تصریح کر دی گئی ہے کہ اس میں جروح شامل نہیں۔ اور درحقیقت یہی وہ آیت ہے جس میں قتل کی سزا کے متعلق اسلامی تعلیم بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ قتل کی سزا قتل ہے۔ اور یہ عام حکم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فِي الْقَتْلٰى فرمایا ہے کہ مقتولوں کے متعلق یہ حکم ہے یہ کوئی سوال نہیں کہ وہ مقتول کون ہو۔ اور کس قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ اس آیت کے سوا قتلِ عمد کی دنیوی سزا کا ذکر قرآن کریم کی کسی اور آیت میں نہیں ہے پس یہی آیت ہے جس پر اسلامی فقہ کی بنیاد ہے اور اس میں مسلمان اور

غیر مسلمان میں کوئی امتیاز نہیں کیا گیا۔ نہ اس میں یہ ذکر ہے کہ کس کس آلہ سے قتل کرنے والے کی سزا قتل ہے بلکہ خواہ کسی آلہ سے کوئی شخص قتل کرے۔ اس کو قتل کیا جائے گا۔ بلکہ حدیثوں سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ ایک قتل کے کیس میں بعض دفعہ ایک سے زیادہ افراد کو بھی مارا گیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ صَنْعَاء میں ایک شخص کو کئی لوگوں نے مل کر قتل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب کو جو تعداد میں سات تھے قتل کروا دیا۔ اور فرمایا کہ اگر سارا شہر قتل میں شریک ہوتا تو میں سب کو قتل کرا دیتا۔ (طحاوی)"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ جلد ۲، صفحہ ۳۵۸)

اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی: آزاد ہو تو آزاد اور غلام ہو تو غلام اور عورت ہو تو عورت کو۔ حضرت مصلح موعود رضی عنہ فرماتے ہیں:

"اس کے بعد فرماتا ہے: اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی آزاد آزاد کے بدلہ میں، غلام غلام کے بدلہ میں اور عورت عورت کے بدلہ میں قتل کی جائے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ آزاد مقتول کے بدلہ میں کسی آزاد کو ہی قتل کیا جائے خواہ اس کا قاتل کوئی غلام ہی ہو۔ اور غلام مقتول کے بدلہ میں کسی غلام کو ہی قتل کیا جائے خواہ اس کا قاتل کوئی حُرّ ہو اور عورت مقتول کے بدلہ میں کسی عورت کو ہی قتل کیا جائے خواہ اس کا قاتل کوئی مرد ہو۔ کیونکہ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی میں حکم پہلے بیان ہو چکا ہے۔ درحقیقت یہ جملہ مستانفہ ہے۔ اور جملہ مستانفہ اس لئے آتا ہے کہ پہلے جملہ میں جو سوال مقدر ہو اس کو بیان کئے بغیر نئے جملہ میں جواب دیا جائے اور بغیر عطف کے اس کو بیان کیا جائے (شرح مختصر معانی مولفہ ابن یعقوب و بہاؤالدین جلد ۳ مطبوعہ مصر صفحہ ۵۴) اس جگہ بھی یہ جملہ ایک سوال مقدر کے جواب کے لئے لایا گیا ہے۔ اور اس میں عرب کی ان رسوم کا قلع قمع کیا گیا ہے جو ان میں عام طور پر رائج تھیں۔ اور وہ سوال مقدر یہ ہے کہ کیا اس حکم سے عرب کا پہلا طریق موقوف ہو جائے گا؟ سو فرمایا کہ ہاں اور اس کی چند مثالیں بیان کر دیں کہ یہ سب موقوف ہیں۔ چنانچہ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی میں ان کی صرف چند مثالیں بیان کی گئی ہیں نہ کہ

کل رسوم گویا هَلُمَّ جَرًّا کی طرح کا یہ فقرہ ہے اور مراد یہ ہے کہ اس حکم کے ذریعہ وہ تمام امتیاز مٹا دیئے گئے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ عربوں میں بعض خاندانوں کو بڑا سمجھا جاتا تھا اور بعض کو چھوٹا۔ بعض کو آزاد سمجھا جاتا تھا اور بعض کو غلام اور جب کسی سے کوئی جرم سرزد ہوتا تو وہ لوگ یہ دیکھا کرتے تھے کہ آیا مجرم غلام ہے یا آزاد۔ اور اگر غلام ہے تو کسی بڑے آدمی کا غلام ہے یا چھوٹے کا۔ مرد ہے یا عورت، اعلیٰ خاندان میں سے ہے یا ادنیٰ خاندان میں سے، امیر ہے یا غریب۔ اور سزا میں ان تمام امور کو ملحوظ رکھا جاتا اور آزاد مردوں اور عورتوں کو وہ سزائیں نہ دی جاتیں جو غلام مردوں اور عورتوں کو دی جاتی تھیں۔ اسی طرح اعلیٰ خاندانوں کے افراد کو وہ سزائیں نہیں دی جاتی تھیں جو ادنیٰ خاندانوں کے افراد کو دی جاتی تھیں۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ جلد ۲، صفحہ ۳۶۱)

بَاب ٤ : سُؤَالُ الْقَاتِلِ حَتَّى يُقِرَّ وَالْإِقْرَارُ فِي الْحُدُودِ

قاتل سے دریافت کرنا یہاں تک کہ وہ اقرار کرے اور شرعی سزاؤں میں اقرار کرنا

٦٨٧٦: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هَذَا؟ أَفُلَانٌ؟ أَوْ فُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ. فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى أَقَرَّ، فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ.

۶۸۷۶: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں سے پیس ڈالا۔ اُس لڑکی سے پوچھا گیا یہ تم سے کس نے کیا؟ کیا فلاں شخص نے یا فلاں نے؟ یہاں تک کہ اُس یہودی کا نام لیا گیا۔ اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپؐ اس سے پوچھتے رہے یہاں تک کہ اس نے اس فعل کا اقرار کیا اور پھر اُس کا سر بھی پتھر سے کچلا گیا۔

أطرافه: ٢٤١٣، ٢٧٤٦، ٥٢٩٥، ٦٨٧٧، ٦٨٧٩، ٦٨٨٤، ٦٨٨٥۔

تشریح: سُؤَالُ الْقَاتِلِ حَتّٰى يُقِرَّ وَالْإِقْرَارُ فِي الْحُدُودِ: قاتل سے دریافت کرنا یہاں تک کہ وہ اقرار کرے اور شرعی سزاؤں میں اقرار کرنا۔ قصاص یا سزا مدعی کے دعویٰ پر نہیں دی جاسکتی بلکہ سزا کے تین بنیادی اُصول ہیں۔ (۱) اقبالِ جرم (۲) شہادتیں (۳) شناخت۔ یعنی اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مدعی علیہ وہی ہے جس نے جرم کیا ہے تاکہ کوئی بے گناہ یا غیر متعلقہ شخص سزا کی بھینٹ نہ چڑھ جائے۔ زیرِ باب روایت میں ملزم کی تفتیش کرنے کا ذکر ہے، نیز مدعی علیہ کے اقرار اور اقبالِ جرم کا ذکر ہے۔ جیسا کہ روایت نمبر ۶۸۷۶ کے الفاظ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى أَقَرَّ کہ آپؐ اس سے پوچھتے رہے یہاں تک کہ اس نے جرم کا اقرار کر لیا اس لیے اس یہودی کے اقبالِ جرم کے نتیجہ میں اسے قتل کیا گیا۔ قصاص میں اگرچہ یہ ضروری نہیں ہے کہ قاتل نے جس آلۂ قتل سے مقتول کو قتل کیا ہو اسی سے اس کو قتل کیا جائے مگر قصاص کا مقصد چونکہ مجرم کو عبرت کا نشانہ بنانا بھی ہے اس لیے اسی طریق اور اسی آلہ کو استعمال کرنا موقع محل کے مطابق زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتا ہے جیسا کہ اس واقعہ میں کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"تحقیقات کرنے پر انہوں نے اس کو ایک دوسرے پر تھوپا۔ آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے سارے بدمعاشوں کو جمع کیا اور اس عورت کے آگے سب کو پیش کیا۔ وہ بول تو نہ سکتی تھی مگر قوت ممیزہ اس میں تھی۔ جب قاتل کو اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے سر سے اشارہ کیا کہ یہی ہے۔ اس کو نبی کریم ﷺ نے کئی بیچوں سے اس عورت پر پیش کیا مگر وہ اس کو پہچان لیتی۔ اس کا ذکر بخاری شریف میں ہے۔ اس بدمعاش نے اس عورت کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا تھا۔ کچھ زیور کے لالچ سے۔ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (البقرۃ:۷۳) اللہ اس بات کو نکالنے والا تھا، آخر وہ بات نکل آئی۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا (البقرۃ:۷۴) تب ہم نے اس قاتل کو مارنے کا حکم دیا۔ اور یہ اس کے بعض کا بدلہ تھا۔ اس نے پہلے بھی کئی بدمعاشیاں کیں اور آگے بھی وہ کرتا۔ اس لئے یہ سزا اس کے بعض کی ہے۔" (خطبات نور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴، نومبر ۱۹۱۳، خطباتِ نور صفحہ ۶۳۵)

بَاب ٥: إِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ أَوْ بِعَصًا

اگر کوئی پتھر سے یا لاٹھی سے مار ڈالے

٦٨٧٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ

۶۸۷۷: محمد (بن عبداللہ بن نمیر) نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ادریس نے ہمیں بتایا۔ انہوں

هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ بِالْمَدِينَةِ قَالَ فَرَمَاهَا يَهُودِيٌّ بِحَجَرٍ قَالَ فَجِيءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانٌ قَتَلَكِ؟ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا. فَأَعَادَ عَلَيْهَا قَالَ فُلَانٌ قَتَلَكِ؟ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا. فَقَالَ لَهَا فِي الثَّالِثَةِ فُلَانٌ قَتَلَكِ؟ فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَهُ بَيْنَ الْحَجَرَيْنِ.

نے شعبہ سے، شعبہ نے ہشام بن زید بن انس سے، ہشام نے اپنے دادا حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ایک لڑکی مدینہ میں باہر نکلی اس نے چاندی کے زیور پہنے ہوئے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: ایک یہودی نے اس کو پتھر مار کر گھائل کر دیا۔ کہتے تھے: اس لڑکی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا۔ کیا فلاں شخص نے تمہیں مارا ہے؟ اس نے اپنا سر اُٹھایا۔ پھر آپؐ نے اس سے پوچھا۔ کیا فلاں نے تمہیں مارا ہے؟ اس نے اپنا سر اُٹھایا۔ پھر آپؐ نے تیسری مرتبہ اس سے پوچھا۔ کیا فلاں نے تمہیں مارا ہے؟ اُس نے اپنا سر جھکایا اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلایا اور آپؐ نے اس کو بھی دو پتھروں سے مار ڈالا۔

أطرافه: ٢٤١٣، ٢٧٤٦، ٥٢٩٥، ٦٨٧٦، ٦٨٧٩، ٦٨٨٤، ٦٨٨٥۔

بَاب ٦: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۚ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جان جان کے بدلے اور آنکھ آنکھ کے بدلے اور ناک ناک کے بدلے اور کان کان کے بدلے اور دانت دانت کے بدلے اور زخموں کا بھی بدلہ لیا جائے۔

فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدة: ٤٦)

جس نے اپنے گناہوں کے بدلہ میں صدقہ دیا تو وہ صدقہ اس کے لئے کفارہ ہو گا اور جو لوگ اس حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے نازل کیا تو وہی ظالم ہیں۔

٦٨٧٨: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالْمُفَارِقُ لِدِيْنِهِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ.

۶۸۷۸: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش نے عبداللہ بن مرہ سے، عبداللہ نے مسروق (بن اجدع) سے، مسروق نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان آدمی کا خون جائز نہیں جو یہ اقرار کرتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، سوائے تین صورتوں میں سے ایک صورت میں، جس نے کسی نفس کو مار ڈالا ہو اور شادی شدہ زانی اور وہ شخص جو دین سے نکل گیا ہو اور جماعت کو چھوڑنے والا ہو۔

تشریح: اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ . . . : جان جان کے بدلے اور آنکھ آنکھ کے بدلے اور ناک ناک کے بدلے اور کان کان کے بدلے اور دانت دانت کے بدلے اور زخموں کا بھی بدلہ لیا جائے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"بعض لوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام نے قتل کے بارہ میں جو کچھ بیان کیا ہے صرف بائیبل کے تتبع میں کیا ہے خود اصولی رنگ میں اس بارہ میں کوئی ہدایت نہیں دی۔ ان کے نزدیک یہودیوں کو جو یہ کہا گیا تھا کہ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ (مائدہ آیت ۴۶) یعنی جان کے بدلہ میں جان اور آنکھ کے بدلہ میں آنکھ اور ناک کے بدلہ میں ناک اور کان کے بدلہ میں کان اور دانت کے بدلہ میں دانت اور زخموں کے بدلہ میں زخم برابر کا بدلہ ہیں اس حکم کو قرآن کریم نے اس جگہ دُہرا دیا ہے مگر ان کا یہ خیال محض قلتِ تدبر کا نتیجہ ہے۔ میرے نزدیک بنی نوع انسان کی مذہبی، سیاسی، تمدنی اور عائلی زندگی کے ساتھ تعلق رکھنے والا کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جسے اسلام نے پوری وضاحت کے ساتھ بیان نہ کیا

ہو۔ بیشک وہ پہلے مذاہب کی تعلیموں کا بھی بعض مقامات پر ذکر کرتا ہے مگر نفس مسئلہ پر وہ پہلے خود روشنی ڈالتا ہے اور اس کے متعلق ایک جامع اور کامل تعلیم لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اس کے بعد وہ غیر مذاہب والوں پر حجت تمام کرنے یا انہیں شرمندہ کرنے کے لئے ان کی تعلیموں کو بھی ان کے سامنے پیش کرتا ہے۔ تاکہ ان کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہوئے انہوں نے اس کے احکام کو کس طرح پسِ پشت پھینک رکھا ہے۔ اس جگہ بھی قصاص کی بنی نوع انسان کو جو تعلیم دی گئی ہے یہ یہودیوں کی اتباع میں نہیں دی گئی بلکہ اُن احکام کے سلسلہ میں دی گئی ہے جو اکیسویں رکوع سے دیئے جارہے ہیں۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ جلد ۲، صفحہ ۳۵۷، ۳۵۸)

وَالْمَفَارِقُ لِدِيْنِهِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ: وہ شخص جو دین سے نکل گیا ہو اور جماعت کو چھوڑنے والا ہو۔

زیرِ باب حدیث کے الفاظ وَالْمَفَارِقُ لِدِيْنِهِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نسائی میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ يُحَارِبُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ فَيُقْتَلُ اَوْ يُصَلَّبُ اَوْ يُنْفٰى مِنَ الْاَرْضِ (نسائی جلد ۲ کتاب تحریم الدم باب الصلب) یعنی وہ شخص جو اسلام کو چھوڑ کر مسلمانوں سے جنگ شروع کر دے۔ اس کے متعلق جائز ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے یا صلیب پر لٹکا دیا جائے یا اُسے جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ عورت مرد کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ جو بھی قتل کرے گا اسے قتل کیا جائے گا اور جان کے بدلہ جان لی جائے گی۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ جلد ۲، صفحہ ۳۵۹)

بَاب ٧: مَنْ أَقَادَ بِالْحَجَرِ

جس نے پتھر سے بدلہ لیا

٦٨٧٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى

۶۸۷۹: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ہشام بن زید سے، ہشام نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک یہودی

أَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَجِيءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ أَقَتَلَكِ فُلَانٌ؟ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا. ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا. ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ. فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجَرَيْنِ.

نے ایک لڑکی کو مار ڈالا کچھ زیوروں کی وجہ سے جو اس نے پہنے ہوئے تھے، اس نے اُس لڑکی کو پتھر سے مارا۔ لوگ اس لڑکی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تمہیں فلاں نے مارا ہے؟ اس نے سر سے اشارہ کیا نہیں۔ پھر آپؐ نے دوبارہ پوچھا، اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا نہیں۔ پھر آپؐ نے تیسری بار پوچھا تو اس نے کہا: ہاں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قاتل کو دو پتھروں سے مروا ڈالا۔

أطرافه: ٢٤١٣، ٢٧٤٦، ٥٢٩٥، ٦٨٧٦، ٦٨٧٧، ٦٨٨٤، ٦٨٨٥۔

بَاب ٨: مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ

جس شخص کا کوئی مارا جائے تو وہ دو باتوں میں سے ایک بات کے اختیار کرنے کا مجاز ہے

٦٨٨٠: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا.. وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلًا مِّنْ بَنِي لَيْثٍ بِقَتِيلٍ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَهُ

۶۸۸۰: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ (بن ابی کثیر) سے، یحییٰ نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ خزاعہ نے ایک شخص کو مار ڈالا۔ اور عبداللہ بن رجاء نے کہا: ہم سے حرب (بن شداد) نے یحییٰ (بن ابی کثیر) سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہمیں ابوسلمہ نے بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے ہم سے بیان کیا۔ جس سال مکہ فتح کیا گیا خزاعہ نے بنو لیث کے ایک شخص کو اپنے ایک مقتول کے بدلے جس کو زمانہ جاہلیت میں مارا گیا تھا مار ڈالا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپؐ

وَالْمُؤْمِنِينَ، أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَّهَارٍ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ، لَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ، وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُّودَى وَإِمَّا أَنْ يُّقَادُ. فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ. ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّمَا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ. وَتَابَعَهُ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ شَيْبَانَ فِي الْفِيلِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ الْقَتْلَ. وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ إِمَّا أَنْ يُّقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ.

نے فرمایا: اللہ نے مکہ سے ہاتھیوں کو روک دیا تھا اور اس نے اپنے رسول اور مومنوں کو مکہ والوں پر غالب کر دیا ہے۔ سنو! یہ مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے جائز نہیں ہوا اور نہ ہی وہ میرے بعد کسی کے لئے جائز ہو گا۔ سنو! اور وہ میرے لئے بھی صرف دن کی ایک گھڑی کے لئے ہی جائز کیا گیا۔ سنو کہ وہ اب اس وقت حرم ہے اس کے کانٹے نہ اُکھیڑے جائیں اور اِس کے درخت نہ توڑے جائیں اور اس کی گری پڑی چیز کوئی نہ اُٹھائے مگر وہ جو اس کے متعلق اعلان کرنے والا ہو اور جس کا کوئی مارا جائے تو دو باتوں میں سے ایک بات کے اختیار کرنے کا وہ مجاز ہے یا اسے دیت دی جائے یا اس کا بدلہ لیا جائے۔ یہ سن کر اہل یمن میں سے ایک شخص کھڑا ہوا جسے ابو شاہؓ کہتے تھے اس نے کہا: یارسول اللہ! مجھے یہ لکھ دیں۔ رسول اللہ نے فرمایا: ابو شاہؓ کو یہ حکم لکھ دو۔ پھر اس کے بعد قریش میں سے ایک شخص اُٹھا اُس نے کہا: یا رسول اللہ سوائے اذخر گھاس کے کیونکہ ہم اس کو اپنے گھروں اور قبروں میں کام میں لاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذخر کے سوا۔ اور (حرب بن شداد کی طرح) عبید اللہ (بن موسیٰ) نے بھی شیبان سے روایت کرتے ہوئے ہاتھیوں کے متعلق ذکر کیا۔ بعض راویوں نے ابو نعیم سے روایت کرتے ہوئے (قتیل کی بجائے) قتل کا لفظ نقل کیا اور عبید اللہ (بن موسیٰ) نے یوں کہا: یا مقتول کے وارثوں کو اس کا بدلہ دیا جائے۔

أطرافه: ۱۱۲، ۲۴۳۴۔

٦٨٨١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ قِصَاصٌ وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ... (البقرة:۱۷۹)

۶۸۸۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عمرو (بن دینار) سے، اُنہوں نے مجاہد سے، مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اُنہوں نے کہا: بنی اسرائیل میں قصاص تھا اور اُن میں دیت نہ تھی۔ اللہ نے اِس اُمت کے لئے فرمایا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر مقتولوں کے بارہ میں برابر کا بدلہ لینا فرض کیا گیا ہے اگر (قاتل) آزاد (مرد) ہو تو اسی آزاد (قاتل) سے اور اگر (قاتل) غلام ہو تو اسی غلام (قاتل) سے اور اگر (قاتل) عورت ہو تو اسی عورت (قاتل) سے مگر جس (قاتل) کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ (تاوان) معاف کر دیا جائے تو (مقتول کا وارث بقیہ تاوان کو صرف) مناسب طور پر وصول کر سکتا ہے اور (قاتل پر) عمدگی کے ساتھ (بقیہ تاوان) اس کو ادا کر دینا (واجب) ہے۔ یہ تمہارے ربّ کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے پھر جو شخص اس (حکم) کے بعد بھی زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْعَفْوُ أَنْ يَّقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ. قَالَ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرة:۱۷۹) أَنْ يَّطْلُبَ بِمَعْرُوفٍ وَيُؤَدِّيَ بِإِحْسَانٍ.

طرفہ: ٤٤٩٨۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا: یہاں عفو سے یہ مراد ہے کہ قتلِ عمد میں دیت قبول کر لے۔ اُنہوں نے کہا: فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْف سے یہ مراد ہے کہ شریفانہ طریقے سے مطالبہ کرے اور وہ عمدگی سے ادا کرے۔

تشریح: مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: جس شخص کا کوئی مارا جائے تو وہ دو باتوں میں سے ایک بات کے اختیار کرنے کا مجاز ہے۔ جس سال مکہ فتح کیا گیا خزاعہ نے بنو لیث کے ایک شخص کو اپنے ایک مقتول کے بدلے میں جس کو زمانہ جاہلیت میں مارا گیا تھا مار ڈالا۔ علامہ عینی خزاعہ قبیلے کے بارے میں لکھتے ہیں: خزاعہ ایک قبیلہ کا نام ہے جو مکہ پر غالب آ گئے تھے اور اس پر حکومت کرتے تھے پھر ان کو مکہ سے نکال دیا گیا اور وہ مکہ کے بیرونی حصہ میں رہنے لگے۔ ان کے اور بنو بکر کے درمیان زمانہ جاہلیت میں کھلی دشمنی تھی۔ اور خزاعہ بنو ہاشم بن عبد مناف کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد تک حلیف تھے اور بنو بکر قریش کے حلیف تھے۔ خزاعہ کے جس مرد نے قتل کیا تھا اس کا نام خراش بن امیہ الخزاعی اور اُن کے مقتول کا نام احمر تھا۔ لیکن بنو لیث کے مقتول کا نام معلوم نہیں۔ بنو لیث مشہور قبیلہ ہے جس کی نسبت لیث بن بکر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کی طرف ہے۔

(عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۴۳)

الاذخر: اذخر ایک خوشبودار گھاس ہوتی ہے جس کو گھروں کی چھتوں میں لکڑیوں کے اوپر ڈالتے ہیں۔

عنوانِ باب کے الفاظ اور زیرِ باب روایات میں مقتول کے ورثاء کے لیے دو قسم کے اختیار کا ذکر ہے کہ وہ قاتل سے بطور قصاص بدلہ لیں یا عفو کرتے ہوئے دیت پر راضی ہوں۔ اسلام سے قبل مذاہب میں قصاص کا دستور تھا جیسا کہ زیرِ باب روایت ۶۸۸۱ میں حضرت ابنِ عباسؓ کا قول امام بخاری نے درج کیا ہے كَانَتْ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ قِصَاصٌ وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ۔ یعنی بنی اسرائیل میں قصاص تھا اور اُن میں دیت نہ تھی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۹ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

> ”اگر کسی مقتول کے وارث کسی مصلحت کے ماتحت قاتل کو اس کے جرم کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو ان کو اختیار ہے۔ بعض لوگ اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ حکومت کو قاتل کے گرفتار کرنے یا اس کو سزا دینے کا کوئی اختیار نہیں۔ بلکہ یہ تمام اختیار مقتول کے ورثاء کو حاصل ہے مگر یہ درست نہیں اس جگہ صرف یہ بتایا گیا ہے کہ اگر مقتول کے ورثاء احسان کے طور پر قاتل کو معاف کر دیں تو حکومت کو اُن کی خواہش کا احترام کرنا چاہیے اس حق معافی کے سوا رشتہ داروں کا کوئی تعلق قاتل کے ساتھ نہیں۔ قاتل کو گرفتار کرنا یا اس پر مقدمہ چلانا حکومت ہی کا کام ہے اور اُسی کے ذمہ ہے جیسا کہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى میں حکومت کے ذمہ وار افسران کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ وہ قتل کے واقعات کی چھان بین کریں اور مجرم کو قرار واقعی سزا دلوائیں۔

اسلام نے مقتول کے وارثوں کو عفو کا جو اختیار دیا ہے اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس میں بعض دفعہ نقصانات کا بھی احتمال ہو سکتا ہے۔ مثلاً ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کو اس کے وارث ہی قتل کروا دیں اور پھر قاتل کو معاف کر دیں۔ یہ شبہ ایک معقول شبہ ہے۔ مگر اسلام نے اس قسم کے خدشات کا بھی ازالہ کر دیا ہے اور گو ایک طرف اس نے دو مخالف خاندانوں میں صلح کرانے کے لئے عفو کی اجازت دی ہے مگر دوسری طرف ایسی ناجائز کارروائیوں کی بھی روک تھام کر دی ہے۔ چنانچہ عفو کے ساتھ اس نے اصلاح کی شرط لگا دی ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ عفو اسی وقت جائز ہوتا ہے جب اس کے نتیجہ میں اصلاح کی اُمید ہو۔ اگر عفو باعثِ فساد ہے تو ایسا عفو ہرگز جائز نہیں اور حکومت باوجود وارثوں کے عفو کر دینے کے اپنے طور پر سزا دے سکتی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا ایک واقعہ جو طبری نے لکھا ہے بتاتا ہے کہ ابتدائے اسلام سے اس احتیاط پر عمل ہوتا چلا آیا ہے وہ واقعہ اس طرح ہے کہ عدل بن عثمان بیان کرتے ہیں... میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ ہمدان سے باہر مقیم تھے کہ اسی اثناء میں آپ نے دو گروہوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا۔ اور آپ نے ان میں صلح کرا دی لیکن ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ آپ کو کسی شخص کی آواز آئی کہ کوئی خدا کے لئے مدد کو آئے۔ پس آپ تیزی سے اُس آواز کی طرف دوڑے حتیٰ کہ آپ کے جوتوں کی آواز بھی آ رہی تھی اور آپ کہتے چلے جاتے تھے کہ "مدد آگئی مدد آ گئی۔" جب آپ اس جگہ کے قریب پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی دوسرے سے لپٹا ہوا ہے۔ جب اُس نے آپ کو دیکھا تو عرض کیا کہ اے امیر المومنین! میں نے اس شخص کے پاس ایک کپڑا نو درہم کو بیچا تھا اور شرط یہ تھی کہ کوئی روپیہ مشکوک یا کٹا ہوا نہ ہو۔ اور اس نے اس کو منظور کر لیا تھا۔ لیکن آج جو میں اس کو بعض ناقص روپے دینے کے لئے آیا تو اس نے بدلانے سے انکار کر دیا۔ جب میں پیچھے پڑا تو اس نے مجھے تھپڑ مارا۔ آپ نے مشتری سے کہا کہ اس کو روپے بدل دے پھر دوسرے شخص سے کہا کہ تھپڑ مارنے کا ثبوت پیش کر جب اس نے ثبوت دے دیا تو آپ نے مارنے والے کو بٹھا دیا اور

اُسے کہا کہ اس سے بدلہ لے۔ اس نے کہا اے امیر المومنین! میں نے اس کو معاف کر دیا۔ آپ نے فرمایا تو نے تو اس کو معاف کر دیا مگر میں چاہتا ہوں کہ تیرے حق میں احتیاط سے کام لوں۔ معلوم ہوتا ہے وہ شخص سادہ تھا اور اپنے نفع نقصان کو نہیں سمجھ سکتا تھا اور پھر اس شخص کو سات کوڑے مارے اور فرمایا اس شخص نے تو تجھے معاف کر دیا تھا مگر یہ سزا حکومت کی طرف سے ہے۔

غرض اسلام نے مظلوم کو یا بصورت مقتول اس کے ورثاء کو مجرم کا جرم معاف کر دینے کی تو اجازت دی ہے مگر ساتھ ہی حکومت کو بھی اختیار دیا ہے کہ اگر وہ یہ محسوس کرے کہ مظلوم کم فہم ہے یا ظالم کو معاف کر دینے سے اس کی دلیری اور شوخی اور بھی بڑھ جائے گی یا مقتول کے ولی اپنے نفع نقصان کو یا پبلک کے نفع نقصان کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے یا خود شریک جرم ہیں تو اس صورت میں باوجود ان کے معاف کر دینے کے خود مجرم کو سزا دے اور اس سے بہتر اور کونسی تجویز دنیا میں امن اور صلح کے قیام کی ہوسکتی ہے۔ اگر ایک طرف مجرموں کو معاف کر دینے سے خطرات بڑھ جاتے ہیں تو دوسری طرف ایسا بھی دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص جرم تو کر لیتا ہے مگر بعد میں وہ خود بھی سخت پشیمان ہوتا ہے اور اس کے رشتہ داروں کی بھی ایسی نازک حالت ہوتی ہے کہ رحم کا تقاضا ہوتا ہے کہ اُسے چھوڑ دیا جائے۔ اور خود جن لوگوں کے خلاف وہ جرم ہوتا ہے وہ بھی یا اُن کے ولی بھی چاہتے ہیں کہ اُس سے درگذر کریں۔ ایسی صورت میں دونوں کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے موجودہ تمدن نے کوئی علاج نہیں رکھا۔ صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس نے تیرہ سو سال پہلے سے ساتویں صدی کے تاریک تمدن میں ایسے اعلیٰ درجہ کے تمدن کی بنیاد رکھی جس کی نظیر بیسویں صدی کا دانا مدبر بھی پیش نہیں کر سکتا۔ لیکن جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے عفو سے کام لینا حاکم کا کام نہیں بلکہ مقتول کے اولیاء اور ورثاء کا کام ہے، ہاں اگر حاکم مجاز دیکھے کہ عفو اپنے اندر مضرات کے بعض پہلو رکھتا ہے تو وہ معافی کو کالعدم بھی قرار دے سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کے واقعہ سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ لیکن اگر وہ شخص جس کا حق ہے قصاص لے معاف نہ

کرنا چاہے تو حکام کا فرض ہے کہ وہ لازماً قصاص لیں۔ مِنۡ اَخِیۡہِ کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ بعض اوقات دشمنی اور عداوت اور بُغض سے قتل نہیں ہوتا بلکہ کسی وقتی جوش اور اشتعال کے نتیجہ میں بھی قتل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اَخِیۡ کہہ کر قاتل کے لئے رحم کی تحریک کر دی کہ آخر وہ تمہارا بھائی ہے۔ اگر اُس سے نادانستہ طور پر غلطی ہو گئی ہے تو تم جانے دو۔ اور اُسے معاف کر دو۔ اِدھر قاتل کو بھی شرمندہ کیا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے اپنے بھائی کو قتل کیا ہے۔

شَیۡءٌ اس جگہ نکرہ کے طور پر استعمال ہوا ہے اور عربی زبان میں نکرہ تعظیم کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور تحقیر کے لئے بھی۔ پس فَمَنۡ عُفِیَ لَہٗ مِنۡ اَخِیۡہِ شَیۡءٌ سے مراد کلی معافی بھی ہو سکتی ہے اور جزوی بھی۔ یعنی قتل نہ کرنا اور دیت لے لینا یا دیت میں بھی کمی کر دینا جائز ہے اور قتل نہ کرنا اور دیت بھی نہ لینا جائز ہے۔ دونوں صورتوں میں سے جو بھی کوئی چاہے اختیار کر سکتا ہے اور اگر بعض ورثاء معاف کر دیں اور بعض نہ کریں تو قاتل کو قتل کی سزا نہیں دی جائے گی جیسے مقتول کے دو بیٹے ہوں ان میں سے ایک معاف کر دے اور دوسرا نہ کرے تو قاتل قتل نہیں ہو گا لیکن اگر حاکم سمجھے کہ چونکہ وارث ہی شرارت سے مروانے والے ہیں۔ اس لیے وہ معاف کرتے ہیں تو حاکم معاف نہیں کرے گا۔ بلکہ انہیں سزا دے گا۔ اور وارثوں کی شرارت ثابت ہو جانے کی وجہ سے ان کی وارثت کا حق بھی زائل ہو جائے گا۔

فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیۡہِ بِاِحۡسَانٍ میں یہ بتایا کہ دیت لینے والے کو چاہیئے کہ مناسب رنگ میں دیت وصول کرے۔ یعنی اگر قاتل یکدم ادا نہیں کر سکتا تو وصول کرنے میں سختی نہ کرے بلکہ اُسے کچھ مہلت دے دے اور دیت دینے والے کو چاہیئے کہ وہ ادا کرنے میں سُستی یا شرارت نہ کرے بلکہ تکلیف اٹھا کر بھی دیت ادا کر دے اور کسی ناواجب تاخیر یا شرارت سے کام نہ لے۔

ذٰلِکَ تَخۡفِیۡفٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ رَحۡمَۃٌ: فرمایا یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے آسانی پیدا کر دی گئی ہے اور اس ذریعہ سے اس نے تمہارے لئے اپنی رحمت

کا سامان مہیا کیا ہے تمہیں چاہیے کہ اسے مدنظر رکھو اور خدا تعالیٰ کے اس احسان کی قدر کرو۔

فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فرماتا ہے کہ اگر اس کے بعد بھی کوئی زیادتی کرے گا اور اِعْتَدٰی سے کام لے گا تو اس کے لئے دردناک عذاب مقدر ہے۔ یعنی اگر مقتول کے ورثاء دیت بھی لے لیں اور موقع پا کر دوسرے کو بھی قتل کر دیں تو وہ کسی رحم کے مستحق نہیں ہوں گے بلکہ انہیں لازماً سزا دی جائے گی۔ یعنی حکومت دوسرے فریق کو انہیں معاف کرنے کی اجازت بھی نہیں دے گی تاکہ اس قسم کی وحشیانہ حرکات قومی اخلاق کو نہ بگاڑیں اور لوگوں کے اندر قانون کا احترام قائم ہو۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ، جلد ۲ صفحہ ۳۶۲ تا ۳۶۴)

بَاب ٩: مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

جو ناجائز طور پر کسی آدمی کے خون کا مطالبہ کرے

٦٨٨٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ، وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ.

۶۸۸۲: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبداللہ بن ابی حسین سے روایت کی کہ نافع بن جبیر نے ہم سے بیان کیا۔ نافع نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے سب سے زیادہ قابل نفرت اللہ کے نزدیک تین شخص ہیں۔ حرم میں بے اعتدالی کرنے والا اور اسلام میں جاہلیت کی رسم و رواج کا خواہاں اور ناحق کسی آدمی کے خون کی جستجو کرنے والا تاکہ اس کا خون بہائے۔

بَاب ١٠ : الْعَفْوُ فِي الْخَطَإِ بَعْدَ الْمَوْتِ

(قتل) خطائیں (مقتول کے) مر جانے کے بعد معاف کرنا

٦٨٨٣: حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ أُحُدٍ. {ح[1]} وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّاءَ يَعْنِي الْوَاسِطِيَّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ صَرَخَ إِبْلِيسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ يَا عِبَادَ اللهِ أُخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ حَتَّى قَتَلُوا الْيَمَانَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَبِي أَبِي فَقَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللهُ لَكُمْ قَالَ وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتَّى لَحِقُوا بِالطَّائِفِ.

٦٨٨٣: فروہ بن ابی المغراء نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ جنگِ اُحد کے دن مشرک شکست کھا گئے۔ اور محمد بن حرب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو مروان یحییٰ بن ابی زکریا یعنی واسطی نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ہشام سے، ہشام نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ فرماتی تھیں: جنگِ اُحد کے دن ابلیس نے لوگوں میں دہائی دی اللہ کے بندو اپنے پچھلوں سے بچو۔ سنتے ہی اگلے اپنے پچھلوں پر پلٹ پڑے اور اُنہوں نے حضرت یمانؓ کو مار ڈالا۔ حضرت حذیفہؓ چلائے میرا باپ ہے میرا باپ ہے مگر اُنہوں نے اُن کو مار ڈالا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا: اللہ تمہیں بخشے۔ اُنہوں نے کہا: اور اُن کافروں میں سے کچھ لوگ تو شکست کھا کر بھاگ گئے تھے یہاں تک کہ وہ طائف میں جا پہنچے تھے۔

أطرافه: ٣٢٩٠، ٣٨٢٤، ٤٠٦٥، ٦٦٦٨، ٦٨٩٠۔

تشریح: الْعَفْوُ فِي الْخَطَإِ بَعْدَ الْمَوْتِ: (قتل) خطائیں (مقتول کے) مر جانے کے بعد معاف کرنا۔ قتلِ خطا میں قاتل پر قصاص نہیں بلکہ سزا کے طور پر ایک غلام آزاد کرنا اور مقتول کے ورثاء کو

[1] لفظ "ح" فتح الباری مطبوعہ انصاریہ کے مطابق ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۲۶۳)

مقررہ دیت ادا کرنا ضروری ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنے طور پر معاف کر دے۔... غلام آزاد کرنے کی توفیق نہ ہو تو دو مہینے متواتر روزے رکھنے ہوں گے۔ (النساء:۹۳) زیر باب واقعہ میں حضرت حذیفہؓ کے والد دورانِ جنگ اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں غلطی سے قتل ہو گئے۔ حضرت حذیفہؓ نے ان مسلمانوں کو معاف فرما دیا بلکہ آپؓ تو اپنے والد کے قاتلوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتے تھے اور وہ ہمیشہ اسی خُلق پر قائم رہے۔ یہ وہ پاک انقلاب تھا جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ نے ان صحابہ میں پیدا کیا۔ وہ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اب خون معاف کرنے لگے بلکہ باپ کے قاتلوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے رہے۔ یہ ہے حقیقی عفو جس کا عنوانِ باب کے الفاظ میں ذکر ہے اَلْعَفْوُ فِي الْخَطَإِ۔ غزوۂ اُحد میں دشمن کی چال سے ایک افراتفری پھیل گئی۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اسلامی فوج میں ایک خطرناک کھلبلی کی صورت پیدا ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک بلند جگہ پر کھڑے ہوئے یہ سب نظارہ دیکھ رہے تھے مسلمانوں کو آواز پر آواز دی، مگر اس شور شرابے میں آپ کی آواز دب دب کر رہ جاتی تھی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ اتنے قلیل عرصہ میں ہو گیا کہ اکثر مسلمان بالکل بدحواس ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس بدحواسی میں بعض مسلمان ایک دوسرے پر وار کرنے لگ گئے اور اپنے پرائے میں امتیاز نہ رہا۔ چنانچہ خود مسلمانوں کے ہاتھ سے بعض مسلمان زخمی ہو گئے اور حذیفہؓ کے والد یمانؓ کو تو مسلمانوں نے غلطی سے شہید ہی کر دیا۔ حذیفہؓ اس وقت قریب ہی تھے وہ چلاتے رہ گئے کہ اے مسلمانو! یہ میرے والد ہیں مگر اس وقت کون سنتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں مسلمانوں کی طرف سے یمانؓ کا خون بہا ادا کرنا چاہا مگر حذیفہؓ نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اپنے باپ کا خون مسلمانوں کو معاف کرتا ہوں۔" (سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۵۵۴)

بَاب ۱۱: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَئًا

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: کسی مؤمن کو یہ زیب نہیں کہ وہ کسی مؤمن کو مار ڈالے مگر یہ کہ بھول چوک کر

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَئًا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ — اور جس نے کسی مؤمن کو غلطی سے مار ڈالا تو ایک مؤمن گردن کا آزاد کرنا ہو گا اور دیت دینی ہو گی

اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۙ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○

(النساء:۹۳)

پوری کی پوری وارثوں کے حوالے کرنی ہوگی۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنے طور پر معاف کر دیں۔ اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہو اور وہ مؤمن ہو تو ایک مؤمن گردن آزاد کرنی ہوگی اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہو تو دیت دینی ہوگی جو پوری کی پوری اس کے وارثوں کے حوالے کی جائے۔ اور ایک مؤمن گردن آزاد کرنی ہوگی اور جو طاقت نہ رکھے تو پھر لگاتار دو مہینے روزے رکھنے ہوں گے۔ یہ بطور توبہ کے ہے جو اللہ کی طرف سے مقرر کیا گیا اور اللہ خوب جانتا ہے نہایت ہی باریک بین نکتہ رس ہے۔

تشریح: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا: اللہ تعالیٰ کا فرمانا: کسی مؤمن کو یہ زیب نہیں کہ وہ کسی مؤمن کو مار ڈالے۔ فقہاء نے قتل خطا کی تعریف یوں کی ہے: کسی انسان سے جائز اور مباح کام کرتے وقت بلا ارادہ غلطی سے کوئی آدمی قتل ہو گیا یا زخمی ہوا، پھر مر گیا۔ مثلاً: وہ شکار کو گولی مار رہا تھا یا نشانہ بازی کر رہا تھا کہ غلطی سے معصوم جان قتل ہو گئی یا دوران جنگ میں کسی مسلمان کو کافر سمجھ کر قتل کر دیا گیا۔ (الهداية فی شرح بداية المبتدی، كتاب الجنايات، أوجه القتل، جزء ۴ صفحہ ۴۴۳) علامہ بدر الدین عینی اس آیت کا موقعۂ نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مجاہد اور عکرمہ نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی کے متعلق نازل ہوئی ہے، انہوں نے ایک مسلمان مرد کو قتل کر دیا تھا اور ان کو اس کے مسلمان ہونے کا علم نہیں تھا، وہ شخص انہیں مکہ میں ابو جہل کے ساتھ مل کر تکالیف پہنچایا کرتا تھا۔ پھر بعد ازاں وہ مسلمان ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلا، تو راستہ میں اس کی عیاش بن ابی ربیعہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور ان کا گمان تھا کہ یہ کافر ہے۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ایک غلام کو آزاد کریں اور یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ امام طبری کی بیان کردہ تفسیر ہے جو مجاہد اور عکرمہ سے مروی ہے۔ اور سدی نے کہا ہے کہ اس مسلمان مرد کو فتح مکہ کے دن قتل کیا جبکہ وہ مکہ سے باہر آئے ہوئے تھے اور ان کے اسلام کا کسی کو علم نہیں تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت ابو عامر کے متعلق نازل ہوئی ہے جو حضرت ابو الدرداء

کے والد تھے، وہ ایک لشکر میں تھے، تو لشکر سے نکل کر ایک گھاٹی کی طرف گئے، وہاں ایک مرد کو اس کی بکریوں کے ساتھ پایا۔ انہوں نے اس مرد کو قتل کر دیا اور اس کی بکریاں لے لیں اور وہ مرد لا الہ الا اللہ پڑھ رہا تھا تو ان کے دل میں اس کو قتل کرنے سے تردد پیدا ہوا، انہوں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے اس کے قتل کو ناپسند فرمایا کہ کیونکہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھ چکا تھا۔ سو یہ آیت نازل ہوئی۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت حذیفہ بن یمان کے والد کے متعلق نازل ہوئی ہے جب غزوہ احد میں ان کو مسلمانوں نے غلطی سے قتل کر دیا تھا۔
(عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۴۶)

بَاب ١٢: إِذَا أَقَرَّ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهِ

اگر کوئی قتل کا ایک بار اقرار کرلے تو اس اقرار کی بنا پر مار ڈالا جائے

٦٨٨٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هَذَا أَفُلَانٌ؟ أَفُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا. فَجِيءَ بِالْيَهُودِيِّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ، وَقَدْ قَالَ هَمَّامٌ بِحَجَرَيْنِ.

۶۸۸۴: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ حبان (بن ہلال) نے ہمیں بتایا۔ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے ہمیں بتایا۔ حضرت انس بن مالکؓ نے ہم سے بیان کیا کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں سے چور چور کر دیا۔ تو اس سے پوچھا گیا: تم سے یہ کس نے کیا؟ کیا فلاں شخص نے کیا؟ فلاں شخص نے؟ آخر اس یہودی کا نام لیا گیا تو اُس نے اپنے سر سے اشارہ کیا (کہ ہاں) اس یہودی کو لے آئے اور اس نے اقرار کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم دیا اور اس کا سر بھی ایک پتھر سے چور چور کیا گیا۔ اور کبھی ہمام نے یوں بھی کہا دو پتھروں سے۔

أطرافه: ٢٤١٣، ٢٧٤٦، ٥٢٩٥، ٦٨٧٦، ٦٨٧٧، ٦٨٧٩، ٦٨٨٥۔

بَاب ١٣: قَتْلُ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ

عورت مقتولہ کے بدلہ میں مرد قاتل کو مار ڈالنا

٦٨٨٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ

۶۸۸۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن

بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ يَهُودِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا.

زُرَیع نے ہمیں بتایا۔ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کو ایک لڑکی کے بدلہ میں قتل کیا جس کو اس نے اس کے زیوروں کے لالچ پر مار ڈالا تھا۔

أطرافه: ٢٤١٣، ٢٧٤٦، ٥٢٩٥، ٦٨٧٦، ٦٨٧٧، ٦٨٧٩، ٦٨٨٤۔

تشریح: قَتْلُ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ: عورت مقتولہ کے بدلہ میں مرد قاتل کو مار ڈالنا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"چونکہ اسلام نے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى میں یہ عام حکم دے دیا تھا کہ ہر ایک شخص جو قتل کیا جائے اس کا قاتل لازماً قتل ہو خواہ عورت مرد کو مارے یا مرد عورت کو مارے۔ خواہ آزاد غلام کو مارے یا غلام آزاد کو مارے۔ خواہ ایک شخص کو جماعت مارے اور خواہ کافر معاہد کو مسلمان مارے اس لئے طبعی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ آئندہ قصاص کیا پہلے طریق پر بھی جو جاہلیت میں رائج تھا لیا جائے گا یا نہیں۔ سو اس کا جواب دیا کہ نہیں اور ہرگز نہیں۔ وہ امتیازات اب مٹائے جاتے ہیں۔ اور اس کے لئے صرف تین مثالیں دے دیں۔ باقی مثالیں اس نے چھوڑ دی ہیں۔ کیونکہ عربی زبان میں قاعدہ ہے کہ اگر کسی جگہ تین مثالیں بیان ہوں۔ تو اس جگہ هَلُمَّ جَرًّا ساتھ مل جاتا ہے اور سب مثالیں انہی تین مثالوں میں شامل سمجھی جاتی ہیں۔ اس جگہ بھی تین مثالوں سے مراد ہر قسم کی مثال ہے اور یہ ہدایت دی گئی ہے کہ خواہ قاتل حُر اور مقتول عبد ہو یا قاتل مرد اور مقتول عورت ہو یا قاتل عورت اور مقتول مرد ہو، جو بھی قتل کرے اسے قتل کی سزا دو چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل بھی اس کی تصدیق کرتا ہے آپؐ نے ایک عورت کے بدلہ میں مرد کو قتل کیا (مسلم جلد ۲ کتاب القصاص و نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۲۸۹) اسی طرح غلام کے بدلہ میں آزاد کے مارے جانے کا حکم دیا۔ جیسے

سمرۃ ابن جندب کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَهُ جَدَعْنَاهُ یعنی جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا ہم اسے اس کے بدلہ میں قتل کریں گے اور جو شخص اپنے غلام کے ہاتھ پاؤں کاٹے گا۔ ہم اس کے بدلہ میں اس کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔ (ابن ماجہ ابواب الدیات باب ھل یقتل الحر بالعبد)"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ، جلد ۲ صفحہ ۳۶۱، ۳۶۲)

بَاب ١٤: الْقِصَاصُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ

زخموں میں بھی مردوں اور عورتوں کا آپس میں بدلہ لینا

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ تُقَادُ الْمَرْأَةُ مِنَ الرَّجُلِ فِي كُلِّ عَمْدٍ يَبْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا دُونَهَا مِنَ الْجِرَاحِ. وَبِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَإِبْرَاهِيمُ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنْ أَصْحَابِهِ. وَجَرَحَتْ أُخْتُ الرُّبَيِّعِ إِنْسَانًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِصَاصُ.

اور اہل علم نے کہا: مقتول عورت کے بدلہ میں مرد قاتل کو قتل کیا جائے اور حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ عورت سے مرد کا بدلہ ہر ایک زخم کی وجہ سے جس نے عمداً اس کی جان کا نقصان پہنچایا ہو یا ایسے زخموں کی وجہ سے جو اس سے کم ہوں بدلہ لیا جائے اور اس کے متعلق عمر بن عبد العزیز اور ابراہیم (نخعی) اور ابو زناد نے اپنے ساتھیوں سے روایت کرتے ہوئے فتویٰ دیا اور ربیع کی بہن نے ایک آدمی کو زخمی کر دیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدلہ لیا جائے۔

٦٨٨٦: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَدَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

۶۸۸۶: عمرو بن علی (فلاس) نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن ابی عائشہ نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَا تُلِدُّونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا لُدَّ غَيْرَ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

کی۔ آپ فرماتی تھیں: ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں آپؐ کی بیماری کے اثنا میں دوائی ڈالی۔ آپؐ نے فرمایا: میرے حلق میں دوا مت ڈالو۔ ہم نے کہا: بیمار کو دوا سے نفرت ہوتی ہے۔ (اس لیے آپؐ یہ فرمارہے ہیں) جب آپؐ ہوش میں آئے آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی باقی نہ رہے مگر اس کے حلق میں دوائی ڈالی جائے سوائے عباسؓ کے کیونکہ عباسؓ تمہارے ساتھ شامل نہیں تھا۔

أطرافه: ٤٤٥٨، ٥٧١٢، ٦٨٩٧۔

بَاب ١٥: مَنْ أَخَذَ حَقَّهُ أَوِ اقْتَصَّ دُونَ السُّلْطَانِ

جس نے حاکم کے بغیر خود ہی اپنا حق لیا یا بدلہ لیا

٦٨٨٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۶۸۸۷: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ ابوزناد نے ہم سے بیان کیا کہ اعرج نے اُنہیں بتایا کہ اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: قیامت کے دن ہم سب سے پیچھے آنے والے اور سب سے آگے بڑھنے والے ہیں۔

أطرافه: ٢٣٨، ٨٧٦، ٨٩٦، ٢٩٥٦، ٣٤٨٦، ٦٦٢٤، ٧٠٣٦، ٧٤٩٥۔

٦٨٨٨: وَبِإِسْنَادِهِ لَوِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِكَ أَحَدٌ وَلَمْ تَأْذَنْ لَهُ حَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ.

۶۸۸۸: اور اسی سند سے مروی ہے اگر کوئی تمہارے گھر میں جھانکے اور تم نے اس کو اجازت نہ دی ہو تو تم اس کو کنکری مارو اور اُس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔

طرفه: ٦٩٠٢۔

٦٨٨٩: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى

۶۸۸۹: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان)

عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَّدَ إِلَيْهِ مِشْقَصًا فَقُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ بِهَذَا قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ.

نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حمید سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکا آپؐ نے اس کی طرف ایک تیر کا نشانہ باندھا۔ (یحییٰ کہتے تھے:) میں نے پوچھا: تم سے یہ کس نے بیان کیا۔ حمید نے کہا: حضرت انس بن مالکؓ نے۔

أطرافه: ٦٢٤٢، ٦٩٠٠۔

بَاب ١٦: إِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ أَوْ قُتِلَ

اگر کوئی ہجوم میں مر جائے یا مارا جائے

٦٨٩٠: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَاحَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللهِ أَبِي أَبِي. قَالَتْ فَوَاللهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ قَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللهُ لَكُمْ. قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ.

۶۸۹۰: اسحاق بن منصور نے مجھ سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: ہشام نے ہمیں خبر دی۔ ہشام نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: جب اُحد کی جنگ ہوئی تو مشرکوں کو شکست دے کر بھگا دیا گیا۔ ابلیس نے دہائی دی۔ اللہ کے بندو! اپنے پچھلوں سے بچو۔ (یہ سن کر) پہلے پلٹ پڑے اور وہ اور پچھلے تلواروں سے آپس میں لڑنے لگے۔ حذیفہؓ نے غور سے جو دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ اُن کے باپ یمانؓ پر حملہ آور ہیں۔ اُنہوں نے پکارا، اللہ کے بندو یہ میرا باپ ہے، میرا باپ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: اللہ کی قسم! وہ نہ ہٹے اس کو مار ہی ڈالا۔ حذیفہؓ نے کہا: اللہ تمہیں بخشے۔ عروہ کہتے تھے: حضرت حذیفہؓ (کے دل) میں اس (کلمہ) کی وجہ سے ہمیشہ بھلائی رہی اور وہ اسی حالت میں اللہ سے جا ملے۔

أطرافه: ٣٢٩٠، ٣٨٢٤، ٤٠٦٥، ٦٦٦٨، ٦٨٨٣۔

تشریح: إِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ أَوْ قُتِلَ: اگر کوئی ہجوم میں مر جائے یا مارا جائے۔ رش میں مارے جانے والے کے متعلق فقہاء لکھتے ہیں۔(۱) اس کی دیت بیت المال ادا کرے (۲) وہ لوگ ادا کریں جن کے رش میں وہ شخص مرا (۳) کسی پر حلف کے ذریعہ یا گواہیوں کے ذریعہ جرم ثابت کیا جائے اور پھر اس سے دیت لی جائے۔(۴) اس کی دیت معاف ہے۔ کسی سے نہ لی جائے گی۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۲۷۱)

بَاب ١٧: إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَأً فَلَا دِيَةَ لَهُ

اگر اپنے تئیں غلطی سے مار ڈالے تو اس کی کوئی دیت نہ ہو گی

٦٨٩١: حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَحَدَا بِهِمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ السَّائِقُ؟ قَالُوا عَامِرٌ. فَقَالَ رَحِمَهُ اللهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ هَلَّا أَمْتَعْتَنَا بِهِ؟ فَأُصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ حَبِطَ عَمَلُهُ قَتَلَ نَفْسَهُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ فَدَاكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، فَقَالَ كَذَبَ مَنْ قَالَهَا إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ وَأَيُّ قَتْلٍ

۶۸۹۱: مکی بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی عبید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سلمہ (بن اکوع) سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: عامرؓ اپنے شعروں میں سے کچھ ہمیں سناؤ۔ چنانچہ وہ اپنے شعر گا کر اُنہیں سنانے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اونٹوں کو چلانے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا: عامرؓ۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم کرے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپؐ نے ہمیں اس سے محظوظ کیوں نہ ہونے دیا؟ وہ اسی رات کی صبح کو زخمی ہوئے تو لوگوں نے کہا: اُن کے سارے عمل اکارت گئے۔ اُنہوں نے اپنے تئیں مار ڈالا۔ جب میں واپس آیا تو وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ عامرؓ کے عمل اکارت گئے۔ (یہ سن کر) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپؐ کے قربان، لوگ کہتے

يَزِيدُهُ عَلَيْهِ.

ہیں کہ عامرؓ کے عمل اکارت گئے۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے ایسا کہا اس نے غلط کہا۔ اسے تو دو ثواب ملے ہوں گے۔ وہ تو جہاد کرنے والا مجاہدہ کرنے والا ہے اور کون سا قتل اس کے قتل سے بڑھ کر ہوگا۔

أطرافه: ٢٤٧٧، ٤١٩٦، ٥٤٩٧، ٦١٤٨، ٦٣٣١۔

تشریح: إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَأً فَلَا دِيَةَ لَهُ: اگر اپنے تئیں غلطی سے مار ڈالے تو اس کی کوئی دیت نہ ہوگی۔ زیر باب روایت جیسا کہ اطراف سے ظاہر ہے بخاری میں دیگر مقامات میں بھی آئی ہیں۔ مثلاً کتاب المغازی روایت نمبر ۴۱۹۶ میں اس روایت میں یہ وضاحت ہے کہ مسلمان جب دشمن کے مقابل صف آراء ہوئے تو حضرت عامرؓ نے اپنی تلوار سے ایک یہودی پر حملہ کیا مگر تلوار چھوٹی ہونے کی وجہ سے یہودی کو نہ لگی بلکہ ان کے اپنے ہی گھٹنے پر آ لگی جس سے ان کی شہادت ہو گئی مگر بعض لوگوں نے اسے خودکشی کے مترادف قرار دیا اور کہا کہ عامرؓ کے اعمال ضائع ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پُرزور نفی فرمائی اور فرمایا عامرؓ تو خدا کی راہ کا بہت کامیاب مجاہد ہے۔ امام بخاری نے عنوانِ باب سے اس امر کی نفی کی ہے کہ نہ یہ خودکشی کا واقعہ ہے جیسا کہ خَطَأً کے لفظ سے ظاہر ہے اور نہ یہ ایسا عمل ہے جس پر ان کے قبیلے پر یا کسی قوم پر دیت پڑے گی۔ اس سے امام بخاری نے امام اوزاعی اور امام احمد بن حنبل کی بیان کردہ ان روایات کا رد کیا جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ غلطی کی صورت میں اس کے قبیلے پر دیت واجب ہوگی۔ جمہور کی بھی یہی رائے ہے کہ ایسی صورت میں دیت نہیں ہوگی۔
(فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۲۷۲)

بَاب ١٨ : إِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ

اگر کوئی کسی شخص کو دانت سے کاٹے اور اس کے دانت گر پڑیں

٦٨٩٢: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ، فَاخْتَصَمُوا إِلَى

۶۸۹۲: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے زُرارہ بن اوفیٰ سے سنا وہ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت کرتے تھے کہ ایک آدمی نے ایک شخص کے ہاتھ کو کاٹا اور اس

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ، لَا دِيَةَ لَهُ.

نے جو اپنا ہاتھ جھٹکا دے کر اُس کے منہ سے نکالا تو اُس کے سامنے کے دو دانت گر پڑے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا جھگڑا لائے۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے ایک اپنے بھائی کو اس طرح کاٹتا ہے جیسے سانڈ کاٹتا ہے تمہیں اس کی کوئی دیت نہیں ملے گی۔

٦٨٩٣: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْتُ فِي غَزْوَةٍ فَعَضَّ رَجُلٌ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ، فَأَبْطَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۸۹۳: ابوعاصم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابن جریج سے، ابن جریج نے عطاء (بن ابی رباح) سے، عطاء نے صفوان بن یعلیٰ سے، صفوان نے اپنے باپ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں ایک غزوہ میں نکلا تو ایک شخص نے کسی کو کاٹا اور اُس نے جھٹکا دے کر اس کے سامنے کے دانت نکال دیئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دانت کی دیت نہیں دلوائی۔

أطرافه: ١٨٤٨، ٢٢٦٥، ٢٩٧٣، ٤٤١٧۔

بَاب ١٩: السِّنُّ بِالسِّنِّ

دانت کے بدلے دانت

٦٨٩٤: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ.

۶۸۹۴: (محمد بن عبداللہ) انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ حمید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا اور اس کا سامنے کا دانت توڑ دیا اس کے رشتہ دار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ نے بدلہ لینے کا حکم دیا۔

أطرافه: ٢٧٠٣، ٢٨٠٦، ٤٤٩٩، ٤٥٠٠، ٤٦١١۔

بَاب ۲۰: دِيَةُ الْأَصَابِعِ

انگلیوں کی دیت

٦٨٩٥: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَذِهِ وَهَذِهِ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ.

۶۸۹۵: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: یہ اور یہ برابر ہیں یعنی چھنگلی اور انگوٹھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. نَحْوَهُ.

محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ (محمد) ابن ابی عدی نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا۔

تشریح: السِّنُّ بِالسِّنِّ: دانت کے بدلے دانت۔ دِيَةُ الْأَصَابِعِ: انگلیوں کی دیت۔ ان ابواب میں انسان کے جسم کے مختلف اعضاء کو نقصان پہنچانے والے پر دیت کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔ قرآنِ کریم نے پہلی شریعتوں کے ان حصوں کو اپنے اندر جمع کیا ہے جو دائمی احکام سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ فرمایا: فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ○ (البینة: ۴) جن میں قائم رہنے والے احکام ہوں۔ مگر جہاں بھی کسی گذشتہ شریعت کے کسی حصے کو بیان کیا ہے اسے اس ابتدائی قدم سے اٹھا کر کمال تک پہنچایا ہے۔ پس قصاص کے متعلق احکام اگرچہ تورات کی کتاب احبار باب ۲۴ آیت ۱۷ تا ۲۰ میں بیان ہوئے ہیں مگر وہ احکام صرف قصاص تک محدود ہیں قصاص ہر موقع اور ہر حالت میں ممکن نہیں ہوتا بلکہ بعض صورتوں میں قصاص محض بدلے اور انتقام تک محدود رہ جاتا ہے بعض اعضاء کے زخموں کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ اگر قصاص کے طور پر وہاں زخم لگانے کی اجازت دی جائے تو اس سے بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔ مثلاً سر کی چوٹ وغیرہ۔ مجروح شخص یا اس کے خاندان والے قصاص بھی نہ لینا چاہیں اور بالکل معاف بھی نہ کرنا چاہیں تو ان کے لیے دیت بہترین راستہ ہے جس پر چل کر دونوں فریق بڑے نقصان سے بچ سکتے ہیں جبکہ دیت اور عفو تقاضۂ بشری ہوتا ہے یہ حصہ تورات میں بیان نہیں ہوا۔ مگر قرآنِ کریم میں فرمایا فَمَنْ تَصَدَّقَ

بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ (المائدۃ:۴۶) مگر جو شخص (اپنے) اس (حق) کو چھوڑ دے تو (اس کا یہ فعل) اس کے لیے گناہ کی معافی کا ذریعہ ہو جائے گا۔ اور اس پر عمل نہ کرنے والوں کو ظالم قرار دیا جیسا کہ فرمایا: وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدۃ:۴۶) اور جو (لوگ) اس (کلام) کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی (حقیقی) ظالم ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اس کے بعد فرماتا ہے فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ یعنی اگر کسی مقتول کے وارث کسی مصلحت کے ماتحت قاتل کو اس کے جرم کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو ان کو اختیار ہے۔... اسلام نے مقتول کے وارثوں کو عفو کا جو اختیار دیا ہے اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس میں بعض دفعہ نقصانات کا بھی احتمال ہو سکتا ہے۔ مثلاً ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کو اس کے وارث ہی قتل کروا دیں اور پھر قاتل کو معاف کر دیں۔ یہ شبہ ایک معقول شبہ ہے۔ مگر اسلام نے اس قسم کے خدشات کا بھی ازالہ کر دیا ہے اور گو ایک طرف اس نے دو مخالف خاندانوں میں صلح کرانے کے لئے عفو کی اجازت دی ہے مگر دوسری طرف ایسی ناجائز کارروائیوں کی بھی روک تھام کر دی ہے۔ چنانچہ عفو کے ساتھ اس نے اصلاح کی شرط لگا دی ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ عفو اسی وقت جائز ہوتا ہے جب اس کے نتیجہ میں اصلاح کی اُمید ہو۔ اگر عفو باعثِ فساد ہے تو ایسا عفو ہرگز جائز نہیں اور حکومت باوجود وارثوں کے عفو کر دینے کے اپنے طور پر سزا دے سکتی ہے۔...

غرض اسلام نے مظلوم کو یا بصورت مقتول اس کے ورثاء کو مجرم کا جرم معاف کر دینے کی تو اجازت دی ہے مگر ساتھ ہی حکومت کو بھی اختیار دیا ہے کہ اگر وہ یہ محسوس کرے کہ مظلوم کم فہم ہے یا ظالم کو معاف کر دینے سے اس کی دلیری اور شوخی اور بھی بڑھ جائے گی یا مقتول کے ولی اپنے نفع نقصان کو یا پبلک کے نفع نقصان کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے یا خود شریک جرم ہیں تو اس صورت میں باوجود ان کے معاف کر دینے کے خود مجرم کو سزا دے اور اس سے بہتر اور کونسی تجویز دنیا میں امن اور صلح کے قیام کی ہو سکتی ہے۔ اگر ایک طرف مجرموں کو معاف کر دینے

سے خطرات بڑھ جاتے ہیں تو دوسری طرف ایسا بھی دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص جرم تو کر لیتا ہے مگر بعد میں وہ خود بھی سخت پشیمان ہوتا ہے اور اس کے رشتہ داروں کی بھی ایسی نازک حالت ہوتی ہے کہ رحم کا تقاضا ہوتا ہے کہ اُسے چھوڑ دیا جائے۔ اور خود جن لوگوں کے خلاف وہ جرم ہوتا ہے وہ بھی یا اُن کے ولی بھی چاہتے ہیں کہ اُس سے درگذر کریں۔ ایسی صورت میں دونوں کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے موجودہ تمدن نے کوئی علاج نہیں رکھا۔ صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس سے تیرہ سو سال پہلے سے ساتویں صدی کے تاریک تمدن میں ایسے اعلیٰ درجہ کے تمدن کی بنیاد رکھی جس کی نظیر بیسویں صدی کا دانا مدبر بھی پیش نہیں کر سکتا۔"

(تفسیرِ کبیر، سورۃ البقرۃ، زیرِ آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ جلد ۲، صفحہ ۳۶۲، ۳۶۳)

بَاب ۲۱

إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ هَلْ يُعَاقِبُ أَمْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ؟

اگر کچھ لوگ کسی شخص کو زخمی کریں کیا ان میں سے ہر ایک کو سزا دی جائے یا ان سے بدلہ لیا جائے

وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلَى رَجُلٍ أَنَّهُ سَرَقَ فَقَطَعَهُ عَلِيٌّ، ثُمَّ جَاءَ بِآخَرَ وَقَالَا أَخْطَأْنَا فَأَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَأُخِذَ بِدِيَةِ الْأَوَّلِ وَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا.

اور مطرف نے شعبی سے دو آدمیوں کے متعلق نقل کیا جنہوں نے ایک شخص کے متعلق یہ شہادت دی کہ اس نے چوری کی ہے۔ حضرت علیؓ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ پھر یہ دونوں ایک اور شخص کو لے آئے اور کہنے لگے: ہم نے غلطی کی (چور تو یہ ہے) تو حضرت علیؓ نے اُن کی شہادت کو باطل قرار دیا اور اُن دونوں سے پہلے کی دیت لی گئی اور حضرت علیؓ نے فرمایا: اگر میں جانوں کہ تم دونوں نے عمداً ایسا کیا تھا تو ضرور میں تمہارے ہاتھ کٹوا ڈالوں۔

٦٨٩٦: وَقَالَ لِي ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۶۸۹۶: اور مجھ سے ابن بشار نے کہا: یحییٰ (قطان)

يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِيلَةً فَقَالَ عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِيهَا أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ. وَقَالَ مُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ إِنَّ أَرْبَعَةً قَتَلُوا صَبِيًّا فَقَالَ عُمَرُ... مِثْلَهُ. وَأَقَادَ أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلِيٌّ وَسُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ مِنْ لَطْمَةٍ. وَأَقَادَ عُمَرُ مِنْ ضَرْبَةٍ بِالدِّرَّةِ. وَأَقَادَ عَلِيٌّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَسْوَاطٍ. وَاقْتَصَّ شُرَيْحٌ مِنْ سَوْطٍ وَخُمُوشٍ.

نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبید اللہ سے، عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ ایک لڑکا دھوکے سے مارا گیا حضرت عمرؓ نے فرمایا: اگر صنعاء کے باشندے اس قتل میں شریک ہوتے تو میں اُن سب کو مروا ڈالتا اور مغیرہ بن حکیم نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ چار آدمیوں نے ایک بچے کو مار ڈالا تو حضرت عمرؓ نے ایسا فرمایا۔ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت ابن زبیرؓ اور حضرت علیؓ اور سوید بن مقرن نے ایک طمانچے کا بدلہ بھی دلوایا اور حضرت عمرؓ نے دُرّے کی مار کا بدلہ بھی دلوایا اور حضرت علیؓ نے تین کوڑوں کا بھی بدلہ دلوایا اور شریح نے ایک کوڑے اور ناخنوں سے نوچنے کا بھی بدلہ دلوایا۔

٦٨٩٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا لَا تَلُدُّونِي قَالَ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ بِالدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَكُنَّ أَنْ تَلُدُّونِي قَالَ قُلْنَا كَرَاهِيَةً لِلدَّوَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقَى مِنْكُمْ

۶۸۹۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سفیان (ثوری) سے روایت کی کہ موسیٰ بن ابی عائشہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں دوا ڈالی جبکہ آپؐ بیمار تھے اور آپؐ ہمیں اشارہ کرنے لگے کہ میرے حلق میں دوا نہ ڈالو۔ کہتے ہیں: ہم نے کہا کہ دوا سے بیمار کے نفرت کرنے کی وجہ سے آپؐ کہہ رہے ہیں۔ جب آپؐ کو افاقہ ہوا، آپؐ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں روکا نہیں تھا کہ میرے

أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

منہ میں دوائی نہ ڈالو؟ کہتے تھے: ہم نے کہا کہ آپؐ دوا سے نفرت کرنے کی وجہ سے کہہ رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی باقی نہ رہے مگر اس کے حلق میں دوائی ڈالی جائے اور میں دیکھوں گا سوائے عباسؓ کے کیونکہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھا۔

أطرافه: ٤٤٥٨، ٥٧١٢، ٦٨٨٦۔

بَاب ٢٢: الْقَسَامَةُ

شہادت کے نہ ہونے پر قسمیں دلوانا

وَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ لَمْ يُقِدْ بِهَا مُعَاوِيَةُ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ وَكَانَ أَمَّرَهُ عَلَى الْبَصْرَةِ فِي قَتِيلٍ وُجِدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ السَّمَّانِينَ إِنْ وَجَدَ أَصْحَابُهُ بَيِّنَةً وَإِلَّا، فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ فَإِنَّ هَذَا لَا يُقْضَى فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

اور حضرت اشعث بن قیسؓ نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارے دو گواہ ہوں یا اُس سے قسم لی جائے گی اور ابن ابی ملیکہ نے کہا: حضرت معاویہؓ نے قسموں کی بنا پر بدلہ نہیں لیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو جن کو اُنہوں نے بصرہ کا امیر مقرر کیا تھا ایک مقتول کے متعلق لکھا جسے گھی فروشوں کے گھروں میں سے ایک گھر کے قریب پایا گیا تھا کہ اگر اس کے وارث ثبوت لائیں تو فبہا، ورنہ لوگوں پر ظلم نہ کرو کیونکہ ایسے معاملے میں تو قیامت کے دن تک فیصلہ نہیں ہو گا۔

٦٨٩٨: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ زَعَمَ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِّنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا

٦٨٩٨: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے بُشیر بن یسار سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ایک انصاری شخص جسے سہل بن ابی حثمہ کہتے تھے نے اُن کو بتایا کہ ان کی قوم میں سے چند لوگ خیبر کی طرف گئے اور

فِيهَا وَوَجَدُوا أَحَدَهُمْ قَتِيلًا وَقَالُوا لِلَّذِي وُجِدَ فِيهِمْ قَدْ قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا قَالُوا مَا قَتَلْنَا وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا فَانْطَلَقُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ انْطَلَقْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا أَحَدَنَا قَتِيلًا. فَقَالَ الْكُبْرَ الْكُبْرَ، فَقَالَ لَهُمْ تَأْتُونَ بِالْبَيِّنَةِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ، قَالُوا مَا لَنَا بَيِّنَةٌ، قَالَ فَيَحْلِفُونَ، قَالُوا لَا نَرْضَى بِأَيْمَانِ الْيَهُودِ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُطَلَّ دَمُهُ فَوَدَاهُ مِائَةً مِّنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

وہاں ادھر ادھر بکھر گئے اور اُنہوں نے اپنے میں سے ایک کو مقتول پایا اور اُنہوں نے اُن لوگوں سے جن کے درمیان وہ پایا گیا تھا کہا: تم نے ہمارے ساتھی کو مار ڈالا ہے۔ اُنہوں نے کہا: ہم نے نہیں مارا اور نہ ہی ہمیں قاتل کا پتہ ہے۔ آخر وہ نبی ﷺ کے پاس چلے آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ ہم خیبر کی طرف گئے تھے تو ہم نے اپنے میں سے ایک کو مقتول پایا۔ آپؐ نے فرمایا: جو تم میں سے بڑا ہے وہی بات کرے اور آپؐ نے اُن سے کہا: تم اس شخص کے متعلق ثبوت لاؤ جس نے اس کو قتل کیا۔ اُنہوں نے کہا: ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر وہ قسم کھائیں گے۔ اُنہوں نے کہا: ہم اِن یہودیوں کی قسم پر مطمئن نہیں ہوں گے تو رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا کہ اس مقتول کے خون کو بغیر دیت کے جانے دیں تو آپؐ نے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک سو اونٹ اس کی دیت دی۔

أطرافه: ۲۷۰۲، ۳۱۷۳، ۶۱۴۳، ۷۱۹۲۔

۶۸۹۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مِنْ آلِ أَبِي قِلَابَةَ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَبْرَزَ سَرِيرَهُ يَوْمًا لِلنَّاسِ ثُمَّ أُذِنَ لَهُمْ، فَدَخَلُوا فَقَالَ

۶۸۹۹: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبشر اسماعیل بن ابراہیم اسدی نے ہمیں بتایا۔ حجاج بن ابی عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابورجاء نے جو ابوقلابہ کے خاندان میں سے تھے مجھے بتایا۔ (اُنہوں نے کہا) مجھ سے ابوقلابہ نے بیان کیا کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن لوگوں کے لئے دربار عام لگایا۔ پھر اُنہوں نے لوگوں کو آنے

مَا تَقُولُونَ فِي الْقَسَامَةِ؟ قَالُوا نَقُولُ الْقَسَامَةُ الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ. قَالَ لِي مَا تَقُولُ يَا أَبَا قِلَابَةَ؟ وَنَصَبَنِي لِلنَّاسِ. فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عِنْدَكَ رُءُوسُ الْأَجْنَادِ وَأَشْرَافُ الْعَرَبِ، أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوا عَلَى رَجُلٍ مُحْصَنٍ بِدِمَشْقَ أَنَّهُ قَدْ زَنَى وَلَمْ يَرَوْهُ أَكُنْتَ تَرْجُمُهُ؟ قَالَ لَا. قُلْتُ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوا عَلَى رَجُلٍ بِحِمْصَ أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنْتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ يَرَوْهُ؟ قَالَ لَا. قُلْتُ فَوَاللهِ مَا قَتَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا فِي إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيرَةِ نَفْسِهِ فَقُتِلَ أَوْ رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ. فَقَالَ الْقَوْمُ أَوَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي السَّرَقِ وَسَمَرَ الْأَعْيُنَ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ ؟ فَقُلْتُ أَنَا أُحَدِّثُكُمْ

کی اجازت دی وہ اُن کے پاس آئے تو اُنہوں نے پوچھا: تم قسامت کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم کہتے ہیں کہ قسامت میں قصاص کا حکم دینا صحیح ہے اور خلفاء نے قسموں کی بنا پر بدلہ دلوایا ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے مجھ سے کہا: ابو قلابہ! تم کیا کہتے ہو؟ اور لوگوں سے بات کرنے کے لئے اُنہوں نے مجھے آگے کھڑا کر دیا۔ میں نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کے پاس فوجوں کے سردار اور عرب کے شرفاء موجود ہیں۔ بتائیں اگر اِن میں سے پچاس ایک شادی شدہ شخص کے متعلق جو دمشق میں ہو یہ شہادت دیں کہ اس نے زنا کیا ہے؟ اُنہوں نے اس کو دیکھا نہیں کیا آپ اس کو سنگسار کر دیں گے۔ اُنہوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا۔ بتائیں اگر اِن میں سے پچاس ایک شخص کے متعلق جو حمص میں ہو یہ شہادت دیں کہ اس نے چوری کی ہے کیا آپ اُس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں گے حالانکہ انہوں نے اس کو دیکھا نہیں؟ اُنہوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو قتل نہیں کیا مگر تین باتوں میں سے کسی ایک بات کی وجہ سے۔ ایک وہ شخص جس نے قتل کیا ہو اور اسے اپنے جرم کی سزا کی وجہ سے قتل کیا جائے اور ایک وہ شخص جس نے نکاح کرنے کے بعد زنا کیا یا وہ شخص جس نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی اور

حَدِيثَ أَنَسٍ حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَفَلَا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاعِينَا فِي إِبِلِهِ فَتُصِيبُونَ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا؟ قَالُوا بَلَى فَخَرَجُوا فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَصَحُّوا فَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَطْرَدُوا النَّعَمَ. فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمْ فَأُدْرِكُوا فَجِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِّعَتْ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتَّى مَاتُوا. قُلْتُ وَأَيُّ شَيْءٍ أَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَقَتَلُوا وَسَرَقُوا؟ فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ. فَقُلْتُ أَتَرُدُّ عَلَيَّ حَدِيثِي يَا عَنْبَسَةُ؟ قَالَ لَا وَلَكِنْ

اسلام سے مرتد ہو گیا ہو۔ لوگوں نے یہ سن کر کہا: کیا حضرت انس بن مالکؓ نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چوری کی وجہ سے ہاتھ کٹوائے اور آنکھوں میں سلائیاں پھرائیں پھر اُن کو دھوپ میں پھینک دیا گیا؟ میں نے کہا: میں تم سے حضرت انسؓ کی حدیث بیان کرتا ہوں۔ مجھ سے حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ عُکل کے آٹھ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اُنہوں نے اسلام پر (قائم رہنے کی) آپؐ سے بیعت کی۔ پھر اُنہوں نے اس زمین کی آب و ہوا کو ناموافق پایا اور اُن کے جسم لاغر ہو گئے تو اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا شکوہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم ہمارے چرواہے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں نہیں چلے جاتے، جا کر تم اُن کے دودھ اور پیشاب پیتے رہو؟ اُنہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ چنانچہ وہ باہر گئے اور اُنہوں نے اُن کے دودھ اور پیشاب پیئے اور وہ تندرست ہو گئے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے اُن کے پیچھے سوار بھیجے اُنہیں گرفتار کر لیا گیا اور اُن کو لے کر آئے۔ تو آپؐ نے اُن کے متعلق حکم دیا اور اُن کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے اور آپؐ نے اُن کی آنکھوں میں گرم

جِئْتَ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ وَاللهِ لَا يَزَالُ هَذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَا عَاشَ هَذَا الشَّيْخُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ. قُلْتُ وَقَدْ كَانَ فِي هَذَا سُنَّةٌ مِّنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوا عِنْدَهُ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِنْهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَقُتِلَ، فَخَرَجُوا بَعْدَهُ فَإِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَرَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ صَاحِبُنَا كَانَ تَحَدَّثَ مَعَنَا فَخَرَجَ بَيْنَ أَيْدِينَا فَإِذَا نَحْنُ بِهِ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِمَنْ تَظُنُّونَ أَوْ تَرَوْنَ قَتَلَهُ؟ قَالُوا نَرَى أَنَّ الْيَهُودَ قَتَلَتْهُ. فَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُودِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ آنْتُمْ قَتَلْتُمْ هَذَا؟ قَالُوا لَا. قَالَ أَتَرْضَوْنَ نَفَلَ خَمْسِينَ مِنَ الْيَهُودِ مَا قَتَلُوهُ؟ فَقَالُوا مَا يُبَالُونَ أَنْ يَّقْتُلُونَا أَجْمَعِينَ ثُمَّ يَنْتَفِلُونَ. قَالَ أَفَتَسْتَحِقُّونَ الدِّيَةَ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ؟ قَالُوا مَا كُنَّا

سلائیاں پھرائیں۔ پھر اُن کو دھوپ میں پھینک دیا گیا اور وہ وہیں مر گئے۔ (ابو قلابہ کہتے تھے:) میں نے کہا: اس سے سنگین کیا جرم ہو سکتا ہے جو اُنہوں نے کیا؟ اسلام سے مرتد ہو گئے اور اُنہوں نے قتل کیا اور چوری کی۔ عنبسہ بن سعید نے سن کر کہا۔ اللہ کی قسم میں نے بھی کبھی ایسی حدیث نہیں سنی جیسی آج۔ میں نے کہا: عنبسہ کیا تم میری اس حدیث کے متعلق مجھ پر اعتراض کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ نے حدیث کو صحیح صحیح جیسا کہ وہ ہے بیان کیا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ گروہ ہمیشہ بھلائی میں رہے گا جب تک کہ یہ بزرگ اِن کے درمیان زندہ ہے۔ میں نے کہا اور اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ کا بھی عمل درآمد موجود ہے۔ آپؐ کے پاس کچھ انصاری لوگ آئے اور اُنہوں نے آپؐ سے باتیں کیں پھر اُن میں سے ایک شخص اُن کے آگے ہی روانہ ہو گیا اور وہ مارا گیا وہ اس کے پیچھے روانہ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کا وہ ساتھی خون میں لتھڑا ہوا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے اور کہا یا رسول اللہ ہمارا ساتھی جو ہمارے ساتھ گفتگو میں موجود تھا پھر وہ ہم سے آگے روانہ ہو گیا۔ جب ہم اس تک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خون میں لتھڑا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ باہر آئے اور آپؐ نے پوچھا: تم کس کے متعلق خیال کرتے ہو؟ یا فرمایا: تم کس کے متعلق سمجھتے ہو کہ اس

لِنَحْلِفَ فَوَدَاهُ مِنْ عِنْدِهِ. قُلْتُ وَقَدْ كَانَتْ هُذَيْلٌ خَلَعُوا خَلِيعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَطَرَقَ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَاءِ فَانْتَبَهَ لَهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَحَذَفَهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ فَجَاءَتْ هُذَيْلٌ فَأَخَذُوا الْيَمَانِيَّ فَرَفَعُوهُ إِلَى عُمَرَ بِالْمَوْسِمِ وَقَالُوا قَتَلَ صَاحِبَنَا فَقَالَ إِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوهُ فَقَالَ يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْ هُذَيْلٍ مَا خَلَعُوهُ قَالَ فَأَقْسَمَ مِنْهُمْ تِسْعَةٌ وَأَرْبَعُونَ رَجُلًا وَقَدِمَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مِنَ الشَّأْمِ فَسَأَلُوهُ أَنْ يُقْسِمَ فَافْتَدَى يَمِينَهُ مِنْهُمْ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَدْخَلُوا مَكَانَهُ رَجُلًا آخَرَ فَدَفَعَهُ إِلَى أَخِي الْمَقْتُولِ فَقُرِنَتْ يَدُهُ بِيَدِهِ، قَالُوا فَانْطَلَقَا وَالْخَمْسُونَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِنَخْلَةَ أَخَذَتْهُمُ السَّمَاءُ فَدَخَلُوا فِي غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِينَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا فَمَاتُوا جَمِيعًا وَأَفْلَتَ الْقَرِينَانِ وَاتَّبَعَهُمَا حَجَرٌ فَكَسَرَ رِجْلَ أَخِي الْمَقْتُولِ فَعَاشَ حَوْلًا ثُمَّ مَاتَ. قُلْتُ وَقَدْ كَانَ

نے اِسے مارا؟ اُنہوں نے کہا: ہمارا یہ خیال ہے کہ یہودی نے ہی اس کو مار ڈالا ہے۔ آپؐ نے یہودیوں کی طرف پیغام بھیج کر اُن کو بلایا اور فرمایا: کیا تم نے اس کو قتل کیا؟ اُنہوں نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے مقتول کے وارثوں سے پوچھا: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ یہودیوں میں سے پچاس قسم کھالیں کہ اُنہوں نے اسے قتل نہیں کیا؟ اُنہوں نے کہا: وہ تو پروا نہیں کرتے کہ ہم سبھی کو مار ڈالیں پھر قسم کھالیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا دیت کا حقدار بننے کے لیے تم سے پچاس قسم کھائیں گے؟ انہوں نے کہا: ہم تو قسم نہیں کھائیں گے۔ آپؐ نے اپنے پاس سے اُس کی دیت ادا کی۔ میں نے کہا: ہذیل نے بھی جاہلیت کے زمانہ میں ایک بدچلن شخص کو اپنے میں سے باہر نکال دیا تھا۔ وہ یمن کے ایک خاندان کے گھر میں رات کو نقب زنی کے لئے گیا جو بطحاء میں رہتے تھے اُن میں سے ایک شخص جاگ اُٹھا اور اُس نے تلوار سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور مار ڈالا۔ یہ سن کر ہذیل کے لوگ آئے اور اس یمنی کو پکڑ لیا اور حج کے زمانہ میں اس کو حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا۔ کہنے لگے: اس نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔ اس یمنی نے کہا: اِنہوں نے تو اُس کو اپنے سے باہر نکال دیا تھا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہذیل میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ اُنہوں نے اُس کو خارج نہیں کیا تھا۔ ابو قلابہ کہتے تھے:

عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَقَادَ رَجُلًا بِالْقَسَامَةِ ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَأَمَرَ بِالْخَمْسِينَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا فَمُحُوا مِنَ الدِّيوَانِ وَسَيَّرَهُمْ إِلَى الشَّأْمِ.

اُن میں سے اُنچاس آدمیوں نے قسم کھالی اور اُن میں سے ایک شخص شام سے آیا تھا تو لوگوں نے اسے بھی کہا کہ وہ قسم کھائے مگر اس نے قسم کے بدلے ایک ہزار درہم دے کر اپنے آپ کو اُن سے چھڑا لیا اور اُنہوں نے اس کی جگہ ایک اور شخص اندر بھجوایا۔ تو حضرت عمرؓ نے یہ قاتل مقتول کے بھائی کے حوالے کر دیا۔ اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے باندھ دیا گیا۔ لوگ کہتے تھے کہ وہ دونوں چل پڑے اور وہ پچاس آدمی بھی جنہوں نے قسمیں کھائی تھیں۔ جب وہ نخلہ میں پہنچے تو بارش نے اُنہیں آگھیرا اور وہ پہاڑی کی ایک غار میں گھس گئے اور وہ غار اُن پچاس پر آگری جنہوں نے قسمیں کھائی تھیں اور وہ سب کے سب مر گئے اور وہ دونوں ساتھی (قاتل و مقتول کا بھائی) وہاں سے بھاگ نکلے اور ان دونوں کے پیچھے ایک پتھر آیا اور اس نے مقتول کے بھائی کی ٹانگ توڑ دی وہ ایک سال زندہ رہا اور مر گیا۔ (ابو قلابہ کہتے تھے:) میں نے کہا: عبد الملک بن مروان نے بھی قسموں کی بنا پر ایک شخص سے قصاص لیا تھا، پھر وہ اپنے کیے کے بعد پشیمان ہوئے اور اُنہوں نے اُن پچاس آدمیوں کے متعلق کہ جنہوں نے قسمیں کھائی تھیں حکم دیا اور اُن کا نام دفتر سے مٹا دیا گیا اور اُنہوں نے اُن کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔

أطرافُه: ۲۳۳، ۱۵۰۱، ۳۰۱۸، ٤١٩٢، ٤١٩٣، ٤٦١٠، ٥٦٨٥، ٥٦٨٦، ٥٧٢٧، ٦٨٠٢، ٦٨٠٣، ٦٨٠٤، ٦٨٠٥-

تشریح: الْقَسَامَةُ: شہادت کے نہ ہونے پر قسمیں دلوانا۔ علامہ کرمانی لکھتے ہیں قسامت کا لفظ خون پر قسم لینے سے ماخوذ ہے۔ ازھری کہتے ہیں قسامت اس چیز کا نام ہے جس میں مقتول کے ورثاء مقتول کے خون کے استحقاق پر قسم کھاتے ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۵۷)

قسامت سے مراد ایسا حلف ہے جسے مقتول کے ورثاء مُلْزَم پر قتل ثابت کرنے کے لیے اٹھاتے ہیں۔ قسامت کی صورت یہ ہے کہ کسی بستی یا شہر میں کوئی آدمی قتل ہو جائے اور اس کے قاتل کا علم نہ ہو سکے لیکن مقتول کا وارث اس کے قتل کا الزام کسی آدمی یا جماعت پر لگائے۔ الزام لگانے والے مدعی سے ثبوت مانگا جائے گا کہ وہ کس بناء پر ان لوگوں پر الزام لگا رہا ہے آیا اس کی ان سے دشمنی تھی یا قتل کی کوئی اور وجہ تھی۔ قسامت میں اس بستی یا علاقے کے پچاس لوگوں سے قسم لی جائے گی کہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا ہے نہ اس کے قتل کے متعلق انہیں کوئی علم ہے۔ قسامت کا یہ طریق قبیلہ یا قوم پر الزام کی صورت میں ہے۔ قسامت میں قصاص نہیں لیا جاتا بلکہ دیت لی جاتی ہے کیونکہ اس میں مجرم کا تعین کرنا مشکل ہوتا ہے۔

عنوانِ باب میں امام بخاری حضرت اشعث بن قیسؓ کی روایت لائے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ کہ تم گواہ لاؤ بصورتِ دیگر مدعی علیہ کی قسم پر فیصلہ ہوگا۔ امام بخاری نے زیرِ باب حضرت امیر معاویہؓ کا فیصلہ درج کیا ہے لَمْ يُقِدْ بِهَا مُعَاوِيَةُ کہ حضرت معاویہؓ نے قسموں کی بناء پر بدلہ نہیں لیا۔ الزام ثابت نہ ہونے کی صورت میں مدعی علیہ اگر قسم کھالے تو وہ الزام سے بری ہو جائے گا۔

بَاب ۲۳: مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَئُوا عَيْنَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ

جو لوگوں کے گھر میں جھانکے اور وہ اس کی آنکھ کو پھوڑ ڈالیں تو اس کو کوئی دیت نہیں ملے گی

۶۹۰۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ {مِنْ حُجْرٍ[1]} فِي بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ

۶۹۰۰: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبید اللہ بن ابی بکر بن انس سے، عبید اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں سے کسی میں جھانکا تو آپؐ ایک تیر لے کر اُس کی طرف اُٹھ کر گئے۔

---

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں "مِنْ حُجْرٍ" کے الفاظ ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۳۰۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

وَجَعَلَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعُنَهُ.

ایک تیر یا کہا کچھ تیر لے کر اور آپؐ دبے پاؤں اپنے آپ کو نظر سے بچاتے ہوئے اس کی طرف جانے لگے تا کہ اُس کو چبھوئیں۔

أطرافه: ٦٢٤٢، ٦٨٨٩۔

٦٩٠١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنَيْكَ. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ.

۶۹۰۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے روایت کی کہ سہل بن سعد ساعدی نے اُنہیں خبر دی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے ایک سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا اور اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجلانے کی کنگھی تھی جس سے آپؐ سر کو کھجلا رہے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا آپؐ نے فرمایا: اگر میں جانتا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو تو میں اِس کو تمہاری آنکھوں میں چبھو دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر ڈالنے کی وجہ سے ہی تو اجازت کا حکم دیا گیا ہے۔

أطرافه: ٥٩٢٤، ٦٢٤١۔

٦٩٠٢: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ

۶۹۰۲: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ ابوزناد نے ہم سے بیان کیا۔ ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص

فَحَذَفْتَهُ[1] بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ.

بغیر اجازت تجھے جھانک کر دیکھے اور تو اُس کو کنکری مارے اور اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔

طرفہ: ٦٨٨٨۔

تشریح: مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَئُوا عَيْنَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ: جو لوگوں کے گھر میں جھانکے اور وہ اس کی آنکھ کو پھوڑ ڈالیں تو اس کو کوئی دیت نہیں ملے گی۔ زیر باب روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے ہر انسان کی پرائیویسی کو اس کا ذاتی حق قرار دیا ہے۔ اور ممنوعہ علاقے کا درجہ قرار دیا ہے جس میں بلا اجازت کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ دستک دینا (Door Knocking) آج کی مہذب دنیا کا شعار یا باشعور اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی تہذیب کے منظر نامے سمجھے جاتے ہیں تہذیب کے ان آداب کو سیکھنے اور اختیار کرنے میں آج کی تعلیم یافتہ اقوام کو صدیوں کا سفر کرنا پڑا مگر بانیٔ اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیڑھ ہزار سال پہلے نہ صرف کھول کر بیان فرما دیا بلکہ اس پر عمل کر کے اپنا پاک اُسوہ پیش فرمایا جسے لاکھوں مسلمان آج تک حرزِ جان بنائے ہوئے ہیں۔ ہر خُلق کی طرح یہ خُلق بھی بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو بتایا اور اس پرائیویسی کی حفاظت کے لیے انسان کو اپنے دفاع (Self Defence) کا حق دیا۔ اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد۔

بَاب ٢٤: الْعَاقِلَةُ

وہ لوگ جن پر دیت کا ادا کرنا لازم ہوتا ہے

٦٩٠٣: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا رضي الله عنه هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ؟ وَقَالَ مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ؟ فَقَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي

۶۹۰۳: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں خبر دی۔ مطرف نے ہم سے بیان کیا۔ مطرف نے کہا: میں نے شعبی سے سنا۔ شعبی نے کہا: میں نے ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ) سے سنا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کیا آپ کے پاس کچھ اور بھی ہے جو قرآن میں نہیں؟ اور کبھی اُنہوں نے یوں کہا: جو لوگوں کے پاس نہ ہو؟ حضرت علیؓ نے

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں "فَحَذَفْتَ" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۳۰۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطَى رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ، قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ وَأَنْ لَّا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

فرمایا: اس ذات کی قسم ہے جس نے دانہ چیر کر پیدا کیا اور جان کو بنایا ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہی ہے جو قرآن مجید میں ہے سوائے اس سمجھ کے جو آدمی کو اللہ کی کتاب کے متعلق دی جاتی ہے یا اس کے سوا جو ایک ورق میں ہے۔ میں نے کہا: اُس ورق میں کیا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: دیت اور قیدیوں کو چھڑانے کے احکام اور یہ کہ کوئی مسلمان کافر کے بدلے نہ مارا جائے۔

أطرافه: ۱۱۱، ۱۸۷۰، ۳۰۴۷، ۳۱۷۲، ۳۱۷۹، ۶۷۵۵، ۶۹۱۵، ۷۳۰۰۔

تشریح: الْعَاقِلَةُ: وہ لوگ جن پر دیت کا ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔ دیت کی ادائیگی عاقلہ کے ذمہ ہے۔ عاقلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو قاتل کے دودھیال کی طرف سے ہوں باپ دادا چچا بھائی بھتیجے وغیرہ۔ وہ آپس میں تقسیم کر کے اپنے اپنے حصہ کی ادائیگی کر سکتے ہیں باپ یا بھائی اکیلے بھی کر سکتے ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں۔ عاقلہ عاقل کی جمع ہے۔ دیت کو عقل بھی کہا جاتا ہے جس کے معنی اونٹ باندھنے کے ہیں کیونکہ مقتول کے ولی اور وارث کے گھر کے صحن میں (دیت میں دیئے جانے والے) اونٹوں کو باندھ دیا جاتا تھا۔ اس لیے دیت کے لیے عَقْلٌ کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے چاہے دیت میں اونٹ نہ بھی لیے گئے ہوں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ عقل یعقل سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں اٹھانا۔ کیونکہ قاتل یا اس کے خاندان والے دیت کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اس لیے ان کو عاقلہ کہا جاتا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس کا معنی ہے منع کرنا اور دفع کرنا، اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہر وہ شخص جو قتل کرتا تھا وہ اپنی قوم کی پناہ لیتا تھا کیونکہ اس قاتل کو قتل کرنے کے لیے طلب کیا جاتا تھا، اس قوم کے لوگ اس کے قتل کرنے سے منع کرتے تھے اور روکتے تھے، تو اس کی قوم کو عاقلہ یعنی مانعہ کہا گیا۔

(عمدۃ القاری، جزء ۲۴، صفحہ ۶۵)

بَاب ۲۵: جَنِينُ الْمَرْأَةِ

عورت کا وہ بچہ جو ابھی پیٹ میں ہو

۶۹۰۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح. وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

۶۹۰۴: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ اور اسماعیل نے ہم سے بیان

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ.

کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہذیل قبیلے کی دو عورتیں تھیں اُن میں سے ایک نے دوسری کو مارا اور اس کے جنین کو گرادیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے متعلق یہ حکم دیا کہ وہ ایک بردہ دیت میں دے غلام ہو یا لونڈی۔

أطرافه: ٥٧٥٨، ٥٧٥٩، ٥٧٦٠، ٦٧٤٠، ٦٩٠٩، ٦٩١٠۔

٦٩٠٥: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغُرَّةِ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ.

۶۹۰۵: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب (بن خالد) نے ہمیں بتایا۔ ہشام (بن عروہ) نے ہم سے بیان کیا۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے، حضرت مغیرہؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے لوگوں سے عورت کے جنین کے گرائے جانے کے متعلق مشورہ لیا تو حضرت مغیرہؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بردہ دیئے جانے کا فیصلہ کیا غلام ہو یا لونڈی۔

أطرافه: ٦٩٠٧، ٦٩٠٨، ٧٣١٧۔

٦٩٠٦: فَقَالَ ائْتِ مَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ. فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِهِ.

۶۹۰۶: حضرت عمرؓ نے فرمایا: ایسے شخص کو لاؤ جو تمہارے ساتھ اس بات پر شہادت دے۔ تو محمد بن مسلمہؓ نے شہادت دی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے جب آپؐ نے یہ فیصلہ فرمایا۔

أطرافه: ٦٩٠٨، ٧٣١٨۔

٦٩٠٧: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ نَشَدَ النَّاسَ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي السِّقْطِ؟ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ قَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ.

أطرافه: ٦٩٠٥، ٦٩٠٨، ٧٣١٧۔

۶۹۰۷: عبید اللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے علی الاعلان پوچھا کہ کس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے حمل گرانے کے متعلق فیصلہ کیا؟ حضرت مغیرہؓ نے کہا: میں نے آپؐ سے سنا۔ آپؐ نے اس کے متعلق ایک بردہ دیئے جانے کا فیصلہ کیا غلام ہو یا لونڈی۔

٦٩٠٨: قَالَ ائْتِ مَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ عَلَى هَذَا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هَذَا.

أطرافه: ٦٩٠٦، ٧٣١٨۔

۶۹۰۸: حضرت عمرؓ نے فرمایا: ایسے شخص کو لاؤ جو تمہارے ساتھ اس بات پر شہادت دے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ نے ایسا ہی فیصلہ فرمایا۔

٦٩٠٨م: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ.. مِثْلَهُ.

أطرافه: ٦٩٠٥، ٦٩٠٧، ٧٣١٧۔

۶۹۰۸م: محمد بن عبد اللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن سابق نے ہمیں بتایا۔ زائدہ (بن قدامہ) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے ہمیں بتایا، اُنہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ اُنہوں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے سنا وہ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے تھے کہ اُنہوں نے عورت کے جنین کے گرائے جانے کے متعلق لوگوں سے مشورہ لیا پھر اُنہوں نے اسی طرح کی حدیث نقل کی۔

بَاب ٢٦

جَنِينُ الْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَلَدِ

عورت کا وہ بچہ جو پیٹ میں ہو اور یہ کہ دیت کا ادا کرنا باپ کے اور باپ کے خاندان کے ذمہ ہوتا ہے اس کی اولاد کے ذمہ نہیں

٦٩٠٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَحْيَانَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا.

۶۹۰۹: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو لحیان کی ایک عورت کے جنین کے متعلق فیصلہ کیا کہ ایک بردہ دیا جائے غلام ہو یا لونڈی۔ پھر وہ عورت جس کو بردہ دینے کا حکم دیا تھا مرگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی میراث اس کے بیٹوں اور اس کے خاوند کی ہوگی اور دیت اس عورت کے خاندان کے ذمہ ہوگی۔

أطرافه: ٥٧٥٨، ٥٧٥٩، ٥٧٦٠، ٦٧٤٠، ٦٩٠٤، ٦٩١٠۔

٦٩١٠: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا

۶۹۱۰: احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن وہب نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہم سے بیان کیا۔ یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے (سعید) بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہذیل قبیلہ کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں اُن میں سے ایک نے دوسری

فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ وَقَضَى أَنَّ دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا.

کو پتھر مارا اور اُس نے اُس عورت کو اور اُس کے بچے کو بھی جو اُس کے پیٹ میں تھا مار ڈالا۔ اُن کے رشتہ دار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لائے تو آپؐ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اُس کے جنین کی دیت بردہ ہو گی غلام ہو یا لونڈی اور آپؐ نے فیصلہ فرمایا اس مقتولہ عورت کی دیت اس قاتلہ عورت کے دودھیال کے ذمہ ہو گی۔

أطرافه: ۵۷۵۸، ۵۷۵۹، ۵۷۶۰، ۶۷۴۰، ۶۹۰۴، ۶۹۰۹۔

تشریح: جَنِينُ الْمَرْأَةِ: عورت کا وہ بچہ جو ابھی پیٹ میں ہو۔ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں کہ اَلْجَنِيْنُ عَلَى وَزْنِ قَتِيْلٍ حَمْلُ الْمَرْأَةِ مَا دَامَ فِي بَطْنِهَا سُمِّيَ بِذَلِكَ لِاسْتِتَارِهِ، فَإِنْ خَرَجَ حَيًّا فَهُوَ وَلَدٌ، وَإِنْ خَرَجَ مَيِّتًا فَهُوَ سَقْطٌ، سَوَاءٌ كَانَ ذَكَرًا أَوْ أُنْثَى مَا لَمْ يَسْتَهِلَّ صَارِخًا (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۶۶) جنین کا لفظ فعیل کے وزن پر ہے عورت کا حمل جب تک اس کے پیٹ میں ہو جنین کہلاتا ہے یہ نام اس کے پردے کے اندر ہونے یا چھپے ہونے کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ اگر وہ بچہ زندہ پیٹ سے باہر نکل آئے تو وہ ولد ہے اور اگر وہ مردہ ہونے کی حالت میں باہر نکلے تو ساقط کہلائے گا جب تک کہ وہ روتے ہوئے نہ چلّائے (رونا اور چلّانا اس کی زندگی کی علامت ہے) خواہ مذکر ہو یا مونث۔

زیر باب جس واقعہ کا ذکر ہے وہ ہذیل قبیلہ کا ہے۔ بعض روایات میں بنو لحیان کا ذکر ملتا ہے بنو لحیان قبیلہ ہذیل کی ہی شاخ تھی۔ ہذیل قبیلہ کی لڑنے والی دونوں عورتیں حمل بن نابغہ کی بیویاں تھیں۔ ان میں سے ایک حاملہ تھی دوسری نے اسے خیمے کا بانس مارا جس سے وہ حاملہ عورت اور اس کا بچہ فوت ہو گئے تو مقتولہ عورت کا خاوند قاتلہ عورت کے باپ کے پاس گیا۔ باپ نے کہا اس کی دیت اس کے بیٹوں کے ذمہ ہے جو بنو لحیان کے سردار ہیں پھر یہ مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے فیصلہ فرمایا کہ دیت قاتلہ کے دودھیال کے ذمہ ہے اس کے بیٹوں پر نہیں ہو گی۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۳۰۸ تا ۳۱۰)

زیر باب روایت میں جو واقعہ بیان ہوا ہے وہ ایسے قتل کا واقعہ ہے جس میں مارنے والی کا مقصد جان سے مارنا نہ تھا اس لیے اس سے دیت لی گئی اور بچہ چونکہ پیٹ کے اندر ہی مر گیا اس لیے اس کے عوض غلام یا لونڈی آزاد کرنے کا حکم دیا۔ شارحین نے لکھا ہے اس میں کوئی فرق نہیں کہ بچہ ماں کے مرنے کے بعد مردہ حالت میں پیٹ سے نکلا یا ماں کی موت سے پہلے۔ مذکورہ بالا تو قتل کی واردات ہے۔ چاہے اس کا سبب کچھ بھی ہو مگر بعض اوقات حاملہ عورت دورانِ حمل ایسی تکلیف کا شکار ہو جاتی ہے کہ ماں اور بچہ دونوں خطرے میں ہوتے ہیں اور ڈاکٹروں کے نزدیک کسی ایک

کو بچایا جاسکتا ہے۔ ابارشن یعنی اسقاطِ حمل سے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

"اگر طبی طور پر ڈاکٹر مریض کو کہے کہ بچہ جو ماں کے رحم میں ہے وہ اتنا مریض ہے کہ وہ ماں کی زندگی کے لئے خطرہ ہو سکتا ہے تو اس صورت میں اسلام ابارشن یعنی اسقاط حمل کی اجازت دیتا ہے۔"

(مجلس سوال و جواب ناصر باغ، ۲۰ مئی ۱۹۹۹ بر موقع دورۂ جرمنی مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۵، جون ۱۹۹۹ صفحہ ۱۳)

بَاب ٢٧: مَنِ اسْتَعَانَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا

جس نے کسی غلام یا بچے کو مدد کے لئے لیا

وَيُذْكَرُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ بَعَثَتْ إِلَى مُعَلِّمِ الْكُتَّابِ ابْعَثْ إِلَيَّ غِلْمَانًا يَنْفُشُونَ صُوفًا وَلَا تَبْعَثْ إِلَيَّ حُرًّا.

اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت اُم سلمہؓ نے مدرسہ کے معلم کو کہلا بھیجا کہ میرے پاس کچھ لڑکے بھیجو جو اون دھنکیں اور کسی آزاد لڑکے کو نہ بھیجنا۔

٦٩١١: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِي فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهُ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَوَاللهِ مَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا هَكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا.

أطرافه: ٢٧٦٨، ٦٠٣٨۔

۶۹۱۱: عمرو بن زرارہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبدالعزیز سے، عبدالعزیز نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو حضرت ابو طلحہؓ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! انسؓ ایک ہوشیار لڑکا ہے اجازت دیں کہ یہ آپؐ کی خدمت کرے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: میں نے حضر اور سفر میں آپؐ کی خدمت کی اور اللہ کی قسم آپؐ نے مجھ سے کسی کام پر بھی کہ جو میں نے کیا مجھ سے نہیں کہا کہ تم نے یہ اس طرح کیوں کیا۔ اور نہ ہی کسی ایسے کام پر جو میں نے نہیں کیا آپؐ نے مجھ سے کہا کہ تم نے یہ اس طرح کیوں نہیں کیا۔

تشریح: مَنِ اسْتَعَانَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا: جس نے کسی غلام یا بچے کو مدد کے لئے لیا۔ زیرِ باب تعلیق سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرہ میں خدمتِ خلق کو رواج دینا چاہیئے اور بچپن سے ہی بچوں کو بزرگوں کی خدمت اور توقیر کے آداب سکھانے چاہئیں۔ یہ بچوں کے لیے صحبتِ صالحین اور بزرگوں سے سیکھنے کا ایک عمدہ طریق ہے اور تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ کا ایک عملی مظاہرہ ہے۔ مگر اس سے جبری مشقت کا جواز تلاش کرنا وَضْعُ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَحَلِّهِ ہے۔ اسلام والدین کو تاکید کرتا ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت کریں اور اسے بچوں کے لیے بہترین تحفہ قرار دیتا ہے۔ بچوں سے جبری مشقت کرانا اور ان کے تعلیم کے زمانہ کو مزدوری میں ضائع کرنا درست نہیں۔ اگر والدین اسکی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو تنظیم یا حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسے بچوں کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ان کے بے سہارا والدین کے لیے مالی امداد کا مستقل انتظام کرے تاکہ بچے زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوکر معاشرے کے مفید وجود بن سکیں۔

بَاب ۲۸ : الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ

کان کنی کرتے یا کنواں کھودتے مرنے والوں کی دیت نہیں ہے

۶۹۱۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

۶۹۱۲: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے، اُن دونوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے زبان جانور جو ہیں اُن کے لگائے ہوئے زخم بلا تاوان ہوتے ہیں اور کنواں بھی بلا تاوان ہوتا ہے اور کان بھی بلا تاوان ہوتی ہے اور دفینہ میں پانچواں حصہ حکومت کا ہوتا ہے۔

أطرافه: ۱۴۹۹، ۲۳۵۵، ۶۹۱۳۔

بَاب ۲۹ : الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ

بے زبان جانور بلا تاوان ہوتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ كَانُوا لَا يُضَمِّنُونَ مِنَ النَّفْحَةِ وَيُضَمِّنُونَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ

اور ابن سیرین نے کہا: وہ جانور کے لات مارنے سے نقصان کا تاوان نہیں دلایا کرتے تھے اور

وَقَالَ حَمَّادٌ لَا تُضْمَنُ النَّفْحَةُ إِلَّا أَنْ يَّنْخُسَ إِنْسَانٌ الدَّابَّةَ. وَقَالَ شُرَيْحٌ لَا تُضْمَنُ مَا عَاقَبَتْ أَنْ يَّضْرِبَهَا فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا وَقَالَ الْحَكَمُ وَحَمَّادٌ إِذَا سَاقَ الْمُكَارِي حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَتَخِرُّ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْعَبَهَا فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَتْ وَإِنْ كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ يَضْمَنْ.

باگ موڑنے کی وجہ سے نقصان کا تاوان دلایا کرتے تھے اور حماد نے کہا: لات مارنے کا تاوان نہ دلایا جائے۔ مگر یہ کہ کوئی آدمی جانور کو کچوکے دے اور شریح نے کہا: اس جانور کا تاوان نہیں دلایا جاتا جس کو آدمی سزا دے اور وہ اس کی سزا کے عوض میں اپنی لات سے مارے اور حکم (بن عتبہ) اور حماد (بن ابی سلیمان) نے کہا: اگر سواری کو چلانے والا گدھے کو ہانکے جس پر کوئی عورت سوار ہو اور وہ گر پڑے تو اس پر کوئی تاوان نہ ہوگا اور شعبی نے کہا: اگر جانور ہانکے اور اس کو تھکا دے تو وہ ضامن ہوگا اس نقصان کا جو وہ جانور کرے اور اگر وہ اس کے پیچھے آرام سے آہستہ آہستہ چلا جارہا ہو تو وہ ضامن نہ ہوگا۔

٦٩١٣: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

۶۹۱۳: مسلم (بن ابراہیم) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے محمد بن زیاد سے، ابن زیاد نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جو بے زبان جانور ہیں اُن کی دیت کچھ بھی نہیں اور کنواں بھی بلا تاوان ہوتا ہے اور معدن بھی بلا تاوان اور دفینہ میں پانچواں حصہ حکومت کا ہوتا ہے۔

أطرافه: ١٤٩٩، ٢٣٥٥، ٦٩١٢۔

تشریح: الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ: کان کنی کرتے یا کنواں کھودتے مرنے والوں کے دیت نہیں ہے۔ اگر کوئی بے آباد کنویں میں گر کر مر جائے تو اس میں کوئی دیت نہیں ہوگی یا کسی نے اپنی زمین میں کنواں کھودا اور اس میں کوئی انسان یا جانور گر کر مر گیا تو کنویں یا زمین کے مالک پر اس کی دیت نہ ہوگی۔ اسی

طرح اگر کنواں کھودنے کے لیے مزدور لگائے اور دورانِ کھدائی مزدور گر کر یا کنویں کی دیواروں کے گرنے یا کان کنی کے دوران مر جائیں تو مالک پر دیت نہیں ہے۔ گو اب کمپنیاں اور حکومتیں انشورنس کے ذریعہ رقم دلاتے ہیں۔ اگر کسی کے غیر قانونی فعل کی وجہ سے دوسرے کو نقصان پہنچے تو نقصان پہنچانے والے پر اس کا تاوان ڈالا جائے گا۔ اگر کوئی کسی جانور کو چھیڑے اور وہ کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے تو چھیڑنے والے پر تاوان ہو گا۔ اگر کوئی سواری کو اس طرح دوڑائے جس سے دوسرے کا نقصان ہو تو دوڑانے والا ذمہ دار ہو گا۔ اگر اچانک لگام یا سٹیرنگ موڑ دے تو سواریوں کے نقصان کا وہ ڈرائیور ذمہ دار ہو گا۔ بے زبان جانور کسی کو مار دے بشرطیکہ اس میں مالک کی غفلت کا دخل نہ ہو تو مرنے والے کی دیت نہ ہو گی۔ زیرِ باب تعلیقات اور روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سنہری اصولوں کی روشنی میں آج انسانی جانوں کے ضیاع کو روکنے یا کم کرنے میں راہنمائی لی جا سکتی ہے نیز ٹریفک قوانین میں بہتری لائی جا سکتی ہے اور ذمہ داروں کو سزائیں دے کر بہت سے حادثات سے قیمتی جانوں کے ضیاع کو بچایا جا سکتا ہے۔ اصول یہی ہے کہ جو غیر قانونی کام کرے گا اس کا نتیجہ یا سزا بھگتنی ہو گی۔

بَاب ۳۰: إِثْمُ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ جُرْمٍ

اس شخص کا گناہ جو کسی ذمی کو بغیر جرم کے مار ڈالے

٦٩١٤: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا.

۶۹۱۴: قیس بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد نے ہمیں بتایا حسن (بن عمرو فقیمی نے ہم سے بیان کیا۔ مجاہد نے ہمیں بتایا۔ مجاہد نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے، عبداللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے ایسے نفس کو مار ڈالا جس سے معاہدہ کیا جا چکا ہے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا اور جنت کی خوشبو تو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہو جاتی ہے۔

طرفہ: ۳۱۶۶۔

تشریح: إِثْمُ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ جُرْمٍ: اس شخص کا گناہ جو کسی ذمی کو بغیر جرم کے مار ڈالے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کفار میں سے جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کر لیتے تھے ان کی حفاظت

اور حقوق کا آپؐ کو خاص خیال رہتا تھا۔ چنانچہ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِداً لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ یعنی جو مسلمان کسی معاہد کافر کو قتل کرے گا، اسے جنت کی ہوا تک نہیں پہنچے گی۔ نیز آپؐ نے یہ حکم جاری فرمایا تھا کہ جو مسلمان کسی معاہد کافر کو یونہی غلطی سے بلاارادے کے قتل کر دے اس کا فرض ہو گا کہ اس کے رشتہ داروں کو اس کی پوری پوری دیت ادا کرنے کے علاوہ ایک غلام آزاد کرے۔... معاہد کافر کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِداً أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ الطَّاقَةِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسِهِ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یعنی جو مسلمان کسی معاہد کافر پر کسی قسم کا ظلم کرے گا یا اسے نقصان پہنچائے گا یا اس پر کوئی ایسی ذمہ داری یا ایسا کام ڈالے گا جو اس کی طاقت سے باہر ہے یا اس سے کوئی چیز بغیر اس کی خوشی اور مرضی کے لے گا تو اے مسلمانو! سن لو میں قیامت کے دن اس معاہد کافر کی طرف سے ہو کر اس مسلمان کے خلاف انصاف چاہوں گا۔" (سیرت خاتم النبیین ﷺ، اسلامی آدابِ جہاد، صفحہ ۳۶۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مسند احمد بن حنبل، بخاری، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کافر معاہد کو مار دے وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔ اور یہی سزا قرآن کریم میں ایک مسلمان کے قاتل کی بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ○ (نساء آیت ۹۴) یعنی جو شخص کسی مومن کو دیدہ دانستہ قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہو گی وہ اس میں دیر تک رہتا چلا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گا اور اُسے اپنے قرب سے محروم کر دے گا اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کرے گا۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ چنانچہ ابو جعفر طحاوی اپنی کتاب "شرح معانی الاثار" میں لکھتے ہیں اِنَّ النَّبِیَّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ قَتَلَ مُعَاهِدًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَأَمَرَ بِهِ فَضُرِبَ عُنُقُه وَقَالَ أَنَا أَوْلٰى مَنْ وَفَى بِذِمَّتِهِ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مسلمان لایا گیا جس نے ایک معاہد کافر کو جو اسلامی حکومت کی رعایا بن چکا تھا قتل کر دیا تھا آپ نے اس کے قتل کئے جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں عہد پورا کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ عہد کی نگہداشت رکھنے والا ہوں (نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۲۸۳) اسی طرح طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت روایت کی ہے کہ ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا تو آپ نے اس مسلمان کے قتل کئے جانے کا حکم دے دیا۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ جلد ۲، صفحہ ۳۵۹)

بَاب ۳۱: لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ

کافر کے بدلے مسلمان کو نہ قتل کیا جائے

٦٩١٥: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ ح. وَحَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ؟ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا

۶۹۱۵: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر (بن معاویہ) نے ہمیں بتایا۔ مطرف نے ہم سے بیان کیا کہ عامر (شعبی) نے انہیں بتایا۔ عامر نے ابوجحیفہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت علیؓ سے کہا۔ اور صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ مطرف نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے شعبی کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے ابوجحیفہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کے پاس کوئی ایسی بات ہے جو قرآن میں نہ ہو؟ اور ابن عیینہ نے کبھی یوں کہا: جو لوگوں کے پاس نہ ہو تو حضرت علیؓ نے فرمایا: اس

إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطَى رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

ذات کی قسم ہے جس نے دانہ چیر کر اُگایا اور جان کو بنایا، ہمارے پاس اور کچھ نہیں وہی ہے جو قرآن میں ہے سوائے سمجھ کے جو کسی آدمی کو اللہ کی کتاب کے متعلق دی جائے اور سوائے اس کے جو اس ورق میں ہے۔ میں نے کہا: اس ورق میں کیا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: دیت اور قیدیوں کے چھڑانے کے احکام اور یہ کہ کسی کافر کے بدلے کوئی مسلمان نہ مارا جائے۔

أطرافه: ۱۱۱، ۱۸۷۰، ۳۰۴۷، ۳۱۷۲، ۳۱۷۹، ۶۷۵۵، ۶۹۰۳، ۷۳۰۰۔

تشریح: لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ: کافر کے بدلے مسلمان کو نہ قتل کیا جائے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ کہ کوئی مومن کسی کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ مگر ساری حدیث دیکھنے سے بات حل ہو جاتی ہے۔ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں کہ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهٖ۔ اس حدیث کا یہ دوسرا فقرہ کہ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهٖ اس کے معنوں کو حل کر دیتا ہے اگر اس کے یہ معنے ہوں کہ کافر کے بدلہ میں مسلمان نہ مارا جائے تو پھر ذُوْ عَهْدٍ کے یہ معنے کرنے ہونگے کہ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ بِكَافِرٍ کہ کسی ذو عہد کو بھی کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے۔ حالانکہ اسے کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا۔ پس یہاں کافر سے مراد محارب کافر ہے نہ کہ عام کافر۔ تبھی فرمایا کہ ذمی کافر بھی محارب کافر کے بدلہ میں نہیں مارا جائے گا۔

اب ہم صحابہؓ کا طریق عمل دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ بھی غیر مسلم کے مسلم قاتل کو قتل کی سزا ہی دیتے تھے۔ چنانچہ طبری جلد ۵ صفحہ ۴۴ میں قماذبان ابن ہرمزان اپنے والد کے قتل کا واقعہ بیان کرتا ہے۔ ہرمزان ایک ایرانی رئیس اور مجوسی المذہب تھا اور حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی کے قتل کی سازش میں شریک ہونے کا شبہ اس پر کیا گیا تھا۔ اس پر بلا تحقیق جوش میں آکر عبید اللہ بن عمرؓ نے اس کو قتل کر

دیا وہ کہتا ہے... ایرانی لوگ مدینہ میں ایک دوسرے سے ملے جُلے رہتے تھے (جیسا کہ قاعدہ ہے کہ دوسرے ملک میں جا کر وطنیت نمایاں ہو جاتی ہے) ایک دن فیروز (قاتل عمرؓ خلیفہ ثانی) میرے باپ سے ملا اور اس کے پاس ایک خنجر تھا جو دونوں طرف سے تیز کیا ہوا تھا۔ میرے باپ نے اس خنجر کو پکڑ لیا اور اس سے دریافت کیا کہ اس ملک میں تو اس خنجر سے کیا کام لیتا ہے (یعنی یہ ملک تو امن کا ملک ہے اس میں ایسے ہتھیاروں کی کیا ضرورت ہے) اُس نے کہا کہ میں اس سے اونٹ ہنکانے کا کام لیتا ہوں۔ جب وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے اُس وقت کسی نے ان کو دیکھ لیا اور جب حضرت عمرؓ مارے گئے تو اس نے بیان کیا کہ میں نے خود ہرمزان کو یہ خنجر فیروز کو پکڑاتے ہوئے دیکھا تھا۔ اِس پر عبید اللہ (حضرت عمرؓ کے چھوٹے بیٹے) نے جا کر میرے باپ کو قتل کر دیا۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا اور عبید اللہ کو پکڑ کر میرے حوالے کر دیا اور کہا کہ اے میرے بیٹے! یہ تیرے باپ کا قاتل ہے اور تو ہماری نسبت اس پر زیادہ حق رکھتا ہے پس جا اور اس کو قتل کر دے میں نے اس کو پکڑ لیا اور شہر سے باہر نکلا۔ راستہ میں جو شخص مجھے ملتا میرے ساتھ ہو جاتا لیکن کوئی شخص مقابلہ نہ کرتا۔ وہ مجھ سے صرف اتنی درخواست کرتے تھے کہ میں اسے چھوڑ دوں۔ پس میں نے سب مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا میرا حق ہے کہ میں اسے قتل کر دوں۔ سب نے جواب دیا کہ ہاں تمہارا حق ہے کہ اسے قتل کر دو اور عبید اللہ کو بھلا بُرا کہنے لگے کہ اس نے ایسا بُرا کام کیا ہے پھر میں نے دریافت کیا کہ کیا تم لوگوں کو حق ہے کہ اسے مجھ سے چھڑا لو اُنہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں اور پھر عبید اللہ کو بُرا بھلا کہا۔ کہ اس نے بلا ثبوت اس کے باپ کو قتل کر دیا اس پر میں نے خدا اور ان لوگوں کی خاطر اس کو چھوڑ دیا۔ اور مسلمانوں نے فرطِ مسرت سے مجھے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم میں اپنے گھر تک لوگوں کے سروں اور کندھوں پر پہنچا اور انہوں نے مجھے زمین پر قدم تک نہیں رکھنے دیا۔ اس روایت سے ثابت ہے کہ صحابہؓ کا طریق عمل بھی یہی رہا ہے کہ وہ غیر مسلم کے مسلم قاتل کو سزائے قتل دیتے تھے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خواہ کسی ہتھیار سے کوئی شخص مارا جائے وہ مارا جائیگا۔

اسی طرح یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قاتل کو گرفتار کرنے والی اور اس کو سزا دینے والی حکومت ہی ہے۔ کیونکہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ عبید اللہ بن عمرؓ کو گرفتار بھی حضرت عثمانؓ نے کیا اور اس کو قتل کے لئے ہرمزان کے بیٹے کے سپرد بھی انہوں نے ہی کیا۔ نہ ہرمزان کے کسی وارث نے اس پر مقدمہ چلایا اور نہ اس نے گرفتار کیا۔

اس جگہ اس شبہ کا ازالہ کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کو سزا دینے کے لئے آیا مقتول کے وارثوں کے سپرد کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت عثمانؓ نے کیا یا خود حکومت کو سزا دینی چاہیے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ معاملہ ایک جزوی معاملہ ہے اس لئے اس کو اسلام نے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق عمل کرنے کے لئے چھوڑ دیا ہے قوم اپنے تمدن اور حالات کے مطابق جس طریق کو زیادہ مفید دیکھے اختیار کر سکتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں طریق ہی خاص خاص حالات میں مفید ہوتے ہیں۔ "

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ جلد ۲، صفحہ ۳۵۹، ۳۶۱)

بَاب ٣٢: إِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُودِيًّا عِنْدَ الْغَضَبِ

اگر مسلمان کسی یہودی کو غصے میں تھپڑ لگائے

رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کو حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

٦٩١٦: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ.

٦٩١٦: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عمرو بن یحییٰ سے، عمرو نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت ابوسعید (خدریؓ) سے، حضرت ابوسعیدؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو۔

أطرافه: ٢٤١٢، ٣٣٩٨، ٤٦٣٨، ٦٩١٧، ٧٤٢٧۔

٦٩١٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ لَطَمَ وَجْهِي. فَقَالَ ادْعُوهُ، فَدَعَوْهُ. فَقَالَ أَلَطَمْتَ وَجْهَهُ؟ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي مَرَرْتُ بِالْيَهُودِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ. قَالَ فَقُلْتُ أَعَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ فَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهُ. قَالَ لَا تُخَيِّرُونِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّورِ.

۶۹۱۷: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے، عمرو نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: یہودیوں میں سے ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا جس کے منہ پر تھپڑ لگایا گیا تھا۔ اور کہنے لگا: اے محمدؐ! آپؐ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے جو انصاری ہے میرے منہ پر طمانچہ مارا۔ آپؐ نے فرمایا: اُس کو بلاؤ۔ تو لوگوں نے اس کو بلایا۔ آپؐ نے پوچھا: اس کے منہ پر تم نے کیوں طمانچہ مارا؟ اس نے کہا: یارسول اللہ! میں یہودیوں کے پاس سے گزر رہا تھا اتنے میں میں نے اس کو یہ کہتے سنا۔ اسی ذات کی قسم ہے جس نے موسیٰ کو تمام بشر سے بہتر سمجھ کر چنا۔ وہ کہنے لگا: میں نے کہا: کیا محمد ﷺ پر بھی؟ کہنے لگا: مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اُسے تھپڑ لگا دیا۔ آپؐ نے فرمایا: انبیاء میں سے مجھے بہتر نہ قرار دو کیونکہ لوگ قیامت کے دن بے ہوش ہو جائیں گے اور میں پہلا شخص ہوں گا جو ہوش میں آئے گا تو کیا دیکھوں گا کہ موسیٰؑ عرش کے پایوں میں سے ایک پائے کو تھامے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کیا وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا طور کی بے ہوشی ہی اُن کے لئے کافی سمجھی گئی۔

أطرافه: ٢٤١٢، ٣٣٩٨، ٤٦٣٨، ٦٩١٦، ٧٤٢٧۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتابیات

قرآنِ کریم وتفاسیر

★ تفسیر صغیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

★ قرآن کریم اُردو ترجمہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ

★ تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام

★ حقائق الفرقان: تفسیری نکات حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ عنہ

ناشر: نظارت اشاعت ربوہ پاکستان، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

★ تفسیر کبیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔

☆☆☆

★ المفردات فی غریب القرآن للراغب:

أبو القاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب الاصفهانی (المتوفی ۵۰۲ھ)

الناشر: دار القلم، الدار الشامیة۔ دمشق بیروت۔ الطبعة الاولی - ۱۴۱۲ھ

کتب لِمتونِ الحدیث

★ صحیح البخاری: أبو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (المتوفی ۲۵۶ھ)

(۱) فتح الباری: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ)

مطبوعہ دار السلام الریاض۔ الطبعة الاولی - ۲۰۰۰ء

المطبعة الامیریة ببولاق بمصر ۱۳۰۱ھ

المطبع الانصاری دهلی ۱۳۰۵ھ

(۲) صحیح البخاری: مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی - ۱۳۵۷ھ

(۳) عمدة القاری: بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی (المتوفی ۸۵۵ھ)

دار احیاء التراث العربی۔ بیروت لبنان

(۴) صحیح الإمام البخاری باختلاف الروایات مطبوعة عن النسخة الیونینیة

مطبوعہ دار طوق النجاة۔ الطبعة الاولی ۔ ۱۴۲۲ھ

(۵) صحیح البخاری مطبوعہ مکتبة الرشد الریاض ۔ الطبعة الثانیة ۲۰۰۶ء

★ صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (المتوفى٢٦١هـ)
دار السلام۔ الرياض۔ الطبعة الاولى۔ ١٩٩٨ء

★ سنن الترمذی: ابو عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي (المتوفى ٢٧٩هـ)
دار السلام۔ الرياض۔ الطبعة الاولى۔ ١٩٩٩ء

★ سنن ابی داود: ابو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الازدي (المتوفى٢٧٥هـ)
دار السلام۔ الرياض۔ الطبعة الاولى۔ ١٩٩٩ء

★ سنن النسائی: ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعيب بن على النسائي (المتوفى ٣٠٣هـ)
دار السلام۔ الرياض۔ الطبعة الاولى۔ ١٩٩٩ء

★ سنن ابن ماجه: ابو عبد الله محمد بن يزيد القزوينى (المتوفى ٢٧٣هـ)
دار السلام۔ الرياض۔ الطبعة الاولى۔ ١٩٩٩ء

★ موطأ مالك برواية محمد بن الحسن الشيبانی:
مالك بن أنس بن مالك بن عامر الاصبحى المدني (المتوفى ١٧٩هـ)
المكتبة العلمية ۔ الطبعة الثانية ۔

★ مسند احمد بن حنبل: احمد بن محمد بن حنبل ابو عبد الله الشيباني (المتوفى ٢٤١هـ)
دار الفكر العربي ، المكتب الاسلامى بيروت۔
مسند أحمد مذيلة بأحكام شعيب الارنؤوط، مؤسسة قرطبة ، القاهرة۔

★ السنن الكبرى للنسائی:
أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن على الخراساني النسائي (المتوفى٣٠٣هـ)
مؤسسة الرسالة ۔ بيروت۔ الطبعة الاولى، ١٤٢١هـ / ٢٠٠١ء

★ الصحیح لابن حبان: الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان
محمد بن حبان بن أحمد التميمى (المتوفى ٣٥٤هـ)
الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت۔

★ تهذیب الآثار: أبو جعفر محمد بن جرير الطبري (المتوفى٣١٠هـ)
مطبعة المدني القاهرة۔

★ المعجم الكبير: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى٣٦٠هـ)
مكتبة العلوم والحكم الموصل۔ الطبعة الثانية ١٩٨٣ء
مكتبة ابن تيمية القاهرة۔ الطبعة الثانية۔

★ المعجم الأوسط: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى٣٦٠هـ)
دار الحرمين - القاهرة

★ المعجم الصغير: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى٣٦٠هـ)
المكتب الاسلامي - بيروت- الطبعة الاولى- ١٤٠٥ هـ / ١٩٨٥ء -

★ مكارم الأخلاق للطبرانی:
أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى٣٦٠هـ)
دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان- الطبعة الاولى، ١٤٠٩ هـ / ١٩٨٩ء-

★ المستدرك على الصحيحين:
أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله النيسابوري (المتوفى٤٠٥هـ)
دار الكتب العلمية - بيروت- الطبعة الاولى، ١٤١١ هـ / ١٩٩٠ء

★ حلية الأولياء وطبقات الأصفياء:
أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق الاصبهاني (المتوفى٤٣٠هـ)
دار الكتاب العربي - بيروت- ١٣٩٤هـ / ١٩٧٤ء-

★ شعب الإيمان: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقی(المتوفى٤٥٨هـ)
مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية
ببومباي بالهند- الطبعة الاولى، ١٤٢٣هـ / ٢٠٠٣ء

★ السنن الكبرٰی: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقی(المتوفى٤٥٨هـ)
دار الكتب العلمية – بيروت، لبنان- الطبعة الثالثة- ١٤٢٤هـ / ٢٠٠٣ء -

★ مشكاة المصابيح: محمد بن عبد الله الخطيب العمري، التبريزي(المتوفى٧٤١هـ)
المكتب الاسلامی – بيروت - الطبعة الثالثة، ١٩٨٥ء

★ كنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال:
علاء الدين على بن حسام الدين، الشهير بالمتقى الهندي (المتوفى٩٧٥هـ)
مؤسسة الرسالة - الطبعة الخامسة، ١٤٠١هـ / ١٩٨١ء

★ الأسرار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة - المعروف بالموضوعات الكبرى:
على بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى١٠١٤هـ)
دار الامانة / مؤسسة الرسالة - بيروت-

★ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:
أبو الحسن نور الدين على بن أبي بكر بن سليمان الهيثمی (المتوفى: ٨٠٧هـ)
مكتبة القدسی، القاهرة، ١٤١٤هـ/ ١٩٩٤ء

کتب لِشرح الحدیث وعلوم الحدیث

★ فتح الباری: احمد بن علی بن حجر العسقلاني (المتوفی ۸۵۲ھ)
مطبوعه دار السلام الریاض، الطبعة الاولیٰ، ۲۰۰۰ء

★ هدی الساری مقدمة فتح الباری: احمد بن علی بن حجر العسقلاني (المتوفی ۸۵۲ھ)
مطبوعه دار السلام الریاض، الطبعة الاولیٰ، ۲۰۰۰ء

★ عمدة القاری: بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی (المتوفی ۸۵۵ھ)
دار احیاء التراث العربي بیروت لبنان

★ شرح صحیح البخاری لابن بطال:
أبو الحسن علی بن خلف بن عبد الملك ، ابن بطال (المتوفی٤٤٩ھ)
مكتبة الرشد - السعودية، الرياض - الطبعة الثانية، ١٤٢٣ھ / ٢٠٠٣ء

★ المتواری علی تراجم أبواب البخاری:
أبو العباس ناصر الدين ابن المنير أحمد بن محمد بن منصور (المتوفی٦٨٣ھ)
مكتبة المعلا - الكويت۔

★ الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری:
محمد بن يوسف بن علی بن سعيد، شمس الدين الكرماني (المتوفی٧٨٦ھ)
دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان - الطبعة الثانية، ١٤٠١ھ / ١٩٨١ء

★ التوضیح لشرح الجامع الصحیح:
ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علی بن أحمد الشافعی (المتوفی٨٠٤ھ)
دار النوادر، دمشق - سوريا، الطبعة الاولی، ١٤٢٩ھ / ٢٠٠٨ء۔

★ إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری:
أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القسطلاني (المتوفی٩٢٣ھ)
المطبعة الكبرى الاميرية، مصر - الطبعة السابعة، ١٣٢٣ھ

★ شرح صحیح البخاری: محمد بن صالح العثیمین (المتوفی ١٤٢١ھ)
المكتبة الاسلامية، القاهرة۔ الطبعة الاولی، ١٤٢٨ھ / ٢٠٠٨ء۔

★ مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح:
علی بن (سلطان) محمد، أبو الحسن، الملا الهروي القاري (المتوفی ١٠١٤ھ)
دار الفكر، بيروت لبنان۔ الطبعة الاولی، ١٤٢٢ھ / ٢٠٠٢ء

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفائہ

★ براہین احمدیہ حصہ سوم ..... روحانی خزائن جلد ۱
★ ازالہ اوہام ..... روحانی خزائن جلد ۳
★ آئینہ کمالاتِ اسلام ..... روحانی خزائن جلد ۵
★ کرامات الصادقین ..... روحانی خزائن جلد ۷
★ نور القرآن نمبر ۱ ..... روحانی خزائن جلد ۹
★ سراج منیر ..... روحانی خزائن جلد ۱۲
★ ایام الصلح ..... روحانی خزائن جلد ۱۴
★ کشتی نوح ..... روحانی خزائن جلد ۱۹
★ براہینِ احمدیہ حصہ پنجم ..... روحانی خزائن جلد ۲۱
★ چشمۂ معرفت ..... روحانی خزائن جلد ۲۳

★ براہین احمدیہ حصہ چہارم ..... روحانی خزائن جلد ۱
★ الحق مباحثہ لدھیانہ ..... روحانی خزائن جلد ۴
★ شہادۃ القرآن ..... روحانی خزائن جلد ۶
★ انوار الاسلام ..... روحانی خزائن جلد ۹
★ اسلامی اصول کی فلاسفی ..... روحانی خزائن جلد ۱۰
★ کتاب البریہ ..... روحانی خزائن جلد ۱۳
★ عصمت انبیاء علیہم السلام ..... روحانی خزائن جلد ۱۸
★ ریویو مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی ..... روحانی خزائن جلد ۱۹
★ حقیقۃ الوحی ..... روحانی خزائن جلد ۲۲

Published by:
Islam International Publications Limited,
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, GU10 2AQ, UK 2009.

★ ملفوظات حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام - مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ، ۱۹۸۸ء۔
★ مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام - ناشر: الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ۔
★ مکتوباتِ احمد - حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے خطوط اور مکاتیب
مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ، ایڈیشن دوم، ۲۰۰۸ء۔
★ درِّ ثمین (اُردو) - حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا پُر معارف منظوم کلام، مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ۔

☆☆☆

★ خطباتِ نور (مجموعہ خطبات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ)
★ خطاباتِ نور (مجموعہ تقاریر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ)
ناشر: نظارت اشاعت ربوہ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ طبع اوّل۔
★ نور الدین بجواب ترکِ اسلام - مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ۔
★ ارشاداتِ نور - حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ
نظارت اشاعت ربوہ۔ طبع اوّل۔

★ ذکر الٰہی ..... انوار العلوم جلد ۳
★ تقدیر الٰہی ..... انوار العلوم جلد ۴
★ احمدیت یعنی حقیقی اسلام ..... انوار العلوم جلد ۸
★ دنیا کا محسن ..... انوار العلوم جلد ۱۰
★ نبی کے زمانہ میں چھوٹے بڑے اور بڑے چھوٹے کیے جاتے ہیں ..... انوار العلوم جلد ۱۰
★ فضائل القرآن نمبر ۲ ..... انوار العلوم جلد ۱۱
★ تحفہ لارڈ اِروَن ..... انوار العلوم جلد ۱۲
★ رسول کریم ﷺ نے صحیح تمدن کی بنیاد رکھی ..... انوار العلوم جلد ۱۲
★ انقلابِ حقیقی ..... انوار العلوم جلد ۱۵
★ سیر روحانی نمبر ۳ ..... انوار العلوم جلد ۱۶
★ اسلام کا اقتصادی نظام ..... انوار العلوم جلد ۱۸
★ نیکیوں پر استقلال اور دوام کی عادت ڈالیں ..... انوار العلوم جلد ۱۸
★ خدا تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لیے ہمیشہ نبی مبعوث فرماتا ہے ..... انوار العلوم جلد ۱۸
★ نیکی کی تحریک پر فوراً عمل کرو ..... انوار العلوم جلد ۱۸
★ رسول کریم ﷺ کی زندگی کے تمام اہم واقعات ..... انوار العلوم جلد ۱۹
★ دستورِ اسلامی یا اسلامی آئینِ اساسی ..... انوار العلوم جلد ۱۹
★ قیام پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں ..... انوار العلوم جلد ۱۹
★ سیر روحانی نمبر ۴ ..... انوار العلوم جلد ۱۹
★ تعلق باللہ ..... انوار العلوم جلد ۲۳

تصانیف سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
فضل عمر فاؤنڈیشن

Published by:
Islam International Publications Limited,
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, GU10 2AQ, UK.

★ خطباتِ محمود (خطباتِ جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
زیر اہتمام فضل عمر فاؤنڈیشن۔
★ فرمودات مصلح موعود (دربارہ فقہی مسائل) مرتبہ سید شمس الحق مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ
★ خطبات ناصر (خطباتِ جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ
نظارت اشاعت ربوہ

★ خطباتِ طاہر (خطباتِ جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
طاہر فاؤنڈیشن- بلیک ایرو پرنٹرز لاہور۔
★ الأزهار لذوات الخمار جلد ۲ (مجموعہ خطابات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)
لجنہ اماء اللہ پاکستان- ۲۰۰۹ء
★ خطباتِ مسرور (خطباتِ جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
نظارت اشاعت ربوہ۔

كتب السيرة والتاريخ

★ أسد الغابة في معرفة الصحابة:
أبو الحسن علی بن أبي الكرم، عز الدين ابن الأثير (المتوفى ٦٣٠هـ)
دار الفكر - بيروت۔ ١٤٠٩هـ / ١٩٨٩ء۔
★ الإصابة في تمييز الصحابة:
أبو الفضل أحمد بن علی ابن حجر العسقلاني (المتوفى ٨٥٢هـ)
دار الكتب العلمية - بيروت - الطبعة الأولى - ١٤١٥هـ -
★ سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم - مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد (ایم اے) رضی اللہ عنہ
Islam International Publications Limited,
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, UK. 2003.
★ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ
★ ذکر حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ - مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔

☆☆☆

كتب اللّغة والمعاجم

★ الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية:
أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي (المتوفى ٣٩٣هـ)
دار العلم للملايين، بيروت۔ الطبعة الرابعة۔ ١٤٠٧ هـ / ١٩٨٧ء۔
★ مقاييس اللغة: أحمد بن فارس بن زكرياء القزوينی (المتوفى ٣٩٥هـ)
دار الفكر۔ ١٩٧٩ء۔
★ لسان العرب: محمد بن مكرم بن علی، ابن المنظور (المتوفى ٧١١هـ)
دار صادر بيروت۔ الطبعة الثالثة - ١٤١٤هـ۔

★ تاج العروس من جواهر القاموس:
محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق، الملقّب بمرتضى الزَّبيدي (المتوفى ١٢٠٥هـ)
الناشر: دار الهداية

★ أقرب الموارد فی فصح العربية والشوارد: سعيد الخوري الشرتوني اللبناني
منشورات مكتبة آية الله العظمى المرعشي النجفي۔ ايران۔ ١٤٠٣هـ

★ المنجد فی اللغة: الاب لويس معلوف اليسوعی
المطبعة الكاثوليكية، بيروت۔ الطبعة الخامسة عشرة۔ ١٩٥٦ء۔

★ مطالع الأنوار علی صحاح الآثار (فی فتح ما استغلق من كتاب الموطأ والبخاري ومسلم):
إبراهيم بن يوسف بن أدهم، أبو إسحاق ابن قرقول (المتوفى ٥٦٩هـ)
وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامية، دولة قطر۔ الطبعة الاولى، ١٤٣٣هـ / ٢٠١٢ء۔

★ النهاية فی غريب الحديث والأثر:
مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد، ابن الاثير (المتوفى ٦٠٦هـ)
المكتبة العلمية۔ بيروت، ١٣٩٩هـ / ١٩٧٩ء

★ القاموس الوحيد: علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی (المتوفی ۱۹۹۵ء)
ادارۂ اسلامیات لاہور۔ اشاعت اوّل ۲۰۰۱ء۔

★ فیروز اللغات (اردو جامع): مرتبہ الحاج مولوی فیروز الدین
پرنٹر و پبلشر: ظہیر سلام۔ مطبوعہ: فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور، ۲۰۱۰ء۔

★ اردو لغت: اردو لغت بورڈ۔ ترقی اردو بورڈ کراچی۔ ایڈیشن اوّل۔ ۱۹۹۲ء۔

★ اعجاز اللغات: ذوالفقار احمد تابش۔ پبلشر: سنگ میل۔ ۲۰۰۲ء۔

الكتب الأخرى والرسائل

★ بائیبل: کتابِ مقدس (یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ)
برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی - انارکلی لاہور، ۱۹۲۲ء
پاکستان بائبل سوسائٹی - انارکلی لاہور، ۱۹۹۳ء

★ المبسوط: محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الائمة السرخسي (المتوفى ٤٨٣هـ)
دار المعرفة۔ بيروت۔ ١٤١٤هـ / ١٩٩٣ء۔

★ الهداية فی شرح بداية المبتدی:
أبو الحسن برهان الدين علی بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني (المتوفى ٥٩٣ هـ)
دار احياء التراث العربي۔ بيروت۔ لبنان۔

★ المجموع شرح المهذب: أبو زكريا محيى الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى ٦٧٦هـ)
دار الفكر ، بيروت لبنان۔

★ فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام:
محمد بن صالح العثيمين (المتوفى ١٤٢١ هـ)
المكتبة الاسلامية ۔ الطبعة الاولى۔ ١٤٢٧هـ / ٢٠٠٦ء۔

★ توضيح الأحكام من بلوغ المرام:
أبو عبد الرحمن عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام التميمي (المتوفى ١٤٢٣هـ)
مكتبة الاسدي، مكّة المكرّمة ۔ الطبعة الخامسة ۔ ١٤٢٣هـ /٢٠٠٣ء۔

★ مضامین بشیر (حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ عنہ)
ناشر: عبد المنان کوثر، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ شائع کردہ: مجلس انصار اللہ پاکستان۔

★ قتل مرتد اور اسلام- مصنفہ حضرت مولانا شیر علی صاحب۔ طبع دوم نومبر ۲۰۱۰ء۔

★ دُرِّ عَدَن - منظوم کلام حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم ؓ
نظارت نشر و اشاعت قادیان، مطبوعہ فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان، ۲۰۰۲ء۔

★ مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے - شیخ رحمت اللہ خان شاکر۔ شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ۔

★ البدر- قادیان دار الامان ..... مطبع انوار الاسلام پریس قادیان

★ الحکم (۱۰/ جولائی ۱۹۰۴ء)- ایڈیٹر حضرت شیخ یعقوب علی رضی اللہ عنہ ..... مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان

★ ریویو آف ریلیجنز (جنوری ۱۹۰۴ء، جلد ۳ نمبر ۱) ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان

★ روزنامہ الفضل قادیان (۹/ مئی ۱۹۴۵ء)- ایڈیٹر غلام نبی ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان

★ روزنامہ الفضل ربوہ (۱۰/ جنوری ۱۹۶۱ء)- ایڈیٹر: روشن دین تنویر ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

★ روزنامہ الفضل ربوہ (۱۳/ نومبر ۱۹۹۹ء) - ایڈیٹر: عبد السمیع خان ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

★ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (۲۵/ جون ۱۹۹۹ء) (۱۴/ جولائی ۲۰۰۰ء) - ایڈیٹر: نصیر احمد قمر
Al Fazl International Weekly, London
16 Gressenhall Road, London SW18 5QL (U.K.)

★ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (۱۸/ نومبر ۲۰۱۶) (۲۶/ مئی ۲۰۱۷ء) ۔ ایڈیٹر: نصیر احمد قمر
Al Fazl International Weekly, London
Tahir House – 22 Deer Park Road, London SW19 3TL (U.K.)

★ روزنامہ الفضل لندن (آن لائن ایڈیشن) - مدیر: ابو سعید
https://www.alfazlonline.org

☆☆☆